ردِّ قادیانیت

رسائل

- حضرت مولانا سید محمد ہاشم شمسیؒ
- محترم و مکرم جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ
- جناب مولانا امان اللہ گجراتیؒ
- محترم و مکرم جناب عبدالرحیم عاجز امرتسریؒ
- حضرت مکرم و محترم مولانا عبدالرحیم ڈیرویؒ
- حضرت مولانا بہاؤالحق قاسمی امرتسریؒ
- محترم و مکرم جناب ماسٹر محمد ابراہیمؒ
- حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں
- مسلمانانِ ڈاور صاحبان
- حضرت مولانا محمد نعیم آسیؒ سیالکوٹی
- جناب حاجی محمد مسلم صاحب دیوبندی

احتسابِ قادیانیت

جلد ۴۴

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوة

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون : 061-4783486

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

نام کتاب/ : احتساب قادیانیت جلد چوالیس (۴۴)

مصنفین : حضرت مولانا سید محمد ہاشم شمسیؒ
مکرم ومحترم جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ
جناب مولانا امان اللہ گجراتیؒ
جناب مکرم ومحترم عبدالرحیم عاجزؒ امرتسری
حضرت مکرم ومحترم مولانا عبدالرحیم ڈیرویؒ
حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ امرتسری
جناب مکرم ومحترم ماسٹر محمد ابراہیمؒ
حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ لودھراں
مسلمانان ڈاور صاحبان
حضرت مولانا محمد نعیم آسیؒ سیالکوٹی
جناب حاجی محمد مسلم صاحبؒ دیوبندی

صفحات : ۶۴۰

قیمت : ۳۵۰ روپے

مطبع : ناصر زین پریس لاہور

طبع اوّل : اپریل ۲۰۱۲ء

ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

Ph: 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد ۴۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

عرض مرتب

الحمد للّٰہ وکفٰی وسلام علیٰ سید الرسل وخاتم الانبیاء۰ اما بعد!

قارئین کرام! لیجئے اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد نمبر چوالیس (۴۴) پیش خدمت ہے۔

۞...... حضرت مولانا سید محمد ہاشمؒ فاضل شمسی حیدرآباد (ولادت ۲؍اگست ۱۹۰۸ء، بہار، وفات ۱۵؍اگست ۱۹۸۸ء، حیدرآباد) کے نامور عالم دین تھے۔ آپ نے ۱۹۷۵ء میں ایک کتاب اپنے عزیزوں کی خواہش پر تحریر کی۔ قرآنی آیات اور احادیث نبویہؐ سے ختم نبوت کے مسئلہ پر دلائل جمع کئے۔ آپ نے اس کا نام تجویز کیا۔

۱...... عالمگیر نبوت: اس کتاب پر حصہ اوّل درج ہے۔ دوسرا حصہ تالیف ہوا یا نہ، شائع ہوا اور ہمیں نہ مل سکا یا کہ سرے سے شائع ہی نہیں ہوا۔ اس پر کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم حصہ اوّل میں بھی بہت اچھا مواد جمع کیا ہے۔ زیادہ تر مواد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کی کتاب ختم نبوت کامل سے لیا گیا ہے۔ اس کتاب کو حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ کے سسر جناب ڈاکٹر فضل الرحمٰن انصاری قادریؒ کے ادارہ ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک سنٹر کراچی نے شائع کیا۔ اس جلد میں اسے شامل کیا گیا ہے۔

۞...... جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ (وفات ۱۴؍اپریل ۲۰۱۰ء) انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے بانی نے ۱۹۸۴ء میں ایک مقالہ تحریر فرمایا۔ ہوا یہ کہ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ساہیوال میں قادیانیوں کے ہاتھوں، حافظ بشیر احمدؒ اور طالب علم رہنما محمد رفیقؒ صاحب کی شہادت نے ماحول میں سخت کشیدگی کے حالات پیدا کر دیئے۔ امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ناکام بنانے کے لئے قادیانیوں نے جدوجہد شروع کی۔ ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس آرڈیننس کو مؤثر بنانے اور عمل درآمد کے لئے بھرپور منظم جدوجہد کا آغاز

کیا۔لٹریچر کی تیاری،لاکھوں بندگان خدا تک پہنچانے کے لئے اس کی تقسیم عام کا فائدہ ہوا۔رائے عامہ بیدار ہوئی۔قادیانیوں کو ہمیشہ کی طرح اب بھی پسپائی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔حنیف رامے نے قادیانیوں کی حمایت میں اخبار جنگ میں ایک مضمون لکھا۔حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ اور فقیر راقم کا جواب ایک ساتھ دونوں مضامین اخبار جنگ میں شائع ہوئے۔اس صورتحال پر جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ نے یہ مقالہ تحریر فرمایا۔جس کا نام:

۲...... قادیانی مسئلہ اور اس کا نیا اور پیچیدہ تر مرحلہ: تجویز فرمایا۔یہ مقالہ پہلے ڈاکٹر صاحب کے رسالہ خدام القرآن میں شائع ہوا۔پھر آپ نے اسے علیحدہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا۔اس جلد میں اسے شائع کرنے کی اللہ رب العزت نے توفیق رفیق فرمائی۔

۞...... گجرات شاہدولہ گیٹ کے باسی جناب امان اللہ صاحب تھے۔ان کے عزیزوں میں قادیانیت ایسی لعنت کے اثرات درکر آتے۔آپ نے ان کو سمجھانے کے لئے ایک رسالہ ترتیب دیا۔جس میں (۱) ثابت کیا کہ دور اوّل کے جھوٹے مدعیان نبوت اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں مماثلت،اس بات کی دلیل ہے کہ ان تمام ملعونین کے دل آپس میں ملے ہوئے تھے۔ (۲) مرزا قادیانی باپ،مرزا محمود قادیانی بیٹا دونوں کی تحریرات میں تضاد۔(۳) مرزا قادیانی کے اپنے کلام میں تضاد کے دلائل اس مختصر کتابچہ میں آپ نے اچھوتے انداز میں جمع کئے اور اس رسالہ کا نام تجویز کیا:

۳...... مرزا کی کہانی اس کی اپنی زبانی: الحمد للہ ! کہ اس جلد میں اس رسالہ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

۞...... مجلس احرار اسلام ہند کے رہنما جناب عبدالرحیم عاجز امرتسریؒ (ولادت ۱۸۹۶ء، امرتسر،وفات یکم رمئی ۱۹۵۳ء،لاہور) اپنے دور کے نامور شاعر تھے۔جناب مرزا غلام نبی جانبازؒ اور جناب سائیں محمد حیات پسروریؒ آپ سے اصلاح لیتے تھے۔جناب عبدالرحیم عاجز امرتسریؒ کی پنجابی زبان کی دو نظمیں:

۴...... قادیانی دجل: کے نام سے چار ورقی پمفلٹ میں شائع شدہ ملیں۔ اس جلد میں ان کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

❁...... ڈیرہ غازیخان کے علاقہ سے تعلق رکھنے والے دو بزرگ استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالرحیم صاحبؒ نے ملتان آکر ''کتب خانہ'' قائم کیا۔ جس کا نام مکتبہ صدیقیہ رکھا۔ یہ دونوں حضرات بھائی تھے۔ حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحبؒ بہت بڑے عالم ربانی تھے۔ آپ جامعہ خیرالمدارس اور قاسم العلوم ملتان میں استاذ الحدیث بھی تھے۔ اخلاص وتقویٰ کا پیکر تھے۔ آپ کو اللہ رب العزت نے دردمند عالم دین کا دل نصیب فرمایا تھا۔ آپ نے مکتبہ صدیقیہ سے، بہت سی درسی اور دیگر کتب شائع کیں۔ آپ نے ملتان سے ماہنامہ ''الصدیق'' بھی جاری کیا۔ جو اپنے دور میں نامور دینی، ادبی ومعلوماتی رسائل میں شمار ہوتا تھا۔ آپ کے برادر حضرت مولانا عبدالرحیمؒ ڈیروی نے ''الصدیق'' میں شائع ہونے والے ردقادیانیت پر اہم مضامین کو پمفلٹوں ورسائل کی شکل میں شائع کرنا شروع فرمایا تھا۔ ہمیں آپ کے تین رسائل ملے ہیں۔

۵/۱...... مرزائیوں کے خطرناک ارادے:

۶/۲...... مرزائیوں کا اصلی چہرہ:

۷/۳...... مرزائیوں کی خوفناک سیاسی چالیں: ان تینوں رسائل کو ہم احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ ''مرزائیوں کے خطرناک ارادے'' ماہنامہ الصدیق ملتان ماہ جمادی الاوّل ۱۳۷۱ھ میں شائع ہوا تھا۔ اس میں قادیانیوں کے سیاسی خطرناک عزائم کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ باسٹھ سال بعد شائع ہو رہا ہے۔ دوسرا رسالہ ''مرزائیوں کا اصلی چہرہ'' اس میں قادیانیوں کے خلاف اسلامی عقائد کو بیان کیا گیا ہے۔ تیسرا رسالہ ''مرزائیوں کی خوفناک سیاسی چالیں'' کا موضوع، نام سے واضح ہے۔ پڑھیں کہ ہمارے بزرگوں کی محنت ہے۔

⁕...... مشرقی پنجاب کے مردم خیز خطہ امرتسر کے نامور عالم دین اور مذہبی رہنما، پیر طریقت حضرت مولانا پیر غلام مصطفیٰ صاحب قاسمیؒ تھے۔ جو امرتسر کے مفتی تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ صاحب قاسمیؒ کے شاگردوں میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ بانی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی تھے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ کے صاحبزادے پیرزادہ مولانا محمد بہاء الحق قاسمیؒ (ولادت یکم رمئی ۱۹۰۰ء، امرتسر، وفات ۲رفروری ۱۹۸۷ء، لاہور) تھے۔ آج کل روزنامہ جنگ کے کالم نگار مخدومی ومخدوم زادہ جناب عطاء الحق قاسمی حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ صاحب کے صاحبزادہ ہیں۔ مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی نے ردقادیانیت پر کئی کتابچے تحریر فرمائے ہیں۔ ہمیں صرف چار ملے ہیں:

۸/۱...... مطالبۂ حق: اس کا تعارف خود ٹائٹل مصنف مرحوم نے یہ تحریر فرمایا۔ ''مرزائیوں کو جداگانہ اقلیت قرار دیئے جانے اور سرظفر اللہ کو وزارت خارجہ کے عہدہ سے علیحدہ کئے جانے کے مطالبہ کے دلائل پر مشتمل مختصر رسالہ ''مطالبہ حق'' جو ادارہ قاسمیہ وزیرآباد پنجاب نے شائع کیا۔'' تاریخ اشاعت یکم رذیقعدہ ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۴رجولائی ۱۹۵۲ء درج ہے۔

۹/۲...... گستاخ مرزا: یہ رسالہ بھی مولانا محمد بہاء الحق قاسمیؒ کا مرتب کردہ ہے۔ جو انجمن مباہلہ امرتسر نے شائع کیا تھا۔ انجمن مباہلہ کے بانی مبانی مولانا عبدالکریم مباہلہؒ تھے۔ جن کی کتب ورسائل ہم احتساب قادیانیت کی کسی سابقہ جلد میں شائع کر چکے ہیں۔

۱۰/۳...... مرزائی لٹریچر میں توہین انبیاء وصلحاء: یہ رسالہ بھی حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ کا ہے۔ جسے انجمن مباہلہ امرتسر نے شائع کیا تھا۔

۱۱/۴...... غذائے مرزا: یہ حضرت مولانا بہاء الحق صاحب قاسمیؒ کا ایک مضمون ہے۔ جو غالباً اخبار اہل حدیث امرتسر میں شائع ہوا۔ بعد میں مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ اور مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے اسے کتابچہ کی شکل میں شائع کردیا۔ اس کے علاوہ بھی مولانا بہاء الحق قاسمیؒ کے ردقادیانیت پر رشحات قلم ہیں جن تک رسائی سے ہم محروم رہے۔ ان چار رسائل کی اشاعت پر اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھ شکر بجالاتے ہیں۔

✿...... کسی زمانہ میں مڈھ رانجھا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا میں ''انجمن تبلیغ الاسلام'' قائم تھی۔ تقسیم ہند کے بعد مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ بھی ابتداً مڈھ رانجھا میں آ کر قیام پذیر رہے۔ غالباً یہ اس زمانہ میں آپ نے قائم فرمائی تھی۔ بعد میں اس مڈھ رانجھا کے جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحبؒ نے انجمن تبلیغ اسلام کے کام کو سنبھالا۔ دسمبر۱۹۶۳ء میں آپ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا۔ جس کا نام تھا:

۱۲...... ابن مریم زندہ ہیں حق کی قسم: اس رسالہ کو شائع کرنے کی سعادت پر اللہ رب العزت کے حضور شکر بجالاتے ہیں۔ ملعون قادیان نے ایک شعر کہا جس میں تھا:

حق کی قسم مر گیا ابن مریم

اس مصرعہ کے جواب کو اس کتابچہ کا عنوان بنایا گیا۔ قارئین کرام! یہ جان کر خوشی محسوس کریں گے۔ عجیب اتفاق ہے کہ فقیر آج ۱۴؍اپریل۲۰۱۲ء کو عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پھالیہ میں شرکت کے سلسلہ میں پھالیہ میں قیام پذیر ہے اور پھالیہ میں یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ پھالیہ مڈھ رانجھا کے بہت قریب ہے۔ انہیں حضرات کی ان محنتوں کے صدقہ میں جہاں اللہ رب العزت نے اس کتابچہ کو شائع کرنے کی توفیق دی۔ وہاں ختم نبوت کانفرنس کے انعقاد کی بھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو توفیق سے سرفراز فرمایا۔ پاکستان بننے کے بعد اس علاقہ میں یہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پھالیہ پہلی بار اتنے بڑے پیمانہ پر منعقد ہورہی ہے کہ اس پر جتنا اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ اس کانفرنس میں گجرات، جہلم، منڈی بہاء الدین کے تین اضلاع سے عوام شرکت کررہے ہیں۔ کانفرنس اپنی نوعیت کی مثالی کانفرنس ہے۔ حق تعالیٰ اسے کامیابی سے سرفراز فرمائیں۔ آمین!

✿...... لودھراں شہر کسی زمانہ میں ملتان کی تحصیل ہوا کرتا تھا۔ آج خود ضلع ہے۔ لودھراں شہر میں حضرت مولانا محمد موسیٰ مرحوم (ولادت ۲۰؍جولائی ۱۹۲۹ء، وفات ۲۶؍فروری ۲۰۰۳ء) ہوتے تھے۔ مولانا محمد موسیٰ بن محمد حسین بن حاجی محمد بن میاں پیرن بن مولانا غلام حسین بن حافظ نور محمد۔ حافظ نور محمد صاحب ڈھوری اڈہ ضلع لیہ کے رہائشی تھے۔ وہاں ہی آپ کا مزار مبارک بھی ہے۔ ان

کے بیٹے مولانا غلام حسینؒ صاحب لیہ سے بہاولپور آ گئے۔ یہاں نواب آف بہاولپور کے خدام خاص میں شمار ہوتے تھے۔ آپ کی قبر مبارک ملوک شاہ قبرستان بہاولپور میں ہے۔ نواب صاحب نے ان کو ایک مربعہ زمین دی تھی جو دریا برد ہوگئی تو ان کے بیٹے میاں پیرن لودھراں آ گئے۔ لودھراں، بہاولپور ایک دوسرے کے ہمسایہ شہر ہیں۔ صرف درمیان میں دریائے ستلج ہے۔ جس کا پانی ایوب خان نے ایسے سمجھدار فوجی حکمران نے انڈیا کو فروخت کر کے ریاست بہاولپور کے زرعی علاقہ کو بھی ریگستان میں تبدیل کر دیا۔ میاں پیرن کے بیٹے حاجی محمد ان کے بیٹے محمد حسین ان کے بیٹے مولانا محمد موسیٰ ہمارے ممدوح ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی مولانا محمد حسین صاحب سے حاصل کی۔ دورہ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس ملتان سے کیا۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا محمد شریف کاشمیریؒ، مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ، مولانا جمال الدینؒ، مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ ایسے اکابر تھے۔ مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ نے لودھراں میں مدرسہ خیر العلوم قائم کیا اور لودھراں میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی داغ بیل ڈالی۔ یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے۔

تب مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست حضرت مولانا سید بشیر احمد شاہ کاظمیؒ تھے۔ امیر حافظ غلام رسولؒ ناظم اعلیٰ مولانا محمد موسیٰؒ، خازن صوفی محمد علی صاحبؒ مقرر ہوئے۔ تب سے لے کر وفات تک لودھراں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے جھنڈا کو حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ نے بلند کئے رکھا۔ مولانا محمد موسیٰ صاحب بہت ہی جفاکش عالم دین تھے۔ دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہر باطل سے ٹکرانا آپ کا شیوہ تھا۔ قادیانیت کے خلاف اللہ رب العزت کی بے نیام تلوار تھے۔ قادیانی کتب پر بھرپور عبور تھا۔ جہاں قادیانیت سر نکالتی، یہ قادیانی کتب سائیکل پر رکھتے اور وہاں جا موجود ہوتے۔ مولانا محمد موسیٰ واقعتاً لودھراں میں قادیانیت کے فرعون کے سامنے لکل فرعون موسیٰ کا مصداق تھے۔ لودھراں کے قرب وجوار میں مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا خدا بخش شجاع آبادیؒ، مولانا قاضی محمد اللہ یار خانؒ کو بلوا کر ختم نبوت کی صداؤں کو بلند کرتے تھے۔ آپ نے جمعیت علماء اسلام کے قیام اور اس کے پروگرام کو آگے بڑھانے میں یادگار اسلاف حضرت مولانا

سید بشیر احمد شاہ صاحب کاظمیؒ کے دست و بازو کے طور پر مثالی خدمات سرانجام دیں۔ غرض ایک مخلص عالم دین میں جو خوبیاں ہونی چاہئے تھیں وہ آپ میں علیٰ وجہ الاتم موجود تھیں۔ مولانا محمد موسیٰ صاحبؒ کے چار رسائل اور دو اشتہارات ردقادیانیت پر ہمیں میسر آئے جن کے نام یہ ہیں:

۱/۱۳...... لودھراں شہر میں مرزائیوں کی یلغار اور مسلمانان لودھراں کی فریاد:

۲/۱۴...... فرقہ غلام احمدی (مرزائیت) کی حقیقت:

۳/۱۵...... مقام محمدیت اور دجل مرزائیت:

۴/۱۶...... خاتم الانبیاء کی عدالت میں مرزا غلام احمد کو سزا اور حقیقت:

۵/۱۷...... آنجہانی مرزا قادیانی، کرشن تھا یا دجال؟ (اشتہار):

۶/۱۸...... آنجہانی مرزا قادیانی، مرد تھا یا عورت؟ (اشتہار):

یہ چار رسائل اور دو اشتہار حضرت مولانا مرحوم کے رشحات قلم فقیر کو دستیاب ہوئے۔ اس جلد میں شامل کرنے پر دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ الحمد للہ!

❁...... ۱۰؍اپریل ۱۹۶۵ء کوڈاور نزد چناب نگر (ربوہ) میں مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ اور قادیانی مناظر قاضی نذیر سے ختم نبوت پر مناظرہ ہوا۔

دوسرے مناظرہ کے لئے ۲۰؍اپریل ۱۹۶۵ء کی تاریخ طے تھی کہ حیات مسیح علیہ السلام اور کذب مرزا پر مناظرہ ہوگا۔ پہلے مناظرہ میں قادیانیوں کو مولانا لال حسین اخترؒ نے ایسی ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا کہ ۲۰؍اپریل ۱۹۶۵ء کو قادیانیوں کو میدان مناظرہ میں آنے کی جرأت نہ ہو پائی۔ اس مناظرہ کی چند صفحاتی رپورٹ مسلمانان ڈاور نے شائع کی۔ جس میں اس مناظرہ میں مولانا لال حسین اخترؒ، مولانا سید احمد شاہ چوکیرہؒ، علامہ ڈاکٹر خالد محمود، مولانا محمد نافع جامع محمدی، مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ، مولانا خدا بخش بھیرویؒ، مولانا عبدالمالک خان حال شیخ الحدیث منصورہ شریک ہوئے۔ اس مناظرہ کی مختصر رپورٹ پر مشتمل یہ رسالہ:

۱۹...... مرزائیوں کی شکست فاش کا دلچسپ نظارہ، ربوہ کے نزدیک ایک مناظرہ:

اس جلد میں شائع کرنے پر اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے ہیں۔

❁...... سیالکوٹ کی ایک مرنجاں مرنج دینی شخصیت حضرت مولانا نعیم آسیؒ (ولادت ۱۹۳۹ء، وفات ۹ رنومبر ۱۹۹۰ء سیالکوٹ) تھے جو شیخ الحدیث حضرت مولانا حامد میاںؒ بانی جامعہ مدنیہ لاہور کے مرید خاص تھے۔ مولانا نعیم آسیؒ نے مسلم اکادمی کے نام پر سیالکوٹ میں ادارہ قائم کیا۔ آپ بہت اچھے معیاری لکھاری تھے۔ آپ کے مضامین اس زمانہ میں ہفت روزہ چٹان لاہور میں آغا شورش کاشمیریؒ شائع کیا کرتے تھے۔ مولانا نعیم آسیؒ جمعیت علماء اسلام سیالکوٹ کے روح رواح تھے اور ایک مسجد کے خطیب بھی تھے۔ خوب علم دوست انسان تھے۔ آپ کی ردقادیانیت پر ایک کتاب اور ایک رسالہ ہمیں دستیاب ہوئے۔ کتاب کا نام ہے:

۲۰/۱...... اقبال اور قادیانی: یہ کتاب مئی ۱۹۷۴ء میں آپ نے شائع کی اور جو رسالہ ملا اس کا نام ہے:

۲/۲۱...... قادیانی مسئلہ آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کا تقاضہ کرتا ہے: یہ رسالہ فروری ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا۔ مولانا نعیم آسیؒ جوانی میں جاں بحق ہوئے۔ ان کے رشحات قلم کو شائع کرنے پر دل مسرتوں سے لبریز ہے کہ وہ فقیر کے بہت اچھے دوست تھے۔ ہماری حضرت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ کے منظور نظر تھے۔ رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ رحمۃ واسۃ!

❁...... کراچی کے درویش صفت ایک بزرگ تھے جناب الحاج محمد مسلم دیوبندی بن برکت اللہ، ٹھٹھائی کمپاؤنڈ کراچی میں کپڑا کی تجارت کرتے تھے۔ آپ نے سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کی تفسیر وترجمہ کشف الرحمٰن دو جلدوں میں شائع کر کے مفت تقسیم کی۔ آپ کے اس زمانہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کراچویؒ سے نیازمندانہ تعلقات تھے۔ آپ ہفتہ وار لولاک فیصل آباد کے مستقل قاری تھے۔ ردقادیانیت پر مختلف رسائل لولاک اور حضرت مولانا نور محمد صاحب پٹیالویؒ کی کتب سے بہت سارا مواد لے کر اپنی ترتیب سے دو کتابیں مرتب کر کے شائع کیں۔

۲۲/۱...... اسلامیہ پاکٹ بک:

۲۳/۲...... حقیقت مرزا: یہ دونوں کتابیں احتساب قادیانیت کی جلد نمبر۴۴ میں شامل اشاعت ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس جلد میں:

۱......	حضرت مولانا محمد ہاشم صاحب	کی	۱	کتاب
۲......	جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب	کا	۱	رسالہ
۳......	جناب امان اللہ صاحب	کا	۱	رسالہ
۴......	جناب عبدالرحیم عاجز صاحب	کا	۱	رسالہ
۵......	حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب ڈیروی	کے	۳	رسائل
۶......	حضرت مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی	کے	۴	رسائل
۷......	جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب	کا	۱	کتابچہ
۸......	حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں	کے	۶	رسائل
۹......	مسلمانان ڈاور	کا	۱	رسالہ
۱۰......	حضرت مولانا محمد نعیم آسی صاحب سیالکوٹ	کے	۲	رسائل
۱۱......	جناب حاجی محمد مسلم صاحب دیوبندی	کی	۲	کتب

....

گویا گیارہ حضرات کے کل ۲۳ رسائل وکتب

اس جلد میں شامل ہیں۔ اگلی جلد کی آمد تک کے لئے دعاؤں کی درخواست کے ساتھ اجازت۔

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا!

۲۱ر جمادی الاوّل ۱۴۳۳ھ، بمطابق ۱۴/۱۴پریل ۲۰۱۲ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

عالمگیر نبوت

حضرت مولانا سید محمد ہاشم فاضل شمسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے ان شہیدوں کے نام! جنہوں نے اپنا خون دے کر ختم نبوت کی تحریک کو پروان چڑھایا اور بالآخر حضور خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے عشق میں اپنی قربانیاں پیش کر کے پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ تاریخی فیصلہ منوالیا کہ مرزائی غیر مسلم اقلیت ہیں اور اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

بندہ آثم سید محمد ہاشم عفی عنہ!

وجہ تالیف

قرآن مجید کی ایک ایک آیت حضور سید المرسلین ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہے اور سینکڑوں احادیث مبارکہ اس عنوان پر موجود ہیں۔ میرے چند عزیزوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ ختم نبوت پر ایک ایسی کتاب لکھوں۔ جس میں مختصراً آیات واحادیث کے حوالوں کے علاوہ عقلی دلائل سے اس مضمون کو سمجھایا جائے۔ چنانچہ پیش نظر کتاب، الحمدللہ کہ اسی طرز پر لکھی گئی ہے۔ امید کہ قارئین پسند فرمائیں گے اور اس گنہگار کو دعائے خیر میں یاد رکھیں گے۔

بندہ آثم سید محمد ہاشم عفی عنہ

۱۵/ ذی الحجہ ۱۳۹۴ھ حیدرآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب اللعلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ وامتہ اجمعین. لا نبی بعدہ!

نور و ظلمت، ایمان و کفر، آدمؑ و ابلیس، صادق و کاذب کی جنگ اس دن سے شروع ہوگئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدمؑ کا فیصلہ کیا اور آدمؑ کو خلیفہ اور پہلا نبی بنا کر زمین پر اتارا اور یہ سلسلۂ جنگ ختم کائنات اور قیام قیامت تک جاری رہے گا۔ اللہ نے شیطان کو بہت طاقتور بنایا۔ اس کی رسی دراز کی اور قیامت تک اس کو چھوٹ دے دی۔ آدم و بنی آدم کو بہکانے کے لئے شیطان کو یہ قدرت ملی کہ وہ ظاہر ہو کر اور چھپ کر دلوں میں اتر کر رگوں میں دوڑ کر انسانوں کو بہکاتا ہے۔ عقل و دانائی اور مال و دولت کے غرور میں مبتلا کرتا ہے۔ عیش و عشرت کی رنگینیوں میں پھنساتا ہے۔ الغرض شیطان ایک مداری ہے۔ دنیا اس کی بندریا اور انسان تماشائی، جونہی انسان شیطان کے کرتب اور دنیا کی کشش کی طرف متوجہ ہو کر خدا سے غافل ہوا۔ اس کی گرہ کٹی، پاؤں پھسلا اور صراط مستقیم سے دور ہوا۔ غفلت سے جگانے شیطان سے بچانے اور راہ ہدایت دکھانے کے لئے اللہ رب العزۃ ابتدا ہی سے رسولوں کو بھیجتا اور کتابیں نازل کرتا رہا۔ تاکہ اللہ کے چاہنے والے اللہ کی طرف آئیں اور اللہ سے غافل اپنے برے انجام کی طرف بڑھیں۔ نبی کی ذات منارۂ ہدایت ہوتی ہے۔ علوم الٰہیہ اور وحی ان کا نور ہے۔ جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے اور راہ حق کی طرف قدم اٹھایا جاتا ہے۔ جب نبی نگاہ انسانی سے اوجھل ہوتے ہیں تو ان کی لائی ہوئی کتاب ہادی و رہنما ہوتی ہے۔ گویا ظہور نبی کی حالت میں کتاب الٰہی ان کی ذات میں پنہاں ہوتی ہے اور نبی کے پردہ فرمانے کی صورت میں کتاب ظاہر رہتی ہے اور نبی اس میں پوشیدہ، نبی کا باطن کتاب ہے اور کتاب کا باطن نبی۔ ابتدائے اسلام میں جب کہ پورا قرآن نازل نہ ہوا تھا۔ نبی کی صورت میں اللہ کی حجت کامل تھی اور آج قرآن کی صورت میں اللہ کی حجت کامل ہے۔ نہ اللہ کی حجت کل ادھوری تھی اور نہ آج ادھوری۔

آدم علیہ السلام سے نوع بشر کا آغاز ہے اور ان سے نبوت کی بھی ابتداء ہے۔ جوں جوں نسل آدم پھیلتی گئی۔ نبیوں کی آمد کا سلسلہ بڑھتا گیا۔ دنیا میں کتنے نبی آئے ان کی صحیح تعداد اللہ کو معلوم ہے۔ یقین کے ساتھ ان کی گنتی نہیں بتائی جا سکتی۔

جس طرح تخلیق انسانی اللہ کا کرم اور اس کا ذاتی فیصلہ ہے۔ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں۔ آدم واولاد آدم کو اسی اللہ نے پیدا کیا۔ اللہ رب العزۃ کی خدائی انسان کی خالق ہے اور اس کی ربوبیت پالنہار ہے۔ تو مولود کی پیدائش سے پہلے ماں کے سینے میں اس کی غذا مہیا کر دیتی ہے۔ اس میں نہ ماں کو دخل ہے اور نہ باپ کو اختیار نہ کسی دوسری مخلوق کو، اسی طرح روحانی پرورش اور ایمانی تربیت کے لئے اللہ جل شانہ خود اپنی طرف سے نبی بھیجتا ہے۔ اس میں نہ نبی اور رسول کی اپنی کوشش اور طلب کو دخل ہے اور نہ یہ کسی اور مخلوق کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ نبوت اللہ کی ذاتی عطا اور اپنا فیصلہ ہے۔ انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ خود نبی کو مبعوث کرتا ہے۔ جس طرح کوئی مخلوق اپنی ذاتی کوششوں سے آدمی نہیں بن سکتی۔ اسی طرح کوئی انسان اپنی ذاتی کوششوں سے نبی بھی نہیں بن سکتا۔ قرآن مجید میں اللہ کا اعلان یہی ''الله اعلم حيث يجعل رسالته '' اللہ خوب جانتا ہے کہ رسالت کس کے سپرد کرے گا اور جس کو رسول بنانا چاہتا ہے۔ پیشتر ہی سے ان کی پیدائش اور تربیت کا اہتمام فرماتا ہے۔ چنانچہ ہر نبی اپنی قوم کے مقبول اور محترم گھرانے میں پیدا ہوئے اور شروع سے ان کی تربیت اس انداز پر ہوئی کہ جب وہ نبوت کا اعلان کریں تو شرافت اور اخلاق کے معیار میں کسی سے کم نہ ہوں۔ بلکہ اپنی قوم میں سبھوں سے ممتاز رہیں اور سبھوں کی امیدوں کا مرکز مانے جائیں۔ قرآن مجید انبیاء علیہم السلام کی بھی شان بیان کرتا ہے کہ کفار بھی نبیوں کی عظمت وشرافت اور ان کے مرجع امید ہونے کا اقرار کرتے رہے۔ عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ نبی اگر اپنے تمام اہل زمانہ سے اعلیٰ انسانی خصائل اور خاندانی شرافت میں ممتاز نہ ہوں گے تو ان کے دعوائے نبوت کو لوگ حقارت سے ٹھکرا دیں گے۔ نبی کو انسانیت کا آفتاب ہونا چاہئے۔ ذاتی عظمت وبرتری ہونی چاہئے۔ نبوت کے لئے ظاہری ساز وسامان کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ انسانی کمالات اور اخلاق فاضلہ سے آراستگی ضروری ہے۔ نبوت کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تو عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام تک برابر جاری رہا۔ ایک نبی کا دور ختم ہوتا دوسرے نبی کا دور شروع ہوتا۔ ایک کتاب اٹھتی دوسری کتاب کھلتی۔ نبوت کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ تشریعی نبوت رہے اور ہر کتاب ایک نئی شریعت پیش کرے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وحی نبوت میں مختلف مضامین ہوتے ہیں۔ ان میں ایک مضمون شریعت بھی ہے۔ تشریعی نبی کی وحی میں شریعت بھی ہوتی ہے۔ ورنہ قصص، امثال، مواعظ، بشارت، نذارت، وعظ، وعید اور فتاویٰ۔ ہر طرح کے مضامین وحی کا موضوع ہیں۔ مقصود امت کی تعلیم اور ہدایت ہے۔ وہ جس عنوان سے مناسب وقت ومطابق حال نظر آیا۔ اللہ نے اپنے نبی کی طرف وحی فرمائی۔

عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سلسلۂ نبوت میں التواء پیدا ہوا۔ فضا پر ایک سکوت طاری ہوا جو حضرت محمد ﷺ کی ولادت کے لحاظ سے پانچ سو ستر سال اور آپ ﷺ کے اعلان نبوت کے اعتبار سے چھ سو دس سال تک قائم رہا۔ گویا بعثت و رسالت کے نظام اور وحی و الہام کے ضابطے اور قانون میں کوئی عظیم انقلاب آنے والا ہے اور واقعہ بھی یہی ہے۔ پچھلی تمام کتابیں تہہ ہو گئیں اور پچھلے تمام نبیوں کا دور ختم ہو گیا۔ اجرائے نبوت کا سلسلہ ختم اور بعثت و وحی کا دفتر سربمہر ہو گیا۔ اگر اللہ کو نبوت جاری رکھنا مقصود ہوتا تو یہ چھ سو سال کے التواء اور انقطاع کی ضرورت نہ تھی۔ "وقفینا من بعده بالرسل (البقرة:۸۷)" "ایک نبی کے مسلسل بعد دوسرے نبی کی بعثت کے اصول کو بدلنا محض فضول ہوتا۔ اس انقطاع اور التواء کو جسے قرآن مجید کی اصطلاح میں فترت کہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے سلسلۂ نبوت کا حقیقی خاتمہ ہو گیا۔ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت اور ان کے اس اعلان نبوت کے ساتھ کہ: "لا نبی بعدی" "میرے بعد کوئی نبی نہیں۔" "عهدی الیٰ یوم القیامة" "میرا دور نبوت روز قیامت تک ہے خاتم النبیین۔ آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے، نبیوں کے آخر اور مہر ہیں۔

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ:۳)" ﴿آج میں نے تمہارے لئے دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی۔﴾

"کنتم خیر امة اخرجت للناس (آل عمران:۱۱۰)" "تم سب سے بہتر امت ہو جو نوع انسانی کے لئے خلق ہوئی اور جو اس کتاب قرآن کی تصدیق کرے اور ان نبی الامی محمد رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کرے۔ وہ آخرت میں فلاح یاب، نجات یافتہ اور انعام پانے والا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور قرآن حکیم کے فرامین سے آگے نہ کوئی عقیدہ ہے اور نہ کوئی عمل مطلوب ہے اور نہ نئے عقیدۂ و حکم کے ذریعے کوئی آزمائش ہوگی۔ یہی دین کامل ہے۔ یہی نبوت آخر ہے اور یہی قرآن مہیمن محافظ ہے۔ نئے نبی کو بھیج کر نئی وحی نازل کر کے نہ دین کامل کی حدیں توڑی جائیں گی اور نہ خیر امت (بہترین امت) کو کفر کے خطرات میں ڈالا جائے گا۔ بلکہ جو کچھ قرآن حکیم نے عقائد و اعمال بتائے ہیں یہی سب کچھ ہیں۔ ان کے آگے کچھ بھی نہیں۔ اب ہمیشہ قرآن کے منکر کو قرآن کی طرف بلایا جائے گا اور مؤمن کو قرآن پر عقیدۂ عمل استوار کرنے کی نصیحت کی جائے گی۔ نہ کوئی نیا نبی آئے گا۔ نہ وحی آئے گی۔ جس سے قرآن کے

مؤمن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے پیرو انکار و اقرار کی آزمائش میں پڑ کر خیر امت کہلانے کا تاج سر پر رکھے ہوئے کافر قرار پائیں اور جہنم میں داخل ہوں۔

ختم نبوت

حضرت محمد مصطفی ﷺ پر سلسلۂ نبوت ختم ہوگیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔ حضور علیہ السلام سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا یہ اجماعی اور متفقہ عقیدہ کسی رائے واجتہاد کی بناء پر نہیں ہے۔ بلکہ روایت وعقل دونوں بنیادوں پر مسلمانوں کا یہ عقیدہ حق اور درست ہے۔ اس کے خلاف ہر عقیدہ اور خیال کفر وگمراہی ہے۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بعد یوں تو مختلف لوگ نبوت کا دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے۔ مگر ان کے دعوے سے اسلامی عقیدہ، قرآنی ہدایت، حدیثوں کی تعلیم اور امت مسلمہ کا اجماع نہیں ٹوٹ سکتا۔ وحی نبوت کا دعویٰ کوئی انوکھی بات نہیں ہے۔ جب کہ دنیا میں خدائی کے دعویدار ربوبیت اور الوہیت کے مدعی بھی گذرے ہیں اور آج بھی پیدا ہو رہے ہیں اور بہتیرے لوگوں نے ان مدعیوں کو خدا مانا اور ان کی عبادت بھی کی۔ یا آج کروڑوں انسان ہیں جو سرے سے خدا کو مانتے ہی نہیں۔ حالانکہ ان کے سر پر اتنا بڑا آسمان اور آسمانی موجودات ان کے پاؤں کے نیچے اتنی وسیع عریض زمین، سمندر اور زمینی مخلوقات پھیلے ہوئے ہیں۔ جن میں سے کوئی چیز کسی انسان کی بنائی ہوئی نہیں ہے۔ انسان جو تمام مخلوقات میں زیادہ علم وعقل والا ہے۔ ابھی تک کسی ایک ذرے کی پوری حقیقت بھی معلوم نہ کر سکا۔ خالقیت اور آفریدگاری بڑی چیز ہے۔

قرآن اور ختم نبوت

سب سے پہلے ہم قرآن کی روشنی میں ختم نبوت کے مسئلے کو دیکھیں۔ کیونکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یقین وایمان ہے کہ قرآن کے برابر کوئی اور بیان سچا نہیں ہوسکتا۔ بالخصوص نبوت کا مسئلہ، نبی، اللہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔ اپنی سعی وکوشش ریاضت وعبادت سے کوئی نبی نہیں ہوتا اور نہ دنیا والوں کی رائے اور مشورے سے یا ان کی تائید وتعریف سے کوئی نبی بن جاتا ہے۔ نبی کا تقرر وانتخاب ارسال وبعثت تمام تر اللہ رب العزت کے اپنے فیصلے پر موقوف ہے۔

قرآن مجید اسی اللہ کا کلام ہے جو نبی مقرر کرتا ہے۔ اگر قرآن مجید کا یہ اعلان ہو کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے بعد نبی کی ضرورت نہیں اور ان پر نبوت ختم ہوگئی تو پھر قرآن کی تصدیق کرنے والے کے لئے اس کی گنجائش نہیں رہتی کہ حضور علیہ السلام کے بعد اپنے حق میں نبوت کا

دعویدار ہو یا کسی اور کو آپ ﷺ کے بعد نبی مانے، دونوں باتیں قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر وارتداد ہوں گی۔ مدعی اور اس کا پیرو دونوں کافر ومرتد ہوں گے۔

قرآن مجید کا پہلا اعلان

''اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولاتتبعوا من دونہ اولیاء (الاعراف:۳)'' ﴿پیروی کرو جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر اتارا گیا اور نہ پیروی کرو اس کے سوا دوستوں کی۔﴾ یہ حکم تمام مؤمنین کے لئے ہے جو کوئی ایمان کا مدعی ہے اور مؤمن کہلانا چاہتا ہے۔ اس کے لئے محمد مصطفی ﷺ پر نازل شدہ وحی کے سوا اور کسی وحی کی پیروی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ وحی محمدی کے علاوہ ہر کسی کی اتباع ممنوع ہے۔ اگر کوئی شخص وحی محمدی کے علاوہ اپنی کسی وحی کا ذکر کرے مؤمن کا فرض ہے کہ اسے ٹھکرا دے۔ کوئی اور وحی، محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی وحی کے سوا نہ معتبر ہے نہ مقبول۔ اگر کوئی شخص وحی محمدی کو پڑھ کر سنائے۔ چونکہ وہ اپنی طرف سے کسی وحی کا دعویدار نہیں ہے تو وہ حضور ﷺ کا متبع ہے۔ وہ جب اپنے لئے وحی کا مدعی نہیں ہے تو نبوت کا بھی مدعی نہیں ہے۔ کیونکہ وحی ونبوت لازم وملزوم ہیں۔ جو نبی ہے وہ صاحب وحی ہے جو صاحب وحی ہے وہ نبی ہے۔ یہاں وحی سے مراد اصطلاحی وحی ہے۔ یعنی اللہ رب العزۃ کسی برگزیدہ انسان کو براہ راست یا فرشتے کے واسطے سے پیغام دے کر انسانوں کی ہدایت پر مقرر فرمائے۔ ایسی وحی کے حامل نبی کہلاتے ہیں۔ مخلوقات کی کسی نوع کی فطرت میں کوئی خاص صفت ودیعت ہو یا کسی قلب میں کوئی بات ناگہانی پیدا ہو جائے۔ عام لغوی معنی کے لحاظ سے اس کو بھی وحی کہتے ہیں۔ مگر یہ بات وحی نبوت سے علیحدہ امر ہے۔ جیسے شہد کی مکھیوں کی فطرت میں شہد بنانے کی صفت کو وحی کہیں۔

قرآن مجید کا دوسرا اعلان

''قل یآایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً الذی لہ ملک السمٰوٰت والارض لا الہ الا ہو یحیی ویمیت فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمنون باللہ وکلمتہ واتبعوہ لعلکم تہتدون (الاعراف:۱۵۸)''
اے نبی آپ ﷺ کہہ دیں اے انسانو! بے شک میں اللہ کا رسول تم سب کی طرف ہوں۔ جس اللہ کی بادشاہت تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی حیات دیتا ہے وہی موت دیتا ہے۔ تم سب اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر۔ جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اس کے حکموں پر اور تم سب ان کی پیروی کرو۔ امید ہے تم سب ہدایت پا جاؤ۔

آیت مذکورہ پر غور فرمایئے۔ اس سے پہلے مختلف پیغمبروں کا تذکرہ ہے۔ ان کے مخاطب محدود تھے۔ ان کی تبلیغ کا دائرہ محدود تھا۔ اپنی آبادی کو یا قوم کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں اور تبلیغ کے حدود متعین کر رہے ہیں۔ ان کے بعد حضور علیہ السلام کا ذکر آتا ہے۔ "قل" کہہ کر حضور ﷺ کی شان بڑھائی جاتی ہے اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق اللہ رب العزۃ صرف یہ خبر دیتا ہے کہ ہم نے ان کو فلاں قوم اور فلاں علاقے کی طرف بھیجا اور انہوں نے ان لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچایا۔ لیکن حضور ﷺ کی نبوت کے تذکرے میں اللہ نے پہلا انداز بیان بدل دیا۔ اپنی کامل نمائندگی اور نیابت عطا فرمائی۔ حاکمانہ حیثیت دے کر حاکمانہ انداز میں اعلان کرنے اور فرمان دینے کی شان ظاہر فرمائی اور اس اعلان کا حق واختیار خود آنحضور ﷺ کو دیا کہ آپ خود کہہ دیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ کیوں نہ ہو۔ آپ ﷺ وہ صادق وامین ہیں کہ آپ ﷺ کی تصدیق سے دوسرے انبیاء کی نبوتیں ثابت ہوتی ہیں۔ لہٰذا اپنے حق میں آپ ﷺ کا اعلان نبوت کافی ووافی ہے اور حضور ﷺ کے اعلان وفرمان کا مخاطب کوئی خاص علاقہ یا آبادی نہیں۔ بلکہ تمام انسانیت کو بحکم الٰہی آپ ﷺ اپنا مخاطب بنا رہے ہیں اور اپنے دائرہ رسالت میں لے رہے ہیں۔ اگرچہ "الناس" کے لفظ میں تمام انسان تا قیامت داخل ہو گئے۔ پھر بھی "جمیعاً" کہہ کر اپنی عالمگیر رسالت کی سرحدیں اور فصیلیں مضبوط کر دیں کہ کوئی انسان کسی طرح اس دائرہ رسالت سے باہر نہ جا سکے۔

اور اس کائنات گیر اور یونیورسل رسالت کی تائید میں بطور تمہید اللہ رب العزت نے اپنی کائناتی بادشاہت وملکیت کا اعلان کیا۔ بالفاظ دیگر قرآن مجید کے اسلوب بیان میں بتا دیا کہ جس طرح آسمان وزمین کی کوئی چیز اللہ جل شانہ کی ملکیت سے باہر نہیں۔ اسی طرح نوع انسانی کا کوئی فرد رسالت محمدی کے حدود سے باہر نہیں ہے۔ جہاں تک اللہ کی ملکیت وبادشاہت ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حدیں بھی وہاں تک پھیلی ہوئی ہیں۔ آسمان اور زمین کے حدود میں اگر کوئی شخص خدائی کا دعویٰ کرے تو وہ مجرم ہوگا۔ اسی طرح آسمان اور زمین کے حدود میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کے مذکورہ اعلان کے بعد دعوائے نبوت ورسالت کرے مجرم ہو جائے گا۔ نہ کوئی لا الٰہ الا اللہ کی حدیں توڑ کر الوہیت اور خدائی میں شریک ہو سکتا ہے اور نہ حضور علیہ السلام کی آمد اور اس اعلان کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی حدیں توڑ کر نبوت ورسالت میں شریک ہو سکتا ہے۔ وہ تمام مدعیان نبوت جو کلمہ طیبہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور آیت کریمہ "یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا" کے اعلان کے بعد ظاہر

ہوئے۔ وہ سب دائرہ ایمان سے باہر کلمۂ طیبہ کے مخالف اور قرآن کے باغی ہیں۔ کیونکہ وہ مدعیان نبوت نہ آسمان والوں کی طرف نبی اور رسول ہو سکتے ہیں اور نہ زمین والوں کی طرف۔ کیونکہ یہ تمام علاقے اللہ کی ملکیت، محمد ﷺ کی رسالت اور کلمہ طیبہ "لا الــٰـه الا الله محــمــد رســول الله" کے احاطے میں ہیں۔ جو کوئی بھی "الــنـــاس" میں شمار ہوگا وہ اللہ کا مملوک اور محمد ﷺ کے دائرہ نبوت میں خطاباً شامل رہے گا۔ لہٰذا مسیلمہ کذاب سے لے کر قیامت تک جو کوئی بھی اپنی نبوت کا دعویدار ہے وہ رسالت محمدی ﷺ کا باغی ہے اور توحید الوہیت کے باغی کی طرح رسالت محمدی کے باغی کا بھی برا انجام ہوگا۔ کیونکہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور رسول سے اختلاف اللہ کی مخالفت ہے۔ اللہ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں نہ کسی کو دعوائے خدائی کا حق ہے اور نہ ظہور محمدی علیہ السلام کے بعد دعوائے رسالت کا حق ہے۔ جو لوگ نبی بننے یا کہلانے کا حوصلہ رکھتے ہیں انہیں چاہئے کہ اللہ کی اس کائنات اور اللہ کے پیدا کئے ہوئے انسانوں سے باہر جا کر نبوت کا دعویٰ کریں۔ اگر یہ ممکن نہیں اور ہرگز ممکن نہیں ہے تو پھر اپنے کافرانہ اور باغیانہ دعوے سے باز آئیں اور کلمۂ توحید "لا اله الا الله محمد رسول الله" کا دل اور زبان سے اقرار کر کے رسالت محمدی علیہ السلام کے آگے سر جھکا دیں اور اپنے دعوائے نبوت سے توبہ کریں۔

اللہ رب العزۃ نے مذکورہ اعلان میں تمام انسانوں کو سیدھی راہ دکھا دی کہ وہ نبی امی پر ایمان لائیں اور ان کی پیروی کریں۔ یہ اعلان قیامت تک کے لئے نجات کی واحد راہ ہے۔ یہی کامل دین ہے۔ کسی اور شخص کے لئے اس کی گنجائش نہیں ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرے اور دوسروں کو اپنی اتباع کی طرف بلائے جو کوئی اپنی نبوت کا مدعی ہے اور اپنی اتباع کے لئے دوسروں کو بلاتا ہے وہ قرآن کے اس اعلان کا منکر نجات کی راہ سے بھٹکانے والا اور اپنے ساتھ جہنم میں لے جانے والا ہے۔

قرآن مجید کا تیسرا اعلان

"الیــوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیــنــاً (المــائدہ:۳)" آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کے دین ہونے سے راضی ہو گیا۔

دین اس مجموعہ قوانین وہدایت کا نام ہے جو عقائد و اعمال کے تمام مسائل کو گھیرے ہوئے ہوں۔ دین اور اس کے بنیادی مسائل انسانی ذہن کا نتیجہ نہیں ہوتے۔ کیونکہ انسانی فیصلے اس کے محسوس وغیر محسوس شعوری وغیر شعوری جذبات سے متاثر ہو سکتے ہیں اور قوانین مستقبل کے

لئے بنائے جاتے ہیں اور انسان مستقبل سے ناواقف ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان صحیح قانون نہیں بنا سکتا۔ بلکہ اللہ رب العزت کی طرف سے قوانین نازل ہوتے ہیں اور قوانین الٰہیہ کی تعلیم کے لئے نبی بھیجے جاتے ہیں کہ وہ اللہ جل مجدہ سے احکام و ہدایات لیں اور بندوں تک پہنچائیں۔ "ما علی الرسول الا البلاغ (المائدہ:۹۹)" "پیغمبر پر ہدایات الٰہی پہنچانے کے سوا اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔" فانما علیك البلاغ وعلینا الحساب (الرعد:۴۰)" "آپ پر صرف احکام پہنچانا ہے اور ہمارے ذمے حساب و محاسبہ، نبی کے ذمہ یہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو ان احکام پر عمل کرنے اور دین حق قبول کرنے پر مجبور کرے۔" لست علیهم بمصیطر (الغاشیة:۲۲)" "آپ لوگوں پر جابر و مسلط نہیں ہیں کہ ان سے زبردستی عمل کرائیں جو کوئی نبی کے لائے ہوئے دین کو بخوشی قبول کرے گا۔ اس کا اپنا فائدہ ہے جو انکار کرے گا۔ اپنا نقصان کرے گا۔ اللہ ان سب سے قیامت میں حساب لے گا۔ بلکہ نبی کا کام یہ ہے کہ حق پہنچا کر یہ اعلان کر دیں۔" فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر (الکھف:۲۹)" "جو چاہے ایمان لائے جو چاہے کافر رہے۔ لیکن "من تولّٰی وکفر فیعذبه الله العذاب الاکبر (الغاشیة:۲۳،۲۴)" "جو کوئی نبی کی زبانی اللہ کا پیغام سن کر پیٹھ پھیرے اور انکار کرے گا۔ اللہ اس کو سخت عذاب دے گا۔ بہرحال اسلام کا تبلیغی اصول یہ ہے۔" لا اکراہ فی الدین (البقرہ:۲۵۶)" "دین میں جبر و زبردستی نہیں ہے۔

آیت مذکورۂ عنوان میں اللہ رب العزۃ نے دن اور تاریخ کی قید کے ساتھ اعلان کر دیا کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔ "الیوم" کہہ کر اللہ نے یہ معاشرتی حقیقت بتا دی کہ جس اعلان اور دستخط کے ساتھ ان پر تاریخ درج نہ ہو۔ انتظامی معاملات میں وہ قانون و اعلان نامکمل ہوتا ہے اور معتبر نہیں ہوتا۔ یہ اعلان ایک لاکھ سے زیادہ صحابہؓ کے سامنے ہوا۔ یعنی عرفات کے میدان میں جمعہ کے دن۔ ۹/ ذی الحجہ ۱۰ھ کو۔ لہٰذا دنیا و آخرت کے تمام نظام انتظام کی روشنی میں یہ فرمان بھی ہر اعتبار سے کامل و معتبر ہے۔

اس اعلان کے بعد کسی لحاظ سے بھی دین کے اندر کمی بیشی یا تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں رہی۔ کیونکہ ان میں سے ہر بات کمال کے خلاف ہے اور اللہ کا علم ماضی، حال اور مستقبل تمام زمانوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ لہٰذا کسی تغیر کی گنجائش نہ حال میں ممکن ہے، نہ مستقبل میں، نہ اللہ کا علم غلط ہو سکتا ہے اور نہ اس کا اعلان جھوٹ ہو سکتا ہے۔

دین مجموعہ ہے۔ اعمال و عقائد کا، لہٰذا دین کے کامل ہو جانے کے بعد نہ اعتقادی مسائل میں کمی بیشی یا تبدیلی ہو سکتی ہے اور نہ عملی احکام میں کوئی رد و بدل کمی یا اضافہ ہو سکتا ہے۔

''الیوم اکملت لکم دینکم'' کے اعلان کے وقت جو کچھ عقائد و اعمال بتائے جا چکے تھے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے، وہ کامل ذرائع ہیں۔ دین کی تکمیل کا اعلان ہو گیا تو یہی دین رضائے الٰہی اور آخرت کی نجات کا صحیح وسیلہ ہے۔ جو کوئی اس دین کو قبول کرتا ہے کامل دین کو قبول کرتا ہے۔

اگر اللہ کے اس اعلان کے بعد کسی نبی یا کسی نئے حکم کی گنجائش مان لی جائے تو اس سے دو اہم خرابیاں پیدا ہوں گی۔ اوّل یا تو خدا کا اعلان غلط اور جھوٹ ہوگا۔ دوم نئے آنے والے نبی کا منکر دین کامل پر رہتے ہوئے جہنم میں داخل ہوگا۔ کیونکہ اس نے اللہ کے نبی کا انکار کیا جو کفر ہے۔ کمال دین کے ساتھ کفر کی آلودگی کا خیال جنون و دیوانگی ہے۔ کمال دین جنت میں لے جائے گا اور کفر جہنم میں دھکیلے گا۔

نئے نبی کی حیثیت

دین کے کامل ہونے کے بعد کسی نئے نبی کی آمد اگر ممکن ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ نئے صاحب کس مقصد کے تحت آئیں گے؟ اور جو وحی ان کی طرف آئے گی اس کی کیا حیثیت ہوگی؟

نئے نبی کی وحی اگر دین سے متعلق ہے تو دین کے کامل ہونے کے بعد اس نئی وحی کی کیا گنجائش رہتی ہے؟ اور اس کا کیا مقام ہے؟ یہ وحی اگر اعتقادی امور میں ترمیم و اصلاح کرتی ہے تو پھر اس طرح دین کامل نہیں رہا۔ بلکہ اسلام کے بتائے ہوئے کامل عقیدے میں بھی ترمیم و اصلاح کی گنجائش باقی تھی۔ ایسا خیال قرآن کے سراسر خلاف ہے اور اگر یہ وحی اسلام کے عملی احکام میں کوئی ترمیم و اصلاح کرتی ہے تو بھی محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام کامل نہیں رہا۔ کیونکہ اس کے عملی احکام میں ابھی رد و بدل کی گنجائش تھی۔ لہٰذا جو لوگ قرآن کو حق تسلیم کرتے ہیں ان کے نزدیک عقائد و احکام کے سلسلے میں کسی نئی وحی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جو تعلیمات اور ہدایات دی ہیں۔ ان میں اجمال اور پیچیدگی باقی ہے۔ لہٰذا نئی وحی کے ذریعے نیا نبی اسلامی تعلیمات کی وضاحت کرے گا۔ تو یہ خیال بھی قرآن و حدیث، اجماع امت اور عقل کے خلاف ہے۔ کیونکہ دین کے کمال کا مفہوم اسی وقت صحیح ہوگا جب کہ اعتقادی اور عملی تمام احکام واضح ہو کر محکم ہو جائیں۔ چنانچہ وہ قرآن جو ایک حافظ ایک نشست میں بہ تمام و کمال شروع سے آخر تک پڑھ کر سنا دیتا ہے۔ کئی سال کی طویل مدت میں نازل ہوا۔ تا کہ صحابہ کرامؓ عقیدہ و عمل سے متعلق اسلام کی تمام ہدایات کو پوری وضاحت سے سیکھ

لیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔ قرآن کی وضاحت اور بیان کا منصب بھی اللہ رب العزۃ نے محمد ﷺ ہی کو عطا فرمایا اور خود اپنی طرف اس بیان کو منسوب بھی کیا۔ "ان علینا بیانہ (القیامۃ:۱۹)" ﴿بیشک ہمارے ہی ذمہ قرآن کی وضاحت ہے۔﴾ "لتبین للناس ما نزل الیھم (النحل:۴۴)" ﴿تا کہ آپ ﷺ وضاحت کریں لوگوں کے لئے جو ہدایت اللہ کی طرف سے ان کے لئے نازل کی گئیں۔﴾ "فانما علی رسولنا البلاغ المبین (تغابن:۱۲)" ﴿ہمارے رسول کے دل میں احکام الٰہی کو کھول کر پہنچانا ہے۔﴾

نیز اسلامی تعلیمات میں اگر کوئی ایسی پیچیدگی یا اجمال تسلیم کیا جائے۔ جس کے حل کے لئے کسی نئی وحی اور نئے نبی کی ضرورت باقی تھی اور حضرت محمد ﷺ کے بعد جو نبوت کے دعویدار پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنی تازہ وحی سے اس اجمال کو حل کر دیا تو لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر آج تک تمام صحابہؓ اور تمام مؤمنین صحیح اور واضح دین سے محروم تھے اور وہ لوگ تازندگی اجمال و پیچیدگی میں مبتلا رہے۔ یہاں تک کہ بعد میں آنے والے مدعی نبوت نے اس اجمال کو دور کر دیا۔ صحابہ کرامؓ اور حضور علیہ السلام پر یہ ایک ایسا الزام ہے۔ جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ قرآن وحدیث نے صحابہؓ کے دین، ایمان اور عمل کو کسوٹی بنایا اور سراہا ہے۔ لہٰذا ان کے دین میں کسی کمی کی گنجائش نہیں۔ بلکہ ساری انسانیت کے لئے صحابہؓ کا ایمان معیار اور کسوٹی ہے۔ اگر صحابہؓ کا دین اجمال و پیچیدگی رکھتا ہے تو اللہ اسی سے راضی ہے اور اگر صحابہؓ کا دین کامل وواضح ہے تو اللہ کو وہی پسند ہے۔ "فان اٰمنوا بمثل ما آمنتم بہ (البقرہ:۱۳۷)" یہاں تک کہ لوگ اے اصحاب رسول تمہارے جیسا ایمان لائیں۔ لہٰذا قرآن مجید کی تفسیر کے لئے کسی نئی وحی اور نئے نبی کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ یہ قرآن، حضور علیہ السلام کی زبان وعمل سے واضح ہو چکا۔ اس میں کسی پیچیدگی اور اجمال کے حل کے لئے نئی وحی اور نئے نبی کی ضرورت باقی نہیں ہے اور نہ گزشتہ نبیوں کے انداز پر اسلام میں کسی نئے نبی کی گنجائش ہے۔ کیونکہ اسلام سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا کیا اصول تھا۔ نہ قرآن نے ہمیں بتایا اور نہ جاننے کا حکم دیا۔ ہاں قرآن میں غور وفکر سے جو نتیجہ نکالا جاسکتا ہے اس کی روشنی میں بھی نئی وحی اور نئے نبی کی ضرورت اسلام میں نہیں ہے۔ سابق زمانے میں انسانی آبادی نخلستانوں کی طرح جابجا اور منتشر تھی اور ان منتشر آبادیوں کو ملانے کے لئے وسائل مواصلات اور حمل ونقل کے ذرائع جو آج پائے جاتے ہیں مفقود تھے۔ لہٰذا ہر خطۂ آبادی اور ہر قوم میں جداگانہ نبی بھیجے جاتے رہے۔ تا کہ اللہ کی حجت پوری ہو اور انسانوں تک اللہ کا پیغام ہدایت پہنچے یا جب گزشتہ نبی کی تعلیمات

مٹ جاتیں اور ان کی لائی ہوئی کتاب جعلسازی اور تحریف سے مشتبہ ہو جاتی۔ یہاں تک کہ علماء کی من مانیوں کو دین بنالیا جاتا تو اللہ تعالیٰ کوئی نبی بھیج کر اپنی کتاب کی تجدید فرمادیتا۔ اسلام کے دین کامل ہونے کا اعلان کر کے اللہ نے اس خطرے کو بھی دور کر دیا۔ کیونکہ قرآن مجید، تورات اور انجیل کی طرح تحریف قبول کرنے والی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ نازل ہونے کے دن سے آج تک نقطہ نقطہ کے ساتھ محفوظ ہے اور اللہ نے اس کی حفاظت کا خود ذمہ لیا اور نہ انسانی آبادی میں وہ انتشار و بے تعلقی ہے کہ مختلف آبادیوں کے لئے جداگانہ نبی کی ضرورت ہو۔ بلکہ انسانیت قرآن کی پیش گوئی کے مطابق اس طرح سمٹتی جارہی ہے کہ نسل انسانی ایک قوم اور ساری زمین ایک وطن دکھائی دینے لگی۔ گذشتہ زمانے میں نئے نبی کی ضرورت اس لئے بھی ہوتی تھی کہ نئے نبی اپنے پیشرو نبی کے کام کو پورا کریں۔ جیسے سیدنا یوشع علیہ السلام نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا کام پورا کیا اور بنی اسرائیل کو اپنی قیادت میں جہاد کے لئے وادیٔ تیہہ سے باہر لائے اور فلسطین فتح کر کے وحدہٗ کی سرزمین میں آباد کیا۔

اسلام میں اس مقصد کے لئے بھی نئے نبی اور نئی وحی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام کے دین کامل ہونے کے اعلان کے وقت اللہ رب العزۃ نے انسانی معاشرت کے تمام پہلوؤں کو یہاں تک کے تنظیم اور نفاذ حکومت کو بھی قائم کر دیا۔ حضور علیہ السلام نے جب وفات پائی تو وہ مسلمانوں کہ امیر بھی تھے۔ جج بھی تھے۔ سپہ سالار بھی تھے۔ مسجد کے امام بھی تھے۔ مفتی بھی تھے اور اللہ کے آخری نبی بھی۔ حضور علیہ السلام کی تعلیمات کا کوئی گوشہ نامکمل نہیں تھا۔ جس کی تکمیل کے لئے کسی نئے نبی اور نئی وحی کی ضرورت مجھی جائے۔

ایک مسلمان کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ قرآن کو حرف بہ حرف سچا جانے اور آیت مذکورہ بالا کی بنیاد پر اسلام کو ہر پہلو سے کامل و مکمل یقین کرے۔ جب اسلام کی تفصیلات میں کسی نئی وحی اور نئے نبی اور رد و بدل کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ اسلام دین کامل ہے تو اس کامل دین کے اصول و ارکان میں کسی نئے عقیدہ کی شمولیت کا کیا راستہ نکل سکتا ہے؟ نبی پر ایمان عقیدۂ اسلامی کا بنیادی رکن ہے۔ نبی کے اقرار کے بغیر ایمان کا دعویٰ فضول و عبث ہے۔ بلکہ کسی نبی کی نبوت میں شک کرنا بھی کفر ہے۔ چونکہ نبوت دین کا اتنا اہم رکن ہے۔ اس لئے کسی جھوٹے مدعیٔ نبوت کو نبی ماننا یا اس کے جھوٹے دعوے کے انکار میں پس و پیش کرنا بھی برابر کا جرم اور کفر ہے۔

اسلام کے دین کامل ہونے کے بعد جب نبوت کی راہیں ہر طرف سے بند ہو گئیں اور اسلام کے ماننے والے دین کامل پر تسلیم کر لئے گئے۔ ”یؤمنون بما انزل الیك وما انزل

من قبلك (البقرہ:٤) ''سچے مسلمان اور متقی وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی پر ایمان رکھتے ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے پیغمبروں پر نازل شدہ وحی کی تصدیق کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ لہٰذا آئندہ یعنی مستقبل میں کسی وحی اور نبی پر ایمان لانا ہدایت وتقویٰ کی شرط نہیں نہ نجات وفلاح کی بنیاد ہے۔ دین کامل ہو چکا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کے سکھائے اور بتلائے ہوئے ایمان وعمل کو جسے اسلام کہتے ہیں مان کر اللہ کی کامل اور پوری نعمت حاصل کی جائے گی۔

''اتممت علیکم نعمتی '' کا جملہ بھی بہت بلیغ ہے اور آئندہ کے لئے نئی وحی اور نئے نبی کی گنجائش کو ختم کر دیتا ہے۔ آیت مذکورہ کے نزول کے وقت سے لے کر آج تک تمام مؤمن اللہ کے اس انعام کے مخاطب ہیں اور ہر ایک کے حق میں اتمام نعمت کا اعلان ہے۔ جو کوئی اللہ کا پسندیدہ دین قبول کرتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو لاریب وہ دین کامل پر ہے اور اللہ کی نعمت اس کے حق میں مکمل اور تمام ہو جاتی ہے۔ اگر نعمت سے مراد مقام نبوت لیا جائے۔ جیسا کہ بعض لوگ خود بھی مغالطے میں مبتلا ہو کر سیدھے سادھے مسلمان کو یہ کہہ کر مغالطے میں ڈالتے ہیں کہ ہم سب لوگ روزانہ اللہ سے دعا کرتے ہیں۔ ''اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (الفاتحہ:٥،٦) '' ﴿اے اللہ ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ انعام پانے والوں کے سلسلے میں وہ لوگ۔﴾

ایک دوسری آیت پیش کرتے ہیں۔ ''فاؤلئك مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئك رفیقاً (النساء:٦٩) '' ﴿اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے والے ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا وہ انبیاء ہیں صدیقین ہیں، شہداء ہیں اور صالحین ہیں اور یہ لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔﴾

لہٰذا ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ جب اس صراط المستقیم پر چل کر ہم صالحین میں شہداء میں صدیقین میں داخل ہو سکتے ہیں تو نبیین کی صف میں کیوں داخل نہیں ہوں گے؟ نعمت وانعام کی یہ تشریح اور اس سے نبی بن جانے کا حوصلہ محض قرآن نہ سمجھنے اور زبان وادب کے شرائط وقواعد کو نظر انداز کرنے سے پیدا ہوا ہے۔

دلیل کا یہ طریقہ بالکل وہی ہے۔ جیسے کوئی کہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''یحذرکم اللہ نفسه (آل عمران:٢٨) '' اللہ اپنے نفس سے تم کو ڈراتا ہے اور دوسری جگہ اسی قرآن میں ہے: ''کل نفس ذائقة الموت (آل عمران:١٨٥) '' ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا۔ لہٰذا اللہ نے جب

اپنے آپ کو نفس کہا تو اس کو موت کا مزہ چکھنا ہوگا۔ معاذ اللہ! یہ انداز فکر بالکل غلط اور سراسر کفر ہے کہ انعام پانے والوں میں نبی بھی ہیں اور امتی بھی۔ لہٰذا امتی بھی نبی ہو جاتے ہیں اور وہ بھی حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری اور دین کے کامل ہونے کے بعد۔

''انعمت علیھم ''اور''یحذرکم اللہ نفسہ ''کے سلسلے میں لوگوں سے جو غلطیاں ہوئیں۔ ان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ کلام کے ان اصولوں سے غافل ہو گئے کہ ہر کلام و گفتگو کا مقصد اپنے موقع و محل اور شرائط و قواعد کے لحاظ سے متعین ہوتا ہے۔ یہ اندھے کی لاٹھی نہیں ہے کہ جدھر چاہا گھما دیا۔

ہم اس آیت کی تفسیر آئندہ سطرں میں بیان کریں گے۔ یہاں صرف یہ بتا دینا ہے کہ آیت مبارکہ''اتممت علیکم نعمتی ''کے مخاطب اوّل صحابہؓ اور ان کے بعد عہد بہ عہد تمام مسلمان ہیں۔ اتمام نعمت کے معنی اگر مقام نبوت پر فائز ہونا ہے تو کم از کم تمام صحابہؓ جن کے ایمان و عمل کو قرآن نے سراہا اور دوسروں کے لئے معیار اور کسوٹی بنایا۔ ان پر تو لامحالہ اللہ کی نعمت تمام ہو چکی ہے اور وہ سب قادیانیوں کے بیان کے مطابق نبی ہو گئے ہوں گے؟ اور ان کے بعد تمام مؤمن نبی ہوں گے؟ گویا دین کامل اسلام کا ہر متبع نبی ہے تو اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کیا خصوصیت رہی؟ انہوں نے اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کر کے اور دوسرے تمام مؤمن صحابہؓ وتابعینؒ سے آج تک کے مقام نبوت کا انکار کیا تو اس سے انکار نبوت کا جرم ان پر آتا ہے اور اگر اپنی جیسی نبوت تمام مسلمانوں کے حق میں تسلیم کرتے ہیں تو پھر یہ اعلان اور دعویٰ ایک بے حیثیت، بے حقیقت اور مذاق بن جاتا ہے۔ الغرض اسلام دین کامل ہے۔ نئی وحی اور نئے نبی کی اب کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یاد رہے رفاقت سے متعلق یہ آیت یعنی''انعم اللہ علیھم من النبیین'' کا تعلق آخرت کے انعام سے ہے۔ دنیاوی انعام سے اس کا تعلق نہیں۔ نبی کی آمد اور نبوت و وحی کا دعویٰ دنیاوی زندگی سے متعلق ہے۔ لہٰذا وہ انعامات جن کا تعلق آخرت سے ہو ان کو دنیاوی نعمتوں میں شامل کرنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی شخص اپنے باغ کو جنت الفردوس قرار دے دے۔

اتمام نعمت

خوشی اور خوشی کے اسباب خوشحالی اور خوشحالی کے اسباب کو نعمت کہتے ہیں۔ یہ نعمت دینی ہو، دنیاوی ہو۔ مالی ہو جسمانی ہو مادی ہو یا روحانی ہو۔ اللہ کی نعمت ہے۔ نعمتیں انفرادی اور شخصی بھی ہوتی ہیں۔ اجتماعی اور قومی بھی۔ اجتماعی اور قومی نعمتوں میں ہر شخص کو قوم کے فرد کی حیثیت سے انعام یافتہ قرار دیا جاتا ہے اور قوم کا وہ فرد و شخص جو قومی نعمت کا مرکز و مظہر ہوتا ہے اس کے حق میں

یہ نعمت ذاتی اور شخصی بھی ہوتی ہے اور قومی اور اجتماعی بھی۔ قومی نعمتوں میں ہر شخص بالذات اور براہ راست صاحب نعمت نہیں ہوتا۔ بلکہ صاحب نعمت کی ذات اور مظہر نعمت کا وجود فیضان قوم کے حق میں نعمت ہے۔ مثلاً اہل پاکستان انگریزوں کی غلامی میں تھے۔ اللہ رب العزۃ نے غیروں کی غلامی سے نجات دی اور پاکستانیوں کو ہندوؤں کی ماتحتی سے بچالیا۔ اللہ رب العزۃ کا یہ کرم تمام مسلمانان پاکستان کے حق میں نعمت ہے اور پوری قوم انعام یافتہ ہے۔ اگرچہ ہر پاکستانی کے سر پر اقتدار حکومت کا تاج نہیں رکھا گیا ہے اور نہ یہ ممکن ہے۔ پھر بھی پوری قوم آزادی کی نعمت سے بہرہ ور اور انعام یافتہ ہے۔ اللہ رب العزۃ نے فرمایا: ''واذ قال موسیٰ لقومه یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً (المائدہ:۲۰)'' ﴿اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی کہ تم لوگوں میں انبیاء پیدا کئے اور تم لوگوں کو بادشاہ بنایا۔﴾ اس نعمت کی مخاطب موسیٰ علیہ السلام کی پوری قوم یعنی بنی اسرائیل ہیں۔ لیکن ان میں ہر فرد نہ نبی ہوا اور نہ ہر فرد بادشاہ ہوا۔ یہ نعمت نبوت اور نعمت بادشاہت چونکہ قومی اور اجتماعی نعمت ہے۔ لہٰذا تمام بنی اسرائیل کو اللہ کی ان نعمتوں کا احسان مند ٹھہرایا جارہا ہے اور ان کی یادآوری ہر ایک کا فرض ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزۃ نے سورۂ جاثیہ میں ارشاد فرمایا کہ: ''ولقد اٰتینا بنی اسرائیل الکتاب والحکم والنبوۃ (الجاثیہ:۱۶)'' ﴿بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب حکم اور نبوت عطاء کی۔﴾ مخاطب تو تمام بنی اسرائیل ہیں۔ اگرچہ حکم اور نبوت چند افراد کو ملی۔ مگر تمام بنی اسرائیل منت کش اور احسان منت ہیں۔ کیونکہ یہ نعمتیں قومی اور اجتماعی ہیں۔ ان کا نفع چند افراد میں محدود نہیں ہے۔ اسی طرح سورۂ بقرہ پہلے پارہ میں اللہ رب العزۃ نزول قرآن کے وقت کے بنی اسرائیل کو ان نعمتوں کا مخاطب اور احسان مند قرار دے رہا ہے۔ جو نعمتیں نزول قرآن کے زمانے سے سینکڑوں ہزاروں سال پہلے ان کے آباؤ اجداد بنی اسرائیل پر ہوئی تھی۔ قرآن مجید کی مخاطبت یہ ہے۔ ''یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم (البقرہ:۴۰)''

''یابنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم (البقرہ:۴۷)''

وغیرہ آیات قرآنی۔ چونکہ یہ تمام نعمتیں قومی واجتماعی تھیں۔ ہر اسرائیلی کو تاقیامت ان کی یاد منانی چاہئے اور ان کا شکر گذار ہونا چاہئے۔ ہر اسرائیلی ان نعمتوں کا انعام یافتہ قرار دیا جارہا ہے۔ حالانکہ ظہور اسلام کے وقت بنی اسرائیل میں نہ کوئی نبی تھا نہ کوئی بادشاہ، نہ وہ فرعون کی غلامی سے نجات پانے والوں میں تھے، نہ من وسلویٰ کھانے والے اور نہ فسلطین کے حکمراں۔

نعمت واتمام کی اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد" الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی " کا مقصد سمجھنا دشوار نہیں ہے۔ اگر نعمت سے مراد نعمت نبوت لی جائے تو بلاشبہ یہ نعمت تمام ہوگئی۔ اس نعمت کے تمام ہونے کے بعد آئندہ کے لئے نبوت کا دروازہ بند ہوگیا۔ کیونکہ گزشتہ زمانوں میں جہاں نعمت کے تمام ہونے کا ذکر ہے وہاں مخاطب خاص افراد ہیں۔ مثلاً سورۂ یوسف" وکذلك یجتبیك ربك ویعلمك من تاویل الاحادیث ویتم نعمته علیك وعلیٰ اٰل یعقوب کما اتمها علیٰ ابویك من قبل ابراهیم واسحٰق (یوسف:٦) " اور اسی طرح تجھے تیرا رب برگزیدہ کرے گا اور تجھ کو باتوں کی تعبیر سکھائے گا اور اپنی نعمت تجھ پر تمام کرے گا اور یعقوب کی اولاد (اسرائیلی انبیاء) پر جیسا نعمت کو تمام کیا پیشتر تیرے باپ ابراہیم اور اسحاق پر۔ ان کلمات سے ظاہر ہے کہ جن خاص افراد کے حق میں نعمت تمام ہوئی۔ ان سبھوں کو کامل نبوت ملی۔ ناقص نبوت نہیں ملی اور نبوت ناقص ہوتی بھی نہیں ہے۔ یہ حضرات کامل نبی تھے۔ ان کے مقابلے میں پیش نظر آیت" اتممت علیکم نعمتی " کا خطاب خاص افراد کو نہیں ہے۔ بلکہ ساری امت محمدیہ تا قیامت اس کی مخاطب ہے۔ پہلے مخاطب تمام صحابہؓ وصحابیاتؓ ہیں جو تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار کی تعداد میں میدان عرفات میں" حجة الوداع " کے موقع پر آیت نازل ہوتے وقت حاضر تھے۔ صحابیات عورتیں تھیں اور وہ نبی نہیں ہوسکتی تھیں۔ مگر صحابہ تو مرد تھے اور اس اتمام نعمت کے مخاطب اوّل تھے۔ پھر بھی ان میں کوئی نبی نہیں ہوا۔ حالانکہ اتمام نعمت کا اعلان ان سبھوں کے حق میں ہو رہا ہے۔ اتمام نعمت کا یہ اعلان عہد بہ عہد تابعین اور اتباع تابعین سے آج تک اور قیامت تک قائم ہے۔ تمام صحابہؓ نہ شخصی نبوت کے دعویدار تھے اور نہ حضور اکرم ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کے وسیلے سے اجتماعی اتمام نعمت یعنی نبوت کے قائل تھے۔ بلکہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نبوت کے ہر نئے دعویدار اور اس کے متبعین کو بلا استثناء مرتد وکافر سمجھتے اور ان سے قتال کو فرض قرار دیتے تھے۔ قرآن کا اعلان واضح ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا دین کامل ہے۔ جس میں ترمیم وتنسیخ اور ردوبدل نہیں ہوسکتا اور نبوت کی نعمت محمد ﷺ کی ذات سے امت کے حق میں قیامت تک پوری اور تمام ہوگئی۔ نبوت کی نعمت امت کے حق میں اجتماعی وقومی نعمت ہوتی ہے اور وہ تمام وکامل ہوگئی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی اگر امت کے حق میں ظہور نبی کی گنجائش رہتی ہے انفرادی واجتماعی طور پر نئے نبی کے وسیلے سے نئی نعمت کے حصول کا امکان ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ امت کے حق میں نبوت کی یہ نئی نعمت ناتمام

وناقص یا تمام وکامل ہے یا پہلی نعمت سے افضل واعلیٰ ہے۔ یہ تینوں صورتیں باطل ہیں۔ کیونکہ نئی نبوت کی نعمت اگر اتممت علیکم نعمتی کی نعمت سے افضل واعلیٰ ہے۔ تو قرآن کا اعلان غلط ہوتا ہے اور اللہ رب العزۃ کا فرمان جھوٹا ہوتا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی حیثیت ناقص وکم رتبہ قرار پاتی ہے۔ اگر نبوت کی نئی نعمت، محمدی نبوت کے مقابلے میں ناقص ناتمام، ادھوری، اور کم رتبہ ہے تو اللہ رب العزت کا نئے نبی بھیجنے کا فعل حکمت ودانائی کے خلاف ہے کہ ہفت اقلیم کے بادشاہ کو ایک ناقص سکہ یا ایک ایکڑ زمین انعام دے اور اپنے احسان جتائے اور اگر نئی نبوت کی نعمت پہلی نعمت کی طرح تمام وکامل ہے تو اللہ رب العزۃ کا یہ فعل فضول وعبث ہو جاتا ہے اور یہ نبوت تحصیل حاصل کہلائے گی۔ جو محال ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ’’اتممت علیکم نعمتی ‘‘ کے اعلان کے بعد امت کے حق میں کسی نئے نبی کی آمد کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ کیونکہ علیکم (تم سب پر) کی مخاطب پوری امت محمد یہ تا قیامت ہے اور محمد ﷺ ’’کافۃ للناس بشیراً ونذیراً (سبا:۲۸) ‘‘ ﴿تمام کے تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والے اور ڈرسنانے والے ہیں۔﴾ لہٰذا نوع انسانی میں اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔

انعمت علیہم

بہتر ہے کہ نعمت کی تشریح کی سلسلے میں ’’اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم ‘‘ کی بھی تفسیر کر دی جائے تا کہ تمام وسوسوں اور شبہات کے چور دروازے ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں۔ اللہ رب العزۃ نے ہر مؤمن کو حکم دیا کہ ہر نماز اور اس کی ہر رکعت میں ’’سورۂ فاتحہ ‘‘ تلاوت کریں اور اللہ سے سیدھی راہ پر چلنے کی دعائیں مانگیں۔ سیدھی راہ یعنی صراط مستقیم کی وضاحت بھی ساتھ ہی کر دی گئی ہے۔ وہ راہ جس راہ پر چلنے والے اللہ تعالیٰ کے انعام کے مستحق ہیں۔ اللہ کے غضب سے محفوظ ہیں اور منزل وراہ منزل سے بھٹکنے والے نہیں ہیں۔

یہ ایک جامع اور کامل دعا ہے۔ اس دعا کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ عام مؤمن ہی نہیں بلکہ خواص مؤمن جن میں نبی، صدیق، شہید، صالح، شامل ہیں۔ اس دعا کے پابند ہیں۔ مؤمن مرد، مومن عورتیں اور خود حضور اکرم محمد ﷺ اپنی ہر نماز میں یہ دعا دہراتے رہے اس دعا کا مقصد اس میں مذکورہ دو برائیوں سے بچاؤ اور حفاظت ہے۔ یعنی اللہ کے غضب سے محفوظ رہنا اور گمراہی سے دور رہنا۔ ان دونوں برائیوں سے محفوظ رہنے کا لازمی نتیجہ اللہ کی نعمتوں کا حقدار ہونا

ہے۔ اگر کسی کو یہ غلط فہمی ہو کہ اس دعائے نعمت سے مراد نبوت، صدیقیت، شہادت اور صالحیت کے مقامات کا حصول ہے تو پھر محمد رسول اللہ ﷺ نہ صرف نبی تھے بلکہ تمام انبیاء کے سردار اور اللہ رب العزۃ کے بعد تمام موجودات سے افضل تھے۔ اسی طرح عورتیں نبوت پر فائز نہیں ہوتیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مؤمن عورتوں کو بھی اس دعا کا پابند بنانا بالکل لغو و غلط بات ہوگی۔ سورۃ النساء کی آیت "ومن یطع اللہ والرسول فاولئك مع الذین انعم اللہ علیهم من النبیین والصدیقین والشهداء والصالحین وحسن اولئك رفیقاً (النساء:٦٩)" ﴿اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو وہ ساتھ ہوگا ان لوگوں کے جن پر اللہ نے انعام کیا۔ یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور یہ لوگ کیا ہی اچھے رفیق اور ساتھی ہیں۔﴾ سورۃ النساء کی اس آیت میں انعام پانے والوں کی فہرست ہے اور انبیاء سرفہرست ہیں۔ اللہ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانبردار قیامت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ اپنے عالیشان جنتی محل میں نہ وہ قید و نظر بندی میں رہے گا اور نہ اس کے رفیق اور ساتھی برے لوگ ہوں گے۔ دنیا میں گناہ و گمراہی کا اندیشہ ہے اور یہ اندیشہ زندگی کے آخری سانس تک موجود رہتا ہے۔ جو کوئی مطیع و فرمانبردار رہ کر اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔ وہ لازوال انعام کا حقدار ہوگیا اور ان ہی نعمتوں میں سے نبیین، صدیقین، شہداء و صالحین کی رفاقت و صحبت بھی ہے۔ دنیاوی زندگی میں بے شمار مؤمن کاملین نے ہر دور میں اپنی طویل عمریں فرمانبرداری و اطاعت میں گزار دیں۔ پھر بھی تمام نبیین تو کجا ایک نبی کی بھی رفاقت بلکہ دیدار تک میسر نہ آیا۔ نہ تمام صدیقین کی صحبت میسر آئی نہ تمام شہداء کی رفاقت حاصل ہوئی۔ نہ از آدم تا ایں دم۔ تمام صالحین کی ہم نشینی ملی۔ البتہ قیامت میں فرمانبردار مؤمن تمام انبیاء تمام صدیقین، تمام شہداء اور تمام صالحین کی محفل میں بے روک ٹوک شریک ہوں گے اور رفیق بنیں گے۔ تمام انبیاء پر ہم ایمان لائے ہیں۔ تمام نبیوں کی رفاقت ہمارا ایمانی حق ہے۔ تمام عباد صالحین کے حق میں ہم ہمیشہ دعا و سلام بھیجتے ہیں۔ ان کی رفاقت ہمارا حق ہے۔

نبیین جمع کا صیغہ ہے۔ (ال) سے مراد استغراق ہے یعنی تمام نبی اگر مخالف قرینہ نہ ہو یہی حال صدیقین، شہداء اور صالحین کا ہے۔ ان پر بھی ال ہے۔ اس سے مراد تمام صدیق تمام شہید اور تمام صالحین ہیں۔ قیامت میں یہ استغراق وعموم تابعدار یا فرمانبردار ہر مؤمن کو حاصل ہے۔ جب کہ دنیا میں کسی دور میں کسی امت یا امتی کو یہ کبھی حاصل نہیں ہوا کہ تمام نبیوں تمام

صدیقوں اور تمام شہیدوں اور تمام صالحوں کا وہ رفیق بنے۔ خود حضور محمد ﷺ کے صحابہ کو صرف ایک ہی نبی کی رفاقت حاصل ہوئی ہے اور وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تھی۔

(مع) عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی ساتھ کے ہیں۔ اردو میں بھی ساتھ ہی کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ جیسے مع اہل وعیال یعنی اہل وعیال کے ساتھ اسی مع سے معیت کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ساتھ اور رفاقت ہے۔ قرآن مجید نے اسی مع کے معنی کو آیت کے آخر میں رفیقاً کہہ کر مزید واضح کردیا۔ عربی میں مع کے معنی من (یعنی ”سے“ کے نہیں ہیں)

قرآن مجید میں ہے۔: ”ان اللہ مع المتقین (البقرہ:۱۹٤)“ ﴿اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔﴾ اس آیت کے معاذ اللہ ہرگز یہ معنی نہیں ہیں کہ اللہ خود متقیوں میں سے ہے۔ اللہ کس سے خوف کھائے گا اور کس کے ڈر سے تقویٰ اختیار کرے گا۔ اسی طرح ”وھو معکم اینما کنتم “اور اللہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو، معاذ اللہ! اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اللہ تم میں سے ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کے کلمات ”وتوفنا مع الابرار “ بھی قیامت سے متعلق ہے۔ ”توفی “ کے متعدد معنی ہیں۔ ان میں سے ایک معنی کامل کرنا اور شمار کرنا بھی ہے۔ ترجمہ ہوگا۔ اے اللہ قیامت میں کامل اور ابرار کے ساتھ ہمیں شمار کر۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ (مع) کے معنی عربی زبان میں ساتھ کے ہیں۔ ”من “یعنی” سے“ نہیں ہے۔ ”توفنا مع الابرار (آل عمران:۱۹۳)“ میں توفی کے معنی موت دینے کے لئے جائیں جو اس لفظ توفی کا حقیقی ولغوی معنی نہیں ہے۔ بلکہ مجازی معنی ہے۔ جیسے انتقال کے معنی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا لیکن مجازی معنی موت کے بھی لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح (توفنا) کے معنی اگر موت دینے کے لئے جائیں تو ان دعائیہ کلمات کے معنی ہوں گے۔ اے اللہ ابرار کے ایمان وعمل کے ساتھ ہمیں موت عطا کر۔ عربی واردو میں اختصار کے لئے اکثر مضاف کا ذکر نہیں کرتے۔ قرآن مجید میں بھی یہ اکثر جگہ ہے۔ مثلاً ”فسئل القریہ “یا ”فسئل العیر “لفظی معنی ہوئے۔ قریہ سے پوچھ لو۔ لیکن اہل کا لفظ یہاں مذکور نہیں ہے۔ اصل آیت ”فسئل العیر “اصل میں ”فسئل اھل العیر “یعنی قافلہ والوں سے پوچھ لو اسی طرح ”مع الابرار “اصل میں ”مع اعمال الابرار “ ہے۔ یعنی ابرار کے اعمال نیک، ایمان وعمل کے ساتھ ہمیں موت عطا کر۔

قادیانی کہتے ہیں کہ مع من کے معنی میں ہے۔ ”توفنا مع الابرار “ کے معنی ان کے نزدیک ہوگا۔ اے اللہ ہمیں ابرار سے موت دے ان کے اس ترجمہ میں بھی الفاظ پوشیدہ ماننا

پڑے گا اور دو خرابیاں تو کھلی ہوئی ہوں گی۔ ایک تو یہ کہ مع کو من کا ہم معنی قرار دینا جو عربی زبان کے خلاف ہے اور یہ ایک طرح کی دھاندلی اور تحریف ہوگی۔ دوسرے حذف کے بغیر توفی کے معنی موت قرار دینے سے ترجمہ درست نہیں ہوگا۔ بلکہ مع کا اصلی معنی ساتھ لینے میں حذف کی کم ضرورت پڑتی ہے اور مع کے معنی من یعنی ''سے'' کہنے کی صورت میں زیادہ محذوفات کی ضرورت پڑے گی۔ کلام میں محذوفات کی زیادتی کلام کی خوبی نہیں۔ لہٰذا مع کے اصلی معنی لینا چاہئے اور توفی کا بھی حقیقی معنی لینا چاہئے۔ اس صورت میں کسی حذف کی ضرورت نہیں ہے۔ مع کا حقیقی معنی ساتھ مراد لیں اور توفی کا مجازی معنی موت مراد لیں تو کم حذف کی ضرورت پڑے گی اور اگر مع کا معنی عربی لغت کے خلاف من یعنی ''سے'' لیا جائے اور توفی کا مجازی معنی موت لیا جائے۔ جیسا کہ قادیانی کہتے ہیں تو اس صورت میں زیادہ محذوفات کی ضرورت پڑے گی۔ محذوفات کی زیادتی کلام کے لئے عیب ہے۔ قرآن اللہ کا کلام ہے اور ہر عیب سے پاک ہے۔

سورۂ النساء کی اس آیت سے یہ نتیجہ نکالنا کہ صراط مستقیم پر چلنے والا انعام پانے والوں کی راہ پر چلتا ہے۔ لہٰذا وہ صالح، شہید، صدیق ہوسکتا ہے تو اپنے کسب و محنت سے نبی بھی ہوسکتا ہے۔ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اس آیت میں اللہ اور رسول کی فرمانبرداری سے قیامت میں انعام پانے والے کے لئے ان چاروں انعام یافتگان کی رفاقت و معیت کا ذکر ہے۔ اس کا تذکرہ نہیں ہے کہ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری سے فرمانبردار کو کیا مرتبے حاصل ہوسکتے ہیں۔ قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر وضاحت کردی گئی ہے کہ ایمان و عمل صالح کے نتیجے میں صالحین میں داخل ہوسکتا ہے۔ سورۂ العنکبوت میں ہے: ''والذین اٰمنوا وعملوا الصلحٰت لندخلنھم فی الصالحین (العنکبوت:۹)'' ﴿جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں البتہ ہم ان کو صالحین کے گروہ میں داخل کریں گے۔﴾

اسی طرح سورۃ الحدید میں ہے: ''والذین اٰمنوا باللّٰہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لھم اجرھم ونورھم (الحدید:۱۹)'' ﴿اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس کے رسولوں پر، یہی لوگ صدیقین میں اور شہداء میں اپنے رب کے نزدیک ان کے لئے ان کا اجر ہے اور ان کا نور ہے۔﴾

مؤمن کے حق میں صدیقین شہداء اور صالحین کے مقامات اور مراتب ملنے کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ مگر ایمان و عمل صالح کے نتیجے میں نبوت ملنے کا ذکر قرآن مجید میں کہیں

بھی نہیں ہے اور قرآن کے اعلانات کی بناء پر ایسا ممکن بھی نہیں ہے۔ کیونکہ:

اوّل...... محمد ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ ان کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوم...... نبوت اللہ کی عطا اور کرم ہے۔ کسب و محنت سے حاصل نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام:۱۲۵)'' ﴿اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ کس کو نبوت سپرد کرے گا۔﴾

''اللہ یصطفیٰ من الملئکۃ رسلاً ومن الناس (الحج:۷۵)'' ﴿اللہ خود منتخب کرتا ہے فرشتوں میں رسول اور انسانوں میں سے رسول۔﴾

سوم...... اگر نبوت کسب و محنت سے حاصل ہوتی ہے اور اللہ ورسول کی فرمانبرداری سے کوئی شخص نبیوں کے گروہ میں شامل ہوتا ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ سب سے پہلے نبی آدم علیہ السلام کس نبی کی پیروی سے نبی ہوئے؟ اور سب سے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ بھی اسی دور میں اس قوم میں اور اس سرزمین میں پیدا ہوئے اور نبی ہوئے۔ جہاں نہ پہلے سے کوئی نبی تھے نہ کوئی شریعت و کتاب تھی اور نہ کوئی پیغمبرانہ ماحول و معاشرہ تھا۔ آدم علیہ السلام بھی اللہ کی عطاء سے کسب و محنت کے بغیر نبی ہوئے اور محمد ﷺ بھی اللہ کی عطا سے نبی ہوئے۔ کسی رسول کی فرمانبرداری کر کے ان دونوں اوّل و آخر نبیوں نے مقام نبوت نہیں حاصل کیا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ''وماکنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک (القصص:۸۶)'' ﴿اے نبی آپ کو کوئی امید نہ تھی کہ آپ پر کتاب نازل کی جائے گی۔ یہ نبوت تو صرف آپ کے رب کی رحمت ہے۔﴾

دوسری جگہ ارشاد ہے: ''ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان'' ﴿آپ تو یہ بھی نہ جانتے تھے کتاب کیا ہے اور کتاب پر ایمان کیا ہے۔﴾ لہٰذا نبوت صرف اللہ کی عطاء ہے۔ اس میں بندے کے کسب و محنت کو کوئی دخل نہیں ہے۔

اسی طرح قرآن مجید کے بیان کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن ہی میں گہوارے سے اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ ''قالوا کیف نکلم من کان فی المھد صبیا قال انی عبداللہ اٰتنی الکتاب وجعلنی نبیا (مریم:۲۹،۳۰)'' ﴿یہودیوں نے کہا ہم گود کے بچے سے کس طرح گفتگو کریں گے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اللہ نے مجھے کتاب دی اور مجھے نبی بنایا۔﴾

بچپن میں نبوت کا اعلان بہرحال کسب و محنت کا نتیجہ تو نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کے اس

صریح بیان میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے۔ بلاضرورت تاویل جعل وتحریف ہے۔ اللہ رب العزت کے کلام میں جعل وتحریف کرنا اللہ کی طرف سے لعنت کا موجب ہے۔ قرآن مجید کے ظاہری معنی میں تاویل اس وقت کی جاتی ہے جب کوئی آیت اسلام کے مسلمہ عقائد کے خلاف ہو یا کسی دوسرے زیادہ واضح اور محکم آیت کے خلاف ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی نفسانی غرض کی تکمیل کے لئے ظاہر قرآن کا معنی بدلتا ہے تو وہ رجیم وملعون اور زندیق وکافر ہے۔

آیت مذکورہ عنوان میں نبیوں کے علاوہ شہیدوں کی رفاقت کا بھی ذکر ہے۔ غور کرنا چاہئے کہ دنیاوی زندگی میں شہیدوں کی رفاقت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ اللہ کی راہ میں قتل ہونے والے کو شہید کہتے ہیں۔ شہید قتل ہوکر دنیا والوں سے جدا ہو جاتے ہیں اور عالم ناسوت سے نکل کر عالم برزخ میں مقیم ہوتے ہیں۔ لہٰذا زندہ مؤمن اور شہید کی رفاقت دنیاوی زندگی میں نہیں ہوتی ہے۔ آخرت میں مؤمنین کو شہیدوں کی رفاقت اور یکجائی کی سعادت حاصل ہوگی۔ جن زندہ لوگوں کو حضور علیہ السلام نے شہید کہا ہے وہ ان کی شہادت کی پیشین گوئی اور بشارت تھی۔ یہ مبارک وسعید حضرات اس بشارت وپیشین گوئی کے وقت شہید نہیں تھے کہ اس وقت زندوں کے ساتھ ان کے رہن سہن کو شہداء کی رفاقت کہا جائے۔ لہٰذا یہ آیت آخرت سے متعلق ہے۔ دنیا سے اس کا تعلق نہیں ہے کہ نادانی سے کوئی شخص انعام پانے والوں میں اپنے آپ کو شمار کر کے نبی بن جائے۔ انعام آخرت میں ملے گا اور نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صلحاء کی رفاقت بھی وہاں میسر آئے گی۔

ایک شبہ کا ازالہ

آیت کریمہ: ’’اللّٰہ یصطفی من الملئکة رسلاً ومن الناس (الحج:۷۵)‘‘ ﴿اللہ منتخب کرتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔﴾

اس آیت میں یصطفی کا کلمہ مضارع کا صیغہ ہے۔ فعل مضارع کا مفہوم تین طرح پر لیا جاتا ہے۔ اوّل حال، دوم مستقبل کہ اللہ منتخب کرے گا رسول، سوم استمرار تجددی یعنی اللہ منتخب کرتا ہے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول۔ یہ سنت الٰہیہ کا بیان ہے اور یہودیوں کی تردید ہے۔ یہودیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کیا اور کہا کہ اس سے پہلے تمام نبی بنو اسرائیل کے خاندان میں ہوئے بنی اسماعیل میں کوئی نبی نہیں آئے۔ اللہ رب العزت نے ان کے اس باطل خیال کی اصلاح فرمائی اور ان کے رد میں فرمایا کہ نبوت بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص نہیں یہ کوئی خاندانی وراثت پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ نبی کی بعثت کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ رب

العزت جس کو چاہتا ہے اپنی طرف سے منتخب کر کے نبی بناتا ہے اور یہ طریقہ اس وقت تک ہے جب تک اللہ جل شانہ کی حکمت و مصلحت کا تقاضا ہو۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر اور خاتم النبیین بنا کر نبی بھیجنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ اب نہ بنی اسرائیل میں نبی پیدا ہوں گے نہ نبی اسماعیل میں اور نہ کسی اور انسانی گھرانے میں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ بھیجی ہوئی کتاب کا خود اللہ محافظ ہو گیا۔

اگر یصطفی کا معنی مستقبل کا لیا جائے اور یہ ترجمہ کیا جائے کہ اللہ فرشتوں میں سے رسول بھیجے گا اور انسانوں میں سے رسول بھیجے گا۔ تو یہ ترجمہ اس لئے غلط ہوگا کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے جو انبیاء کرام آئے ان کی نبوت اللہ کے اس اعلان سے خارج ہو گئی یا تو وہ نبی نہ تھے یا اللہ نے ان کو نبی منتخب نہیں کیا تھا۔ خود محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت معاذ اللہ اس سنت الٰہیہ کے مطابق نہ رہی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعوائے نبوت صحیح نہیں رہا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا تعلق ماضی اور حال سے ہے۔ جب کہ آیت مذکورہ میں مستقبل میں نبی بھیجنے کا اعلان ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس آیت کا تعلق مستقبل سے نہیں ہے۔ بلکہ یہودیوں کے اعتراض کے جواب میں اللہ رب العزت کے اپنے اختیار و قدرت اور اپنی منشاء کے مطابق نبی بھیجنے کے طریقہ کا اعلان ہے۔

قرآن مجید کا چوتھا اعلان

''کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنكر (آل عمران: ۱۱۰) ''نوع انسانی کے لئے تم بہترین امت ہو۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو۔ بری و ناپسندیدہ باتوں سے منع کرتے ہو۔

مذکورہ بالا کلمات جو امت محمدیہ علی صاحبہا صلوٰۃ اللہ وسلامہ کی توصیف و تعریف میں ہیں۔ اس امت کی عظمت و اہمیت بیان کر رہے ہیں اور اس حقیقت کا برملا اظہار کر رہے ہیں کہ یہ امت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کسی قید زمان و مکان کے بغیر تمام نسل انسانی کی رہنما ہے۔ تمام دوسری امتوں سے بہتر ہے۔ آیئے ذرا کلمات قرآنی کی تشریح کر کے آیت شریفہ پر غور کریں۔ خیر کا لفظ جب مضاف ہو تو اس کا معنی اسم تفضیل اور مقابلے میں ترجیح کے ہوں گے۔ جیسے ''خیر من الف شهر '' شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے یا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ''خیر القرون قرنی '' میرا زمانہ تمام زمانوں سے بہتر ہے۔ اسی طرح اس آیت میں ''خیر '' کا لفظ مضاف ہے اور ''امة '' مضاف الیہ ہے۔ اس کا معنی ہوا کہ تمام امتوں کے مقابلہ میں سب سے بہتر امت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت ہے۔ چونکہ خیر اور بھلائی کی نسبت امت کی طرف ہے۔ کسی

فرد اور شخص کی طرف نہیں ہے۔ لہٰذا یہ امت اپنی اجتماعی صورت میں اللہ کے فیصلے اور اعلان کے مطابق ہمیشہ خیر وخوبی نیکی وبہتری کے مقام پر رہے گی۔ دوسرے لفظوں میں یہ امت اپنی اجماعی واجتماعی حیثیت میں معصوم، گناہوں سے پاک اور گمراہوں سے محفوظ ہے۔ ورنہ پھر یہ خیر وخوبی سے آراستہ نہیں کہلاسکتی۔ اس سے کوئی حرج ونقصان نہیں ہے کہ امت اپنی انفرادی وشخصی صورت میں معصوم نہیں ہے۔ گناہ وخطا، غلطی وناراستی کا اندیشہ اور گنجائش اس میں موجود ہے۔ دھاگے اور لوہے کے باریک تار جدا جدا کمزور اور بودے ہوتے ہیں۔ مگر اجتماعی صورت میں بہت قوی ومضبوط، اسی طرح افراد امت اپنی شخصی وانفرادی حیثیت میں غیر معصوم ہیں۔ لیکن اجتماعی حیثیت میں امت بن کر معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔ کیونکہ امت محمدیہ اپنی جماعتی حیثیت سے اللہ رب العزت کے اعلان کے مطابق ہمیشہ خیر ہیں اور دنیا کی تمام امتوں کے مقابلہ میں خیر وافضل ہیں۔ حدیث شریف میں بھی اس مضمون کو واضح کردیا گیا ہے۔ ''لاتجتمع امتی علی الضلالة'' میری امت کبھی گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی۔

امت مسلمہ اپنی اجماعی واجتماعی صورت میں معصوم ہے۔ نبی کی جانشین ہے۔ ان کی عصمت کی وارث ہے۔ دنیا کبھی امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خالی نہیں ہوسکتی۔ یہاں تک کہ قیامت کی آخری نشانی ظاہر ہو جائے اور زمین اللہ اللہ کہنے والوں سے محروم ہو جائے۔ جب تک دین اسلام قائم ہے۔ قرآن موجود ہے امت مسلمہ بھی باقی ہے۔ اپنی عصمت وخیریت کے ساتھ باقی ہے۔ گویا معصوم نبی کا معصوم جانشین باقی ہے۔ نبوت محمدیہ جب اپنے تمام اثرات وتاثیرات کے ساتھ قیامت تک موجود ہے۔ جیسا کہ محمد ﷺ نے فرمایا: ''عهدی الیٰ یوم القیامة'' دور نبوت قیامت تک ہے۔ تو کسی نئے نبی کی گنجائش کا کیا سوال رہ جاتا ہے۔ بلکہ نئی نبوت کا تصور ایک شیطانی فتنہ اور قرآن کی کھلی مخالفت ہوگی۔ جس امت کو اللہ رب العزت نے خیر امۃ یعنی بہترین امت قرار دیا اور فرائض نبوت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اس کے سپرد کیا ہے۔ اسی خیر امت میں نئے نبی کی آمد سے اللہ تعالیٰ کا اعلان غلط اور جھوٹ ہو جائے گا۔ (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) اور امت کو جو فضیلت بخشی گئی وہ ختم ہو جائے گی۔ اجتماعی عظمت اور اجماعی فضیلت ایک فرد یعنی نئے نبی کے مقابلے میں ختم ہو جائے گی۔ خواہ وہ نیا نبی کسی دوسری امت کا فرد ہو یا خود امت محمد ﷺ کا فرد ہو۔ اجتماعی فضیلت شخص معین میں منحصر ہو جائے گی۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک دین لائے جس کو اللہ رب العزت نے دین کامل قرار دیا۔ جس میں کسی عقیدہ اور کسی عملی حکم میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ عقائد واعمال سے متعلق

ہر ترمیم و تنسیخ اس اعلان کمال سے پہلے ہو چکی۔ اس دین کو قبول کر کے انسان دین کامل پر قائم ہو جاتا ہے اور مؤمن کامل کہلاتا ہے اور اس دین کی پیروی واتباع کے بدلے میں آخرت کی فلاح وکامیابی بھی اللہ رب العزت کے وعدے کے مطابق یقینی ہے اور اس دین کامل کے ماننے والے اپنی اجتماعی حیثیت میں امتی سے امت بن کر عصمت کے مرتبے پر فائز ہوتے ہیں اور گمراہی سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ امت کا اجماع دین کامل میں شریعت کے لئے بنیادی دلیل ہے۔
اب اگر حضور محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اس خیر لمۃ اس معصوم لمۃ نبی کی جانشین لمۃ کے درمیان کوئی نیا نبی ظاہر ہوگا تو لامحالہ مسلمانوں میں اس نئے نبی کے اقرار وانکار کی جداگانہ راہیں پیدا ہوں گی۔ کچھ لوگ اس نئے نبی کی تصدیق کریں گے اور کچھ لوگ اس کا انکار کریں گے۔

نبوت ایمان کا رکن ہے۔ سچے نبی کے اقرار میں تذبذب وشک کفر ہے اور جھوٹے نبی کے انکار میں پس وپیش بھی کفر ہے۔ نیا آنے والا نبی اگر سچا ہی ہو تو بھی تمام امت مسلمہ جسے اللہ تعالیٰ نے خیر لمۃ کہا ہے۔ سب کے سب اس کی تصدیق نہیں کریں گے۔ کیونکہ سابق میں ہمیشہ یہ تجربہ رہا ہے کہ گزشتہ نبی کے ماننے والے ہر نئے نبی کی آمد پر دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک تصدیق کرنے والا گروہ، دوسرا انکار کرنے والا گروہ۔ دین اسلام کے کامل ہو جانے اور امت مسلمہ کے خیر امت کا خطاب پالینے اور اجتماعی حیثیت میں معصوم ہونے اور انفرادی ایمان وعمل کی صورت میں اخروی فلاح ونجات کی سند اللہ تعالیٰ سے حاصل کر لینے کے بعد اگر مسلمان کے سامنے کوئی نیا نبی پیدا ہوتا ہے تو مسلمانوں کا ایک گروہ انکار کرے گا جو ایمان کے دائرے سے فوراً نکل جائے گا۔ کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک نبی کا انکار کیا ہے۔ جب کہ نبی کا اقرار ایمان کا رکن ہے۔ اس نئے نبی کی آمد سے اللہ تعالیٰ کے نظام ہدایت اور اس کے بار بار کے اعلانات میں عجیب افراتفری پھیل جائے گی۔ نبی کا انکار کافر بنا کر جہنم میں لے جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ اعلان کر دیا ہے کہ ہر گناہ کی معافی کی امید کی جاسکتی ہے۔ لیکن شرک وکفر کی کبھی معافی نہیں ہوگی اور نبی کا انکار صریح کفر ہے۔ لہٰذا ایک سچا صالح اور متقی مسلمان نئے نبی کا انکار کر کے کافر ہو جائے گا۔ دوسری طرف اسی اللہ رب العزت کا یہ بھی اعلان ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ذریعے دین کامل ہو گیا اور نعمت تمام ہو گئی۔ اسلام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی مہر لگا دی۔ اس دین کے پیرو نجات یافتہ ہیں۔ ''اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون (البقرۃ:۵)'' ﴿یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں اور خیر امت کے افراد ہیں۔﴾

یہ اور اس مضمون کے دوسرے قرآنی اعلانات مسلمانوں کو مؤمن کامل قرار دے کر جنت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ اللہ رب العزۃ کے اس وعدہ فلاح سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ سے لے کر تیرھویں صدی ہجری کے وسط تک تمام مسلمان از روئے قرآن خیر امت اور مفلح ان کا دین، دین کامل رہا۔ انہی صحابہ کرامؓ کے دین اور اتباع دین کو اللہ تعالیٰ نے ایمان کا معیار بنایا۔ ’’فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم (البقرہ:۱۳۷)‘‘

اے صحابہ رسول اسی کا ایمان مقبول ہوگا۔ جو تمہارے جیسا ایمان لائے۔ انہی صحابہ کے راستے کو سبیل المؤمنین کہہ کر نجات کا راستہ قرار دیا۔ ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وساءت مصیراً (النساء:۱۱۵)‘‘ ﴿جو کوئی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر ہدایت واضح ہو چکی اور وہ مؤمنوں سے الگ راستے پر چلے ہم اس کو اسی راہ پر چلنے دیں گے اور اس کو جہنم میں جھونک دیں گے جو برا ٹھکانہ ہے۔﴾

اس امت میں بھی اللہ تعالیٰ نے واضح فرمادیا کہ محمد ﷺ کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کی ہدایت واضح ہوگئی ہے۔ اس پر چلنے والے ہی صحیح مؤمن ہیں اور اجتماعی صورت میں ان مؤمنین کی جو راہ ہے وہی اللہ کی راہ اور صحیح راہ ہے۔ جو کوئی مؤمنین کی اس اجتماعی راہ سے الگ ہوتا ہے۔ وہ درحقیقت رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا ہے۔ جس کی سزا جہنم ہے۔

چنانچہ اسی راہ پر صحابہ، تابعین، اتباع تابعین اور عہد بعہد امت مسلمہ چلی آرہی ہے۔ جو دین صحابہ سے لے کر تیرھویں صدی ہجری تک جاری رہا۔ وہی دین سبیل المؤمنین دین کامل اور نجات وفلاح کا دین ہے۔ اس دین میں نہ کسی ترمیم کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش ہے اور نہ کسی نئے نبی کے آنے کا انتظار ہے۔ نہ ان آئندہ نبی پر ایمان بالغیب ہے۔ اس تیرہ سو سال پرانے دین میں جو کوئی تبدیلی لاتا ہے خواہ نبی بن کر رکن ایمان میں تبدیلی لائے یا شارع بن کر اس کے احکام میں تبدیلی لائے وہ اللہ تعالیٰ کے مستند وپسندیدہ مؤمنین کی راہ سے ہٹ گیا ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی ہے۔ لہٰذا وہ جہنم میں جائے گا۔

حاصل کلام امت محمدیہ ﷺ خیر امت ہے۔ لہٰذا وہ جہنم میں نہیں رہے گی۔ ورنہ خیر کا لقب غلط ہو جائے گا اور نہ اللہ تعالیٰ نیا نبی بھیج کر اپنے ہی اعلانات اور وعدوں کو جھٹلائے گا کہ دین محمدی کی پیروی سے خیر لمۃ بھی رہیں اور نئے نبی کے انکار سے کافر بھی ہو جائیں۔ بلکہ یہ امت

اخری امت ہے۔ سب امتوں سے بہتر امت ہے۔ اجتماعی حیثیت میں معصوم امت ہے اور محمد ﷺ کی جانشین بن کر نبوت کی ذمہ داریاں سنبھالے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دین کی تبلیغ کی پابند ہے۔ بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا جو نبی ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کا کام تھا وہ اب امت محمدیہ ﷺ کا فریضہ ہے۔ دین اسلام قرآن وسنت کی صورت میں اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق محفوظ ہے اور امت اس کی تبلیغ واشاعت کی پابند ہے نہ تو نبی داروغہ ہوتے ہیں کہ زبردستی لوگوں کو اسلام کا پابند بنائیں اور نہ ان کا جانشین داروغہ ہے کہ بزور وجبر دوسروں پر اسلام کو مسلط کرے۔ اللہ کی صفت رحم اور صفت عدل کی علامت یہ ہے کہ نبوت کے خاتمہ کے بعد کتاب ودین محفوظ رہیں۔ ورنہ اللہ کے عدل کے خلاف ہوتا کہ دین وکتب بھی محفوظ نہ رہیں۔ محرف ومشکوک ہوجائیں اور نبی وہادی بھی غائب ہوں۔

ایک نکتہ

اگر آنے والے نئے نبی اور صاحب الہام امام کی آمد سے محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین میں جو تیرہ سوسال سے چلا آرہا ہے نہ کسی عقیدے میں تبدیلی ہوتی ہے اور نہ کسی حکم میں۔ بلکہ امت مسلمہ اگر آنے والے نئے نبی وصاحب الہام ہادی کا انکار کردے پھر بھی وہ خیر امت اور نجات وفلاح والی امت ہے اور اگر نئے نبی وصاحب الہام کا اقرار کرے تو بھی خیر امت اور مفلح ہے تو پھر یہ نیا آنے والا نبی نہیں ہے اور نہ اللہ کا فرستادہ ونامزد ہے۔ نہ منصوص من اللہ ہادی ہے۔ کیونکہ نبی ایمان کا رکن ہوتا ہے اور اللہ کے مقرر کردہ منصوص کو قبول کرنے میں تذبذب بھی کفر ہے۔

قرآن مجید کا پانچواں اعلان

”یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم یوقنون (البقرة:٤)“ ہدایت یافتہ لوگوں کی توصیف بیان کی گئی کہ فلاح وہدایت والے وہی لوگ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔ محمد ﷺ پر نازل کردہ وحی وکتاب پر اور ان وحی وکتاب پر جو آپ ﷺ سے پہلے نازل ہوئیں اور قیامت ودار آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہاں دو باتیں ذہن نشین ہونی چاہئیں۔

اوّل...... حضرت محمد ﷺ پر اللہ رب العزت نے وحی نازل کی اور آپ ﷺ سے پہلے نبیوں پر وحی نازل کی۔ محمد ﷺ کے بعد وحی اترنے کا نہ کوئی ذکر ہے اور نہ فلاح وہدایت کے لئے ایسی کسی وحی کی گنجائش ہے۔ ورنہ گزشتہ وحیوں کے ساتھ آپ ﷺ کے بعد آنے والی وحی کی طرف اشارہ

کر کے مؤمنین کو ہدایت دی جاتی۔ پیشین گوئی اور غائبانہ ایمان کے بطور پر اجمالاً ہی سہی آپ ﷺ کے بعد آنے والی وحی کا ذکر کر دیا جاتا۔ جیسا کہ محمد ﷺ کے متعلق گزشتہ نبیوں نے غائبانہ ایمان کا اقرار کر لیا تھا۔ بلکہ قرآن مجید نے بالآخرۃ کہہ کر آئندہ کسی نئے نبی و وحی کی آمد کا تصور ہی ختم کر دیا اور صاف صاف یہ بتادیا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نبی و وحی کی گنجائش نہیں ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کے بعد دار آخرت یعنی قیامت کی منزل ہے۔ آنحضرت محمد ﷺ سے پہلے نبی و وحی کی گنجائش تھی اور وحی آئی۔ آپ ﷺ کے بعد وحی نہیں آئے گی۔ بلکہ قیامت آئے گی اور حدیث شریف میں بھی یہی ہے۔ ''انا والساعة کهاتين '' حضور محمد ﷺ نے درمیانی اور انگشت شہادت کو ملا کر فرمایا کہ میں اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح ملے ہوئے اور متصل ہیں۔ یعنی میرے بعد قیامت ہے کوئی نبی آ کر درمیان میں حائل نہیں ہوگا اور نہ فاصلہ بنے گا۔ محمد ﷺ تک نبیوں اور وحیوں پر ایمان رکھنے والے ہی ہدایت پر ہیں اور فلاح پانے والے ہیں۔ آئندہ نہ کسی وحی کی گنجائش اور نہ ان پر ایمان لانا ہدایت وفلاح ہے۔

یہ یاد رہے کہ لفظ ''آخـرۃ'' مؤنث کا صیغہ ہے اور نبی مذکر یعنی مرد ہوتے ہیں۔ لہٰذا آخرت سے مراد کوئی مرد نہیں ہوسکتا اور نہ یہ لفظ آخرت کسی مرد کی صفت بن سکتا ہے۔ عربی زبان میں ''وحی'' کا لفظ بھی مذکر ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ ''ان هـو الا وحی يوحی '' لہٰذا ''اخرۃ'' کا لفظ وحی کی صفت بھی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جس طرح دنیا کا لفظ مؤنث ہے اور دار کی صفت ہے۔ اسی طرح ''اخـرۃ'' کا لفظ بھی مؤنث ہے۔ ''دار'' کی صفت ہے معنی ہیں دار دنیا، پستی کا گھر اور دار آخرت، آخرت کا گھر، عام شہرت اور کثرت استعمال کی وجہ سے اکثر دنیا و آخرت سے پہلے موصوف یعنی ''دار'' کا لفظ نہیں بولتے۔ ''بـالآخـرۃ'' سے مراد کتاب بھی نہیں ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں کتاب کا لفظ بھی مذکر ہے۔ اسی رکوع کے شروع میں ''ذلك الـكـتـاب لا ريب فيه '' آیا ہے۔ ذلک بھی مذکر ہے اور فیہ میں ''ہ'' بھی مذکر ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہر جگہ دنیا سے مراد دار دنیا اور آخرت سے مراد دار آخرت ہے۔ کہیں ''دار'' کا لفظ بھی مذکور ہوا ہے۔ اور اکثر ''دار'' کے لفظ کے بغیر صرف آخرت اور دنیا کے الفاظ آئے ہیں۔

قرآن مجید کا چھٹا اعلان

''ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين وكـان الله بـكـل شئ عليما (الاحزاب:۴۰) '' ﴿حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی بالغ مرد

کے باپ نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے یا مہر یا خاتم ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے بارے میں پہلے ہی سے خوب علم والا ہے۔﴾

اس آیت کریمہ کے بنیادی نکتے یہ ہیں:

اوّل...... حضرت محمد ﷺ کسی بالغ مرد کے باپ نہیں ہیں۔

دوم...... وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

سوم...... تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔

چہارم...... یہ ساری باتیں اللہ رب العزت کے علم میں ہمیشہ سے ہیں۔ محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنانا کوئی ناگہانی اور نیا فیصلہ نہیں ہے۔

عربی زبان کے قواعد و بلاغت کے لحاظ سے آیت مبارکہ میں غور کیجئے۔ مندرجہ ذیل باتیں واضح ہوں گی۔ "لکن" حرف استدراک ہے۔ "نبیین" جمع سالم ہے۔ اس پر "ال" ہے اور اللہ تعالیٰ کے علیم ہونے کا اعلان "کان" کے لفظ سے ہو رہا ہے جو ماضی بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ تینوں نکتے بلاغت و قواعد کے لحاظ سے قابل غور ہیں۔ اس اعلان خداوندی پر تفصیل سے غور کریں۔ عربی زبان اور اس کی فصاحت، بلاغت اور محاورے کی مدد سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں عربی محاورے میں عربی فصاحت و بلاغت کے اصول و قواعد پر نازل ہوا ہے۔

اللہ رب العزت نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بالغ مرد کا باپ نہیں بنایا۔ یہ ایک امر واقعہ اور کھلی ہوئی حقیقت ہے۔ اس آیت کریمہ کے نزول سے پہلے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے حضرت قاسمؓ کی وفات پر کفار مکہ نے آپ کو مقطوع النسل اور ابتر ہونے کا طعنہ دیا تھا اور جناب ابراہیمؓ کے بعد آپ ﷺ کے یہاں کوئی نرینہ فرزند بھی پیدا نہیں ہوا۔ دنیاوی اصول اور انسانی انداز فکر کے لحاظ سے تو ہونا یہ چاہئے تھا کہ اگر حضور علیہ السلام اللہ کے محبوب اور پیارے تھے تو کافروں کے طعنوں کا جواب یہ تھا کہ آپ ﷺ کے یہاں بکثرت بیٹے پیدا ہوتے جو بڑے ہو کر بڑے بڑے خاندانوں کے مورث بنتے۔ لیکن ہوا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے طعنے سنے۔ مگر آپ ﷺ کے یہاں اولاد ذکور کو پیدا نہیں کیا۔ وجہ ظاہر ہے قرآن مجید کے فیصلے کے مطابق مال و اولاد دنیاوی زندگی کی زینت ہیں "المال والبنون زینۃ الحیوۃ الدنیا" مال و اولاد بشری ارمانوں کا ظہور ہیں۔ نوعی بقا کا ذریعہ اور فانی یادگار کا سبب ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس دنیا میں مردم شماری میں اضافہ کے لئے نہیں آئے۔ آپ ﷺ کا دل بشری ارمانوں کا گھر نہیں تھا۔ مال کے معاملے میں آپ ﷺ نے فقر و مسکینی پسند کی اور اولاد کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امتیازی شان ہی یہ بتائی کہ آپ ﷺ کے لئے مرد کا باپ ہونا مناسب نہیں ہے۔ نرینہ اولاد کا باپ بنا کر آپ ﷺ کی تخلیق و بعثت کا مقصد پورا نہیں ہوگا اور آپ ﷺ کی خصوصی شان ظاہر نہیں ہوگی۔ آپ ﷺ کی آمد نوع بشر میں کسی بشر کا اضافہ نہیں ہے کہ بشری تقاضے مال اور اولاد کی صورت میں آپ ﷺ کے حق میں پورے کئے جائیں۔ بلکہ آپ ﷺ کی بعثت و آمد سے نوع بشر کی اصلاح مقصود تھی۔ اس لئے آپ ﷺ کو بشری پیکر میں ذاتی طور پر بشری صفات کے ساتھ پیدا کیا گیا۔ اگر زمین میں فرشتے آباد ہوتے تو اللہ رب العزت فرشتوں میں سے ان کی اصلاح کے لئے فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتا جو وہی کچھ کھاتے جو زمین پر آباد فرشتوں کی خوارک ہوتی اور وہی کچھ پہنتے جو زمین میں آباد فرشتوں کا لباس ہوتا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔ ''قل لو کان فی الارض ملئکة یمشون مطمئنین لنزلنا علیهم من السماء ملکا رسولا (بنی اسرائیل:۹۵) ''آپ کہہ دیں اگر زمین میں فرشتے چلتے پھرتے بستے تو ہم ان پر آسمان سے فرشتہ کو رسول بنا کر اتارتے۔ جب کہ زمین پر انسان آباد ہیں۔ اگر کسی فرشتے کو انسانوں کی اصلاح وہدایت کے لئے نبی بنا کر بھیجا جاتا تو وہ بھی انسانی پیکر میں انسانی صفات وضروریات کے ساتھ آتے۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے۔'' ولو جعلناه ملکا لجعلناه رجلا وللبسنا علیهم ما یلبسون (الانعام:۹)'' ﴿اگر ہم فرشتے کو پیغمبر بناتے تو اس کو بھی ایک مرد بناتے۔﴾

حضور اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی تخلیق کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین یعنی تمام نبیوں کے خاتم، آخری نبی ہیں۔ یاد رہے کہ خاتم النبیین کے ساتھ رسول اللہ کا کلمہ اس لئے آیا ہے تا کہ آئندہ اگر کوئی شخص خاتم کے معنی محاورۂ عرب کے خلاف مہر کرے تو محمد ﷺ کی رسالت میں کوئی شک وشبہ نہ پیدا ہو۔ کیونکہ جس چیز سے مہر کرتے ہیں وہ مہر شدہ چیز کے علاوہ اور اس کی غیر ہوتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تخلیق جن دو مقاصد کے لئے ہوتی ہے۔ رسالت اور ختم نبوت ان کے لئے اولاد نرینہ کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے لئے اولاد ذکور کا وجود ان مقاصد کی راہ میں رکاوٹ اور مانع ہے۔ کیونکہ اگر اولاد ذکور ہوتی تو وہ یا تو معاذ اللہ نالائق ناخلف اور نااہل ہوتی جو آپ علیہ السلام کے حق میں

ایک المناک اور بری نسبت بنتی اور دشمنوں کے طعن و اعتراض کا سبب ہوتا۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ کی خوشی اللہ تعالیٰ کو پسند و محبوب ہے اور اگر وہ اولاد پسندیدہ لائق فائق خلف الصدق اور اہل ہوتی تو ان کی طرف وراثتاً نبوت کا خیال جاتا اور لوگ گمراہ ہوتے۔ گزشتہ انبیاء علیہم السلام میں موروثی نبوت کا ثبوت صحف قدیمہ اور قرآن مجید میں موجود ہے۔ اگرچہ نبی کا تقرر اللہ کا ذاتی فعل وانتخاب ہے۔ پھر بھی باپ کے بعد بیٹے اور پوتے کی نبوت میں وراثت کی صورت پائی جاتی ہے۔ لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اولاد نرینہ کی گنجائش نہیں تھی۔ اللہ جل مجدہ آپ ﷺ پر رسالت تمام کر کے آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ ہی بند کرنے کا فیصلہ اپنے علم قدیم میں کر چکا تھا۔ "وكان الله بكل شئ عليما (الاحزاب:٤٠)" ﴿اللہ ہر چیز کو ہمیشہ جانتا ہے۔ لہٰذا دین بھی آپ ﷺ پر کامل کر دیا۔ رسالت بھی تمام کر دی اور نبوت بھی آپ ﷺ پر ختم ہوگئی اور یہ سب کچھ اللہ رب العزت کے ازلی علم اور ازلی فیصلے کے مطابق ہوا۔﴾

اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو بیٹی دے کر اور بچپن ہی میں اولاد نرینہ کو وفات دے کر یہ بتا دیا کہ آپ ﷺ اپنی ذات میں بشری کمالات و قوت میں کوئی کمی یا نقص نہیں رکھتے اور بیٹیاں رسالت و نبوت پر فائز نہیں ہوتیں۔ "وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم (النحل:٤٣)" "اور ہم نے آپ ﷺ سے پہلے مردوں ہی کو رسول بنایا اور ان کی طرف وحی کی۔ کیونکہ عورتیں اپنی فطری کمزوریوں کی وجہ سے فرائض رسالت انجام نہیں دے سکتیں اور اولاد نرینہ دے کر اللہ رب العزت نے بچپن ہی میں ان کو اپنی طرف بلا لیا۔ کیونکہ فرائض نبوت جوانی کے بعد سپرد ہوتے ہیں۔ بالغ مرد کا باپ نہ ہونا۔ ایک کھلی نشانی تھی کہ آپ ﷺ پر رسالت و نبوت ختم ہو رہی ہے۔ کوئی شخص وراثت کی بنیاد پر آپ ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی نہیں ہو سکتا اور نص و اعلان کی بنیاد پر بھی کسی اور خاندان کا کوئی شخص آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعویدار نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع علیہ السلام نص و نامزدگی کی بنیاد پر نبی تسلیم کئے گئے۔ قرآن میں خاتم النبیین اور حدیث میں "لا نبی بعدی" کے اعلان نے محمد ﷺ کے بعد نص و نامزدگی کی راہ بند کر دی۔

چنانچہ مرد بالغ کے باپ ہونے کی نفی کر کے "لکن" حرف استدراک لا کر یہ بتا دیا گیا کہ محمد ﷺ کا مقصد تخلیق صرف اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ہونا ہے۔ استدراک کے معنی ہیں ایک سابقہ معلومات میں نئی معلومات کا اضافہ جو گزشتہ بیان کے ابہام و خفاء کو دور کر دے اور

گزشتہ مفہوم کے لئے سبب وعلت کا کام دے۔ اللہ رب العزت نے "ولکن رسول الله وخاتم النبیین" کہا "ولکن نبی الله وخاتم المرسلین" نہیں کہا۔ اس نکتہ بلاغت کو سمجھنے کے لئے یہ جان لینا ضروری ہے کہ نبی ہر اس برگزیدہ انسان کو کہتے ہیں۔ جن کے پاس اللہ کا فرشتہ کوئی پیغام لے کر آئے۔ خواہ وہ وحی کامل شریعت ہو کوئی جزوی حکم ہو یا احکام شرعیہ سے علیحدہ کوئی خاص ہدایت وخبر ہو۔ لہٰذا ہر صاحب وحی نبی ہوتے ہیں۔ جب وہ وحی اللہ کی طرف سے آئی ہوئی وحی دوسروں تک پہنچانے پر مامور ہوں تو رسول کہلائیں گے۔ بعض علماء کے نزدیک صاحب کتاب نبی کو رسول کہتے ہیں۔ نبی انسانوں میں ہوتے ہیں اور رسول انسانوں اور فرشتوں دونوں میں اللہ نے مقرر فرمائے ہیں۔ ہر نبی رسول ہے لیکن ہر رسول نبی نہیں ہے۔ کیونکہ فرشتوں میں رسول تو ہیں نبی نہیں ہیں۔ نبی صرف انسانوں میں مقرر ہوئے۔ انسانوں میں جو رسول ہیں وہ بہر حال نبی بھی ہیں۔ کیونکہ نبی کا مفہوم عام ہے۔ جب تک اللہ رب العزت سے غیب کی اطلاع بذریعہ وحی اور ملکہ نبوت نہیں پاتے۔ نبی نہیں ہوتے اور نبوت کے بغیر انسان کے حق میں رسالت کا مفہوم ممکن نہیں۔ خواہ رسول کے معنی مستقل کتاب والے نبی لئے جائیں یا اللہ رب العزت کی طرف سے بذریعہ فرشتہ وحی جزوی حکم یا کوئی اور ہدایت وخبر پانے والے کو نبی کہا جائے۔ مکمل کتاب پانے والے نبی جن کو رسول کہتے ہیں چند حضرات ہیں جب کہ نبیوں کی تعداد ہزار اور لاکھ میں ہے۔ اگر قرآن مجید میں خاتم النبیین کے بدلے خاتم المرسلین یا خاتم الرسل ہوتا تو اس کا مفہوم یہ ہوتا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نہ کوئی کتاب آئے گی اور نہ کوئی رسول آئیں گے۔ مگر عام نبی جو مکمل کتاب والے اور صاحب شریعت نہ ہوں۔ ان کی آمد ممکن ہے۔ اللہ رب العزت نے خاتم النبیین کہہ کر واضح کر دیا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی وحی وصاحب وحی کی گنجائش نہیں ہے اور اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ نبوت کے ختم ہونے سے لازمی طور پر رسول، شریعت، کتاب اور صحیفہ ہر ایک بات کا اختتام ہوگیا۔ نبیین جمع سالم ہے۔ اس پر ال داخل ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ نبی کی تمام قسمیں ساری کی ساری محمد ﷺ پر ختم ہوگئیں۔ جمع سالم پر ال سے استغراق کا فائدہ ہوتا ہے۔ اگر کوئی استثناء نہ ہو یا مخالف قرینہ نہ ہو یہاں تو تمام قرینے تمام تصریحات تمام نصوص نبوت کے کلی اختتام کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً "لا نبی بعدی، الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی وغیرہ" لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی بھی صاحب وحی نہیں آئیں گے۔

اللہ کی طرف سے وحی آنا، نبی ہونا، ختم ہوگیا۔ رہی یہ بات کہ حضور اکرم ﷺ کے بعد تبلیغ دین کا فریضہ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا سلسلہ جاری ہے۔ منصب نبوت برقرار ہے تو اس سے ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”عهدی الیٰ یوم القیمة “میرا دور قیامت تک ہے اور نبی تو ان کو کہتے ہیں جن کی طرف اللہ رب العزت وحی بھیجے۔ وہ براہ راست اللہ سے ہدایت لیں اور تبلیغ کے لئے اللہ سے بذریعہ وحی احکام لیتے ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہوگئی۔ لہٰذا اب اللہ کی طرف سے نہ وحی آئے گی نہ کوئی تبلیغ دین کے لئے نبی مقرر ہوگا۔ بلکہ نبوت کی تمام ذمہ داریاں اور تبلیغ کے سارے فرائض بلاتعیین وتخصیص تمام امت پر ہیں۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ لیکن وارث مورث نہیں کہلاتا۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

”کنتم خیر امة اخرجت للناس تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر (آل عمران:۱۱۰) “﴿تم بہترین امت ہو جو بنی نوع انسان کے لئے وجود میں لائے گئے۔ بھلائی کا حکم دیتے ہو برائی سے روکتے ہو۔﴾

”ولتکن منکم امة یدعون الیٰ الخیر ویأمرون بالمعروف وینهون عن المنکر (آل عمران:۱۰۴) “﴿تم میں ایک ایسی جماعت ضرور رہے جو بھلائی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔﴾

مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے معلوم ہوگیا کہ نبوت کی ذمہ داریاں اور فرائض تبلیغ شخص واحد سے منتقل ہوکر جماعت وامت کے سپرد ہوگئیں۔ بہ الفاظ دیگر نبوت کی وراثت ومقام شخصی نہیں ہے۔ بلکہ اجتماعی ہے۔ کوئی خاص فرد نبی کا وارث ونائب نہیں ہے۔ بلکہ پوری امت خیرامت کی حیثیت سے اجتماعی صورت میں نبی کی وراثت اور قائم مقام ہے۔ لہٰذا مقام نبوت کی عصمت میری امت کو اپنی اجتماعی حیثیت میں حاصل ہے۔ جو کچھ فیصلہ بھی یہ امت اپنے اجماع واجتماع سے کرے گی۔ اس فیصلہ میں معصوم ہوگی اور وہ فیصلہ مقام عصمت کا فیصلہ ہوگا۔ حدیث میں بھی اس مضمون کی وضاحت ہے۔ ”لا تجتمع امتی علی الضلالة “میری امت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوگی۔ اسی لئے شریعت مطہرہ میں اجماع حجت ہے۔ شیعوں کی مستند ومعتبر کتاب نہج البلاغۃ میں بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کا یہ اعلان موجود ہے۔ ”الزموا السواد الا عظم فان

یدالله علی الجماعة ''بڑی جماعت کو مضبوط پکڑو۔ کیونکہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور اسی نہج البلاغۃ میں ہے۔''جماعة یدالله علیها وغضب الله علی من خالفها '' اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور اللہ کا غضب جماعت کے مخالف پر ہے۔

امت مسلمہ کی اجتماعی حیثیت کی اہمیت جس طرح قرآن وحدیث سے ثابت ہوئی۔ حضرت علی مرتضیٰؓ کے اعلان نے بھی اس کی تصدیق کردی اور اجماع کے اس اصول پر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کی خلافت تمام مسلمانوں کے لئے واجب القبول قرار پائی۔ چنانچہ حضرت علیؓ کا ایک دوسرا اعلان اسی نہج البلاغۃ میں موجود ہے۔ جناب معاویہؓ کو خطاب فرماتے ہیں:''اما بعد فان بیعتی لزمتك وانت بالشام فانه بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی مابایعواهم علیه فلم یکن للشاهد ان یختار ولا للغائب ان یرد وانما الشوری للمهاجرین والانصار فان اجتمعوا علی رجل وسمعوه اماما کان لله رضی فان خرج منه خارج بطعن اوبدعة ردوه الیٰ ماخرج منه فان ابیٰ قاتلوه علی اتباعه غیر سبیل المؤمنین وولاه الله ماتولیٰ وصلاه جهنم وسأت مصیراً '' ﴿امابعد! بے شک میری بیعت تم پر لازم ہوگئی۔ درآنحالیکہ تم شام میں تھے۔ کیونکہ میری بیعت اس قوم نے کی جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی اور انہی شرائط پر میری بیعت کی جن شرائط پر اس قوم نے ان لوگوں کی بیعت کی۔ لہٰذا نہ حاضر کو اختیار ہے اور نہ غائب کے لئے انکار، مشاورت کا حق مہاجرین وانصار کو ہے۔ اگر یہ مہاجرین وانصار کسی شخص پر اجماع کریں اور متفق ہوجائیں اور اس کو امام نامزد کریں تو اسی میں اللہ کی رضامندی ہے۔ اگر کوئی شخص طعن واعتراض کر کے یا نئی بات کہہ کر ان کے اجماع سے باہر نکل جائے۔ تو اس کو اجماع کی طرف واپس لاؤ۔ اگر انکار کرے تو اس کے ساتھ خون ریزی اور قتال کرو۔ کیونکہ ایسا شخص مسلمانوں کی راہ کے خلاف گیا ہے۔ اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے گا۔ جو برا ٹھکانا ہے۔﴾

جو لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہدایت خلق کے لئے کسی فرد خاص کو اللہ رب العزت کی طرف سے نامزد ومنصوص قرار دیتے ہیں وہ اسلام کو اس کی بنیاد سے اکھیڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے جو کوئی بھی نامزد ہوگا۔ خواہ اس کا لقب نبی ہو۔ رسول ہو یا امام ہو۔ اس پر ایمان لانا دین کا رکن اور اصول دین میں شامل ہوگا اور اس کا انکار صریح

کفر ہوگا۔ حالانکہ قرآن ہمارے پاس موجود ہے۔ دین کے تمام بنیادی عقائد اور اس کے اصول اس میں درج ہیں۔ یہ کامل ہدایت کی کتاب ہے۔ قرآن کا ہر حرف اور ہر نقطہ اللہ کا کلام ہے۔ سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک لفظ و معنی کے ساتھ محفوظ چلا آ رہا ہے۔ ''ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين (البقرہ:۲)'' ﴿یہی وہ کتاب ہے جس میں ذرہ برابر کچھ بھی شک وشبہ نہیں ہے۔ متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔﴾

اس کتاب کا اقرار ایمان ہے۔ اس کا انکار و شک کفر ہے۔ اگر حضور محمد ﷺ کے بعد کوئی شخصیت پیدا ہو کر ایمان کا رکن بننے والی ہوتی تو اللہ رب العزت نے جس طرح اصول دین میں توحید رسالت اور قیامت کی وضاحت کر دی ہے۔ آنے والی نبوت یا نامزد امامت کی بھی وضاحت فرما دیتا۔ حالانکہ قرآن کسی آنے والے نبی یا نامزد امام کے ذکر سے خالی ہے۔ کسی نامزد امام و نبی کے ذکر و نام سے قرآن کا خاموش ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ نامزدگی کا عقیدہ اسلام سے باہر اور قرآن سے خارج ہے جو باتیں قرآن سے خارج ہوں گی وہ عقیدہ نہیں بن سکتیں۔ کیونکہ عقیدہ کی بنیاد یقین واذعان قطعیات و یقینیات پر ہونا چاہئے۔ قرآن کے سوا کوئی کتاب یقین و عقیدہ کی اساس و بنیاد کے لائق نہیں ہے۔ قرآن کے سوا ہر کتاب میں شک وشبہ کی گنجائش ہے۔ اسی لئے حدیثیں عقیدہ کی وضاحت تو کرتی ہیں۔ بطور خود کسی عقیدہ کی بنیاد نہیں بنتی ہیں۔ حدیثوں سے عملی احکام کی بجا آوری کے طریقے معلوم ہوتے ہیں۔ اعمال کی ترتیب معلوم ہوتی ہے۔ اس حد تک حدیثیں مفید و راہنماء ہیں۔ اگرچہ عملی احکام کی بنیاد بھی قرآن ہی ہے۔ حدیثیں قرآن مجید کی تفسیر اور فروع و تفصیل کی حیثیت رکھتی ہیں۔ البتہ مجتہد کے لئے اجتہاد کی بنیاد ہیں اور مجتہد کا فیصلہ عقیدہ نہیں قرار دیا جاتا۔ اسی لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان پر شیعہ و سنی متفق ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد حدیثیں گھڑی جائیں گی۔ تم ان کو قرآن پر پیش کرنا جو حدیث قرآن کے خلاف ہو اسے رد کر دینا۔ وہ میری حدیث نہیں ہے۔ حدیثیں کسوٹی کی محتاج ہیں اور قرآن ان کے لئے کسوٹی ہے۔ تجربہ بھی یہی ہے۔ جن لوگوں نے قرآن سے ہٹ کر عقیدہ کی بنیاد رکھی قرآن سے دور ہوتے ہو گئے اور غلط راہ پر پڑ کر گمراہ ہوتے چلے گئے۔ اہل سنت میں اصول عقائد کا باہم کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انہوں نے عقائد کے مسائل میں قران کو کافی و وافی سمجھا اور قرآن کے اعلان کے مطابق امت مسلمہ کی جماعتی حیثیت میں معصوم اور ہدایت پر

تسلیم کیا۔ لیکن جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ جل سبحانہ کی طرف سے شخصی نامزدگی کا عقیدہ اختیار کیا۔ ان کا یہ عقیدہ قرآن سے علیحدہ ہو کر تھا۔ لہٰذا حضرت علیؓ کے بعد سے آج تک ان میں سیکڑوں فرقے پیدا ہوتے رہے اور ہر فرقے نے اپنا منصوص من اللہ یعنی اللہ کا نامزد کردہ امام علیحدہ مانا اور اپنی اپنی روایتیں اس سلسلے میں بیان کیں۔ اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الشریف کے ماننے والے اور ان کے شیعہ کہلانے والے مختلف گروہوں میں تقسیم ہو کر آپس ہی میں ایک دوسرے کو عقیدۂ امامت کی بناء پر گمراہ اور کافر ٹھہرانے لگے۔ اثنا عشری کے امام اور ہیں، خوجے اسماعیلی کے امام اور ہیں۔ بوہرے اسماعیلی کے امام اور ہیں۔ زیدیوں کے امام اور ہیں۔ کیسانیوں کے امام اور ہیں۔ الغرض شیعوں کے بڑے بڑے ایک سوبیس فرقے بن گئے۔ یہ سب اس لئے ہوا کہ ان جماعتوں نے قرآن کو چھوڑ کر اپنی اپنی مخصوص روایتوں پر قرآن سے زیادہ یقین کیا اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اماموں پر تقیہ کا الزام بھی رکھا کہ یہ امام حق کو ظاہر کرنے کے بجائے منافقت برتتے رہے۔ تقیہ منافقت اور جھوٹ کا دوسرا نام ہے۔ جس شخص کے متعلق جھوٹ یا منافقت کا ادنیٰ شبہ بھی ہو اس کی کوئی بات قابل یقین نہیں ہو سکتی۔ چہ جائیکہ اس کی بات کو عقیدہ وایمان کی بنیاد بنائیں۔ راوی اگر تقیہ کا قائل ہو تو یہ فیصلہ کرنا کہ اس کی کون سی روایت اصل وحق ہے اور کون سی روایت تقیہ کی بناء پر ہے ناممکن اور محال ہے۔ لہٰذا سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی فرد معین کی نامزدگی کا تصور گمراہی ہے۔ خلاف قرآن ہے۔ اسلام کی بیخ کنی ہے۔ "ذلك الكتاب لا ريب فيه" یہی وہ کتاب ہے جس میں کوئی شبہ تک نہیں۔

صرف قرآن کی صفت ہے: "لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه (حم السجدہ:۴۲)" ﴿قرآن میں باطل نہ سامنے سے آسکتا ہے نہ پیچھے سے نہ حضور کے زمانے میں اور نہ آپ کے بعد۔﴾ صرف قرآن کی شان ہے: "يهدى للتى هى اقوم (بنی اسرائیل:۹)" ﴿قرآن راہ دکھاتا ہے جو سیدھی راہ چلنا چاہئے۔﴾

قرآن ہی امام مبین ہے۔ قرآن کو یہ خصوصیت حاصل ہے۔ "انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون (الحجر:۹)" ﴿اور ہمیں نے قرآن نازل کیا اور بیشک ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔﴾ لہٰذا کسی نبی کی آمد اور کسی امام کی نامزدگی قرآن سے باہر کی بات ہے۔ اثنا عشری شیعہ بارہ اماموں کو اللہ کی طرف سے نامزد مانتے ہیں اور ان بارہ پر ایمان

رکھنا ان کے اصول دین میں ہے۔ مگر ان میں سے کسی کا نام اور نہ عقیدہ امامت کا ذکر قرآن میں ہے۔ اس عقیدہ کے گھڑنے والوں نے سمجھا تھا کہ بارہ اماموں پر دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آ جائے گی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ مجبوراً بارھویں امام کے بارے میں یہ ایک نیا عقیدہ اور گھڑا کہ وہ زندہ ہیں۔ مگر لوگوں سے غائب اور انسانوں کی رسائی سے باہر ہیں۔ نتیجہ کے لحاظ سے تقرر امام کی افادیت ختم ہو گئی۔ غائب امام اپنے مؤمنین کی نہ دنیاوی امور میں کوئی امداد کر سکتے ہیں اور نہ دینی امور میں ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ اگر امام غائب سے پہلے کے اماموں ہی کی پیروی کرنی ہے تو پھر اللہ رب العزت کی محفوظ کتاب قرآن مجید اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت میں کیا خرابی اور کمی ہے کہ اس کی پیروی نہ کی جائے۔ امام کے غائب ہونے سے عدل کا عقیدہ بھی بے معنی ہو گیا کہ شیطان تو پہلے کی طرح آج بھی بہکانے کی پوری قدرت رکھتا ہے اور بہکا رہا ہے۔ مگر اللہ کی حجت غائب اور امام کی رہنمائی ختم۔

خاتم

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں یہ مسئلہ دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہو گیا کہ اسلام کے بعد کوئی دین، قرآن کے بعد کوئی وحی و کتاب، اور رسول اللہ ﷺ کے بعد اللہ کی طرف سے کسی نئے نامزد رہنما کی گنجائش نہیں ہے۔ شخصی نامزدگی کی جگہ اجتماعی نامزدگی سے امت محمدیہ نے اپنی اجماعی و اجتماعی حیثیت میں اللہ رب العزت کی طرف سے فریضہ رسالت اور عصمت نبوت حاصل کر لیا ہے۔ ختم رسالت کے ثبوت کے لئے مندرجہ بالا آیتیں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ قرآن مجید اس مدعا کے اثبات کے لئے بار بار اور بارہا اعلان کرتا ہوا ہدایت کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

''والذی جاء بالصدق وصدق به اولئك هم المتقون (الزمر:۳۳)'' ﴿جو سچائی اور صداقت کے ساتھ آئے اور نبی کی ہدایت کی تصدیق کرے وہی لوگ متقی ہیں۔﴾

گویا دل میں سچائی کی طلب ہو۔ منافقانہ تصدیق و اقرار نہ ہو۔ قرآن سے ہدایت و انتفاع کی شرط تقویٰ ہے۔ جس کا دل صدق سے خالی ہے۔ وہ تقویٰ سے محروم رہے گا اور تقویٰ سے محروم، قرآن کے نور سے حجاب میں ہے اور جس کو قرآن کی روشنی میں ہدایت نہیں ملی۔ وہ فلاح پانے والوں میں نہیں ہے۔ بلکہ قیامت کے دن عذاب شدید میں مبتلا ہوگا۔ چنانچہ قرآن نے اپنی ابتداء ہی میں افادیت و نفع کی شرط ''ھدی للمتقین'' بتائی ہے اور انہی متقیوں کے لئے فلاح

کی تخصیص کردی ہے۔ اہل صدق کے لئے قرآن کی ایک ہی آیت کافی ہے اور صدق سے محروم کے لئے ایک ہزار آیتیں بھی بے اثر ہیں جو لوگ قرآن پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان کے لئے اللہ کی طرف سے کسی نامزد ہادی کا انتظار خلاف قرآن ہے۔ نہ کوئی نبی آسکتا ہے اور نہ کوئی منصوص من اللہ امام۔

خاتم کا معنی لغت میں

عربی زبان میں خاتم بالکسر (ت کی زیر) کے معنی ختم کرنے والا، تمام کرنے والا، انتہاء تک پہنچانے والا، اس کا مصدر ختم ہے۔ اسی سے اختتام ہے۔ کسی چیز کا اپنی آخری حد اور انتہاء کو پہنچنا۔ اس لحاظ سے خاتم النبیین کے معنی، نبیوں کے ختم کرنے والے، تمام کرنے والے، حد وانتہاء کو پہنچانے والے، یعنی نبیوں کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے شروع ہوا محمد ﷺ پر ختم ہو گیا۔ آخر کو پہنچ گیا تمام ہو گیا۔

خاتم کا دوسرا معنی مہر کرنے والا اس معنی کے لحاظ سے خاتم کا مصدر ختام ہے۔ جس کے معنی مہر ہیں۔ قرآن مجید میں ہے۔ ”ختامه مسك“ ﴿اس کی مہر مشک ہے۔﴾ یعنی جنتیوں کو جو مشروب ملے گا وہ سربمہر ہو گا اور ان بھری ہوئی بوتلوں پر مشک کی مہر ہو گی۔ لازمی معنی ان بھری ہوئی بوتلوں کا یا مشروب کا آخری سرا مشک ہے۔ مہر کی وجہ سے نہ اندر کی چیز باہر آئے گی اور نہ باہر سے کوئی چیز اندر داخل ہو گی۔ خاتم بالفتح (ت پر زبر) کے معنی آلہ مہر یعنی جس سے کسی چیز پر مہر کریں لازمی معنی کسی چیز کو اپنی آخری حد پر پہنچا کر اس سے اختتام مہر لگادی جائے۔

خاتم (زیر) خاتم (زبر) سے مہر کرنے والا یا مہر مراد لیں نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔ جب کوئی چیز اپنی آخری حد وانتہاء کو پہنچ جائے اور اس پر مہر لگ جائے۔ اب نہ باہر کی چیز اندر داخل ہو گی اور نہ اندر کی چیز باہر آئے گی۔ کسی چیز پر مہر اس وقت لگتی ہے جب وہ اپنی حد کو پہنچ چکی ہو۔ مہر توڑے بغیر کوئی چیز نہ اندر داخل ہو گی اور نہ اندر سے کسی چیز کا اخراج ممکن ہو گا۔

محمد ﷺ نبیوں کے خاتم ہیں۔ یعنی ختم کرنے والے ہیں۔ ان پر نبیین کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ دوسرا معنی نبیوں کے لئے مہر ہیں یا مہر کرنے والے ہیں۔ لازمی طور پر نبیوں کے آخر میں اب نہ کوئی نیا شخص بعد میں آکر نبیین میں داخل ہو سکتا ہے اور نہ گزشتہ نبیوں میں سے کوئی نبی النبیین سے خارج ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ختم یعنی مہر کے معنی میں جب یہ لفظ آیا ہے تو وہاں بھی مفہوم مراد ہے۔ ”ان الذین کفروا سواء علیهم أنذرتهم ام لم تنذرهم لا یؤمنون ختم الله علی قلوبهم وعلیٰ سمعهم وعلی ابصارهم غشاوة ولهم عذاب عظیم

(البقرہ:٦) "﴿بے شک جن لوگوں نے کفر کیا ان کے لئے یکساں ہے۔ آپ ﷺ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ مہر کر دی ہے اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر پردہ ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔﴾

جب ان کافروں کے دلوں اور کانوں پر مہر لگ گئی تو اب نہ ان کے اندر سے کفر نکلے گا اور نہ باہر سے ایمان داخل ہوگا۔ ان کے حق میں پیغام الٰہی پہنچانا اور نہ پہنچانا برابر ہے۔ قرآن مجید کی اس آیت سے یہ محاورہ بھی معلوم ہوا کہ ختم کا لفظ جب مہر کے معنی میں استعمال ہوگا تو اس کے مفعول پر علیٰ کا لفظ آئے گا۔ جیسے "علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم "﴿ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔﴾ اور ختم کا لفظ خاتم اور اختتام کے معنی ہو تو علیٰ نہیں لاتے۔ جیسے ختمت الکتاب میں نے کتاب ختم کی، کتاب تمام کی، اور اگر یہ کہنا ہو میں نے کتاب پر مہر لگائی تو کہیں گے ختمت علی الکتاب۔ قرآن مجید کے کلمات خاتم النبیین میں خاتم کا لفظ اگر مہر کے معنی میں ہوتا تو آیت مبارکہ "ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین "نہیں ہوتی۔ بلکہ "ولکن رسول اللّٰہ وخاتما علیٰ النبیین "ہوتی۔ کیونکہ ختم کا لفظ اور اس کے مشتقات جب مہر کے معنی میں ہوں تو مفعول پر "علیٰ "آتا۔ "علیٰ قلوبہ وعلیٰ سمعھم"

عربی زبان کا دوسرا محاورہ یہ ہے کہ لفظ خاتم (زیر یا زبر) اگر جماعت گروہ اور قوم کی طرف مضاف ہو تو اس کا معنی مہر نہیں ہوتا۔ بلکہ آخر اور انتہاء ہوتا ہے۔ جیسے خاتم القوم، قوم کا آخری فرد، خاتم الکتب آخری کتاب، خاتم الادیان آخری دین، خاتم المذاہب آخری مذہب، اسی طرح خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین یعنی نبیوں میں سب سے آخری نبی۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک بلا استثناء ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی شخص نبوت کا مدعی ہو تو وہ مرتد وکافر۔ اسلام سے خارج ہے اور اس مدعی نبوت کو ماننے والا بھی مرتد وکافر خارج اسلام ہے۔ دوسرے لفظوں میں حضرت محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے میں شک کرنے والا بھی مومن نہیں ہے۔ کافر ہے۔ اسی لئے بعض شیعہ جو حضرت علیؓ کو رسالت محمدی میں شریک قرار دیتے ہیں اور اپنے عقیدہ پر حدیث نبوی "یا علیٰ الا ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا لا نبی بعدی "سے دلیل لاتے ہیں۔ ﴿اے علیؓ کیا تم خوش نہیں ہو کہ میرے لئے ویسے رہو جیسے ہارون موسیٰ کے لئے تھے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

شیعوں کا یہ عقیدہ درست نہیں ہے اور اس حدیث سے استدلال بھی غلط ہے۔ اسی لئے تمام مسلمانوں نے ایسے شیعوں کو کافر قرار دیا جو سیدنا علیؓ کو رسالت محمدی میں شریک ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس باطل عقیدہ کی بناء پر حضرت محمدﷺ خاتم النبیین اور آخری نبی نہیں رہتے۔ حضرت محمدﷺ محض ایک شریک کی حیثیت رکھتے ہیں۔ محمدﷺ کی وفات خاتم النبیین کی وفات نہیں ہوئی۔ بلکہ نبوت کے ایک شریک کی وفات ہوئی۔ ہاں جب سیدنا علیؓ نے وفات پائی تو نبوت کے آخری شریک نے وفات پائی۔ حالانکہ تمام مسلمان سنی، شیعہ، معتزلی، خارجی وغیرہ بالیقین اور بالاتفاق محمدﷺ کو آخری نبی خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ حق تو یہ ہے کہ اس حدیث پاک میں شیعہ عقیدۂ شراکت کا ابطال کردیا گیا ہے۔ ''لا نبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے کے کلمات سے یہ حقیقت روشن ہوگئی۔ حضرت علیؓ کو حضرت ہارون علیہ السلام سے نبوت میں تشبیہ نہیں دی گئی ہے۔ بلکہ نبوت کے علاوہ دوسری باتیں ہیں۔ بلاغت کے مسلمات میں سے ہے کہ تشبیہ کے لئے مشبہ اور مشبہ بہ تمام باتوں میں مطابقت ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی انسان کو شیر سے تشبیہ دیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ شیر کی طرح دانت، پنجے، خوں خواری اور چارپائگی وغیرہ تمام باتوں میں مشابہت و شرکت ہے اور ''بمنزله هارون من موسیٰ'' میں بمنزلہ کا لفظ تو پوری تشبیہ بھی نہیں ہے۔ ''لا نبی بعدی'' کہہ کر حضور خاتم النبیینﷺ نے واضح کردیا کہ کوئی شخص ہارون علیہ السلام کی مشابہت سے حضرت علیؓ کو نبی یا شریک نبوت نہ سمجھے اور خاتم النبیین حضرت محمدﷺ کے بعد حضرت علیؓ کو نبی نہ قرار دے۔ بلکہ اس حدیث میں ایک طرف حضرت علیؓ کی قرابت نسبی کی فضیلت واہمیت بیان ہوئی۔ دوسری طرف یہ اشارہ کردیا گیا کہ حضرت علیؓ محمد رسول اللہﷺ کے بعد ان کے خلیفہ نہیں ہوں گے۔ رسول اللہﷺ کی حیات ظاہری میں جو کچھ ممکن ہو حضرت علیؓ سے دین کی خدمت ہوگی۔ مگر جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلافت حضرت ہارون علیہ السلام کو نہیں ملی بلکہ موسیٰ علیہ السلام کے گھرانے سے بنی اسرائیل کے دوسرے خاندان میں منتقل ہوگئی۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام کے جانشین یوشع علیہ السلام ہوئے۔ اسی طرح محمد رسول اللہﷺ کے خاندان سے قریش کے دوسرے خاندان میں خلافت منتقل ہوئی۔ یعنی بنی ہاشم سے بنی تیم میں جتنی پشتوں کا فرق موسیٰ علیہ السلام اور یوشع علیہ السلام میں تھا وہی فرق محمد رسول اللہﷺ اور ابوبکر صدیقؓ میں ہے۔

عربی زبان کے تمام ماہرین واہل لغت کا اس پر اتفاق ہے کہ ختم، خاتم، ختام کے معنی

آخر انتہاء اور اختتام ہے۔ مہر کا معنی لینے کی صورت میں بھی آخر و انتہاء کا مفہوم بنیادی رہے گا۔ کیونکہ مہر بھی ہر چیز کے خاتمہ اور آخر ہونے پر لگاتے ہیں۔ خاتم النبیین کا معنی اگر نبیوں کی مہر بھی قرار دیں پھر بھی حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی سچے نبی کی گنجائش نہیں رہتی۔ گویا اللہ رب العزت نے اعلان کر دیا کہ جب تک محمد ﷺ دنیا میں مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ نبیوں کی یہ مہر اللہ علیم وخبیر کے پاس تھی۔ انبیاء کرام صداقت کی مہر سے مزین ہو کر آتے رہے۔ اب جب کہ اللہ جل مجدہ نے خود اپنی مہر کو زمین پر بھیج دیا تو اب اللہ جل شانہ کے یہاں سے مہر تصدیق والے کوئی نبی نہیں آئیں گے۔ اب جو بھی مدعی نبوت پیدا ہوگا مہر تصدیق کے بغیر ہوگا اور جس فرمان پر مہر نہ ہو وہ معتبر نہیں ہوتا۔ لہٰذا جھوٹا اور کاذب ہوگا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ نبیوں اور نبوت کا خاتم و مہر زمین والوں کے پاس ہے۔ زمین والے اس سے کام لیں گے اور نبی مقرر کریں گے تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ نبی ورسول اللہ رب العزت مقرر کرتا ہے۔ نبی و رسول کا تقرر مخلوق کے اختیار سے باہر ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اعلان کیا گیا ہے۔ اللہ نے نبی بنایا۔ اللہ نے رسول بنایا۔ اللہ ہی جانتا ہے کس کو وہ رسالت سپرد کرے گا۔ قرآن مجید میں ہے: ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالته (الانعام:۱۲۵) ”اللہ خوب جانتا ہے کہاں اپنی رسالت تفویض کرے گا۔“ ”اللہ یصطفیٰ من الملئکة رسلا ومن الناس (الحج:۷۵)“ ﴿اللہ ہی چنتا ہے فرشتوں میں سے رسول اور انسانوں میں سے۔﴾

عربی زبان کے تمام قدیم وجدید مستند ماہرین مسلم وغیر مسلم سبھوں کا اتفاق ہے۔ خاتم النبیین (زیر، زبر) کا معنی آخری نبی جن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ منتہی الارب، صراح، کلیات ابوالبقاء، قاموس، تاج العروس، لسان العرب، صحاح جوہری، مفردات امام راغب، مجمع البحار، محکم ابن سیدہ، تہذیب ازہری، المنجد، اقرب الموارد، لین عربک انگلش لیگزیکن کے حوالے کافی ہیں۔

مفسرین کی تحقیق

قرآن مجید کے تمام مفسرین کرام بھی خاتم النبیین کا معنی آخری نبی قرار دیتے ہیں۔ حوالہ کے لئے یہ چند اہم تفسیریں کافی ہیں۔ تفسیر کشاف، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، تفسیر کبیر امام رازی، تفسیر طبری، تفسیر ابن کثیر، تفسیر خازن، تفسیر مدارک، تفسیر جلالین، تفسیر مظہری، تفسیر بیضاوی وغیرہ۔

آیت خاتم النبیین کے آخری کلمات ”وکان اللہ بکل شئ علیما“ ﴿اور اللہ ہر چیز کو ہمیشہ سے جاننے والا ہے۔﴾ کا تعلق ماقبل کے مضمون سے قابل غور ہے۔ انسان ہمیشہ

رہنمائی کا محتاج ہے تا قیامت ہادی ورہنمائی کا محتاج رہے گا۔ کبھی ان سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی طرف سے بشیر ونذیر (خوشخبری دینے والے اور ڈرسنانے والے) کی ضرورت ہے۔ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے بعد دنیا میں اگر نسل انسانی باقی رہتی ہے تو اس کی رہنمائی وہدایت کی کیا صورت ہوگی۔ اللہ رب العزت عادل ہی نہیں بلکہ رحمٰن ورحیم بھی ہے۔ عدل وانصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ گمراہ کرنے والا شیطان اپنی قوت وتوانائی کے ساتھ قائم وزندہ ہے تو انسان کی راہ مستقیم کی طرف رہنمائی وہدایت کرنے والا بھی کوئی موجود رہے۔ اسی عدل وانصاف کا تقاضہ تھا کہ اللہ رب العزت حضرت محمد مصطفی ﷺ سے پہلے، نبی کے بعد نبی بھیجتا رہا۔ جیسا کہ قرآن مجید کا اعلان ہے۔ ”ثم ارسلنا رسلنا تترا (المؤمنون:٤٤)“ ﴿پھر ہم اپنے پیغمبر لگاتار بھیجتے رہے۔﴾

”وقفینا من بعدہ بالرسل“ ﴿اور ہم نے لگی پیٹھ رسول بھیجے۔﴾

”ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین (آل عمران:٣٣)“ ﴿بیشک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو جہاں والوں میں فریضہ نبوت کے لئے چن لیا۔﴾

”انا اوحینا الیك کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعدہ (النساء:١٦٣)“ ﴿بیشک ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی جیسے نوح اور ان کے بعد تمام نبیوں کی طرف وحی بھیجی۔﴾

الغرض یہ مضمون کہیں اجمال کے ساتھ اور کہیں نبیوں کے ناموں کی تفصیل کے ساتھ قرآن مجید میں بار بار دہرایا گیا ہے۔ حدیثوں میں بھی ہے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی ان کے جانشین کوئی اور نبی مقرر ہوتے۔ نبوت کا یہ سلسلہ عیسیٰ علیہ السلام پر آکر رک گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے یحییٰ علیہ السلام ان سے پہلے زکریا علیہ السلام وغیرہ سلسلہ انبیاء آدم علیہ السلام تک جاری ومتصل رہا۔ زمین کبھی حجت خدا سے خالی نہیں رہی۔ عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے درمیانی وقفہ میں جس کو قرآن مجید کی اصطلاح میں دور فترت (التواء) کہتے ہیں۔ کوئی نبی نہیں آئے۔ اگلے انبیاء کی ہدایات وتعلیمات اور ان کی لائی ہوئی کتابیں بھی محرف، مشکوک اور گم ہوگئیں۔ انتہاء تو یہ ہے کہ وہ زبانیں بھی جن میں وہ تعلیمات تھیں اور کتابیں نازل ہوئی تھیں مردہ ہوگئیں۔ بعض زبانیں مٹ گئیں جیسے سریانی زبان جس میں انجیل تھی اور عیسیٰ علیہ السلام کے مواعظ کلمات تھے۔ اصل زبان اور اصل زبان میں اصل انجیل آج ناپید ہے۔ یونانی زبان سے

لے کر دنیا کی ہر زبان میں انجیل نام کی کتابیں ہیں۔ مگر خود اصلی انجیل اپنی اصلی زبان میں معدوم ہے۔ اسی طرح توریت اور قدیم اسرائیلی انبیاء کے صحیفے اور کتابیں جو عبرانی زبان میں تھیں اعتماد واعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ قدیم عبرانی زبان جس میں انبیاء علیہم السلام کی کتابیں تھیں۔ حروف علت (Vowel) اور اعراب (زیر، زبر، پیش، تشدید، جزم) سے خالی تھی۔ صرف حروف صحیح لکھے جاتے تھے۔ پڑھنے والا حروف علت اور اعراب اپنی طرف سے ملاتا تھا۔ تورات اور دیگر صحف انبیاء، قرآن کی طرح سینوں میں محفوظ نہیں ہوتے تھے۔ اگر پڑھنے پڑھانے والا وحی والہام سے محروم ہو تو اصل کتاب بھی سامنے لائی جائے تو صحیح نہیں پڑھی جاسکتی۔ اپنی طرف سے حروف علت اور اعراب لگانے سے پڑھنے میں بھی اختلاف ہوگا اور معنی میں بھی آسمان وزمین کا فرق ہو جائے گا۔ اسی لئے اللہ رب العزت نے عدل وانصاف کے تقاضے کو یہ کہہ کر پورا کیا: ”وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً (الاسراء:۱۵)“ ﴿ہم کسی پر عذاب کرنے والے نہیں ہیں۔ جب تک رسول نہ بھیج دیں۔﴾

محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت ختم ہوگئی۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئیں گے۔ نسل انسانی باقی ہے۔ قیامت تک باقی رہے گی۔ معلوم نہیں قیامت آنے میں کتنی مدت ہے۔ لہٰذا اللہ کے عدل وانصاف اور رحمت ورأفت کا تقاضہ پورا ہونا چاہئے۔ ”وکان اللہ بکل شئ علیما“ ﴿اور اللہ ہر چیز کو پہلے سے خوب جاننے والا ہے۔﴾ ختم نبوت کا فیصلہ علیم وخبیر خدا کی طرف سے ہے۔ قیامت تک اب کسی نبی کی آمد منقطع اور ختم ہوگئی۔ اواگون یعنی تناسخ کا عقیدہ کہ روحیں ایک جسم سے نکل کر دوسرے نئے جسم میں پیدا ہوتی ہیں۔ عقل کے بھی خلاف ہے اور اسلام کے بھی خلاف ہے اور سراسر کفر وباطل ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام ایک مرتبہ وفات پانے کے بعد دوبارہ نئی جنم کے ذریعے کسی نئے جسم میں اس دنیا میں نہیں آسکتے اور نہ ازسرنو سلسلۂ نبوت قائم ہوسکتا ہے۔ اللہ رب العزت اگر علیم تھا اور علیم ہے تو ختم نبوت کا یہ فیصلہ اور اس فیصلہ کے اعلان کے بعد آنے والی انسانی نسلوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے کوئی یقینی قابل اعتماد اور مستند تدبیر ضرور کی ہوگی تاکہ اس کے عدل وانصاف رحمت ورأفت پر کوئی حرف نہ آئے۔ اللہ کی حجت ودلیل زمین پر قائم رہے۔ شیطان کے مقابلے کے لئے رحمٰن کی طرف سے کسی ہادی کا وجود ضروری ہے۔ اس عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہوگا اللہ رب العزت کو پہلے سے اس کا علم ہے۔ ختم نبوت کا فیصلہ بھی اللہ جل شانہ کے علم اور مقررہ منصوبہ کے مطابق ہے۔ یہ فیصلہ کوئی ناگہانی اور اچانک فیصلہ نہیں ہے۔

شیعوں کے مختلف فرقوں نے نبوت کا خلا پر کرنے کے لئے امامت کا عقیدہ ایجاد کیا۔ امامت کا عقیدہ محض لفظوں کا پھیر ہے اور اصطلاح کی تبدیلی ہے۔ ورنہ شیعوں کے نزدیک امامت کا مفہوم اور امام کی جو تعریف وصفات ہیں وہ بلا فرق نبوت و نبی کے مرادف ہم معنی اور مساوی ہے۔ لفظ بدل گیا ہے ورنہ نبی و امام ایک ہیں۔ شیعوں کے ہر فرقے کے نزدیک امامت کا اپنا ایک خاص سلسلہ ہے جو دوسرے فرقے کے سلسلہ امامت سے قطعاً مختلف ہے۔ ہر فرقہ اپنے اماموں کو اللہ رب العزت کی طرف سے متعین و نامزد قرار دیتا ہے۔ ان اماموں پر ایمان اصول دین اور رکن عقیدہ یقین کرتا ہے۔ منکرین امامت کو مؤمن تسلیم نہیں کرتا۔ قاعدہ کے مطابق شیعوں کو یہی کہنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ رب العزت کی طرف سے کسی نامزد ہادی کا انکار کفر ہوگا۔ اس نامزد ہادی کو نبی کے نام سے پکاریں یا امام کے سب سے، اصطلاح و نام کی تبدیلی سے حقیقت نہیں بدلتی۔ جب کہ امام کی تعریف وصفات اور ان کے فرائض و اختیارات بھی وہی ہوں گے جو نبی کے متعلق الہامی مذاہب اور اسلام کا عقیدہ ہے۔ مثلاً نبی معصوم، امام معصوم، نبی کے پاس اللہ کی طرف سے فرشتے آتے ہیں۔ امام کے پاس اللہ کی طرف سے فرشتے آتے ہیں۔ نبی سابقہ شریعت میں اللہ کے حکم سے حلال وحرام اور دیگر احکام میں ردوبدل اور ترمیم و تنسیخ کر سکتے ہیں۔ امام شریعت محمدی حلال وحرام اور دیگر احکام میں ردوبدل اور ترمیم و تنسیخ کر سکتے ہیں۔ مزید برآں اگر کوئی امام کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جو شریعت محمدی میں گناہ ہے۔ پھر بھی وہ امام گنہگار و خطا کار نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ گناہ عبادت کا مقام حاصل کر لے گا۔ کیونکہ امام معصوم ہے اور معصوم سے گناہ نہیں ہوتا۔ اس کا ہر فعل وعبادت ہے۔

اسماعیلی خوجہ کے اماموں کے سلسلے میں آغا خاں سلطان محمد تھے۔ ان کے بعد آغا خاں کریم ہیں۔ ان دونوں کے حالات زندگی سبھوں کے سامنے ہیں اور قرآن واحکام قرآنی بھی دنیا میں زندہ و تابندہ ہیں۔ کریم آغا نے فجر وعشاء کی نمازیں معاف کر دیں۔ ان کے پیروؤں سے معاف ہو گئیں۔ بہرحال آغا خانی سلسلۂ امامت سے ان کے پیروؤں کو دینی فائدہ حاصل ہو یا نہ ہو قرآن وسنت کے مطابق ان کے عقائد واعمال ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن دنیاوی لحاظ سے یہ گروہ مرفہ الحال وخوش حال ہے۔ ان کا امام تنظیم کا مرکز ہے۔ خود بھی خوشحال، خوشباش وخوش گزران ہے۔ ان کے پیرو بھی اجتماعی زندگی کے فوائد ومنافع سے مالا مال ہیں۔ دوسرا گروہ اسماعیلی بوہروں کا ہے۔ ان کے امام آغا خانیوں سے مختلف ہیں۔ امام تو مستور و موہوم شخصیت ہے۔ ان کے اخلاق وکردار کو کوئی جان ہی نہیں سکتا۔ موہوم ولامعلوم امام کے نام سے داعیوں کی حکومت کا

سلسلہ قائم ہے۔ ان کے عقیدے میں بھی امام معصوم ہیں۔ ان کے اختیارات بھی وہی ہیں جو نبی کے اختیارات ہیں۔ الفاظ بدلے ہوئے ہیں۔ لیکن معنی اور حقیقت نبی وامام کی ایک ہی ہے۔ شیعہ فرقوں میں سب سے بڑا گروہ اثنا عشری کا ہے۔ اس گروہ کا عقیدۂ امامت دوسرے شیعہ فرقوں کے مقابلے میں زیادہ قابل غور ہے۔ اس گروہ کے تمام ائمہ جن کی کل تعداد بارہ ہے۔ ہر امام محمد ﷺ کے سوا تمام نبیوں سے افضل ہیں۔ معصوم ہیں۔ حلال وحرام میں ترمیم وتنسیخ کا اختیار رکھتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کے بعد بلا استثناء تمام انبیاء علیہم السلام عام بشری قاعدے کے مطابق فطرت کے مقررہ راستے سے پیدا ہوئے۔ لیکن وہ راستہ نجاست کا راستہ ہے۔ لہٰذا یہ بارہ امام اس معروف راستے سے نہیں پیدا ہوئے۔ بلکہ اپنی ماؤں کی ران سے پیدا ہوئے۔ معصوم ہونے میں اگرچہ نبیوں کے برابر ہیں۔ مگر طہارت میں نبیوں سے زیادہ سمجھے جاتے ہیں۔

قادیانی مذہب کے بانی نے امامت کا عقیدہ اور اس کے دلائل کو شیعوں سے حاصل کیا اور ہمت کر کے اس لفظی ہیر پھیر کو ختم کر دیا۔ مجددیت وامامت کے دعوے سے ترقی کر کے نبوت کے مدعی ہو گئے۔ ختم نبوت کا واضح وروشن اعلان قرآن مجید میں موجود تھا۔ لہٰذا شروع میں مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے نبوت کی ایک نئی قسم بروزی وظلی نکالی اور خاتم النبیین کے مفہوم میں تاویل سے آگے بڑھ کر جعل وتحریف کی راہ اختیار کی۔ حالانکہ اسلام وقرآن میں شیعوں کی خود ساختہ امامت اور قادیانی کی بروزی وظلی نبوت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن حکیم کے کلمات خاتم النبیین اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعلان ''لانبی بعدی'' نے اس طرح کے توہمات کی راہیں ہمیشہ کے لئے بند کر دیں۔

تاویل وتحریف میں فرق یہ ہے کہ تاویل متشابہات میں کی جاتی ہے۔ یعنی وہ کلمات والفاظ جن کے معنی دینی مسلمات اور دوسری صریح آیات ومنصوصات کے خلاف ہوں۔ تاویل کے ذریعے ان کو ہم آہنگ اور قریب المعنی بناتے ہیں۔ لیکن واضح وصریح الفاظ کو ان کے اصلی معنی سے پھیرنا اور دینی مسلمات کے خلاف لے جانا تحریف وجعل ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے: ''ید اللّٰہ'' ﴿اللہ کا ہاتھ﴾ اسلام کے مسلمات میں سے ہے کہ اللہ رب العزت جسم، اعضائے جسم جسمانیت اور زمان ومکان سے پاک ہے اور کسی مخلوق سے کسی بات میں مشابہ نہیں ہے۔ ایسے الفاظ کو متشابہ کہتے ہیں۔ علماء حق تو یہ کہتے ہیں کہ الفاظ پر ایمان رکھیں اور معنی کی حقیقت اللہ پر چھوڑیں۔ اللہ کی ذات وحقیقت انسانی عقل میں نہیں سما سکتی۔ کمہار کو مٹی کے برتنوں کے مشابہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پھر بھی اگر کوئی شخص ''ید اللّٰہ'' کے معنی قدرت ورحمت کرے تو اس کو گمراہ نہیں

کہیں گے۔ کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیتوں کے مطابق اور مسلمات دین کے موافق ہے۔ لیکن جو الفاظ واضح وصریح ہیں دینی مسلمات کے موافق ہیں۔ ان کے معنی کو اصل لغت سے پھیرنا تحریف ہے۔ مثلاً خاتم النبیین لا نبی بعدی کہ ان کے معنی کو اصل لغت سے پھیرنا یا ظلی و بروزی کی قید لگانا سراسر تحریف وجعلسازی ہے۔ قرآن مجید میں لفظی تحریف کی طرح معنوی تحریف بھی کفر ہے۔ اللہ رب العزت نے یہودیوں کو تورات میں تحریف کرنے کی وجہ سے ملعون ولعنتی قرار دیا۔

رہی یہ بات کہ حضور سیدنا ومولنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد نوع انسانی کی ہدایت کی سبیل کیا ہے تو بار بار علیم وخبیر اللہ نے قرآن مجید میں اعلان کر دیا کہ: ”ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين “اس کتاب قرآن میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے اور یہ کتاب متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔ ”لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد (حم السجده:۴۲) “اس کتاب میں باطل کا گزر نہ سامنے سے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ اس کا نزول حکمت والے، حمد والے، اللہ کی طرف سے ہے۔ ”نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون “﴿ ہمیں نے قرآن نازل کیا اور بیشک ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔﴾ اس کتاب کا انداز بیان واضح زبان بہت آسان ہے۔ اس سے ہدایت بہت آسانی سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کتاب میں معمہ چیستان اور پہیلیاں نہیں ہیں۔ نہ اس کے بیان میں تضاد اور الجھاؤ ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے۔ ”لقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مدكر (القمر:۲۲) “﴿ بے شک ہم نے قرآن کو ہدایت ونصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا۔﴾

”انا انزلناه قرآنا عربيا لعلكم تعقلون (يوسف:۲) “﴿ بیشک ہم نے قرآن کو واضح عربی میں اتارا تاکہ تم لوگ سمجھو۔﴾

قرآن اللہ کا کلام ہے۔ کوئی مخلوق تنہا یا سب مل کر اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز ہیں۔ اسلام آخری دین ہے۔ نبوت، وحی، کتاب، شریعت، سب اس پر ختم ہوگئیں۔ لہٰذا قیامت تک اللہ کی حجت قائم رکھنے کے لئے اور انسانوں کی ہدایت کے لئے اللہ جل مجدہ نے قرآن کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی اور تمام الہامی کتابوں میں قرآن کو یہ امتیاز عطا کیا کہ یہ لاکھوں انسانوں کے سینے میں محفوظ ہے اور خلق کو ہدایت کے لئے کافی ووافی ہے۔ تورات وانجیل میں بھی بطور پیش گوئی محمد ﷺ اور ان کی لائی ہوئی کتاب کی صداقت کی پہچان اس کا سینوں میں محفوظ ہونا بتایا گیا ہے اور اس علامت کو دیکھ کر یہود ونصاریٰ کو ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔

قرآن مجید کا ساتواں اعلان

"وحیث ماکنتم فولوا وجوهکم شطره لئلا یکون للناس علیکم حجة الا الذین ظلموا منهم فلا تخشوهم واخشونی ولاتم نعمتی علیکم ولعلکم تهتدون کما أرسلنا فیکم رسولا منکم (البقرہ: ۱۵۰،۱۵۱)" ﴿اور جہاں کہیں جس زمانے میں تم ہو اپنا منہ کعبہ کی طرف کرو تا کہ لوگوں کو تمہارے خلاف حجت نہ رہے۔ مگر وہی لوگ ان میں سے جنہوں نے ظلم کیا (کفار) تو تم کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو اور یہ (قبلہ) اس لئے کہ میں تم لوگوں (مسلمانوں) پر اپنی نعمت تمام کردوں اور تم (کعبہ کو قبلہ) بایں امید اختیار کرو کہ ہدایت پر رہو۔ جیسا کہ ہم نے تم میں رسول بزرگ بھیجا۔ تمہیں میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت کریں اور تمہیں پاک وصاف کریں اور تم کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں اور تمہیں وہ تعلیم دیں جو تم نہیں جانتے تھے۔﴾

اللہ رب العزت نے اپنے اس ابدی کلام میں دوسرے پارے کے آغاز سے قبلہ کی اہمیت کو تفصیل سے بیان کرنا شروع کیا اور بالآخر قیامت تک کے لئے یہ حکم دے دیا کہ مسلمان جہاں کہیں بھی اور جس زمانے میں بھی ہوں کعبہ کی طرف رخ کریں اور ہمیشہ کے لئے کعبہ کو قبلہ بنالیں۔ کعبہ ان کا دائمی قبلہ ہے جو کبھی بدلا نہ جائے گا۔ "حیث ماکنتم" میں "حیث" کا کلمہ (لفظ) ظرف کے لئے ہے۔ زمان ومکان دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ قبلہ کی ابدیت اسلام کے دوام وابدیت کی دلیل ہے اور تمام مسلمانان عالم کی وحدت کا مرکز اور ایک ملت ہونے کا روشن وتابندہ ثبوت ہے۔ قبلہ میں تغیر وتبدل کی گنجائش رہے گی تو کافروں ظالموں کو مسلمانوں کی وحدت دینی وملی اور ایک امت ہونے کے خلاف بحث وحجت کا موقع ملے گا۔ جو کوئی امت مسلمہ کی اس وحدت کو توڑے یا اس وحدت کو دیکھ کر بھی طعنہ زن ہو وہ ظالم ہے۔

اللہ رب العزت اس عالمی غیر متبدل قبلہ کو بھی ہم مسلمانوں کے لئے اپنا عظیم احسان بتارہا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ عالمی ودائمی قبلہ اس لئے عطاء کیا تا کہ "لاتم نعمتی علیکم ولعلکم تهتدون" "تم پر اپنی نعمت تمام کردوں اور تا کہ اس آخری قبلہ سے وابستہ رہ کر تم ہدایت پر رہو۔ اس اعلان کے ساتھ ہی ایک دوسرا اعلان ہوتا ہے کہ: "کما ارسلنا فیکم رسولا منکم" "جیسا ہم نے تم میں ایک رسول تم میں سے بھیجا۔ "کما" کا کلمہ تشبیہ کے لئے ہے۔ یعنی جس طرح ایک دائمی وابدی قبلہ عطاء کر کے ہم نے تم پر اپنی نعمت تمام کردی اور اسی قبلہ کی وابستگی سے تم ہمیشہ ہدایت پر رہو گے۔ یہ آخری قبلہ ہے۔ اس کے بعد کسی اور قبلہ کا تصور ظلم وکفر ہے۔ اسی

طرح ہم نے تم میں ایک ابدی دائمی عالمی ہر زمانی وہر مکانی رسول بھیجا۔ رسالت کی نعمت بھی تم پر تمام کردی۔ ان رسول کے ذریعے تمہیں کتاب وحکمت بخشی۔ نہ اس قبلہ کے بعد قبلہ ہے۔ نہ ان رسول کے بعد کوئی رسول ہیں اور نہ اس کتاب وحکمت کے بعد کوئی کتاب وحکمت ہے۔ کیونکہ جب رسول کی آمد بند ہوگئی تو کتاب وحکمت کا نزول بھی ختم ہوگیا۔ یہی قبلہ ہر زمانہ کے لئے قبلہ ہے اور محمد ﷺ ہر زمانے کے لئے رسول ہیں۔ قبلہ کی نعمت کعبہ پر تمام ہوئی۔ وحی وکتاب کی نعمت قرآن پر تمام ہوئی۔ دین کی نعمت اسلام پر تمام ہوئی۔ اب کوئی شخص اللہ رب العزت کی ان کامل نعمتوں اور واضح اعلانات کو قبول نہ کرے اور اس کے خلاف حجت کرے تو وہ ظالم وکافر ہے۔

قرآن مجید کا آٹھواں اعلان

”وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا ونذيرا (سبا:۲۸)“ ﴿اور ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو مگر تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔﴾

اس آیت میں ”مـا“ نفی کا حرف ہے اور ”الا“ حرف استثناء۔ ان دونوں حرفوں کے اجتماع سے حصر وتخصیص پیدا ہوئی۔ یہ حصر وتخصیص بشیر ونذیر کے مفہوم میں نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن مجید دوسرے مقامات پر واضح کر چکا ہے کہ ہر نبی بشیر ونذیر ہوتے ہیں۔ ”كـان الـنـاس امة واحدة فبعث الله النبيين مبشرين ومنذرين وانزل معهم الكتاب بالحق (البقرہ:۲۱۳)“ ﴿لوگ ایک امت تھے تو اللہ نے نبیوں کو بھیجا بشارت دینے والے اور ڈرانے والے اور ان کے ساتھ سچی کتاب اتاری۔﴾

”وما نرسل المرسلين الا مبشرين ومنذرين (کہف:۵۶)“ ﴿اور ہم نہیں بھیجتے ہیں رسولوں کو مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے۔﴾

لہٰذا نبوت کی یہ دونوں صفتیں محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے خاص نہیں ہیں اور نہ یہ دونوں وصف آنحضرت ﷺ کی نبوت میں منحصر ہیں۔ لامحالہ ”ما“ اور ”الا“ کا حصر وتخصیص کافۃ للناس (تمام نوع انسانی) کے ساتھ ہے۔ یعنی آپ ﷺ دوسرے تمام نبیوں کی طرح بشیر ونذیر ہیں۔ مگر آپ کی نبوت اور بشارت ونذارت کل کی کل تمام نوع انسانی کے لئے ہے۔ یہ نبوت آپ ﷺ کے لئے خاص ہے۔ آپ ﷺ کے سوا اور کسی نبی کو عالمی وہمہ انسانی نبوت حاصل نہیں ہوئی۔ جب تک علاقائی اور خاندانی نبوت کی گنجائش تھی انبیاء آتے رہے۔ جب نوعی وہمہ انسانی نبوت کے مالک آگئے تو نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ کیونکہ اب علاقائی نبوت کی ضرورت نہیں رہی اور عالمی نبوت محمد ﷺ کی خصوصیت ہے۔

قرآن مجید کا نواں اعلان

”واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتٰب وحکمة ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال أقررتم واخذتم علی ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشٰهدین فمن تولیٰ بعد ذلك فاؤلٰئك هم الفاسقون (آل عمران:۸۱،۸۲)“ ﴿اور یاد کرو جب اللہ نے تمام نبیین سے مضبوط عہد لیا کہ جب میں تم سبھوں کو کتاب وحکمت دے چکوں اور تم نبیوں کے بعد وہ رسول آئے جو تمہاری کتاب حکمت اور نبوت (جو کچھ تمہارے پاس ہے) کی تصدیق کرے تو تم ضرور بالضرور اس رسول پر ایمان رکھو گے اور ضرور بالضرور اس رسول کی مدد کرو گے۔ (اللہ نے) کہا کیا تم سبھوں نے اقرار کیا اور میرے عہد کو ان شرطوں پر قبول کیا۔ سبھوں نے کہا ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) کہا تو تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں تو جو کوئی اس عہد و گواہی کے بعد پھر جائے تو وہی لوگ دین سے نکلنے والے ہیں۔﴾

یہ آیت کریمہ اور ان کے کلمات آپ کے سامنے ہیں۔ کیا ان کی موجودگی میں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی کوئی گنجائش رہتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ آنحضرت ﷺ تمام نبیوں میں آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں مبعوث ہوں گے۔ ”النبیین“ میں تمام نبی داخل ہیں۔ کیونکہ نبیین جمع سالم ہے۔ اس پر ”ال“ ہے۔ جو استغراق کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی تمام انبیاء ان میں سے کوئی ایک بھی باہر نہیں ہے۔ جیسے رب العالمین میں اللہ تمام عالم کا رب ہے۔ عالمین جمع سالم ہے۔ ”ال“ اس پر داخل ہے۔ استغراق کو ظاہر کرتا ہے۔ کوئی عالم بھی اللہ کی ربوبیت وخدائی سے باہر نہیں ہے۔ ”لما اتیتکم من کتاب وحکمة“ ﴿کہ جب میں تم سبھوں کو کتاب وحکمت دے چکوں۔﴾ کے کلمات بتا رہے ہیں کہ یہ اقرار وعہد عالم ارواح یعنی روز ازل تمام نبیوں سے ایک ساتھ لیا گیا۔ عہد کے وقت کتاب وحکمت کسی کو نہیں ملی تھی۔ کتاب وحکمت عطاء کرنے سے پہلے یہ عہد واقرار لیا جارہا ہے۔ کتاب وحکمت تو دنیا میں آنے کے بعد ہر نبی کو اپنے اپنے زمانے میں عطاء ہوا۔ ثم (بعد ازاں) کا لفظ تراخی کے لئے آتا ہے۔ یعنی تمام نبیوں کی بعثت اور کتاب وحکمت ملنے کے بعد طویل وقفے اور زمانی فاصلے کے بعد تصدیق کرنے والا رسول آئے گا۔ ثم کے لفظ سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ تمام نبیوں کی تصدیق کرنے والا رسول، سبھوں کے بعد ایک طویل وقفے اور زمانی فاصلے کے بعد آئے گا۔ وہاں یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ اس تصدیق کرنے والے رسول کے زمانے میں کوئی نبی کتاب وحکمت کے ساتھ کسی انسان کی ہدایت کے لئے روئے زمین

پر کہیں نہیں ہوں گے۔ تصدیق کرنے والے رسول یکہ وتنہا تمام انسانیت کے لئے رسول ہوں گے اور تمام نبیوں کے لئے مصدق (تصدیق کرنے والے) ہوں گے۔ اسی طرح یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ یہ مصدق رسول جس طرح تمام نبیوں کے عرصہ دراز بعد اور ان سبھوں کی تصدیق کرنے والے ہوں گے۔ اسی طرح ان مصدق رسول کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ قرآن مجید اور انبیاء علیہم السلام کے واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے پہلے عیسیٰ علیہ السلام تک مسلسل نبی آتے رہے اور کبھی تو ایک ہی دور میں متعدد انبیاء مبعوث ہوئے۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ تک کوئی نبی نہیں آئے۔ یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع کے پانچ سو ستر سال بعد محمد ﷺ تشریف۔ صلی اللہ علی احمد المجتبیٰ ومحمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم!

الغرض محمد ﷺ تمام نبیین کے مصدق ہیں۔ ان کو مہر صداقت دینے والے ہیں۔ ان پر گواہ ہیں۔ تمام انبیاء مدعی نبوت بن کر آئے اور سب کے آخر میں محمد ﷺ آئے۔ دعویٰ اور مدعی پہلے آئے۔ تصدیق وگواہ بعد میں آئے۔ قرآن مجید میں ”وجئنا بك علی هولاء شهيداً (النساء:٤١)“ ﴿ہم آپ کو اے (محمد ﷺ) پیغمبر تمام نبیوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔﴾

قرآن مجید کا دسواں اعلان

”تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده ليكون للعالمين نذيرا (الفرقان:۱)“ ﴿برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر فرمان حمید قرآن مجید نازل کیا۔ تاکہ تمام عالمین کے لئے نذیر، ڈرسنانے والا ہو۔﴾

العالمین سے قیامت تک تمام عالم واہل عالم مراد ہیں۔ جیسے رب العالمین سے تمام عالم اور جو کچھ ان میں ہے مراد ہیں۔ فرقان حمید جس طرح دنیا میں ہے کسی کی بیشی کے بغیر قیامت تک تمام عالمین کے لئے نذیر وہادی ہے۔ نہ اس کا کوئی حرف بدلے گا نہ اس کا کوئی حکم بدلے گا۔ قادیانی نے تیر وتلوار سے جہاد کا حکم بدل دیا اور دینی قتال کو منسوخ قرار دیا۔ حالانکہ جہاد وقتال کا حکم قرآن وحدیث میں ہے۔ قادیانی خاتم النبیین کے معنی مہر صداقت لگانے والے مراد لیتے ہیں اور قادیانی تحریف کے مطابق بعد میں آنے والے نبیوں کے لئے مہر ترجمہ کرتے ہیں۔ آیت زیب عنوان نے بڑی وضاحت سے قادیانی تحریف کا دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ آیت کا معنی ہوا کہ تمام ”نبیین“ کے طویل زمانے کے بعد ان کی تصدیق کرنے والے رسول آئیں گے۔ جو ان نبیوں کی تصدیق کریں گے اور ان کی نبوت وکتاب پر مہر صداقت لگائیں گے۔ قانون مذہب، قانون معاشرہ اور قانون معاملہ میں ہمیشہ سے یہی رائج ہے کہ پہلے مدعی اور اس کا دعویٰ ہوتا ہے۔

پھر مہر صداقت، تصدیق، مصدق اور گواہ کی باری آتی ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ مدعی اور اس کے دعوے کا تو کوئی نشان پتہ نہیں ہے اور پہلے ہی مہر، صداقت اور گواہ پیش ہو جائیں۔

دیکھو قرآن مجید میں عیسیٰ علیہ السلام کا اعلان ہے: "واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد فلما جاء هم بالبینت قالوا هذا سحر مبین (الصف:٦٠)" ﴿اے پیغمبر اور یاد دلا جب مریم کے بیٹے عیسیٰ نے کہا۔ اے بنی اسرائیل بے شک میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور تصدیق کرنے والا (مصدق) ہوں توراۃ کا جو مجھ سے پہلے ہے اور خوشخبری دینے والا ہوں اپنے بعد آنے والے رسول کی جن کا نام احمد ہے تو جب وہ (احمد) ان لوگوں کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آ گئے تو لوگوں نے کہا یہ صاف جادو ہے۔﴾

سورہ صف کی اس آیت میں مصدق کا مفہوم اور زمانہ بتا دیا گیا۔ توراۃ عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نازل ہو چکی تھی۔ اس لئے توراۃ کے حق میں عیسیٰ علیہ السلام مصدق یعنی تصدیق کرنے والے ہیں۔ احمد مجتبیٰ ﷺ اس وقت تک نہیں آئے تھے۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ کے حق میں مبشر خوشخبری دینے والا کہا گیا۔ مصدق یعنی تصدیق کرنے والا نہیں کہا گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ کے لئے مصدق اس وقت کہا جاتا جب عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے محمد ﷺ مبعوث ہو چکے ہوتے اور قرآن نازل ہو گیا ہوتا۔ اللہ اللہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اللہ ماضی، حال، مستقبل تمام زمانوں کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اللہ علیم وخبیر کو معلوم تھا کہ آئندہ چل کر کوئی غلام غداری کر کے مالک کی جگہ کا دعویدار ہوگا اور غلام احمد سے خود احمد بن بیٹھے گا اور اس آیت کریمہ میں اسمہ احمد میں تحریف و جعلسازی کرے گا۔ لہٰذا ضمناً "فلما جاء هم بالبینت" ﴿تو جب کھلی کھلی نشانیوں کے ساتھ ان کے پاس احمد آ گئے۔﴾ کہہ کر قادیانی جعل و تحریف کا راستہ بند کر دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت و پیش گوئی کو زمانہ مستقبل پر معلق نہیں رکھا۔ بلکہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی آمد کو ماضی کے صیغے میں بیان کر کے آئندہ کا دروازہ بند کر دیا۔ قرآن نے اعلان کر دیا کہ جن احمد کے آنے کی خبر عیسیٰ ابن مریم نے دی تھی وہ قرآن لے کر آ گئے۔ لیکن کافروں نے قرآن کو قبول نہیں کیا اور اس کی ولادت باسعادت اور چھ سو دس سال بعد بعثت ہوئی۔ قرآن مجید نے اس طویل وقفہ کا نام فترت یعنی التواء رکھا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت و بعثت سے پہلے ہی نبیوں کی آمد کا سلسلہ روک دیا گیا۔ تا کہ ختم نبوت کا مفہوم بالکل واضح ہو جائے اور آنحضرت ﷺ کے عہد میں کسی دوسرے نبی کی زمانی شرکت بھی نہ ہو۔ جیسا کہ فرزند نرینہ کی نفی سے ختم نبوت کی تکمیل

مقصود تھی۔ "ثم جاء کم " ﴿بعدازاں تمہارے پاس آئیں۔﴾ سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ انبیاء کی وفات ظاہری ہوتی ہے جو محض دور تبلیغ کے خاتمے کی علامت ہے۔ ورنہ ان کا شمار اموات میں نہیں ہوتا اور نہ وفات کی وجہ سے ان کا اعزاز نبوت ختم ہو جاتا ہے۔ حدیث شریف میں بھی ہے۔ "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون " ﴿انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔﴾ قرآن مجید کی ایک دوسری آیت بھی اس مفہوم کی تائید کرتی ہے۔ جس طرح انبیاء علیہم السلام کے ذمے محمد ﷺ پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کا عہد ہے۔ اسی طرح حضور علیہ السلام کو بھی خطاب ہوا۔ "واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا (زخرف:٤٥) " ﴿اور اے رسول (محمد ﷺ) تجھ سے پہلے جو ہم پیغمبر بھیج چکے ہیں ان سے پوچھ لے۔﴾ "مصدق لما معکم " ﴿جو کچھ تمہارے پاس ہیں ان کی تصدیق کرنے والا کتاب، حکمت، نبوت۔﴾ میں مصدق کا لفظ بھی سلسلہ بیان میں اس طرح آیا ہے کہ جس سے ختم نبوت کا واضح اعلان ہو رہا ہے اور قرآن تمام عالمین تا قیامت کے لئے اللہ کا آخری فرمان و کتاب ہے۔

قرآن مجید کا گیارہواں اعلان

"وما ارسلنك الا کافة للناس بشیرا ونذیر ولکن اکثر الناس لایعلمون (سبا:٢٨) " ﴿اور اے پیغمبر (محمد ﷺ) ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا مگر بلا استثناء تمام انسانوں کے لئے بشیر (خوشخبری دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) پر بیشتر لوگ نہیں جان رہے ہیں۔﴾

اس آیت میں کافۃ للناس میں اللہ رب العزت نے واضح کر دیا کہ محمد ﷺ کے وقت سے لے کر آئندہ جو کوئی بھی انسان آئے گا اس کے لئے رسول، بشیر نذیر آپ ﷺ ہی ہیں۔ کوئی اور رسول نہیں ہے۔ دسویں اعلان میں قرآن مجید تمام عالمین کے لئے تا قیامت نذیر و ہادی ہے۔ قرآن کے بعد کوئی کتاب ہدایت نہیں ہے۔ اسی طرح نوع انسانی کے لئے تا قیامت محمد ﷺ بشیر و نذیر اور رسول ہیں اور کوئی رسول بشیر نذیر نہیں ہے۔ فرقان حمید کا فرمان آخری فرمان اور محمد ﷺ کا اسوہ وسنت آخری اسوہ ہدایت ہے۔ نہ فرقان حمید کے جہاد وقتال کا حکم بدلا جاسکتا ہے اور نہ محمد ﷺ کا اسوہ جہاد وقتال منسوخ ہوسکتا ہے۔

قرآن مجید کا بارہواں اعلان

"یاایها النبی انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الیٰ الله باذنه وسراجاً منیرا (احزاب:٤٥،٤٤) " ﴿اے نبی (محمد ﷺ) بے شک ہم نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ گواہ، مبشر (بشارت دینے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) بنا کر اور اللہ کی طرف

اس کے حکم سے بلانے والا اور روشن کرنے والا چراغ۔ ﴾

اس آیت کریمہ میں محمد ﷺ کی متعدد حیثیتوں کو اور ان کے اہم مراتب کو ایک جگہ اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے آگے کوئی اور ایسی حیثیت باقی نہیں رہی۔ جس کے لئے آئندہ نبی کی ضرورت ہو یا کوئی نبی آسکے۔

اوّل...... آنحضرت ﷺ کو نبی کہہ کر مخاطب کیا۔

دوم...... ''انا ارسلنك'' کہہ کر آپ ﷺ کی رسالت کا منصب واضح کر دیا۔ دوسرے لفظوں میں اللہ کی نسبت سے جس سے براہ راست احکام لیتے ہیں نبی ہیں، اور قوم کی نسبت سے جس کی طرف بھیجے گئے اور جن کو اللہ کے احکام پہنچانے پر مامور ہیں، رسول ہیں۔ گویا ہر نبی رسول ہوتے ہیں۔ اگر نبوت ختم ہو جائے تو رسالت لازماً ختم ہو جائے گی۔

سوم...... ''شاھداً'' شہادت دینے والے گواہ۔ گواہی وشہادت کسی خاص دعویٰ اور امر کے لئے ہوتی ہے۔ اسی طرح شہادت وگواہی کسی خاص مدعی یا مدعیٰ علیہ کے سلسلے میں ہوتی ہے۔ پیش نظر آیت میں محمد ﷺ کو شاہداً کہا گیا۔ مدعی، مدعیٰ علیہ اور دعویٰ کا سرے سے ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مطلق عام اور ہمہ گیر شہادت ہیں۔ اللہ رب العزت کی ذات وصفات کے شاہد ہیں۔ تمام انبیاء کی نبوت ورسالت کے شاہد مصدق اور گواہ ہیں۔ انبیاء کی کتابوں اور صحیفوں کے گواہ ہیں۔ فرشتوں کے گواہ ہیں۔ تمام مؤمنین کے ایمان جو دل میں ہوتا ہے اور ان کے اعمال کے گواہ ہیں (قرآن مجید میں ہے: ''ویکون الرسول علیکم شھیدا '' اے مؤمنین رسول محمد ﷺ تم سبھوں پر گواہ ہوں گے) کافروں کے کفر پر گواہ ہیں۔ منافقین کے نفاق پر جو دل میں ہوتا ہے گواہ ہیں۔ جنت، جہنم، میزان، صراط کے شاہد وگواہ ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا جتنے بھی انبیاء آئے ہر ایک نے اللہ کی ذات وصفات اور دیگر تمام عقائد واحکام کی تعلیم وحی نبوت کے ذریعے لی اور انسانوں کو پہنچائی۔ ان کی تعلیمات وہدایات عینی مشاہدے پر مبنی نہ تھیں۔ وہ شاہد نہ تھے۔ اللہ رب العزت نے محمد ﷺ کو شب معراج اپنی ذات سے لے کر امور آخرت جنت وجہنم کی تفصیلات تک مشاہدہ کرا دیا اور حضور اکرم ﷺ قیامت تک ہر انسان کے لئے شاہد بن گئے۔ مشاہد اور شہید کے آجانے کے بعد زبانی نبوت کی کیا ضرورت رہی۔ لہٰذا شاہد وگواہ رسول کے بعد کسی الہامی نبی کی آمد کا تصور لغو اور فضول ہے۔

چہارم...... مبشراً خوشخبری دینے والے۔ محمد ﷺ کی اس حیثیت کو شاہداً کے ساتھ ملایئے تو معنی یہ ہوئے کہ آپ علیہ السلام نے جن چیزوں کی بشارت دی ان کے مشاہدہ کرنے والے اور شاہد ہیں

اور جن لوگوں کے حق میں بشارت دی ان کے لئے بھی شاہد اور گواہ ہیں۔

پنجم...... نذیر/ڈرانے والے جن عذابوں اور سزاؤں سے ڈرانے والے ہیں۔آنحضرت ﷺ ان کے شاہد ہیں اور جن لوگوں کے حق میں ڈرانے والے ہیں ان کے کفر ونفاق کے بھی شاہد ہیں۔

ششم...... ''وداعیا الی اللہ باذنہ ''اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے''انا ارسلنک '' سے معلوم ہو چکا کہ نبی ورسول، اللہ مقرر کرتا ہے اور کوئی شخص اپنی کوشش سے رسول ونبی نہیں ہوتا۔اسی طرح نبی بھی اللہ کی طرف اپنی خواہش سے لوگوں کو دعوت اور بلاوا نہیں دیتے۔ بلکہ اللہ کے حکم سے تبلیغ رسالت کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہزاروں لاکھوں انبیاء مبعوث ہوئے۔ قرآن حدیث اور دیگر مذاہب کے الہامی صحائف وکتب میں بہتیرے انبیاء کے حالات وواقعات مذکور ہیں۔کسی ایک نبی کے واقعات میں آپ کو یہ نرالی بات نہیں نظر آئے گی کہ وہ ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے نبی بن گئے ہوں۔آج کچھ کہا کل کچھ اور بات کہی، پرسوں کوئی دعویٰ لے کر اٹھے۔الغرض ہر صبح ایک نیا خواب اور نیا دعویٰ، کسی نبی کے حالات میں آپ یہ نہیں دیکھیں گے کہ انہوں نے اپنے حق میں علانیہ طور پر نبوت کا سختی سے انکار کیا ہو۔پھر چپکے چپکے قدم بقدم کبھی اقرار، کبھی انکار کے ساتھ نبی بن ئے ہوں۔جب تک اللہ رب العزت کی طرف سے ان کو نبی ہونے کی اطلاع نہیں دی گئی اقرار وانکار تو کجا وہ اپنی نبوت سے بے خبر تھے اور جب اللہ کی طرف سے ان کو نبی نامزد کیا گیا تو پہلے ہی خطاب میں وہ نبی تھے۔یہ نہیں کہ سینکڑوں الہام ووحی کے بعد بھی اقرار وانکار کے دلدل میں پھنسے رہے۔ایسا تو کسی نبی کے ساتھ نہیں ہوا کہ پہلے وہ اپنی نبوت کا انکار کرے اور اپنے آپ کو کسی نبی کا امتی وغلام کہے۔پھر نبوت سے انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو مجدد کہے۔پھر نبوت کا انکار کرتے ہوئے اپنے آپ کو مہدی کہے۔پھر نبوت کا انکار کرتے ہوئے آپ کو مثیل مسیح، پھر پکا مسیح، پھر نبی کا سایہ اور ان کی تجلیوں کا مظہر یعنی ظلی وبروزی اور امتی نبی کہے اور اس کا معنی یہ بتائے کہ شریعت تو اصلی وحقیقی نبی کی قائم غیر معتدل اور ناقابل منسوخ ہے۔خود اپنے آپ کو نبی کا تابع نبی کہے اور مقصد یہ بتائے کہ اپنے آقا نبی کی شریعت کو فروغ دینا اس کا کام ہے۔اس طرح سینکڑوں اتار چڑھاؤ اقرار انکار اور سخن سازیوں کے بعد خود ہی پکا نبی بن جائے اور کل تک جن کو آقا نبی کہتا تھا۔ان کی شریعت میں بھی اپنا عمل ودخل جاری کرے اور احکام بدلنے اور منسوخ کرنے لگے اور آقا نبی کے ماننے والوں کو کافر کہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں اس قسم کی بے ہنگم ناہموار نبوت نہیں ملے گی۔ نبی ہمیشہ اللہ رب العزت کے حکم سے نبی ہوئے اور اللہ کے حکم سے اعلان نبوت اور تبلیغ ودعوت کرتے ہیں۔اللہ جن کو چاہتا ہے بیک فرمان

نبی بنا دیتا ہے۔ اللہ رب العزت کو سخن سازی کی حاجت نہیں ہے۔ سچے اور جھوٹے نبی میں بھی نمایاں فرق ہے۔ محمد ﷺ کے بعد تو کسی نبی کی آمد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ نہ اللہ کے فرمان سے کوئی نبی ہوگا اور سخن سازی والی نبوت تو ہمیشہ کی طرح جھوٹ ہے۔

ہفتم...... ''سراجاً منیرا '' روشن رکھنے والا چراغ، دنیا مادیت کی تاریکی میں لپٹی ہوئی ہے۔ شیطان نے کفر و معصیت کا غلاف چڑھا رکھا ہے۔ خواہشات نفس، آخرت کے لئے حجاب ہیں اللہ رب العزت نے انبیاء اور صحائف کو ان تاریکیوں میں نور ہدایت کے لئے نازل کیا۔ قرآن مجید نور ہے۔ ''وانزلنا الیکم نورا مبینا (النساء:۱۷۵)'' ﴿اور ہم نے تمہارے لئے جگمگاتا نور اتارا۔﴾ اور یہ نور خود مبین اور واضح ہے۔ قیامت تک محفوظ رہے گا۔ دوسری کوئی کتاب نہیں نازل ہوگی۔ اسی طرح محمد ﷺ چراغ ہیں۔ جو بجھنے اور جھلملانے سے محفوظ ہیں۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے اس چراغ کو نور دینے والا کہا۔ ورنہ چراغ تو روشن ہوتا ہے۔ منیر کے معنی یہ کہ کبھی اس چراغ کی روشنی ختم نہیں ہوگی۔ محمد ﷺ کے بعد کوئی اور چراغ کوئی اور نبی نہیں ہے۔

قرآن مجید کا تیرھواں اعلان

''واوحی الیٰ ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ (انعام:۱۹)'' اور میری طرف اللہ کی طرف سے بذریعہ وحی یہ قرآن نازل کیا گیا ہے تاکہ میں خود تم کو اور ان تمام لوگوں کو جن کو یہ قرآن قیامت تک پہنچے بداعمالیوں سے برے انجام سے ڈراؤں۔

اس آیت مبارکہ میں ایک طرف قرآن مجید کی ہمہ گیری کا اعلان ہے۔ تاقیامت یہ قرآن جس آخری انسان تک پہنچے۔ اس کے لئے اللہ کی طرف سے پیغام ہدایت ہے۔ اب قیامت تک کسی اور کتاب و پیغام کی گنجائش و ضرورت نہیں ہے۔ دوسری طرف ''لا نذرکم بہ ومن بلغ '' ﴿میں محمد ﷺ تم کو ڈراؤں اور میں ان لوگوں کو بھی ڈراؤں جن کو قرآن پہنچے۔﴾ کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ تاقیامت قرآن کے ذریعے ڈرانے کا کام بھی میرے (محمد ﷺ) ذمے ہے۔ اس کی دو ہی صورتیں ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ تاقیامت قرآن کے ساتھ اسی ظاہری اور حسی و جسمانی طور پر رہیں۔ جیسے صحابہؓ کے درمیان تھے۔ مگر یہ صورت نہیں رہی۔ بلکہ محمد ﷺ کی وفات ہوگئی۔ اس آیت کی دوسری صورت یہ ہے کہ ظاہری و حسی طور پر حضور ﷺ نہ رہیں۔ بلکہ نبی کی حیثیت سے باطنی طور پر ہمیشہ قرآن کے ساتھ رہیں۔ یعنی نہ قرآن بدلا جائے اور نہ محمد ﷺ کا دور نبوت ختم ہو۔ قرآن آخری کتاب اور محمد ﷺ آخری نبی رہیں اور یہی قرآن کا مقصود اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

خلاصہ: یوں تو پورا قرآن مجید محفوظ رہ کر محمد ﷺ کی ختم نبوت پر گواہ ہے۔ پھر بھی صراحت کے ساتھ اور اشارے کنائے میں سیکڑوں آیتیں سرکار مدینہ ﷺ پر، نبوت ورسالت ختم ہونے اور آپ ﷺ کے بعد نبی کی آمد کا سلسلہ بند ہو جانے کا اعلان کر رہی ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی دوسرے نبی و وحی کا ذکر آیا ہے۔ اللہ نے ''من قبلك'' کے لفظ سے ختم رسالت کا مفہوم واضح کر دیا ہے۔ پورے قرآن میں کسی ایک جگہ بھی نبوت و وحی کے سلسلے میں ''بعدک'' کا لفظ نہیں آیا ہے۔ اشارۃً بھی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کی آمد کی گنجائش نہیں رکھی ہے۔

قرآن مجید کی آن آیتوں سے قادیانی صاحبان بھی ہدایت حاصل کر سکتے ہیں۔ محمد علی باب اور بہاء اللہ کے پیرو بہائی صاحبان اور دوسرے تمام آئندہ مدعیان نبوت اور ان کے پیرو کے لئے بھی ان آیتوں میں کامل رہنمائی ہے۔

حدیثیں قرآن کی توضیح وتفسیر کرتی ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے متعلق قرآن مجید کی بے شمار آیتیں صریح واضح ہیں۔ پھر بھی چند حدیثیں جو کثرت روایت کی وجہ سے تواتر کا درجہ رکھتی ہیں۔ درج کی جاتی ہیں تاکہ حسب فرمان الٰہی ''لتبین للناس ما نزل الیهم (النحل:٤٤)'' اے نبی آپ ﷺ پر جو کچھ لوگوں کی ہدایت کے لئے وحی وکتاب نازل ہوئی ہے۔ آپ ﷺ خود ان کی وضاحت وتفسیر کر دیں۔ معلوم ہوتا کہ نبوت کے سلسلے میں قرآنی آیات کا کیا مفہوم ہے اور خود قرآن لانے والے نے کیا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ صحابیٔ اوّل سے لے کر آج تک تمام امت محمدیہ علی صاحبہا صلوٰۃ اللہ وسلامہ کا عقیدہ اجماع اور عمل اس پر رہا اور ہے کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد اور جو کوئی نبوت کا دعویٰ کرے کذاب ودجال ہے۔ قرآنی آیات، نبوی تفسیر (حدیث) اور اجماع امت کے قول وعمل کے بعد محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا اور اللہ کے اعلان کے مطابق کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص مہاجر صحابہ برحق اور صادق مؤمن ہیں۔ ''اولئك هم الصادقون (الحجرات:١٥)''

''اولئك هم المؤمنون حقا (الانفال:٧٤)''

اور انہی کی راہ سبیل المؤمنین ہے۔ جو کوئی ان کی راہ سے ہٹا۔ ''ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ماتولی ونصلیه جهنم وسأت مصیرا (النساء:١١٥)'' وہ جہنمی ہے اور جہنم برا ٹھکانا ہے۔

احادیث شریفہ

قرآن مجید نے آئندہ کے لئے ایک مستقل قانون اور قاعدہ کلیہ بتادیا۔ "یاایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامرمنکم (النساء:۵۹) "﴿اے مؤمنین اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولی الامر کی۔ رسول کے بعد اولی الامر کی اطاعت ہے۔ کسی آئندہ نبی و رسول کی آمد کا تصور ختم کر دیا گیا۔﴾

حدیث اوّل

"کانت بنواسرائیل تسوسھم الا نبیاء کلما ھلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری ج۱ ص۴۹۱، مسلم ج۲ ص۱۲۶، مسند امام احمد ج۲ ص۲۹۷) "﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کا نظام انبیاء چلاتے تھے جب کوئی نبی وفات پاتے دوسرے نبی ان کے جانشین ہو جاتے اور اب شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ خلفاء ہوں گے اور وہ بڑی تعداد میں ہوں گے۔﴾

اس حدیث نے گزشتہ آیت کی مزید توضیح کر دی کہ اولی الامر سے مراد خلفاء ہیں۔ امت محمدیہ علی صاحبہا صلوٰۃ اللہ وسلامہ کو دین کے سلسلے میں کسی نئے حکم کی ضرورت نہیں ہوگی کہ نیا نبی آئے اور نئی وحی نازل ہو۔ بلکہ صرف نظام جماعت کے قیام اور شرعی احکام کے نفاذ کے ادارے کی ضرورت ہوگی اور یہ کام اولی الامر وخلفاء انجام دیں گے۔ جن کی تعداد متعین نہیں ہے۔ کثیر تعداد میں ہوں گے۔ ایک زمانہ میں بھی ان کی تعداد کثیر ہو سکتی ہے اور قیامت تک ملا کر بھی ان کی تعداد کثیر ہو سکتی ہے۔ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد جو لوگ نبوت کے دعویدار ہوں گے وہ قرآن وحدیث کی مخالفت کی وجہ سے کافر ومرتد ہوں گے۔ اگر یہ لوگ نبوت کے مدعی نہ ہوتے قرآن کے اعلان "اکملت لکم دینکم "﴿ہم نے تمہارے دین کو کامل کر دیا۔﴾ "ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین "﴿محمد ﷺ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے آخر ہیں۔﴾ اور حدیث "لا نبی بعدی "﴿میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾ کا اقرار ولحاظ کرتے ہوئے نبوت کے دعوے کے بدلے اولی الامر اور خلیفہ ہونے کو اپنے لئے عزت وفخر سمجھتے تو نہ خود کافر ومرتد ہوتے اور نہ دوسروں کو کافر ومرتد بناتے اور گمراہ کرتے۔

حدیث دوم

"قال رسول اللّٰہ ﷺ وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم

یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لانبی بعدی (ابوداؤد، ترمذی ج۲ ص ۴۵)" ﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس سخت جھوٹے ظاہر ہوں گے۔ ان میں ہر ایک اپنے آپ کو اللہ کا نبی قرار دے گا اور حال یہ ہے کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

اس حدیث میں دو باتیں غور کرنے کی ہیں۔ اوّل امت کا لفظ امت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک امت دعوت یعنی وہ قوم وامت جس کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔ خواہ وہ قوم نبی کی دعوت قبول کرے یا قبول نہ کرے۔ بلکہ کافر رہے۔ تمام نوع انسانی تا قیامت محمد ﷺ کی امت دعوت میں شامل ہے۔ اسی لئے ہر انسان سے اس کے مرنے کے بعد اللہ کی ربوبیت، محمد ﷺ کی رسالت، اور دین اسلام کے بارے میں قبر (عالم برزخ) میں سوال ہوتا ہے۔ محمد ﷺ کے بعد اگر کوئی اور نبی ورسول ہوتا تو قبر میں اس نئے نبی ورسول کی نبوت ورسالت کے متعلق سوال ہوتا۔ چونکہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ورسول نہیں ہیں۔ اس لئے قیامت تک ہر انسان سے محمد ﷺ ہی کی نبوت ورسالت کے متعلق سوال ہوتا رہے گا۔ امت کی دوسری قسم امت اجابت ہے۔ یعنی وہ لوگ جو نبی پر ایمان لائیں تمام انسان تا قیامت محمد ﷺ کی امت دعوت ہیں اور ان میں مسلمان امت اجابت ہیں۔ حدیث میں امت کا لفظ عام ہے۔ دونوں کو شامل ہے۔ پہلی قسم کی امت میں مسیلمہ کذاب ہے کہ وہ محمد ﷺ کا منکر تھا اور آپ ﷺ کے بعد نبوت کا مدعی ہوا۔ دوسری قسم میں محمد علی باب، بہاء اللہ اور مرزا قادیانی ہیں جو پہلے محمد ﷺ کی امت اجابت میں تھے اور آنحضرت پر ایمان رکھتے تھے پھر اپنی اپنی نبوت کے جھوٹے دعویدار ہوئے۔

حدیث سوم

"عن ابی ذرؓ قال رسول الله ﷺ یا اباذرؓ اوّل الانبیاء آدم وآخرهم محمد (کنزالعمال)" حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی ہیں اور محمد ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔

اس حدیث میں ابتداء اور انتہاء کی حدیں بیان کردی گئیں۔ جس طرح آدم علیہ السلام سے پہلے کسی نبی کا تصور ناممکن ہے۔ کیونکہ نبی انسانوں میں ہوتے ہیں اور آدم علیہ السلام پہلے انسان ہیں۔ اسی طرح انتہاء میں محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند اور نبی کی آمد ختم ہوگئی۔

حدیث چہارم

۹/ذی الحجہ ۱۰ھ بروز جمعہ عرفات کے میدان میں حجۃ الوداع کے موقع پر تمام نوع

انسانی کو قیامت تک کے لئے ایک منشور عطاء فرمایا۔ اللہ کے آخری رسول و نبی محمد ﷺ نے ایک لاکھ سے زیادہ حاضرین کے اجتماع میں اعلان کیا۔" یاایھا الناس انه لا نبی بعدی ولا امة بعدکم " اے انسانو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ (مسند امام احمد ج ۲ ص ۳۹۱)

قرآن مجید میں اپنی جگہ پر اعلان ہو چکا ہے کہ امت نبی کی نسبت سے وجود میں آتی ہے اور جب محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو لازمی طور پر امت محمدیہ یعنی مسلمانوں کے بعد کوئی امت نہیں ہے۔ محمد ﷺ کے بعد اگر کوئی شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے اور لوگ اس کو نبی تسلیم کر لیں تو بلاشبہ وہ نبی مسلمانوں کے گروہ سے نکل جائے گا۔ اسی طرح اس کے پیرو بھی امت محمدیہ اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جائیں گے۔ بلکہ مسلمان کہلانے کے بجائے وہ نئے نبی کی نسبت سے نئی امت کہلائیں گے۔ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) کے فساد میں قادیانیوں نے محمدیت مردہ باد کا نعرہ لگایا اور مسلمانوں پر سخت مظالم ڈھائے۔

واقعہ بھی یہی ہے۔ مرزا قادیانی کو نبی ماننے کے بعد قادیانیوں کا نہ محمدیت سے تعلق رہا اور نہ امت مسلمہ سے ان کا رشتہ باقی ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ "کان الناس امة واحدة فبعث الله النبیین مبشرین ومنذرین " لوگ ایک امت تھے۔ پھر اللہ نے بشیر و نذیر بھیجے۔ ایک گروہ ایمان لایا۔ دوسرا منکر ہو گیا اور دو امتیں مؤمن و کافر بن گئیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آئے۔ ایک گروہ ایمان لایا اور عیسائی کہلایا۔ دوسرا گروہ منکر رہا وہ اپنے پہلے لقب سے یہودی کہلاتا رہا۔

حالانکہ تورات، صحف قدیمہ اور انبیاء سلف پر دونوں ایمان رکھتے ہیں۔ اسی طرح سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اگر سچے نبی کی گنجائش رہتی اور کوئی نبی آتے تو ان کو قبول کرنے والے اور ان کا انکار کرنے والے دو گروہ ہو جاتے۔ ایمان لانے والے اپنے نئے نبی کی نسبت سے نئے نام و لقب سے پکارے جاتے اور نئی امت کہلاتے۔ انکار کرنے والے اپنے قدیم نبی کی نسبت سے قدیم لقب سے پکارے جاتے۔ مرزا قادیانی اگر سچا نبی بھی ہوتا پھر بھی اس کے ماننے والے قدیم لقب مسلمان کے نام سے نہیں پکارے جاسکتے ہیں۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے مسلسل اعلانات اور احادیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بار بار توضیحات اور صحابہ سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں اور ان کے تمام فرقوں کے اجماع کے بعد کسی نئے سچے نبی کی آمد کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ محمد ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال ہے۔ لہٰذا کسی کذاب و دجال کی

نبوت پر ایمان رکھنے والا محمد ﷺ کی امت میں شمار ہو کر مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

حدیث پنجم

"عن انسؓ قال رسول اللہ ﷺ بعثت انا والساعة کھاتین (بخاری) "حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ محمد ﷺ نے انگشت شہادت اور بیچ کی انگلی کو ایک ساتھ ملا کر فرمایا کہ میری بعثت اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ملے ہوئے ہیں۔ جس طرح دونوں انگلیوں کے درمیان کوئی اور انگلی یا عضو نہیں ہے۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہے۔ مسند امام احمد اور کنز العمال) روایتوں میں اس حدیث کی مزید وضاحت کر دی گئی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "لو کان موسیٰ حیا ماوسعہ الا اتباعی "بالفرض اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے سوا چارہ نہ ہوتا۔ (حالانکہ وہ خود مستقل شریعت والے نبی ہیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: "لو اتاکم یوسف فاتبعتموہ وترکتمونی لضللتم "بالفرض اگر یوسف علیہ السلام تمہارے درمیان آ جائیں اور تم مجھے چھوڑ کر ان کے پیرو ہو جاؤ۔ تو یقیناً گمراہ ہو جاؤ گے۔ یعنی محمد ﷺ کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحب کتاب و شریعت نبی کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ ربوہ کے فسادات میں محمدیت مردہ باد کے نعرے کے بعد کسی مرزائی کا اپنے آپ کو مسلمان اور محمد ﷺ کا پیرو اور امتی کہنا محض دھوکہ اور فریب ہے۔

حدیث ششم

"قال علیہ السلام لعلیؓ انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی (بخاری، مسلم ج۲ ص۲۷۸) "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے ہارون (علیہ السلام) موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے ہیں۔ لیکن یاد رکھو میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اسی طرح ترمذی شریف (حدیث کی کتاب) میں روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا۔ "لو کان بعدی نبی لکان عمرؓ "بالفرض اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو عمرؓ نبی ہو سکتے۔ لیکن حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نبوت ختم ہو چکی۔ اس لئے حضرت عمرؓ نبی نہیں ہو سکتے۔

حدیث ہفتم

(بخاری ج۱ ص۵۰۱، مسلم ج۲ ص۲۴۸) میں روایت ہے۔ "قال رسول اللہ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانه ترک منه موضع لبنة فطاف به

النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنة ختم بى البنيان وختم بى الرسل وفى رواية اخرى فانا اللبنة وانا خاتم النبيين وفى رواية فانا موضع اللبنة جئت فختمت الانبياء عليهم السلام وفى رواية فيقولون هلّا وضعت هذه اللبنة فيتم بنيانك فقال محمد ﷺ فكنت انا سددت وانا اللبنة ”﴿رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری اور تمام نبیوں کی تمثیل ایک ایسے محل کی ہے۔ جس کی تعمیر بہت حسین وشاندار ہوئی۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ نظارہ کرنے والے اس محل میں ہر طرف گھومتے اور اس کے حسن تعمیر پر تعجب کرتے۔ مگر اس ایک اینٹ کی خالی جگہ سے حیران رہ جاتے تو میں نے اپنی نبوت سے اس خالی جگہ کو بھر دیا۔ مجھ سے اس محل کی تعمیر مکمل ہوگئی اور مجھ پر رسولوں کا خاتمہ ہوگیا۔ ایک دوسری آیت میں ہے تو وہ (آخری) اینٹ میں ہوں اور میں ہی (آخری نبی) خاتم النبیین ہوں۔ ایک اور روایت میں ہے تو اس آخری اینٹ کی جگہ میں ہوں۔ میں آیا اور نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ نظارہ کرنے والے (تعمیر کے مالک سے) کہنے لگے کہ تم نے اس جگہ اینٹ کیوں نہیں لگائی۔ تا کہ تمہاری تعمیر مکمل اور پوری ہو جاتی۔ محمد ﷺ نے فرمایا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں۔﴾

اس حدیث میں تمثیل کے ذریعے ختم نبوت کے مفہوم کی وضاحت کردی گئی۔ محمد ﷺ کی ذات اور نبوت سے اس محل کی تعمیر مکمل وتمام ہوگئی ہے۔ جب تک اس تمثیلی محل سے کوئی اینٹ اکھاڑی نہ جائے نئی اینٹ یعنی نئی نبوت کی گنجائش نہیں ہے۔

حدیث ہشتم

(مسلم شریف ج۱ص۱۹۹) میں ہے: ”قال رسول اللہ ﷺ فضلت على الانبياء بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لى الغنائم وجعلت لى الارض مسجداً وطهوراً وارسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمام انبیاء پر چھ باتوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے کلمات جامعہ ملے۔ دشمنوں (کافروں) کے دلوں میں رعب ڈال کر میری مدد کی گئی۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ (اسلام سے پہلے نبیوں اور ان کی امتوں پر مال غنیمت حرام تھا) میرے لئے ساری زمین مسجد بنادی گئی۔ (جہاں چاہیں نماز ادا کریں) اور ساری زمین پاک کرنے والی

بنائی گئی۔(غسل ووضو کے لئے پانی نہ ہو تو تیمم کر کے پاک ہو جائیں) میں تمام مخلوقات کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر تمام نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

حدیث نہم

(ترمذی ج۲ص ۵۳، مسند امام احمد) میں حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:"ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو چکی۔ لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ کوئی نبی۔

حدیث دہم

(ابن ماجہ ص ۲۹۷، حاکم، ابن خزیمہ) میں ہے۔"انا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم"حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

اس حدیث میں جہاں محمد ﷺ کے آخری نبی ہونے اور ان پر نبوت ختم ہونے اور ان کے بعد کسی نبی کے نہ آنے کا واضح اعلان ہے۔ وہاں "آخر الامم" (آخری امت) کے لفظ سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ نبی کی تبدیلی سے امت بھی بدل جاتی ہے۔ لہٰذا محمد ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننے والے نہ مسلمان کہلا سکتے ہیں اور نہ امت مسلمہ میں ان کا شمار ہو سکتا ہے۔ قادیانیوں کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمان بھی کہیں اور محمد ﷺ کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی بھی تسلیم کریں۔ جس طرح مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت دجل فریب اور جھوٹ ہے۔ اسی طرح قادیانیوں کا دعوائے اسلام بھی دجل جھوٹ اور فریب ہے۔

مرزائیوں کو احمدی کہلانے کا بھی حق نہیں ہے۔ کیونکہ احمد اور محمد خاتم النبیین آخر الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دیا ہے۔ اس کے پیروؤں کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو کسی وقت بھی مسیحی کہیں۔ کیونکہ اس نام سے ایک دوسری امت پہلے سے موجود ہے۔

قادیانیوں کو چاہئے کہ اپنے آپ کو مرزائی کہیں۔ قادیانی کہیں۔ کیونکہ ان کے مذہب کے بانی نے اپنا ایک خاص نام "مرزا قادیانی" بتایا ہے۔ یا پھر اپنے آپ کو غلامی کہیں یا غلام احمدی کہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا پورا نام غلام احمد تھا اور غلامی اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ مضاف مضاف الیہ میں اصل مضاف ہوتا ہے۔ مضاف الیہ تو محض نسبت اور پہچان کے لئے آتا ہے۔

حدیث یازدہم

(کنزالعمال ج۵ص۲۹۰) میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "یاایھا الناس ان ربکم واحد واباکم واحد ودینکم واحد ونبیکم واحد لا نبی بعدی"

اے انسانو! بیشک تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارے باپ ایک ہیں اور تمہارا دین ایک ہے اور تمہارے نبی ایک ہیں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حدیث کی کتاب جمع الجوامع کی روایت اس کے ساتھ ملا لیجئے تو ختم نبوت کا مسئلہ اور بھی واضح ہو جاتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ "انما انا لکم مثل الوالد" "میں تمہارے لئے باپ کی طرح ہوں۔ دوسرے لفظوں میں جس طرح جسمانی باپ دو نہیں ہوتے ہیں۔ میں تمہارا روحانی و ایمانی باپ ہوں۔ اب کوئی دوسرا روحانی و ایمانی باپ نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث میں "انما" کا لفظ حصر و تخصیص کے لئے ہے۔ یعنی روحانی و ایمانی باپ ہونے کا مرتبہ اس امت کے لئے صرف محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے۔ کوئی دوسرا روحانی و ایمانی باپ نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے قرآن مجید میں وضاحت سے اعلان کر دیا۔ "وازواجه امهاتهم (احزاب:۶)" ﴿محمد ﷺ کی بیویاں مؤمنین کی مائیں ہیں اور سب کی سب ام المؤمنین ہیں۔

مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو نبی کہا۔ اپنے پیروؤں کا روحانی و ایمانی باپ بنا اور اپنی بیوی کو ام المؤمنین کہلایا۔ مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے قادیانیوں کا کوئی رشتہ محمد رسول اللہ ﷺ سے نہ روحانی رہا اور نہ ان کی بیویوں سے کوئی ایمانی رشتہ رہا۔ اب بھی یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور محمد ﷺ کے روحانی فرزند بنیں۔ کتنا غلط ہے اور کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ بے چارے سیدھے سادھے مسلمانوں کو اسلام سے پھیر کر مرتد بنانے کے سوا اور کیا ہے۔

حدیث دوازدہم

اس حدیث کے مضمون سے تمام مسلمان پڑھے، ان پڑھے، عالم، جاہل سبھی واقف ہیں کہ مرنے کے بعد ہر میت سے خواہ مؤمن ہو منافق ہو یا کافر ہو۔ منکر نکیر نامی دو فرشتے قبر میں سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے۔ تیرے نبی کون ہیں۔ تیرا دین کیا ہے۔ تیری کتاب کیا ہے۔ مؤمن جواب دیتا ہے۔ میرا رب اللہ ہے۔ نبی محمد ﷺ ہیں۔ دین اسلام ہے کتاب قرآن ہے۔ یہ سوالات ہر انسان سے اس کی قبر میں قیامت تک ہوتے رہیں گے اور انہی جوابات پر قبر کی راحت اور عذاب کا انحصار ہے۔ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی آمد ہوتی۔ یہ سوال وجواب قیامت تک کے لئے نہ ہوتے۔ بلکہ محمد ﷺ کے بعد آنے والے نبی کے آجانے کے بعد

جواب بدل جاتا۔ نکیرین جب نبی کے متعلق سوال کرتے تو محمد ﷺ کے بعد آنے والے نئے نبی کا نام لیتا۔ مگر حدیثوں میں وضاحت ہے اور تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں اور قیامت تک انہی کی نبوت کے بارے میں سوال و جواب ہوگا۔

قادیانی باسیو! دوروزہ دنیا کے آرام وراحت عیش وعشرت دولت واقتدار کے لئے ابدی آخرت کو تباہ نہ کرو۔ دنیا کی زندگی کسی نہ کسی طرح آرام یا تکلیف سے گزر جائے گی۔ مگر آخرت کی زندگی ہمیشگی کی زندگی ہے۔ وہاں کی راحت کبھی ختم نہ ہوگی اور وہاں کی مصیبت سے چھٹکارا نہیں ہے۔

ختم نبوت اور اجماع امت

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: ''وعد اللّٰه الذين امنوا منكم وعملوا الصلحت ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكنن لهم دينهم الذى ارتضىٰ لهم وليبدلنّهم من بعد خوفهم امنا يعبدوننى لا يشركون بى شيئا (النور:۵۵)'' ﴿اللہ نے وعدہ کیا تم لوگوں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے۔ البتہ ضرور ان کو زمین میں اقتدار خلافت عطا کرے گا۔ جیسے اگلے لوگوں کو خلافت عطا کی اور (اللہ کا وعدہ ہے) ضرور بالضرور ان کے لئے ان کے دین کو زمین میں مضبوطی سے قائم کرے گا۔ وہ دین جسے اللہ نے خود ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور البتہ ضرور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ لوگ اللہ کی عبادت کریں گے۔ کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔﴾

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت کے متعدد وعدوں کا اعلان ہے اور وعدوں کے اوّلین مخاطب صحابہؓ ہیں جو نزول آیت کے وقت موجود تھے اور کلمہ (منکم) کے مخاطب تھے۔ پہلا وعدہ یہ ہے کہ ان مؤمنین صالحین کو اللہ رب العزت زمین میں خلافت واقتدار عطا فرمائے گا۔ خلافت کا وعدہ جماعت صحابہؓ سے ہے۔ حالانکہ خلیفہ تو ان میں سے کوئی ایک فرد ہوگا۔ لہٰذا اس کا مفہوم یہی ہوگا کہ ظاہری خلیفہ تو فرد ہوگا۔ لیکن معنوی وحقیقی خلافت تمام صحابہؓ کی ہوگی اور تمام صحابہؓ اس فرد کی خلافت میں شریک ہوں گے۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ خلافت شورائی جمہوری اور اجماعی ہو۔ ان میں جو خلیفہ کہلائے گا وہ اپنی پوری جماعت صحابہؓ کا نمائندہ اور ترجمان وامام ہوگا۔ اس آیت میں دوسرا وعدہ یہ ہے کہ ان مؤمنین صالحین یعنی جماعت صحابہؓ کا دین ومذہب اللہ کا پسندیدہ مقبول ومنظور ہے۔ اللہ رب العزت صحابہؓ کے اسی منظور وپسندیدہ دین کو قائم وراسخ کرے گا۔ یعنی اقتدار بھی ان کو ملے گا اور ان کا دین بھی مضبوطی سے قائم ہوگا۔ نہ ان کے دین

وعقیدہ میں کوئی خرابی آئے گی اور نہ یہ کسی غیر کے ماتحت وغلام ہوں گے۔ اللہ رب العزت کا تیسرا وعدہ اس آیت میں یہ ہے کہ خوف وہراس کی حالت کو امن وامان سکون وچین کے ماحول سے بدل دے گا۔ دوسرے لفظوں میں یہ ایک پیش گوئی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگ سخت ہولناک وخوفناک حالات میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مگر اللہ رب العزت خوف وہراس کو امن وبیخوفی سے بدل دے گا۔

آیت مبارکہ میں صدیق اکبرؓ کی خلافت کی تصدیق وحقانیت کا اعلان ہے۔ اجماع کے حجت ہونے کی سند ہے۔ صحابہ کرامؓ کے برسرحق ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ انہی صحابہ کے عقیدہ دین کو اللہ رب العزت کی قبولیت وپسند کا اعزاز حاصل ہے۔ وہ تمام فرقے جو صحابہ کرامؓ کی تکفیر، تفسیق یا تحقیر کرتے ہیں۔ وہ دراصل اللہ رب العزت کے فرمان کے مخالف ہیں۔ صحابہ کرامؓ کا جو دین وعقیدہ تھا وہی اہل سنت وجماعت کا دین وعقیدہ ہے۔ وہ ابوبکر صدیقؓ کو بھی اپنا امام وامیر اور خلیفہ سمجھتے ہیں۔ علی ابن ابی طالبؓ کو بھی اپنا آقا مولیٰ اور امام مانتے ہیں۔ قرآن کی صداقت دیکھئے۔ ایک لاکھ چوبیں ہزار صحابہؓ تھے۔ مگر ان میں سے کوئی ایک فرد بھی کسی غیر مسلم حکومت کا مطیع ومحکوم اور رعایا نہیں بنا اور ان کا جو دین وعقیدہ تھا وہی آج تک غالب چلا آرہا ہے۔ صحابہ کرامؓ کو یا ان کی راہ پر چلنے والوں ان کے دین وعقیدہ پر قائم رہنے والوں کو کبھی تقیہ کے ذریعے اپنا عقیدہ چھپانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ اللہ نے ان کے دین کو مضبوطی سے قائم کرنے اور تمکین واقتدار کا وعدہ کیا تھا۔ وہ ہمیشہ ظاہر رہا نہ کہ تقیہ اور تاویل کے پردوں میں چھپایا گیا۔ مرزائیوں کی طرح نئے مدعی نبوت کی پیروی کے باوجود اسلام کا نقاب اوڑھ کر منافقانہ زندگی گزارنے کی کبھی ضرورت نہ پڑی۔

خوف کو امن سے بدلنے کا جو وعدۂ الٰہی تھا اس کا ایفاء تو سورج سے زیادہ روشن تاریخی حقیقت ہے۔ صحابہؓ کا دین وعقیدہ کیا تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے ان کا متفقہ اقدام وعمل کیا تھا۔ وہ کن حالات میں مبتلا ہوئے اور اللہ کی تائید نے ان کے ساتھ کیا کیا تاریخ والوں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد مسیلمہ، اسود، سجاح، طلیحہ نے اپنے اپنے قبیلوں میں نبوت کا دعویٰ کیا اور ہزاروں ہزار افراد ان کے پیچھے ہولئے۔ تنہا مسیلمہ کے پاس چالیس ہزار مسلح فوج تھی۔ ان جھوٹے نبیوں کے ماننے والوں کے علاوہ منکرین زکوٰۃ کی بہت بڑی جماعت تھی۔ مسلمانوں کے لئے خوف ہراس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ مدینہ طیبہ سے باہر اسلام کا اقتدار گویا ختم ہوچکا تھا۔ ہر لحظہ یہ خوف بڑھتا جارہا تھا کہ مرتدین مدینہ پاک پر حملہ کیا ہی چاہتے

ہیں۔ دوسری طرف رومی شہنشاہیت اور ایرانی شہنشاہیت اسلام کو مٹانے کے لئے پرتول رہی تھیں۔ ان پر ہول حالات میں اللہ رب العزت کی تائید ہی تھی۔ جس نے ابوبکرؓ کی امامت اور صحابہ کرامؓ کے اجماع واتفاق سے اسلام کو بچایا اور خوف کو امن سے بدل دیا۔ تمام صحابہؓ نے ہمدست وہم زبان ہوکر تمام مدعیان نبوت اور ان کے پیرووں کو فنا کر دیا اور ان سبھوں کا عقیدہ یہی تھا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں جو نبوت کا دعویٰ کرے۔ وہ اور اس کے پیرو کشتنی وگردن زدنی ہیں مرتد ہیں، کافر ہیں۔

عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے نبوت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور محمد ﷺ پر ختم ہوگئی۔ صدیق اکبر اور صحابہ کرامؓ کی صورت میں نبی و وحی کی ذمہ داری غیر نبی وغیر صاحب وحی نے سنبھالی۔ انسان کی دنیاوی زندگی میں بالکل نیا موڑ بلکہ ایک نیا راستہ آ گیا۔ وحی ختم اور نبی کی جانشینی غیر نبی کو کرنی پڑی۔ مگر ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ نے دوسرے مؤمنین کے تعاون سے غیر نبی ہوتے ہوئے نبی کے تمام فرائض خلیفہ وجانشین بن کر ادا کئے۔ اسلام کا جھنڈا اونچا رکھا۔ اسلام کو بچایا، پھیلایا اور اسی طرح عہد بعہد چودہ سو سال سے ہوتا چلا آ رہا ہے۔ جن فرائض کو غیر نبی چودہ سو سال سے انجام دیتے آ رہے ہیں۔ پھر ان فرائض کو انجام دینے کے لئے کسی نئے نبی کی آمد فضول وعبث ہے اور اللہ رب العزت کا کوئی کام عبث نہیں ہوتا۔ لہٰذا محمد ﷺ پر دین کامل ہو گیا اور چودہ سو سال سے قائم وباقی ہے۔ اب اسلامی احکام میں نہ تبدیلی ہوگی نہ نسخ ہوگا۔ پھر کسی نبی کی آمد کیوں؟ اگر شریعت اسلامی میں نسخ وتبدیلی کا امکان ہے تو اسلام کو کامل دین کہنا غلط ہوگا۔ قرآن نے اسلام کو دین کامل کہا ہے۔ قرآن سچا ہے اور قرآن کے خلاف بولنے والے جھوٹے ہیں۔

اجماع صحابہؓ

ختم نبوت پر تمام صحابہؓ عقیدۃً وعمل کے لحاظ سے متفق ہیں۔ یعنی محمد ﷺ کے بعد نہ نبوت ہے نہ وحی ہے۔ حضور علیہ السلام کے صحابہؓ متفق ہوکر مدعیان نبوت سے لڑے اور ان کو فی النار کیا۔

صحابہ کرامؓ سے مروی جتنے اقوال بھی ہیں۔ ان میں محمد ﷺ پر نبوت ختم ہونے کا اعلان ہے۔ اس عقیدے کے منکر کو کافر ومرتد قرار دے کر اس کے خلاف قتال، دینی فریضہ تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرات صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ، عثمان ذی النورینؓ، علی المرتضیٰؓ، ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ، زبیر بن عوامؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبداللہ بن عمرؓ، امام حسنؓ، سلمان فارسیؓ، معاذ بن جبلؓ، ابوسعید خدریؓ، عباسؓ، انسؓ، اسماء بنت عمیسؓ زید بن حارثہؓ، زید بن ثابتؓ، حذیفہ بن یمانؓ،

عبداللہ بن عباسؓ اوران کے علاوہ تقریباً اسی (۸۰) صحابہ کرامؓ کی تصریحات موجود ہیں۔ جن میں ان سب نے واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد نہ نبی ہیں اور نہ وحی ہے اور جو کوئی بھی حضرت محمد ﷺ کے بعد نبوت اور وحی کا دعویٰ کرے وہ دجال کذاب اور مفتری ہے۔ اس سے اوراس کے پیروؤں سے قتال کرنا چاہئے۔ یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا قتل ہوجائے۔

صحابہؓ سے لے کر آج تک تمام تابعین اتباع تابعین، مفسرین، محدثین، فقہاء، علماء خواص وعوام تمام مسلمانوں کا متفقہ بنیادی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ انہی کی نبوت قیامت تک قائم ہے اور انہی کا کلمہ قیامت تک جاری ہے۔ جیسا کہ سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’عهدی الیٰ یوم القیامة ‘‘ ﴿میرا دور نبوت قیامت تک ہے۔﴾ ’’لا نبی بعدی ‘‘ ﴿میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾ نبوت محمدی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) دوپہر کے آفتاب کی طرح کائنات پر ضیا بار ہے۔ یہاں تک کہ پہلے سے چمکنے والے ستارے اس کے نور میں چھپ گئے۔ کسی نئے ستارے کے طلوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اللہ رب العزت کے فرمانے کے مطابق ’’ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیائهم (الانعام:۱۲۲)‘‘ ﴿شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔﴾

یا (جھوٹے نبی وحی الٰہی کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ ان کی طرف وحی نہیں کی گئی ہے) حدیثوں میں بھی قرآن مجید کے ان اعلانات کی وضاحت کردی گئی ہے۔ حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے بعد فریب دینے والے جھوٹے ظاہر ہوں گے اور نبوت کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

لہٰذا قرآن مجید، احادیث صحیحہ، اجماع امت اور دور صحابہؓ سے لے کر آج تک مدعیان نبوت کے خلاف جہاد وقتال کے واقعات کی روشنی میں ختم نبوت کا مسئلہ واضح اور روشن ہے۔ جس میں کسی تاویل، تحریف اور ہیر پھیر کی گنجائش نہیں ہے۔ عقیدہ توحید کا منکر اور حضرت محمد ﷺ کے بعد اجرائے نبوت کا قائل یکساں مرتد ہے۔ جس طرح عقیدۂ توحید میں کسی تاویل وتذبذب کی گنجائش نہیں ہے۔ محمد ﷺ پر خاتمہ نبوت کا عقیدہ بھی ہر تاویل وشک سے مبرّا اور پاک ہے۔ جو لوگ مؤمن رہنا چاہتے ہیں اور مؤمن مرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ’’لا اله الا الله محمد رسول الله ‘‘ کے کلمے کے سوا کسی اور کلمہ کی گنجائش نہیں ہے۔ بہائی ہوں یا مرزائی۔ دونوں غیر مسلم اور مرتد ہیں۔

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي

قادیانی مسئلہ

اور اس کا

نیا اور پیچیدہ تر مرحلہ

مکرم و محترم جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ عرصہ سے مسلسل اطلاعات مل رہی تھیں کہ قادیانیوں نے فرضی ناموں سے نہایت دردبھری مظلومانہ فریاد پر مشتمل خطوط کی مہم پورے زور شور سے جاری کی ہوئی ہے۔ جس کے ذریعے سادہ دل اور معاملے کی اصل نوعیت سے بے خبر مسلمانوں کے جذبات ایمانی اور جذبۂ رحم سے اپیل کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ دیکھئے! کیسا ظلم ہے کہ ہمیں کلمہ پڑھنے سے روکا جارہا ہے اور ہماری ''مسجدوں'' سے کلمہ طیبہ اور آیات قرآنیہ کو جبراً مٹایا جارہا ہے...... اس ضمن میں چند بار مجھ سے اجتماعات جمعہ میں بھی استفسار کیا گیا۔ جس پر میں نے معاملے کی اصل نوعیت کی مختصر وضاحت کردی۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ مجھے ہرگز اندازہ نہ تھا کہ اس قسم کی مصنوعی اور جذباتی اپیل سے حنیف رامے صاحب ایسے دانشور سیاستدان اور جناب اعتزاز احسن ایسے منجھے ہوئے قانون دان بھی متاثر ہوجائیں گے۔ میں خود پچھلے دنوں مسلسل سفر میں رہا۔ جس کی وجہ سے اخبارات کے ساتھ رابطہ نہ رہا۔ واپسی پر جناب حنیف رامے کا مکمل بیان اور اس کا مولانا اللہ وسایا صاحب کی جانب سے مفصل جواب نظر سے گذرا تو اندازہ ہوا کہ وہ قادیانی مسئلہ جو ہمارے جسد ملی میں ناسور کی حیثیت رکھتا ہے ایک نئے اور پیچیدہ تر مرحلے میں داخل ہورہا ہے۔

اس تصویر کا ایک دوسرا رخ بھی ہے۔ جس نے اس مسئلے کی پیچیدگی میں ایک نہایت خطرناک پہلو (Dimension) کا اضافہ کردیا ہے اور وہ یہ کہ مولانا محمد اسلم کی گمشدگی اور پھر حادثہ ساہیوال سے قادیانیوں کے جن جارحانہ عزائم کا ظہور شروع ہوا تھا انہوں نے کلمہ طیبہ کے بیج سینوں پر سجا کر باہر نکلنے اور گرفتاریاں دینے کی صورت میں ایک مستقل، مظاہرے کی شکل اختیار کرلی ہے۔ تاحال تو غنیمت ہے کہ معاملہ قادیانی نوجوانوں اور ملک کی انتظامی مشینری کے مابین ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ معاملہ آگے بڑھا اور قادیانی جارحیت کے جواب میں عوامی ردعمل شروع ہوگیا تو صورت بہت خوفناک ہوجائے گی۔

جہاں تک حنیف رامے اور ان کی طرز پر سوچنے والے حضرات کا معاملہ ہے۔ میں ان سے صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ براہ کرم اس سوال پر غور فرمائیں کہ وہ کیا سبب تھا۔ جس کے باعث محمد رسول اللہ ﷺ وفداہ آباءنا وامہاتنا ایسی شفیق وودود اور رؤف ورحیم ہستی نے ایک نام نہاد

'مسجد' یعنی منافقین کی تعمیر کردہ مسجد ضرار کو مسمار کرنے کا حکم دے دیا تھا؟ اسی طرح وہ کیا سبب تھا جس کی بناء پر حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں غیر مسلموں کو مسلمانوں کی سی وضع قطع اختیار کرنے سے روک دیا تھا؟

ظاہر ہے کہ اس سوال کا صرف ایک جواب ممکن ہے اور وہ یہ کہ چونکہ اسلام عرف عام کے مطابق صرف ایک مذہب نہیں ہے۔ بلکہ دین یعنی مکمل نظام زندگی ہے۔ لہٰذا اس کا دائرہ کار صرف بندے اور رب کے مابین ایک نجی تعلق کی حد تک محدود نہیں رہتا۔ بلکہ وہ اوّلاً ایک معاشرے اور قومیت کی صورت اختیار کرتا ہے اور اس سے بھی آگے بڑھ کر اپنی حکومت اور ریاست قائم کرنی چاہتا ہے۔ بنابریں اس کے نظام میں انفرادی آزادی اور اجتماعی مصلحتوں کے مابین ایک حسین توازن موجود ہے اور بعض معاملات میں قومیت اور ریاست کے تحفظ کے لئے ایسے اقدامات لازمی ہوتے ہیں جو نظام انفرادی آزادی پر قدغن نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آنحضورﷺ اور حضرت عمرؓ کے متذکرہ بالا اقدامات بھی...... اسی کے ذیل میں آتے ہیں۔ موجودہ حکومت کا یہ فیصلہ بھی کہ قادیانی کوئی ایسی نشانی یا علامت تقریراً یا مرئی نقوش کے ذریعے استعمال میں نہیں لا سکتے۔ جس سے عوام کو ان کے مسلمان ہونے کا دھوکا لگے اور یہ لازمی منطقی نتیجہ ہے۔ آنجہانی غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کا، جس کی بناء پر ان کے ماننے والے لوگوں کے نزدیک وہ سب لوگ کافر قرار پائے۔ جنہوں نے ان کو نہیں مانا اور پوری امت محمد علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک ان لوگوں کے کفر اور ارتداد میں ہرگز کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ جنہوں نے کسی بھی حیثیت سے انہیں مان لیا۔

اب غلام احمد قادیانی اور ان کی ذریت صلبی ومعنوی کی ''پختہ زناری'' کا عالم تو یہ ہے کہ وہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان کے حق میں لچر سے لچر زبان اور گھٹیا سے گھٹیا مذہبی گالیاں استعمال کرنے میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔

حتیٰ کہ اس نئی امت کا ایک مشہور ومعروف فرد اپنے محسن ومربی اور بانی ریاست وسربراہ مملکت قائداعظم محمد علی جناح تک کی نماز جنازہ پڑھنے سے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیتا ہے کہ: ''مجھے خواہ ایک مسلمان ملک کا غیر مسلم وزیر قرار دے دیا جائے۔ خواہ ایک غیر مسلم حکومت مسلمان وزیر۔ لیکن ہمارے دانشوروں اور سیاستدانوں کی رقت قلب اور وسعت قلبی کا عالم یہ ہے

کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کو پورا تحفظ دینے اور انہیں عقیدہ و عبادات کے ضمن میں پوری آزادی دینے کے بعد صرف ان کی جارحانہ پیش قدمی کی روک تھام کے لئے کچھ ناگزیر اقدامات کئے جاتے ہیں تو ان کا ''جذبۂ رحم'' اور ''داعیۂ حمایت مظلوم'' جوش میں آجاتا ہے۔

دیکھ کعبے میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بتکدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

جناب رائے اور ان کے ہم خیال حضرات کے لئے طے کرنے کی اصل بات یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم سمجھتے ہیں یا مسلمان؟ اگر خدانخواستہ بات دوسری ہے تو انہیں ہیر پھیر کا راستہ چھوڑ کر اور خواہ مخواہ کی جذباتی دلیلوں اور اپیلوں کا سہارا لینے کی بجائے خم ٹھونک کر میدان میں آنا چاہئے اور اپنا مؤقف صاف صاف بیان کرنا چاہئے اور اگر بات پہلی ہے اور ان کا دل اس پر ٹکتا ہے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں تو پھر انہیں اپنے سینے پر پتھر رکھ کر اس کے منطقی نتیجے کو کھلے دل سے قبول کر لینا چاہئے کہ قادیانیوں کو تشبہ بالمسلمین سے روکا جائے تاکہ وہ سادہ لوح اور ناواقف مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر مرتد نہ کر سکیں۔

اس موقعہ پر میں قادیانی حضرات کی خدمت میں بھی یہ گذارش ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کے حق میں ۱۹۷۴ء کا فیصلہ نرم ترین اور مناسب ترین ہے۔ جسے آپ لوگوں کو کھلے دل کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ اس کے ذریعے آپ لوگوں کو ایک تسلیم شدہ اقلیت (Recognised Minority) کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ جس سے آپ کو وہ جملہ مذہبی، سماجی اور اقتصادی حقوق حاصل ہوگئے ہیں جو دوسری تمام اقلیتوں کو حاصل ہیں۔ اب خود آپ کی اپنی مصلحت کے اعتبار سے آپ کے لئے بہترین لائحہ عمل یہ ہے کہ مسلمان ممالک (بشمول پاکستان) کی حد تک اس مرتبہ اقلیت (Minority Status) پر قناعت کریں اور اپنی دعوت تبلیغ کے جملہ حوصلے اور ارمان غیر مسلم ممالک میں نکال لیں۔ پاکستان میں اگرچہ تا حال دوسری غیر مسلم اقلیتوں کی تبلیغی سرگرمیوں پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ تاہم اس وقت عالمی سطح پر احیائے اسلام کی جو تحریک برسر کار ہے۔ اس کے پیش نظر وہ دن زیادہ دور نہیں ہے۔ جب مسلمان ممالک میں پورا پورا شرعی نظام قائم ہوگا اور اس کے نتیجے میں غیر مسلموں کی تبلیغی سرگرمیوں پر مکمل

پابندی بھی عائد ہو کر رہے گی اور ارتدادی سزا بھی نافذ ہو کر رہے گی۔ جس کی مثالیں ایران اور سوڈان میں سامنے آ بھی چکی ہیں۔

پھر آپ لوگوں کے معاملے میں ایک اضافی پیچیدگی یہ ہے کہ کوئی عیسائی اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتا اور جب وہ تبلیغ کرتا ہے تو مسلمانوں کو صاف صاف اسلام ترک کر کے عیسائیت اختیار کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ جب کہ آپ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو بزعم خویش کفر سے تائب ہو کر اپنے خود ساختہ اسلام میں داخلے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج تک پاکستان میں نہ کوئی گرجا مسمار کیا گیا نہ صلیب توڑی گئی۔ حتیٰ کہ یہودیوں کی عبادت گاہ بھی کراچی میں ثابت و سالم کھڑی ہے۔ لیکن آپ کی عبادت گاہوں کے خلاف اقدام ہو رہا ہے۔ بنا بریں مصلحت اسی میں ہے کہ آپ اپنی عبادت گاہوں کے لئے تعمیر کا ڈیزائن بھی کوئی نیا اختیار کر لیں اور ان کے لئے نام بھی نیا تجویز کر لیں۔ (جیسے مثلاً آپ کی علامہ اقبال روڈ لاہور پر واقع عبادت گاہ کا نام دارالذکر ہے) اور ان کے باہر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنیہ لکھنے سے بھی احتراز کریں۔ اس کے بعد آپ آزاد ہیں۔ اندر آپ جو چاہیں لکھیں جو چاہیں پڑھیں اور جس طرح چاہیں عبادت کریں۔ بصورت دیگر اگر آپ لوگوں نے اپنی جارحانہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ بلکہ اس میں قوت کے مظاہرے کا عنصر مزید شامل کر لیا تو یاد رکھئے کہ جس طرح ۱۹۷۴ء کی ربوہ (چناب نگر) ریلوے اسٹیشن کی جارحیت آپ لوگوں کو بہت مہنگی پڑی تھی۔ اسی طرح اب پاکستان کے مسلمان حکومت سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں گے کہ قتل مرتد کی کتاب و سنت سے ثابت اور اجماع امت پر مبنی سزا کو فی الفور نافذ کیا جائے۔ تاکہ فتنہ ارتداد کے آگے مؤثر بند باندھا جا سکے۔

اس سلسلے میں اگر قادیانی حضرات کا خیال یہ ہو کہ ان کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے اور پھر ان کے لئے اسلامی علامات اختیار کرنے پر پابندی لگنے کے فیصلے کسی نے وقتی مصلحت کی خاطر کرا دیئے ہیں اور کسی آئندہ حکومت کے لئے یہ ممکن ہوگا کہ انہیں تبدیل کرا سکے تو وہ بہت بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ اس لئے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تاریخ ساز فیصلہ تو ایک ایسی حکومت کے دور میں ہوا تھا۔ جس سے زیادہ سیکولر مزاج حکومت کا پاکستان کے لئے تصور تک نہیں کیا جا سکتا اور اب جو اسی فیصلہ کے مطابق اگلا منطقی قدم اٹھایا گیا ہے تو یہ بھی کسی فرد واحد

کے مذہبی مزاج کا نتیجہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو یہ اقدام بہت پہلے ہو جاتا۔ بلکہ یہ دونوں اقدام ملکی سطح پر مسلسل عوامی دباؤ اور پورے عالم اسلام میں حالات کے احیاء اسلام کے رخ پر پیش قدمی کا نتیجہ ہیں۔ جو اگرچہ نہایت سست رفتار بھی ہے اور ہماری کوتاہیوں اور نااہلیوں کے باعث وقتی اور فوری ردعمل اور اس کے نتیجے میں عارضی پسپائی کا شکار بھی۔ بایں ہمہ اس میں ہرگز کوئی شک نہیں کہ اب وہ دن بہت زیادہ دور نہیں ہیں۔ جب خالص اور ٹھیٹھ دین محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو عالمی غلبہ حاصل ہوگا اور کوئی مثیل مسیح نہیں بلکہ اصل اور حقیقی مسیح عیسیٰ ابن مریم نبینا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور ایک جانب موجودہ نام نہاد عیسائیت کو ختم کردیں گے اور دوسری جانب یہودیوں اور ان کے معاونین کو کیفر کردار تک پہنچائیں گے۔ لہٰذا قادیانیوں کے لئے صحیح راہ ہدایت تو یہ ہے کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت سے کامل انقطاع اور اظہار برأت کرکے۔

آملیں گے سینہ چاکان چمن سے سینہ چاک

کے مصداق دوبارہ اصل امت محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل ہو جائیں۔ بصورت دیگر کم از کم عافیت کی راہ یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں غیر مسلم اقلیت کی حیثیت کو دل سے قبول کرکے اپنی دعوت و تبلیغ کا رخ غیر مسلم ممالک کی جانب موڑ دیں۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے پر تبصرہ

از: ڈاکٹر اسرار احمد (ماخوذ از میثاق، نومبر ۱۹۷۴ء)

اگرچہ جس وقت میثاق کا یہ شمارہ طبع ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچے گا، اس وقت تک قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا فیصلہ خاصہ پرانا ہو چکا ہوگا۔ تاہم جی نہیں مانتا کہ میثاق کے صفحات اللہ تعالیٰ کے اس احسان عظیم پر اس باری تعالیٰ کی جناب میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرنے کی سعادت سے بالکل محروم رہ جائیں جو اس فیصلے کی صورت میں پوری ملت اسلامیہ پر ہوا ہے۔ اس لئے کہ اگرچہ عالم اسباب میں اس تاریخی فیصلہ کے بہت سے عوامل ہیں۔ تاہم واقعہ یہ ہے کہ فی الحقیقت یہ سب کچھ ایک خالص خدائی تدبیر کے نتیجے میں ہوا۔ جس نے جملہ اسباب

وعوامل کو طوعاً وکرہاً اس طرح ایک ہی رخ میں پھیر دیا کہ اس فیصلے سے فرار کی کوئی راہ کسی کے لئے کھل ہی نہیں رہی اور بالکل معجزانہ طور پر وہ کٹھن مرحلہ طے ہو گیا۔ جس کے طے ہونے کا کوئی امکان آج سے چھ ماہ قبل کسی بڑے سے بڑے سیاسی پنڈت کو بھی نظر نہ آ سکتا تھا۔

لہٰذا اگرچہ آنحضور ﷺ کے اس فرمان مبارک کے مطابق کہ "من لم یشکر الناس لا یشکر اللّٰہ" پوری ملت اسلامی کی جانب سے مبارکباد اور شکریے کے مستحق ہیں۔ وہ عوام بھی جنہوں نے دینی غیرت اور حمیت کا بھرپور ثبوت بھی دیا اور صبر و تحمل اور نظم و ضبط کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا اور علماء کرام اور دینی و سیاسی جماعتوں کے رہنما اور کارکن بھی جنہوں نے نہایت منظم طریقے پر عوام کے جذبات کی ترجمانی کا فرض سرانجام دیا اور اس سلسلے میں سخت محنت اور مشقت بھی برداشت کی اور ہر طرح کے خطرات بھی مول لئے۔ یہاں تک کہ قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں۔ خصوصاً مولانا محمد یوسف بنوریؒ جنہوں نے علالت و پیرانہ سالی اور ضعف و نقاہت کے باوجود ایسی شدید مشقت برداشت کی جس کا تحمل صحت مند اور تنومند نوجوانوں کے لئے بھی مشکل ہو۔ پھر مبارکباد اور شکریے کے مستحق ہیں۔ ممبران اسمبلی اور ارکان پارلیمنٹ بھی جنہوں نے عوام کے جذبات کا بھی پورا لحاظ کیا اور خود بھی دیانت دارانہ اور حقیقت پسندانہ روش اختیار کی اور حکومت وقت بھی جس نے نہ اسے اپنے وقار کا مسئلہ بنایا۔ نہ نوشتہ دیوار کو پڑھنے سے انکار کیا۔ خصوصاً مسٹر بھٹو جو سیاسی تدبر اور فہم و فراست کے اس کڑے امتحان سے کامیابی کے پھریرے اڑاتے ہوئے نکلے۔ لیکن ہمارے شکر و سپاس کا اصل حقدار اور ہمارے تشکر و امتنان کا سزاوار حقیقی ہے۔ اللہ رب العالمین جو "فعال لما یرید" بھی ہے اور "غالب علیٰ امرہ" بھی اور جس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ تمام اسباب و علل اور جملہ وسائل و عوامل "فلہ الحمد فی السموات والارض ولہ الحمد فی الدنیا والآخرہ"

جیسا کہ قارئین، میثاق کو معلوم ہے۔ راقم الحروف ۲۴ مئی سے ۳۰ جون (۱۹۷۴ء) تک تقریباً مسلسل لاہور سے باہر رہا۔ پہلے کچھ بحالی صحت اور کچھ بعض معاملات و مسائل پر گوشہ تنہائی میں غور و فکر کے پیش نظر ایک سفر ایبٹ آباد اور وادیٔ کاغان کا ہوا۔ پھر ایک طویل دورہ کراچی اور سندھ کے بعض دوسرے شہروں کا رہا۔ اسی دوران میں جب حادثہ ربوہ (چناب نگر) کی خبر پڑھی تو فوراً جو خیال دل میں پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ غالباً تقدیر الٰہی میں فتنۂ قادیانیت کی جس قدر

مہلت طے تھی۔ وہ پوری ہو چکی اور یہ رسی جتنی دراز ہونی مقدر تھی وہ ہو چکی۔ آج سے اس کے زوال کا آغاز ہو گیا۔ گویا ایک انگریزی محاورے کے مطابق (This is the beginning of their end) تبھی تو ان کی عقل ماری گئی اور ایسے ہوشیار اور مکار وشاطر گروہ کے ہاتھوں اتنی بڑی حماقت کا ارتکاب ہو گیا۔ چنانچہ اثنائے سفر میں نجی گفتگوؤں میں بھی راقم اپنے اس تاثر کا اظہار کرتا رہا اور جب ۲۸ / جون کو سکھر کی نئی تعمیر شدہ لیکن قدیم بادشاہی طرز کی عظیم جامع مسجد میں اجتماع جمعہ سے خطاب کا موقعہ ملا تو وہاں بھی راقم نے اپنے اس یقین کا اظہار کیا کہ یہ ایک خالص خدائی تدبیر ہے اور اس بار یہ مسئلہ انشاء اللہ العزیز ضرور تسلی بخش طریقے پر طے ہو جائے گا اور پھر جب تقریباً ڈیڑھ ماہ کی غیر حاضری کے بعد راقم نے ۵ / جولائی کو جامع مسجد خضراء سمن آباد لاہور میں پہلا جمعہ پڑھایا تو اس موقعہ پر بھی ایک مفصل تقریر میں پھر اسی توقع کا اظہار کیا۔ یہ تقریر جو اتفاقاً ٹیپ کر لی گئی تھی۔ رفقاء واحباب نے اپنے حسن نظر کے باعث بہت پسند کی اور محترم شیخ جمیل الرحمٰن صاحب نے سخت محنت جمیل کرا سے صفحۂ قرطاس پر بھی منتقل کر لیا۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ اسے میثاق میں شائع کر دیا جائے۔ لیکن اس وقت سنسر کی پابندی کے باعث ان کی یہ خواہش پوری نہ کی جا سکی۔ ذیل میں اس کا ابتدائی حصہ درج کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ایک تو ان کی خواہش پوری ہو جائے اور ان کی محنت بارآور ہو اور دوسرے یہ نہ کہا جا سکے کہ ہمارے یہ خیالات وقوعہ کے پیش آ چکنے کے بعد کی خیال آرائیوں کے قبیل سے ہیں۔

''حمد وثنا اور تلاوت آیات کے بعد عرض کیا گیا۔''

حضرات! ۲۴ / مئی ۱۹۷۴ء کے بعد آج ۵ / جولائی ۱۹۷۴ء کو ملاقات ہو رہی ہے۔ عجیب اتفاق یہ ہے کہ ادھر تو جمعہ کے ان اجتماعات میں میرے خطابات کا سلسلہ عارضی طور پر لاہور سے باہر جانے کے سبب سے معطل ہوا اور ادھر ملک میں ایک نہایت ہیجان انگیز واقعہ پیش آ گیا۔ یعنی حادثہ ربوہ (چناب نگر) اور اس کے بعد پوری شدت کے ساتھ اس مسئلے نے سر اٹھا لیا جو اگرچہ موجود تو تقریباً ایک صدی سے ہے۔ لیکن جس کا شدت کے ساتھ احساس آج سے تقریباً اکیس سال قبل ۱۹۵۳ء میں ہوا تھا۔ لیکن ۱۹۵۳ء کے حوادث کے بعد یہ مسئلہ دوبارہ بالکل دب گیا تھا اور بجز اس کے کہ بعض افراد جیسے جناب شورش کاشمیریؒ اور ہمارے بزرگ حکیم عبدالرحیم اشرفؒ اس کی فتنہ سامانی کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے یا بعض ادارے وقتاً فوقتاً کچھ کتابچے اور پمفلٹ

اس کے بارے میں شائع کرتے رہتے تھے۔ کوئی عوامی تحریک اس مسئلے کے بارے میں موجود نہ تھی۔ اب ربوہ کے اس حادثہ نے اس کو از سر نو زندہ کر دیا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ پہلی مرتبہ اس کی حقیقی فتنہ انگیزی اس کی سازشی فطرت اور اس کی مکاری کا ملک گیر احساس اجاگر ہوا اور ایوان حکومت سے لے کر خواص و عوام سب کی توجہ ادھر مبذول ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس مرتبہ جو یہ مسئلہ اٹھا تو وہ کسی سیاسی پارٹی کی کوشش اور محنت سے نہیں اٹھا۔ بلکہ میں نے جہاں تک حالات کا تجزیہ کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ خالص ایک خدائی تدبیر ہے کہ اس طائفے کی عقل ماری گئی اور اس نے خود ہی اپنے ایک انتہائی غلط اقدام سے اس مسئلے کو زندہ کر دیا۔

یہ فتنہ اپنے سازشی کردار اور خاموشی لیکن انتہائی مہارت اور مشاقی کے ساتھ جسد ملت میں سرطان کے پھوڑے کی طرح جڑیں جمانے کے اعتبار سے پوری ملت اسلامیہ کی تاریخ میں منفرد مقام رکھتا ہے اور عام طور پر اس کی ہلاکت انگیزی کا لوگوں کو اندازہ نہ تھا۔ بلکہ تعلیم یافتہ حضرات میں سے بھی اکثر لوگ اس سے بالکل ناواقف تھے یا اس کے بارے میں گوناگوں غلط فہمیوں میں مبتلاء تھے۔ اس مرتبہ جو یہ مسئلہ اٹھا ہے تو اگرچہ قادیانیوں نے اس کا کریڈٹ بھٹو صاحب کو دینے کی کوشش کی ہے۔ تاہم اسے بھی ان کی سابقہ مکاریوں کا ایک تتمہ یا ضمیمہ ہی سمجھنا چاہئے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس دفعہ اس مسئلہ کے ابھرنے اور اٹھنے میں نہ حکومت کا کوئی عمل دخل ہے نہ کسی اپوزیشن پارٹی کا ہاتھ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ علماء کی کسی تنظیم یا جماعت کا بھی اس میں کوئی دخل نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس بار اس کے کریڈٹ کا کوئی شخص اور کوئی سیاسی پارٹی دعویٰ نہیں کر سکتی۔ بلکہ جیسا کہ میں نے عرض کیا۔ اس مرتبہ یہ مسئلہ ایک خالص خدائی تدبیر کے تحت اٹھا ہے اور اس کا کریڈٹ اگر کسی کو پہنچتا ہے تو وہ صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔

میرے اس یقین کی بنیاد یہ حقیقت ہے کہ اس مرتبہ قادیانیوں کی طرف سے ربوہ (چناب نگر) سٹیشن پر جو اقدام ہوا وہ ان کے اپنے اساسی فلسفے، بنیادی طریق کار اور اپنے سابق طرز عمل سے بالکل مختلف ہے۔ ان کا رویہ اور طریقہ ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ حکومت وقت کو سلام کرو اور اس کی کاسہ لیسی، مدح سرائی اور اس کی ثناء خوانی کر کے اس سے مراعات حاصل کرو اور ان مراعات کے تحت غیر محسوس طور پر اندر ہی اندر اپنی جڑیں پھیلاؤ۔ امت مسلمہ سے براہ راست تصادم سے ہمیشہ کنی کتراتا ان کا وطیرہ رہا ہے۔ یہی ان کا ابتداء سے فلسفہ ہے۔ یہی ان کا طریق

کار ہے۔ انہوں نے نہ کبھی سیاسی میدان میں خود کو نمایاں کرنے کی کوشش کی اور نہ ہی کسی موقع پر جارحیت کا کوئی انداز اختیار کیا۔ اس لئے کہ سیاست کا مبتدی طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جمعیتیں اور جماعتیں یا فرقے اور گروہ کسی ملک میں بھی جارح ہو کر نہیں جی سکتے۔ مظلوم و مجروح ہو کر رہنے میں تو پھر بھی ان کے زندہ رہنے کا امکان رہتا ہے۔ جارحیت کی صورت میں تو سوائے خاتمے کے اور کوئی صورت ہی نہیں۔ یہی فلسفہ تھا جس کے سہارے یہ آج تک پنپتے رہے ہیں۔ اسی فلسفے پر وہ انگریزی دور میں پوری طرح کاربند رہے۔ حکومت برطانیہ کی قصیدہ گوئی، اس کی خوشامد، اس کو رحمت خداوندی قرار دے کر، اس کو بقاء و ترقی کی دعائیں دے کر، اس کے مقاصد و مفادات میں ممد و معاون ہو کر، اس کے زیر سایہ اور زیر عاطفت رہ کر، اور اس سے مراعات حاصل کر کے جسد ملت میں یہ سرطان کے مانند اپنی جڑیں پھیلاتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی یہ اسی طریق کار پر عمل پیرا رہے ہیں کہ خواہ کوئی بھی حکومت ہو اور کوئی بھی شخص یا جماعت برسر اقتدار ہو۔ خود کو اس کا وفادار ثابت کریں اور خوشامد کے ذریعے مراعات پر مراعات حاصل کرتے چلے جائیں۔ یہ پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ نہ صرف ان کی طرف سے جارحیت کا ارتکاب ہوا۔ بلکہ انہوں نے اس جارحیت کو وقت کی حکمران سیاسی پارٹی سے منسوب کرنے کی حماقت کر کے حکومت وقت کو اپنے مدمقابل لا کھڑا کیا۔ گویا ان کی حماقت کے نتیجے میں حکومت اور عوام دونوں ایک صف میں کھڑے ہو گئے اور حکومت اور عوام بلکہ حکمران جماعت اور اپوزیشن کے مابین کسی قسم کی سیاسی غلط فہمی کے پیدا ہونے کا امکان ختم ہو گیا۔ لہٰذا ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ایک طرف تو یہ مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسری طرف خود بخود حالات ایسے پیدا ہو گئے کہ حکومت اور عوام سیاسی پارٹیوں کی باہمی کشاکش کی نوبت آئے بغیر یہ امید ہو چلی ہے کہ اس مرتبہ انشاء اللہ اس مسئلہ کا ایسا حل ضرور نکل آئے گا جو امت کے لئے قابل قبول ہو۔ اس سے پہلے کبھی ایسی صورت حال رونما نہیں ہوئی کہ اس مسئلے کے حل کی طرف کوئی ادنیٰ سا اقدام بھی ہوا ہو۔ لیکن اس مرتبہ تائید ایزدی سے ایسے حالات خود بخود پیدا ہو گئے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز اس بار یہ مسئلہ کھٹائی میں نہیں پڑ سکے گا۔ اس لئے کہ بحمد اللہ اس حد تو معاملہ آ گیا ہے کہ ایک طرف ایک اعلیٰ سطحی تحقیقاتی عدالت کا تقرر ہوا ہے۔ جس کے (Terms of Reference) کافی وسیع کر دیئے گئے ہیں۔ تمام معاملات اس عدالت کے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ اگر یہ عمل جاری رہا تو اس گروہ کا گھناؤنا

کرداراس تحقیقی عدالت کے سامنے آجائے گا اور یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوجائے گی کہ اس گروہ کا مقام دائرہ ملت کے اندر نہیں بلکہ باہر ہے۔ دوسری طرف اس ملک کے اعلیٰ ترین بااختیار ادارے یعنی ملک کی اسمبلی اور پارلیمنٹ میں بھی اس مسئلے پر باقاعدہ غور وفکر شروع ہوگیا ہے۔ یہ دونوں صورتیں اس مسئلہ کے صحیح حال کے لئے نہایت مناسب ہیں۔ اس وقت اس بات سے بالکل قطع نظر کر لیجئے کہ اس مسئلہ کے حل سے کس کا کیا مفاد وابستہ ہے۔ حکمران پارٹی کیا چاہتی ہے اور اپوزیشن پارٹیاں کیا چاہتی ہیں۔ ان سب سے صرف نظر کرتے ہوئے میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے شکر کا مقام ہے کہ اس مسئلہ کے حل کے لئے قانون اور دستوری طور پر جو صحیح اقدامات کئے جاسکتے ہیں وہ کر لئے گئے ہیں اور یہ امید پیدا ہو چلی ہے کہ اس مرتبہ یہ مسئلہ انشاء اللہ ضرور حل ہوجائے گا۔ البتہ اس موقعہ پر تین احتیاطوں کی سخت ضرورت ہے۔ ایک احتیاط تو عوام کو کرنی چاہئے کہ معاملہ کسی صورت میں بھی ہنگامہ، ایجی ٹیشن اور دنگے فساد کی شکل اختیار نہ کرنے پائے۔ اس لئے کہ یہ قادیانیوں کے جال میں پھنسنے کے مترادف ہوگا۔ یعنی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ۱۹۵۳ء میں بھی قادیانیوں نے پاکستان سے نقل مکانی کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ان کی یہ کوشش بھی تھی کہ کسی طرح ہنگامہ کی صورت پیدا ہو اور حکومت اور عوام کے مابین شدید نوعیت کا تصادم پیدا ہوجائے اور جب وہ اس میں کامیاب ہوگئے اور مارشل لاء لگ گیا تو وہ جو چاہتے تھے وہ ہوگیا اور ان کے قدم جم گئے۔ اب بھی ان کی طرف سے اشتعال انگیزی کی جارہی ہے۔ اب تک جہاں بھی فساد اور لوٹ مار کا معاملہ ہوا یا فائرنگ تک نوبت پہنچی وہاں ابتداء ان ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور انہوں نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس کو ایک ہنگامہ خیز اور دھماکہ خیز صورت بنا دیا جائے اور حالات کا رخ اس طرف پھیر دیا جائے کہ ملک میں (Law & Order) کا گھمبیر مسئلہ اٹھ کھڑا ہو، تاکہ حکومت اور عوام میں خوفناک تصادم ہو جائے۔ نتیجتاً موجودہ دستوری اور آئینی نظام درہم برہم ہوجائے اور اختیارات فوج کے ہاتھوں میں منتقل ہوجائیں۔ فوج کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو کسی سیاسی یا دینی مسئلہ کی تائید یا مخالفت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ خالص انتظامی معاملہ سمجھ کر (Law & Order) قائم کرنے کے لئے ہر قسم کی بدامنی اور ہنگامے کو فرو کر دینا اپنا فرض منصبی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا قادیانیوں کو اسی میں اپنی عافیت نظر آتی ہے کہ ملک میں بڑے پیمانہ پر لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ کھڑا کر دیا جائے۔ عوام اور

حکومت میں کسی طرح شدید تصادم کرادیا جائے۔ آپ نے بھی سنا ہوگا کہ ربوہ میں کسی جگہ نمایاں طور پر یہ عبارت لکھی گئی تھی کہ خدا اپنی فوجوں کے ساتھ آرہا ہے۔ گویا انہوں نے اپنی طرف سے اس بات کا پورا اہتمام کرلیا تھا کہ کسی طرح ملک میں سول ایڈمنسٹریشن فیل ہوجائے اور فوج حکومت کے اختیارات اپنے ہاتھ میں سنبھال لے۔ تاکہ ایک طرف دستور معطل ہوجائے اور دوسری طرف وہ اپنے سازشی طور طریقوں سے فوج کو متاثر کر کے فائدہ اٹھاسکیں۔ لہٰذا اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ عوام ہر قسم کی اشتعال انگیزی پر ضبط وتحمل اور صبر سے کام لیں اور کسی وقت بھی کوئی ایسی صورتحال پیدا نہ ہونے دیں۔ جس سے (Law & Order) کا مسئلہ کھڑا ہوجائے۔ اگر اس موقعہ پر قادیانیوں کی اشتعال انگیزی کے جواب میں ہماری جانب سے بھی اسی قسم کا معاملہ ہوگیا۔ تو درحقیقت یہ قادیانیوں کی تدبیر کی کامیابی ہوگی اور گویا ہم خود ان کے جال میں پھنس جائیں گے۔

دوسری احتیاط تمام سیاسی اور دینی پارٹیوں کو یہ کرنی چاہئے کہ اس مسئلہ کے اٹھانے اور اس کے حل کا کریڈٹ لینے کی کوشش سے بھرپور اجتناب کیا جائے۔ کسی سیاسی پارٹی کی جانب سے اس مسئلے سے سیاسی مفاد حاصل کرنے کی ادنیٰ سی کوشش بھی پورے معاملہ کو خراب کرسکتی ہے۔ لہٰذا اس سے دامن بچانا ازحد ضروری ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس موقعہ پر کسی پارٹی کی جانب سے اس رجحان کا اظہار کہ یہ معاملہ اس کی کوششوں سے اٹھا ہے اور اس کی کامیابی کا سہرا اس کے سر بندھنا چاہئے۔ انتہائی تباہ کن ثابت ہوسکتا ہے۔

تیسری احتیاط یہ ہونی چاہئے کہ کسی موقع پر بھی اس معاملہ کو حکومت اور حزب اختلاف کے مابین طاقت آزمائی کا رنگ نہ دیا جائے۔ ماضی میں ایسا ہوچکا ہے کہ اس مسئلے سے بعض گروہوں اور سیاسی پارٹیوں نے سیاسی مفادات حاصل کرنے کی کوشش کی اور اس کو حکومت (Versus) حزب اختلاف کا مسئلہ بنادیا۔ جس کے نتیجہ میں مسئلہ حل ہونے کے بجائے لاینحل بن گیا۔ اس موقع پر یہ صورتحال پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ اس سلسلے میں یہ بات نہایت امید افزا اور اطمینان بخش ہے اور گویا ایک نہایت نیک شگون کا درجہ رکھتی ہے کہ اس بار متحدہ مجلس عمل (تحفظ ختم نبوت) کی قیادت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کو سونپی گئی ہے۔ جو ایک خالص غیر سیاسی شخصیت ہیں اور چاہے ملک کے ہر شہری کی طرح ان کے بھی کچھ مخصوص سیاسی نظریات ہوں۔ بہرحال وہ

عملی سیاست کے میدان سے بالکل علیحدہ رہتے ہوئے صرف علمی اور تدریسی مشاغل میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ مولانا کی قیادت میں یہ تحریک سیاست کی نذر ہونے سے بچ جائے گی اور معاملہ حکومت بمقابلہ حزب اختلاف کا نہیں بنے گا۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ اگر مسئلے کے حل کا کریڈٹ حکمران پارٹی لینا چاہتی ہو تو وہ بے شک لے لے۔ ہمیں ساری دلچسپی اس سے ہونی چاہئے کہ اس مرتبہ کسی طرح یہ مسئلہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے مطالبے کے مطابق حل ہو جائے۔ میں اسی بات کو سکھر کے ایک اجتماع میں بھی بیان کر چکا ہوں۔ مختلف ذرائع سے اپنی یہ گزارشات علماء کرام اور سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں تک بھی پہنچا چکا ہوں اور آج پھر اس کا اظہار کر رہا ہوں کہ اس مرتبہ یہ مسئلہ خود قادیانیوں کی حماقت سے اٹھا ہے۔ پورے زور شور سے اٹھا ہے۔ اس مسئلہ کے اٹھانے میں کسی سیاسی پارٹی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ یہ خالص خدائی تدبیر ہے۔ اللہ نے ہمیں موقع عطاء فرمایا ہے کہ ہم اس صورتحال سے صحیح فائدہ اٹھالیں۔ اگر ہم نے کفران نعمت کیا تو نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مسئلہ کتنے طویل عرصے کے لئے دوبارہ سرد خانے میں چلا جائے۔ اس مسئلہ کو نئے سرے سے اٹھانا آسان نہیں ہوگا۔ ۱۹۵۳ء کے بعد سے یہ مسئلہ جس طرح دب گیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے۔ لہٰذا اس موقع پر ہمیں پورے دینی اور سیاسی فہم کا ثبوت دینا چاہئے اور ہر قسم کی اشتعال انگیزی پر ضبط و تحمل کا ثبوت دیتے ہوئے پرامن ذرائع سے اپنا مطالبہ جاری رکھنا چاہئے۔ دلائل سے اپنی بات منوانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہنگامہ آرائی سے دامن بچانا چاہئے۔ اس کو حکومت اور حزب اختلاف کے مابین نزاعی مسئلہ بنانے سے پہلوتہی کرنی چاہئے اور اس کا کریڈٹ لینے کی کوشش سے ہر سیاسی پارٹی بالخصوص اپوزیشن کو بچنا چاہئے۔ ہم کو یہ بات خاص طور پر پیش نظر رکھنی چاہئے کہ یہ پہلا موقع ہے کہ حکومت کی سطح پر اس فتنہ پر تشویش کا اظہار ہوا ہے اور بڑی اعلیٰ سطح پر یہ احساس اجاگر ہوا ہے کہ اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنے اور اس کا صحیح حل تلاش کرنے کی واقعتاً ضرورت ہے۔ یہ صورتحال بڑی اطمینان بخش ہے۔ لہٰذا ہمیں موقع دینا چاہئے کہ ایوان نمائندگان پرامن فضا میں اس مسئلہ کو اس صحیح حل تک پہنچا سکے۔ جو پوری امت مسلمہ کے لئے قابل قبول ہو۔

جہاں تک اس مطالبہ کا تعلق ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ مولانا امین احسن اصلاحی کے بقول اس سے زیادہ نرم کوئی اور مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے

کہ کسی کمیونٹی (Community) کو باقاعدہ اقلیت (Minority) تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اسے بہت سے قانونی حقوق اور تحفظات دے دیئے جائیں۔ یہ گویا ایک اعتبار سے اس کی قانونی حیثیت کا اقرار (Recognition) اور بین الاقوامی سطح پر اس کے حقوق کا اعتراف ہے۔ اگر کوئی ملک کسی کمیونٹی کو اپنے ہاں اقلیت (Minority Community) کی حیثیت سے تسلیم کر لے تو گویا یونائیڈ نیشنز کے تمام ادارے اس کے پشت پناہ ہو گئے۔ یو۔این۔او اس کی کسٹوڈین بن گئی۔ بین الاقوامی عدالت اس کے معاملات میں مداخلت کی مجاز ہو گئی۔ بحیثیت اقلیت ان کے حقوق آپ کو باقاعدہ طے کرنے ہوں گے اور ان کو اپنی کتاب دستور میں مندرج کرنا ہوگا۔ ان حقوق کی ادائیگی کی آپ کو ضمانت دینی ہوگی اور آپ کے ملک کی عدالت عالیہ ان حقوق کی نگہداشت کرے گی۔ قادیانیوں کے لئے اس سے زیادہ فیاضانہ سلوک کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ کا ایک ایسا اجماعی عقیدہ ہے کہ اس میں کسی اعتبار سے رخنہ ڈالنا یا دراڑ پیدا کرنا ہمیشہ سے ارتداد کی ایک پختہ اور متفق علیہ بنیاد رہی ہے۔ دوسری طرف قتل مرتد اور خصوصاً منظم مرتدین کے ساتھ قتال کے مسئلے پر بھی ہمیشہ سے امت کا اجماع ہے۔ یہ تو اس دور کی برکات ہیں۔ بقول اکبرالٰہ آبادی مرحوم کہ:

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ ۔۔۔ گلے میں جو آئیں وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر ۔۔۔ انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

کہ جس نے جو چاہا کہہ دیا اور جو جی میں آیا دعویٰ کر دیا اور اسے کوئی فکر نہیں کہ میرا حشر کیا ہوگا اور میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے گا؟ مرزا قادیانی کے تمام دعاوی برٹش راج میں ہوئے۔ یہ دعاوی برطانوی سامراج کے اپنے مفاد میں تھے۔ پھر مسلمانوں میں انتشار فکر ونظر اس کو عین مطلوب تھا۔ لہٰذا وہ کیوں ان کا نوٹس لیتا۔ اس نے تو ان کی سرپرستی کی اور خوب سرپرستی کی۔ اس کی سرپرستی اور نگہداشت میں یہ پودا نہیں، جھاڑ جھنکار نشوونما پاتا رہا۔ اگر کہیں خلافت راشدہ کا دور ہوتا یا کوئی بھی اسلامی حکومت ہوتی تو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا۔ ایسا دعویٰ کرنے والے کا مقام دار ورسن ہوتا یا پھر اس دعویٰ کو ماننے والوں کے ساتھ باقاعدہ قتال ہوتا، ان کی جان اور ان کا مال مسلمانوں کے لئے مباح قرار پاتا اور ان کے ساتھ معاملہ وہی کیا جاتا جو متحارب کفار اور مشرکین کے ساتھ کیا جاتا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کا سینہ بڑا کشادہ رہا ہے۔ ہمارے ہاں تکفیر کا مسئلہ بہت ہی نازک مسئلہ سمجھا گیا ہے۔ عام طور پر جو یہ بات مشہور ہے کہ تکفیر ایک آسان سا معاملہ ہے تو یہ بہت بڑا مغالطہ ہے۔ ہمارے ہاں تکفیر کا معاملہ بہت کم ہوا ہے۔ عام طور پر ہمارے ہاں کفر کا فتویٰ مختلف عقائد اور مختلف اعمال پر لگتا رہا ہے۔ متعین افراد گروہوں کی باقاعدہ تکفیر شاذ ہی کبھی ہوئی ہے۔ آپ کو گنتی کی مثالیں ہی ملیں گی کہ کسی اسلامی حکومت نے متعین طور پر کسی متعین شخص یا جماعت کی تکفیر کر کے اس کو جسد ملت سے کاٹ پھینکا ہو۔ ارتداد یا تکفیر کا معاملہ انہی افراد کے ساتھ کیا گیا ہے کہ جن کے قول اور عقیدہ کی کوئی تاویل اور توجیہہ ممکن ہی نہ رہی ہو اور صریح ارتداد یا کفر کا ایسا ثبوت فراہم ہو گیا ہو جس کی تردید ممکن نہ ہو۔ پھر ایسے افراد کے ساتھ بھی انتہائی سزا یعنی قتل سے قبل پوری طرح افہام و تفہیم کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں عیسائیت کی تاریخ آپ کو بتائے گی کہ کتنی معمولی، چھوٹی اور بالکل فروعی باتوں پر کیسی کیسی بہیمانہ اور وحشیانہ سزائیں دی جاتی تھیں اور کس طرح بے دریغ ان کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا تھا۔ ہمارا اجتماعی مزاج اس کے بالکل برعکس رہا ہے۔ لیکن قادیانیوں کا معاملہ یہ ہے کہ انہوں نے وہ رخنہ پیدا کیا ہے کہ اگر اس سے صرف نظر کیا گیا تو ملت کی شیرازہ بندی ممکن ہی نہیں رہے گی۔ دعویٰ نبوت درحقیقت وہ رخنہ اور فتنہ ہے کہ جس سے وہ بنیاد ہی منہدم ہو جاتی ہے۔ جس پر اسلام کا قصر کھڑا ہے۔ نبوت سے کم تر درجہ کے بہت سے فتنے ہمارے ہاں اٹھتے رہے اور امت نے انہیں برداشت کیا ہے۔ لیکن نبوت کا دروازہ وہ دروازہ ہے کہ اگر اس کو ایک ہی بار کھول دیا گیا تو منطقی طور پر امت میں تفریق کا ایک مسلسل عمل شروع ہو جائے گا۔ جس کی کوئی حد مقرر نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی دعویٰ نبوت کرے تو لازماً اس کے دو نتائج مترتب ہوں گے۔ اس کو ماننے والا مؤمن اور اس کا انکار کرنے والا کافر قرار پائے گا۔ نبی ایک میزان اور فرقان بن کر آتا ہے۔ وہ کفر وایمان کا معیار بن کر آتا ہے جو اس کو نہ ماننے چاہے وہ دیگر تمام باتوں کو مانتا ہو یہاں تک کہ وہ خدا کو مانتا ہو اور خالص توحید کے ساتھ مانتا ہو۔ وہ آخرت کو مانتا ہو اور ان تمام تفاصیل کے ساتھ مانتا ہو۔ جن کی خبر انبیاء ورسل دیتے چلے آئے ہیں۔ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس نبی سے پہلے آنے والے تمام نبیوں اور رسولوں کو مانتا ہو۔ تمام صحیفوں اور کتابوں کو مانتا ہو۔ ملائکہ کو مانتا ہو۔ زاہد ہو، عابد ہو، بڑا ہی متقی ہو۔ لیکن مجرد اس بات سے کہ اس نے ایک نبی کا انکار کر دیا۔ اس پر کفر کا ٹھپہ لگ جائے گا اور وہ مؤمن نہیں بلکہ کافر قرار پائے گا۔ گویا نبوت کا لازمی اور منطقی نتیجہ تفریق ہے۔ غور کیجئے کہ یہود اور نصاریٰ کے مابین آخر کیا چیز مابہ الاختلاف ہے؟ عیسائی اب

بھی جس کتاب کو لئے پھرتے ہیں۔ اس میں انجیل (New Testament) کے ساتھ ساتھ عہد نامہ عتیق (Old Testament) کے نام سے بنی اسرائیل کے انبیاء پر نازل ہونے والے تمام صحیفے شامل ہیں۔ گویا عیسائی تورات، زبور اور تمام صحیفوں کو بھی مانتے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام نبیوں اور رسولوں کو بھی مانتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ دو علیحدہ علیحدہ امتیں ہیں۔ یہ فرق کیوں واقع ہوا؟ صرف اس لئے کہ یہ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا اور عیسائیوں نے اس کو مانا تو بنی اسرائیل میں تفریق ہوگئی۔ اب یہ دو بالکل جدا امتیں ہوگئیں۔ یہود کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی اور رسول ماننے والے دائرہ ایمان سے خارج ہو کر کافر ہو گئے اور عیسائیوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے یہود کافر قرار پائے۔ مزید غور کیجئے کہ ہمارے اور عیسائیوں کے مابین فرق کیا ہے؟ یہاں میری مراد ان لوگوں سے ہے۔ جو حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں اور جو حقیقتاً حضرت مسیح علیہ السلام کے متبع ہوں۔ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ لیکن یہ متبعین حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے نبی سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ کو نہیں مانتے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک وہ کافر اور ان کے نزدیک ہم کافر، گویا یہ وہ منطقی نتیجہ ہے۔ جس تک خود قادیانیوں نے اس مسئلے کو پہنچایا ہے۔ جب وہ ایک نئی نبوت پر ایمان کے مدعی ہیں تو ان کے نزدیک اس نبوت کا انکار کرنے والے کافر اور ہمارے نزدیک اس نبوت کو ماننے والے کافر۔

اس حقیقت کو بھی اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ آخر کیا وجہ تھی کہ نئی نبوت کا کھڑاک مول لیا گیا؟ حقیقت یہ ہے کہ نبوت کی بنیاد پر جو تنظیم قائم ہوتی ہے اس سے زیادہ مضبوط تنظیم کا آپ تصور ہی نہیں کر سکتے۔ جس کسی نے کسی کو نبی مان لیا اس نے گویا ہر اعتبار سے اپنے آپ کو اس نبی کی کامل فرمانبرداری میں دے دیا اور خود کو بالکلیہ (Surrender) کر دیا اور اب اس نبی کے مقابلے میں اس کا فکر اس کی عقل اور اس کی رائے سب معطل ہو جائیں گے۔ کوئی شخص جب ظلی طور پر بروزی طور پر یا کسی اور اعتبار سے خود کو ایک مرتبہ نبی منوالے تو اب وہ ماننے والے کے لئے امام معصوم بھی ہو گیا۔ واجب الاطاعت بھی ہو گیا۔ اس کی رائے سے اختلاف اور اس کے حکم سے انحراف کفر ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اس کے خلاف دل میں کدورت کے جذبات رکھنا بھی کفر ہو جائے گا۔ پس ایسے شخص کے گرد جو تنظیم بنے گی۔ اس سے زیادہ مضبوط تنظیم کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایسی تنظیم کے علاوہ جو دوسری تنظیمیں ہوں گی ان کے صدر سے، امیر سے، سربراہ سے آپ اختلاف کر سکتے ہیں۔ آپ ان کے خلاف سوءِ ظن میں بھی مبتلا ہو سکتے ہیں۔ ان کی رائے کے

مقابلہ میں اپنی رائے پیش بھی کر سکتے ہیں اور اس پر عمل بھی کر سکتے ہیں۔ چونکہ یہاں معاملہ ایمان وکفر کا نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے برعکس جہاں کسی کو نبی مان لیا گیا ہو۔ وہاں ان تمام امکانات کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ یہ امر واقعہ ہے کہ اس برصغیر میں قادیانیوں کی تنظیم سے بہتر اور مضبوط کوئی تنظیم نہیں ہے اور اس کا سبب بھی نبوت کا تصور ہے۔ یہ فائدہ نبوت کے دعویٰ کے بغیر حاصل ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔

پھر انہوں نے نبوت کے لازمی اور منطقی نتیجہ کو خود ہی لوگوں کے سامنے واضح کر کے پیش کر دیا۔ عامۃ المسلمین سے ان کی مساجد علیحدہ، نمازیں علیحدہ یہاں تک کہ وہ ہمارے جنازے میں شرکت نہیں کریں گے۔ حد یہ ہے کہ وہ ہمارے بچوں کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہوں گے[1]۔ یہ بات باقاعدہ سوال و جواب کی صورت میں ان کے لٹریچر میں موجود ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود سے پوچھا گیا کہ بچے تو معصوم ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر غیر احمدی بچوں کے جنازہ کی نماز میں شرکت کر لی جائے تو کیا ہرج ہے؟ جواب دیا گیا کہ کیا آپ عیسائیوں کے بچوں کے نماز جنازہ میں شرکت کر سکتے ہیں؟ اسی طرح انہوں نے کسی غیر احمدی لڑکے سے احمدی لڑکی کا نکاح ناجائز اور غیر احمدی کی لڑکی سے احمدی کا نکاح جائز قرار دیا۔ دلیل یہ دی گئی کہ اہل کتاب کی لڑکیوں سے نکاح جائز۔ لیکن ان کو لڑکی دینا ناجائز ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ اس معاملہ کو منطقی انتہاء تک تو قادیانی خود پہنچائیں۔ اس کے جملہ مضمرات کو کھول کر وہ خود واضح کریں اور اس کے بعد اس کا جو عملی نتیجہ نکلنا چاہئے۔ یعنی یہ کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو یہ اس پر واویلا کریں۔ اس میں آخر کیا معقولیت ہے؟ خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اعتقادی طور پر وہ اپنے آپ کو خود ہی ایک علیحدہ امت قرار دے چکے ہیں۔ لیکن وہ اس کے مقدرات کو اس لئے تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اس طرح ان کے توسیع پسند عزائم میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ امت مسلمہ میں شامل رہ کر وہ جس طرح ہر قسم کے مادی فوائد سے متمتع ہو رہے ہیں۔ اس میں خلل واقع ہوتا ہے۔ غیر مسلم اقلیت ہونے کے باعث وہ حکومت کے تمام کلیدی مناصب سے محروم کر دیئے جائیں گے۔ نیز حکومت کے دفاتر اور محکمہ جات کی ملازمتوں میں تناسب تعداد کے لحاظ سے ان کا کوٹا مقرر ہو جائے گا۔ تبلیغ اسلام کے نام سے جو زرمبادلہ کثیر مقدار میں وہ ہر سال حاصل کرتے ہیں۔ اس پر قدغن لگ جائے گی۔ مسلمانوں میں شامل رہنے کے سبب سے فوج سفارت خانوں اور دیگر محکموں کے اعلیٰ عہدوں

---

[1] مشہور ہے کہ چودھری سر ظفر اللہ خان صاحب نے جو لیاقت علی خان مرحوم کی کابینہ میں اس وقت وزیر امور خارجہ تھے۔ اپنے محسن اور مربی اور بانی پاکستان محمد علی جناح مرحوم کے نماز جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی۔

تک ان کو جو پہنچ اور دسترس حاصل ہے۔ اس پر پابندی عائد ہو جائے گی۔ یہ نقصانات وہ ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ آ کاش بیل کی طرح شجر ملت سے لپٹے رہیں۔ تا کہ اسی سے غذا حاصل کرتے رہیں اور اسی کی بربادی کا باعث ہوں۔ اسی لئے وہ واویلا مچا رہے ہیں اور خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے اپنے روایتی دجل وفریب سے کام لے رہے ہیں۔

حالانکہ انہوں نے خود اپنے اختیار کردہ مؤقف کے اعتبار سے اپنے علاوہ بقیہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے کر بحیثیت ایک جداگانہ امت اپنا تشخص تین چوتھائی صدی قبل ہی علیحدہ کر لیا تھا۔ ان حالات کی بناء پر ہر معقول اور انصاف پسند شخص اس نتیجہ پر بہ ادنیٰ تأمل پہنچ جاتا ہے کہ قادیانیوں کو ایک جداگانہ غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ انتہائی نرم، معقول اور ہلکا، نیز ان کے حق میں مفید فیصلہ ہے اور اس طرح ان کو بین الاقوامی سطح پر (Minority Community) کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ اگر یہاں فی الواقع دینی نظام نافذ ہوتا تو ان پر جو کچھ بیتتی اور ان کو نئی نبوت کے اجراء اور اس کو ماننے کے جو نتائج بھگتنے پڑتے وہ ان کے لئے کہیں زیادہ سخت ہوتے۔ یہ تو لادینیت کا دور ہے اور ملک میں ابھی تک بالفعل انگریزی دور کا نظام معمولی حک واضافہ کے ساتھ نافذ ہے۔ اسی لئے ان کے ساتھ انتہائی نرم سلوک کا مطالبہ ہے۔ ورنہ ان کے ساتھ معاملہ وہ ہوتا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے زمانے میں ہوا اور خلافِ راشدہ کے بعد بھی اسلامی سلطنت میں ارتداد کی جو سزائیں دی جاتی رہیں۔ ان کا ان سزاؤں سے واسطہ پڑتا۔ یہ تو اکبر الٰہ آبادی مرحوم کے بقول اس دور کی برکت ہے کہ انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ۔ کتنے ہی لغو اور مضحکہ خیز دعاوی کئے گئے۔ حتیٰ کہ نبوت کے قلعے میں بھی رخنہ ڈال دیا گیا اور نئی نبوت کے ٹھاٹھ بالفعل جما دیئے گئے۔ اپنے علاوہ عالم اسلام کے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔ ان کے بچوں کی بھی تکفیر کر ڈالی۔ لیکن نہ صرف یہ کہ ان کا کچھ نہ بگڑ سکا۔ بلکہ وہ مسلمانوں میں شامل رہ کر تمام حقوق سے استفادہ کرتے رہے اور اپنے خالص سازشی کردار اور انجمن امداد باہمی کے طرز پر کام کرتے ہوئے اپنے جائز حقوق سے کہیں بڑھ کر سہولتیں اور مراعات حاصل کیں۔ بہر حال جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ نرم ترین اور انتہائی وسعت قلبی کا سلوک ہے۔ جو امت مسلمہ ان کے ساتھ روا رکھنا چاہتی ہے۔ یعنی یہ کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے حقوق وفرائض متعین کر دیئے جائیں اور ان کو ہمیشہ کے لئے جسد ملت اسلامی سے علیحدہ کر دیا جائے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزا کی کہانی
اس کی اپنی زبانی

جناب مولانا امان اللہ گجراتی

"كذلك قال الذين من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم"

﴿یوں ہی پہلی قوموں نے کہا تھا پس ان تمام کفار کے دل آپس میں ملے ہوئے ہیں۔﴾

دیباچہ

ناظرین کرام! ومعزز حضرات! بدقسمتی سے میرے رشتہ دار اکثر مرزائیت کے جال میں آ چکے ہیں۔ وہ مکمل طور پر کوشاں رہتے ہیں کہ مجھ کو بھی اس جال میں داخل کر لیں۔ کبھی تو زبانی تبادلہ خیالات کرتے رہتے ہیں اور کبھی خطوط وغیرہ بھی لکھتے ہیں۔ لیکن ان اندھوں کو معلوم نہیں کہ جن کا دامن گیر خاتم النبیین محمد ﷺ ہوا ہے۔ وہ سراپا رحمت کو چھوڑ کر کس طرح سراپا ضلالت میں داخل ہو سکتا ہے؟ آخر میں نے خیال کیا کہ کوئی مختصر سی کتاب مرزا قادیانی کی کتابوں میں سے مرتب کرنی چاہئے۔ جس میں ان چند امور کا لحاظ رکھا جائے۔

۱...... مرزا قادیانی نے اپنی نبوت ورسالت کے لئے جو کچھ بھی تحریر کیا وہ سب ہی گذشتہ دجالوں سے لیا گیا ہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ان سب کے دل آپس میں ملے ہوئے ہیں۔

۲...... باپ اور بیٹے کا آپس میں تعارض بلکہ باپ اپنے بیٹے کی تحریر سے مردود اور لعنتی ٹھہرتا ہے۔

۳...... مرزا قادیانی کے کلام میں تناقض ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ بھی مکمل ہو گیا ہے۔ اگرچہ میں نے پبلک کے سامنے کوئی جدید شے نہیں لائی۔ لیکن تحریر نرالی لایا ہوں۔ امید ہے کہ تمام مسلمان اس کو بغور پڑھ کر احقر کو دعائے خیر سے یاد فرماویں گے۔

آخر میں اپنے رشتہ داروں کے لئے دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ میری اس ناچیز کتاب کو ان کے لئے ہدایت کا سبب بنا دے اور عام مسلمانوں کو کسی بھی دجال کے قبضہ میں آنے سے اس کتاب کو سد راہ بنا دے اور میرے لئے اس کتاب کو سبیل نجات بنا دے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين!

احقر: امان اللہ شاہ دولہ گیٹ گجرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین! مرزا قادیانی کا دعویٰ عالم سے شروع ہوتا ہوا مناظر، امام، مجدد، محدث، مسیح، مہدی، کرشن، وگوپال، نبی، بروزی اور ’’انت منی بمنزلة ولدی ‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹) بلکہ اس سے متعدد مراتب طے کرتا ہوا مرزا قادیانی کی وفات سے قبل ’’انت منی وانا منك ‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷) پر منتہی ہوتا ہے۔ جس قدر اس سلسلہ میں معکوس عقل انسان ملتے گئے۔ مرزا قادیانی کے خیالات رذیلہ ترقی کرتے گئے۔ یہاں تک ترقی کی کہ ابن اللہ بن بیٹھے اور قرآن شریف کے حکم کی نافرمانی یعنی ’’لم یلد ولم یولد (الاخلاص:۳) ‘‘ کا حکم ہوتے ہوئے ’’انت منی بمنزله ولدی ‘‘ اپنی کتاب میں درج کر دیا۔ جناب من! یہ ایسے خدا کی وحی تھی جس کی تعریف میں مرزا قادیانی یوں رقمطراز ہیں: ’’ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین (یعنی خدا) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بیشمار ہاتھ، پیر اور عضو اس کثرت سے ہیں کہ تعداد سے خارج اور لاانتہاء عرض طول رکھتا ہے۔ تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص۷۵، خزائن ج۳ ص۹۰)

قرآن کریم میں اپنی شان میں اللہ تعالیٰ یوں فرماتے ہیں کہ: ’’میری مثل کوئی نہیں۔‘‘ بے شک بے ادب (مرزا قادیانی) اللہ کی شان میں گستاخی کرتا ہوا شرماتا بھی نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تصانیف میں زیادہ تر مخالفین کے حق میں بدزبانی فرضی پیش گوئیاں، ذاتی تعلقات، سرکار کی مدح سرائی، اپنی وفاداری، چندہ کی طلب اور نبوت ورسالت کی تشریحات پائی جاتی ہیں۔ خاص کر اپنی نبوت کی تشریح تو اس قدر مبہم اور پیچیدہ بنا رکھی ہے کہ لاہوری اور قادیانی دونوں جماعتوں میں جوتا پیزار ہوتا رہتا ہے۔ جس سے پایا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی خود بھی نہ سمجھ سکے کہ میں کس قسم کا نبی ہوں اور نہ ہی سمجھا سکے۔

قادیانی پارٹی کا خیال ہے۔ بلکہ میاں محمود احمد یوں رقمطراز ہیں کہ مرزا قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں تبدیلی عقیدہ کی تھی۔ (حقیقت النبوۃ ص۱۲۱) ’’یعنی حضرت صاحب کو ۱۹۰۱ء تک اپنے دعویٰ کی سمجھ ہی نہیں آئی۔‘‘ گویا کہ ۱۸۸۴ء سے ۱۹۰۱ء تک برابر ۱۷ سال نبوت کے دعویٰ سے صریح الفاظ میں انکار کرتے رہے اور بجائے اس کے محدثیت کا دعویٰ کر کے مدعی نبوت کو کذاب، کافر اور ملعون کہتے رہے۔ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے صرف دعویٰ نبوت ہی میں غلطی

نہیں کھائی۔ ممکن ہے کہ دعویٰ محدثیت میں بھی غلطی کھائی ہو جو یقینی ہے۔ پھر ایسا شخص جو ۱۷سال خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتا رہا ہو اور جس پر بارش کی طرح شب و روز وحی آتی رہی ہو۔ اس نافرمان کو آپ کیا سمجھیں گے۔ کیا وہ مسلمان ہونے کا بھی مستحق ہے؟

قادیانی گروہ کے باطل عقائد اور عجیب و غریب تحریرات اور غلو کی انتہاء جیسے ایک مداری رنگ برنگ کا دھاگہ اپنے منہ سے نکال کر عوام کو دھوکا دیتا ہے۔ ویسے ہی مختلف اقوال اپنی کتابوں میں درج کئے جو وقتاً فوقتاً تبدیل کر کے عوام کو موقعہ کے مطابق سمجھا جائے۔ جس طرح سید محمد جونپوری مرزا علی محمد باب وغیرہ نے کئے جو آئندہ کسی صفحات میں درج ہیں۔

مرزا قادیانی کا یہ خیال کہ جس بلند پایہ اخلاق کا میں ہوں۔ اس کی مثال سوائے آپ کے مقتداء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکات کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔ واقعی انسانیت کا معیار یقیناً ایک آدمی کے اخلاق و عادات کا امتحان ہے۔ جس قدر کسی کے خصائل اور اخلاق پسندیدہ اور لائق تحسین ہوں گے۔ اسی قدر وہ مرتبہ انسانیت پر بدارج بلندتر سمجھا جائے گا۔ یہی وہ کلیہ قاعدہ ہے۔ جس کے پیش نظر ہم ایک عام اور معمولی حیثیت کے انسان اور بلند مرتبہ اولوالعزم رسول میں امتیاز کر سکتے ہیں۔ مرزا قادیانی بھی معیار فضیلت اسی کو قرار دیتے ہیں جو ذیل میں چند حوالہ جات ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

۱...... ’’چونکہ اماموں کو طرح طرح کے اوباشوں، سفلوں اور بدزبان لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اس لئے ان میں اعلیٰ درجہ کی اخلاقی قوت کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ ان میں طیش نفس اور مجنونانہ جوش پیدا نہ ہو اور لوگ ان کے فیض سے محروم نہ رہیں۔ یہ نہایت قابل شرم بات ہے کہ ایک شخص خدا کا دوست کہلا کر پھر بھی اخلاق رذیلہ میں گرفتار ہو اور درشت باتوں کا متحمل نہ ہو سکے۔ جو شخص ایسی کچی طبیعت کا ہو کہ ادنیٰ سی بات سے منہ میں جھاگ آ جائے۔ آنکھیں نیلی پیلی ہو جائیں۔ وہ کسی طرح امام الزمان نہیں ہو سکتا۔‘‘ (ضرورۃ الامام ص۸، خزائن ج۱۳ ص۴۷۸)

۲...... ’’تجربہ بھی شہادت دیتا ہے کہ بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی غیرت اس کے ان پیاروں کے لئے اخیر کوئی کام دکھا دیتی ہے۔ پس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور چھری بدتر نہیں۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۲۳ ص۳۸۶،۳۸۷)

۳...... ’’گالی دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۲۳ ص۳۸۶،۳۸۷)

۴...... ہے

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے

(درثمین اردو ص۱۲، قادیان کے آریہ اور ہم ص ۶۱، خزائن ج۲۰ ص ۴۵۸)

ہم بھی اس قاعدہ کے صحیح ہونے میں ان سے متفق ہیں کہ یقیناً ایک شریف آدمی سختی کے مقابلہ پر نرمی اختیار کرتا ہے۔ جب ایک عام حیثیت کے شریف الاخلاق آدمی کا یہ شیوہ ہو تو پھر ایک مدعی نبوت کے لئے تو لازم ہے کہ وہ سختی کا جواب تحمل سے دے اور بدزبانی اور اخلاق رذیلہ کے مقابلہ میں اخلاق عظیم اور غائت درجہ کی نرمی پیش کرے اور قرآن پاک بھی یہی شناخت بتاتا ہے۔ ''والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس (آل عمران:۱۳٤)'' ﴿یعنی وہ غصہ کو پی جاتے ہیں اور قصوروں کو صاف کر دیتے ہیں۔﴾

اب ہم دیکھتے ہیں کہ خود مرزا قادیانی کہاں تک ان کے مقرر کردہ معیار شرافت پر پورے اترے۔ ان کی تصانیف کا مطالعہ کرنے سے جو معلوم ہوتا ہے وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

۱...... ''اب جو شخص اس صاف فیصلہ کے خلاف شرارت اور عناد کی راہ سے بکواس کرے گا اور بار بار کہے گا کہ عیسائیوں کی فتح ہوئی اور ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں ہے۔ حرامزادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے اور ظلم اور ناانصافی کی راہ کو اختیار کرے۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج۹ ص ۳۱)

۲...... ''ہر ایک مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت قبول کرتا ہے۔ مگر زنا کار عورتوں کی اولاد نہیں مانتی۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج۵ ص ۵۴۷، ۵۴۸)

۳...... ''اور جو شخص ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔'' (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج۹ ص ۳۱)

۴...... ''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۵، خزائن ج۱۱ ص ۳۰۹)

۵...... ''بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے۔ کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بیوقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہیں رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے

سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ص ۳۳۷)

ناظرین! اب آپ ہی انصاف سے فرمائیں کہ جو اس آزادی اور بے باکی سے گالیاں دینے کی عادت رکھتا ہو تو پھر اسے اس پستی سے نکال کر بلندئ نبوت تک لے جانا کتنی بڑی غلطی ہے۔

اب ہم آپ کو اس درسگاہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جہاں سے مرزا قادیانی نے تعلیم حاصل کر کے اپنی امت کو مائل کیا اور جو اپنے استادوں کی تصانیف سے ماخوذ کیا۔ جس میں ہر قسم کی اغلاط ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ وہ ملاحظہ فرما کر عبرت حاصل کریں۔

ڈاکٹر ایچ. ڈی گرس رولڈ نے لکھا کہ: "جہاد سے دست بردار ہونا اور جس سلطنت کے زیر سایہ ہوں۔ اس کے حق میں وفاداری اور خیر خواہی کا اظہار کرنا وغیرہ ایسے امور ہیں۔ جن میں ایران کے موجودہ بابی اور ہندوستان کے مرزائی حد درجہ کی مشابہت اور موافقت رکھتے ہیں۔ بلکہ یہ مشابہت اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ خواہ مخواہ بھی خیال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرا فرقہ پہلے کی نقل ہے۔" (مرزا غلام احمد قادیانی مؤلفہ ڈاکٹر گرس رولڈ ص ۴۳)

ذیل میں چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ مرزائیت اور بابیت ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔

مرزا علی محمد باب	مرزا غلام احمد قادیانی
(۱) ملا محمد حسین بشرویہ نے کہا کہ مشرق اور مغرب کے تمام سلاطین ہمارے سامنے خاضع وسربسجود ہوں گے۔ (نقطۃ الکاف ص ۱۶۲)	(۱) مرزا قادیانی نے ایک الہام کی رو سے پیش گوئی کی کہ: "بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۷، خزائن ج ۲۱ص ۱۱۴)
(۲) "کتاب بیان میں پہلے سے وہ احکام و دستور العمل درج کر دیئے گئے ہیں۔ جن پر مستقبل کی بابی سلطنت کا عمل درآمد ہوگا اور بیان میں صریحاً مذکور ہے کہ وہ وقت ضرور آئے گا کہ سارا ایران بابی ہو جائے گا اور وہاں کے	(۲) "مسیح موعود نے کہا کہ ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت پھیل جائے گی۔" (الفضل مورخہ ۲۰ راگست ۱۹۲۴ء) مرزا محمود احمد نے کہا۔ "مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آتا ہے۔ جب میں خیال کرتا

آئین وقانون کتاب بیان کا قانون ہوگا۔ مقدمہ نقطۃ الکاف کہ حضرت بابیہ باطنی وروحانی سلطنت کے حکمران ہیں اور ضرور ہے کہ ظاہری سلطنت بھی ان کی پہنچے گی۔ گو ہزار سال ہی کیوں نہ لگ جائے۔" (نقطۃ الکاف ص۱۸۲، ۱۸۳)	ہوں کہ جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے۔ الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا۔" (الفضل مورخہ ۱۵؍اکتوبر ۱۹۲۴ء)
(۳) مرزا علی محمد باب نے کہا: "محمد نقطہ فرقان ہیں اور مرزا علی محمد باب نقطہ بیان ہے اور پھر دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔" (دیباچہ نقطۃ الکاف)	(۳) مسیح قادیان نے لکھا: "خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں مجھے داخل کر دیا۔ یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو۔" (نزول المسیح ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)
(۴) "تمام انبیاء کرام امی تھے اور مرزا علی محمد باب بھی امی تھا۔" (نقطۃ الکاف ص۱۰۹)	(۴) مسیح قادیان نے لکھا۔ "آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا ہے۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا اور قرآن وحدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔" (ایام الصلح ص۱۴۷، خزائن ج۱۴ ص۳۹۴)
(۵) مرزا علی محمد باب نے کہا۔ "علماء علم وعمل میں مستور اور حب ریاست میں گرفتار ہیں۔ ان لوگوں نے گوش طلب کو نہ کھولا اور نظر انصاف سے نہ دیکھا۔ بلکہ اس کے برعکس اور اعراض کی زبان کھول دی۔ ان حرمان نصیبوں نے کہا۔ جو کچھ کہا اور کیا جو کچھ کیا۔" (نقطۃ الکاف ص۱۰۸، ۱۰۹)	(۵) مسیح قادیان نے لکھا۔ "یہ مولوی لوگ اس بات کی شیخی مارتے ہیں۔ ہم بڑے متقی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ نفاق سی زندگی بسر کرنا انہوں نے کہاں سے سیکھ لیا ہے۔ کتاب الٰہی کی غلط تفسیروں نے انہیں بہت خراب کیا ہے۔" (ازالہ اوہام ص۲۷۹، خزائن ج۳ ص) "یہ لوگ سچائی کے پکے دشمن ہیں۔ راہ راست کے جانی دشمن کی طرح مخالف ہیں۔" (کشتی نوح ص۷، خزائن ج۱۹ ص۸) اور لکھا۔ "اے بدذات فرقۂ مولویاں۔ اے یہودی خصلت۔" (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

(۶) ''مؤلف نقطۃ الکاف سے سید یحییٰ نے دریافت کیا کہ تمہارے والد محترم کا حضرت حق (مرزا علی محمد باب) کے متعلق کیا خیال ہے۔ سید یحییٰ نے جواب دیا کہ وہ اس وقت تک اظہار توقف کر رہا ہے۔ اس کے بعد کہا میں ذات اقدس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میرا والد باوجود اس جلالت قدر کے اس ظہور باہر النور پر ایمان نہ لایا تو میں سبیل محبوب میں اپنے ہاتھ سے اس کی گردن اڑا دوں گا۔'' (نقطۃ الکاف ص۱۲۲)	(۶) ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔'' (انوار خلافت ص۹۰) ''اگر کسی احمدی کے والدین غیر احمدی ہوں اور وہ مرجائیں تو ان کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔'' (الفضل مورخہ ۲ر مارچ 1915ء) ''اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ بھی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔'' (فتاویٰ احمدیہ ص۳۱۳) ''مسیح قادیان کا ایک بیٹا فوت ہوگیا۔ جو زبانی طور پر ان کی تصدیق کرتا تھا۔ لیکن مسیح موعود نے اس کا جنازہ نہ پڑھا۔'' (فتاویٰ احمدیہ ص۳۸۱)
(۷) علماء سے مرزا علی محمد باب نے کہا کہ: ''قرآن کی ہر آیت میرے دعوؤں کی تصدیق کرتی ہے۔'' (نقطۃ الکاف ص۱۳۴)	(۷) مسیح قادیان نے لکھا: ''میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۴۲، خزائن ج۲۰ ص۴۴)
(۸) مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب بیان میں لکھا: ''تم لوگ یہود کی تقلید نہ کرو۔ جنہوں نے مسیح علیہ السلام کو دار پر چڑھایا اور نصاریٰ کی بھی پیروی نہ کرو۔ جنہوں نے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سے انکار کیا اور اسلام کی بھی پیروی نہ کرو جو ہزار سال سے مہدی موعود کے انتظار میں سراپا شوق بنے بیٹھے ہیں۔ لیکن جب ظاہر ہوا تو اس سے انکار کر دیا۔'' (دیباچہ نقطۃ الکاف)	(۸) مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ''تیرھویں صدی میں وہ لوگ جابجا یہ وعظ کرتے تھے کہ چودھویں صدی میں امام مہدی یا مسیح موعود آئے گا اور کم سے کم یہ کہ ایک بڑا مجدد پیدا ہوگا۔ لیکن جب چودھویں صدی کے سر پر وہ مجدد پیدا ہوا اور خداتعالیٰ کے الہام نے اس کا نام مسیح موعود رکھا تو اس کی سخت تکذیب کی اور اگر خداتعالیٰ کے فضل سے گورنمنٹ برطانیہ کی اس ملک ہند میں سلطنت نہ ہوتی تو مدت سے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے معدوم کر دیتے۔'' (کتاب ایام الصلح ص۲۶، خزائن ج۱۴ ص۲۵۵)

(۹) ''حضرت قائم علیہ السلام (مرزا علی محمد باب) کا ظہور بھی جناب محمد رسول اللہ کی رجعت ہے۔'' (نقطۃ الکاف ص۲۷۳)	(۹) مرزا قادیانی نے لکھا۔''میری طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت ورسالت کا نہیں۔ بلکہ میں نے محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلی طور پر اپنے اوپر لیا ہے۔'' (نزول المسیح ص۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)
(۱۰) ''عارف باللہ اور عبد منصب کے لئے تو سارا قرآن حضرت قائم علیہ السلام (مرزا علی محمد باب) کی عظمت شان کی باطنی تفسیر ہے۔'' (نقطۃ الکاف ص۲۷۳)	(۱۰) مسیح قادیان نے لکھا۔''میں زور سے دعویٰ کرتا ہوں کہ قرآن شریف میری سچائی کا گواہ ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۴۲، خزائن ج۲۰ ص۴۴)
(۱۱) ''اہل ظاہر کی ظاہری الفاظ پر نظر ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے مصداق کو نہیں پاتے۔ حالانکہ وہاں اس کا باطن مراد ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باطن تک پہنچنا ہر بے سروپا کا کام نہیں۔ بلکہ یہ ایک جلیل القدر منصب ہے۔ جس کا مقام فرشتہ یا نبی یا مؤمن ممتحن سے قرین ہے اور آج کل مؤمن ممتحن ہی کہاں ملتا ہے اور یہ کس کی مجال ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ کرے۔ پس ظہور مہدی علیہ السلام کی جو علامتیں حدیثوں میں مذکور ہیں۔ ان سے ان کا باطن مراد ہے اور چونکہ اکثر اہل آخر الزمان ظاہر بین واقع ہوتے ہیں۔ اس لئے حدیثوں کا مطلب نہیں سمجھتے۔'' (نقطۃ الکاف ص۱۸۲،۱۸۳)	(۱۱) مسیح قادیان نے لکھا۔''لیکن مشکل تو یہ ہے کہ روحانی کوچہ میں ان (علماء) کو دخل ہی نہیں۔ یہودیوں کے علماء کی طرح ہر ایک بات کو جسمانی قالب میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن ایک دوسرا گروہ (مرزائیوں) کا بھی ہے۔ جن کو خدا تعالیٰ نے یہ بصیرت اور فراست عطاء کی ہے اور وہ آسمانی باتوں کو آسمانی قانون قدرت کے موافق سمجھنا چاہتے ہیں اور استعارات اور مجازات کے قائل ہیں۔ لیکن افسوس کہ وہ بہت تھوڑے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۸۴، خزائن ج۳ ص۱۴۵) ''ہر ایک استعارہ کو حقیقت پر عمل کر کے ہر ایک مجاز کو واقعیت کا پیرایہ پہنا کر ان حدیثوں کو ایسے دشوار گزار راہ کی طرح بنایا گیا۔ جس پر کسی محقق معقول پسند کا قدم نہ ٹھہر سکے۔'' (ایام الصلح ص۴۹، خزائن ج۱۴ ص۲۸۱)

(۱۲) ’’بابی لوگ مرزا علی محمد باب کی تالیفات کو خرق عادت یعنی معجزہ یقین کرتے ہیں۔‘‘ (مقالہ سیاح ص۵)	(۱۲) مسیح صاحب لکھتے ہیں۔ میری کلام نے وہ معجزہ دکھلایا کہ کوئی مقابلہ نہیں کرسکا۔ (نزول المسیح ص۱۳۲، خزائن ج۱۸ ص۵۱۰)
(۱۳) مرزا علی محمد باب نے لوگوں کو اپنی مہدویت قبول کرنے کی دعوت دی۔ یعنی قاصد اسلامی بلاد کو روانہ کئے اور سلاطین عالم اور علماء کے نام مراسلے ارسال کئے اور اطراف عالم میں نوشتے بھیجے۔‘‘ (نقطۃ الکاف ص۲۰۹، ۲۱۲)	(۱۳) مسیح قادیان نے کہا۔ ’’بارہ ہزار کے قریب اشتہارات دعوت اسلام رجسٹری کرا کر تمام قوموں کے پیشواؤں، امیروں اور والیان ملک کے نام روانہ کئے۔ شاہزادہ ولی عہد اور وزیراعظم انگلستان گلیڈسٹون اور جرمن وزیراعظم پرنس بسمارک کے نام بھی روانہ کئے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۱۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۵۶)

بہائی چشمہ زندقہ سے سیرابی

ڈاکٹر گرس وولڈ نے لکھا ہے کہ: ’’بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی مسیح موعود ہے۔ جو اپنے وعدے کے موافق دوسری دفعہ آیا ہے اور چونکہ اس کے نزدیک رجعت ثانی ظہور اوّل سے زیادہ فاضل ہوتی ہے۔ اس لئے بہاء اللہ مسیح سے افضل واعلیٰ ہے۔‘‘ بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی نے بہاء اللہ کے بیانات ودعاوی سے جو اکتساب کیا وہ ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

بہاء اللہ	مرزا غلام احمد قادیانی
(۱) ’’اگر کوئی خدا پر افتراء باندھے، کسی اپنی کلام کو اس کی طرف منسوب کرے تو خداتعالیٰ اس کو جلد پکڑتا ہے اور ہلاک کر دیتا ہے اور مہلت نہیں دیتا اور اس کے کلام کو زائل کر دیتا ہے۔ چنانچہ سورۂ مبارکہ حاقہ میں فرماتا ہے: ’’اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے۔	(۱) ’’میرے دعویٰ الہام پر تیئیس سال گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔ چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اور اگر یہ پیغمبر ہماری طرف جھوٹی باتیں منسوب کرتے تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑتے۔ پھر ان کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔‘‘ پھر کیا یہی خداتعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب بیباک مفتری کو جلد نہ

پھران کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔" (کتاب الفرائد ص ۲۸۶)	پکڑے۔ یہاں تک کہ اس افتراء پر تیئیس سال سے زیادہ عرصہ گزر جائے۔ توریت اور قرآن دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہوجاتا ہے۔" (اربعین نمبر۴ ص۳،۴، خزائن ج۱۷ ص۴۳۲،۴۳۳)
(۲) حضرت بہاء اللہ نے علمائے آخر الزمان کے متعلق فرمایا ہے: "شرّ تحت أديم السماء منهم خرجت الفتن واليهم تعود" علماء آسمان کے نیچے سب سے برے لوگ ہیں۔ انہی سے فتنے اٹھے اور انہی کی طرف عود کریں گے۔" (مقالہ سیاح ص ۱۳۳)	(۲) مرزا قادیانی نے لکھا کہ: "حدیث میں ہے کہ اس زمانہ کے مولوی اور محدث اور فقیران تمام لوگوں سے بدتر ہوں گے جو روئے زمین پر رہتے ہوں گے۔" (تبلیغ رسالت ج۴ ص۱۳۶، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۵۳)
(۳) "خدا کے مظہر برابر آتے رہیں گے۔ کیونکہ فیض الٰہی کبھی معطل نہیں رہا اور نہ رہے گا۔" (مقدمہ نقطۃ الکاف) "قرآن پاک کی آیت "یا بنی أدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم أیاتی" میں صراحتاً مستقبل کی خبر دی ہے۔ کیونکہ لفظ "یاتینکم" کو نون تاکید سے مذکر کیا ہے اور فرمایا کہ تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔" (کتاب الفرائد ص ۳۱۴) "وبالآخرة هم یؤقنون" "یعنی اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں جو اخیر زمانہ میں نازل ہوگے۔" (بحر العرفان ص ۱۴۱)	(۳) سورۂ اعراف میں فرمایا ہے: "یا بنی أدم اما یاتینکم رسول منکم یقصون علیکم أیاتی" "اے بنی آدم تمہارے پاس ضرور رسول آتے رہیں گے۔ یہ آیت آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس میں تمام انسانوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ یہاں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے گذشتہ زمانہ میں یہ کہا تھا۔ سب جگہ آنحضرت ﷺ اور آپ کے بعد کے زمانہ کے لوگ مخاطب ہیں۔ غرض "یاتینکم" کا لفظ استمرار پر دلالت کرتا ہے۔" "وبالآخرہ هم یؤقنون" "اس وحی پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ جو آخری زمانہ میں مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر نازل ہوگی۔" (سیرۃ المہدی ج۲ ص۸۳)
(۴) صحیح بخاری کی حدیث میں ہے: "ویضع الحرب" "یعنی مسیح آکر جہاد کو برطرف کرے	اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال دین کیلئے حرام ہے اب جنگ وقتال

گا۔" (عمدۃ النصیح ص۸۸) "بہاء اللہ کے مرید جہاد کے قائل نہیں اور نہ کسی غازی مہدی پر ایمان رکھتے ہیں۔" (الحکم مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۰۵ء ص۵) بہاء اللہ نے قتل کو حرام لکھا ہے۔ (حضرت بہاء اللہ کی تعلیمات ص۲۲) بہاء اللہ نے لکھا ہے۔ "اے اہل توحید کمر ہمت مضبوط باندھ کر کوشش کرو کہ مذہبی لڑائی (جہاد) دنیا سے محو ہو جائے۔ حب اللہ اور بندگان خدا پر رحم کر کے اس امر خطیر پر قیام کرو اور اس نار عالم سوز سے خلق خدا کو نجات دو۔" (مقالہ سیاح ص۹۴)	اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو کیوں بھولتے ہو تم ثم یضع الحرب کی خبر کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۷۷، ۷۸) "میں کسی خونی مہدی اور خونی مسیح کے آنے کا منتظر نہیں۔" (تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۹۹، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۳۶)
(۵) "لوکان الایمان معلقاً بالثریا" والی حدیث صاف طور پر حضرت بہاء اللہ کے متعلق ہے۔ کیونکہ وہ ایران کے دارالسلطنت طہران کے قریب ایک موضع میں جس کا نام نور ہے، پیدا ہوئے۔ موضع نور میں ایران کے کیانی بادشاہوں کی نسل میں ایک خاندان آباد تھا۔ بہاء اللہ اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔" (کوکب ہند)	(۵) میرا ایک الہام ہے۔ "خذ والتوحید التوحید یا انباء الفارس" "توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو، اے فارس کے بیٹو! دوسرا الہام "لوکان الایمان معلقاً بالثریا لناله رجل من فارس" "اگر ایمان ثریا سے بھی معلق ہوتا تو یہ مرد جو فارسی الاصل ہے (مرزا قادیانی) اس کو وہیں جا کر لے لیتا۔" (کتاب البریہ ص۱۴۴، ۱۴۵ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۶۲، ۱۶۳)

خرمن مہدویہ سے خوشہ چینی

مندرجہ ذیل اقتباسات سے آپ کو معلوم ہوگا کہ مرزا قادیانی نے اپنے ذخیرہ میں پیروان سید محمد جونپوری کے خرمن الحاد سے بھی بہت کچھ خوشہ چینی کی اور یہ کہ بہت سے امور میں آج کل کی مرزائیت مہدویت کا صحیح چربہ ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

مرزا غلام احمد قادیانی اقوال	مہدوی اقوال
(۱) ''خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی صاحب شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا اور کوئی غیر تشریعی نبی ظاہر ہو تو آیت ''خاتم النبیین'' کے منافی نہیں اور مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی تھے۔'' (ریویو آف ریلیجز ج۲۱ ص۹)	(۱) مہدوی کہتے ہیں: ''خاتم النبیین'' سے یہ مراد ہے کہ کوئی پیغمبر صاحب شریعت جدیدہ آنحضرت کے بعد پیدا نہ ہوگا اور اگر نبی تبع شریعت محمدیہ پیدا ہو تو منافی آیت: ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین'' کا نہیں ہے اور سید محمد جونپوری پیغمبر تبع ہیں۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۲۸)
(۲) مسیح قادیانی نے (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) میں لکھا۔ کربلائے است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم اور (نزول المسیح ص۴۴، خزائن ج۱۸ ص۴۲۳) پر لکھتا ہے: ''بعض نادان شیعہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ کیونکر ممکن ہے کہ یہ شخص امام حسینؓ سے افضل ہو۔ لیکن کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور حدیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود حسین سے افضل ہے۔''	(۲) ''پنج فضائل وغیرہ کتب مہدویہ میں مذکور ہے کہ سید محمد جونپوری کا نواسہ سید محمود ملقب بہ حسین ولایت شہید کربلا امام حسینؓ کے برابر ہے یا بہتر ہے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۳۳)
(۳) مرزائے قادیانی نے لکھا کہ: ''مجھے علم غیب پر اس طرح قابو ہے جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔'' (ضرورت الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)	(۳) شواہد الولایت میں لکھا ہے کہ: ''سید محمد جونپوری نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے بندہ کو جملہ موجودات کے احوال اس طرح معلوم کرادیئے ہیں کہ جیسے کوئی رائی کا دانہ ہاتھ میں رکھتا ہو اور ہر طرف پھرا کر کماحقہ پہنچائے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۲۹)

(۴) ''مہدویہ کا اعتقاد ہے کہ سید محمد جونپوری وہی مہدی ہیں۔ جن کے ظہور کی آنحضرت ﷺ نے بشارت دی۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۱۶)	(۴) مسیح قادیان نے لکھا کہ: ''اگر خدا کا پاک نبی اپنی پیش گوئیوں کے ذریعہ سے میری گواہی دیتا ہے تو اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو۔'' (ایام الصلح ص۹۱، خزائن ج۱۴ص ۳۲۸،۳۲۹)
(۵) ''ایک دن میاں خرندیر (امام وخلیفہ مہدی جونپوری) نے ایک سنگریزہ ہاتھ میں لے کر مہاجرین وخلفائے مہدی کے مجمع میں کہا۔ دیکھو یہ کیا ہے۔ سب نے جواب دیا سنگریزہ ہے۔ کہا اس کو مہدی موعود علیہ السلام نے جوہر بے بہا کہا ہے۔ تمام مہاجرین وخلفاء نے کہا امنا وصدقنا ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے کہ جو کوئی فرمان مہدی میں شک کرے یا تاویل کرے وہ ان مہدی میں سے نہیں ہے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۱۸)	(۵) ''مولوی نوردین خلیفہ اوّل فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر مسیح موعود صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآن شریف کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہو۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوا اور ہم سمجھ لیں گے کہ آیت خاتم النبیین کے کوئی اور معنی ہوں گے۔'' (سیرۃ المہدی ج۱ص ۸۱،۸۲)
(۶) انصاف کرنا چاہئے کہ شیخ جونپوری مدعی مہدویت نے کس قدر آیت قرآنیہ کے معنی احادیث صحیحہ اور تفسیرات صحابہ اور جمہور مفسرین کے خلاف کئے ہیں۔ چنانچہ سورۂ جمعہ میں ''واٰخرین منہم لما یلحقوبھم'' کو خاص اپنے فرقہ مہدویہ پر محمول کیا ہے۔ (ہدیہ مہدویہ ص۱۲۴)	(۶) ''قرآن شریف میں یہ پیش گوئی بڑی وضاحت سے آنے والے مسیح کی خبر دیتی ہے۔ ''واٰخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم'' یعنی ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ بھی اوّل تاریکی اور گمراہی میں ہوں گے اور علم اور حکمت اور یقین سے دور ہوں گے۔ تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ یعنی جو کچھ صحابہ نے دیکھا وہ ان کو بھی دکھایا جائے گا۔ یہاں تک کہ ان کا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائے گا اور یہ مسیح موعود کا گروہ ہے۔'' (ایام الصلح ص۷۰،۷۱، خزائن ج۱۴ص ۳۰۴،۳۰۵)

(۷) ''مہدی جونپوری لوگوں کو حج بیت اللہ سے بوجود فرضیت اور استطاعت کے منع کیا کرتے تھے اور اپنے خلیفہ میاں دلاور کے حجرہ کو بمنزلہ کعبہ کے ٹھہرایا تھا کہ اس کے تین طواف کعبۃ اللہ کے سات طواف بلکہ تمامی ارکان حج کے قائم مقام ہے قرار دیتے تھے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۲۰۸)	(۷) مرزا قادیانی نے لکھا: ''ایک حج کا ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھ لے جس کا تیرہ سو برس سے انتظار ہے تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۴۷، خزائن ج۲۰ ص۴۹) ''ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا نے قادیان کو اس کام حج کے لئے مقرر کیا ہے۔'' (از برکات خلافت ص۵)
(۸) سید محمد جونپوری اس بات کے مدعی تھے کہ: ''وہ دار دنیا میں حق تعالیٰ کو عیاناً سر کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۱۴۹)	(۸) مسیح قادیان نے امام الزمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے لکھا کہ: ''خداتعالیٰ مجھ سے بہت قریب ہوجاتا ہے اور کسی قدر پردہ اپنے پاک اور روشن چہرے سے جو نور محض ہے اتار دیتا ہے۔'' (ضرورۃ الامام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)
(۹) ''حضرت سید محمد جونپوری کے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ محمد ﷺ اور حضرت مہدی موعود (سید محمد جونپوری) ایک ذات ہیں۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۲۷۹)	(۹) مسیح قادیان نے لکھا: ''جس شخص نے مجھ میں اور رسول اللہ ﷺ میں کچھ فرق سمجھا نہ تو اس نے مجھے پہچانا اور نہ مجھے دیکھا۔ میرا وجود عین رسول اللہ کا وجود ہوگیا۔'' (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)
(۱۰) ''مطلع الولدیت میں لکھا ہے کہ اوّل بارہ برس تک امر الٰہی ہوتا رہا اور مہدی جونپوری وسوسۂ نفس وشیطان سمجھ کر حکم خدا ٹالتے رہے۔ آخر خطاب باعتاب ہوا کہ ہم روبرو سے فرماتے ہیں تو اس کو غیر اللہ سمجھتا ہے۔ اس کے	(۱۰) مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں لکھا: ''قریباً بارہ برس جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑے شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا۔'' اور (سیرۃ المہدی ص۳۱،

بعد بھی شیخ موصوف اپنی عدم لیاقت وغیرہ کا عذر پیش کر کے آٹھ برس اور ٹالتے رہے۔ بیس برس کے بعد خطاب باعتاب ہوا کہ قضا الٰہی جاری ہو چکی۔ اگر قبول کرے گا ماجور ہوگا ورنہ مہجور ہوگا۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۲۴)	روایت۴۶) میں ہے کہ: ''وہ الہام جس میں مسیح موعود کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے صریح طور پر مامور کیا گیا۔ مارچ ۱۸۸۲ء میں ہوا۔ لیکن باوجود امر الٰہی کے اس وقت سلسلۂ بیعت شروع نہیں فرمایا۔ بلکہ (مزید حکم تک توقف ہوا۔ حکم الٰہی کو ٹالتے رہے۔ چنانچہ جب فرمان الٰہی نازل ہوا تو آپ نے) بیعت کے لئے ۱۸۸۸ء میں یعنی پہلے حکم کے چھ سال بعد بیعت لینی شروع کی۔''
(۱۱) ''جو احادیث رسول خدا کی تفاسیر قرآن اگرچہ کیسی ہی روایات صحیحہ سے مروی ہوں۔ لیکن مہدی جونپوری کے بیان واحوال سے مطابق کر کے دیکھیں۔ اگر مطابق ہوں تو صحیح۔ ورنہ غلط جانیں۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۱۷)	(۱۱) مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''جو شخص حکم ہو کر آیا ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱) ''جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو اسے ہم ردی میں پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۱، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)
(۱۲) ''سید محمد جونپوری سوائے محمد ﷺ کے ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، نوح، آدم اور دوسرے تمام انبیاء ومرسلین سے افضل ہیں۔'' (ہدیہ مہدویہ ص۲۴)	(۱۲) نبی کریم کے شاگردوں میں سے علاوہ بہت سے محدثوں کے ایک نے نبوت کا درجہ بھی پایا ہے اور نہ صرف نبی تھا بلکہ اپنے مطاع کے کمالات کو ظلی طور پر حاصل کر کے بعض اولوالعزم نبیوں سے بھی آگے نکل گئے۔ (حقیقت النبوت ص۲۵۷)
(۱۳) ''پنج فضائل میں ہے کہ سید محمود نے اپنے والد سید محمد جونپوری سے روایت کی کہ	(۱۳) مسیح قادیان نے اپنا ایک کشف بدین الفاظ بیان کیا۔ ''میں نے خواب میں دیکھا کہ

میراں جی نے فرمایا کہ نہ میں کسی سے جنا گیا اور نہ میں نے کسی کو جنا اور ایک روز ان کے خلیفہ دلاور کے سامنے یوسف نام ایک شخص نے بوقت وعظ سورۂ اخلاص پڑھی۔ جب وہ ''لم یلد ولم یولد'' پر پہنچا تو دلاور نے کہا نہیں۔ ''یلد ویولد'' یوسف نے کہا نہیں ''لم یلد ولم یولد'' دلاور نے کہا ''یلد ویولد'' عبدالمالک نے یوسف سے کہا بھائی خاموش رہو۔ میاں جی ولایت کا شرف بیان کرتے ہیں۔ جو کہتے ہیں سو حق ہے۔'' (ہدیہ مہدویہ ص ۲۴۹)	میں بعینہ اللہ ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں اللہ ہی ہوں۔ اسی حال میں جب کہ میں بعینہ خدا تھا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہم دنیا کا کوئی نیا نظام قائم کریں۔ یعنی نیا آسمان اور نئی زمین بنائیں۔ پس میں نے پہلے زمین اور آسمان اجمالی شکل میں بنائے۔ جن میں کوئی ترتیب اور تفریق نہیں تھی۔ پھر میں نے ان میں تفریق کر دی اور جو ترتیب درست تھی اس کے موافق ان کو مرتب کیا۔ اس وقت میں اپنے تئیں ایسا پاتا تھا کہ گویا میں ایسا کرنے پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ''انا زینا السماء الدنیا بمصابیح'' پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی سے بناتے ہیں۔'' (آئینہ کمالات ص ۵۶۴،۵۶۵، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴،۵۶۵)
(۱۴) ''پنج فضائل میں ہے کہ سید محمد جونپوری کے خلیفہ شاہ نظام نے اپنا ایک طویل کشف ظاہر کیا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب کبھی اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو سرفراز کرنا چاہتا ہے تو مجھ سے دریافت کرتا ہے کہ اگر تو کہے تو یہ درجہ اس کو دوں ورنہ ہرگز نہ دوں۔ پس میں سفارش کر کے اس کو درجہ دلا دیتا ہوں۔'' (ہدیہ مہدویہ ص ۲۵۰)	(۱۴) مسیح قادیان کو الہام ہوا۔ ''انت منی وانا منک اے مرزا تو مجھ میں سے پیدا ہوا اور میں تجھ سے پیدا۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷) مسیح قادیان نے لکھا۔ ''مجھے خدا کی طرف سے دنیا کو فنا کرنے اور پیدا کرنے کی طاقت دی گئی۔ میں خاتم الاولیاء ہوں۔ میرے بعد کوئی ولی نہ ہوگا۔ مگر وہی جو مجھ سے ہوگا اور میرے عہد پر ہوگا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۳۵، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی مہدویت اور بابیت کے سمندر سے سیراب ہوتا رہا۔ اسی طرح انہوں نے نیچریت کے گھاٹ سے بھی دہریت کی پیاس بجھائی تھی۔ نیچر مذہب کے بانی

سرسید احمد خان علی گڑھی تھے۔ جن مسئلوں میں مرزا قادیانی اور ان کے پیرو نیچریت کے زیر بار احسان ہیں۔ ان میں سے چند مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

سرسید احمد خان	مرزا قادیانی اور مرزائی
(۱) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیماروں پر دم ڈالتے اور برکت دیتے تھے۔ لوگ ان کے ہاتھوں کو برکت لینے کے لئے چومتے تھے۔ یہ خیال غلط ہے کہ اس طرح کرنے سے اندھے آنکھوں والے اور کوڑھے اچھے ہو جاتے تھے۔ خدا نے انسان میں ایک ایسی قوت رکھی ہے جو دوسرے انسان میں اور دوسرے انسان کے خیال میں اثر کرتی ہے۔ اس سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جو نہایت ہی عجیب وغریب معلوم ہوتے ہیں۔ اسی قوت پر اس زمانہ میں ان علوم کی بنیاد قائم ہوتی ہے جو مسمریزم اور اسپریچوالیزم کے نام سے مشہور ہے۔ مگر جب کہ وہ ایک قوت ہے۔ قوائے انسانی میں سے اور ہر ایک انسان میں بالقوہ موجود ہے تو اسی کا کسی انسان سے ظاہر ہونا معجزہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ وہ تو فطرت انسانی میں سے انسان کی ایک فطرت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تمام لوگوں کو کوڑھے ہوں یا اندھے۔ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی منادی کی تھی۔ یہی ان کوڑھیوں اور اندھوں کو اچھا کرنا تھا۔'' (تفسیر احمدی ج۲ ص۱۶۰ تا ۱۶۳)	(۱) ''مسیح کے ایسے عجائب کاموں میں اس کو طاقت بخشی گئی تھی۔ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر ایک فرد بشر کی فطرت میں موجود ہے۔ مسیح سے اس کی کچھ خصوصیت نہیں۔ چنانچہ اس بات کا تجربہ اس زمانہ میں ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مسمریزم سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے وہ بلاتوقف چند منٹ میں مرجاتے تھے۔ کیونکہ بذریعہ عمل الترب (مسمریزم) روح کی گرمی اور زندگی صرف عارضی طور پر ان میں پیدا ہو جاتی تھی۔ عمل الترب یعنی مسمریزم میں مسیح بھی کسی درجے تک مشق رکھتے تھے۔ سلب امراض کرنا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈالنا اور حقیقت یہ سب عمل مسمریزم کی شاخیں ہیں۔ ہر ایک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہتے ہیں اور اب بھی موجود ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلب امراض کرتے رہتے تھے اور مفلوج ونیز برص ومدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہتے تھے۔'' (ازالہ طبع پنجم ص۳۰۵ تا ۳۰۹ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۶،۲۵۷)

(۲) "یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پھونکنے کے بعد درحقیقت وہ پرندوں کی مورتیں جو مٹی سے بناتے تھے جاندار ہو جاتی تھیں اور اڑنے بھی لگتی تھیں۔ یہ کوئی امر وقوعی نہ تھا۔ بلکہ صرف حضرت مسیح کا خیال زمانہ طفولیت میں بچوں کے ساتھ کھیلنے میں تھا۔ مورتیں بنا کر پوچھنے والے سے کہتے تھے کہ میرے پھونکنے سے وہ پرند ہو جائیں گے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ کہنا ایسا ہی تھا جیسے کہ بچے اپنے کھیلنے میں بمقتضائے عمر اس قسم کی باتیں کیا کرتے ہیں۔" (تفسیر احمدی ج۲ ص۱۵۲ تا ۱۵۶ ملخص)	(۲) "کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب سے بطور لہو ولعب ظہور میں آسکیں۔ جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں۔" (ازالہ اوہام ص۳۰۳ تا ۳۰۵ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۴ تا ۲۵۶)
(۳) "رفع کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کا آسمان پر اٹھا لینا مراد نہیں۔ بلکہ ان کی قدر ومنزلت مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ اپنی موت سے مرے اور خدا نے ان کے درجے اور مرتبہ کو مرتفع کیا۔" (تفسیر احمدی ج۲ ص۴۲)	(۳) "رافعك الیّ" کے یہ معنی ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے تو ان کی روح آسمان کی طرف اٹھائی گئی۔" (ازالہ اوہام ص۲۶۶، خزائن ج۳ ص۲۳۴) "رافعك الیّ" کے یہ معنی ہیں کہ عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔" (ازالہ اوہام ص۳۸۶، خزائن ج۳ ص۲۹۹)
(۴) "وما قتلوه وما صلبوه" پہلے ما نافیہ سے قتل کا سلب مراد ہے اور دوسرے سے کمال کا۔ کیونکہ صلیب پر چڑھانے کی تکمیل اسی وقت تھی جب صلیب کے سبب موت واقع ہوتی۔ حالانکہ صلیب پر موت واقع نہیں ہوئی۔" (تفسیر احمدی ج۲ ص۴۵)	(۴) قرآن کریم کا منشاء "وما صلبوه" سے یہ ہرگز نہیں کہ مسیح صلیب پر نہیں چڑھایا گیا۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا اس سے خدا نے مسیح کو محفوظ رکھا۔" (ازالہ اوہام ص۳۷۸، خزائن ج۳ ص۲۹۴)
(۵) "جس دن حضرت عیسیٰ صلیب پر چڑھائے گئے وہ جمعہ کا دن اور یہودیوں کی عید	(۵) "حضرت مسیح بروز جمعہ بوقت عصر صلیب پر چڑھائے گئے۔ جب وہ چند گھنٹہ کیلوں کی

فصح کا تہوار تھا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ جب ان کو صلیب پر چڑھایا گیا ان کی ہتھیلیوں میں کیلیں ٹھوکی گئیں۔ عید فصح کے دن کے ختم ہونے پر کا سبت شروع ہونے والا تھا اور یہودی مذہب کی رو سے ضرور تھا کہ مقتول یا مصلوب کی لاش قبل ختم ہونے دن کے یعنی قبل شروع ہونے سبت کے دفن کر دی جائے۔ مگر صلیب پر انسان اس قدر جلدی نہیں مر سکتا تھا۔ اس لئے یہودیوں نے درخواست کی کہ حضرت مسیح کی ٹانگیں توڑ دی جائیں۔ تا کہ وہ فی الفور مر جاویں۔ مگر حضرت عیسیٰ کی ٹانگیں توڑی نہیں گئیں اور لوگوں نے جانا کہ وہ اتنی ہی دیر میں مر گئے۔ جب لوگوں نے غلطی سے جانا کہ حضرت درحقیقت مر گئے ہیں تو یوسف نے حاکم سے ان کے دفن کر دینے کی درخواست کی۔ وہ نہایت متعجب ہوا کہ ایسے جلد مر گئے۔ یوسف کو دفن کرنے کی اجازت مل گئی اور حضرت عیسیٰ صرف تین چار گھنٹہ صلیب پر رہے۔ یوسف نے ان کو ایک لحد میں رکھا اور اس پر ایک پتھر ڈھانک دیا۔ حضرت عیسیٰ صلیب پر مرے نہ تھے۔ بلکہ ان پر ایسی حالت طاری ہوگئی تھی کہ لوگوں نے ان کو مردہ سمجھا تھا۔ رات کو وہ لحد میں سے نکال لئے گئے اور وہ مخفی اپنے مریدوں کی حفاظت میں رہے۔ حواریوں نے ان کو دیکھا اور پھر کسی وقت موت سے مر گئے۔ بلاشبہ ان کو یہودیوں کی عداوت کے خوف سے نہایت مخفی تکلیف اٹھا کر بیہوش ہو گئے اور خیال کیا گیا کہ مر گئے تو ایک دفعہ سخت آندھی اٹھی۔'' (نزول المسیح ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۳۹۶ حاشیہ) ''مسیح یہودیوں کے حوالے کیا گیا اور اس کو تازیانے لگائے اور جس قدر گالیاں سننا اور طمانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے سے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا۔ سب نے دیکھا آخر صلیب دینے کے لئے تیار ہوئے۔ یہ جمعہ کا دن تھا اور عصر کا وقت تھا۔ اتفاقاً یہ یہودیوں کی عید فسح کا دن بھی تھا اور ایک شرعی تاکید تھی کہ سبت میں کوئی لاش صلیب پر لٹکی نہ رہے۔ تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ شام سے پہلے ہی لاش اتاری جائے۔ مگر اتفاق سے اسی وقت آندھی آگئی۔ جس سے سخت اندھیرا ہوگیا۔ یہودیوں کو یہ فکر پڑی کہ کہیں شام نہ ہو جائے۔ اس لئے لاش کو صلیب پر سے اتار لیا۔ عید فسح کی کم فرصتی عصر کا تھوڑا سا وقت اور آگے سبت کا خوف اور پھر آندھی کا آ جانا ایسے اسباب پیدا ہوگئے۔ جس کی وجہ سے چند منٹ میں ہی مسیح کو صلیب پر سے اتار لیا گیا۔ جب مسیح کی ہڈیاں توڑنے لگے تو ایک سپاہی نے یوں ہی ہاتھ رکھ کر کہہ دیا کہ یہ تو مر چکا ہے۔ ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس طور سے مسیح زندہ بچ گیا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۸۲ تا ۳۸۰، خزائن ج ۳ ص ۲۹۵ تا ۲۹۷) ''اس کے کچھ عرصہ بعد مسیح کشمیر چلا آیا اور یہیں انتقال کیا۔ چنانچہ

طور پر کسی نامعلوم مقام میں دفن کر دیا ہوگا۔ جواب تک نامعلوم ہے۔" (تفسیر احمدی ج۲ ص۳۸ تا۴۱)	سری نگر میں شہزادہ یوز آسف کے نام کی جو مشہور قبل ہے وہ اس کی ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۱۰۰)
(۲)"وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیدا "اور نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر یہ کہ یقین کرے ساتھ اس کے (یعنی حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کے) قبل اپنی موت کے وہ جان لے گا کہ صلیب پر حضرت عیسیٰ کا مرنا غلط تھا اور قیامت کے دن حضرت عیسیٰ ان پر گواہ ہوں گے۔ یعنی اہل کتاب کو اپنی زندگی میں جو عقیدہ تھا اس کے برخلاف گواہی دیں گے۔" (تفسیر احمدی ج۲ ص۱۰۷)	(۲)"وان من اهل الکتٰب الا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیداً "فرمایا کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے جو مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔ یعنی ہم جو پہلے بیان کر آئے ہیں کہ کوئی اہل کتاب اس بات پر دلی یقین نہیں رکھتا کہ درحقیقت مسیح مصلوب ہوگیا۔" (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۷۲، خزائن ج۳ ص۲۹۱)

میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت کا مسلک اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تفاسیر سے اختلاف کے چند نمونے جو درج ذیل ہیں۔

فرمان مرزا غلام احمد قادیانی	حکم میاں محمود احمد
(۱)"کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور جو آیت "ولکن رسول الله وخاتم النبیین "کو خدا کی کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرت ﷺ کے بعد نبی اور رسول ہوں۔" (انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)	(۱)"خاتم النبیین ہے یعنی نہ صرف نبی ہے۔ بلکہ نبی گر ہے۔" (حقیقت النبوۃ ص۲۵۷) "آنحضرت ﷺ کے بعد بعثت انبیاء کو بالکل مسدود قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے دنیا کو فیض نبوت سے روک دیا اور آپ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس انعام کو بند کر دیا۔ اب بتاؤ کہ اس عقیدے سے آنحضرت ﷺ رحمتہ للعالمین ثابت ہوتے ہیں یا ان کے برخلاف۔" نعوذ

	بــالله من ذالك "اگر اس عقیدہ کو تسلیم کیا جائے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ نعوذ باللہ دنیا کے لئے ایک عذاب کے طور پر آئے اور جو شخص ایسا خیال کرتا ہے۔ وہ لعنتی اور مردود ہے۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۸۶، ۱۸۷)
(۲) "باب نبوت مسدود نہ ہوتا تو ہر ایک محدث اپنے وجود میں قوت اور استعداد نبی ہو جانے کی رکھتا ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۳۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)	دریا دلی کی کسی محمودی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ جناب خلیفہ صاحب کس کو زد مار رہے ہیں۔ جو برملا اپنے والد صاحب کو لعنتی اور مردود بنا رہے ہیں۔
(۳) "اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خداتعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔" (الحکم مورخہ ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء)	(۳) "نادان مسلمانوں کا خیال ہے کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پائے۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۳۳)

بیقرینی کا ستیاناس۔ خلیفہ صاحب دوسرا جھوٹ بول گیا۔ مگر پھر بھی کوئی محمودی ٹس سے مس نہ ہوا۔

(۴) "صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع ہے اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ واحادیث کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله "یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے	(۴) "بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی دوسرے نبی کا متبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ" وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله" (حقیقت النبوۃ ص ۱۵۵)

کا مطیع اور تابع ہو۔" (ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)	

مسیح کی کم علمی اور نادانی کا نقشہ جو محمود صاحب نے کھینچا ہے۔ اس کو آپ ہی انصاف سے غور فرمائیں۔

(۶) "مگر اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اس میں ہتک ہے۔ ہاں امتی اور نبی دونوں لفظ اجتماعی حالت میں اس پر صادق آسکتے ہیں۔" (الوصیت ص ۱۱، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۱)	(۶) "نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ نہ تسلیم کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت ﷺ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم ہے اور کفر بعد کفر۔" (الفضل مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۱۵ء)

گویا الفضل کے نزدیک مسیح کفر عظیم کے مرتکب تھے۔ کیا واقعی محمودیوں کا نبی ایسا ہی تھا؟

(۷) "مسیح موعود کا الہام" ایلی ایلی لما سبقتنی " کرمہائے تو مارا کرد گستاخ۔ اے میرے خدا، اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔" (براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶ حاشیہ نمبر ۴، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲ تا ۶۶۴)	(۷) "کہ نادان ہے وہ شخص جس نے کہا۔ کرمہائے تو مارا کرد گستاخ" (الفضل مورخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۱۷ء)

خلاف ورزی کرنا میاں صاحب کے داہنے پاؤں کا کام ہے۔

(۸) ۔ برتر گمان ووہم سے احمد کی شان ہے جس کا غلام دیکھو مسیح زمان ہے (درثمین اردو ص ۹۲)	
(۹) "پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ﷺ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام ان پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی	(۹) "دیکھو آنحضرت ﷺ کی نسبت خدا تعالیٰ فرماتا ہے: "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون

ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا۔ اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی۔ وہی ایک پہلوان ہے۔ جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اور اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی انتہاء درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا۔ اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعویٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے۔ بلکہ ذریت شیطان ہے۔ کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطاء کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے۔ ہم کیا چیز ہیں اور ہماری کیا حقیقت ہے۔ ہم کافر نعمت ہوں گے۔ اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ سے پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اس کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کی شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں۔ اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے۔ اس آفتاب ہدایت کی شعاع دھوپ کی طرح ہم پر پڑتی ہے

رسولاً" حالانکہ آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰ سے بہت بڑا درجہ رکھتے تھے۔ تو مثل کبھی عین ہوتا ہے کبھی اعلیٰ اور کبھی ادنیٰ، تو خدا تعالیٰ نے بجائے اس کے کہ ایک ایسا لفظ رکھا جو تین پہلو رکھتا تھا۔ جس کا ادنیٰ درجہ لے کر مسیح موعود کی ہتک کی جاتی۔ ایسا لفظ رکھ دیا کہ جس سے کوئی اور پہلو نکل ہی نہیں سکتا یعنی خدا تعالیٰ نے اس آنے والے نبی کو مثیل بدھ نہیں کہا۔ بلکہ بدھ ہی کہا ہے۔ مثیل کرشن نہیں کہا۔ بلکہ کرشن ہی کہا ہے۔ مثیل مسیح نہیں کہا۔ بلکہ مسیح ہی کہا ہے اور اسی طرح "آخرین منهم لما یلحقوا بهم" میں مثیل محمد ﷺ قرار نہیں دیا۔ بلکہ محمد ہی قرار دیا ہے۔ تا کہ آپ کے درجہ کے کم کرنے والے آپ کے کمالات کا انکار نہ کر بیٹھیں۔ غرض یہ ایک بڑی حکمت تھی۔ جس کے لئے مثیل نہیں کہا گیا۔ بلکہ اصل نبی کا نام دیا گیا۔"

(انوار خلافت ص ۱۷۲،۱۷۳)

اور اسی وقت تک ہم منور رہ سکتے ہیں جب تک ہم اس کے مقابل پر کھڑے ہیں۔" (حقیقت الوحی ص۱۱۶، خزائن ج۲۲ ص۱۱۹)	

دیکھا خلیفہ صاحب کس شان سے مرزا قادیانی کو نبی بتارہے ہیں۔

مراقی نبی کے تناقض کے چند حوالہ جات

دیکھیں بیسویں صدی کے مجدد کی شان انبیاء سے بھی بلند نظر آتی ہے۔ مبالغہ اور تعلی دونوں باتیں مرتبہ کمال کو پہنچی ہوئی ہیں۔ ذیل میں شواہد درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین پڑھیں اور لطف اٹھائیں۔

اقوال مرزا غلام احمد قادیانی	غلو واختلاف مرزا غلام احمد قادیانی
(۱) اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔" (اشتہار ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰، ۲۳۱)	"میں کوئی نیا نبی نہیں۔ مجھ سے پہلے سینکڑوں نبی آچکے ہیں۔ جن دلائل سے کسی نبی کو سچا کہہ سکتے ہیں۔ وہی دلائل میرے صادق ہونے کے ہیں۔ میں بھی منہاج نبوت پر آیا ہوں۔" (اخبار الحکم مورخہ ۱۰ اراپریل ۱۹۰۸ء)
(۲) "اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بشدت مناسبت ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)	(۲) "اور خداتعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبیوں پر تقسیم کئے جائیں تو ان سے ان کی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)
(۳) "یہ عاجز خداتعالیٰ کی طرف سے اس وقت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی	(۳) "خداتعالیٰ نے ہزارہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت سے ہی کم نبی گزرے ہیں۔

ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں۔ مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خداتعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوتے ہیں۔" (توضیح المرام ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۶۰)	جن کی بیتائید کی گئی ہو۔ لیکن جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)
(۴) "ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت ہے۔ جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور بہ اتباع آنجناب ﷺ اولیاء کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں۔ غرض کہ نبوت کا دعویٰ اس طرف سے بھی نہیں۔ صرف ولایت اور محدث کا دعویٰ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات حصہ دوئم ص ۲۹۷، ۲۹۸)	(۴) "خدا نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔" (گویا از ۱۸۹۱ء تا ۱۹۰۸ء ہر روز چھ نشان ظاہر ہوئے) (تتمہ حقیقت الوحی ص ۹۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)
(۵) "میں جانتا ہوں کہ ہر چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں۔ جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔" (حمامتہ البشریٰ ص ۱۳۱، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)	(۵) "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔" (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)
(۶) "نبوت کا دعویٰ نہیں۔ محدث کا دعویٰ ہے جو خداتعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔" (ازالہ اوہام طبع اوّل ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)	(۶) "اور خداتعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں دکھائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۳۷، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۵)

(۷) ''پہلی امتوں کی طرح محدث پیدا ہوں گے اور محدث بفتحہ دال وہ لوگ ہیں۔ جن سے مکالمات ومخاطبات الٰہیہ ہوتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص۵۴۸ حاشیہ درحاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۵۵)	(۷) ''اے عزیزو! اس شخص کو تم نے دیکھ لیا۔ جن کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔ اس لئے اب ایمانوں کو خوب مضبوط کرو۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۰۰، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

حضرت سید المرسلین ﷺ پر فضیلت ظلی اور بروزی کا بھی پردہ اٹھا دیا۔ ملاحظہ ہو:

۱...... ''ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہاء نہ تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے مجھے چھ ہزار کے آخیر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔'' (خطبہ الہامیہ ص۱۷۷، خزائن ج۱۶ ص۲۶۶)

اگر یہ اقتباس کافی نہ ہو تو دوسرا ملاحظہ فرمائیں۔

۲...... اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ موجود نہ ہونے کسی نمونہ کے جو معہ منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج وماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ ''دابۃ الارض'' کی ماہیت کماحقہ ہی ظاہر فرمائی گئی۔ (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

۳...... اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر راست باز اور مقدس نبی گزر چکے ہیں۔ ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جائیں۔ سو وہ میں ہوں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۱۱۷)

۴...... تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔

(تحفہ گولڑویہ ص۶۷، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

۵...... میری تائید میں خدا نے جس قدر نشان ظاہر کئے ہیں۔ ان کو اگر فرداً فرداً شمار کروں تو تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور میں یہ بات خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں۔

(حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

غالباً اس قدر اقتباسات میرے دعویٰ کے اثبات کے لئے کافی ہوں گے۔ اگر کمی سمجھو تو اور ملاحظہ ہوں۔

۶...... (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۰ تا ۱۸۵، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۰ تا ۲۷۷) کا خلاصہ۔ جس طرح پہلی رات کا چاند کم روشنی کی وجہ سے ہلال اور چودھویں کا کمال روشنی کی وجہ سے بدر کہلاتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ صدی اوّل میں ہلال اور میں چودھویں صدی میں بدر منیر ہوں۔

۷...... ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

کیا میں مرزائی صاحبان سے دریافت کر سکتا ہوں کہ یہی شان رسول اللہ ﷺ کی آپ لوگوں کی نظروں میں ہے۔ صاف کیوں نہیں کہتے کہ مرزا قادیانی تو اللہ تعالیٰ کی بیوی تھے۔ نبی کا درجہ زیادہ ہے یا عورت کا۔ جس طرح ایک کشف میں حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) نے ایک دفعہ اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت میں آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ (مرزا قادیانی) عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ (یعنی آپ کے ساتھ ہم بستری کی)

روایت قاضی یار محمد صاحب قادیانی رسالہ اسلامی قربانی مصنفہ قاضی یار محمد موصوف

تناقض ہی تناقض

مراق کی حالت مرزا قادیانی	غور طلب حالت
(۱) اوّل تو جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کا کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۰، خزائن ج ۳ ص ۱۷۱)	(۱) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کے باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور اس کے رسول نے تائید کی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

(۲)اور یہ بھی یادرہے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں۔ بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۷، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶)	(۲)حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز کرنا قرآن کریم سے ثابت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص، خزائن ج ۵ ص ۶۸)
(۳)حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)	(۳)من عجب تراز مسیح بے پدر یعنی میں اس مسیح سے افضل ہوں جو بے باپ تھے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۷۷، خزائن ج ۳ ص ۲۹۴)
(۴)مسیح کو زندہ خیال کرنا اور یہ اعتبار رکھنا کہ وہ جسم خاکی کے ساتھ دوسرے آسمان میں بغیر حاجت طعام کے یونہی فرشتوں کی طرح زندہ ہے۔ درحقیقت خداتعالیٰ کے کلام پاک سے روگردانی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۴۳، خزائن ج ص)	(۴)کہ عیسیٰ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور وہی نازل ہوں گے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸ تا ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳ تا ۶۰۱)
(۵)یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر فوت ہوگیا۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳)	(۱)اور یہ بھی سچ ہے کہ مسیح فوت ہوچکا اور سرینگر محلہ خانیار میں اس کی قبر ہے۔ (کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)
(۶)شہر سرینگر محلہ خانیار میں ان کا (عیسیٰ علیہ السلام) کا مزار ہے۔ (ایام الصلح ص ۱۱۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۵۶)	(۶)حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلدۂ قدس کے گرجا میں ہے اور اب تک موجود ہے اور اس پر ایک گرجا بنا ہوا ہے اور وہ گرجہ تمام گرجاؤں سے بڑا ہے۔ اس کے اندر حضرت عیسیٰ کی قبر ہے۔ (اتمام الحجہ ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۸ ص ۲۹۹)
(۷)"او ترقی السماء قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا" یعنی کفار کہتے ہیں تو (اے محمدؐ) آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھلا	(۷)آنحضرت ﷺ کی رفع جسمانی کے بارہ میں یعنی اس بارہ میں کہ وہ جسم کے ساتھ شب معراج آسمان کی طرف اٹھائے گئے تھے۔

تب ہم ایمان لائیں گے۔ان کو کہہ دے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار ابتلاء میں یعنی کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے کچھ نہیں ہوں کہ ایک آدمی ہوں۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار نے آنحضرت ﷺ سے آسمان پر چڑھنے کا نشان مانگا تھا اور انہیں صاف جواب ملا کہ یہ عادت اللہ کی نہیں کہ کسی جسم خاکی کو آسمان پر لے جاوے۔ (ازالہ اوہام ص ۶۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۳۷)	تقریباً تمام صحابہ کا بھی اعتقاد تھا۔ (ازالہ اوہام ص ۲۸۹، خزائن ج ۳ ص ۲۴۷) حضرت ایلیا کا رفع جسمی ملاحظہ ہو۔ (سلاطین ۲، باب ۲ آیت ۱) اور مسیح کا رفع جسمانی (لوقا باب ۲۴ آیت ۵۰ اعمال باب ۱)
(۸) اکثر احادیث اگر صحیح بھی ہوں تو مفید ظن ہیں۔"وان الظن لا یغنی من الحق شیئا" (ازالہ اوہام ص ۴۵۴، خزائن ج ۳ ص ۴۵۳)	(۸) ہمیں اپنے دین کی تفصیلات احادیث نبویہ کے ذریعہ سے ملی ہیں۔نماز، زکوٰۃ کے احکام کی تفاصیل معلوم کرنے کے لئے ہم بالکل احادیث نبویہ کے محتاج ہیں۔اسلامی تاریخ کا مبدا اور منبع بھی احادیث ہیں۔ اگر احادیث کے بیان پر بھروسہ نہ کیا جائے تو پھر ہمیں اس بات کو بھی یقینی طور پر نہیں ماننا چاہئے کہ درحقیقت حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے اصحاب تھے۔(شہادت القرآن ص ۳، خزائن ج ۶ ص ۲۹۹) اگر یہ سچ ہے کہ احادیث کچھ چیز نہیں تو پھر مسلمانوں کے لئے ممکن نہ ہوگا کہ آنحضرت ﷺ کی پاک سوانح میں سے کچھ بھی بیان کرسکیں۔ (شہادت القرآن ص ۴، خزائن ج ۶ ص ۳۰۰)

(۹) اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ہوں۔ بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ (ازالہ اوہام ص ۶۸۳، خزائن ج۳ ص ۴۶۹)	(۹) شیخ محمد طاہر صاحب مصنف مجمع البحار کے زمانہ میں بعض ناپاک طبع لوگوں نے محض افتراء کے طور پر مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۴۰، خزائن ج۱۸ ص ۳۵۳) بہاء اللہ نے ۱۲۶۹ھ میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور ۱۳۰۹ھ تک زندہ رہا۔ (الحکم ۲۴؍اکتوبر ۱۹۰۴ء)
(۱۰) ''انہ اوی القریۃ'' اب تک اس کے معنی میرے پر نہیں کھلے۔ (ایام الصلح ص ۱۲۱ حاشیہ، خزائن ج۱۴ ص ۳۶۱)	(۱۰) اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص ۲۱۸)
(۱۱) ہمارے نبی ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کو ہی چاہتا ہے۔ (ایام الصلح طبع دوم ص ۱۴۶، خزائن ج۱۴ ص ۳۹۲)	(۱۱) میں اپنے ماں باپ کے لئے خاتم الولد ہوں۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۸۶، خزائن ج۲۱ ص ۱۱۳)

تو کیا اس سے آپ کا یہ مطلب تھا کہ جناب کی پیدائش سے آپ کے بہن بھائی سب مر گئے یا یہ کہ آپ کے بعد کوئی اور لڑکی لڑکا آپ کے والدین کے ہاں پیدا نہ ہوا۔ یقیناً پچھلے معنی مراد ہیں۔ جیسا کہ خود آپ نے اس کے بعد اس کے معنی بھی لکھے ہیں تو پھر اسی طرح خاتم الانبیاء کے تشریف لانے سے پہلے نبیوں میں سے اگر کوئی موجود ہو تو اس کا مرنا لازم نہیں آتا۔ ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ سابقہ نبیوں میں سے ایک کیا اگر سب کے سب بھی بفرض محال زندہ ہوں تو بھی ختم

نبوت میں فرق نہیں آتا۔ کیونکہ آپ سب سے آخری نبی بنے۔ ہاں کسی اور آدمی کا رسول پاک کے بعد ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر نبی بننا یہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ جیسا کہ بعد آپ کے بعد آپ کے (مرزا قادیانی) کی والدہ کے پیٹ سے کسی اور بچہ کا پیدا ہونا آپ کے خاتم الولد ہونے کے منافی ہے۔

(تریاق القلوب طبع دوم ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹) پر آپ نے یوں لکھا: ''میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی۔ جس کا نام جنت تھا اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر اور کوئی لڑکا لڑکی نہیں ہوا اور میں ان کے لئے خاتم الولد تھا۔''

اب ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے خاتم الولد ہونے سے ان کے سابقہ بہن بھائیوں کی موت لازم نہیں آتی۔ بلکہ ان کی ماں کے پیٹ سے اور اولاد ہونے کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اسی طرح خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ رسول پاک کی بعثت کے ساتھ ہی نئے نبیوں کی پیدائش کا سلسلہ بند ہو گیا نہ کہ پہلے زندہ نبیوں کی موت کا باعث ہو گیا۔ آیت ''میثاق النبیین'' تو تمام نبیوں کی موجودگی میں حضرت رسول کریم ﷺ کی بعثت کو بھی ختم نبوت کے منافی نہیں بتلائی۔ بلکہ ان میں سے بعض کی زندگی کا ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ (برق آسانی)

خود رسول پاک ﷺ نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو یقیناً میری اطاعت کرتے۔ یہ نہیں فرمایا کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو میرے آنے سے مر جاتے۔

نیز خیال کیجئے۔ اس تقریر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات پر قدرے روشنی ڈال دی ہے۔

''والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ''

احقر: امان اللہ شاہ دولہ گیٹ گجرات

انا خاتم النبيين لا نبي بعدي

قادیانی دجل

جناب مکرم و محترم عبدالرحیم عاجزؒ امرتسری

قادیانی دجل

حق کہن توں باز نہ آواں گے

ہندوستان کی دنیا دے اندروں قادیانی دجل نوں مٹاواں گے

حق کہن توں باز نہ آواں گے

اے پنجاب دا نبی مداری کردا ہیا کی کی عیاری

کس طرح اس نے عمر گذاری دنیا نوں کھول سناواں گے

حق کہن توں باز نہ آواں گے

قید کرن بھاویں بید لگاون کالے پانی بھی بھاویں سانوں پچواون

ساڈے لئی پھانسیاں لٹکاون پینگا سمجھ چڑھ جاواں گے

حق کہن توں باز نہ آواں گے

ہووے جے حملہ دین مبین تے یا کہ پیارے رسول امین تے

یاد رکھو اسی شمع اے دین تے پروانیاں وانگ جل جاواں گے

حق کہن توں باز نہ آواں گے

مال متاع گھر بار لٹا کے وانگ اماماں خاندان کوہا کے
کربل ہند دی زمین بنا کے عزت نبی دی بچاواں گے
حق کہن توں باز نہ آواں گے

وانگ بلال پتھراں تے لٹاون شمس دے وانگ کھل کھچواون
زکریا وانگ آرہ چلواون پچھاں نہ قدم ہٹاواں گے
حق کہن توں باز نہ آواں گے

جے دتی رب ساتوں زندگانی دہرم رہے گا نہ قادیانی
نہ مل سی ایہدی کتے نشانی دنیا نوں جلد وکھاواں گے
حق کہن توں باز نہ آواں گے

دنگا فساد اسیں کرنا نائیں نہ خلیفہ نوں، دینی ایزائیں
اس دے بس مریداں تائیں توڑ کے کلمہ پڑھاواں گے
حق کہن توں باز نہ آواں گے

امیر شریعت دی بانہہ پھڑ کے کیوں رہیے فیر کسے توں ڈر کے
عاجزاں وانگر سیکیں کر کے نہ اپنی جان بچاواں گے

حق کہن توں باز نہ آواں گے

قادیانی دجل نوں مٹاواں گے

بدزبان مرزا

ٹلنے والا ہے جہاں تو مرزائیو نام تہاڈا
ہوون والا ہے برا دنیا تے انجام تہاڈا

دنیا کی چیز ہے آج عرش تے بھی معاذ اللہ
چرچا توہین رسالت دا ہویا عام تہاڈا

جے رہی زندگی ساڈی تے تسی دیکھ لیناں
سوناں بہنا اسیں کردیواں گے حرام تہاڈا

جس دی جی چاہے تسیں رل کے اچھالو پگڑی
رہیا مُدھ توں ہی رویا ایہ صبح شام تہاڈا

تساں انسان، پیغمبراں تے خدانوں پئے ریاں
کیوں کرے فیر کوئی دنیا تے احترام تہاڈا

آرزو ایہ کدے ہو سکنی نہیں تہاڈی پوری
لکھ پے بھار ونڈاون بھاویں حکام تہاڈا

اسیں کی چیز پیغمبر نہ کوئی ایسا دسدا
جس تے لگا نہ ہووے ظالموں الزام تہاڈا

ایہ ہے گنبد دی صدا جو کہوسن لوگے اوہی
بدزبانی دے اندر فرقہ ہے بدنام تہاڈا

کیتے اوہ کم تساں دنیا دے اندر آ کے
ہو یا شیطاں بھی عاجز جد آیا نام تہاڈا

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مرزائیوں کے خطرناک ارادے

حضرت مکرم و محترم مولانا عبدالرحیم ڈیروی

مرزائی جماعت

خطرناک قسم کا سیاسی گروہ ہے

(ماخوذ از ماہنامہ الصدیق ملتان، بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ)

الصدیق کی گذشتہ اشاعت میں ہم نے الفضل کے حوالہ جات سے ان جائدادوں کا ذکر کیا تھا۔ جو مرزائیوں کو سستے داموں عنایت ہوئیں۔ جن کا اظہار مرزائیوں کے امام نے الفضل مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۵۱ء کے خطبہ جمعہ نمبر ۲۴۴ میں اظہار کیا تھا کہ سندھ کے اندر ہم نے ۲۰۰ مربعہ زمین تیس لاکھ روپیہ کی خرید کی ہے۔ پنجاب کی زمینوں کے نرخوں کے لحاظ سے بحساب دو ہزار روپیہ فی ایکڑ اس کی قیمت دو کروڑ روپیہ ہوتی ہے۔ لیکن ہمیں اس ساری زمین کی قیمت بحساب ۳۰۰ روپے فی ایکڑ ادا کرنی پڑی۔

واضح رہے کہ مرزائیوں کے روپیہ میں بہت سا چندہ مسلمانوں کا بھی شامل ہے۔ جو تبلیغ اسلام کے نام سے عام مسلمانوں کو فریب اور دھوکہ دے کر وصول کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الفضل مورخہ ۱۳ر جنوری ۱۹۵۲ء کے پرچہ میں چندہ امداد درویشاں قادیان کے عنوان سے جو رقوم جمع کی جارہی ہیں۔ اس میں سب سے پہلے ایک غیر احمدی (مسلمان) کا چندہ مبلغ پچاس روپیہ درج فہرست ہے۔ آج کی صحبت میں ہم مرزائیوں کی تبلیغ کی حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے تبلیغ کے عنوان سے جو ڈھونگ رچایا ہوا ہے۔ اس کی اصلیت کیا ہے۔ اس سے مسلمانوں کو ان سازشوں اور سرگرمیوں کا علم بھی ہو جائے گا۔ جن کے ذریعہ سے مسلمانوں کے متاع ایمانی پر ڈاکہ ڈال کر پھر ان کی جیبوں کو بھی خالی کرا کے خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنادیا جاتا ہے۔

بائیکاٹ اور سزائیں

۱...... موجودہ قادیانی خلیفہ آئے دن تحکمانہ طور پر اپنی جماعت کے جس آدمی پر ناراض ہوتے ہیں بائیکاٹ اور مقاطعہ کی سزاؤں کا اعلان کر دیتے ہیں۔ جو شخص بھی قادیانی خلیفہ پر تنقید کرے یا ان کی کسی حرکت پر لب کشائی کرے وہ مستحق سزا اور خارجی سمجھا جاتا ہے۔ پھر جب تک وہ بیچارہ اپنے ضمیر کے خلاف مرزا محمود قادیانی کی خوشامد نہ کرے اور گڑگڑا کر توبہ نہ کرے۔ اسے معاف نہیں کیا جاتا۔ الفضل کے اندر آئے دن اس قسم کے اعلان شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اندرونی حالات کا علم تو انہی لوگوں کو ہے جن پر بیت رہی ہے۔ ہم ان کے اعلانات ہی سے نقل

کرر ہے ہیں۔ جن کو وہ بہت ہی سوچ سمجھ کر شائع کرتے ہیں۔ (دیکھو الفضل مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء اعلان سزا مقاطعہ و بائیکاٹ ومقاطعہ برائے سید منظور احمد، الفضل مورخہ ۱۵ر جنوری ۱۹۵۲ء اعلان سزا و بائیکاٹ ومقاطعہ برائے محمد شفیع) کیا آج تک کسی خالص مذہبی جماعت میں بھی اس قسم کے مقاطعے اور بائیکاٹ ہوئے ہیں؟

خصوصی کاموں کے لئے صرف پنج سالہ اور نسلی احمدی مخصوص ہیں

جو جماعتیں خالص مذہبی اور تبلیغی ہوتی ہیں۔ ان میں خاص کاموں کے لئے خصوصی تقرر عمل میں نہیں لائے جاتے۔ سازشی گروہوں کا یہ کام ہوتا ہے کہ خصوصی کاموں کے لئے علیحدہ کارکن منتخب کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ موجودہ خلیفہ مرزا میاں محمود نے اپنے جلسہ سالانہ کی خاطر ۵۰۰ ایسے رضا کار طلب کیے ہیں جو پرانے پانچ سالہ احمدی ہوں یا نسلی احمدی ہوں۔ پھر ان کی سفارش جماعت کا پریذیڈنٹ بھی کرے۔

ملاحظہ ہو (الفضل مورخہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۵۱ء) مگر شرط یہ ہوگی کہ کوئی احمدی خادم ایسا نہ ہو۔ جو پانچ سال پہلے کا احمدی نہ ہو یا کسی احمدی کی نسل سے نہ ہو اور پھر اس کی سفارش جماعت کا پریذیڈنٹ کرے اور لکھے کہ یہ شخص اعتماد کے قابل ہے۔ اسے حفاظت کے کام پر لگایا جائے۔

۲...... "باہر کی جماعتوں کو چاہئے کہ وہ فوری طور پر اپنے خدام کی تعداد سے دفتر مرکزیہ کو اطلاع دیں۔ کیونکہ وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ مگر آدمی وہی ہوں۔ جو کم سے کم پانچ سالہ احمدی ہوں یا نسلی احمدی ہوں اور جن کے متعلق پریذیڈنٹ، سیکرٹری اور زعیم تینوں اس بات کی تصدیق کریں کہ وہ ہر قسم کی قربانی اور محنت سے کام کریں گے اور کسی قسم کی غفلت، سستی یا غداری کا ارتکاب نہیں کریں گے۔" (الفضل مورخہ ۲۳ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

تعجب کا مقام ہے کہ اعلان ایک ایسے جلسہ کا ہے۔ جس کی نوعیت ان کے نزدیک تبلیغی اور مذہبی ہے۔ پھر وہ ایسے مقام پر ہو رہا ہے۔ جہاں مرزائیوں نے اپنا ایک الگ شہر آباد کیا ہوا ہے۔ زمین، جائیدادیں، مکانات سب انگریز گورنر کے زمانہ میں انہوں نے خرید کر لی تھیں: ۔ جو ان کو خوش قسمتی سے کوڑیوں کے بھاؤ مل گئی تھیں۔ پھر کام صرف اتنا ہے جلسہ کا انتظام، حفاظت اور نگرانی۔ اس کے لئے پنج سالہ احمدی اور نسلی احمدی کی شرط کیوں؟ اپنی جماعت کے ہی آدمیوں پر بے اعتمادی کیوں؟ ان شرائط کو پڑھ کر بھی کیا کوئی شخص باور کر سکتا ہے کہ یہ ایک مذہبی جماعت ہے۔ جس کا کام صرف تبلیغ ہے؟ جس جماعت کے امام اور امیر کو اپنے آدمیوں کا اعتماد بھی حاصل نہیں اس کو مذہبی جماعت تو بجائے خود صرف جماعت ہی نہیں کہا جا سکتا۔

مرزا البشیر الدین محمود اپنی خلافت کو نبوت کا تتمہ سمجھتے ہیں اور اسے کسی طرح چھوڑنے کے لئے تیار نہیں

واضح رہے کہ موجودہ خلیفہ قادیانی نے اخبار ''الرحمت'' اور الفضل میں ایک سلسلہ مضامین شروع کر رکھا ہے۔ جن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ قادیانی اپنی جماعت پر کچھ ایسے بری طرح مسلط ہو چکے ہیں کہ اب ان کی جماعت میں خلیفہ قادیانی کو خلافت سے معزول کر دیئے جانے کے مشورے ہونے لگے ہیں۔ خلیفہ قادیانی کی نوعیت اگر یہی ہے کہ ایک جماعت تبلیغ اسلام کر رہی ہے اور یہ اس کے امام و پیشوا ہیں۔ پھر وہ ان کو معزول کر کے کسی اور صالح آدمی کو امام بنانا چاہتی ہے تو خلیفہ قادیانی گھبراتے کیوں ہیں۔ جو کچھ الزامات ان پر عائد کئے جاتے ہیں۔ ان کو برسر منظر لا کر ان سے اپنی برأت اور صفائی کا اظہار کر دیں اور اپنے کیرکٹر و دیانت پر مخالفوں کو نہ سہی تو کم از کم اپنے آدمیوں کو ہی تنقید کو موقعہ بخشیں۔ مگر خلیفہ قادیانی اپنے متعلق کسی بات کو زیر بحث آنے ہی نہیں دیتے۔ بلکہ اس سے اپنا پہلو صاف بچا کر اپنی جماعت کو دوسری بحثوں میں الجھا دیتے ہیں کہ اسلام میں خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ قادیانی اپنے اعمال کو جو گھناؤنی تصویر زیر عبا چھپائے ہوئے ہیں۔ اس کے برسر عام آ جانے سے تھر تھر کانپتے ہیں اور ایک دنیاوی گدی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے قائم کی تھی اسے کسی طرح چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ آئندہ بھی اپنی اولاد کو اسی پر قائم رکھنے اور مالک بنانے کے لئے ابھی سے اپنے بیٹوں کو ''ہوالناصر'' کہہ کر بڑھا رہے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ سندھ میں جو زمین خرید کی گئی ہے۔ اگر وہ تبلیغ کے مقصد کے لئے ہے تو محمود آباد، ناصر آباد کے نام سے ان کو ریاستی شکل کیوں دی جا رہی ہے؟

موجودہ خلیفہ قادیانی نے کمال چالاکی سے موافق اور مخالف لوگوں کو اس بحث میں الجھا رکھا ہے کہ: ''خلیفہ معزول ہو سکتا ہے یا نہیں۔'' ہمارے بعض اخبارات بھی اسی بحث میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ سب سے پہلے تو یہ امر زیر بحث آنا چاہئے کہ موجودہ خلیفہ قادیانی خلیفہ بھی ہے یا نہیں اور جس نبی کا خلیفہ ہے اور اس نبی کی نبوت کیسی ہے۔ پھر اس کو اس کی اپنی مرزائی جماعت نے ہی کب انتخاب کیا تھا؟ اور وہ کون سے مرزائی تھے جو اس کے خلیفہ ہونے کے انتخاب میں شریک ہوئے۔ مولوی محمد علی لاہوری اور ان کی پارٹی تو پہلے دن سے چیخ رہی ہے کہ ہم بشیر الدین محمود کو اپنا خلیفہ نہیں مانتے۔

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس قوت اور طاقت نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبوت بخشی تھی۔ اسی نے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کے لڑکے کو خلافت بھی عطا کی ہے اور بڑے مرزا قادیانی خود ہی اس خلافت کی داغ بیل رکھ گئے تھے۔ چنانچہ یہ چھوٹے مرزا انہی الہامات کو اپنی جماعت کے آگے پیش کر کے اپنی خلافت پر استدلال فرماتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کتاب الوصیت سے حوالہ نقل کو لکھتے ہیں: ''پس خلافت دراصل نبوت کے نظام کے کا تتمہ ہے جسے انگریزی میں کرالوری یا سپلیمنٹ کہتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ کسی نبوت کا کام خلافت کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچتا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

ہم اپنے ناظرین کو آگاہ کرتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی کی نبوت کا مقصد کیا تھا۔

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵) میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت (انگریزی حکومت) کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں۔ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچایا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔''

ظاہر ہے کہ اس برطانوی قسم کی نبوت کے مقاصد کی تکمیل بھی برطانوی خلافت ہی کر سکتی ہے۔ جب تک برطانیہ عظمیٰ کی منظوری حاصل نہ ہو۔ موجودہ مرزا قادیانی کے معزول ہونے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ عزل خلافت کی بحثیں بیکار ہیں۔ لیکن پھر بھی مرزا قادیانی کی ہمت کی داد دیجئے کہ اپنے تنقید کرنے والوں کو خوب ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اگر خلیفہ اسلام میں معزول ہو سکتا ہے تو یقیناً حضرت علیؓ مجرم ہیں۔ کیونکہ ان کی اپنی جماعت کے ایک حصہ نے کہہ دیا تھا کہ ہم آپ کو خلافت سے معزول سمجھتے ہیں۔ لیکن حضرت علیؓ[1] نے تلوار میان سے نکال لی اور ہزارہا خارجیوں کو قتل کر کے رکھ دیا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

---

[1] یہ حضرت علیؓ پر صریح بہتان ہے کہ انہوں نے خوارج سے اس لئے لڑائی کی تھی کہ انہوں نے حضرت علیؓ سے معزولیت کا مطالبہ کیا تھا۔ بلکہ وہ مرتد ہو کر اسلام سے خارج ہو چکے تھے۔ اس لئے قتال کیا گیا۔

جو مرزائی مرزا محمود قادیانی کو معزول کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنا انجام بد معلوم کر لینا چاہئے۔ ہم مزید بحث میں پڑے بغیر مسلمان بھائیوں سے استفسار کرنا چاہتے ہیں کہ کیا موجودہ مرزا کی ان تصریحات کے باوجود وہ اپنی جماعت کے لئے صرف تبلیغی پیشوا سمجھے جائیں گے جو اپنے معزول کرنے والوں کو اس قسم دھونسیں سناتے ہیں۔ کیا کسی احمدی سے اس خلیفہ کی اس قسم کی اندھی بیعت کے بعد کہ جس میں اسے معزول کرنے اور تنقید کرنے کا حق بھی نہ دیا جائے اور اس کو خلیفہ صاحب کی ہر بات بلا دلیل ماننے کے لئے تیار کیا جائے۔ کسی اسلامی ریاست اور اسٹیٹ کا وفادار رہ سکنے کی امید کی جاسکتی ہے۔

حکومت کے تمام محکموں میں گھس جانے کا حکم

خلیفہ قادیان مرزا محمود کے شائع شدہ خطبہ جمعہ میں اپنی جماعت کو خطاب کرتے ہوئے حکم دیتے ہیں کہ ہمارا تناسب فوج میں دوسرے محکمہ جات سے تو بہت زیادہ ہے۔ لیکن پھر بھی ہمارے حقوق کی حفاظت پوری طرح نہیں ہوسکتی۔ اس لئے محکمہ جات پولیس، ریلوے، فائنس، اکاؤنٹس، کسٹمز، انجینئرنگ وغیرہ تمام محکموں میں ہمارے آدمیوں کو گھس جانا چاہئے۔ یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ پاکستان کی ملازمتوں پر دھاوا بول کر اقتدار حاصل کرنے کی سکیم ہے یا تبلیغ اسلام ہے؟ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ ”بھیڑ چال کے طور پر نوجوان ایک ہی محکمہ میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ متعدد محکمے ہیں جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق حاصل کر سکتی ہے اور اپنے آپ کو شر سے بچا سکتی ہے۔ جب تک ان کے سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ (یہ جملہ قابل غور ہے کہ جماعت ان ملازمان سرکاری سے کیا کام لیتی ہے؟) مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے، پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائنس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے ہماری جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں لئے جاتے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اس سے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بے شک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں۔ لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے۔ جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔“

(الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء)

اس اقتباس کو بار بار پڑھیں۔ وہ کون سے حقوق ہیں جن کی حفاظت سرکاری ملازمتوں سے کرائی جاتی ہے اور وہ کون سے جماعتی مفاد ہیں جن کو سرکاری ملازمتوں میں مدنظر رکھا جاتا ہے؟

دراصل بات یہ ہے کہ مرزائی صاحبان اپنی ملازمتوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہم نے مرزائیوں کو صرف مذہبی جماعت سمجھ رکھا ہے اور اس میں زیادہ تر مرزائیوں کے پروپیگنڈہ کو بھی دخل ہے کہ وہ ہمارے مفکرین کو حیاۃ و مماۃ مسیح کی بحثوں میں الجھائے رکھتے ہیں۔ میرا مقصد یہ نہیں کہ اس پہلو پر بالکل بحث نہ کی جائے۔ بلکہ اس جماعت کا جو اہم پہلو ہے وہ یہ ہے کہ اقتدار پر قبضہ پاکر اور سرکاری ملازمتوں پر فائز ہوکر جماعت کو فائدہ پہنچایا جائے۔ گویا اس طرح ہر سرکاری محکمہ مرزائیوں کے مکمل کنٹرول میں آجائے۔ یا کم از کم ان کو مؤثر رسوخ حاصل ہو جائے۔ کیا اس قسم کی اسکیموں کے ہوتے ہوئے بھی مرزائیوں کی جماعت صرف مذہبی تصور کی جاسکتی ہے؟

ہمارا مقصد صرف اتنا ہے کہ مرزائی مبلغین روزانہ مسلمانوں میں گلا پھاڑ پھاڑ کر وعظ کرتے ہیں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کررہے ہیں اور عیسائیت کا مقابلہ کر کے اسلام کی خدمت کررہے ہیں۔ پاکستانی ملازمتوں میں کون سے عیسائی افسران فائز ہیں جن کو گرانے کے لئے آپ اس میدان میں چھا جانے کی کوشش کررہے ہیں۔

یہ خلیفہ قادیانی کے شائع شدہ خطبہ کے آخری اقتباس ہیں اور یہ آخری مشورہ ہے جو خلیفہ قادیانی نے اپنی جماعت کو دیا ہے۔ اس سے پہلے جن قیمتی مشوروں اور ناطق احکام سے اپنی قوم کی رہنمائی فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

مرزائیوں کو ۱۵، ۱۶؍جنوری تک ایک پلین اور واضح پروگرام پیش کرنے کا حکم

موجودہ خلیفہ قادیانی اپنی جماعت کو حکم دیتے ہیں کہ ۱۹۵۲ء کی تبلیغ کا واضح پروگرام پیش کریں تاکہ ہم ان کو پورا نہ کرنے پر گرفت کرسکیں۔ الفاظ یہ ہیں: ”وہ پلین اور تجویز ایسی ہونی چاہئے کہ جسے واقعات کے لحاظ سے پکڑا جاسکے۔ مثلاً اگر دعوۃ وتبلیغ والے کہیں کہ ہم اس سال بڑے زور شور سے تبلیغ کریں گے تو زور شور ایسی چیز نہیں جس کی وجہ سے وقت گذرنے پر انہیں پکڑا جاسکے۔ پلین اور تجویز یہ ہے کہ ہم نے اس سال فلاں تحصیل، فلاں تھانے، فلاں گروہ کو اپنے

ساتھ کر لینا ہے۔(آخر میں فرماتے ہیں) بس میں ہر صیغہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنے کام کے لئے ایک خاص پلین اور تجویز بنائے اور ۱۵/۱۶ جنوری تک اسے پیش کردے۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء)

تمام ملک (پاکستان، صوبہ جات، ضلعے، تحصیلیں، دفاتر وغیرہ) کا جائزہ لو۔ پھر تبلیغ کرو۔ کس طرح؟ لاکھوں کی تعداد میں اشتہارات شائع کرو۔ جس سے ملک میں تہلکہ مچ جائے۔ تعلیم یافتہ اور مغرور قسم کے لوگوں میں کتابیں تقسیم کرو۔

ملاحظہ ہو (الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء) "ہمیں اپنے ملک کا پوری طرح جائزہ لینا چاہئے کہ ملک میں کس حد تک تقریروں کے ذریعہ تبلیغ کی ضرورت ہے۔ کس حد تک لٹریچر کے ذریعہ تبلیغ کی ضرورت ہے۔ کون سے گروہ ایسے ہیں جن میں پمفلٹ زیادہ مقبول ہو سکتے ہیں اور کون سے گروہ ایسے ہیں جن میں کتابیں زیادہ مقبول ہو سکتی ہیں۔ اس وقت نظارت دعوت وتبلیغ پمفلٹ کے ذریعہ تبلیغ کرتی ہے۔ لیکن پمفلٹ ایسی چیز ہے جس کا بوجھ زیادہ دیر تک نہیں اٹھایا جا سکتا۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں تبلیغ اشتہارات کے ذریعہ ہوتی تھی۔ وہ اشتہارات دو چار صفحات پر مشتمل ہوتے تھے اور ان سے ملک میں تہلکہ مچا دیا جاتا تھا۔ ان کی کثرت سے اشاعت کی جاتی تھی۔ اس زمانہ کے لحاظ سے کثرت کے معنی ایک دو ہزار کی تعداد کے ہوتے تھے۔ بعض اوقات دس دس ہزار کی تعداد میں بھی اشتہارات پچاس پچاس ہزار بلکہ لاکھ لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں۔ پھر دیکھو کہ یہ اشتہار کس طرح لوگوں کی توجہ اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔ اگر اشتہارات پہلے سال میں بارہ دفعہ شائع ہوتے تھے تو اب خواہ انہیں سال میں تین دفعہ کر دیا جائے اور صفحات دو چار پر لے آئیں۔ لیکن وہ لاکھ لاکھ دو دو لاکھ کی تعداد میں شائع ہوں تو پتہ لگ جائے گا کہ انہوں نے کس طرح حرکت پیدا کی ہے۔ یہ کتابی حصہ ہے جو تعلیم یافتہ اور مغرور قسم کے لوگ ہیں۔ انہیں کتابیں پیش کی جائیں۔ مرکزی اور صوبائی جماعت کے لوگ ان کے پاس جائیں اور انہیں کتابیں دیں۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء)

مقام تعجب ہے کہ پاکستان میں لاکھوں اشتہار اور پمفلٹ شائع کرنے کا کیا مقصد ہے۔ کیا ان اشتہاروں میں تبلیغ اسلام ہوگی؟ ہمارے خیال میں ان اشتہاروں کے اندر وہ مضامین ہوں گے جو روزانہ شیعہ، سنی تفریق کے عنوان سے الفضل میں شائع ہوتے ہیں اور جن میں

پاکستان بننے سے قبل کی مردہ بحثیں زندہ کر کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر انگریزوں کے ہاتھوں کو مضبوط اور ان کے دل کو ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ بہرحال مسلمانوں سے التماس ہے کہ مرزائیوں کے اشتہارات اور گمراہ کن مضامین سے متاثر نہ ہوں۔ جن کو شائع کرنے کی خلیفہ قادیانی اپنی جماعت کو ترغیب اور تاکید مزید کر رہے ہیں۔

۱۹۵۲ء مسلمانان پاکستان کے لئے سخت صبر آزما ہے

بہرحال ۱۹۵۲ء مسلمانوں کے لئے سخت صبر آزما ہوگا۔ مرزائی اپنی سکیم کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ اشتہارات اور پمفلٹ شائع کرنے کی سکیم بھی منظر عام پر آچکی ہے۔ حکومت کے محکموں پر قبضہ کرنے اور اس سے جماعتی فوائد حاصل کرنے کا حکم بھی مرزائیوں کو مل چکا ہے۔ مسلمانوں کو اشتہار کے مقابلہ میں اشتہار، پمفلٹ کے مقابلہ میں پمفلٹ بھی شائع کرنے چاہئیں اور حکومت سے اس معقول مطالبہ کو منوالینا چاہئے کہ مرزائیوں کو ایک اقلیت تسلیم کر کے ملکی عہدوں خصوصاً فوج اور پولیس وغیرہ میں ان کی تعداد مقرر کر دی جائے۔ تاکہ مملکت پاکستان میں یہ نیا فتنہ پیدا نہ ہو۔ ورنہ مرزائی اب حکومت اور اقتدار کے رعب اور دھونس سے مرزائی بنانا چاہتے ہیں اور وزارت خارجہ سے جہاں تک جلد ہو سکے چودھری ظفر اللہ کو خارج کر کے کسی مسلمان وزیر کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۵۲ء) کا مندرجہ ذیل اعلان قابل غور ہے۔

۱۹۵۲ء اور فریضہ تبلیغ

”اگر ہم محنت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۱۹۵۲ء میں ہم ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ہر خادم کو اس عزم سے اس سال تبلیغ کرنی چاہئے کہ اس سال احمدیت کی ترقی نمایاں طور پر دشمن (مسلمان) بھی محسوس کرنے لگے۔ آپ اگر اپنے کاموں پر فریضہ تبلیغ کو مقدم کریں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے ذریعہ بھولے ہوئے مسلمان ہدایت نہ پا جائیں۔ اپنے ارادوں کو بلند کیجئے۔ ہمتیں مضبوط کیجئے کہ خدا کے فرشتے آپ کے کاموں میں آپ کی مدد کے لئے بے تاب کھڑے ہیں۔ (یعنی نوکریوں اور ملازمتوں کے دروازے آپ کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ الصدیق) صرف اور صرف دیر آپ کی طرف سے ہو رہی ہے۔ ۱۹۵۲ء کو گذرنے نہ دیجئے۔ جب تک احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آگرے۔“ (الفضل قادیان مورخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

مندرجہ بالا بیان محتاج نہیں۔ ان الفاظ میں صاف طور پر حکم دے دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو مرزائی بننے پر مجبور کر دیا جائے۔ پس اندریں حالات مسلمان رہنماؤں کا فرض ہے کہ مسلمانوں کو مرزائیوں کی دستبرد، جبر واکراہ سے بچانے کے لئے ایک مؤثر پروگرام بنائیں اور مرزائیوں کو ایک مذہبی جماعت تصور کرنے سے باز آئیں۔ بلکہ مفکر پاکستان علامہ اقبالؒ نے مرزائیوں کے متعلق جو انتباہ پیش کیا تھا اس کو زیر نظر رکھتے ہوئے ان کو جداگانہ اقلیت قرار دینے کی سعی کریں۔

ہمارے سفارت خانے اور مرزائی

(ماخوذ از ماہنامہ الصدیق ملتان، بابت ماہ جمادی الثانی ۱۹۷۱ء) وزارت خارجہ کے اثر کو سرظفر اللہ کی وجہ سے کس طرح مرزائی اپنی مرزائیت کی تبلیغ میں استعمال کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ واشنگٹن کے مرزائی مبلغ کی سالانہ رپورٹ میں سے جو ۸؍جنوری ۱۹۵۲ء کے الفضل میں چھپی ہے۔ ایک اقتباس ہے۔

۱...... ''حکومت اسرائیل کے امریکی سفارت خانے کے سیکرٹری نے واقفیت ہونے پر لنچ پر بلایا۔ اس موقعہ پر ان کو تبلیغ کی گئی اور مسئلہ فلسطین کے متعلق پاکستانی نقطۂ نگاہ کے متعلق بحث کی گئی۔''

۲...... ''ڈاکٹر رالف بنچ جو مسئلہ فلسطین میں یو۔این۔او کی طرف سے ثالث تھے۔ ان کے ساتھ اس لنچ کی تقریب پیدا ہوئی اس موقعہ پر دو گھنٹے تک تعلیم اسلام اور حیات النبی ﷺ پر گفتگو ہوئی اور لٹریچر پیش کیا گیا۔''

۳...... مسٹر جارج حکیم آف لبنان سے سلسلۂ احمدیہ کے متعلق مفید گفتگو ہوئی۔

۴...... سفارتخانہ پاکستان کے بعض افسران کو مسجد میں مدعو کیا گیا اور جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات سے واقف کیا گیا۔ کیا ہمارے ارباب اقتدار اب بھی بیدار نہیں ہوں گے اور مرزائیت وارتداد کی تبلیغ کو اپنے سفارت خانوں سے دور رکھنے کی کوشش نہیں کریں گے۔

اس کے ساتھ ہی سپین کے مبلغ کی تقریر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

(الفضل مورخہ ۲۲؍جنوری ۱۹۵۲ء) ''اراگون علاقا کے چوٹی کے اخبار (Heralads Aragon) نے خاکسار کے فوٹو کے ساتھ ایک مختصر سا آرٹیکل شائع کیا۔ دراصل جرنلسٹ نے

بندہ سے دوران گفتگو میں بعض سیاسی حالات پر تبادلہ خیالات کیا تھا۔ جس چیز کا ذکر کیا۔ اس میں مصر اور ایران کے تعلق میں انگریزوں کے سلوک کا ذکر تھا۔ بندہ نے انہیں بتایا کہ دنیا کے موجودہ حقیقی رہنما امام جماعت احمدیہ نے ہندو پاکستان کی آزادی سے قبل انگلستان کو یہ مشورہ دیا تھا کہ انگلستان کے لئے یہ بہتر ہوگا کہ انگلینڈ ان ملکوں کو جو غلام ہیں آزاد کر دے تا کہ ان ملکوں کے کئی لاکھ سپاہی اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہوئے از خود کمیونزم کا مقابلہ کر سکیں۔"

ہمارے ارباب اقتدار کو دیکھنا چاہئے کہ مرزائی مبلغ ساری دنیا کو یہ یقین دلاتے پھرتے ہیں کہ دنیا کا حقیقی رہنما مرزا محمود ہے اور حقیقت میں دیکھا جائے تو ہماری وزارت خارجہ بھی ہمارے ارباب اقتدار سے زیادہ مرزا محمود کے فرامین کے تابع ہے۔ آخر یہ دو عملی کب تک برداشت کی جائے گی؟

مرزائی حکومت کے کوائف

(ماخوذ از ماہنامہ الصدیق ملتان بابت ماہ رجب ۱۹۷۱ء) اب ذیل میں چند کوائف مرزائی حکومت کے ذکر کئے جاتے ہیں۔ جس کی بنیاد پاکستان میں رکھی جا چکی ہے اور بشیر الدین محمود صاحب اپنی اسی حکومت کے بل بوتے پر فرماتے ہیں: "میں بھی کہتا ہوں کہ اس دن جب تمہارا اکثریت میں ہونے کا غرور ٹوٹ جائے گا۔ تو خواہ اس وقت میں ہوں یا میرا قائم مقام تم سے بھی بہر حال یوسف والا سلوک کیا جائے گا۔" (الفضل مورخہ ۳ رجنوری ۱۹۵۲ء)

مرزائیوں کا دار الخلافہ

ضلع جھنگ میں ۱۰۳۴ را یکڑ زمین پنجاب کے انگریز گورنر (مسٹر موڈی) نے کوڑیوں کے بھاؤ مرزائیوں کو دی تھی۔ تا کہ وہ ایک الگ دار الخلافہ بنالیں۔ جس کے کوائف الفضل وغیرہ سے نقل کر کے درج کئے جاتے ہیں۔

۱...... "اس ۱۰۳۴ را یکڑ زمین میں ایک ایسا شہر آباد کیا گیا ہے۔ جو ضلع جھنگ میں دریائے چناب کے پار لائل پور سرگودھا کے عین وسط میں واقع ہے۔"

(بحوالہ مرزائی اخبار الرحمت ۲۱ رنومبر ۱۹۴۹ء)

۲...... "اس شہر کا نام ربوہ رکھا گیا ہے۔ اس کے محلوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ دار الیمن، باب الابواب، دار النصر، دار البرکات، دار الرحمت، دار الصدر، دار الفضل۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۱ء)

۳...... ۲۵ر مارچ ۱۹۴۹ء کے الفضل میں اعلان ہوا ہے کہ ربوہ کے لئے ہالٹنگ ریلوے اسٹیشن منظور ہو گیا۔ چنانچہ یکم راپریل ۱۹۴۹ء کی صبح کو سات بجے سب سے پہلی گاڑی وہاں ٹھہری۔ ریلوے لائن اسی علاقہ سے گذرتی ہے جو مرزائیوں کو دی گئی ہے۔ (الرحمت مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۴۹ء)

۴...... ''سب سے پہلا اسٹیشن ماسٹر احمدی مقرر کیا گیا۔'' (اخبار الرحمت ۲۱ر نومبر ۱۹۴۹ء)

۵...... اس شہر میں مرزائیوں نے دارالقضاء قائم کیا ہوا ہے۔ ''جس میں پچاس پچاس ہزار روپے کی ڈگریاں اور بارہ ہزار روپے تک کے ہرجانے کے فیصلے کئے جاتے ہیں۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۶ر ستمبر ۱۹۵۱ء، ص ۷)

۶...... جو شخص جماعتی فیصلوں کو نہ مانے اسے سزائیں دی جاتی ہیں۔ بائیکاٹ اور مقاطعے کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ الفضل میں روزانہ آئے دن بائیکاٹ اور مقاطعے کی سزائیں درج کی جاتی ہیں۔

۷...... مرزائی دارالخلافہ میں مندرجہ ذیل وکالتوں کے دفتر اور محکمے قائم ہو چکے ہیں۔

وکالت علیا	افسر اعلیٰ چودھری مشتاق احمد	وکالت تبشیر	افسر اعلیٰ چودھری مشتاق احمد
وکالت مال	افسر اعلیٰ چودھری برکت علی	وکالت قانون	افسر اعلیٰ چوہدری غلام مرتضیٰ
وکالت تجارت و صنعت	صاحبزادہ برکت احمد	وکالت تعلیم	افسر اعلیٰ میاں عبدالرحیم احمد

بحوالہ الفضل ۲۸ر ستمبر ۱۹۵۱ء

سوالات

ربوہ کے متعلق یہ کوائف الفضل اور الرحمت سے لئے گئے ہیں۔ اب مندرجہ ذیل امور قابل دریافت ہیں۔ جس کے متعلق کوئی واقف حال صاحب روشنی ڈالیں تو زیادہ بہتر ہوگا اور معلومات میں اضافہ ہو جائے گا۔ مگر بات وہ ہو جو محقق اور مدلل ہو۔

۱...... ربوہ میں تھانہ ہے اور پولیس ہے یا نہیں؟ اگر تھانہ بھی اور پولیس بھی ہے تو کیا اس کے افراد مرزائی ہیں یا مسلمان؟ اگر مسلمان ہیں تو کیا وہ مرزائیوں کے زیر اثر تو نہیں؟

۲...... مرزائیوں کے دارالخلافہ میں اگر کوئی عامی مسلمان چلا جائے تو اس کی حفاظت کا کیا

انتظام ہے؟ اگر اسے کوئی لوٹ یا مار دے تو کوئی اس کو چھڑانے والا بھی ہوسکتا ہے؟ جب کہ تمام آبادی مرزائیوں کی ہے اور اگر تھانے میں رپٹ درج کرے تو کیا اس کی رپٹ درج ہوسکتی ہے؟ جب کہ وہ خاص مرزائی دارالخلافہ کا تھا ہے اور رپٹ درج ہونے کے بعد کیا اسے کوئی گواہ بھی میسر آسکتا ہے؟

۳...... اگر کوئی مرزائی جو ربوہ کا باشندہ ہے اپنی خوشی سے مرزائیت سے توبہ کرتا ہے اور دوبارہ اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ تو کیا وہ اپنی جائیداد پر قابض رہ سکتا ہے اور کیا اس کے لئے بائیکاٹ اور مقاطعہ کے ہوتے ہوئے زندگی گذارنا ممکن ہوسکتا ہے؟ خصوصاً ایسے حالات میں جب الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء میں مسلمانوں کو برعب مرزائی بنانے کی سکیم منظر عام پر آچکی ہے۔

یہ سوال بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں جو ہر مسلمان کے دل میں اسی مخصوص آبادی اور مخصوص ماحول کے متعلق پیدا ہوتے ہیں۔ اسی قسم کے اور بہت سے شبہات ہر پاکستانی کے دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی بناء پر تو مجلس احرار چیخ و پکار کر رہی ہے کہ مسلمان جاگیں اور ان خفیہ ریشہ دوانیوں کا نوٹس لیں۔ کیا یہ فرض صرف مجلس احرار اسلام کا ہے؟ مسلم لیگ اور دوسرے مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی؟

مرزائی فوج

جس طرح مرزائیوں نے اپنا دارالخلافہ الگ بنالیا ہے۔ اسی طرح مرزائیوں نے اپنی ایک فوج بنالی ہے۔ اس کا نام رکھا ہے۔ خدام الاحمدیہ اس کی تفصیل کے لئے مطالعہ فرماویں۔

(الفضل مورخہ ۱۹ر ستمبر ۱۹۵۱ء)

(خدام الاحمدیہ کا ایک عہد) خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱...... خدام الاحمدیہ تحریک جدید کی فوج ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہوں گے۔

۲...... جو شخص خدام الاحمدیہ میں بھرتی ہو جائے اس سے عہد لیا جاتا ہے جس کا ایک دفعہ یہ ہے کہ میں ہر احمدی کو اس میں شریک ہونے کی تحریک کروں گا۔ (سرکاری ملازم بھی اس میں دخل ہوں گئے)

۳...... خدام الاحمدیہ کے ہر سپاہی کو منجملہ دیگر سامان اور اسباب کے غلیل اور چاقو رکھنا ضروری ہے۔ (الفضل قادیان مورخہ ۲۷ر ستمبر ۱۹۵۱ء ص۲، عنوان خادم کا سامان)

(سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خادم کو غلیل رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا اپنے مخالفین کو تختہ مشق بنانے کا ارادہ ہے۔ کیا یہ قرائن فوجی جماعت قائم کرنے کے لئے دلیل نہیں ہیں؟)

۴...... فوج خدام الاحمدیہ کی دو قسمیں: (۱) عام سپاہی جن پر ابھی پورا اعتماد نہیں ان کو مخصوص کاموں میں نہیں لگایا جاسکتا۔ (۲) مخصوص سپاہی جن کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

الف...... پانچ سالہ احمدی ہو یا نسلی احمدی ہو۔

ب...... اس کے لئے تین آدمیوں کی سفارش ہو۔ پریذیڈنٹ، سیکرٹری، زعیم۔

ج...... سرٹیفکیٹ اور تصدیق موجود ہو۔ جس پر ہر سہ صاحبان مذکورہ بالا تصدیق کرتے ہوں کہ یہ شخص قابل اعتماد ہے۔ کسی قسم کی غفلت، سستی، غداری کا ارتکاب نہیں کرے گا۔

(الفضل قادیان مورخہ ۲۰، ۲۲ر دسمبر ۱۹۵۱ء)

سرکاری ملازمت کے پردہ میں تبلیغ مرزائیت

مرزائی امت پہلے اپنے خلیفہ کے اشارے سے فوج میں اپنے نوجوانوں کو دھڑا دھڑ بھرتی کر رہی تھی۔ جب فوج میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی۔ ہر معزز عہدہ پر مرزائی نظر آنے لگا تو خلیفہ قادیانی نے ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء کے خطبہ میں حکم دیا۔

''بھیڑ چال کے طور پر نوجوان ایک ہی محکمہ میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ متعدد محکمے ہیں۔ جن کے ذریعہ سے جماعت اپنے حقوق حاصل کر سکتی ہے اور اپنے آپ کو شر سے بچا سکتی ہے۔ جب تک ان سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں۔ ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ (یہ جملہ قابل غور ہے کہ جماعت ان ملازمان سرکار سے کیا کام لیتی ہے؟) مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے۔ پولیس ہے، ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائنس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے سے ہماری جماعت اپنے حقوق محفوظ کر سکتی ہے۔ ہماری جماعت کے نوجوان فوج میں لئے جاتے ہیں

اس کے نتیجہ میں ہماری نسبت فوج میں دوسرے محکموں کی نسبت سے بہت زیادہ ہے اور ہم اسے اپنے حقوق کی حفاظت کا فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ باقی محکمے خالی پڑے ہیں۔ بیشک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں۔ لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے۔ جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۱رجنوری ۱۹۵۲ء)

اس عبارت میں مرزائی ملازمین کو حکم دیا گیا ہے کہ تنخواہ تو پاکستان کے خزانہ سے وصول کرو۔ لیکن کام اور مقصد تبلیغ مرزائیت ہو۔ اصل میں ملازمت سے مقصود تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ اس کے ذریعہ سے ملک کی خدمت کی جاتی۔ جس شعبہ میں گورنمنٹ کو ضرورت ہوتی۔ اس میں ملازمت کرنے کا مشورہ دیا جاتا۔ مگر خلیفہ قادیان یہ حکم دیتے ہیں کہ جس شعبہ میں تمہاری تعداد کم ہے اس میں گھس جاؤ اور جماعتی مفاد کی خاطر ملازمت کرلو۔ یہ اعلان کھلے بندوں الفضل میں شائع ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر سرکاری محکمہ میں تبلیغ مرزائیت زور شور سے ہو رہی ہے۔ بیچارے مرزائی ملازم بھی مجبور ہیں۔ ان کو یہ حکم ہوتا ہے کہ ہر سال کے اندر کم از کم ایک آدمی کو ضرور مرزائی بنا کر اپنا کارنامہ دکھاؤ۔ پھر یہ حکم بھی ہوتا ہے کہ ہر ماہ کے پہلے عشرہ میں ماہوار تبلیغی رپورٹوں کا پہنچنا ضروری ہے۔ (الفضل قادیانی مورخہ ۳راپریل ۱۹۵۲ء)

ذیل میں ناظر دعوت و تبلیغ ربوہ کی ۱۹۵۲ء کی ڈائری سے مرزائی سرکاری ملازموں کے نام نقل کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہمارے وزیراعظم اور دوسرے رہنماؤں کو معلوم ہو جائے کہ اس معصوم جماعت کے کارکن کس طرح ہر محکمے میں مسلمان ملازمین کو تنگ کرتے ہیں اور بجائے سرکاری کام کرنے کے مرزائی بنانے کے درپے رہتے ہیں۔

نوٹ: واضح رہے کہ یہ ڈائری ناظر دعوت و تبلیغ ربوہ نے شائع کی ہے۔ اس کی تعریف ناظر دعوت و تبلیغ الفضل ۱۱رجنوری ۱۹۵۲ء ص ۶ میں یوں لکھتے ہیں: "گذشتہ سال کی طرح اس سال بھی نظارت ہذا نے عمدہ کاغذ پر خوبصورت رنگین اردو ٹائپ میں ۱۹۵۲ء کا یومیہ شائع کیا ہے۔ جس میں علاوہ جملہ امراء و صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ اندرون و بیرون پاکستان کے پتوں کے بعض دیگر ضروری اور روزمرہ کے کام کرنے والی مفید معلومات درج کر دی گئی ہیں۔ جملہ امراء و صدران

جماعت کے پاس اس یومیہ کا ہونا ازبس ضروری ہے۔ صیغہ نشر و اشاعت سے طلب فرماویں۔"

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ اس ڈائری میں مرزائی جماعت کے صرف صدر اور سیکرٹریوں کے مکمل پتہ جات درج ہیں۔ بطور نمونہ چند اہم اسماء درج کئے جاتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ان میں سے کتنے ملازم ہیں اور کتنے غیر ملازم۔

اسماء صدر یا سیکرٹری جماعت مرزائیہ	نام عہدہ سرکاری
(۱) دوست محمد ملک	ہیڈ ٹکٹ کلکٹر، سبی (بلوچستان)
(۲) میاں بشیر احمد ایم۔اے	ٹیکسٹائل آفیسر ہر کشن روڈ کوئٹہ
(۳) بابو عبدالقادر	ہیڈ اکاؤنٹنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان
(۴) ڈاکٹر مہر علی	میڈیکل آفیسر ہسپتال صادق گڑھ پیلس
(۵) چوہدری عبدالغنی بی۔اے	ہیڈ کلرک بندوبست تحصیل چنیوٹ مگھیانہ
(۶) بابو شمس الدین	ہیڈ کلرک دفتر پولیٹکل ایجنٹ خیبر پشاور
(۷) چوہدری عبدالرشید	کسٹوڈین آفس جیکب آباد
(۸) چوہدری عزیز الدین	انسپکٹر زراعت پسرور
(۹) بابو قاسم دین	ہیڈ کلرک خزانہ کچہری سیالکوٹ خاص
(۱۰) سردار بشیر احمد	پروفیسر رسول انجینئرنگ کالج
(۱۱) محمد بشیر احمد	محرر تھانہ چونیاں
(۱۲) بابو محمد طفیل	گارڈ ریلوے کندیاں
(۱۳) چوہدری عبدالعزیز	انگلش ٹیچر ہائی سکول شورکوٹ
(۱۴) مرزا عبدالحق	سرکاری وکیل خاص سرگودھا
(۱۵) چوہدری محمد دین انور بی۔اے، بی۔ٹی	گورنمنٹ ہائی سکول شاہ پور صدر
(۱۶) مولوی علی احمد، مولوی فاضل	عربک ٹیچر منڈی ڈاکخانہ خاص تحصیل چکوال
(۱۷) ماسٹر عبدالرحمن	پرشین ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول صادق آباد

(۱۸) ماسٹر غلام محمد خان — پرائمری سکول بستی مندرانی ڈاکخانہ تونسہ

(۱۹) ماسٹر اللہ بخش خاں — غازی تونسہ شریف

(۲۰) منشی غلام محمد — مدرس براستہ کنجاہ

فہرست بہت طویل ہے۔ یہ چند اسماء مرزائی صاحبان کی تبلیغی ڈائری سے بطور نمونہ نقل کئے گئے ہیں۔ کلرک، ٹیچر، افسر اعلیٰ، پٹواری، نمبردار، پروفیسر ہر قسم کے عہدیدار مرزائیت کے داعی مبلغ اور ان کی انجمنوں کے صدر، ناظم بنے ہوئے ہیں۔ جس دفتر میں قدم رکھو مرزائی مبلغین نے اپنا جال بچھا رکھا ہے اور کیوں نہ ہو جب انہیں سرکار مرزائیت سے حکم یہی ملتا ہے کہ: ''بیشک آپ لوگ اپنے لڑکوں کو نوکری کرائیں۔ لیکن وہ نوکری اس طرح کیوں نہ کرائی جائے۔ جس سے جماعت فائدہ اٹھا سکے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۵۲ء)

''اور جب تک ان سارے (۸) محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔'' (الفضل مورخہ ۱۱؍جنوری ۱۹۵۲ء)

سوالات

۱...... کیا اس طرح کی مرزائیوں کی ملازمتیں سرکاری اور محکمہ جات ڈسپلن کے خلاف ہیں یا نہیں؟

۲...... کیا جو جماعت ملازمت کے سلسلہ کو اس طرح بے باکی اور بے خوفی سے اپنی جماعت کے مفاد کے لئے استعمال کرتی ہے وہ مسلم لیگ کے اندر داخل ہو کر اس کے انتشار کا باعث نہ ہو گی اور کیا وہ مسلم لیگ کو ملک اور قوم کی خدمت میں مشغول کرنے کے بجائے اپنے مفاد اور جماعتی ترقی کے لئے آلہ کار نہ بنائے گی؟

۳...... کیا ان حالات میں مناسب نہیں کہ مرزائیوں کا مسلم لیگ اور سرکاری ملازمتوں سے فوراً اخراج عمل میں لایا جائے تاکہ مخلص کارکنوں کی مدد سے ملک ترقی کی طرف قدم اٹھائے؟

یہ مطالبے ایسے ہیں کہ ہر پاکستانی کو ان کی طرف توجہ دینی لازم ہے۔

اور سنئے جہاں لالچ دینے اور نرمی کرنے سے کام نہ چلے وہاں رعب اور تشدد کے ذریعہ سے ایسے حالات پیدا کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے کہ ایک مسلمان مجبور ہو کر مرزائی بن جائے۔

اس امر کی شہادت کے لئے مندرجہ ذیل اقتباس کافی ہے۔ ''اگر ہم محنت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۱۹۵۲ء میں ہم ایک عظیم الشان انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ ہر خادم کو اس عزم سے اس سال تبلیغ کرنی چاہئے کہ اس سال احمدیت کی ترقی نمایاں طور پر دشمن (مسلمان) بھی محسوس کرنے لگے۔ اگر آپ اپنے کاموں پر فریضہ تبلیغ مقدم کریں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے ذریعہ بھولے ہوئے مسلمان ہدایت نہ پا جائیں۔ اپنے ارادوں کو بلند کیجئے۔ ہمتیں مضبوط کیجئے کہ خدا کے فرشتے آپ کے کاموں میں آپ کی مدد کے لئے بیتاب کھڑے ہیں اور صرف دیر آپ ہی کی طرف سے ہو رہی ہے۔ ۱۹۵۲ء کو گذرنے نہ دیجئے۔ جب تک احمدیت کا رعب دشمن اس رنگ میں محسوس نہ کرے کہ اب احمدیت مٹائی نہیں جا سکتی اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گرے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۶؍جنوری ۱۹۵۲ء)

ہمارے معزز رہنمایان قوم! مدیران جرائد! یہ پس منظر ہے جس کی بناء پر مجلس احرار اور مسلم لیگ کا ہر دردمند اور حساس مسلمان چیخ اٹھا ہے۔ یہ صرف مجلس احرار کی آواز نہیں ہے بلکہ پاکستان کے ۷؍کروڑ مسلمانوں کی آواز ہے۔ یہ آواز مسلم لیگ کے اندرون قلب سے نکل رہی ہے۔ اس کا صرف ایک حل ہے۔ وہی جو علامہ اقبال مرحوم نے پاکستان بننے سے پہلے اپنی دوررس نگاہوں سے بھانپ کر پیش کر دیا تھا۔ یعنی:

۱...... جب مرزائیوں کا نبی الگ۔

۲...... جب مرزائیوں کا صحابی الگ۔

۳...... جب مرزائیوں کی امہات المؤمنین الگ۔

۴...... جب مرزائیوں کا مسیح الگ۔

۵...... جب مرزائیوں کا منارۃ المسیح الگ۔

۶...... جب مرزائیوں کا مرکز (دارالخلافہ) الگ۔

۷...... جب مرزائیوں کا امیر المؤمنین الگ۔

۸...... جب مرزائیوں کے مہینے اور سنہ تک الگ۔

تو یہ قوم بھی الگ ہے۔ ان کو اقلیت قرار دیا جائے اور تمام مسلمانوں پر مسلط نہ کیا جائے۔ مسلمان جیسے دوسری اقلیتوں سے رواداری کا سلوک کرتے ہیں اور ان کے ساتھ بھی رواداری کریں گے۔

بغداد پر انگلستانی فرنگیوں کا تسلط

قادیان میں چراغاں اور جشن مسرت

ماخوذ از الصدیق ملتان، بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ

مرزائیوں کو اسلام اور اہل اسلام سے کہاں تک ہمدردی اور تعلق و ربط ہے۔ مندرجہ ذیل واقعہ اس پر پوری طرح روشنی ڈالتا ہے۔

اسلام کا مرکز اور خلفائے بنو عباس کا دارالخلافہ بغداد ۱۴۔۱۹۱۸ء کی عالمگیر جنگ سے پہلے ترکی قلمرو میں داخل تھا۔ اس آشوب عالم میں اس پر اہل صلیب کا قبضہ ہوا۔ اس پر قادیان میں چراغاں ہوا اور ہر طرح سے خوشیاں منائی گئیں۔ الفضل نے جشن مسرت اور چراغاں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا: ''میں اپنے احمدی بھائیوں کو جو ہر بات میں غور و فکر کرنے کے عادی ہیں ایک مژدہ سناتا ہوں کہ بصرہ و بغداد کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے ہماری محسن گورنمنٹ (انگریز حکومت) کے لئے فتوحات کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس سے ہم احمدیوں کو معمولی خوشی حاصل نہیں ہوئی۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں برسوں کی خوشخبریاں جو الہامی کتابوں میں چھپی ہوئی تھیں آج ۱۳۳۵ھ میں ظاہر ہو کر ہمارے سامنے آگئیں۔ اس بات سے غیر احمدی بھائی ناراض ہوں گے۔ لیکن اگر غور کریں تو اس میں ناراضگی کی کوئی بات نہیں۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۱۷ء)

روئے زمین پر مرزائی تسلط کے خواب

مرزائی سلاطین مسلمانوں سے انتقام لیں گے

ماخوذ از الصدیق ملتان بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ

یہ کوئی الزام تراشی اور افتراء پردازی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ مرزائے قادیان کی امت مدت سے نہ صرف پاکستان اور دوسرے اسلامی ممالک پر بلکہ دنیا کی ہر اقلیم پر مرزائی پرچم لہرائے جانے کے خواب دیکھ رہی ہے اور انہیں کامل یقین ہے کہ ایک ایسا وقت آنے والا ہے جبکہ مرزائی سلاطین اور رنگ ہائے سلطنت پر بیٹھ کر سیاسیات عالم کے مالک ہوں گے۔ الفضل رقم طراز ہے

کہ: ''امیر عبدالرحمٰن خاں نے مولوی عبدالرحمٰن کو، امیر حبیب اللہ خاں نے مولوی عبداللطیف رئیس خوست کو اور شاہ امان اللہ خان نے مولوی نعمت اللہ کو محض احمدیت قبول کرنے کی پاداش میں تختۂ دار پر لٹکا دیا تھا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۵ / اکتوبر، ۴ / ستمبر ۱۹۲۴ء)

خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد نے فرمایا کہ: ''جب روئے زمین میں ہماری سلطنت قائم ہوگی تو احمدی اس کا انتقام لیں گے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۵ / اکتوبر ۱۹۲۴ء)

اب میں اپنے دعوے کے ثبوت میں مرزائی بیانات درج ذیل کرتا ہوں۔

ساری دنیا کو مرزائی بنانے کا حوصلہ

''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو وحی ہوئی کہ روئے زمین کے مسلمانوں کو دین واحد پر جمع کرو۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۱ / اگست ۱۹۲۴ء)

''مسیح موعود نے پیشین گوئی کی تھی کہ عیسائی مذہب تین سو سال میں احمدیت میں تبدیل ہو جائے گا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۰ / ستمبر ۱۹۲۴ء)

''مسیح موعود نے فرمایا کہ ساری دنیا میں احمدیت ہی احمدیت پھیل جائے گی۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۸ / اگست ۱۹۲۴ء)

مرزا محمود احمد نے ایٹ ہوم کے مضمون میں بیان کیا کہ: ''حضرت مسیح موعود دنیا کو دین واحد پر جمع کرنے کے لئے آئے تھے اور یہ عظیم الشان مقصد ہے۔ حضرت مسیح موعود کے مقصد اتحاد میں لاشرقیہ ولامغربیہ کی شان ہے۔ وہاں مشرق مغرب نہیں بلکہ کل دنیا کو ایک دین پر جمع کرنا ہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۷ / ستمبر ۱۹۲۴ء)

''مورخہ ۴ / ستمبر ۱۹۲۴ء کو خلیفۃ المسیح مرزا محمود نے دو احمدی مبلغوں کو لندن کے ترکی سفیر کے پاس احمدیت کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ سفیر خود تو موجود نہیں تھا۔ البتہ نائب سفیر موجود تھا۔ مبلغوں نے اسی کو احمدیت کی دعوت دینی شروع کر دی۔ جب اس کو یورپ اور دیگر ممالک مغربیہ میں سلسلہ احمدیہ کی اشاعت کی پیش گوئی اور ان میں حکومت احمدیہ کے قائم ہو جانے کی پیش گوئی سنائی گئی تو اسے تعجب ہوا۔ مغربی ممالک میں اسلام پھیل جانے کے متعلق اس نے دریافت کیا کہ کتنے عرصے میں ہوگا تو مسیح موعود کی تحریروں کی بنا پر اسے بتایا گیا کہ تین صدیوں میں اس کا کامل ظہور ہو جائے گا۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۲۴ء)

انگلستان پر قبضہ کرنے کا تفاول

الفضل کا نامہ نگار جو مرزا محمود احمد کی سیاحت انگلستان میں ان کا رفیق سفر تھا۔ اپنے لندنی مکتوب میں رقم طراز ہے کہ: "خلیفۃ المسیح کو ایک رؤیا میں دکھایا گیا تھا کہ وہ سمندر کے کنارے ایک مقام پر اترے ہیں اور انہوں نے لکڑی کے ایک کندے پر پاؤں رکھ کر ایک بہادر اور کامیاب جرنیل کی طرح چاروں طرف نظر کی ہے۔ اتنے میں آواز آئی "ولیم دی کنکرر" (ولیم فاتح) اس رؤیا کے پورا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ۲۰ اکتوبر ۱۹۲۴ء کی صبح کو دس بجے تین آدمیوں کو ساتھ لے کر خلیج پیونسی کے کنارے پہنچے اور ایک کشتی لے کر اس مقام کی طرف چلے جہاں ولیم فاتح اترا تھا۔ کشتی کو چھوڑ کر قریب ہی ایک مقام پر کھڑے ہو گئے۔ گویا وہاں اترے اور اسی شکل وہیئت میں ایک لکڑی پر دایاں پاؤں رکھ کر ایک فاتح جرنیل کی طرح آپ نے چاروں طرف نظر کی۔ اس کے بعد دعا کی۔ پھر نماز قصر کر کے پڑھی اور اس میں لمبی دعا کی اور زمین پر اکڑاوں بیٹھ کر پتھر کے سنگریزوں کی مٹھیاں بھریں اور کہا کسریٰ کے دربار میں ایک صحابی کو مٹی دی گئی تو صحابی نے مبارک فال لیا کہ کسریٰ کا ملک مل گیا اور لے کر رخصت ہوا اور خدا نے وہ سرزمین صحابہ کو دے دی۔ اس مبارک فال پر خلیفۃ المسیح کے دو ساتھیوں نے ان سنگریزوں کی دو دو مٹھیاں بھر کر جیب میں ڈال لیں۔ خلیفۃ المسیح اس وقت بھی دعا میں ہی گویا مصروف تھے۔ یہ سلسلہ احمدیہ کی آئندہ عظمت وشان اور نبی کریم ﷺ کے جلال کے واحد ذریعہ احمدیت کی کامیابی کی دعائیں تھیں۔ جن کی قبولیت میں احمدیت کا مستقبل مخفی ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن قریب کرے کہ ہمارا ولیم فاتح حقیقی معنوں اس مقام پر نزول کرے۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۲۰ نومبر ۱۹۲۴ء)

شیخ چلی کے سے منصوبے

"خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد نے فرمایا کہ مجھے تو ان غیر احمدی مولویوں پر رحم آیا کرتا ہے۔ جب میں خیال کیا کرتا ہوں کہ ان کی تو اب ذلت ورسوائی کے سامان ہو رہے ہیں اور خدا نے ہمیں قوت اور سطوت عطاء کرنی ہے۔ یہ لوگ زیادہ سے زیادہ سو سال تک بمشکل اس رنگ میں گزارہ کر سکیں گے۔ پھر جب خدا تعالیٰ احمدیوں کو حکومت دے گا احمدی بادشاہ تختوں پر بیٹھیں گے۔ الفضل کے پرانے فائل نکال کر پیش ہوں گے تو اس وقت ان بیچاروں کا کیا حال ہوگا؟ مجھے خطرہ ہے کہ اس وقت کے احمدی ان کے مظالم کو پڑھ پڑھ کر اور ان کے قتل اور سنگساری جیسے جرائم کے حالات کو دیکھ کر ان سے کیا سلوک کریں گے؟"

(الفضل قادیان مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۴ء)

مرزائیوں کی طرف سے مسلمان علماء کو قتل کی دھمکی

سب سے آخیر میں مرزائیوں کے خصوصی اخبار الفضل کے تازہ دو اقتباس درج کئے جاتے ہیں۔ جس میں اس نے مسلمان علماء کو قتل کی دھمکی دی ہے۔ اس اقتباس کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی کہاں تک سازشیں کر رہے ہیں؟

(روزنامہ الفضل لاہور مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۵۲ء) ''خونی ملا کے آخری دن'' کے عنوان کے ماتحت لکھتا ہے: ''ہاں آخری وقت آن پہنچا ہے۔ ان تمام علمائے حق کے خون کا بدلہ لینے کا جن کو شروع سے لے کر آج تک یہ خونی ملا قتل کرواتے آئے ہیں۔ ان سب سے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔''

۱...... عطاء اللہ شاہ بخاری سے۔ (حضرت امیر شریعتؒ سے)
۲...... ملا بدایونی سے۔ (حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونیؒ سے)
۳...... ملا احتشام سے۔ (حضرت مولانا احتشام الحق صاحبؒ سے)
۴...... ملا محمد شفیع سے۔ (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ سے)
۵...... ملا مودودی سے۔ (پانچویں سوار حضرت مولانا مودودی صاحبؒ سے)

(الفضل لاہور مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۵۲ء ص۶) میں تازہ خطبہ مرزا محمود کا ملاحظہ فرمائیں اور آخری جملے غور سے پڑھیں۔ ''اپنا یا بیگانہ کوئی اعتراض کرے۔ پروا نہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔'' (خطبہ مرزا محمود)

مندرجہ بالا حالات وکوائف سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزائی جماعت صرف مذہبی حیثیت سے مسلمانوں کے لئے خطرہ کا باعث نہیں۔ بلکہ سیاسی حیثیت سے بھی ایک خطرناک گروہ ہے۔ لہٰذا حکومت اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ حالات کا صحیح اندازہ لگا دیں اور اس گروہ کی اندرونی کاروائیوں کی ابھی سے روک تھام کریں۔ ورنہ بعد میں کف افسوس ملنا پڑے گا۔

پھر پچھتائے کیا ہوت
جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

وما علینا الا البلاغ!

والسلام!

دعا طلب: احقر عبدالرحیم غفرلہ ملتان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مرزائیوں کا اصلی چہرہ

حضرت مکرم و محترم مولانا عبدالرحیم ڈیروی

پیش لفظ

''مرزائیوں کے خطرناک ارادے'' چند صفحات کا ایک مختصر سا ٹریکٹ شائع کیا جاچکا ہے۔ جس میں مرزائیوں کے عزائم اور جو سازشیں وہ پاکستان میں کرنا چاہتے ہیں ان کے اخبار ''الفضل'' سے جمع کر کے مسلمانوں کے سامنے پیش کی جاچکی ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ یہ ٹریکٹ ہزارون کی تعداد میں چھپ کر اطراف پاکستان میں پھیل چکا ہے۔ اس کی قیمت صرف ایک آنہ رکھی گئی ہے اور مفت تقسیم کرنے والوں اور تاجر حضرات کو صرف دو پیسے میں دیا جاتا ہے۔ اب دوسرا ٹریکٹ ''مرزائیوں کا اصلی چہرہ نمبر۱'' پیش کیا جارہا ہے۔ جس میں مرزائیوں کے مذہب اور غلام احمد قادیانی کے عقائد کو ان کی کتابوں سے زیر بحث لایا گیا ہے۔ اگر ''مرزائیوں کے خطرناک ارادے'' کے پڑھنے سے مرزائیوں کی سیاسی سکیموں کا علم ہوگا تو ''مرزائیوں کا اصلی چہرہ نمبر۱'' کے مطالعہ سے ان کے مذہب کا پتہ چلے گا۔ اس کی قیمت بھی معمولی رکھی گئی ہے۔ یعنی صرف ایک آنہ مفت تقسیم کرنے والوں کو دو پیسے میں دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خداوند کریم خلوص نیت سے دین کی خدمت کا موقعہ عنایت فرمادیں۔ آمین۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم!

ضروری نوٹ

آج کل مرزائی ایک اور دجل کر رہے ہیں۔ انہوں نے کتابوں کے نئے ایڈیشن کی طباعتوں میں سائز کے اختلافات کی وجہ سے حوالے آگے پیچھے کر دیئے ہیں۔ اس لئے اگر ان کے تازہ ایڈیشنوں میں سہولت سے کوئی حوالہ نہ ملے تو مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کے پتہ پر خط لکھ دیا جاوے۔ مجلس مذکورہ کے ارکان مرزائیوں کی ان کتابوں سے جو پرانے ایڈیشن کی کتب کا ذخیرہ ان کے پاس موجود ہے۔ فوراً لکھ کر بھیج دیں گے۔ فقط!

دعا طلب: احقر عبدالرحیم غفرلہ

(۱) مرزائی، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں

آج کل مرزائیوں نے مسلمانوں کو ایک اور دھوکہ دینا شروع کر دیا ہے کہ ہم بھی آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ اس چیز کو ظاہر کرنے کے لئے مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۹۵۲ء کو اپنے اخبار ''الفضل'' کا ''خاتم النبیین نمبر'' نکال کر کافی تعداد میں مسلمانوں میں مفت تقسیم کیا ہے۔ تاکہ سیدھے سادے مسلمان ان کے اس دام فریب میں پھنس جاویں۔

مگر واضح رہے کہ مرزائیوں کا یہ کہنا بھی دجل وفریب سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ اس نمبر کی اشاعت کے بعد حال کے اخبار (الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر اگست ۱۹۵۲ء) کے افتتاحیہ میں خود الفضل کے ایڈیٹر نے تسلیم کیا ہے کہ واقعی مرزا قادیانی نبی ہیں اور انہیں یہ نبوت فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے ملی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ ''خود مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کا دعویٰ یہ ہے کہ میں (نبی تو ضرور ہوں مگر) امتی نبی ہوں۔ مجھ کو یہ مقام فنافی الرسول ہونے کی وجہ سے عطاء ہوا ہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر اگست ۱۹۵۲ء ص ۳)

الفضل کے اس تازہ بیان سے صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزائی غلام احمد قادیانی کو اب بھی نبی مانتے ہیں اور حضور ﷺ کو ان کا خاتم النبیین کہنا صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینا ہے۔

مرزائیو! جب آپ آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہو تو پھر مرزا قادیانی کو نبی ماننے کا کیا معنی؟ جب نبوت حضور ﷺ پر ختم ہو چکی ہے تو پھر مرزا قادیانی کو چھوڑیئے اور آنحضور ﷺ کی امت میں آجایئے۔

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے سرکار مدینہ ﷺ کی توہین کی ہے

غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کے اشارے سے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو تمام انبیاء علیہم السلام خصوصاً آنحضور ﷺ وعیسیٰ علیہ السلام کی توہین کرنے میں ذرا بھی جھجک نہیں محسوس کی۔

رسول اللہ پر (معاذ اللہ) سور کی چربی کھانے کا بہتان

اصل عبارت ملاحظہ ہو: ''رسول کریم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

خدا نے میرا نام محمد رکھا ہے (مرزا قادیانی کا دعویٰ)

(ایک غلطی کا ازالہ ص۱۰، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) ’’خدا نے میرا نام محمد و احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔‘‘

میرے معجزات رسول کریم ﷺ کے معجزات سے زیادہ ہیں (غلام احمد قادیانی کا دعویٰ)

’’نبی کریم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

(مگر مرزا قادیانی نے) اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ بتلائی ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲)

مرزائیو! جب تم نے اپنا نبی علیحدہ بنا رکھا ہے جو اپنے آپ کو رسول کریم ﷺ سے بھی (معاذ اللہ) بڑھ کر بتاتا ہے۔ پھر تم مسلمانوں کے ساتھ کیوں ملنا چاہتے ہو۔ جنہوں نے صرف رسول کریم ﷺ کا دامن پکڑا ہوا ہے اور مرزا قادیانی کو نبی تو کیا ایک مسلمان بھی نہیں تسلیم کرتے۔ غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے والو! جب تم مسلمانوں سے علیحدہ ہوگئے تو پھر مسلمانوں کے اندر کیوں گھسنا چاہتے ہو؟

میں محمد رسول اللہ کے برابر ہوں (مرزا قادیانی کا دعویٰ)

مرزائی ہمیشہ یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ ہمارا مرزا قادیانی رسول کریم ﷺ کا خادم ہے۔ مگر مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ میں تو نبی کریم کے ساتھ پہلو بہ پہلو کھڑا ہوں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔ (کلمۃ الفصل ص۱۱۲)

’’(مرزا غلام احمد قادیانی کی) ظلی نبوت نے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا کہ نبی کریم (ﷺ) کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کر دیا۔‘‘ واہ رے انگریزوں کے خود کاشتہ پودے اور رسول کریم ﷺ کی برابری کرنے والے! کہاں سید الانبیاء اور کہاں قادیان کا ایک دہقان۔

محمد ﷺ بشکل غلام احمد قادیانی قادیان میں واپس آگئے ہیں (مرزا کا ایک مرید)

مرزا قادیانی کا ایک مرید جس کا تخلص اکمل ہے۔ کہتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر نمبر ۴۳، ج ۲، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

تفو بر تو اے اجہل دوں تفو! کجا آنحضورﷺ اور کجا مرزا جیسا ناپاک آدمی! کہاں ہمارے حضور، اور کہاں یہ دجال۔

ذرا مرزا قادیانی کے فرزند کا ارشاد بھی سنئے

"قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمدﷺ کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

ہر شخص (مرزا وغیرہ) محمد رسول اللہﷺ سے بڑھ سکتا ہے (مرزا بشیر الدین کا فتویٰ)

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء) "یہ بالکل صحیح بات ہے۔ (مرزا قادیانی اور) ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔"

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضورﷺ سید الاولین والآخرین ہیں۔ مخلوقات میں سے کوئی بھی آپ کا ہمسر نہیں ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپﷺ کی شان ہے۔ مگر مرزائیوں کے نزدیک مرزا قادیانی محمدﷺ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ (معاذ اللہ)

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین

(۱) تمام رسول میری قمیص میں چھپے ہوئے ہیں (مرزا قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ص۴۷۸، درثمین فارسی ص۱۶۸)

ترجمہ: ''میری (مرزا قادیانی کی) آمد کی وجہ سے ہر نبی زندہ ہوگیا۔ ہر رسول میری (مرزا قادیانی کی) قمیص میں چھپا ہوا ہے۔''

واہ رے مرزا قادیانی! دعویٰ تو یہ کہ تمام رسول تیری قمیص میں چھپے ہیں اور ہر نبی تیرے آنے سے زندہ ہوگیا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہے کہ تمام نبیوں نے اپنے زمانے کی باطل حکومتوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور تو نے اسلام کی سب سے بڑی مخالف طاقت حکومت برطانیہ کی نہ صرف اطاعت کی ہے۔ بلکہ اس کی تعریف میں کئی الماریاں کتابوں کی لکھ ماری ہیں۔

(۲)اور سنئے

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام رامرا بتمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ است ولعین

(درثمین فارسی ص۱۷۱،۱۷۲)

ترجمہ شعر اوّل: گرچہ نبی (دنیا میں) کافی آئے ہیں۔ مگر میں (مرزا قادیانی) بھی عرفان (اور نبوت) میں کسی سے کم نہیں۔ (یعنی سب نبیوں سے بڑھ کر ہوں)

ترجمہ شعر دوم: جس خدا نے ہر نبی کو (نبوت کا) پیالہ دیا۔ اس نے مجھے یہ پیالہ پورا پورا کر دیا ہے۔ (یعنی باقی نبیوں کی نبوت کا پیالہ تو ادھورا تھا اور میری نبوت کا پیالہ بھرا ہوا ہے۔ واہ رے مرزا صدقے تیرے بول توں)

ترجمہ شعر ثالث: ان سب نبیوں سے میں یقین کے ساتھ (کسی صورت میں بھی) کم نہیں جو شخص (میری) اس بات کو غلط کہتا ہے۔ وہ (خود) لعنتی اور جھوٹا ہے۔

گویا مرزائیوں کے نزدیک دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان جب تک مرزا قادیانی کو نبی نہ جانیں اور باقی رسولوں سے بڑھ کر نہ مانیں وہ لعنتی ہیں۔

مرزائیو! جب تم مسلمانوں کو لعنتی کہتے ہو تو پھر ان میں کیوں گھسنا چاہتے ہو؟

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین

(۱) حضرت عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے (مرزا قادیانی)

دیکھئے (کشتی نوح حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱) ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

مرزائیو! ذرا بتاؤ نبی کو شرابی کہنے والا مسلمان بھی رہ سکتا ہے؟

میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر ہوں (مرزا قادیانی)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بڑھ کر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی (مرزائیوں کا نبی)

ملاحظہ فرماویں: ”یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۹)

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مرزا غلام احمد کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور تین نانیاں زانی عورتیں تھیں (العیاذ باللہ)

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱) ملاحظہ فرماویں: ”آپ (حضرت عیسیٰ

علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ (یعنی جن کے خون سے حضرت عیسیٰ پیدا ہوا)''

مرزائیو! جب تمہارے نبی کا عقیدہ اس قسم کا ہے تو یقیناً تمہارا عقیدہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ پھر تم مسلمانوں کے ساتھ ملنے کی کوشش کرتے ہو؟

ضروری نوٹ

یہاں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ مرزائی کہتے ہیں کہ غلام احمد قادیانی نے یہ گالیاں یسوع نامی شخص کو دی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیں۔ مگر واضح رہے کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ حضرت یسوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی شخص ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔ ''مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

توہین اہل بیتؓ

(۱) سو حسینؓ میری جیب میں پڑے ہیں (مرزا قادیانی)

مرزائیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے جہاں تمام انبیاء علیہم السلام اور آنحضورﷺ کی توہین کی ہے۔ وہاں اس نے اہل بیتؓ کی ہتک کرتے ہوئے کچھ بھی شرم نہیں محسوس کی۔ حضرت حسینؓ کی (معاذ اللہ) توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

ترجمہ: کربلا تو میرے لئے ہر وقت سیر کی جگہ ہے اور سو حسین میری جیب میں پڑے ہیں۔ استغفر اللہ! مسلمانو! بتایئے یہ حضرت حسینؓ کی ہتک نہیں ہے۔

رسول کریمﷺ کے نواسے جس کو خود حضور کریمﷺ بہشت کے جوانوں کا سردار کہیں اور جنہوں نے اسلام کے زندہ کرنے کے لئے اپنا سر تو دے دیا۔ مگر یزید جیسے فاسق آدمی کی بیعت قبول نہ کی۔

سرداد دست نہ داد دردست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؓ

ان کی ہتک مرزا غلام احمد قادیانی اس طریقے سے کرے کہ معاذ اللہ حضرت حسینؓ جیسے سینکڑوں مرزا غلام احمد قادیانی کی جیب میں پڑے ہیں۔ بتائیے ایسا آدمی اور ایسے آدمی کی امت مرزائیہ مسلمانوں کے ساتھ کیسے مدغم ہوسکتی ہے؟

(۲) ابھی کہاں...... ذرا آگے

مرزا غلام احمد قادیانی کہتے ہیں: ”اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کر کہ حسین تمہارا منجی (نجات دینے والا) ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ لکھتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک (مرزا غلام احمد) ہے جو حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔“ (دافع البلاء ص ۱۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)

مرزا قادیانی! ایسے کہتے ہوئے شرم بھی نہ آئی۔ ساری عمر یزید جیسے پلید انگریزوں کا خیر خواہ رہا اور ان کی تعریف میں ہی پچاس الماریاں لکھ ماری ہیں۔ اب اپنے آپ کو حضرت حسینؓ رسول کریم ﷺ کے نواسے بھی بڑھ کر بتاتا ہے۔

شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرت فاطمۃ الزہرؓ جگر گوشہ رسول ﷺ کی توہین

حضرت فاطمۃ الزہرؓ نے میرا سر اپنی ران پر رکھا (مرزا قادیانی کی بکواس)

لکھتے ہوئے جرأت نہیں ہتی۔ مگر کیا کروں نقل کفر کفر نہ باشد! مجبوراً مرزا قادیانی کے حالات لکھنے پڑتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کو مرزا قادیانی کی حقیقت کا علم ہوجائے کہ اس نے کس طریقے سے اہل بیت کی توہین کی ہے۔

(ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۳) میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”ایک دن جب میں (مرزا غلام احمد قادیانی) عشاء کی نماز سے فارغ ہوا۔ اس وقت نہ تو مجھ پر نیند طاری تھی اور نہ ہی اونگھ رہا تھا اور نہ ہی کوئی بیہوشی کے آثار تھے۔ بلکہ میں بیداری کے عالم میں تھا۔ اچانک سامنے ایک آواز آئی۔ آواز کے ساتھ دروازہ کھٹکھٹانے لگا۔ تھوڑی دیر میں دیکھتا ہوں کہ دروازہ کھٹکھٹانے والے جلدی جلدی میرے قریب آرہے ہیں۔ بیشک یہ پنج تن پاک تھے۔ یعنی علی

(کرم اللہ وجہہ) ساتھ اپنے دونوں بیٹوں کے اور دیکھتا کیا ہوں کہ فاطمۃ الزہرا نے میرا سر (مرزا قادیانی کا سر) اپنی ران پر رکھ دیا۔" (استغفر اللہ) شرم شرم، مرزا قادیانی شرم!

مسلمانو! تعجب ہوتا ہے جو آدمی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے متعلق اس قسم کی باتیں بکے کہ (معاذ اللہ معاذ اللہ) حضرت فاطمہؓ نے میرا سر اپنی رانوں پر رکھ لیا اور اس طرح بیداری میں ہوا ہے۔ بھلا ایسا آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے اور ایسے آدمی کو نبی ماننے والی امت مرزائیہ دعویٰ کرسکتی ہے کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ مسلمانو! اس سے زیادہ آنحضورﷺ کے اہل بیتؓ کی کیا ہتک ہوگی؟

جس قدر ہتک انگریزوں کے زمانے میں انگریز کے اشارے سے مرزا غلام احمد قادیانی نے کی اور اب مرزائی جس کو مسیح موعود لکھتے ہوئے نہیں تھکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی ہندو، کسی سکھ، کسی اور کافر آدمی نے اس طرح حضورﷺ کے اہل بیتؓ کی ہتک نہ کی ہوگی۔ جس طرح اس کافر اعظم مرزا نے کی ہے۔ اب مرزا قادیانی کو ماننے والے مرزائی کہتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں۔ ہمیں مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت نہ قرار دیا جاوے۔ جب ان کے مرزا کی یہ حالت ہے کہ وہ نبی کریمﷺ کے اہل بیت کے متعلق دریدہ ذہنی سے اس قسم کی بیہودہ بکواس اور فحش گوئی کرتا ہے۔ بھلا انہیں کیا حق ہے کہ مسلمانوں کی جماعت میں اپنے کو شمار کریں۔

اس کے بعد اب مرزا قادیانی خدا بننے لگے

ملاحظہ ہو: "میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔" (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

مسلمانوں کے خداوند کریم تو زندہ ہیں اور کبھی ان پر موت نہیں آئے گی۔ لیکن مرزائیوں کے خدا (غلام احمد قادیانی) مر چکے ہیں اور واللہ اعلم! مشہور یہی ہے کہ دستوں میں آپ نے جان دی تھی۔

ٹھہریئے! مرزا قادیانی خدا کا بیٹا بننے لگے

مرزا قادیانی کا الہام ملاحظہ ہو: "انت منی بمنزلۃ اولادی (تذکرہ ص ٤٤٢)" "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے مرزا تو گویا میرے بیٹوں کی طرح ہے۔"

(اربعین نمبر۴ حاشیہ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

مرزا قادیانی! کبھی تو تو خدا بننے لگا اور کبھی خدا کا بیٹا اور کبھی نبی، کبھی حسینؓ، کبھی کرشن جی مہراج اور کبھی جے سنگھ بہادر۔ عجیب معجون مرکب ہے تو بھی مرزا! اور یا یہ سب تیری قسمیں ہیں؟

مرزا قادیانی کے اخلاق

(۱) میرے دشمن جنگلوں کے سور ہیں (مرزا قادیانی)

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ان العدی صاروا خنازیر الفلا
ونساء ھم من دونھن الاکلب

(نجم الہدیٰ ص ۵۳، خزائن ج ۱۴ ص ۵۳)

ترجمہ: بیشک (مرزا قادیانی کے نہ ماننے والے) دشمن جنگلوں کے خنزیر اور سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیا ہیں۔

کیوں جناب سر ظفر اللہ خاں باقی امت مرزائیہ! کیا نبی کے یہی اخلاق ہوتے ہیں؟ ذرا ٹھنڈے دل سے غور تو کرو۔

آپ ہی اپنے ذرا جوروجفا کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

(۲) دنیا کی کل مسلمان آبادی پاکستان کے تمام مسلمان چھوٹے بڑے امیر وزیر حکام ورعیت سب کنجریوں کی اولاد ہیں (مرزائیوں کے امام کا فتویٰ)

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸) ''کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا'' سوائے کنجریوں کی اولاد کے ہر مسلمان مجھے مانتا ہے اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

دنیا اور پاکستان کے مسلمانو! اور وزیرو! اور پنجاب کے حاکمو! مرزا قادیانی کا فتویٰ ہے جو مجھے نبی نہیں مانتا وہ کنجری کی اولاد ہے اور خنزیر و سور ہے اور اس کی عورت خواہ سیدزادی ہی کیوں نہ ہو کتیا ہے۔ مرزائی امت ایسے مرزا پر ایمان رکھتی ہے۔ اب سچ بتاؤ تمام دنیا کے مسلمان ایران،

مصر، ترکی، عرب، عراق، یمن۔ دیگر اسلامی ممالک وغیرہ کی کل مسلمان آبادی مرزائیوں کے نزدیک ان کے اس امام کے فتویٰ کے مطابق کیا ہوئی؟ مرزائیوں کے نزدیک اسلامی دنیا کے کروڑہا مسلمان خواہ انہوں نے مرزا قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو۔ نہ صرف کافر ہیں۔ بلکہ کنجریوں کی اولاد ہیں۔ ان کی عورتیں کتیا ہیں۔

اب اس سے یہ بات بھی صاف ظاہر ہوگئی کہ مرزائی امت تمام اسلامی ممالک کی حکومتوں اور پاکستان کی حکومت کو کافروں کی حکومت سمجھتی ہے۔ اس لئے تو یہ امت مرزائیہ پاکستان کی جڑیں کاٹنے کے لئے مختلف قسم کے ہتھیاروں سے تیاریاں کر رہی ہے۔

(۳) جس مسلمان نے مرزا قادیانی کا نام نہیں سنا وہ بھی کافر ہے (مرزا محمود)

ملاحظہ ہو: (آئینہ صداقت ص۳۵) ''سوم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح مرزا قادیانی کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔''

(۴) مرزائی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں

مرزائیوں کے نزدیک مسلمان کافر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ظفر اللہ خاں نے اپنے خلیفہ بشیرالدین کے حکم سے قائداعظم مرحوم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ کیونکہ صرف قائداعظم تو کیا تمام تر دنیا کے مسلمان ان کے نزدیک کافر ہیں۔ (ریویو آف ریلیجنز ج۱۴ ص۱۰۰ نمبر۳)

۱...... ہر ایک ایسا شخص جو...... محمد کو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا نہ صرف کافر۔ بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (کلمتہ الفصل ص۱۱۰)

۲...... اور سنئے: ''مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہے جو شخص مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا وہ کافر اور جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲)

گویا دنیا کے پچاس کروڑ مسلمان جو رسول کریم ﷺ پر تو ایمان لاتے ہیں اور مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ وہ مرزائیوں کے نزدیک کافر ٹھہرے اور یہ چند مرزائی جن کا جھوٹا نبی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ صرف مسلمان ہیں۔

(۵) بڑے میاں بڑے میاں، چھوٹے میاں سبحان اللہ

یہ تو مرزا قادیانی کا دعویٰ تھا کہ جو مجھے نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے۔ اب ان کے بیٹے مرزا محمود کا ارشاد ملاحظہ ہو: ”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خداتعالیٰ کے ایک نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کو اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔“

(انوار خلافت ص۹۰)

کیوں جی مرزا محمود قادیانی! آپ کے نزدیک یہ سب حضرات الحاج خواجہ ناظم الدین وزیراعظم پاکستان، میاں غلام محمد گورنر جنرل پاکستان، میاں ممتاز دولتانہ وزیراعظم پنجاب، میاں اسماعیل چندریگر گورنر پنجاب، سردار اعبدالرب نشتر، سردار عبدالقیوم خاں وزیراعظم سرحد و میاں مشتاق احمد گورمانی وباقی اسلامی ممالک کے وزراء حکام کافر ٹھہرے؟ کیونکہ وہ آپ کے باپ کو نبی نہیں مانتے یا ان حضرات سے آپ نے اپنے باپ کی نبوت منوائی ہے؟

(۶) مسلمانوں کا بچہ بھی کافر ہے۔ اس کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے (مرزائیوں کا خلیفہ)

(انوار صداقت ص۹۳) کو دیکھیں: ”پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔“

شیطان ہیں جو مجھے نہیں مانتے (قادیانی نبی کا ارشاد)

”خدا نے مجھے ہزارہا نشانات (معجزات) دیئے ہیں۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔“ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

ہم مرزا قادیانی کے نہ ماننے والے (مسلمانوں) کو کافر سمجھتے ہیں (مرزائیوں کا خلیفہ)

(تشحیذ الاذہان ج۶ ص۱۵۱) دیکھیں: ”قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے اور ہم لوگ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نبی اللہ مانتے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کے منکروں (مسلمانوں کو) کافر سمجھتے ہیں۔“

ناظرین حضرات! گو مرزائیوں کی اکثر کتابیں اس قسم کے لٹریچر اور عقائد سے بھرپور ہیں کہ جس میں خانہ کعبہ، قرآن کریم اور انبیاء علیہم السلام کی توہین اور مسلمانوں کی تکفیر کی گئی

ہے۔ مگر اس مختصر سے ٹریکٹ کے پڑھنے سے بھی آپ کو بخوبی علم ہو گیا ہوگا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسا آدمی ہے کہ نہ تو اس نے انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دینے میں شرم محسوس کی اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کرتے وقت خدا کے عذاب سے ڈرا۔ یہاں تک کہ خود رسول کریم ﷺ سے بڑھنے کا دعویٰ کیا اور حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے متعلق تو جس قسم کی بکواس اس نے کی ہے۔ اس سے نہ صرف پاکستان کے مسلمانوں کے دل از حد زخمی ہوئے ہیں بلکہ تمام دنیا کی مسلمان آبادی مرزا قادیانی کی اس قسم کی ہرزہ سرائی پر تڑپ اٹھی ہے اور لعنت و پھٹکار کر رہی ہے۔

کیا یہ مرزا؟ اور پھر اس کی امت اس قابل ہے کہ انہیں مسلمان کہا جاوے اور پھر یہ مرزائی! جو تمام دنیا کے مسلمانوں کو نہ صرف کافر کہتے ہیں بلکہ اپنے امام کی پیروی کرتے ہوئے مسلمانوں کو کنجری کی اولاد اور جنگلوں کے سور کہتے ہیں اور ان کی عورتوں (کو خواہ سیدزادیاں ہی کیوں نہ ہوں) کتیا کہتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ کیوں نہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاوے؟ اور پھر ظفر اللہ جس نے قائد اعظمؒ کو کافر کہتے ہوئے ان کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ کیا اس قابل ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا یا پاکستان کا وزیر خارجہ رہ سکے؟

یقینی بات ہے کہ مرزائی مسلمانوں کے نزدیک نہ صرف کافر ہیں۔ بلکہ مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ ان کا قطعاً قطعاً مسلمانوں کے ساتھ تعلق نہیں۔ وہ علیحدہ قوم ہیں اور اس لئے انہیں مسلمانوں سے جدا قوم سمجھا جاوے۔ یہ ہے وہ بنیادی مطالبہ جس پر تمام دنیا کی مسلمان آبادی اس وقت متفق ہے اور اس کو تسلیم کرنا حکومت کا فرض ہے۔ والسلام!

ضروری بات

ایک اور پمفلٹ ’’مرزائیوں کی خوفناک سیاسی چالیں‘‘ چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے۔ وہ ضرور مطالعہ کریں۔ اس کے مطالعہ سے آپ کو مرزائیوں کی موجودہ خطرناک سازشوں کا علم ہوگا۔ قیمت صرف ایک آنہ برائے تقسیم ہے۔

دعا طلب: احقر عبدالرحیم غفرلہ

خاتم النبیین لا نبی بعدی

مرزائیوں
کی
خوفناک سیاسی چالیں

حضرت مکرم و محترم مولانا عبدالرحیم ڈیروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس سوال کا جواب تو آپ کو آئندہ صفحات کے پڑھنے سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزائی کس قسم کی سازشیں کر رہے ہیں اور ان کی یہ "سیاسی چالیں" کب سے ہیں؟ انگریزوں نے جس دن سے امت مرزائیہ کو جنم دیا ہے۔ اسی دن سے یہ جماعت اپنے جھوٹے نبی (مرزا غلام احمد قادیانی) کی پیروی کرتے ہوئے انگریزوں کی خیر خواہی پورے طور سے کر رہی ہے۔ ان چند اوراق کے پڑھنے سے جہاں آپ کو مرزائیوں کی سازشوں کا علم ان کے اپنے بیانات کی روشنی میں ہو جائے گا۔ وہاں یہ بات بھی پورے طور سے منکشف ہو جائے گی کہ مرزائیوں کا یہ دعویٰ (کہ ہماری جماعت مسکین بے ضرر اور مذہبی جماعت ہے اور بیرون ممالک میں صرف تبلیغ دین کے لئے جاتی ہے) کس قدر جھوٹا غلط اور فریب دہ ہے۔

آئندہ صفحات جن پر اکثر مرزائیوں کے اپنے بیانات (بلا تبصرہ وغیر مربوط) درج کئے گئے ہیں۔ صاف بتا رہے ہیں کہ مرزائی فرقہ ایک خطرناک قسم کا سیاسی گروہ ہے جو کہ اپنی حکومت کے خواب دیکھ رہا ہے۔ اگر حکومت پاکستان نے اس فرقہ کی کڑی نگرانی نہ کی تو بہت ممکن ہے کہ یہ فرقہ آگے چل کر (خدانخواستہ) پاکستان کے لئے کسی ایسی مصیبت کا سبب بن جائے۔ جس کی تلافی پھر ناممکن ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ!

"مرزائیوں کا اصلی چہرہ" اور "مرزائیوں کے خطرناک ارادے"

یہ ہر دو پمفلٹ بھی چھپ چکے ہیں۔ اگر مرزائیوں کی حقیقت معلوم کرنی ہو تو انہیں ضرور پڑھیئے۔

والسلام!

دعا طلب: احقر عبدالرحیم غفرلہ

مرزائیوں کی خوفناک سیاسی چالیں

(۱) ۱۹۵۲ء میں ہمیں انقلاب برپا کرنا چاہئے (خلیفہ محمود)

ملاحظہ ہو: (الفضل قادیان مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۵۲ء) "اگر ہم ہمت کریں اور تنظیم کے ساتھ محنت سے کام کریں تو ۱۹۵۲ء میں ہم ایک انقلاب برپا کر سکتے ہیں...... (لہٰذا) ۱۹۵۲ء کو گذرنے نہ دیجئے۔ جب تک کہ احمدیت (مرزائیت) کا رعب دشمن (مسلمان) اس رنگ میں محسوس نہ کر لے کہ اب احمدیت (مرزائیت) مٹائی نہیں جا سکتی اور مجبور ہو کر احمدیت کے آغوش میں آ گرے۔"

(۲) پاکستان کے تمام محکموں پر قبضہ (مرزائیوں کا خلیفہ بشیر کا مشورہ)

اصل عبارت دیکھیں: "جب تک سارے محکموں میں ہمارے آدمی موجود نہ ہوں ان سے جماعت (مرزائیت) پوری طرح کام نہیں لے سکتی۔ مثلاً موٹے موٹے محکموں میں سے فوج ہے۔ پولیس ہے۔ ایڈمنسٹریشن ہے، ریلوے ہے، فائنس ہے، اکاؤنٹس ہے، کسٹمز ہے، انجینئرنگ ہے۔ یہ آٹھ دس موٹے موٹے صیغے ہیں جن کے ذریعے جماعت (مرزائیہ) اپنے حقوق محفوظ کرا سکتی ہے۔ پیسے بھی اس طرح کمائے جا سکتے ہیں کہ ہر صیغے میں ہمارے آدمی موجود ہوں اور ہر طرح ہماری آواز پہنچ سکے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۵۲ء)

(۳) جب تک تمہاری اپنی حکومت نہ ہو تمہیں امن نہ ملے گا (مرزائیوں کو خلیفہ کی تنبیہ)

"تم (مرزائی) اس وقت تک امن میں نہیں ہو سکتے۔ جب تک تمہاری اپنی بادشاہت نہ ہو۔" (الفضل قادیان مورخہ ۲۵ر اپریل ۱۹۳۰ء)

(۴) علاقے کا کچھ ٹکڑا اپنا بنالو جہاں صرف مرزائی ہی مرزائی ہوں (خلیفہ قادیانی کا مرزائیوں کو حکم)

"احمدیوں (مرزائیوں) کے پاس چھوٹے سے چھوٹا ٹکڑا نہیں۔ جہاں احمدی ہی احمدی (مرزائی ہی مرزائی) ہوں۔ کم از کم ایک علاقہ کو مرکز بنالو اور جب تک ایسا مرکز نہ ہو جس میں کوئی غیر (دوسرا مسلمان) نہ ہو اس وقت تم اپنے مطالبہ کے امور جاری نہیں کر سکتے۔"

(الفضل قادیان مارچ ۱۹۲۲ء)

واضح رہے کہ الفضل کی کسی اور اشاعت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ قادیان کی نظر اس مقصد کے لئے صوبہ بلوچستان پر ہے۔

(جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا وہ حلال زادہ نہیں (مرزائیوں کا امام)

اصل عبارت ملاحظہ ہو: "(جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

(۶) جب حکومت مرزائیت کی ہوگی تو ۱۰/۱ حصہ تو کنجریاں بھی دیں گی (خلیفہ قادیانی)

"ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ جب ۱۰/۱ حصہ تو کنچنیاں (کنجریاں) بھی داخل کرنے کو تیار ہو جاویں گی۔ اس وقت حکومت احمدیت (مرزائیت) کی ہوگی۔"

(ضمیمہ الوصیت ص ۶۷)

(۷) ہمارے ہاتھ حکومت آ جاوے گی تو احمدی بادشاہ ہوں گے (خلیفہ قادیانی)

"ہمارے ہاتھ حکومت آ جاوے گی۔ احمدی امراء اور بادشاہ ہوں گے تو اس وقت ۱۰/۱ حصہ کی وصیت کافی نہ ہوگی۔" (ضمیمہ الوصیت ص ٦٦)

(۸) ہمارے پاس ہٹلر یا مسولینی کی طرح حکومت ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر عبرتناک سزا دیں (خلیفہ قادیانی)

"حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اس کو ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سننے اور عمل کرنے پر تیار نہ ہو اس کو عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔"

(تقریر خلیفہ قادیانی الفضل قادیان مورخہ ۲ رجون ۱۹۳٦ء ج ۲۲ نمبر ۲۸٦)

(۹) عنقریب مسلمان میرے سامنے مجرموں کی حیثیت سے پکڑے ہوئے پیش ہوں گے (خلیفہ محمود)

"وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ (مسلمان) مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔" (تقریر خلیفہ محمود سالانہ جلسہ دسمبر ۱۹۵۱ء)

(۱۰) یہ (پاکستان اور ہندوستان) کی تقسیم اصولاً غلط ہے (الفضل)

"ہم نے یہ بات پہلے بھی کئی بار کہی اور اب بھی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ تقسیم (پاکستان بننا) اصولاً غلط ہے۔" (الفضل قادیان مورخہ ۱۲ راپریل ۱۹۴۸ء، ۱۳ راپریل ۱۹۴۷ء)

(۱۱) پنڈت نہرو! ہم آپ کی حکومت کے خیرخواہ (وفادار) ہیں (خلیفہ محمود)

مسٹر گاندھی جب ہندوستان میں مارے گئے تو مرزائیوں کے امام نے پاکستان سے پنڈت نہرو کو پیغام بھیجا۔ اس میں لکھا اور قسم کھا کر لکھا: "خدا جانتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے مقدس مرکز (قادیان) سے زبردستی نکالا گیا ہے۔ ہم آپ کے اور آپ کی حکومت کے خیرخواہ ہیں۔" (الفضل قادیان مورخہ ۲ رفروری ۱۹۴۸ء)

"پنڈت نہرو سے خیرخواہی اس لئے ہے کہ مرزا محمود ابھی تک قادیان جانے کے لئے ازحد بیتاب ہے۔" (ملاحظہ ہو پیغام مرزا محمود بر موقعہ جلسہ سالانہ منعقدہ دسمبر ۱۹۴۹ء قادیان)

پاکستان کے قادیانی قادیان آنے کے لئے بیتاب ہیں۔

(۱۲) ہم کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان و ہندوستان پھر ایک ہو جاویں (مرزائیوں کا اخبار الفضل)

عبارت ملاحظہ ہو: ”میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ لیکن قوموں کی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ بھی کرنا پڑے یہ اور بات ہے۔ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔“ (مرزا بشیر الدین، الفضل قادیان مورخہ ۱۶/ مئی ۱۹۴۷ء)

(۱۳) مسلمان اور ہیں ہم مرزائی اور (مرزائیوں کے اخبار الفضل کا مطالبہ)

مرزائی اخبار الفضل خود کہتا ہے کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ کیونکہ ہم مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور مسلمان اسے نبی نہیں مانتے۔ اس لئے ہم مسلمانوں سے جدا اور علیحدہ فرقہ ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو: ”جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ اگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابل ملامت نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کو الزام دینے والے انصاف کریں کہ اس مقدس ذات (مرزا غلام احمد قادیانی) پر الزام کس لئے؟

پس جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں موسیٰ علیہ السلام کی آواز اسلام کی آواز تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں عیسیٰ علیہ السلام کی اور سیدنا و مولانا محمد مصطفی ﷺ کی آواز اسلام کا صور تھا۔ اس طرح آج قادیان سے بلند ہونے والی آواز اسلام کی آواز ہے۔“ (اخبار الفضل قادیان ج ۷، نمبر ۹۰، مورخہ ۲۷/ مئی ۱۹۲۰ء)

الفضل کہتا ہے کہ قادیان میں ایک نبی (مرزا قادیانی) نے آواز بلند کی ہے۔ مسلمانوں نے اسے نہیں مانا۔ ہم (مرزائیوں) نے مان لیا ہے۔ اس لئے ہم مسلمانوں سے علیحدہ فرقہ ہیں۔

(۱۴) مرزائی مسلم لیگ کا ساتھ نہ دیں (مرزائیوں کے خلیفہ محمود کا حکم)

عبارت ملاحظہ ہو: ”اسی ایجی ٹیشن (تحریک پاکستان) قانون شکنی اور سٹرائیک میں احمدیوں (مرزائیوں) کو مسلم لیگ کا ساتھ نہ دینا چاہئے۔“ (خطبہ محمود، یکم رفروری ۱۹۴۷ء)

(۱۵) ہمیں اقلیت قرار دیا جائے (مرزائیوں کا مطالبہ)

اصل عبارت ملاحظہ فرماویں: ”میں (مرزا بشیر الدین) نے اپنے نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلا بھیجا تھا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی

تسلیم کئے جاویں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ ہو۔ اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی تسلیم کئے جاویں۔ تم ایک پارسی پیش کرو میں اس کے مقابلے میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۴۶ء)

(۱۶) مرزائیوں کا انگریزوں کے ساتھ گٹھ جوڑ

مرزائیوں کا امام مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں اور حکومت برطانیہ کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرتے ہوئے اپنی امت کو حکم دیتا ہے کہ انگریزوں کی اطاعت اور تابعداری میں کوئی کسر باقی نہ رہے اور خدا تعالیٰ کی طرح انگریز کی اطاعت بھی فرض اور واجب ہے۔ یہی وجہ ہے سر ظفر اللہ خاں ہمیشہ انگریزوں کی پاس خاطر کرتا رہتا ہے اور مصر و ایران کے معاملے میں مسلمان حکومتوں کے مفاد کو ٹھکرا دیتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱...... "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت (برطانیہ) کا جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(شہادۃ القرآن ص ۸۴، خزائن ج ۶ ص ۳۸۰)

۲...... "اگر ہم (مرزائی) گورنمنٹ برطانیہ (انگریزوں) سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔"

(شہادت القرآن ص ۸۵، خزائن ج ۶ ص ۳۸۱)

۳...... اور سنئے: "گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ) سے جہاد درست نہیں۔ بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک (مرزائی) مسلمان کا فرض ہے۔"

(تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۶۵، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۶۶، ۳۶۷، برکات خلافت ص ۶۵)

(۱۷) مرزائی جماعت حکومت برطانیہ کی جاسوس جماعت ہے

(حکومت جرمنی بحوالہ الفضل)

ملاحظہ فرماویں اخبار الفضل مرزائیوں کا اخبار: "ایک دن برلن (جرمنی) میں احمدیوں (مرزائیوں) نے ایک پارٹی کا انتظام کیا اور بڑے بڑے آفیسروں کو پارٹی میں شمولیت کے لئے دعوت نامے بھیجے اور ایک جرمن وزیر بھی اس پارٹی میں شامل ہوا تو حکومت جرمنی نے اس جرمن وزیر سے جواب طلبی کی کہ برطانیہ کی جاسوس جماعت (جماعت مرزائی) کی پارٹی میں کیوں شامل ہوئے۔"

(الفضل قادیان مورخہ ۳ر اپریل ۱۹۳۴ء)

(۱۸) افغانستان میں برطانیہ کی طرف سے مرزائیوں کی جاسوسی (الفضل)

''حکومت افغانستان نے دو احمدیوں (مرزائیوں) پہ مقدمہ چلایا کہ وہ برطانیہ کے جاسوس ہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۲۰ء)

(۱۹) مرزائی اپنی سازشیں پوری کرنے والے ہیں

ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔ (مرزا محمود کا تازہ خطبہ)

الفضل لاہور مورخہ ۲۹ر جولائی ۱۹۵۲ء ص۶ میں تازہ خطبہ مرزا محمود کا ملاحظہ فرماویں اور آخری جملے غور سے پڑھیں۔

''اپنا یا بیگانہ کوئی اعتراض کرے پروانہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔'' (خطبہ مرزا محمود)

(۲۰) پاکستان کا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ (مرزائی) باہر کے ملکوں میں مرزا بشیر الدین کو پاکستان کا بادشاہ ظاہر کرتا ہے

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۵۱ء) کی مندرجہ ذیل خبر پڑھیے: ''لیک سس ۶ر نومبر عرب ڈیلی گیشن نے امریکہ سے بذریعہ تار حضرت امام جماعت (مرزائیہ) احمدیہ (مرزا بشیر الدین) کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان ڈیلی گیشن کے لیڈر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں کو مسئلہ فلسطین کے تصفیہ تک یہیں ٹھیرنے کی اجازت دی۔''

مندرجہ بالا حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ سر ظفر اللہ مرزائی وزارت خارجہ سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزائیت کا پروپیگنڈا کر رہا ہے اور بیرونی ممالک میں یہ ظاہر کرنے کی ناپاک سازش کی گئی کہ پاکستان کا بادشاہ اور امیر مرزا بشیر الدین ہے۔ اگر ایسا نہیں تھا تو شکریہ کا تار حکومت پاکستان کی بجائے مرزا بشیر الدین کو کس حیثیت میں ظفر اللہ نے دلوایا۔ یہ ایک سیدھا سادا سوال ہے۔ جس کے جواب کے لئے مسلمان مضطرب ہیں۔ وہ حیران ہیں کہ یہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے؟

(۲۱) حکومت پاکستان کے خط پر سر ظفر اللہ نے جواب دیا کہ وہ امیر المؤمنین مرزا بشیر الدین کی اجازت کے بغیر امریکہ مزید قیام کرنے سے معذور ہیں

مندرجہ ذیل خبر پڑھیے اور اندازہ لگایئے کہ ظفر اللہ خاں پاکستان کے وزیر خارجہ کس

قدر ہیں اوران کے دل میں حکومت پاکستان کی وقعت کتنی ہے۔ وہ خلیفہ بشیرالدین کے حکم کے مقابلے میں حکومت پاکستان کے حکم کو پس پشت ڈالنے کے لئے تیار ہیں۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو:

”آپ یہ پڑھ کر حیران ہوں گے کہ حکومت پاکستان کی طرف سے سر ظفر اللہ خان کو ایک خط لکھا گیا کہ پاکستان کا ایک مقتدر افسر امریکہ آرہا ہے۔ آپ کو اس کے امریکہ پہنچنے تک امریکہ میں ٹھیرنا چاہیے۔ لیکن سر ظفر اللہ نے جواب دیا کہ وہ امیر المؤمنین یعنی مرزا بشیرالدین محمود کی اجازت کے بغیر امریکہ مزید قیام کرنے سے معذور ہیں۔ اگر حکومت (پاکستان) چاہتی ہے کہ میں کچھ عرصہ امریکہ میں ٹھہروں تو اسے (حکومت پاکستان کو) مرزا بشیرالدین محمود سے اس کی اجازت لینی چاہئے۔“ (زمیندار مورخہ ۱۸ر جولائی ۱۹۵۲ء ص ۱)

یعنی حکومت پاکستان اگر خلیفہ بشیرالدین سے اجازت مانگے اور خلیفہ قادیانی امریکہ میں سر ظفر اللہ کو مزید ٹھہرنے کا حکم دے تب تو میں ٹھہر سکوں گا۔ ورنہ میں حکومت پاکستان کی التجاء پر مزید قیام نہیں کر سکتا۔

اندازہ لگائیے حکومت پاکستان کا ایک ملازم پاکستان کو کیسا کورا اور صاف جواب دے رہا ہے۔

(۲۲) اگر تم مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے تو تمہارے اسلام کا درخت خشک ہے (مفہوم تقریر سر ظفر اللہ)

۲۸ر مئی ۱۹۵۲ء کو جہانگیر پارک کراچی میں مرزائیوں کی دوروزہ کانفرنس میں سر ظفر اللہ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ (واضح رہے یہی وہ کانفرنس ہے جس کے دوسرے روز کے اجلاس پر وزیراعظم پاکستان ودیگر ایک مقتدر وزیر کی طرف سے سر ظفر اللہ خاں کو تقریر کرنے سے روکا گیا۔ مگر وہ باز نہ آئے تھے) ”اگر نعوذ باللہ! آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کے وجود کو درمیان سے نکال دیا جاوے تو اسلام کا زندہ مذہب ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک خشک درخت شمار کیا جائے گا اور اسلام کی برتری دیگر مذاہب سے ثابت نہیں ہوسکتی۔“

(منقول از الفضل قادیان مورخہ ۳۱ر مئی ۱۹۵۲ء ص ۵ کالم ۲)

اندازہ لگائیے! سر ظفر اللہ کے نزدیک اگر مسلمان غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے تو ان کا اسلام زندہ مذہب نہیں بلکہ مردہ مذہب ہے۔ گویا پاکستان کے تمام مسلمانوں کا مذہب تو مردہ ہے اور ان انگریزوں کے تابعداروں (مرزائیوں) کا مذہب زندہ ہے۔

(۲۳) امریکہ میں رسول کریم ﷺ کی تصویر کی اشاعت پر پاکستانی سفارتخانہ کا احتجاج مگر ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ کا اس احتجاج پر سخت ناراضگی کا اظہار

''سر ظفر اللہ جو مسلمانوں کے مذہب کو تو مردہ کہتے ہیں اور اپنے مذہب کو زندہ کہتے ہیں۔ آنحضور ﷺ کے ساتھ اس کی دشمنی ملاحظہ ہو کہ حال ہی میں امریکہ کے ایک ہفتہ وار رسالے میں آنحضور ﷺ کی ایک فرضی تصویر شائع ہوئی ہے اور امریکہ میں پاکستان کا سفارتخانہ اس پر احتجاج کرتا ہے۔ مگر سر ظفر اللہ خان کی وزارت خارجہ اس احتجاج پر از حد ناراض ہوئی اور اسے تنبیہہ کرتی ہے کہ آئندہ بلا اجازت ایسے (نیک) کام نہ کیا کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سر ظفر اللہ اور مرزائیوں کی عقیدت آنحضور ﷺ سے تو کچھ بھی نہیں۔ ہاں مرزا قادیانی پر جان نثار کرنے کے لئے تیار ہیں۔''

(روزنامہ امروز لاہور مورخہ ۱۹ رجون ۱۹۵۲ء ص ۲)

امریکہ کے کثیر الاشاعت ہفتہ وار رسالہ ''ٹائم'' نے اپنی ایک حالیہ اشاعت میں رسول کریم ﷺ کی تصویر چھاپی تھی اور پاکستان کے گوشہ گوشہ سے اس کی سخت مذمت کی گئی۔ چونکہ اس سے پہلے بھی اس قسم کے واقعات پیش آ چکے ہیں اور پاکستان ان پر سفارتی احتجاج کر رہا ہے۔ اس لئے اس مرتبہ بھی واشنگٹن کے (پاکستانی) سفارتخانے نے فوراً ہی امریکی حکومت سے احتجاج کیا۔ لیکن ہماری وزارت خارجہ (سر ظفر اللہ خاں وغیرہ) کا رویہ چونکہ اب بدل چکا ہے۔ اس لئے اسے جیسے ہی یہ پتہ چلا تو پاکستانی سفارتخانے کو فوراً ہی ایک سخت ہدایت نامہ بھیجا گیا کہ پاکستان اسلام کے وقار کا تنہا محافظ نہیں ہے...... آئندہ اس قسم کے احتجاج نہ کئے جاویں۔

(۲۴) سر ظفر اللہ خاں (مرزائی) کا پاکستان کے وزیر اعظم بن جانے کا کھٹکا

(اخبار الفضل)

سر ظفر اللہ خاں نے یہاں تک اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں کہ بہت سے حضرات کو یہ خطرہ ہے کہ کہیں یہ وزیر اعظم نہ ہو جاویں۔ ملاحظہ ہو مرزائی اخبار

(الفضل قادیان مورخہ ۲۹ راگست ۱۹۵۲ء ص ۸ بحوالہ اخبار سنگرام)

''جناب چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بہترین وزیر خارجہ ثابت ہوئے ہیں۔ انہوں نے بیرونی ممالک میں بہت نام پیدا کیا ہے اور پاکستان کے اندر بھی انہیں بہت بڑی عزت حاصل ہے۔ اسی وجہ سے خود کابینہ پاکستان کے بعض مقتدر ممبروں کو بھی یہ کھٹکا لگ رہا ہے کہ بین الاقوامی شہرت اور قومی عزت کی وجہ سے جلد یا بدیر چوہدری ظفر اللہ خاں پاکستان کے وزیر اعظم بن جائیں گے۔''

(۲۵) اگر مجھے وزارت سے علیحدہ کیا گیا تو میں پاکستان میں نہ ٹھہروں گا بلکہ کسی اور ملک میں چلا جاؤں گا (ظفر اللہ خاں وزیر خارجہ)

''ظفر اللہ خاں نے حال ہی میں ایک تقریر کرتے ہوئے صاف کہہ دیا ہے کہ اگر مجھے وزارت سے علیحدہ کیا گیا تو میں پاکستان میں نہ ٹھہروں گا۔ بلکہ کسی اور جگہ چلا جاؤں گا۔ خدا معلوم وہ کون سا ملک ہے جہاں چوہدری صاحب جانے کے لئے تیار ہیں اور جہاں سے چوہدری صاحب کے دوست انہیں بلا رہے ہیں۔''

تقریر ملاحظہ ہو: ''اگر یہ صورت (وزارت سے علیحدہ ہونے کی) پیش آئی تو میں فوراً وزارت خارجہ سے کنارہ کش ہو جاؤں گا اور پھر یہاں (پاکستان) میں ٹھہروں گا بھی نہیں۔ میرے ایک دوست نے حال ہی میں مجھے ایک خط لکھا ہے کہ تم...... یہاں چلے آؤ۔''

(تقریر ظفر اللہ خاں اخبار زمیندار مورخہ ۱۳/اگست ۱۹۵۲ء) فرمایئے! گویا پاکستان میں چوہدری ظفر اللہ خاں تب رہ سکتے ہیں اگر انہیں وزیر رکھا جائے اور اگر مسلمان ظفر اللہ خاں کی نااہلی کی وجہ سے اس کے غیر مسلم ہونے کے باعث وزارت سے ہٹائیں گے تو مسٹر منڈل کی طرح یہ بھی پاکستان کو چھوڑ دیں گے۔

(۲۶) خلیفہ قادیانی کے تازہ خواب ہم قادیان میں جانے والے ہیں (الفضل)

(الفضل قادیان مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۵۲ء ص ۳،۴) میں خلیفہ بشیر الدین محمود کے خواب چھپے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خلیفہ صاحب کو ہر وقت قادیان (ہندوستان) جانے کی فکر لگی ہوئی ہے۔ اس لئے تو بار بار اسی قسم کے خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

خواب نمبر:۱

''دو چار دن کے بعد اسی طرح دعا کر کے میں سویا تو میں نے دیکھا کہ گویا ہم قادیان ہیں۔''

خواب نمبر:۲

''میں نے دیکھا کہ گویا ہم قادیان میں ہیں اور رات کا وقت ہے۔''

خواب نمبر:۳

''آج رات میں نے رؤیا (خواب) میں دیکھا کہ ہم کہیں ربوہ سے باہر کسی شہر میں

ہیں...... عزیزم چوہدری ظفر اللہ خاں سلمہ اللہ تعالیٰ بھی وہاں (میرے ساتھ ہیں)"
(الفضل قادیان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۲ء)

(۲۷) خواب کی تعبیر، اب مرزائیت کی خاطر بہت زیادہ قربانی کا وقت پہنچ گیا ہے (مرزا محمود)

ملاحظہ ہو (الفضل قادیان مورخہ ۱۷ اگست ۱۹۵۲ء ص ۴) "پہلی دو رؤیا سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ (مرزائیت) کے لئے بہت زیادہ قربانی کا وقت آ گیا ہے۔"

(۲۸) سالار فدائیان (فوج) قادیان و ربوہ کی طرف سے قتل کی دھمکی مولانا اختر علی خاں مرزائی ہو جاؤ ورنہ لیاقت علی خاں کی طرح تم اور باقی مولوی قتل ہو جاؤ گے

(الفضل قادیان مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۵۲ء) میں مرزائیوں کی طرف سے مشہور مسلمان علماء کا نام لے کر قتل کی دھمکی دی گئی تھی کہ: "خونی ملاؤں کے آخری دن" آن پہنچے ہیں اور ان سب سے خون کا بدلہ لیا جائے گا۔ اب ایک اور خط مولانا اختر علی خاں کو سالار فدائیان قادیان و ربوہ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ جس میں حضرت مولانا اختر علی خاں اور مولانا ظفر علی خان کو صاف طور پر کہا گیا ہے کہ آپ مرزائی ہو جاویں۔ ورنہ تمہارا اور باقی مولویوں کا حشر لیاقت علی خاں مرحوم وزیر اعظم پاکستان کی طرح ہوگا۔ وہ خط ملاحظہ ہو۔
(اخبار زمیندار مورخہ ۲۱ اگست ۱۹۵۲ء ص ۵)

"مولانا اختر علی و ظفر علی صاحب! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ فوراً جماعت احمدیہ (مرزائی جماعت) میں شامل ہو کر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانو۔ ورنہ تمہارا اور ان تمام بڑے بڑے مولویوں کا حشر لیاقت علی جیسا ہوگا۔ تمام وزیروں کو بھی اطلاع کر دی گئی ہے۔ سالار فدائیان قادیان والفاروق لاہور و ربوہ، اب ہوشیار ہو جاؤ۔ ۱۹۵۲ء ختم نہ ہوگا۔"
(سالار فدائیان قادیان لاہور و ربوہ)

(۲۹) چار من سکہ اور ایک من ۱۷ سیر بارود پچھلے دنوں ربوہ (مرزائیوں کا دارالخلافت) میں کیوں پہنچ گیا

ملاحظہ ہو (اخبار زمیندار مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۵۲ء ص ۲) آخر میں آپ (شاہ صاحب) نے میاں ممتاز دولتانہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پچھلے دنوں ایک من ۱۷ سیر بارود ربوہ کیوں گیا۔ جب پولیس نے تحقیقات کی اسے مرزا بشیر الدین نے بتایا کہ ہمارے رضا کاروں نے

تربیت حاصل کرنی تھی۔ میں پوچھتا ہوں کہ رضا کاروں کی اس تربیت کے کیا معنی ہیں...... چار من سکہ حال ہی میں چونیاں سے ربوہ لے جایا گیا۔ آخر اس سکہ کی ضرورت کیا تھی۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کی تحقیقات کی جائے کہ ان تیاریوں کے پس پردہ کیا جذبہ اور کیا پروگرام کارفرما ہے۔ تصویر کے نقاب کو ذرا تو سرکایئے۔

صرف ایک سوال، آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟

ناظرین حضرات! اس مختصر سے ٹریکٹ میں تفصیل کے ساتھ مرزائیوں کی سیاسی چالیں اور جو وہ پاکستان کو نقصان دینے والی سازشیں کر رہے ہیں۔ مکمل درج نہیں کی جاسکتیں۔ لیکن پھر بھی اجمالی طور پر صفحات گذشتہ میں مرزائیوں کے سیاسی عزائم کا جو خلاصہ درج کیا گیا اس کے پڑھنے سے دل میں طبعاً ایک سوال اٹھتا ہے کہ آخر یہ مرزائی جماعت جو کہ اپنے آپ کو غریب جماعت کہلاتی ہے۔ اس قسم کے عزائم اور سیاسی خیالات کیوں رکھتی ہے؟ ربوہ میں سکہ اور بارود کیوں جمع کیا جارہا ہے؟ ۱۹۵۲ء میں کون سے انقلاب برپا کرنے کا ارادہ ہے؟ یہ پاکستان کے تمام تر محکموں پر قبضہ کس لئے؟ اور پھر پاکستان ہی میں ایک علیحدہ ٹکڑا اپنے لئے کیوں؟ یہ حکومت کے خواب کیسے؟ اور یہ مرزائی بادشاہوں کی پیش گوئی کیسی؟ نیز باہر کے ملکوں سے سر ظفر اللہ خاں حکومت پاکستان کی بجائے مرزا محمود کو شکریئے کے تار کیوں دلاتے ہیں؟ مسلمان علماء اخبارات کے ایڈیٹروں اور مولویوں کو قتل کی دھمکیاں کیوں ہیں؟ مسلمانوں کو مرعوب کر کے مرزائی بنانے کے کیوں منصوبے ہو رہے ہیں؟ مسلمانوں کو مجرموں کی طرح اپنے سامنے پیش کرنے کے کیا معنی؟ اور پنڈت نہرو کی حکومت سے خیر خواہی کس قسم کی؟ سر ظفر اللہ وزارت کے بعد کس ملک میں جانا چاہتے ہیں؟ یہ مرزا محمود قادیان کے کیوں (خواب دیکھ رہے ہیں اور پھر خواب کی تعبیر میں قربانی طلب کرنے کے کیا معنی؟) یہ اور اس قسم کے چند اور سوالات اور شبہات ہیں جو مسلمانوں کے دلوں میں لامحالہ پیدا ہو رہے ہیں۔ جن کا ازالہ حکومت کی طرف سے از حد ضروری ہے۔

سچ تو یہ ہے کہ اگر اس فتنہ عظیمہ کو ابھی سے نہ روکا گیا تو بہت ممکن ہے کہ پاکستان کی سالمیت خطرے میں نہ پڑ جائے۔

وما علینا الا البلاغ. واللہ المستعان!

دعا طلب: احقر عبدالرحیم غفرلہ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مطالبہ حق

حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر مرزائی حکومت قائم ہوجائے تو مرزا محمود ہٹلر اور مسولینی کے نقش قدم پر

مرزا محمود خلیفہ قادیانی آج کل حکومت کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ وہ اس میں کامیاب ہوجائیں تو وہ اپنے حکم سے سرتابی کرنے والوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ اس کا جواب خود مرزا محمود ہی کی ایک تقریر میں موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں:

”حکومت ہمارے پاس نہیں کہ ہم جبر کے ساتھ ان لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر یا مسولینی کی طرح جو شخص ہمارے حکموں کی تعمیل نہ کرے اسے ملک سے نکال دیں اور جو ہماری باتیں سنے اور ان پر عمل کرنے پر تیار نہ ہو، اسے عبرتناک سزا دیں۔ اگر حکومت ہمارے پاس ہوتی تو ہم ایک دن کے اندر اندر یہ کام کر لیتے۔“ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۱۷۹)

(خدا گنجے کو ناخن نہ دے)

مسلمانان پاکستان اور حکومت پاکستان کا فرض ہے کہ وہ مرزا محمود کے عزائم کو سمجھیں اور قبل اس کے کہ یہ فتنہ قیامت بن جائے۔ اس کے استیصال کی طرف فوری توجہ کریں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علیٰ من لا نبی بعده. وعلیٰ آله واصحابه اجمعین!

حمد و صلوٰۃ کے بعد ناچیز مؤلف قارئین کرام کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ آج کل پاکستان کے ہر گوشہ سے یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی امت کو مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دیا جائے۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی آنجہانی نے جو ”دین“ پیش کیا ہے وہ اس دین حق سے بالکل مغائر ہے۔ جسے حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ نے پیش فرمایا تھا۔ یہ مطالبہ اس حیثیت سے بہت دیرینہ ہے کہ مرزا قادیانی آنجہانی نے جب کھل کر نبوت و پیغمبری کا دعویٰ کیا اور بعض اولوالعزم پیغمبروں کو گالیاں دیں اور بعض ضروریات دین کا انکار اور بعض استخفاف کیا تو اسی زمانہ میں ہر مکتب خیال اور ہر مسلک و مشرب کے علماء کرام نے یہ متفقہ فتویٰ دے دیا تھا اور اس کے بعد سے اب تک برابر دیتے چلے آئے ہیں کہ نہ صرف مرزا غلام احمد قادیانی بلکہ ان کو نبی، مسیح اور مجدد ماننے والے تمام مدعیان اسلام بھی کافر و مرتد اور خارج از اسلام

ہیں۔ان سے رشتہ ناتہ اور موالات حرام ہے۔فرق اس قدر ہے کہ اس فتویٰ کے مخاطب عامہ اہل اسلام تھے اور موجودہ مطالبہ حکومت پاکستان سے کیا جارہا ہے کہ وہ اس متفقہ فتویٰ بلکہ خود مرزائیوں کے مسلمات کے مطابق بھی ان کو آئینی طور پر مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دے کر مسلمانوں کو مطمئن کرے۔اس مطالبہ پر مرزائی صاحبان کو بگڑنا نہ چاہئے تھا۔اس لئے کہ ان کو اور ان کے مقتداء (مرزا قادیانی آنجہانی) کو یہ تسلیم ہے کہ ان کا اور مسلمانوں کا دین، ایمان اور اسلام جدا ہے اور سب مسلمان بوجہ مرزا قادیانی آنجہانی کو نہ ماننے کے کافر اور خارج از اسلام ہیں۔یہ امر بھی مرزائی لٹریچر سے ثابت ہے۔مرزائی صاحبان کو مسلمانوں کے مطالبہ کی تائید کرنی چاہئے تھی۔لیکن وہ اس مطالبہ کی مخالفت محض اس لئے کر رہے ہیں کہ یہ مطالبہ اگر منظور ہوگیا تو انہیں ان بیشمار حقوق ملازمت وغیرہ سے دستبردار ہونا پڑے گا۔جن پر وہ ''مسلمان'' کے نام سے غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔

ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے اس مطالبہ کی مخالفت میں مرزائی صاحبان مخلص نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مخالفت دنیاوی اغراض کی بناء پر ہے اس لئے اس باب میں مرزائی صاحبان کو مخاطب کرنا بے سود معلوم ہوتا ہے۔البتہ ارباب اقتدار اور ان مسلمانوں کو جو مرزائی لٹریچر سے بے خبری کے باعث مسلمانوں کے مطالبہ کو تسلیم کرنے میں متامل ہیں۔صورتحال سے روشناس کرانا ضروری ہے۔اسی نقطۂ نظر سے یہ مختصر مضمون ہدیۂ ناظرین کرام کیا جارہا ہے۔

میں نے اس مضمون میں اس حقیقت کے صرف چند گوشوں کو مرزائی لٹریچر ہی کی روشنی میں بے نقاب کیا ہے کہ اسلام اور ملت اسلامیہ سے مرزائی امت کو کوئی تعلق نہیں ہے۔اس لئے آئینی طور پر بھی ان کو جدا ہی رکھنا چاہئے۔میں نے اپنی طرف سے زیادہ حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں سمجھی۔حساس مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس مضمون کو دستور ساز اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں اور ڈسٹرکٹ بورڈ اور میونسپل کمیٹیوں کے ممبروں اور سیاسی لیڈروں اور دیگر ذی اثر مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہنچائیں تاکہ وہ اس مطالبہ کی معقولیت کو سمجھ سکیں اور ہمارا فرض ادا ہو جائے۔

میں نے یہ مضمون بہت عجلت میں لکھ کر کاتب کے حوالے کردیا ہے۔حوالوں کی زیادہ جانچ پڑتال کا موقع نہیں ملا۔اس لئے اگر کہیں کوئی غلطی ہوگئی ہو تو مجھے مطلع کر کے ممنون فرمایا جاوے۔غلطی کی اصلاح طبع دوم میں انشاءاللہ کردی جائے گی۔

مسلمانوں سے بنیادی اختلافات

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے بیٹے اور خلیفہ دوم مرزا محمود ایں جہانی نے اپنے ایک

خطبہ میں کہا: ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (یعنی مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند اور مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳، مورخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۳۱ء)

مسلمانوں کا اسلام اور، مرزائیوں کا اور؟

مرزا محمود ہی نے اپنے والد (غلام احمد قادیانی) کا بیان دوسرے مقام پر ان الفاظ میں نقل کیا ہے: ''ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور ہے۔ ان کا خدا اور ہے اور ہمارا خدا اور۔ ہمارا حج اور ہے ان کا اور۔ اسی طرح ہر بات میں (مسلمانوں سے) اختلاف ہے۔''

(الفضل قادیان مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۱۷ء ص ۸)

جس اسلام میں مرزا قادیانی کا ذکر نہ ہو وہ اسلام نہیں

''عبداللہ نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی آنجہانی) کی زندگی میں ایک مشن قائم کیا۔ بہت سے لوگ مسلمان ہوئے۔ مسٹر دیپ نے امریکہ میں ایسی اشاعت شروع کی۔ مگر آپ (مرزا قادیانی آنجہانی) نے ان کو پائی کی مدد نہ کی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جس اسلام میں آپ (مرزا قادیانی آنجہانی) پر ایمان لانے کی شرط نہ ہو اور آپ کے سلسلہ کا ذکر نہیں اسے آپ اسلام ہی نہ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نوردین آنجہانی) نے اعلان کیا تھا کہ ان (مسلمانوں) کا اسلام اور ہے اور ہمارا اسلام اور ہے۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء)

مسلمانوں کے اسلام کی تحقیر

مرزا محمود کا ایک بیان ملاحظہ فرمائیے: ''تم ایک برگزیدہ نبی (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) کو مانتے ہو اور تمہارے مخالف (مسلمان) اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی آنجہانی) کے زمانے میں ایک تجویز ہوئی کہ احمدی اور غیر احمدی مل کر تبلیغ کریں۔ مگر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم کون سا اسلام پیش کرو گے۔ کیا تمہیں جو خدا نے نشان دیئے وہ چھپاؤ گے۔'' (آئینہ صداقت ص ۵۳، اخبار بدر قادیان مورخہ ۱۹ رجنوری ۱۹۱۱ء)

مرزا قادیانی آنجہانی کے اسلام کے دو بنیادی اصول

مسلمانوں کے اسلام کے دو بنیادی اصول ہیں۔ ایک توحید دوسری رسالت۔ لیکن

مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام کے بنیادی اصول مرزا قادیانی ہی کی زبان سے سنئے: ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایک محسن (یعنی انگریز) کی بدخواہی کرنا حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہوتا ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کر چکا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ سو وہ سلطنت برطانیہ ہے۔''

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ج، خزائن ج ٦ ص ٣٨٠)

مرزا قادیانی کی دوسری کتاب شہادۃ القرآن میں ہے: ''میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں۔''

(شہادۃ القرآن ص ٨٤، خزائن ج ٦ ص ٣٨٠)

مرزائی لٹریچر میں خدا کا تصور

مرزا قادیانی اور مرزائی صاحبان جس ''اسلام'' کو مانتے ہیں۔ اس میں ''خدا'' کا جو تصور پیش کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ''ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہاء عرض اور طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم (خدا) کی تاریں بھی ہیں۔'' (توضیح المرام ص ٧٥، خزائن ج ٣ ص ٩٠)

دوسرے مقام پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''انت منی بمنزلة ولدی'' خدا کہتا ہے کہ اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

(تذکرہ ص ٤٤٢، حقیقت الوحی ص ١٤٣، خزائن ج ٢٢ ص ٥٨١)

''اسمع ولدی'' اے میرے بیٹے (مرزا قادیانی) سن۔ (البشریٰ ج اوّل ص ٤٩)

''انت من ماء نا'' اے مرزا تو ہمارے پانی سے ہے۔

(انجام آتھم ص ٥٥، خزائن ج ١١ ص ٥٦)

یہ اور اس قسم کی مزخرفات حق تعالیٰ کی طرف مرزا قادیانی نے بکثرت منسوب کی ہیں۔ جن کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا لایا ہوا اسلام ایک سیکنڈ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ ان مزخرفات کی تاویلیں کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے عیسائی تثلیث اور ابنیت مسیح (علیہ السلام) کے مسئلہ میں کیا کرتے ہیں۔

مرزائیوں کا کلمہ

مسلمان ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے حضرت فخر الاولین والآخرین سیدنا محمد عبداللہ القرشی الہاشمی المکی المدنی ﷺ کی ذات مبارک مراد لیتے ہیں۔ لیکن خود مرزا قادیانی آنجہانی اور ان کے متبعین محمد رسول اللہ (ﷺ) کے الفاظ بول کر ان سے کیا مراد لیتے ہیں؟ اسے ذیل سے ملاحظہ کیجئے۔ خود مرزا قادیانی آنجہانی نے لکھا: ''محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم'' اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

اب مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم۔اے کے ملفوظات بھی سنئے: ''مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی آنجہانی) کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

مرزائیوں کا قرآن

قرآن پاک کی وہ آیات جو آنحضرت ﷺ کی شان میں نازل ہوئیں۔ ان میں سے اکثر و بیشتر آیات کی نسبت مرزا قادیانی آنجہانی نے لکھا ہے کہ وہ میرے متعلق ہیں۔ نمونہ کے لئے مرزا قادیانی کی حسب ذیل تصانیف اٹھا کر دیکھئے۔ (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، البشریٰ ج ۲ ص ۵۶، اعجاز احمدی، ضمیمہ نزول المسیح ص ۷، اربعین نمبر ۳ ص ۲۳، ۲۵، اربعین نمبر ۳ ص ۴۳) وغیرہ وغیرہ۔ اسی بناء پر مرزا محمود نے صاف صاف کہہ دیا کہ: ''اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی آنجہانی) نے پیش کیا ہے اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے۔ اگر حدیثوں کو اپنے طور پڑھیں گے تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گی۔ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ حدیثوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے جس طرح مداری جو چاہتا ہے اس میں سے نکال لیتا ہے۔ اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۲۸ء)

مرزائیوں کی حدیث

احادیث رسول اللہ ﷺ کی نسبت مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور مرزا محمود ایں جہانی کا خیال واعتقاد تو آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے۔ یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ جب قرآن کے مقابلہ میں قرآن تصنیف کر لیا گیا تو حدیث کے مقابلہ میں ''حدیث'' نہ ہوتی۔ چنانچہ مرزا بشیر احمد ایم۔اے

نے ''سیرۃ المہدی'' کے نام سے کتاب لکھی۔ جس میں اپنے ابا جان کی ''احادیث'' جمع کی گئی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ حضور سرور دو عالم ﷺ کی احادیث مبارکہ کو روایت کرنے والے حضور ﷺ کے مقدس صحابہؓ ہیں۔ جن کی دیانت و امانت اور جن کے دین و تقویٰ کی شہادت خود اللہ و رسول نے بکرات و مرات دی ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی ''احادیث'' کو آپ کے مریدوں کے اس گروہ نے روایت کیا ہے۔ جن کے متعلق خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اخی مکرم مولوی نور دین بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت و تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت پیدا نہیں کی۔''

(اشتہار التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء ملحقہ شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۳۹۵)

اس کے بعد خود مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو خوب صلواتیں سنائی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ ایسے اخلاق باختہ اور ننگ انسانیت مرزائی مرزا قادیانی کی احادیث کے راوی ہیں۔ بلکہ گنڈا سنگھ اور جھنڈا سنگھ ایسے مؤمنین قانتین بھی راویان حدیث کے زمرہ میں شامل ہیں۔ (جیسا کہ سیرۃ المہدی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے) انا للہ وانا الیہ راجعون!

مرزائیوں کا کعبہ اور ارض حرم

اسلام، ایمان، کلمہ اور قرآن و حدیث کے بعد اب مرزائیوں کے کعبہ کا قصہ بھی سنئے۔ اللہ تعالیٰ نے کعبۃ اللہ کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ ''ومن دخله كان آمنا'' اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور آخری فقرہ مذکورہ بالا ''من دخله كان آمنا'' اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔'' (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص ۵۵۹، خزائن ج ۱ ص ۶۶۷)

قادیانی کی مسجد کو ''من دخله كان آمنا'' کہہ کر کعبہ قرار دینے کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی نے پوری سرزمین قادیان دارالطغیان کو ''ارض حرم'' کھلے لفظوں میں کہہ دیا۔ چنانچہ (درثمین ص ۵۲) میں کہتے ہیں۔

زمین قادیان اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

مرزائیوں کا حج

کعبہ اور ارض حرم کے لئے حج لازمی امر تھا۔ اس لئے مرزا قادیانی کے بیٹے اور خلیفہ دوم مرزا محمود نے یہ کہہ کر اس کمی کو پورا کر دیا کہ: ''ہمارا (سالانہ) جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ حج

خدا تعالیٰ نے مؤمنوں کی ترقی کے لئے مقرر کیا تھا۔ آج احمدیوں کے لئے دینی لحاظ سے تو حج مفید ہے۔ مگر اس سے جو اصل غرض یعنی قوم کی ترقی تھی۔ وہ انہیں حاصل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضے میں ہے جو احمدیوں کو قتل کرنا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔“

”جیسا حج میں رفث، فسوق اور جدال منع ہیں۔ ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں۔“

(مجموعہ تقاریر مرزا محمود جلسہ سالانہ ۱۹۱۴ء مندرجہ برکات خلافت ص ۷۷)

”جیسے احمدیت کے بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا (قادیانی) کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اسی طرح اس ظلی حج کو چھوڑ کر مکہ والا حج بھی خشک حج رہ جاتا ہے۔“

(اخبار پیغام صلح ج ۲۱ نمبر ۲۲)

اس حج کا مقصد

سوال یہ ہے کہ وہ کون سا مقصد ہے جو ”مکہ والے حج“ سے پورا نہیں ہوتا بلکہ قادیان والے حج سے پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے۔ (اور آج کل ”ربوہ والے حج“ سے یہ مقصد پورا ہو رہا ہے) تو اس کا جواب کلیجہ پر ہاتھ رکھ کر پڑھئے اور مرزائی دھرم کی داد دیجئے۔

”جماعت احمدیہ کا سب سے پہلا جلسہ باقاعدہ اجتماع جو ۱۸۹۲ء میں منعقد ہوا۔ اس کی کیفیت آئینہ کمالات اسلام میں درج ہے۔ اسی کیفیت میں لکھا ہے کہ آئندہ بھی اس جلسہ کے یہی مقاصد ہوں گے کہ اس گورنمنٹ برطانیہ کا شکر گزار اور قدر دان بننے کی کوشش اور تدبیریں کی جائیں۔“

(پیغام صلح ص ۶، مورخہ ۱۵/دسمبر ۱۹۳۲ء)

مرزائیوں کی مسجد اقصیٰ

کعبہ کے بعد مسلمانوں کے قبلۂ اولین (مسجد اقصیٰ) کی کمی رہ گئی تھی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے مرزا آنجہانی نے ۲۸/مئی ۱۹۰۰ء میں ایک اشتہار شائع کیا جو تبلیغ رسالت جلد نہم میں درج ہے۔ اس میں مرزا قادیانی نے بغیر کسی اینچ پینچ کے پوری دیدہ دلیری کے ساتھ لکھا کہ:

”بس اس پہلو کی رو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے۔“

پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ“

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۸۸)

''اور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ''سبحان الذی اسری بعبدہ'' اور مسجد اقصیٰ وہی ہے جس کو بنایا مسیح موعود نے۔''

''اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ کا منشاء ہے۔ ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۸۲)

مرزا قادیانی آنجہانی کے فرشتے

نبوت و پیغمبری اور کعبہ و مسجد اقصیٰ کا اثبات نا تمام رہتا۔ اگر فرشتوں کی آمدورفت ثابت نہ کی جاتی۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے متعدد فرشتوں کا ذکر کیا ہے جن کے نام یہ ہیں۔

پہلا فرشتہ آئل

''جاء نی آیل (اس جگہ آئل خدا تعالیٰ نے جبریل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگل کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئل یعنی جبرائیل کا آنا اور بشارت دینا تحریر کیا ہے اور (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲) میں لکھتے ہیں کہ: ''رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبریل حاصل کرے۔''

تو ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کو رسول ہونے کا دعویٰ تھا۔ لاہوری مرزائیوں کو اس پر غور کرنا چاہئے۔

دوسرا فرشتہ ٹیچی ٹیچی

مرزا قادیانی نے اپنے پاس آنے والے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کا نام ٹیچی ٹیچی لکھا ہے۔ اس ''فرشتہ'' کا ''شان نزول'' مرزا قادیانی ہی کے الفاظ میں یہ ہے: ''بوقت قلت آمدنی میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آیا ہے۔ مگر انسان نہیں بلکہ فرشتہ معلوم ہوتا ہے اور اس نے بہت سا روپیہ میری جھولی میں ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کا نام پوچھا تو اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا۔ آخر کچھ نام تو ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

تیسرا فرشتہ انگریز بہادر

مرزا قادیانی کے پاس ایک اور فرشتہ کثرت سے آیا جایا کرتا تھا۔ جو انگریز تھا اور حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے مذہب ان کی نبوت وپیغمبری اور ان کی مسیحیت ومجددیت سب اسی انگریز فرشتہ ہی کی کارستانی کا نتیجہ ہے۔ اس انگریز فرشتہ کا ذکر خیر مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں: ”ایک دفعہ کی حالت یاد آئی کہ انگریزی میں اوّل یہ الہام ہوا (اس کے بعد چند انگریزی الہامات لکھے ہیں) اور اس وقت ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہے اور باوجود پر دہشت ہونے کے پھر اس میں ایک لذت تھی۔ جس سے روح کو معنی معلوم کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی اور یہ انگریزی زبان کا الہام اکثر ہوتا رہتا ہے۔“

(براہین احمدیہ ص۴۸۰،۴۸۱، خزائن ج۱ ص۵۷۱،۵۷۲)

چوتھا فرشتہ مٹھن لال

مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ”خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مٹھن لال جو کسی زمانہ میں بٹالہ میں اسسٹنٹ تھا کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور گرد اس کے عملہ کے لوگ ہیں۔ میں نے جاکر کاغذ اس کو دیا اور کہا کہ یہ میرا پرانا دوست ہے۔ اس پر دستخط کردو۔ اس نے بلاتأمل اس وقت دستخط کردیئے۔ یہ جو مٹھن لال دیکھا گیا ہے مٹھن لال سے مراد ایک فرشتہ تھا۔“

(تذکرہ ص۵۶۰، الحکم ج۹ نمبر۳۶)

پانچواں فرشتہ خیراتی

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”تین فرشتے آسمان کی طرف سے ظاہر ہوگئے۔ جن میں سے ایک کا نام خیراتی تھا۔“ (تریاق القلوب ص۹۴، خزائن ج۱۵ ص۳۵۱)

چھٹا فرشتہ شیر علی

”میں نے کشف میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔“ (تریاق القلوب ص۹۵، خزائن ج۱۵ ص۳۵۲، تذکرہ ص۱۸)

ایک اور انگریز فرشتہ

مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا ہاں میں درشنی آدمی ہوں۔“ (تذکرہ ص۳۱)

مسلمان اب تک تو جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام جیسے مقدس اور مقرب فرشتوں کے نام سنتے چلے آئے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی نے ان کے مقابلہ میں درشنی، انگریز، مٹھن لال، خیراتی اور ٹیچی ٹیچی فرشتے پیش کر کے اس مشہور ضرب المثل کی تصدیق کردی کہ ”جیسی روح ویسے فرشتے۔“

ام المومنینؓ اور صحابہؓ

ایک آخری گستاخی اور بے ادبی جو مرزائی امت نے اسلام اور بزرگان اسلام کی شان میں روا رکھی یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے مقابلہ میں حکیم نوردین بھیروی آنجہانی کو اور سیدنا فاروق اعظمؓ کے مقابلہ میں مرزا محمود ایں جہانی کو اور دوسرے حضرات صحابہؓ کے مقابلہ میں عام مرزائیوں کو رکھ کران کو وہی درجہ دیا۔ جو حضرات شیخینؓ و دیگر صحابہؓ کو حاصل تھا۔ حالانکہ ”انگریز کے خود کاشتہ پودے“ کو حضرات شیخینؓ و دیگر صحابہؓ کے ساتھ کیا نسبت؟ چہ نسبت خاک را بعالم پاک! پھر اسی پر بس نہیں کی بلکہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور دوسری امہات المومنینؓ کے مقابلہ میں مرزا قادیانی آنجہانی کی بیوی کو بھی ”حضرت ام المومنین“ کہا اور لکھا جارہا ہے۔ غرض اسلام کا وہ کون سا مسئلہ ہے۔ جس کو اس جماعت نے مسخ نہیں کیا اور شریعت مطہرہ کی وہ کون سی اصطلاح ہے۔ جس کی عظمت اور وقعت کو اس دشمن اسلام جماعت نے کم کرنے کی سعی باطل نہیں کی؟ کیا ان واقعات کی موجودگی میں کوئی کہہ سکتا ہے کہ مرزائی جماعت مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ ہے۔ جب کہ اس فرقہ کی ہر چیز چودہ سوسالہ اسلام سے بالکل جدا اور انوکھی ہے؟ اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے دونوں خلیفوں کو بھی اس کا اقرار واعتراف ہے۔

مرزائی بحیثیت ایک مستقل قوم کے

مسلمانوں سے مرزائیوں کا ہر بنیادی عقیدہ میں اختلاف کرنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ایک جدا قوم ہے خواہ وہ الگ قوم ہونے کا اقرار کریں یا نہ کریں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کا تو یہ اقرار بھی موجود ہے کہ ان کی جماعت ایک قوم ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”دھوپ میں جلنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے مجھے قبول نہیں کیا اور کیچڑ کے چشمے اور تاریکی میں بیٹھنے والے عیسائی ہیں۔ جنہوں نے آفتاب کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور وہ قوم جن کے لئے دیوار بنائی گئی وہ میری جماعت ہے۔“

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۴۹، خزائن ج۲۱ ص۳۱۴)

اسی طرح دوسرے مقام پر مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو ''تیسری قوم'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''اب ایک تیسری قوم ہے جس نے ذوالقرنین سے التماس کی کہ یاجوج ماجوج کے درے بند کر دے تاکہ وہ ان کے حملوں سے محفوظ ہو جاویں۔ وہ ہماری قوم ہے جس نے اخلاص اور صدق دل سے مجھے قبول کیا۔''

(زندہ نبی اور زندہ مذہب ص ۵۵، تقریر مرزا قادیانی بر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۰۱ء)

ان دونوں عبارتوں میں مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں ایک الگ قوم قرار دے کر زیر بحث مسئلہ کو بالکل صاف کر دیا ہے اور کوئی الجھن باقی نہیں رہنے دی۔

اصول وعقائد کے بعد نام بھی الگ

ایک مستقل اور الگ قوم ہونے کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہئے کہ اس قوم کا نام بھی پہلی قوم سے علیحدہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مرزا قادیانی نے لکھا: ''مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام ''فرقہ احمدیہ'' رکھا جائے۔'' (تریاق القلوب ص ۳۹۹، خزائن ج ۱۵ ص ۵۲۷)

صرف جماعتی کاروبار اور نجی معاملات ہی میں مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو مسلمان کہنے کی بجائے ''احمدی قوم'' نہیں کہا۔ بلکہ سرکاری مردم شماری میں بھی اپنی جماعت کو حکم دیا کہ وہ اپنے نام کے ساتھ ''احمدی'' لکھوائیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اصول کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے۔ علیحدہ خانہ میں اس کی خانہ پری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے پسند اور تجویز کیا ہے۔ وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے۔ اس لئے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جائے اور نیز اپنی جماعت کو ہدایت کی جائے کہ وہ مندرجہ ذیل تعلیم کے موافق استفسار کے وقت لکھوائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۳۸۹، خزائن ج ۱۵ ص ۵۱۷)

اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں اور مرزائیوں میں اصولی اختلاف ہے۔ اسی بناء پر مرزا قادیانی نے قرین مصلحت سمجھا کہ اپنی جماعت کا نام مسلمانوں سے الگ لکھوایا جائے۔

تمام مسلمانوں کو بکلی ترک کرنا پڑے گا...... مرزائیوں کو مرزا قادیانی کا حکم

یہاں تک تو مرزائی لٹریچر سے صرف اس قدر ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی اوران کی امت نے اعتقاد اور قول کے درجہ میں مسلمانوں سے مکمل علیحدگی اختیار کررکھی۔ اب میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ شروع سے اب تک تمام دینی اور دنیوی معاملات واعمال میں بھی مسلمانوں سے بالکل الگ تھلگ رہنے کی مستقل پالیسی پرکاربند ہیں۔ یہ پالیسی مرزا قادیانی کے حسب ذیل حکم کے ماتحت ہے۔ جوانہوں نے اپنی امت کو دیا تھا۔

''تمہیں (مخاطب مرزائی ہیں) دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔ پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔''

(اربعین نمبر۳ حاشیہ ص۲۸، خزائن ج۱۷ص۴۱۷)

اس پالیسی کے متعین ہونے کے بعد مثال کے طور پر نماز تبلیغ رشتہ ناتہ میں مسلمانوں سے مکمل علیحدگی کے چند واقعات پڑھئے۔

اشاعت قرآن کے کام میں شرکت سے انکار

قادیانی جماعت کے بڑے معتمد علیہ مولوی سرورشاہ نے اپنی کتاب (کشف الاختلاف ص۱۴) میں لکھا ہے: ''کیا غیراحمدیوں کے ساتھ سیدنا حضرت مسیح موعود کا عمل درآمد کسی پر مخفی ہے۔ آپ اپنی ساری زندگی میں نہ غیروں کی کسی انجمن کے ممبر ہو سکے اور نہ ان میں سے کسی کو اپنی انجمن کا ممبر بنایا اور نہ کبھی ان سے چندہ مانگا۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ علی گڑھ میں قرآن مجید کی اشاعت کی غرض سے ایک انجمن بنائی گئی اور وہاں کے سیکرٹری صاحب نے ایک خاص خط بھیجا کہ چونکہ آپ لوگ خادم اور ماہر قرآن مجید ہیں۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ ہماری اس انجمن میں آپ صاحبان میں سے بھی کچھ شریک ہوں۔ مگر باوجود جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب (مرزائی آنجہانی) کی کوشش کے حضور (مرزا قادیانی آنجہانی) نے انکار ہی فرمایا۔ پھر سرسید صاحب کے چندہ مدرسہ مانگنے کا واقعہ تو مشہور ہی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک روپیہ تک بھی مانگتے رہے۔ لیکن حضور (مرزا قادیانی آنجہانی) نے شرکت سے انکار ہی فرمایا۔ حالانکہ (مرزا قادیانی نے) خود مدرسہ انگریزی جاری کیا ہوا تھا۔''

مسلمانوں کے پیچھے نماز قطعاً حرام ہے

خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

۱...... ”صبر کرو اور اپنی جماعت کے غیر کے پیچھے نماز مت پڑھو۔ بہتری اور نیکی اسی میں ہے اور اس میں تمہاری نصرت اور فتح عظیم ہے۔“ (اخبار الحکم مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء)

۲...... ”پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام اور قطعاً حرام ہے کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم سے ہو۔“

(اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

مرزا محمود لکھتے ہیں کہ: ”ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔“ (انوار خلافت ص۹۰)

مسلمانوں کے بچوں کی نماز جنازہ بھی جائز نہیں

مرزا محمود کہتے ہیں کہ: ”غیر احمدی (مسلمانوں) کا جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ حتیٰ کہ غیر احمدی معصوم بچے کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔“ (انوار خلافت ص۹۳)

مسلمانوں سے رشتہ ناطہ کرنا جائز نہیں

مرزا محمود کی کتاب (انوار خلافت ص۹۳،۹۴) میں ہے: ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی آنجہانی) نے اس احمدی (مرزائی) پر سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو اپنی لڑکی غیر احمدی (مسلمان) کو دے۔ آپ سے ایک شخص نے بار بار پوچھا اور کئی قسم کی مجبوریوں کو پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس کو یہی فرمایا کہ لڑکی کو بٹھائے رکھو۔ لیکن غیر احمدیوں میں نہ دو۔ آپ (مرزا قادیانی) کی وفات کے بعد اس (شخص) نے غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو لڑکی دے دی تو حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نوردین) نے اس کو احمدیوں کی امامت سے ہٹا دیا اور جماعت سے خارج کر دیا اور اپنی خلافت کے چھ سالوں میں اس کی توبہ قبول نہ کی۔ باوجودیکہ وہ بار بار توبہ کرتا رہا۔“

مسلمانوں سے دینی اور دنیوی دونوں قسم کے تعلقات حرام

مرزا بشیر احمد ایم۔اے (ابن مرزا غلام احمد) نے اپنی کتاب کلمۃ الفصل میں خوب صفائی سے لکھ دیا ہے کہ مسلمانوں سے مرزائیوں کے دینی اور دنیوی دونوں قسم کے تعلقات حرام ہیں۔ وہ لوگ جو مرزائیوں کو مسلمانوں سے الگ قوم قرار دینے میں متامل ومذبذب ہیں۔ اس

عبارت کو غور سے پڑھیں۔

''غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان (مسلمانوں) کے ساتھ مل کر کام کر سکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیاوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناتہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے۔'' (کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۵۹،۱۶۹، نمبر ۴ ج ۱۴)

مسلمانوں سے قطع تعلق کی بنیادی علت

مرزائی اخبار (اخبار الفضل ۲۷ مئی ۱۹۲۰ء) میں مسلمانوں سے مرزائیوں کے قطع تعلق کی بنیادی علت یوں بیان کی گئی ہے: ''جب کوئی مصلح آیا تو اس کے ماننے والوں کو نہ ماننے والوں سے علیحدہ ہونا پڑا۔ مگر تمام انبیاء ماسبق کا یہ فعل قابل ملامت نہیں اور ہرگز نہیں تو مرزا غلام احمد قادیانی کو الزام دینے والے انصاف[13] کریں کہ اس مقدس ذات (مرزا قادیانی آنجہانی) پر الزام کس لئے؟''

مرزا قادیانی کی انجیلی تمثیل

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی نے مسلمانوں سے علیحدگی کو حق بجانب قرار دیتے ہوئے ایک تمثیل لکھی ہے۔ ذرا اسے بھی سن لیجئے۔

''یہ جو ہم نے دوسرے مدعیان اسلام سے قطع تعلق کیا ہے۔ اوّل تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے تھا نہ اپنی طرف سے اور دوسرے وہ لوگ (مسلمان) ریاپرستی اور طرح طرح کی خرابیوں میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور ان لوگوں کو ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں۔ جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑ گئے ہیں۔'' (تشحیذ الاذہان ج ۶ نمبر ۸)

اس رسالہ میں شروع سے یہاں تک جس قدر مواد مرزائی لٹریچر سے نقل کیا گیا ہے اس پر نظر غائر ڈالنے کے بعد آپ اس سے حسب ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں:

۱...... مسلمانوں اور مرزائیوں کا اختلاف تمام بنیادی اور اصولی عقائد میں ہے۔ یہ اختلاف فروعی قطعاً نہیں۔

۲...... مرزائی مسلمانوں سے صرف عقائد مذہبی میں الگ نہیں رہنا چاہتے۔ بلکہ دنیاوی معاملات میں بھی الگ رہنا ان کی مستقل پالیسی ہے۔

۳...... اور یہ علیحدگی مرزائیوں کی رائے نہیں۔ بلکہ بقول ان کے خداتعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہے۔

۴...... اور یہ علیحدگی اس بنیاد پر ہے کہ مصلح (یعنی پیغمبر) کے آنے کے بعد اس کے ماننے والے، نہ ماننے والوں سے کٹ جاتے ہیں اور دونوں الگ الگ قومیں بن جاتی ہیں۔

ان حالات میں حکومت پاکستان کو مسلمانوں کا یہ مطالبہ ماننے میں قطعاً تامل نہ کرنا چاہئے کہ مرزائیوں کو مسلمانوں سے جداگانہ اقلیت قرار دے دیا جائے۔ مرزائی صاحبان کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے لٹریچر کی روشنی میں مسلمانوں کے اس مطالبہ کی حمایت کریں۔

مرزامحمود کا مطالبہ ہمیں اقلیت قرار دیا جائے

آخر میں مرزامحمود کا ایک بیان نقل کر کے اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں۔ مرزامحمود کہتے ہیں: ''میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلا بھیجا کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر اس افسر نے کہا کہ وہ تو اقلیت ہیں اور تم ایک مذہبی فرقہ، اس پر میں نے کہا کہ پارسی اور عیسائی بھی تو مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں تم ایک پارسی پیش کرو اس کے مقابلہ میں دو دو احمدی (مرزائی) پیش کرتا جاؤں گا۔''

(الفضل مورخہ ۱۳ار نومبر ۱۹۴۶ء منقول از روزنامہ احسان لاہور، مورخہ ۱۲ار جولائی ۱۹۵۲ء)

سرظفراللہ کی وزارت خارجہ سے علیحدگی کا مطالبہ اور اس کے دلائل

مسلمانان پاکستان اس وقت دو مطالبے حکومت سے کر رہے ہیں۔ ایک مرزائیوں کو جداگانہ اقلیت قرار دیا جائے۔ دوسرے ظفراللہ وزیر خارجہ کو ان کے عہدہ سے برطرف کیا جائے۔ پہلے مطالبہ کے دلائل آپ اوپر ملاحظہ فرما چکے ہیں: ''دوسرے مطالبہ کے دلائل اس اداریہ میں مذکور ہیں۔ جسے ملک کے مشہور اہل قلم مولانا ماہر القادری نے اپنے ماہنامہ فاران کراچی بابت ماہ جولائی ۱۹۵۲ء میں سپرد قلم فرمایا ہے۔''

اس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے: ''مسلمانوں کے تمام فرقے اس پر متفق ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر نبوت ختم ہوگئی اور اب قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ قرآن پاک احادیث رسول اور خود امت کا ساڑھے تیرہ سو سالہ اجماع اس پر شاہد ہے۔ امت مسلمہ پر کیسے کیسے نازک وقت آئے ہیں۔ عقائد واعمال کے خود مسلمانوں میں کیسے کیسے شدید فتنے اٹھے ہیں۔ دین اسلام کو کس کس مظلومیت کے دور سے گزرنا پڑا ہے۔ ان حالات میں دین کی

تجدید واحیاء کے لئے حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت امام شافعی، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام غزالی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، حضرت امام ابن تیمیہ، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ جیسے صلحاء امت پیدا ہوئے۔ جنہوں نے دین کو زندہ کیا اور جن کے تجدیدی کاموں کی بدولت اسلام کو غلبہ نصیب ہوا اور گمراہیوں اور بدعتوں کا زور ٹوٹ گیا۔ ان میں سے کسی بزرگ نے کسی قسم کی ظلی یا بروزی نبوت کا دعویٰ نہیں۔ کیا اس لئے کہ یہ نفوس قدسیہ دین میں فتنہ پیدا کرنے اور امت کو متفرق کرنے کیلئے نہیں۔ بلکہ دین کی خدمت کے لئے آئے تھے۔ ان کا فریضہ انتشار نہیں اجتماع تھا۔ ان کی ڈیوٹی ہی یہ تھی کہ ملت کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو مجتمع کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم کو ان بزرگوں نے چراغ ہدایت جانا اور کتاب اللہ کے بعد سنت نبوی ہی کو معیار حق وصداقت سمجھا۔

ایک طرف مجدد دین اور صلحا امت کی یہ روش اور دوسری طرف انیسویں صدی عیسوی کے وسط میں ''مرزا غلام احمد'' نام کا ایک شخص پنجاب میں پیدا ہوتا ہے۔ جو اپنی ''نبوت'' کا ڈنکے کی چوٹ پر اعلان کرتا ہے اور اپنے متبعین اور ماننے والوں کے سوا دوسرے مسلمان کو کافر اور خارج دین کہتا ہے۔ کچھ لوگ دین اسلام سے ارتداد اختیار کر کے اس ''مدعی نبوت'' کے ساتھ ہو لیتے ہیں اور محمد رسول اللہ کی امت کے توڑ پر ایک دوسری (قادیانی) ''امت'' ظہور میں آ جاتی ہے۔ یہ انگریزی حکومت کی مہربانی کا دورہ ہے۔ اس زمانہ کے مجدد اور مامور من اللہ مصلح کی سب سے بڑی صفت یہ ہونی چاہیے تھی کہ وہ انگریزی حکومت کی مخالفت میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دیتا ہے۔ مگر اس کے برخلاف مرزا غلام احمد کو ہم انگریزی حکومت کا مداح خواں پاتے ہیں۔ ملکہ وکٹوریہ کی شان میں قصیدہ خوانی کی جاتی ہے اور انگریز کی وفاداری اور نیازمندی کی تلقین فرمائی جاتی ہے۔

مسلمانوں کے تمام فرقے متفقہ طور پر اس ''مدعی نبوت'' کے دعویٰ کی تردید کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے امتیوں میں ایک عام برہمی پائی جاتی ہے۔ مگر انگریز کی پشت پناہی، طرفداری اور سفلہ پروری اس برہمی کے لئے سپر بن جاتی ہے۔ ایسا نیاز مندنی اور اتنی وفادار امت ہر حکومت کو کہاں میسر آتی ہے۔

عیسائیت کی خوشی کے مارے باچھیں کھلی جا رہی ہیں کہ محمد عربی (فداہ ابی وامی) کی نبوت کی مخالفت اور آپ کی امت کی دشمنی میں صلیبی جنگیں جو کام انجام نہ دے سکی تھیں وہ کام ''قادیان'' کے نبی (؟) نے انجام دے دیا۔ یہاں تک کہ قادیانی امت کا یہ پودا انگریز کے سایہ

عاطفت میں پروان چڑھا بلکہ برگ وبار لایا۔

مسلمانوں کے تمام فرقوں کا اعلان تھا کہ وہ لوگ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ ہم میں سے نہیں ہیں۔ یہ ایک بالکل جداگانہ فرقہ ہے۔ امت نبوت سے بنتی ہے۔ جب مرزا غلام احمد نبی ٹھہرے تو ان کے ماننے والے محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں کیسے شمار کئے جاسکتے ہیں۔ مگر انگریز کی پالیسی یہ تھی کہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھا جائے۔ چنانچہ انگریز نے اسی اسکیم کے ماتحت چودھری ظفر اللہ خاں کو حکومت ہند کی کابینہ میں شامل کرلیا اور اس نے اس کے لئے فضا پیدا کردی کہ لوگ ایسا سمجھنے لگیں کہ چودھری صاحب کو ایک مسلمان وزیر کی حیثیت سے کابینہ میں شامل کیا گیا ہے۔ انگریز امت مسلمہ کو نقصان پہنچانے کے طریقوں میں مہارت رکھتا تھا اور اپنے اس فرض سے آج بھی غافل نہیں ہے۔

انگریز شخصیتوں کے گرانے اور چڑھانے کے فن میں بھی ید طولیٰ رکھتا تھا۔ اس نے لوگوں کے ذہن وفکر کو مرعوب کردیا کہ چودھری ظفر اللہ خان ''قانون'' اور ''دستور'' کے معاملات میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ چنانچہ اسی مرعوبیت کا نتیجہ تھا کہ پاکستان اور ہندوستان کی سرحدوں کے تصفیہ کے لئے جو باؤنڈری کمیشن مقرر ہوا۔ اس میں سر ظفر اللہ خاں (بالقابہ) پاکستان کی نمائندگی اور وکالت کرتے نظر آتے ہیں۔ مسٹر ریڈ کلف کے سامنے جب یہ مسئلہ پیش تھا تو پاکستان کے شہید وزیراعظم جناب لیاقت علی خان مرحوم سے ان کے ایک رفیق کار نے کہا تھا کہ ضلع گورداسپور جس میں ''قادیان'' واقع ہے۔ پاکستان میں نہیں رہ سکتا۔ یہ بظاہر ایک نہایت ہی بعید از قیاس پیش گوئی تھی۔ مگر اس کو کیا کیجئے کہ یہ پیش گوئی ایک حقیقت بن کر رہی۔ ضلع گورداسپور کی بعض تحصیلوں میں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہونے کے باوجود اس ضلع کو پاکستان سے علیحدہ ہونا پڑا...... اور ہو جانا نہیں پڑا۔ ایسا کرایا گیا۔ لارڈ ماؤنٹ بیٹن ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے تھے اور چلتے چلاتے مسلمانوں کو نقصان پہنچانا مقصود تھا اور پاکستان کی طرف سے وکالت خود انگریزوں کے نیاز مند چودھری ظفر اللہ خاں فرما رہے تھے۔ لہٰذا وہی نتیجہ ظہور میں آیا۔ جس کی اس قسم کی نمائندگی سے امید ہوسکتی تھی۔

''ریڈ کلف اوارڈ'' سے لے کر اب تک جتنے معاملات میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب نے نمائندگی کی ہے ان میں سے کوئی معاملہ بھی سلجھتا تو کیا اور الجھتا اور بگڑتا ہی چلا جارہا ہے۔ فلسطین کے مسئلہ میں ان کی تقریروں کی کیا دھوم تھی۔ کیا پروپیگنڈا تھا کہ چوہدری صاحب نے اتنی اتنی دیر تک تقریریں کیں کہ مجلس اقوام کے گذشتہ ریکارڈ کو توڑ دیا۔ مگر فلسطین تقسیم ہوکر رہا۔

دنیا کے مسلمانوں کے علی الزعم یہودیوں کی حکومت بنوائی گئی۔

کشمیر کا مسئلہ بھی ہمارے سامنے ہے۔ اس مسئلہ میں بھی پاکستان کو اسی نمائندگی کی برکات (؟) حاصل ہیں۔ جس نمائندگی نے ریڈکلف ایوارڈ میں اس کو نہایت کاری زخم پہنچایا۔ کمیشن پر کمیشن آتے چلے جارہے ہیں۔ لیکن یہ گتھی نہیں سلجھ رہی ہے۔ سلجھے کس طرح؟ اس کو الجھایا گیا ہے۔ جتنی تاخیر ہورہی ہے۔ اسی قدر بھارت کی پوزیشن مضبوط اور پاکستان کا مؤقف کمزور ہوتا جارہا ہے۔

یہ بھی ہماری وزارت خارجہ کا کارنامہ ہے کہ افغانستان سے ہمارے تعلقات ناخوشگوار اور کشیدہ ہیں۔ افغانستان جس سے ہمیں مساعدت کی توقع تھی اور بجا توقع تھی وہ ہماری مخالفت پر آمادہ ہے۔ اس کشیدگی کا آخر کون ذمہ دار ہے؟ اور افغانستان ہی پر کیا موقوف ہے۔ ہمیں تو کوئی مغربی طاقت اپنی طرفدار نظر نہیں آتی۔ انگلستان اور امریکہ جس جس طرح سے بھارت کی دل دہی کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ وہ کوئی راز نہیں ہے۔ سب جانتے ہیں کہ کیا ہورہا ہے؟

خارجی معاملات روز بروز الجھتے چلے جارہے ہیں اور جب تک وزارت خارجہ پر چوہدری ظفر اللہ خان بہادر مسلط ہیں۔ خارجی مسائل پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہی ہوتے رہیں گے۔ پاکستان بڑے خطرے میں گھرا ہوا ہے۔ اس دام ہم رنگ زمین کے حلقوں کو مضبوط تر بنایا جارہا ہے۔

اوپر کہا جاچکا ہے اور ہم نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابیں اس پر گواہ ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت کا آغاز ہی انگریز کی وفاداری اور نیازمندی سے ہوا ہے۔ اس فرقہ کو برطانیہ اور نصرانیوں کی سدا سرپرستی حاصل رہی ہے اور آج بھی لندن اور واشنگٹن سے لے کر ربوہ تک یہ جال پھیلا ہوا ہے...... چرچل اور ٹرومین کی ہدایات مرزابشیرالدین محمود خلیفہ قادیان کی برکت اور دعائیں اور چوہدری ظفر اللہ کی دستوری قابلیت اور سیاسی بصیرت اسی اتحاد اور گٹھ بندھن نے پاکستان کے خارجی مسائل کو عجیب چیز بنادیا ہے۔

سب جانتے ہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے۔ اس اسلام کے نام پر جس کے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم فرمادیا۔ یہاں جو دستور بنے گا یا بن رہا ہے اور جسے عوام مسلمان قبول کریں گے۔ اس کی بنیاد کتاب وسنت ہوگی اور سنت سے مراد مرزاغلام احمد قادیانی کے قول وفعل نہیں۔ بلکہ حضرت سیدنا محمد عربی ﷺ کے اقوال وافعال مراد ہیں تو ایک قادیانی اس مملکت سے کس طرح خوش ہوسکتا ہے اور اس کی سربلندی کے لئے جدوجہد کرسکتا ہے۔ جس کا دستور اس کے پیشوا کی نبوت کی قطعاً نفی کرتا ہو۔

مرزا غلام احمد کو نبی ماننے والا شخص ہندو، عیسائی، یہودی، بودھ، پارسی اور چینی کو نہیں محمد رسول اللہ (ہماری جانیں آپ پر قربان ہوں) کے امتیوں کو اپنا اصلی حریف سمجھتا ہے۔ قادیانی اچھی طرح جانتے ہیں کہ مسلمان ان کو کافر سمجھتے ہیں اور ''قادیانی جماعت'' مسلمانوں کا کوئی فرقہ نہیں ہے۔ وہ ایک الگ امت ہے۔ جس کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اس لئے ان کے صحابہ، ام المؤمنین اور خلفاء بھی دوسرے ہی افراد ہیں۔ ان عقائد کی موجودگی میں چوہدری ظفر اللہ خان سے پاکستان کی فلاح و سر بلندی کے لئے جدوجہد کرنے کی توقع رکھنا ہی حماقت ہے۔ ان کی ذات سے پاکستان کو نقصان تو البتہ پہنچ سکتا ہے اور پہنچ رہا ہے۔ مگر فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب اور وزارت خارجہ کے علاوہ قادیانی مذہب کی تبلیغ کا فرض بھی انجام دیتے ہیں۔ اس طرح غریب پاکستان دوگونہ عذاب میں مبتلا ہے۔ یہ جو دہ مہینوں ممالک غیر میں جا کر رہتے ہیں تو اس سیر و سیاحت اور نقل و حرکت کا بہت بڑا حصہ قادیانیت کی تبلیغ میں صرف ہوتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایک قادیانی کی حیثیت سے جو کچھ وہ کرتے ہیں درست کرتے ہیں۔ ان کو اپنے مذہب اور اپنے نبی سے عشق ہے۔ ان کو ایک وفادار اور مخلص قادیانی، مرزائی یا احمدی کی حیثیت سے یہی کچھ کرنا چاہئے تھا۔ پاکستان کے گورنر جنرل وزیر اعظم یا کابینہ کے احکام کو مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان کے احکام پر وہ ترجیح کس طرح دے سکتے ہیں۔ نہیں دے سکتے یہ ان کے مذہب ایمان اور آخرت کے بنے بگڑنے کا معاملہ ہے۔

یہ وہ شواہد، حقائق اور واقعات ہیں جن کی بنیاد پر ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خاں کو جلد از جلد وزارت خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کر دیا جائے۔ اس معاملہ میں جتنی تاخیر ہوگی اتنی ہی مضرتیں بڑھتی اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔

یہ بھی محض پروپیگنڈا ہے کہ چوہدری صاحب ''قانون و دستور'' کے ماہر ہیں۔ اگر یہ بات اپنی جگہ درست بھی ہو تو ہم ایسی قانونی مہارت اور دستوری قابلیت کو لے کر کیا کریں۔ جس نے پاکستان کی سیاست خارجہ میں مشکلات پیدا کر دی ہوں اور جس نے ہمارے معاملات کو سوارنے کے بجائے اور بگاڑ دیا ہو۔ اس عذاب کو سہتے سہتے پانچ سال ہوگئے۔ بہت تجربے کر کے دیکھ لئے اب تو اس سے قوم اور ملک کو چھٹکارا مل جانا چاہئے۔

یہ درست ہے کہ چوہدری ظفر اللہ خان برطانیہ اور امریکہ کے محبوب ہیں۔ مگر اس محبوبیت کے لئے کیا ہم اپنا خرابہ کرلیں۔ آخر ہم کب تک برطانیہ اور امریکہ کی ناز برداریاں کرتے رہیں گے۔ ہمیں جرأت کے ساتھ قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس عالم جدوجہد میں

نیازمندی اور احساس کمتری سے کام نہیں چلتا۔ یہاں وہ کمزور ہی زندہ رہ سکتے ہیں جو اپنے سے قوی تر سے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر سکیں۔

پاکستان کے مسلم عوام کا یہ مطالبہ ہے۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ایک ایک امتی کے دل کی آواز ہے۔ اس مطالبہ کو احتجاج کی حد تک پہنچنے سے پہلے ہی حکومت پاکستان کو اپنا فرض پہچاننا چاہئے۔ اسلام اور پاکستان کا مفاد ہر شخصیت کے مفاد سے بلند ہے۔

تمت بالخیر!

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت

۱...... ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲...... ''میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

تمام پیغمبروں سے افضل ہونے کا دعویٰ

''سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنیٰ ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے اور خدا نے اپنی حجت پوری کر دی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۵۷۲)

حضور ﷺ سے افضل ہونے کا دعویٰ

۱...... مرزا قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ ص ۶۷، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳) میں حضور ﷺ کے معجزات کی تعداد صرف تین ہزار لکھی ہے اور اپنے نشانات (معجزات) کی تعداد دس لاکھ بتائی ہے۔

۲...... پھر مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳) میں عربی شعر لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ: ''آنحضرت ﷺ کے لئے تو صرف چاند کو گہن لگا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو۔ پس کیا تو اس (فضیلت) کا انکار کرتا ہے؟''

مرزا محمود کی زبان درازی اور گستاخی

۱...... ''حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ

سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔" (ریویو قادیان ج ۱۹۲۵ء)

۲...... مرزا محمود کہتے ہیں اور کس کافرانہ حوصلے سے کہتے ہیں کہ: یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔
(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء ص ۵)

نا قابل برداشت دریدہ دہنی

اکمل مرزائی نے ایک مرتبہ ایک ناپاک نظم لکھی جو غلام احمد قادیانی کے سامنے پڑھی گئی اور قادیانی صاحب نے اکمل کو جزاک اللہ کہا اور اس نظم کو بہت پسند کیا۔ اس نظم کے چند شعر یہ ہیں۔

غلام احمد ہے عرش رب اکرم مکاں اسکا ہے گویا لامکاں میں
غلام احمد رسول اللہ ہے برحق شرف پایا ہے نوع انس وجاں میں
غلام احمد مسیحا سے ہے افضل بروز مصطفٰے ہوکر جہاں میں
محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء ص ۱۴)

نقل کفر کفر نباشد

تمت

حاشیہ جات

۱؎ اس کے ساتھ (الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۲۲) کی حسب ذیل عبارت بھی ملا کر پڑھئے۔
"لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں خود مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اقرار آجاتا ہے۔ اس لئے جو شخص مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا منکر ہے منہ سے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہتا رہے وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔"

۲؎ چودھویں صدی کے "مسیح" کے اس گستاخانہ طرز گفتگو کو دیکھئے اور انا للہ کی تلاوت کیجئے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ سے یہ گستاخی اس لئے ہے کہ پورا ذخیرہ حدیث مرزا قادیانی کا

مکذب ہے۔ حدیث کی تصریحات کے سامنے مرزا قادیانی کا کوئی ہیر پھیر کام نہیں دیتا۔ لطف یہ کہ جب مرزا قادیانی کو خسوف کسوف اور مہدویت وغیرہ کے متعلق بلند بانگ دعاوی کرنے ہوتے تھے تو ضعیف سے ضعیف روایتوں کو بھی قطعیت کا درجہ دینے سے نہ چوکتے تھے۔ حدیثوں کو ''مداری کا پٹارہ'' کہنے والا وہ شخص ہے جس کی اپنی تصانیف ''مداری کا پٹارہ'' ہیں...... اس میں نبوت کا دعویٰ بھی موجود ہے اور اس سے انکار بھی حیات مسیح کا عقیدہ بھی ملتا ہے اور وفات مسیح کا بھی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین بھی آپ کو ملے گی اور تعریف بھی۔ ویدوں کی مذمت بھی کی گئی ہے اور ان کو الہامی اور آسمانی کتب بھی قرار دیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کا غلام بھی کہا گیا ہے اور حضور ﷺ کا ہم مرتبہ بلکہ حضور ﷺ سے افضل و برتر ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ کاش مرزا قادیانی نے احادیث رسول اللہ ﷺ کو ''مداری کا پٹارہ'' کہنے سے پہلے اپنے پٹارہ کی طرف جھانک کر دیکھ لیا ہوتا۔

۳۔ دیکھا آپ نے؟ آیات قرآنیہ کا کس قدر بے محل استعمال کیا جارہا ہے۔ بیت المقدس کی مسجد کو از روئے قرآن قادیان میں بتایا جارہا ہے۔ پھر نہیں معلوم وہ قرآن کون سا ہے۔ ''بے شک وشبہ'' قادیان کا ذکر ہے۔ اسی ایک مثال سے مرزا قادیانی کے ایمان بالقرآن کی حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔

۴۔ پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی احادیث کو (معاذ اللہ) مداری کا پٹارہ کہا کرتے تھے اور عبارت منقولہ بالا میں احادیث کو آڑ بنا کر ان سے منارہ کی ضرورت ثابت فرمارہے ہیں۔ ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ''

۵۔ جس طرح گداگر بھیک حاصل کرنے کے بعد احسان مندی اور شکر گزاری کے طور پر بھیک دینے والے سے پوچھتا ہے۔ بابوجی! آپ کا نام کیا ہے۔ آپ کہاں رہتے ہیں؟

۶۔ فرشتہ نے پہلے تو کہا کہ میرا نام کچھ نہیں۔ پھر اپنا نام ٹیچی ٹیچی بتایا۔ گویا اس نے پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں۔ بہر حال اس کے جھوٹا ہونے میں شبہ نہیں۔ اب یہ نتیجہ نکالنا ناظرین کا کام ہے کہ جس متنبی کا فرشتہ کاذب اور جھوٹا ہو وہ خود کیا اور کیسا ہوگا۔ ع

ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

۷۔ آخر لذت کیوں نہ ہوتی انگریز صرف ملہم ہی نہ تھا مربی اور سرپرست بھی تو تھا۔

۸۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی

زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

اب آپ ہی فرمائیے کہ مرزا قادیانی کی زبان تو پنجابی تھی اور "الہامات" انگریزی وغیرہ زبانوں میں ہوئے۔ کیا یہ غیر معقول اور بیہودہ امر نہیں؟

۹ یہ الفاظ خود مرزا قادیانی نے اپنے اور اپنی جماعت کے لئے استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: "غرض یہ (مرزائی) ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ ہے اور مورد مراحم گورنمنٹ ہے۔ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار ثابت کر چکی ہے۔ اس "خود کاشتہ پودے" کی نسبت نہایت احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ کر کے مجھے اور میری جماعت کو خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

۱۰ اس اصولی اختلاف کی وضاحت نہج المصلے فتاویٰ احمدیہ ص ۲۷۴ میں یوں کی گئی ہے: "یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں (مسلمانوں) کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے..... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے۔ ہمارے مخالف مرزا قادیانی کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا؟"

۱۱ غور فرمائیے مسلمانوں کو صاف لفظوں میں غیر قرار دیا جا رہا ہے۔

۱۲ ابتداء میں تو مرزا قادیانی مدت تک مسلمانوں سے خوب خوب چندے بٹورتے رہے۔ بلکہ مسلمانوں ہی کے چندہ سے جھوٹی نبوت کا پھندا تیار کیا گیا۔ البتہ یہ درست ہے کہ مسلمانوں کے فائدہ کے لئے مرزا قادیانی نے کبھی پھوٹی کوڑی بھی نہیں دی۔

۱۳ اے جناب! اسی انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ آپ مسلمانوں سے کلی طور پر علیحدہ ہو جائیے اور مسلمانوں کے مطالبہ کی حمایت کیجئے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، رشتہ ناتہ ایمان اسلام غرض ہر چیز میں مسلمانوں سے علیحدہ رہنا اور ملازمتوں کے لئے مسلمانوں میں گھسے رہنا آپ ہی بتائیے آخر یہ کہاں کا انصاف ہے؟

۱۴ اس شعر میں علاوہ اس کے کہ حضور ﷺ پر اپنی افضلیت کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ حضور کے معجزہ شق القمر کو گہن کہہ کر اس معجزہ کا انکار بھی موجود ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

گستاخ مرزا

حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ امرتسری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یوں تو مہدی بھی ہو، عیسیٰ بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

ضلع گورداسپور (پنجاب) کے قصبہ قادیان میں ایک شخص مرزا غلام احمد نامی گذرے ہیں۔ جنہوں نے مہدی، عیسیٰ، نبی، رسول بلکہ تمام انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہونے کا نہ صرف دعویٰ کیا۔ بلکہ غضب یہ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ واہل بیت ذوی الاحترامؓ کی شان اقدس میں سخت اشتعال انگیز اور بدترین گستاخیاں کر کے ان بزرگوں کے کروڑوں ماننے والوں کے دلوں کو مجروح کیا۔

انبیاء کی توہین خالص کفر ہے

قرآن پاک نے جہاں سرور کائنات ﷺ کی عزت وتوقیر کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کو کافر کا خطاب دیا ہے۔ وہاں دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ادب واحترام کرنے کی بھی تعلیم دی ہے اور ان میں سے کسی ایک کی شان میں گستاخی کرنے والے کو بھی کافر ٹھہرایا ہے۔ تمام حضرات انبیاء علیہم السلام واجب العزت ہیں اور اس لحاظ سے ان میں تفریق روا رکھنا صریح کفر ہے۔ ’’لا نفرق بین احد من رسلہ ‘‘خود یہ حضرات بھی ایک دوسرے کی تصدیق وتعظیم پر مامور تھے۔ لیکن چودھویں صدی کا قادیانی نام نہاد نبی عجیب واقع ہوا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام ودیگر مقبولان بارگاہ الٰہی کو فحش اور بازاری گالیاں دیتا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کی نبوت میں کچھ فرق نہیں آتا۔

بانیان مذاہب کے احترام کا فریب

اسی قادیانی نبی کے کلمہ گو اور پیرو کچھ عرصہ سے ہر سال ہر مقام پر سیرۃ رسول اللہ ﷺ کے متعلق جلسے کیا کرتے ہیں۔ جن میں اہل اسلام اور غیر مسلم مقررین کو بھی مدعو کیا جاتا ہے اور اس

کا مقصد یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس طرح تمام بانیان مذاہب کا احترام قائم ہو جائے گا۔ حالانکہ فی الحقیقت ان جلسوں کا مقصد مرزا قادیانی کی نام نہاد نبوت کی اشاعت کے لئے فضا کو ہموار و موافق بنانے اور لوگوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اگر ان لوگوں کے دلوں میں بانیان مذاہب کے احترام کی سچی تڑپ موجود ہوتی تو وہ ایسے شخص کی مصنوعی نبوت و مسیحیت پر کبھی اور کسی حالت میں بھی ایمان نہ لاتے۔ جس نے تمام بزرگان مذاہب کو اپنی بدزبانی کا تختہ مشق بنانے میں کمال ہی کر دیا ہے۔

گورنمنٹ کا فرض

قبل اس کے کہ میں مرزا قادیانی آنجہانی کی گستاخانہ عبارتیں نقل کروں۔ یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ آج کل حکومت مرزائیوں کی حد سے زیادہ ناز برداری کر رہی ہے۔ رسالہ ''محمدی گولہ'' عرف ''ردمرزا'' میں اس کو قادیانی نبی کی توہین نظر آتی ہے۔ تو اس کو فوراً ضبط کر لیتی ہے۔ کارکنان مباہلہ کو صرف اس جرم میں کہ انہوں نے مدعی الہام مرزا محمود آف قادیان کے چال چلن پر نکتہ چینی کی تو مصائب میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ لیکن کس قدر شدید بے انصافی اور غضب ہے کہ مرزا قادیانی آنجہانی نے مقدس انبیاء اور دیگر بزرگوں پر ناپاک دلخراش اور ناقابل برداشت حملے کئے۔ جس سے تقریباً تمام مذاہب کے ماننے والوں کے کلیجے یکساں طور پر چھلنی ہوئے اور حکومت منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھی رہی اور اب تک اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اگر گورنمنٹ دعویٰ انصاف میں حق بجانب ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ مرزا قادیانی آنجہانی کی اس ناپاک کتابوں کو بھی فوراً ضبط کرے۔ جن میں مختلف بزرگان مذاہب کی توہین، بے حرمتی کی گئی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی دل آزار و شرمناک توہین

یوں تو مرزا قادیانی کے طعن و تشنیع اور گالی گلوچ سے دنیا کا کوئی بزرگ بھی نہیں بچ سکا۔ حتیٰ کہ سردار دو جہاں ﷺ کی ہجو ملیح بلکہ تنقیص صریح میں بھی کوئی کسر نہ چھوڑی۔ (میں انشاء اللہ اس مضمون کو متعدد نمبروں میں مکمل کروں گا) لیکن اس نے بالخصوص حضرت سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو تو پانی پی پی کر کوسا ہے۔ حضرت ممدوح علیہ السلام کو وہ بے نقط سنائی ہیں اور ایسی ایسی

شرمناک گالیاں دی ہیں کہ اس میدان میں کوئی دشمن اسلام بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکا۔

اس نمبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین پر مشتمل عبارات نقل کرتا ہوں۔ پبلک اور گورنمنٹ دونوں غور سے ملاحظہ کریں اور سوچیں کہ وہ کتابیں جن میں یہ ناپاک عبارتیں موجود ہیں۔ ضبط کئے جانے کے قابل ہیں یا نہیں؟ اور کیا ایسے گستاخ شخص پر ایمان لانے والی امت کے دل میں بانیان مذاہب کے احترام کا سچا جوش اور جذبہ پایا جا سکتا ہے؟

توہین آمیز عبارتیں

مرزا قادیانی اپنی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، ۵، ۶، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸ تا ۲۹۱) پر لکھتے ہیں (نقل کفر کفر نباشد) کہ:

۱...... ’’پس اس نادان اسرائیلی (یعنی حضرت یسوع مسیح) نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔ محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ دکھایا نہیں جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کیسی سوجھی اور کیسی پیش بندی کی۔ اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اس سے معجزہ مانگے۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جیسا کہ ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔ لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایک ایسا ورد بتا سکتا ہوں۔ جس کے پڑھنے سے پہلی رات میں خدا نظر آ جائے گا۔ بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفہ خواں کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں صاحب نظر آ گیا۔ سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان ہی جائیں۔ اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے کیسا داؤ کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔ ایک مرتبہ کسی یہودی نے آپ کی قوت شجاعت آزمانے کے لئے سوال کیا کہ اے استاد! قیصر کو خراج دینا روا ہے یا نہیں؟ آپ کو یہ سوال سنتے ہی اپنی جان کی پڑ گئی کہ کہیں باغی کہلا کر پکڑا نہ جاؤں۔‘‘

چند سطروں کے بعد مرزا قادیانی کس شان ’’معصومیت‘‘ سے لکھتے ہیں۔ ’’ہاں آپ کو گالیاں دینی (کیا فصیح اردو ہے۔ قاسمی) اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ

آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔" (حوالہ بالا نمبرا)

پھر چند سطروں کے بعد کہتے ہیں۔ "نہایت شرم کی بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بے جا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا۔ جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا استاد کی شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی و عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔ آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفا خانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔" اس کتاب کے ص ۷ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔ "آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس

کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں۔ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔" (حوالہ بالا نمبر۱)

مرزا قادیانی کا عذر گناہ بدتر از گناہ

منقولہ بالا عبارات میں حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو مرزا قادیانی نے جو گندی گالیاں دی ہیں اور ان کے متعلق آپ نے جو عذر پیش کئے ہیں میں ان سے بھی ناظرین کرام کو بے خبر نہیں رکھنا چاہتا۔

آپ اسی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۸) کے حاشیہ پر فرماتے ہیں: "بالآخر ہم لکھتے ہیں کہ ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۸، خزائن ج۱۱ص۲۹۲)

پھر مسلمانوں کا منہ بند کرنے کے لئے ص۹ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں: "اور مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی، کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا جس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور حضرت موسیٰ کا نام ڈاکو اور بٹمار رکھا اور آنے والے مقدس نبی کے وجود سے انکار کیا اور کہا کہ میرے بعد سب جھوٹے نبی آئیں گے۔ پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۹، خزائن ج۱۱ص۲۹۳)

الزامی طور پر بھی کسی نبی کی توہین جائز نہیں

مرزا قادیانی کا پہلا عذر یہ ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے عیسائی پادریوں کے شرارت آمیز طرز عمل سے مجبور ہو کر لکھا ہے۔ لیکن یہ عذر اس قدر لغو ہے کہ آپ اس کی تائید میں قرآن پاک کی کوئی آیت یا حضور ﷺ کا عمل پیش نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ عذر حکم خداوندی "ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا (المائدہ:۸)" وغیرہ آیات قرآنیہ کے صریح خلاف ہے۔

اسلام اس امر کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ عیسائی حضور ﷺ کو گالیاں دے کر اپنے خبث باطن کا ثبوت دیں تو اس کے جواب میں مسلمان حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دے کر اپنی

عاقبت خراب کریں۔ حضورﷺ کو بھی عیسائیوں سے ''الوہیت مسیح'' کے مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا۔ لیکن آپﷺ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں کوئی نامناسب لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ آپﷺ کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ مجھے کسی نبی پر اس رنگ میں فضیلت بھی نہ دو کہ ان کی شان میں فرق آئے۔ (سبحان اللہ کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ یہ ہے نبوت کا معیار)

پس جو شخص حضورﷺ کی محبت کی آڑ میں حضرت مسیح علیہ السلام یا کسی اور نبی کی توہین کرتا ہے۔ وہ یقیناً خود حضورﷺ کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے اور اسے کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ حضورﷺ کی محبت کا دعویٰ کرے۔

بتوں کو بھی گالیاں دینے کی اجازت نہیں

دوسرا عذر لنگ مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اس یسوع کے متعلق لکھا ہے۔ جس کا قرآن میں ذکر نہیں۔ اول تو یہ جھوٹ ہے جیسا کہ اوپر مرزا قادیانی ہی کی تحریر سے لکھ کر ثابت کر چکا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ نمبر میں اس پر مفصل بحث کروں گا۔ لیکن تھوڑی دیر کے لئے اگر مان بھی لیا جائے کہ یسوع اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو مختلف شخصوں کے نام ہیں اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں بلکہ کسی یسوع نامی شخص کو خدا مانتے ہیں (اگرچہ ایسا تسلیم کرنا قرآن مجید کی تصریحات اور تاریخی شہادات بلکہ خود مرزا قادیانی کے مسلمات کے بھی خلاف ہے) لیکن آخر یسوع عیسائیوں کا معبود اور مقتداء تو ہے اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ تم مشرکین کے معبودوں اور بتوں کو بھی گالیاں نہ دو۔ ورنہ وہ تمہارے معبود برحق کو گالیاں دیں گے تو اس صورت میں بھی مرزا قادیانی نے اسلام اور ہادی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی خدمت انجام نہیں دی۔ بلکہ ان کے احکام کی مخالفت کر کے دنیا اور آخرت کا وبال خریدا۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

۷

حاشیہ جات

۱؎ تعجب ہے کہ مرزا قادیانی حضرت یسوع مسیح علیہ السلام پر کس منہ سے بزدلی کا الزام لگاتے ہیں۔ حالانکہ وہ خود اس قدر بزدل اور خوشامدی تھے کہ گورنمنٹ کے خوف سے انہوں نے اعلان کیا کہ اگر مجھ کو گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد کے خلاف الہام ہوگا تو اس کو شائع نہیں کروں گا۔ ملاحظہ ہو (اربعین نمبر ۱ ص اوّل حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۳)

۲؎ آپ کو تو قطعاً نہیں۔ (قاسمی)

۳؎ اس عبارت کے ساتھ مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارت کو ملا کر پڑھئے تو یہ امر بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک یسوع اور عیسیٰ ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ آپ جس قدر گالیاں تصنیف فرما رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ''حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی سے تمام توریت پڑھی تھی۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

۴؎ مراق اور ذیابیطس کی بیماریاں کیسے تھیں؟

۵؎ یہاں تو آپ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی اور (انجام آتھم ص ۴۰، خزائن ج ۱۱ ص ۴۰) کے حاشیہ پر آپ لکھ چکے ہیں کہ: ''یسوع کا رتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے۔'' اس سے بڑھ کر مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ (قاسمی)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مرزائی لٹریچر
میں
توہین انبیاء و صلحاء

حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاش گورنمنٹ اپنا فرض ادا کرے

میں نے گذشتہ نمبر میں گورنمنٹ سے شکوہ کیا تھا کہ وہ مرزائیوں کی خاطر رسالہ ''محمدی گولہ عرف ردمرزا'' کو تو فوراً ضبط کر لیتی ہے اور کارکنان ''مباہلہ'' کو مصائب میں جکڑ سکتی ہے۔ لیکن اسی گورنمنٹ کی موجودگی میں مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اور ان کی امت نے ایسے رسائل وکتب اور اخبارات کثرت سے شائع کئے ہیں۔ جن میں قریباً تمام بزرگان مذاہب کی عموماً اور حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصاً نہایت ہی اشتعال انگیز، دل آزار اور شرمناک توہین کی۔ ان کو بازاری اور فحش گالیاں دیں۔ ان پر ناپاک اور دلخراش تہمتیں تراشیں۔ ان بزرگوں کے کروڑوں عقیدت مندوں اور نام لیواؤں کا دل دکھایا اور اس طرح بہت بڑا فتنہ ملک میں بپا کیا۔ مگر باایں ہمہ عدل وانصاف کی دعویدار حفظ امن کی ذمہ دار اور یسوع مسیح پر ایمان کے مدعی افراد کی حکومت اب تک خاموش ہے۔ اگر ایسے رسائل ضبط کئے جاسکتے ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی کے دعاوی وعقائد پر آزادانہ نکتہ چینی کی گئی ہو تو کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی وہ ناپاک کتابیں اور تحریریں ضبط نہ کی جائیں۔ جن میں انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر مقبولان بارگاہ الٰہی پر بدترین سوقیانہ اور اشعال انگیز الزامات لگائے گئے ہیں؟ اس حقیقت کی طرف گورنمنٹ اور پبلک کو توجہ دلانے کی غرض سے یہ سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ کاش گورنمنٹ آنکھیں کھول کر ہمارے ان ٹریکٹوں کو دیکھے اور اپنا فرض ادا کر کے عملی طور پر ثابت کرے کہ وہ مرزائیوں اور مسلمانوں کے مابین تفریق روا نہیں رکھتی۔ وما علینا الا البلاغ!

عنوان کی تبدیلی

ان ٹریکٹوں کا عنوان معنوں کے ساتھ مطابقت اور اختصار کے باعث میں نے گستاخ مرزا تجویز کیا تھا۔ جو عام طور پر بے حد پسند کیا گیا۔ لیکن لاہور اور دہلی کے بعض دردمندان ملت کے خطوط دفتر مباہلہ میں موصول ہوئے ہیں۔ جن میں عنوان کی تبدیلی کا بدیں وجہ مشورہ دیا گیا ہے کہ یہ عنوان بعض غالی مرزائیوں کو ان ٹریکٹوں کے مطالعہ سے روکنے کا باعث ہوگا اور چونکہ اس سلسلہ کے جاری کرنے سے ہمارا یہ مقصد بھی ہے کہ مرزائیوں کے سامنے مرزائیت کی اصل صورت پیش کی جائے اور وہ ان ٹریکٹوں کو پڑھیں۔ اس لئے آج سے اس سلسلہ کا عنوان گستاخ

مرزا کی بجائے مرزائی لٹریچر میں توہین انبیاء وصلحاء قائم کیا گیا ہے۔ ٹریکٹ ہذا کو اس سلسلہ کا دوسرا نمبر تصور کیا جائے۔ محمد بہاء الحق قاسمی عفا اللہ عنہ

امرتسر، مورخہ ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۱ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ!

مرزائی لٹریچر میں توہین انبیاء وصلحاء نمبر:۲

مرزا قادیانی کے حافظہ کی کمزوری

میں نے سابق نمبر میں حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مرزا قادیانی آنجہانی کی گستاخانہ عبارتیں نقل کرنے کے بعد عرض کیا تھا کہ ان عبارتوں کے جواب میں مرزا قادیانی نے جو اعذار بارِدہ پیش کئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

گویا مرزا قادیانی نے جو گالیاں دی ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں بلکہ کسی اور یسوع نامی کو دی گئی ہیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی اسی کتاب (انجام آتھم) میں لکھ چکے ہیں کہ: ''جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے بھی جو عیسائی تھا قسم کھا کر کہا کہ یسوع کا رتبہ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اس کی نسبت لکھا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۴۰)

اب ان دونوں عبارتوں کو دیکھئے کہ ایک جگہ تو مسلمانوں کے اعتراض سے بچنے کے لئے لکھتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور اسی کتاب کے دوسرے مقام پر حضرت یسوع علیہ السلام کے رتبہ کا قرآن میں مذکور ہونا تسلیم کرتے ہیں۔ میں اس اختلاف بیانی کو کس حقیقت پر مبنی ٹھہراؤں؟ یہ میرا کام نہیں۔'' مرزا قادیانی ہی کی سنئے وہ کیا فرماتے ہیں: ''ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نام ہے

انجام آتھم ص۴۰ کی عبارت منقولہ کے بعد ضرورت تو نہیں رہی کہ میں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ مرزا قادیانی کے نزدیک بھی یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نام ہے۔ اس پر مزید خامہ فرسائی کروں۔ لیکن چونکہ گذشتہ نمبر میں اس پر تفصیلی بحث کا وعدہ کر چکا ہوں۔ اس لئے چند

اور حوالے پیش خدمت ہیں۔

مرزا قادیانی کی اقراری عبارات

آپ لکھتے ہیں کہ:

۱...... ’’جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔‘‘ (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

۲...... ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔‘‘ (راز حقیقت ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۱)

۳...... ’’آج تک انہی خیالات سے وہ لوگ (شریر یہودی) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کو جو یسوع ہے یسو بولتے ہیں یعنی بغیر عین کے اور یہ ایک ایسا گندہ لفظ ہے جس کا ترجمہ کرنا ادب سے دور ہے۔ (کیا کہنے ہیں آپ کے ادب کے۔ قاسمی) اور میرے دل میں گذرتا ہے کہ قرآن شریف نے جو حضرت مسیح علیہ السلام کا نام عیسیٰ رکھا وہ اسی مصلحت سے ہے کہ یسوع کے نام کو یہودیوں نے بگاڑ دیا تھا۔‘‘ (اخبار الحکم قادیان مورخہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۱۶ کالم نمبر ۳)

۴...... ’’لیکن جب چھ سات مہینہ کا حمل نمایاں ہوگیا تب حمل کی حالت میں ہی قوم کے بزرگوں نے مریم کا یوسف نامی ایک نجار سے نکاح کر دیا اور اس کے گھر جاتے ہی ایک دو ماہ کے بعد مریم کو بیٹا پیدا ہوا۔ وہی عیسیٰ یا یسوع کے نام سے موسوم ہوا۔‘‘ (چشمہ مسیحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵۶)

۵...... ’’یہ اعتقاد رکھنا پڑتا ہے کہ جیسا کہ ایک بندہ خدا کا عیسیٰ نام جس کو عبرانی میں یسوع کہتے ہیں۔ تیس برس تک موسیٰ رسول اللہ کی شریعت کی پیروی کر کے خدا کا مقرب بنا۔‘‘

(چشمہ مسیحی ص ۴۸ حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۱)

۶...... ’’اب دوسرا مذہب یعنی عیسائی باقی ہے۔ جس کے حامی نہایت زور شور سے اپنے خدا کو جس کا نام انہوں نے یسوع مسیح رکھا ہوا ہے۔ بڑے مبالغہ سے سچا خدا سمجھتے ہیں اور عیسائیوں کے خدا کا حلیہ یہ ہے کہ وہ ایک اسرائیلی آدمی مریم بنت یعقوب کا بیٹا ہے۔‘‘ (ست بچن ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۰ ص ۲۸۳)

۷...... ’’بزرگوں نے بہت اصرار کر کے بسرعت تمام مریم (علیہا السلام) کا اس (یوسف نجار) سے نکاح کرا دیا اور مریم (علیہا السلام) کو ہیکل سے رخصت کر دیا۔ تاکہ خدا کے مقدس گھر پر نکتہ چینیاں نہ ہوں۔ کچھ تھوڑے دنوں کے بعد ہی وہ لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام یسوع رکھا گیا۔‘‘

(اخبار الحکم مورخہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۲ء ص ۱۶ کالم ص ۲،۳)

۸...... ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“ (کشتی نوح ص۱۷ حاشیہ، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

نوٹ نمبر:۱...... عبارات نمبر۱ تا۵ میں مرزا قادیانی کو کھلے لفظوں میں اعتراف ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا دوسرا نام یسوع ہے اور عبارات نمبر۶ تا۸ میں آپ نے یسوع کو حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا اور کوئی مراد نہیں ہوسکتا۔

نوٹ نمبر:۲...... اس کے ساتھ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عبارت نمبر۸ سے مستفاد ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ (معاذ اللہ) حالانکہ آپ اپنی دوسری متعدد تحریروں میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو بغیر باپ کے تسلیم کر چکے ہیں۔ (ملاحظہ ہو ازالہ اوہام حصہ دوم ص۲۷۳، اخبار الحکم مورخہ ۳۰؍اکتوبر ۱۹۰۲ء، ص۱۰، اخبار الحکم مورخہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۰۲ء، ص۱۳ کالم اوّل والحکم ۲۴؍دسمبر ص۵، کالم۲، ۱۹۰۲ء وغیرہ) مرزا قادیانی کی تمام تحریریں اسی طرح اختلاف بیانی سے پر ہیں۔ تحریریں کیا ہیں۔ مداری کا پٹارہ ہے۔ جو چاہو ان سے نکال لو۔

خوشامدنامہ کی عبارتیں

جلسۂ جوبلی شصت سالہ کی تقریب پر مرزا قادیانی نے ایک رسالہ بعنوان تحفہ قیصریہ لکھا تھا۔ اس رسالہ میں چونکہ قیصرۂ ہند ملکۂ انگلستان کی خوشامد مقصود تھی۔ اس لئے اس میں جابجا حضرت یسوع علیہ السلام کی تعریف کی اور اپنے آپ کو حضرت یسوع کی صفات کا مظہر اور ان کا سفیر ظاہر کیا۔ چند عبارات بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

الف...... ”یہ عریضۂ مبارک بادی اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کے لئے آیا ہے۔“ (تحفۂ قیصریہ ص۱، خزائن ج۱۲ ص۲۵۳)

ب...... ”چونکہ اس نے مجھے یسوع کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔ اس لئے ضرور تھا کہ گم گشتہ ریاست میں بھی مجھے یسوع مسیح کے ساتھ مشابہت ہوتی۔“ (تحفہ قیصرہ ص۲۰، خزائن ج۱۲ ص۲۷۲)

ج...... ”اس نے مجھے اس بات پر بھی اطلاع دی ہے کہ درحقیقت یسوع مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہیں۔“

”حضرت یسوع مسیح ان چند عقائد سے جو کفارہ اور تثلیث اور ابنیت ہے۔ ایسے متنفر پائے جاتے ہیں کہ گویا ایک بھاری افتراء جو ان پر کیا گیا ہے۔ وہ یہی ہے میں وہ ہوں جس کی روح میں بروز کے طور پر یسوع مسیح کی روح سکونت رکھتی ہے۔“

میں حضرت یسوع مسیح کی طرف سے ایک سچے سفیر کی حیثیت میں کھڑا ہوں۔

(تحفہ قیصریہ ص۲۰ تا ۲۲، خزائن ج۱۲ ص۲۷۲ تا ۲۷۴)

مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ قاسمی!

و...... ’’جس قدر عیسائیوں کو حضرت یسوع سے محبت کرنے کا دعویٰ ہے وہی دعویٰ مسلمانوں کو بھی ہے۔ گویا آنجناب کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد کی طرح ہے۔‘‘

(تحفہ قیصریہ ص۲۳، خزائن ج۱۲ ص۲۷۵)

شیخ بھی خوش رہے شیطان بھی بیزار نہ ہو

ناظرین کرام! غور فرمایئے کہ جس یسوع کے متعلق مرزا قادیانی کہتا تھا کہ اس کی قرآن نے خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور جس یسوع کی نسبت (نقل کفر کفر نباشد) مرزا قادیانی لکھ چکا ہے کہ: ’’ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

اسی یسوع کو اپنے خوشامد نامہ (تحفہ قیصریہ) میں خدا کا پیارا ’’نیک بندہ‘‘ عقائد باطلہ سے متنفر، عیسائیوں اور مسلمانوں کی مشترکہ جائیداد اور اپنے آپ کو ان کا سفیر قرار دیتے ہیں اور اس وقت ان کو جوش خوشامد میں یہ قطعاً یاد نہیں رہتا کہ میں یسوع کی نسبت کیا کچھ لکھ چکا ہوں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

حق برزبان جاری

اس سوال کا جواب بھی خود مرزا قادیانی ہی سے سنئے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ’’کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔‘‘

(کتاب ست بچن ص۳۵، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

نتیجہ

تحفہ قیصریہ کی عبارات منقولہ سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی مراد یسوع مسیح کے لفظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی ذات مقدسہ ہے۔ پس آپ کی تمام منقولہ بالا عبارات وتحریرات سے ثابت ہوگیا کہ یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا دوسرا نام ہے نہ کسی اور فرضی شخص کا۔ فالحمد لله علىٰ ذالك!

مرزا قادیانی کا اقرار کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں

اب میں اس سے بھی زیادہ صاف، واضح اور فیصلہ کن عبارت پیش کرتا ہوں۔ جس میں مرزا قادیانی صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی شان کے خلاف لکھا ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ”ہماری قلم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ خلاف شان ان کے نکلا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ ہم نے نقل کئے ہیں۔ افسوس اگر پادری صاحبان تہذیب اور خداترسی سے کام لیں اور ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں نہ دیں تو دوسری طرف مسلمانوں کی طرف سے بھی ان سے بیس حصے زیادہ ادب کا خیال رہے۔“ (مقدمہ چشمہ مسیحی ص ب حاشیہ، خزائن ج ۲۰ ص ۳۳۶)

یہاں مرزا قادیانی یہ عذر نہیں کرتے کہ: ”میں نے یسوع نامی شخص کو گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن میں ذکر نہیں؟ یہ بلکہ عذر لنگ فراموش کر کے بغیر کسی اینچ پینچ کے اب تو صاف صاف اقرار کرتے ہیں کہ میں نے جو کچھ لکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی نسبت لکھا ہے۔ پس مرزا قادیانی کے اپنے اقرار کے بعد کوئی مرزائی یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے حضرت عیسیٰ کی نسبت نہیں بلکہ کسی یسوع نامی شخص کے خلاف ہے۔“

کسی نبی کے خلاف بدزبانی الزاماً بھی کفر ہے

ہاں اس عبارت میں مرزا قادیانی یہ بھی لکھتے ہیں کہ: ”میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان کے خلاف جو کچھ لکھا ہے وہ الزامی جواب کے رنگ میں ہے اور وہ دراصل یہودیوں کے الفاظ نقل کئے ہیں۔“ اس کے جواب میں عرض ہے کہ اوّل تو جہاں جہاں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دی ہیں۔ وہاں اکثر انداز کلام قطعاً الزامی نہیں بلکہ تحقیقی ہے۔ (میں اس چیز کو آئندہ نمبروں میں انشاء اللہ تفصیل سے عرض کروں گا) اور کہیں اگر یہودیوں کے کلام کا حوالہ بھی دیا ہے تو طرز تحریر سے صاف مترشح ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اس معاملہ میں یہود کے ہمنوا ہیں اور اس سے قطع نظر کر کے گذارش کرتا ہوں کہ یہ کہاں کا ایمان واسلام ہے کہ اگر پادری حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دے کر دوجہاں کی رسوائی خریدیں تو مسلمان یہود نامسعود کے اقوال کی آڑ لے کر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کریں۔ میں گذشتہ نمبر میں اس طرز عمل کو قرآن وحدیث کے خلاف ثابت کر چکا ہوں۔ اس وقت اپنی تائید میں خود مرزا قادیانی کی تحریر پیش کرتا ہوں۔ آپ لکھتے ہیں کہ: ”مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو

گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔''

(رسالہ حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست ص ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۴۲)

یہ امر واضح رہے کہ چونکہ اس رسالہ میں بھی ''تحفہ قیصریہ'' کی طرح گورنمنٹ کی خوشامد اور چاپلوسی مقصود تھی۔ جیسا کہ اس رسالہ کے نام سے ظاہر ہے۔ اس لئے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الزامی طور پر بھی توہین سے بیزاری کا اظہار فرمارہے ہیں۔ حالانکہ مقدمہ چشمہ مسیحی کے ص ب والی منقولہ عبارت میں آپ اس طرز عمل کو جائز قرار دے چکے ہیں۔

ہم بھی قائل تیری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

غرض رسالہ عاجزانہ درخواست والی عبارت پکار پکار کر یہ بتارہی ہے کہ عیسائیوں کے خرافات کے جواب میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دینے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اخلاق پر حملہ

میں نے گستاخ مرزا میں وہ عبارتیں نقل کی تھیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یسوع کے نام سے گالیاں دی ہیں اور ٹریکٹ ہذا میں یہاں تک یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یسوع سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتا۔ اب ذیل میں کچھ نمونہ ان عبارات کا بھی ملاحظہ فرمایئے۔ جن میں مرزا قادیانی نے حضرت ممدوح علیہ السلام پر حملے کئے ہیں اور ان کی صریح توہین کی ہے اور ستم پر ستم یہ کہ ان عبارات میں یسوع کا لفظ نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح کے الفاظ استعمال کئے ہیں: ''تعجب ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اخلاقی تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ انجیر کے درخت کو بغیر پھل کے دیکھ کر اس پر بددعا کی اور دوسروں کو دعا کرنا سکھلایا اور دوسروں کو یہ بھی حکم دیا کہ تم کسی کو احمق مت کہو۔ مگر خود اس قدر بدزبانی میں بڑھ گئے کہ یہودی بزرگوں کو ولدالحرام تک کہہ دیا اور ہر ایک وعظ میں یہودی علماء کو سخت سخت گالیاں دیں اور برے برے نام رکھے۔ اخلاقی معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھاوے۔ پس کیا ایسی تعلیم ناقص جس پر انہوں نے آپ بھی عمل نہ کیا خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے؟''

(چشمہ مسیحی ص ۱۱، خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۶)

حضرت مسیح علیہ السلام کو (معاذ اللہ) شرابی قرار دینا

۱...... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ

علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

(کشتی نوح ص ۷۳، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱، اخبار الحکم مورخہ ۱۷/ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۳)

مرزا قادیانی کو چونکہ مرض ذیابیطس تھا۔ اس لئے کسی نے ان کو افیون کھانے کا مشورہ دیا۔ اس پر آپ یوں گوہر فشانی کرتے ہیں کہ:

۲..... "اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔" (نسیم دعوت ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

ان تینوں عبارتوں میں "یسوع کا لفظ نہیں بلکہ عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح کے الفاظ ہیں۔ علاوہ براں یہاں یہود کے اقوال کا بھی ذکر نہیں اور نہ انداز کلام الزامی ہے بلکہ تحقیقی ہے۔"

قادیانیوں کے زہریلے عقائد

کیا حسب ذیل عقائد کے معتقد گروہ سے اسلام اور مسلمانوں کی کسی بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے؟ (جن کتب کے حوالہ جات اس اشتہار میں درج ہیں۔ وہ مرزا قادیانی یا ان کے خلیفہ مرزا محمود کی تصنیف کردہ ہیں)

رسول عربی ﷺ کی نعوذ باللہ روح موجود نہیں

"دنیا میں نماز تھی۔ مگر نماز کی روح نہ تھی۔ دنیا میں روزہ تھا۔ مگر روزہ کی روح نہیں تھی۔ دنیا میں زکوٰۃ تھی۔ مگر زکوٰۃ کی روح نہ تھی۔ دنیا میں حج تھا مگر حج کی روح نہ تھی۔ دنیا میں اسلام تھا۔ مگر اسلام کی روح نہ تھی۔ دنیا میں قرآن تھا۔ مگر قرآن کی روح نہ تھی اور اگر حقیقت پر غور کرو۔ محمد ﷺ بھی موجود تھے۔ مگر محمد ﷺ کی روح موجود نہ تھی۔"

(خطبہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۱۱/ مارچ ۱۹۳۰ء)

مرزا قادیانی (معاذ اللہ) سردار دوجہاں سے افضل ہے

"حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا۔ اس زمانہ میں تمدنی ترقی زیادہ ہوئی ہے اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا اور نہ قابلیت تھی۔" (قادیانی ریویو بابت ماہ جون ۱۹۲۹ء)

ختم نبوت سے صریح انکار

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم کہو

کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔"
(انوار خلافت ص ۶۵)

تمام مسلمان حرامزادے ہیں

"جو (مسلمان ہماری پیشین گوئی آتھم کی تصدیق کر کے) ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔"
(انوار الاسلام ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۳۱)

تمام اہل اسلام کافر خارج از دائرہ اسلام ہیں

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت ص ۳۵)

کسی مسلمان کے پیچھے نماز جائز نہیں

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔"
(انوار خلافت ص ۹۰)

مسلمانوں سے رشتہ وناطہ جائز نہیں

"حضرت مسیح موعود کا زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔"
(برکات خلافت ص ۷۵)

غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو

"پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔"
(انوار خلافت ص ۹۳)

مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارنا

"اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے مسیح جو آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔ مگر اب مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔" (عرفان الٰہی ص ۹۴، ۹۵)

مخالفین کو سولی پر لٹکانا

"خدا تعالیٰ نے آپ (مرزا غلام احمد قادیانی) کا نام عیسیٰ رکھا ہے۔ تا کہ پہلے عیسیٰ علیہ السلام کو تو یہودیوں نے سولی پر لٹکایا تھا۔ مگر آپ اس زمانہ کے یہودی صفت لوگوں کو سولی پر لٹکائیں۔"
(تقدیر الٰہی ص ۲۹)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

غذائے مرزا

حضرت مولانا بہاء الحق قاسمیؒ امرتسری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غذائے مرزا

مرزا غلام احمد قادیانی نے جو شاندار اور عظیم الشان دعوے کئے وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔ از آنجملہ ان کا یہ بھی دعویٰ تھا کہ میں رسول اکرم ﷺ کے تمام کمالات کا بروزی رنگ میں جامع ہوں۔

ہر پہلو سے کمالات محمدیہ کے جامع ہونے کا دعویٰ

مثلاً وہ لکھتے ہیں: ’’بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدی کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲، ملحق بہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۶)

پھر اسی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۲۶۷) پر ہے کہ آپ فرماتے ہیں: ’’آنحضرت ﷺ کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس (نبی ﷺ) کا وارث ہوگا۔ اس کے نام کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرہ کو دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خلق لے گا۔ اس کا علم لے گا، ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا۔ کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہوسکتی۔ جب تک یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔‘‘

اس دعویٰ کی حقیقت

ان دونوں عبارتوں اور ان جیسی متعدد عبارات سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو حضور رسول اکرم ﷺ کے تمام کمالات کا ہر پہلو سے جامع قرار دیتے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس ومطہر زندگی کی پوری اور مکمل تصویر اپنے وجود میں دکھانے کے دعویدار ہیں۔

میں اس وقت اس دعوے کے صرف ایک گوشہ کو مرزائی لٹریچر ہی کی روشنی میں بے نقاب کرنا چاہتا ہوں۔ واللہ ولی التوفیق!

حضور علیہ السلام کی مقدس اور سادہ ترین زندگی کا ایک نمونہ

''آنحضرت ﷺ کے پاس ایک مرتبہ حضرت عمرؓ آئے۔ آپ ﷺ حجرے میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ اجازت لے کر اندر گئے تو دیکھا کہ ایک کھجور کی چٹائی بچھی ہوئی ہے۔ جس پر لیٹنے سے پہلوؤں پر ان پتوں کے نشان ہو گئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے گھر کی جائیداد کی طرف نگاہ کی تو صرف ایک تلوار ایک گوشہ میں لٹکتی ہوئی نظر آئی۔ یہ دیکھ کر ان کے آنسو جاری ہو گئے۔ آنحضرت ﷺ نے رونے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا کہ خیال آیا ہے۔ قیصر و کسریٰ جو کافر ہیں ان کے لئے کس قدر تنعم ہے اور آپ ﷺ کے لئے کچھ بھی نہیں۔ فرمایا میرے لئے دنیا کا اسی قدر حصہ کافی ہے کہ جس میں حرکت وسکون کر سکوں۔''

(منقول از اخبار الفضل قادیان، خاتم النبیین نمبر مورخہ ۶ رنومبر ۱۹۳۲ء ص ۷، کالم ۳)

حضور علیہ السلام کے اہل بیت کی حالت

۱...... ''آپ چاہتے تو اپنی بیویوں کو سونے، چاندی کے زیورات سے لاد دیتے اور اپنے رہنے کے لئے اعلیٰ درجہ کے محلات بنوا لیتے۔ اپنے گھروں کو قیمتی اسباب سے آراستہ رکھتے۔ لیکن آپ نے باوجود استطاعت اور باوجود عرب کے سب سے بڑے بادشاہ اور سردار ہونے کے امیری پر ترجیح دی۔ دنیا کا مال و دولت جمع کرنا اور اپنے گھروں میں رکھنا اپنے درجہ اور مقام کی ہتک خیال فرمایا۔'' (اخبار مذکور ص ۴۰، کالم ۱)

۲...... ''حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آل محمد ﷺ (یعنی رسول کریم ﷺ کی بیویوں اور بیٹی) کے گھر میں اس وقت تک کہ آپ نے اس جہاں سے انتقال فرمایا کسی نے متواتر تین دن تک پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔'' (اخبار مذکور ص ۴۰ کالم ۲)

مرزا قادیانی کی پر تکلف اور دنیا دارانہ زندگی

حضور رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی سادہ زندگی کا یہ نہایت ہی مختصر خاکہ ہے۔ جو الفضل کی محولہ بالا سطور میں پیش کیا گیا ہے۔ ورنہ ایسے ایسے واقعات احادیث میں

ملتے ہیں کہ ان کو پڑھ کر انسان کا دل ہل جاتا ہے۔ لیکن اگر اس اسوۂ حسنہ کو قادیانی متنبی اور اس کی بیوی وصاحبزادی ودیگر افراد خاندان کی زندگیوں میں تلاش کیا جائے تو کہنا پڑے گا کہ چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں؟ بلکہ اس کے خلاف مرزائی لٹریچر ہی سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کے گھر کے لوگوں کی زندگی عام دنیادار لوگوں کی طرح تکلفات اور عیش ونشاط کے مادی سامانوں میں گذری جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ ﷺ کے اہل بیتؓ کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی کے بالکل خلاف ہے۔

مشک خالص کے آرڈروں کی بھرمار

میرے سامنے اس وقت ۱۴ صفحات کا ایک رسالہ ہے جس کا عنوان ہے ''خطوط امام بنام غلام'' اس میں ایک مرزائی حکیم محمد حسین قریشی نامی نے اپنی دکان کو مرزائیوں میں مقبول بنانے اور چمکانے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے بعض خطوط فخر کے ساتھ شائع کئے ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی نے حکیم کی معرفت وقتاً فوقتاً مشک خالص زیورات وپارچات وغیرہ اشیاء کے آرڈر دیئے۔ چند خطوط کے اقتباسات ناظرین کرام کے تفنن طبع کی خاطر ذیل میں درج کرتا ہوں۔

۱...... ''پہلی مشک ختم ہوچکی ہے اس لئے پچاس روپے بذریعہ منی آرڈر آپ کی خدمت میں ارسال ہیں۔ آپ دو تولہ مشک خالص دو شیشیوں میں علیحدہ علیحدہ یعنی تولہ تولہ ارسال فرمادیں۔'' (خطوط امام بنام غلام ص۲،۳)

۲...... ''آپ بے شک ایک تولہ مشک بقیمت ۳۶ روپے خرید کر کے بذریعہ وی پی بھیج دیں۔ بزرور بھیج دیں۔'' (خطوط امام بنام غلام ص۳)

۳...... ''ایک تولہ مشک عمدہ جس میں چھیچھڑا نہ ہو اور اوّل درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی ہو تو بہتر ورنہ اپنی ذمہ داری پر بھیج دیں۔'' (خطوط امام بنام غلام ص۵)

۴...... ''آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جس میں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں اور

تازہ وخوشبودار ہو۔ بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔"

(خطوط امام بنام غلام ص۶)

چھچھڑا نہ ہو، چھچھڑا نہ ہو

۵...... "پہلی مشک جو لاہور سے آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جاتے ہی ایک تولہ مشک خالص جس میں چھچھڑا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے خوشبودار ہو۔ ضرور وی پی کرا کر بھیج دیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو۔ چھچھڑا نہ ہو اور جیسا کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے۔ وہی اس میں ہو۔" (خطوط امام بنام غلام ص۶)

۶...... "مشک خالص عمدہ جس میں چھچھڑا نہ ہو ایک تولہ ۲۷ روپے کی آپ ساتھ لاویں۔"

(خطوط امام بنام غلام ص۶)

مفرح عنبری

حکیم صاحب مذکور لکھتے ہیں: "میں اپنے مولا کریم کے فضل سے اس کو بھی اپنے لئے بے اندازہ فخر وبرکت کا موجب سمجھتا ہوں کہ حضور (مرزا قادیانی آنجہانی) اس ناچیز کی تیار کردہ مفرح عنبری کا بھی استعمال فرماتے تھے۔"

شاندار خیمے

"وحی الٰہی کی بناء پر مکان ہمارا خطرناک ہے۔ اس لئے ۲۶۰ روپے خیمہ خریدنے کے لئے بھیجتا ہوں۔ چاہیے کہ آپ اور چند دوستداروں کے ساتھ جو تجربہ کار ہوں۔ بہت عمدہ خیمہ معہ قناتوں اور دوسرے سامانوں کے بہت جلد روانہ فرماویں اور کسی کو بیچنے والوں میں سے یہ خیال پیدا نہ ہو کہ کسی نواب صاحب نے یہ خیمہ خریدنا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ نوابوں سے دو چند سہ چند مول لیتے ہیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص۴)

عمدہ بستر

"کل کے خط میں سہو سے میں ایک بستر کی رسید بھیجنا بھول گیا۔ جو آپ نے بڑی

محبت اور اخلاص کی راہ سے بھیجا تھا۔ درحقیقت وہ بستر اس سخت سردی کے وقت میرے لئے نہایت عمدہ اور کارآمد چیز ہے۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۳)

عمدہ بیگمی پان اور انگریزی پاخانہ

"پان عمدہ بیگمی اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے۔ اس کی قیمت معلوم نہیں آپ ساتھ لاویں، قیمت یہاں سے دی جاوے گی۔ مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۶)

کابلی گرم پوستین

"اور اگر کوئی پشمی پوستین جو نئی اور گرم ہو اور کشادہ ہو جو کابل کی طرف سے آتی ہے۔ مل سکے تو اس کی قیمت سے اطلاع دیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۷)

تانبے کے حمام

"حماموں کی قیمت مع کرایہ وغیرہ مولوی محمد علی صاحب کو دیئے گئے ہیں۔"

(خطوط امام بنام غلام ص ۸)

کلاک

"ہمارا پہلا کلاک یعنی گھنٹہ بگڑ گیا ہے۔ اس لئے ایک کلاک عمدہ خرید کرنے کے لئے مبلغ نو روپیہ بھیجتا ہوں۔ یہ کلاک بخوبی امتحان کر کے ارسال فرمادیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۵)

فینسی چیزیں خریدنے کے لئے ام المرزائین کا لاہور میں ورود

"اس وقت والدہ محمود احمد ہوا کی تبدیلی کے لئے لاہور آتی ہیں۔ غالباً انشاء اللہ تعالیٰ دس دن تک لاہور میں رہیں گی اور بعض چیزیں پارچات وغیرہ خریدیں گی۔ اس لئے اس کی خدمت کا ثواب حاصل کرنے کے لئے آپ سے بہتر اور کسی شخص کو میں نہیں دیکھتا۔ لہٰذا اس غرض سے آپ کو یہ خط لکھتا ہوں کہ آپ جہاں تک ہوسکے اس خدمت کے ادا کرنے میں (بیگم

صاحب) کی خوشنودی حاصل کریں اور خود تکلیف اٹھا کر عمدہ چیزیں خرید دیں۔"

(خطوط امام بنام غلام ص ۴)

نبی زادی کے لئے ریشمی کپڑے اور جالی کی قمیص

"اس وقت بموجب تاکید والدہ محمود لکھتا ہوں کہ آپ مبارکہ میری لڑکی کے لئے ایک قمیص ریشمی یا جالی کی جو چھ روپے قیمت سے زیادہ نہ ہو اور گوٹا لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے تیار کرا کر بھیج دیں۔ قیمت اس کی کسی کے ہاتھ بھیج دی جاوے گی۔ رنگ کوئی ہو۔ مگر پارچہ ریشمی یا جالی ہو۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۴، ۵)

زیورات

"۳۲ دانہ طلائی زیور پہنچیاں تاگہ ڈالنے کے لئے بھیجتا ہوں۔ آپ تاگہ ڈلوا کر بدست حامل ہذا بھیج دیں۔" (خطوط امام بنام غلام ص ۳)

ٹانک وائن (ولایتی شراب) کا آرڈر

"خطوط امام بنام غلام" جو حکیم محمد حسین مرزائی قریشی مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور نے حمیدیہ سٹیم پریس میں چھپوا کر شائع کئے۔ ص ۵ کالم اپر ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خوردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام! مرزا غلام احمد عفی عنہ

ارباب انصاف سے اپیل

ناظرین کرام! ایک طرف حضور سید المرسلین وامام المتقین ﷺ اور آپ کے اہل بیتؓ

کی متوکلانہ، زہدانہ، فقیرانہ اور سادہ زندگی کا ایمان افروز نمونہ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اس کے مقابلہ میں چودھویں صدی کے قادیانی متنبی اور اس کے گھر والوں کے تکلفات اور دنیادارانہ اخراجات اور امیرانہ ٹھاٹھ کا نہایت سرسری خاکہ دیکھ چکے ہیں اور یہ اس شخص کے ہاں کی کیفیت ہے جو نہایت ڈھٹائی کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام کمالات کا ہر پہلو سے جامع اور حامل کہلاتا ہے۔ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تمام ضروریات زندگی پر ساری عمر میں جس قدر رقم صرف ہوئی ہوگی اس سے غالباً کئی گنا زیادہ رقم مرزا قادیانی کی صرف ''مشک خالص'' پر صرف ہو چکی ہے۔ ان کی گھڑیوں، کلاکوں، قالینوں، مفرح جات وکشتہ جات و یارچات وفردٹ اور مکھن، گھی، انڈوں، کیک، بسکٹوں، خیموں اور قناتوں اور پوستینوں داودرکوٹوں اور انگریزی پاخانوں اور پان الائچی وغیرہ تکلفات پر خدا ہی کو معلوم ہے کہ کس قدر رقم خرچ ہوئی ہوگی۔ پھر ان کی بیوی اور صاحبزادی اور ''خاندان نبوت'' کی دیگر مستورات کے ریشمی کپڑوں، جالیوں، زیوروں اور فینسی چیزوں پر نہ معلوم کتنی دولت لٹائی گئی ہے اور یہ تو آج سے چوتھائی صدی پیشتر کے قصے ہیں۔ مرزا قادیانی کے صاحبزادہ اور موجودہ خلیفہ مرزا محمود نے ان تکلفات نبوت میں جو جو اصلاحات آج کل نافذ کر رکھی ہیں اور قادیان شریف کو ہر پہلو سے پیرس کا پورا نمونہ بنانے کے لئے جو لاکھوں روپے نہایت فیاضی کے ساتھ صرف کر دیئے ہیں۔ ان کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ پس ان تمام حالات کو سامنے رکھ کر انصاف پسند حضرات ہی فیصلہ کر کے بتائیں کہ کیا متنبی قادیان اور اس کے خاندان کو حضور رسول مقبول ﷺ اور کے اہل بیتؓ کے ساتھ وہ نسبت بھی حاصل ہے یا نہیں۔ جو زمین کے ذرے کو آفتاب کے ساتھ ہو سکتی ہے؟''

مسلمانو! قادیان کے دکاندار اور دنیا پرست متنبی اور اس کے عیار ایجنٹوں کے دام فریب سے بچو!۔

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ ہو
تجھ کو گر ایمان پیارا ہے تو مرزائی نہ ہو

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

ابن مریم

زندہ ہیں حق کی قسم

جناب مکرم و محترم ماسٹر محمد ابراہیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی رفع المسیح ابن مریم حیاً فهو عنده فی السماء وینزل من السماء فی آخر الزمان وصل الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد خاتم الرسل والانبیاء وعلیٰ آله واصحابه صل الله علیه وسلم!

اما بعد! برادران اسلام!! مرزائیوں کے مقابلہ میں حیات ووفات حضرت مسیح علیہ السلام پر بحث کرنی اصل مبحث تو نہیں۔ بلکہ ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی ذات پر بحث کرنی زیادہ مناسب ہے۔ مگر چونکہ مرزائی حضرات نے مسئلہ حیات ووفات حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی عمارت کا بنیادی پتھر بنا رکھا ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسم خاکی آسمان پر جانا، اب تک آسمان میں زندہ رہنا اور قرب قیامت آسمان سے نازل ہونا، قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت کیا جاتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دلائل کو میرے گم گشتہ اور راہ راست سے بھٹکے ہوئے بھائیوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین!

پہلی دلیل

’’قال سبحانه وتعالیٰ اذ قال الله یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ ومطهرك من الذین كفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین كفروا الیٰ یوم القیامة (آل عمران:۵۵) ‘‘ ﴿(از شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ) جس وقت کہا اللہ تعالیٰ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو بھر لوں گا اور اٹھالوں گا اپنی طرف اور پاک کروں گا کافروں سے اور جنہوں نے تیری پیروی کی۔ انہیں ان پر جنہوں نے انکار کیا، فوقیت دینے والا ہوں قیامت کے دن تک۔﴾

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے اپنے ترجمہ اور تفسیر میں زیر آیت ہذا تحریر فرمایا ہے کہ: ’’اے عیسیٰ ہر آئینہ من برگیرندہ توام یعنی ازیں جہاں وبردارندہ توام بسوئے خود۔‘‘

یہ آیت مبارکہ اس بات پر زبردست اور محکم دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسدہ العصری آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ کیونکہ آیت مبارکہ میں لفظ عیسیٰ علیہ السلام سے مراد فقط جسم ہے اور نہ ہی فقط روح۔ بلکہ جسم مع الروح یعنی زندہ عیسیٰ علیہ السلام اور ہر چہار ضمیروں کے خطاب کا مخاطب وہی ایک عیسیٰ علیہ السلام زندہ بعینہ ہے۔ کیونکہ ضمیر خطاب معرفہ ہے اور بوجہ تقدیم عطف وتاخیر ربط اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ چاروں واقعات (توفی، رفع، تطہیر، غلبہ تابعین) قیامت سے پہلے پہلے بعینہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ کے ساتھ ہو جائیں گے اور صیغہ اسم فاعل آئندہ زمانے کے لئے بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔ ”وانا لجاعلون ما علیها صعیداً جرزاً (کهف:۸)“ ﴿یعنی ہم یقیناً اسے جو اس (زمین) پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔﴾

نیز مرزا قادیانی کو بھی اس آیت مبارکہ ”یا عیسیٰ انی متوفیك“ کا الہام ہوا تھا۔ (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴) حالانکہ مرزا قادیانی اس الہام کے بعد تقریباً ۲۳، ۲۴ سال زندہ رہے۔ اگر توفی کا معنی موت ہی ہے تو مرزا قادیانی اتنا عرصہ کیوں زندہ رہے۔ ان پر موت کیوں وارد نہ ہوئی؟ جب کہ توفی کا الہام بھی ہو چکا تھا اور مرزا قادیانی اس کا ترجمہ یہ لکھتے ہیں کہ: ”اے عیسیٰ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ حاشیہ ص۵۲۵، خزائن ج۱ ص۶۲۵)

دوسری جگہ اسی براہین احمدیہ میں اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: ”اے عیسیٰ علیہ السلام میں تجھ کو کامل اجر بخشوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔“

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۵)

امام فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ توفی کی تین نوعیں ہیں۔ ایک موت، دوسری نوم، تیسری اصعاد الی السماء۔ یعنی آسمان پر اٹھانا۔ اس جگہ آسمان پر اٹھانا مراد ہے۔ (تفسیر کبیر ج۸ ص۷۱)

توفی کے حقیقی معنی ایک چیز کو پورا پورا لینا ہے۔ جس جگہ بھی موت کے معنی لئے گئے ہیں۔ وہ بطور کنایہ کے ہیں۔ قرآن مجید میں جس جگہ بھی توفی کا لفظ موت کے معنوں میں آیا ہے وہاں قرینہ موجود ہے۔ توفی ایک جنس ہے۔ لہٰذا اس کے تعیین کے لئے کسی قرینہ کی حاجت ہوگی۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے رفع مع توفی کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ امام فخرالدین رازیؒ فرماتے ہیں: ’’ان التوفی اخذ الشیٔ وافیاً ولما علم اللہ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللہ هو روحه لا جسده نکر هذا الکلام لیدل علیٰ انه علیه الصلوٰة والسلام رفع بتمامه الیٰ السماء بروحه وبجسده‘‘ (تفسیر کبیر ج۸ ص۷۲)

یعنی توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اللہ تعالیٰ کو اپنے علم قدیم سے اس بات کا علم تھا کہ کسی شخص کے دل میں یہ خیال بھی گزرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو اٹھایا تھا اور جسم کو نہیں اٹھایا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کلام ’’انی متوفیك ورافعك الیّ ‘‘ فرمایا۔ تاکہ اس امر پر دلالت کرے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کو بتمامہ مع جسم اور روح کے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔

اسی طرح علامہ علاؤالدین بغدادی، صاحب تفسیر الخازن فرماتے ہیں: ’’ان معنی التوفی اخذ الشیٔ وافیاً ولما علم اللہ تعالیٰ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه اللہ الیه هو روحه دون جسده کما زعمت النصاری ان المسیح رفع لاهوته یعنی روحه وبقیٰ فی الارض ناسوته یعنی جسده فرد اللہ علیهم بقوله انی متوفیك ورافعك الیّ فاخبر اللہ انه رفع بتمامه الیٰ السماء بروحه وجسده جمیعاً‘‘ (تفسیر الخازن ج۱ ص۲۵۶)

یعنی توفی کا معنی ہے کسی چیز کو پورا پورا لے لینا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا کہ بعض لوگوں کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح اٹھائی ہے۔ جسم نہیں اٹھایا۔ جیسا کہ نصاریٰ کا گمان ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی روح اٹھائی گئی ہے اور جسم زمین پر باقی رہ گیا ہے۔ پس اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کا (اور ان کے مقلدین مرزائیہ کا) رد فرمادیا اور بتادیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتمامہ اٹھالئے گئے ہیں۔ یعنی روح اور جسم دونوں کے ساتھ نہ صرف روح کے ساتھ۔

سبحان اللہ! قرآن مجید کیسا معجز کلام ہے۔ لیکن ہر دو مفسرین بھی قرآن مجید کے کیسے رمز شناس ہیں کہ جو بات مرزا قادیانی کئی صدیاں بعد کہنے والے تھے اس کی تردید پہلے ہی فرمادی۔ یہ ایک عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جو پوری پوری واقع ہوئی۔ ’’سبحان ما اصدق کلامه‘‘

آگے چل کر امام رازیؒ فرماتے ہیں: ''قوله انی متوفیك یدل علیٰ حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها باالاصعاد الیٰ السماء فلما قال بعده ورافعك الیّ کان هذا تعییناً للنوع ولم یکن تکراراً''

(تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)

یعنی خداتعالیٰ کا قول ''انی متوفیك ''صرف حصول توفی پر دلالت کرتا ہے۔ پس جب خدائے تعالیٰ نے اس کے بعد ورافعك الیّ فرمادیا تو یہ نوع کی تعیین کے لئے ہوا نہ کہ تکرار کے لئے۔

اسی طرح قاضی بیضاویؒ نے بذیل آیت ''فلما توفیتنی ''فرمایا ہے: ''فلما توفیتنی بالرفع الیٰ السماء لقوله تعالیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ والتوفی اخذ الشئ وافیاً والموت نوع منه قال الله تعالیٰ الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها''

(تفسیر بیضاوی ج۱ص۱۴۰)

یعنی فلما توفیتنی کے معنی یہ ہیں کہ خدایا جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھالیا۔ بدلیل ''انی متوفیك ورافعك الیّ '' کیونکہ توفی کے معنی ہیں کسی شے کو پورا پورا لے لینا اور موت اس کی ایک نوع ہے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا: ''الله یتوفی الانفس ''توفی سے مراد موت لینا معنی مجازی ہے۔ ''ومن المجازا درکته الوفاة ''اور معنی مجازی لینا وہاں جائز ہے جہاں حقیقت متعذر ہو۔ مجاز کی طرف جب ہی رجوع کیا جاتا ہے کہ جب معنی حقیقی کا ارادہ ناجائز اور ممتنع ہو جائے۔ ورنہ جب تک حقیقت پر عمل ممکن ہوگا اس وقت تک مجاز کی طرف ہرگز رجوع نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ شروع عقائد نفسی میں ہے۔ ''النصوص من الکتاب والسنة تحمل علیٰ ظواهرها وصرف النصوص عن ظواهرها الحاد ''ظاہر نص سے بلا کسی دلیل قطعی کے عدول کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ بلکہ الحاد اور زندقہ ہے۔ لہٰذا اس آیت مبارکہ میں توفی کے حقیقی معنی لئے جائیں گے اور موت کے معنی میں اس جگہ یہ لفظ استعمال نہیں ہوسکتا۔

پس اس آیت مبارکہ سے یہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر اٹھالیا اور قرآن مجید میں ''رفع '' اور ''التوفی ''سے ان کے رفع جسمانی کو ظاہر فرمایا۔

مرزائی اعتراض

۱...... براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے ”متوفیك“ کے جو معنی کئے ہیں وہ مامور و مرسل ہونے اور وفات حضرت مسیح علیہ السلام کے الہام سے پہلے کے ہیں۔

۲...... رئیس المفسرین حضرت ابن عباسؓ نے ”متوفیك“ کے معنی ”ممیتك“ کئے ہیں۔ (تعلیقات بخاری) پس حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مقابلہ میں کسی کی تفسیر معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی اور یہ قول اس کتاب میں ہے جو ”اصح الکتب بعد کتاب اللہ“ ہے۔

۳...... بعض مفسرین مثلاً ابن کثیر وغیرہ نے بحث آیہ ”متوفیك“ میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تین گھنٹے یا سات گھنٹے فوت ہو گئے تھے۔ (ابن کثیر ج۲ ص۱۵۰)

الجواب

۱...... مرزا قادیانی براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت ملہم، مامور، مجدد، نبی اور رسول ہونے کے مدعی تھے۔ (ایام الصلح ص۷۵، خزائن ج۱۴ ص۳۰۹) اور ”الرحمن علم القرآن“ کا انہیں الہام ہو چکا تھا۔ نیز (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص۲۳۸، خزائن ج۱ ص۲۶۵) حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر رجسٹرڈ ہو گئی تھی۔ جو قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔

ناظرین کرام! جب کشف میں (بقول مرزا قادیانی) براہین احمدیہ رسول اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر قبولیت حاصل کر رہی تھی۔ کیا اس وقت ”توفی“ کی بحث جس کے معنی ”میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا“ لئے گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی نظر مبارک سے نہ گزرے؟ اگر گزرے تھے تو بقول مرزائیاں غلط ہونے کی وجہ سے رسول اکرم ﷺ نے انہیں کاٹ کیوں نہ دیا؟ انصاف!

اور سنئے! مرزا قادیانی اپنی کتاب ”سراج منیر“ لکھنے کے وقت مدعی رسالت اور حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کے قائل تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی مذکورہ کتاب میں اس الہام ”یا عیسیٰ انی متوفیك“ کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ”الہام کے معنی یہ ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔“ (سراج منیر ص۲۱، خزائن ج۱۲ ص۲۳)

پس ثابت ہوا کہ متوفیک کے معنی موت سے بچانے کے ہیں نہ کہ موت۔ لہٰذا مرزائیوں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ اس جگہ توفی کے معنی موت مراد لیں۔

۲...... ''ممیتك'' والی تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے ثابت نہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ نے اس قول کو (تفسیر ابن کثیر ج اوّل ص ۱۵۰) مصری پر نقل کیا ہے۔ اس میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرنے والے راوی کا نام طلحہ ہے۔ یہ ضعیف الحدیث اور منکر الحدیث ہونے کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ سے اس کا سماع بھی ثابت نہیں۔ اس نے حضرت ابن عباسؓ کو دیکھا بھی نہیں۔ پس یہ روایت روایات صحیحہ کے مقابلہ میں پیش نہیں ہوسکتی۔

اگر ''متوفیك'' کے معنی ''ممیتك'' مانے جائیں تو وہ اس وقت ہیں۔ جب کہ آیت مبارکہ میں تقدیم وتاخیر مانی جائے۔ چنانچہ تفسیر خازن وتفسیر کبیر میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے۔

''ان فی الآیة تقدیماً وتاخیراً انی رافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انزالك الیٰ الارض'' (تفسیر خازن ج۱ ص۲۵۵، تفسیر کبیر ج۸ ص۷۲)

یعنی حضرت ابن عباسؓ نے ''متوفیك'' کے جو معنی ''ممیتك'' کئے ہیں۔ وہ اس وقت ہیں۔ جب کہ اس آیت میں تقدیم وتاخیر مانی جائے۔ جس کا مطلب یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اے عیسیٰ! میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھ کو آسمان سے زمین پر اتارنے کے بعد فوت کرنے والا ہوں۔ آخر میں امام رازیؒ نے یہ بھی لکھا ہے کہ: ''ومثله من التقدیم والتاخیر کثیر فی القرآن'' جیسا کہ آیت مبارکہ ''یٰمریم اقنتی لربك والسجدی والرکعی مع الراکعین'' میں تقدیم وتاخیر ہے۔ (تفسیر کبیر ج۸ ص۷۳)

اسی طرح علامہ نفسیؒ اور صاحب تفسیر ابی السعود فرماتے ہیں: ''متوفیك ای ممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الآن''

(تفسیر مدارک بہامشہ تفسیر خازن ج۱ ص۲۵۵، تفسیر السعود مصری بہامشہ تفسیر کبیر ج۸ ص۷۱)

یعنی اب تو تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور آسمان سے اترنے کے بعد تیری موت کے وقت تجھے ماروں گا۔

بعض مفسرین کرامؒ نے ایک اور معنی بھی کئے ہیں۔ چنانچہ قاضی بیضاویؒ اور علامہ نفسی صاحب تفسیر المدارک فرماتے ہیں: ''متوفیك ای ممیتك عن الشهوات العائقة العروج الیٰ عالم الملکوت'' (تفسیر بیضاوی ج۱ ص۱۴۰، تفسیر ابی السعود مصری بہامشہ تفسیر کبیر ج۱ ص۷۱)

اب بھی دل کا غبار دور نہ ہو تو اس واؤ عاطفہ کی غیر ترتیبی کے متعلق مفسرین کرامؒ کا اور فیصلہ بھی سن لیجئے۔

’’ان الواؤ فی قوله تعالیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ لا تفید الترتیب فالآیة تدل علیٰ انه تعالیٰ یفعل به هذه الا فعال فا ما کیف یفعل ومتی فالامر فیه موقوف علی الدلیل وقد ثبت بالدلیل انه حتی وورد الخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاه بعد ذالك‘‘

(تفسیر کبیر ج۸ص۷۲،۸۳، تفسیر خازن ج۱ص۲۵۶)

یعنی آیت مبارکہ ’’انی متوفیك ورافعك الیّ‘‘ میں ’’واؤ‘‘ ترتیب کے لئے نہیں ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی وعدے کئے ہیں کہ میں تیرے ساتھ یوں یوں کروں گا۔ مگر یہ بات کہ کیسے کرے گا اور کب کرے گا۔ یہ چیز محتاج دلیل ہے۔ مگر تحقیق دلیل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو فوت کرے گا۔

مرزائیو! اگر اب بھی تسلی نہ ہوئی ہو تو اطمینان قلب کے لئے مرزا قادیانی کے دستخط کرائے دیتا ہوں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے: ’’یہ ضروری نہیں کہ حرف واؤ کے ساتھ ہمیشہ ترتیب کا لحاظ واجب ہو۔‘‘ (تریاق القلوب حاشیہ ص۱۴۳، خزائن ج۱۵ص۲۵۴)

حاصل یہ کہ حضرت ابن عباسؓ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے۔ ان پر وفات کا اتہام لگانے والا مفتری وکذاب ہے۔

دیگر بخاری شریف کے اصح الکتب کا یہ مطلب ہے کہ اس کتاب کی احادیث مرفوعہ نہایت صحیح اور قابل اعتماد ہیں اور اس پر اجماع ہے۔ مگر تعلیقات اور موقوفات کے متعلق یہ اجماع نہیں ہے۔ یہ روایت تعلیقات میں ہے۔ پس یہ اس اجماع سے خارج ہے۔ حافظ ابن صلاح کے مقدمہ علم الحدیث میں اس امر کی تصریح موجود ہے۔

۳…… بعض مفسرین کرامؒ نے صرف تردید کی غرض سے عیسائیوں کا یہ قول نقل کیا ہے۔ مگر اس قول کے بعد وفیہ ضعف درج ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں: ’’والنصاریٰ یزعمون ان اللّٰه تعالیٰ توفاه سبع ساعات ثم احیاه‘‘ (تفسیر ابن کثیر ج۲ص۱۵۰)

یعنی نصاریٰ کا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سات گھنٹہ مردہ رکھا اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھالیا اور اس قول کے متعلق کہ ''انها من زعم النصاریٰ'' یہ نصاریٰ کے گمان میں ہے اور ''ماهو الافتراء وبهتان عظيم'' اور یہ افتراء اور بہتان عظیم ہے۔

مفسرین کرامؒ کا تو اتفاق ہے کہ: ''قال القرطبی والصحیح ان الله تعالیٰ رفعه من غير وفاة ولا نوم كما قال الحسن وابن زيد وهو اختيار الطبری وهو الصحيح عن ابن عباسؓ'' (تفسیر ابی السعود ج۲ص۴۳)

یعنی حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو بغیر وفات اور نیند کے آسمان پر اٹھالیا۔ جیسا کہ حضرت حسنؒ اور حضرت ابن زیدؒ نے کہا اور اسی کو علامہ ابن جریر طبریؒ نے اختیار کیا اور یہ معنی صحت کے ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

سبحان اللہ! مرزا قادیانی اور ان کے مقلدین مرزائیہ کے لئے مفسرین کرامؒ کا یہ کتنا ناطق فیصلہ ہے۔ مگر وہ قوم جو خالق کے کلام سے منکر ہے وہ مخلوق کے کلام کو کیا جانے۔

ناظرین کرام! قابل غور یہ امر ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے درپے تھے۔ قتل کا سامان تیار تھا۔ اسی وقت خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تسلی کے لئے ان سے توفی اور رفع کا وعدہ فرمایا۔ اب اگر بقول مرزائیاں توفی کے معنی موت کے لئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ یہودی مارنے کے درپے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے التجاء کی تو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا کہ میں تجھے مارنے والا ہوں۔ بتایئے! اس میں کون سی تسلی ہے اور قرآن مجید میں اس جگہ موت کے معنی کرنے سے کلام میں کون سی خوبی پیدا ہوتی ہے۔ جب کہ محافظ حقیقی بھی مارنے پر آمادہ ہو چکا ہو اور حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے تسلی واطمینان کا کون سا موقع ہو سکتا تھا۔ پس اس جگہ موت کے معنی لینا قواعد عربیت، سیاق وسباق، قرآن مجید اور رافعک کی قید کے ہوتے ہوئے کسی طرح جائز نہیں۔

نیز قرآن مجید میں توفی کے ساتھ رفع کا ذکر ہے اور آیت مبارکہ ''بل رفعه الله اليه'' کے مطابق رفع فتنہ صلیبی کے وقت ہوا۔ اگر اس جگہ توفی کے معنی موت کے لئے جائیں تو یہود کا قول ''انا قتلنا المسيح'' ثابت ہوتا ہے۔ موت کا سامان اس وقت وہی تھا جو یہودیوں

نے اس وقت تیار کر رکھا تھا۔ اب اگر سوائے قتل کے موت کا اور ذریعہ تسلیم کیا جائے تب بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فتنۂ صلیبی کے وقت فوت ہوگئے تھے۔ اس سے بزعم مرزا قادیانی کشمیر کی ۸۷ سالہ زندگی کا قصہ باطل ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ مرزائی حضرات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فتنۂ صلیبی کے بعد کشمیر میں ۸۷ سال زندہ رہنے کے قائل ہیں۔

(دیکھو نور القرآن وراز حقیقت ص ۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۷ وغیرہ)

لہٰذا مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق بھی اس جگہ توفی کے معنی موت کے نہیں لئے جاسکتے۔ اگر لئے جائیں تو ۸۷ سالہ زندگی کہاں سے ثابت ہوگی؟ (خدارا سوچیئے)

دوسری دلیل

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

۱...... ''قریباً تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ ابن مریم ہوگا۔ جس قدر طریق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارے میں مدون ہوچکی ہیں۔ ان سب کو یک جائی نظر کے ساتھ دیکھنے سے اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے۔'' (شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

۲...... ''مسلمانوں اور عیسائیوں کا کسی قدر اختلاف کے ساتھ یہ خیال ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اسی عنصری وجود سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں اور پھر وہ کسی زمانہ میں آسمان سے اتریں گے۔'' (توضیح مرام ص ۲، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

۳...... ''بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جن کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ ان دونوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ وہ دونوں آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور تم ان کو آسمان سے آتے دیکھو گے۔ ان ہی کتابوں سے کسی قدر ملتے جلتے الفاظ احادیث نبویہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔'' (توضیح مرام ص ۴، خزائن ج ۳ ص ۵۲)

۴...... ''ان النزول فی اصل مفهومه حق ولکن مافهم المسلمون حقیقته (مراده) لان الله تعالیٰ اراد اخفاءه فغلب قضاءه ومکره وابتلاءه علی

الافهام فصرف وجوههم عن الحقيقة الروحانية الیٰ الخیالات الجسمانیة فکانوا بھا من القانعین وبقی ھذا الخبر مکتوباً مسطوراً عندھم کالحب فی فی السنبلة قرنا بعد قرن حتیٰ جاء زمانا فکشف اللّٰہ الحقیقة علینا فاخبرنی ربی ان النّزول روحانی لا جسمانی“

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۵۲،۵۵۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ترجمہ: نزول اپنے اصل مفہوم میں حق ہے۔ لیکن مسلمانوں نے اس کی اصل مراد کو نہیں سمجھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اخفاء کا ارادہ کیا۔ پس اس کی تدبیر ابتلاء وقضا فہموں پر غالب رہی۔ اس نے ان کے دلوں کو حقیقت روحانی سے خیالات جسمانی کی طرف پھیر دیا اور وہ اسی پر قانع رہے اور یہ لکھی ہوئی خبر ان کے پاس خوشہ کے اندر دانہ کی طرح مخفی رہی۔ کئی زمانوں تک حتی کہ ہمارا زمانہ آیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ حقیقت کھول دی اور مجھے میرے رب نے خبر دی کہ نزول روحانی ہے جسمانی نہیں۔

۵...... ”ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله (الصف:۱۰)“ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبۂ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۶...... ”عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیراً“ وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدائے تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور غضب اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔“ (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱)

۷...... ”ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کله“ اس آیت کی نسبت ان متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔“ (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

۸...... ”پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بےخبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی جائے۔ تب تواتر سے اس بارہ میں الہامات شروع ہوئے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔“ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا عبارتوں پر غور کرنے سے حسب ذیل نتائج واضح ہوتے ہیں:

الف...... نبی کریم ﷺ کے زمانہ سے لے کر مرزا قادیانی کے زمانہ تک تمام مسلمانوں کا متفقہ عقیدہ یہ رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور ان کا یہ عقیدہ انہیں احادیث کی بناء پر تھا۔ جنہیں تواتر کا درجہ حاصل تھا۔ بائبل اور اخبار سے بھی اس عقیدہ کی تائید ہوتی ہے۔

(ملاحظہ ہو نمبر ۱ تا ۳)

ب...... حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ خداوند کریم نے مسلمانوں کے دلوں میں مستحکم کیا۔ کیونکہ اس کا ارادہ اخفاء کا تھا۔ اس کی قضا اور تدبیر غالب رہی۔ اس نے ان کے دلوں کو حقیقت روحانی کی طرف سے پھیر کر رفع جسمانی کی طرف کر دیا اور مرزا قادیانی کے زمانہ تک یہ حقیقت خوشہ کے اندر دانہ کی طرح مخفی رہی۔ پھر مرزا قادیانی کو الہام کے ذریعہ وفات مسیح کی حقیقت سے مطلع کیا گیا۔ (ملاحظہ ہو نمبر ۴)

ج...... مرزا قادیانی بھی ملہم ہونے کے بعد بارہ برس تک یعنی ۵۲ سال کی عمر تک مسلمانوں کے عقیدہ کے پابند رہے۔ بلکہ قرآن مجید کی آیات سے بھی یہی سمجھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور مرزا قادیانی تو حیات مسیح علیہ السلام کا استدلال قرآن مجید سے دنیا کے سامنے پیش کرتے رہے۔ پھر ۵۲ سال کی عمر میں ان کو تواتر سے الہام ہوا۔ جس کی بناء پر انہوں نے عقیدہ تبدیل کر لیا۔ (ملاحظہ ہو نمبر ۵ تا ۸)

اب تمام بحث وتمحیص سے ثابت ہوا کہ قرآن مجید، احادیث نبویہ، آثار صحابہؓ، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات ثابت ہوتی ہے۔ اسی لئے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا۔ مرزا قادیانی بھی قرآن وحدیث، آثار صحابہؓ، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کے ماتحت اسی عقیدہ کے پابند رہے۔ عالم قرآن ہو کر بھی انہیں قرآن سے بھی یہی

عقیدہ صحیح معلوم ہوا۔ لہٰذا مرزائیوں کا کوئی حق نہیں کہ وفات مسیح علیہ السلام پر کوئی آیت، کوئی حدیث یا کوئی قول پیش کریں۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو اقرار ہے کہ انہوں نے یہ عقیدہ صرف اپنے الہام کی بناء پر تبدیل کیا ہے۔ اس کے سوا عقیدہ کی تبدیلی کسی اور چیز پر مبنی نہیں ہے۔

یاد رکھیئے کہ مرزا قادیانی کا الہام مرزائیوں کے لئے تو حجت ہوسکتا ہے۔ مگر مسلمانوں کے لئے ان کا الہام حجت نہیں ہوسکتا۔ اب جو آیات مبارکہ مرزائی حضرات وفات حضرت مسیح علیہ السلام پر پیش کیا کرتے ہیں یہ پہلے بھی موجود تھیں۔ اگر ان کا تعلق کسی قسم کی وفات حضرت مسیح علیہ السلام سے ہوتا تو مرزا قادیانی ''الرحمٰن علم القرآن '' کا الہام پا کر قرآن مجید کی آیات مبارکہ کو حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے بطور دلیل پیش نہ کرتے۔

مرزائی اعتراض

اوّل مرزا قادیانی کی یہ عبارتیں اس وقت کی ہیں جب کہ پہلے پہل مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کے پابند تھے اور ان کا یہ عقیدہ الہام سے پہلے کا تھا۔ الہام کے بعد یہ عقیدہ منسوخ ہوگیا۔ جس طرح نبی کریم ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ لیکن جب وحی آ گئی تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی الہام کے پابند تھے۔

دیگر! براہین احمدیہ دعویٰ نبوت سے پہلے کی ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کو الہام ہوا اور عقیدہ تبدیل کرلیا۔

الجواب

قرآن مجید، احادیث نبویہ، آثار صحابہؓ، اقوال سلف صالحین اور اجماع امت کی موجودگی میں مرزا قادیانی حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے قائل رہے اور ان کے ذریعہ انہیں وفات مسیح علیہ السلام کا علم نہ ہوسکا۔ پس ہمارا مقصد بھی یہی ہے کہ مرزا قادیانی کے عقیدہ کی تبدیلی قرآن وحدیث کی بناء پر نہیں بلکہ الہام کی بناء پر ہوئی۔

پس مابہ النزاع امر صرف یہی رہا کہ آیا مرزا قادیانی دعویٰ اور الہام میں سچے تھے یا جھوٹے۔ تو سنئے! حضور نبی کریم ﷺ کامل ومکمل شریعت لے کر آئے تھے۔ آپ ﷺ نے سابقہ شریعتوں کو منسوخ کر دیا۔ چونکہ سابقہ شریعتوں میں نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی

جاتی تھی۔لیکن ’’فول وجھك شطر المسجد الحرام ‘‘ کی آیت مبارکہ نازل ہونے سے سابقہ احکام منسوخ ہوگئے۔

اب مرزائی اعتراض سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ناسخ شریعت محمدیہ تھے۔یعنی جو امر شریعت محمدیہ سے ثابت تھا وہ مرزا قادیانی کے الہام سے بدل گیا۔دوسرا امر یہ ہے کہ نسخ عقائد واخبار میں بھی ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام پہلے زندہ تھے اور مرزا قادیانی پر الہام کے وقت فوت ہوگئے تھے؟ تیسرا امر یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی وہ نمازیں جن میں بیت المقدس کو قبلہ بنایا گیا تھا درست تھیں۔اسی طرح مرزائیوں کو یہ ماننا پڑے گا کہ مرزا قادیانی کا عقیدہ الہام سے پہلے درست اور صحیح تھا۔یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود تھے۔اس کے بعد اگر ان کی وفات ہوئی ہو تو اس کا بار ثبوت ان کے ذمہ ہوگا۔

دیگر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا عملیات میں سے ہے۔عقائد میں سے نہیں۔ان میں تبدیلی ہوسکتی ہے۔لیکن عقائد میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔مثلاً ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے۔اگر ان کو الہام ہوتا کہ دو خدا ہیں۔(نعوذ باللہ) تو کیا ہم دو خدا تسلیم کرتے؟

نیز مرزا قادیانی کے نزدیک حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ یہودیانہ، مرتدانہ اور مشرکانہ عقیدہ ہے۔(ملاحظہ ہو ازالہ اوہام حصہ دوم ص۲۳۶، تحفہ گولڑویہ ص۸، خزائن ج۱۷ ص۹۸، دافع البلاء ص۱۵، خزائن ج۱۸ ص۲۳۵) نیز مرزا قادیانی کے نزدیک حیات مسیح علیہ السلام کا عقیدہ فاسدانہ عقیدہ ہے۔(دیکھو تریاق القلوب ص۳۵۷، خزائن ج۱۵ ص۴۸۵) حالانکہ سابقہ انبیاء میں سے کسی ایک کی مثال بھی نہیں ملتی کہ جو پہلے ان عقائد کا حامل رہا ہو...... اور بعد میں نبوت کے عہدہ پر فائز ہوگیا ہو۔

ناظرین کرام! انبیاء کے آنے کی غرض وغایت ہی مشرکانہ عقائد کو مٹانا ہے۔اگر وہ خود ہی (نعوذ باللہ) شرک میں مبتلا ہو جائیں تو ان کے آنے کا مقصد کیا؟

یادرکھیئے کہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا شرک نہ تھا۔لہٰذا مرزائیوں کی یہ مثال بالکل بے محل ہے۔

دیگر! مرزا قادیانی بقول خود براہین احمدیہ کی تصنیف کے وقت نبی اور رسول تھے۔

(ایام الصلح ص۷۵، خزائن ج۱۴ ص۳۰۹)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ براہین احمدیہ میں لکھا تھا وہ خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق تھا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے کہ ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ“ اس میں اجتہادی غلطی کا اثر نہیں ہو سکتا تھا۔

نیز براہین احمدیہ کی تصنیف سے پہلے مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا۔ ”الرحمن علم القرآن“ یعنی خدا تعالیٰ نے تمام علوم قرآن کا علم انہیں عطاء کیا تھا اور بقول خود مصنف نے ملہم و مامور ہو کر بغرض اصلاح تالیف کی۔ (ملاحظہ ہو اشتہار براہین احمدیہ ملحقہ آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۵ ص ۶۵۷ اور سرمہ چشم آریہ، خزائن ج ۲ ص ۳۱۹) پھر یہ کتاب بقول مرزا قادیانی حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر منظور ہوئی اور اس کا نام عالم رؤیا میں قطبی رکھا گیا۔ اس مناسبت سے کہ یہ کتاب قطب ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔

(ملاحظہ ہو براہین احمدیہ حاشیہ ص ۲۴۸، خزائن ج ۱ ص ۲۷۵)

نیز بقول مرزا قادیانی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے انہیں کتاب تفسیر دی تھی۔

(ملاحظہ ہو براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص ۵۰۳، خزائن ج ۱ ص ۵۹۹)

پس مرزا قادیانی نے اللہ تعالیٰ سے علم قرآن سیکھ کر حضرت علی المرتضیٰؓ سے کتاب تفسیر لے کر ملہم و مامور اور نبی و رسول ہو کر براہین احمدیہ کو تالیف کیا اور بعد تالیف یہ کتاب حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر منظور ہو چکی اور اس کا نام قطبی رکھا گیا۔ کیونکہ اس میں مندرجہ ذیل مسائل ایسے تھے جو قطبی ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم تھے۔ پس تعجب ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام جیسا مشرکانہ عقیدہ اس میں کیسے باقی رہا اور اس مشرکانہ عقیدہ کی تائید میں قرآن مجید سے آیاتِ مبارکہ بھی نقل ہوئیں اور وہ آیات (جواب مرزائی حضرات وفات مسیح علیہ السلام پر پیش کرتے ہیں) مرزا قادیانی کی نگاہ سے غائب رہیں۔ خدارا سوچئے!

اب مرزائیوں کے لئے دو راستے ہیں یا تو تسلیم کر لیں کہ مرزا قادیانی اپنے دعاوی الہام اور علم قرآن وغیرہ میں کاذب اور جھوٹے تھے یا حیات حضرت مسیح علیہ السلام کا عقیدہ قرآن مجید کی رو سے صحیح تسلیم کر لیں۔ کیونکہ اس عقیدہ پر قرآن مجید اور حضور اکرم ﷺ کی تصدیق حاصل ہو چکی ہے اور وہ اسماء اسی کتاب میں درج ہے جو بموجب الہام قطبی ستارے کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہیں۔

دیگر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی رسمی عقیدہ کے طور پر حیات حضرت مسیح علیہ

السلام کے قائل رہے۔ یہ بھی دو وجوہ سے بالکل باطل ہے۔

اوّل...... اس لئے کہ مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں اپنا یہ عقیدہ ایک الہام کے ضمن میں بیان کیا ہے اور اس الہام کا مفاد یہ بتایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاسی حیثیت سے ان منکروں کی سرکوبی کے لئے دوبارہ تشریف لائیں گے۔

دوم...... اس لئے کہ مرزا قادیانی نے رسمی عقیدہ کے طور پر تو لکھ دیا۔ لیکن جب یہ کتاب بقول مرزا قادیانی حضور اکرم ﷺ کے دربار میں پیش ہوکر قبولیت حاصل کر رہی تھی۔ کیا اس وقت یہ تمام بیانات جن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، رفع آسمانی اور نزول ثانی مرقوم تھے۔ ان کا اخراج عمل میں آیا تھا؟ حالانکہ ان بیانات کی موجودگی میں یہ کتاب حضور اکرم ﷺ سے تصدیق حاصل کر چکی ہے۔

الحاصل! براہین احمدیہ والا عقیدہ یقیناً صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی آیات مبارکہ اس کی بناء ہیں۔ محض رسمی عقیدہ نہیں تھا اور احادیث صحیحہ اس کی تائید کرتی ہیں۔

تیسری دلیل

’’قال سبحانه وتعالیٰ ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدیٰ ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وساء ت مصيرا (النساء:۱۱۵) ‘‘ ﴿جو کوئی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس پر ہدایت واضح اور ظاہر ہو چکی اور مؤمنوں کے رستے کے سوا دوسرے رستے کی پیروی کرے گا۔ ہم اسے اسی طرف پھیرے رکھیں گے۔ جس طرف وہ پھرا اور اسے جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔﴾

ناظرین کرام! اس آیت مبارکہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے طریقہ کی مخالفت کرنے والے ایک گروہ کی ایک علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ سبیل المؤمنین کے سوا کسی اور راستہ پر چلے گا اور ایسے لوگوں کا ٹھکانا جہنم میں بتایا گیا ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی کو تسلیم ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے لے کر تیرہ سو سال تک امت محمدیہ میں سے کسی شخص نے بھی وفات حضرت مسیح علیہ السلام کا اقرار نہیں کیا۔ بلکہ تمام امت محمدیہ کا حیات حضرت مسیح علیہ السلام پر اجماع رہا۔ جیسا کہ دوسری دلیل کے ضمن میں مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالوں سے ثابت کیا گیا ہے۔ پس حیات حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف عقیدہ

رکھنے والے حضرات اس آیت مبارکہ کے مطابق پکے گمراہ اور جہنمی ہیں۔

چوتھی دلیل

’’قال سبحانه وتعالیٰ وما انزلنا علیك الكتاب الا لتبین لهم الذی اختلفوا فیه (النحل:٦٤)‘‘ ﴿اور ہم نے اتاری آپ پر کتاب اسی واسطے کہ کو کھول کر سنا دیں ان کو کہ جس میں جھگڑ رہے ہیں۔﴾

’’وانزلنا الیك الذكر لتبین للناس ما نزل الیهم (النحل:٤٤)‘‘ ﴿اور اتارا ہم نے آپ کی طرف قرآن تاکہ آپ بیان کر دیں لوگوں کو جو کچھ نازل کیا گیا ان کی طرف۔﴾

ناظرین کرام! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو دنیا میں اس لئے بھیجا تاکہ ہر گمراہی وبدعت کا قلع قمع فرمادیں اور قرآن مجید کی آیات مبارکہ کے مفہوم مطالب واضح کر کے سمجھائیں۔ اس لئے ناممکن تھا کہ حضور اکرم ﷺ کوئی ایسی بات فرماتے جس سے کسی قسم کی غلط فہمی یا گمراہی پھیلنے کا خطرہ ہوسکتا۔ حضور اکرم ﷺ کو قرآن مجید میں مؤمنین کے لئے ’’حریص علیکم‘‘ اور ’’رؤف ورحیم‘‘ فرمایا گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی امت پر رفیق وشفیق تھے اور ’’علمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله علیك عظیما‘‘ کی آیت مبارکہ حضور اکرم ﷺ کے وسعت علم پر دال ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے بیشمار احادیث میں فرمایا کہ مسیح ابن مریم نازل ہوگا۔ احادیث نبویہ میں مسیح ابن مریم، عیسیٰ ابن مریم یا ابن مریم تین قسم کے الفاظ موجود ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ ایک دفعہ بھی غلام احمد ابن چراغ بی بی نہیں فرمایا؟ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوگئے تھے تو کیا وجہ ہے کہ کسی ضعیف سے ضعیف حدیث بلکہ کسی موضوع حدیث میں بھی کسی صحابی کا یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت ہوچکے ہیں۔ نزول مسیح سے کیا مراد ہے؟ منقول نہیں ہے۔

مرزائیو!

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

ناظرین کرام! صحابہ کرامؓ جو دین کے معاملہ میں بہت محتاط تھے، کیا وجہ ہے کہ تمام عمر یہ سنتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہ السلام آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ مگر کسی

موقع پر بھی انہیں اس کی حقیقت معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا نہ ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور تمام صحابہ کرامؓ کا عقیدہ یہی تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور وہی آخری زمانہ میں نازل ہوں گے۔ دین ایک معمہ نہیں ہے اور حضور اکرم ﷺ نے اپنی امت کے سامنے معمے پیش نہیں کئے۔ بلکہ کھول کھول کر تمام مسائل بیان فرمائے ہیں۔

ناظرین کرام! مذکورہ دلائل (مشتے نمونہ از خروارے) سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی اپنی نبوت کی دھند سے پہلے قرآن، حدیث اور اجماع امت سے یہی سمجھتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان میں بجسدہ العنصری (بہ جسم خاکی) زندہ موجود ہیں۔ دوبارہ نزول فرمائیں گے اور یہ عبارات بصیغۂ اخبار ہیں اور یہ مسئلہ قرآن، حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے کہ اخبار میں نسخ ناجائز ہے۔ کیونکہ نسخ فی الاخبار کی حالت میں مخبر کی جہالت ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ تفسیر کبیر تحت آیت مبارکہ ''لله ما فی السموٰت وما فی الارض ''موجود ہے کہ ''ان نسخ الخبر لا یجوز انما الجائز هو نسخ الاوامر والنواهی ''(تفسیر کبیر ج۲ ص۳۷۴) پس عبارت مذکورہ سے بالتصریح ثابت ہوگیا کہ نسخ فی الاخبار کسی صورت میں بھی جائز نہیں اور ایسے نسخ کی مثال قرآن اور حدیث سے ملنا محال ہے۔

پس حوالہ جات مذکورہ مرزا قادیانی سے بھی حیات مسیح ''الیٰ الآن ''اور نزول ثانی من السماء ثابت ہے اور ان عبارات کو منسوخ کہنے سے جیسا کہ مرزائی صاحبان ہانکتے ہیں۔ مرزا قادیانی کی جہالت اور بطالت اظہر من الشمس ثابت ہوتی ہے۔

خلاصۃ الکلام

آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ واجماع امت اور اقوال مرزا قادیانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بجسد خاکی آسمان کی طرف زندہ اٹھایا جانا اور ابھی تک آسمان میں زندہ رہنا اور اخیر زمانہ میں آسمان سے نازل ہونا روز روشن کی طرح ثابت ہے جو شخص حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات الیٰ الآن اور آپ علیہ السلام کے نزول من السماء کا منکر ہے وہ دراصل قرآن، حدیث اور اجماع امت کا منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

فقط والسلام!

خادم اسلام: ماسٹر محمد ابراہیم ٹمڈھ رانجھا ضلع سرگودھا

۶؍دسمبر ۱۹۶۳ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

لودھراں شہر میں مرزائیوں کی یلغار

اور

مسلمانان لودھراں کی فریاد

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم!

برادران اسلام اور ناظرین کرام! ہماری محترم حکومت پاکستان نے جب سے قادیانیوں کو غیر مسلم، مرتد اور کافر قرار دے کر دائرہ اسلام سے خارج کرنے کا فیصلہ کیا ہے اسی روز سے ہی یہ مرزائی حکومت پاکستان اور مسلمانان عالم کے خلاف ہر وقت غلط پروپیگنڈہ اور سازشوں میں پہلے سے زیادہ مشغول ہیں اور شب و روز اشتعال انگیزی، فتنہ وفساد وغیرہ ان کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے۔ جیسا کہ بیرون ملک اسرائیل وغیرہ اور پاکستان کے تقریباً تمام شہروں میں ان کی شرارتیں وغیرہ اخبارات وغیرہ سے ظاہر ہیں اور اسی طرح لودھراں شہر کو بھی ان لوگوں نے اپنا قادیانی مرکز بنادیا ہے۔ خاص طور پر سرکاری دفاتر تو ان کے تبلیغی اڈے ہیں۔ بلکہ تمام قادیانی منصوبے اور مشورے وغیرہ بھی ان سرکاری دفاتر ہی میں طے ہوتے ہیں اور یہ قادیانی افسران اپنے مسلمان ملازمین کو ہر وقت پریشان اور تنگ کرتے رہتے ہیں۔

اس پمفلٹ میں ان سرکاری محکموں کی تفصیل درج کی گئی ہے۔ جن میں مرزائی متعین ہیں اور اپنے مذہب کا پرچار کرتے ہیں۔

مرزائیت مارکیٹ کمیٹی ومحکمہ زراعت میں

۱...... قادیانی منظور احمد شریف ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی لودھراں جو کہ محکمہ زراعت کا انچارج بھی ہے۔ صبح سے شام تک اپنے سرکاری دفتر میں خود مرزائیت کی تبلیغ کرتا ہے۔ جس کے ساتھ لودھراں، دنیاپور کا مرزائی اور قادیانی مربی بھی شریک ہوتا ہے۔ ان کی اس تبلیغ مرزائیت اور خلاف اسلام پروپیگنڈہ سے مسلمان ملازمین کے خصوصاً اور دوسرے مسلمانوں کے عموماً مذہبی عقائد مجروح ہوتے ہیں۔

اسی منظور احمد شریف نے اپنے ہم عقیدہ خلیل احمد قادیانی کا تبادلہ دنیاپور سے رکوا کر قادر بخش صاحب انسپکٹر کو دنیاپور بھیج دیا۔ کیونکہ قادر بخش مسلمان ہے اور اسی منظور احمد شریف نے

گذشتہ ایام میں ایک نیک نیت اور نیک سیرت چپڑاسی کو بھی برطرف کردیا۔ کیونکہ وہ بھی ایک مسلمان ہے۔

۲...... اسی مارکیٹ کمیٹی میں دوسرا مرزائی مظفر احمد خان ہیڈ کلرک ہے۔ جس کے خلاف غبن وغیرہ کے چند مقدمات عدالت میں زیر سماعت بھی ہیں اور منظور احمد شریف غلط کاروائی سے افسران اعلیٰ کو ناجائز مشورہ دے کر اس کی مدد کررہا ہے۔

۳...... اسی مارکیٹ کمیٹی میں تیسرا مرزائی خلیل احمد انسپکٹر ہے۔ یہ بھی اپنے ہم عقیدہ منظور احمد اور مظفر احمد کے ساتھ مل کر مذکورہ بالا خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

مرزائیت میونسپل کمیٹی میں

ظہور الدین محمود چونگی جو کہ اپنی ڈیوٹی کے دوران قادیانی عقائد کی تبلیغ سے گریز نہیں کرتا اور قبل اس کے ملک محمد موسیٰ قادیانی بھی اپنی مرزائیت کی تبلیغ کرتا رہا ہے۔

مرزائیت ہسپتال میں

سول ہسپتال میں دائی محمودہ اور سنٹر ہسپتال میں بشریٰ مبارک بھی مسلمان عورتوں میں مرزائیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

مرزائیت نیشنل وخانیوال بینک میں

سیف اللہ سیفی قادیانی (جس کا والد تحصیلدار لودھراں بھی مرزائی تھا) کلرک نیشنل بینک اور عبدالستار قادیانی خانیوال بینک لودھراں میں بھی مرزائیت کے سرگرم کارکن ہیں۔

مرزائیت دستکاری سکول میں

مجیداں زوجہ احمد بخش سابق انسپکٹر پولیس قادیانی جو کہ دستکاری سکول میں مسلمان عورتوں اور بچیوں کو اپنے مرزائی عقائد کی ہروقت دعوت دیتی رہتی ہے۔

مرزائیت ریلوے میں

مختیار احمد طارق ٹکٹ کلکٹر، مقبول احمد خالد ٹرین کلرک، یہ دونوں حقیقی بھائی قادیانی ہیں اور ان کے والد ہائی سکول کے سابق مدرس محمد عاشق بھی مرزائی اور قادیانی ہے۔ یہ دونوں بھائی

بھی ریلوے محکمہ میں مرزائیت کو فروغ دے رہے ہیں۔

مرزائیت خاندانی منصوبہ بندی میں

بشیر احمد ملک بھی اپنے ہم عقیدہ قادیانیوں کے ساتھ مل کر تمام کارروائی سرانجام دیتا ہے۔

مرزائیت گرلز ہائی سکول میں

لودھراں کے گرلز ہائی سکول میں امت اللہ پروین، مسرت پروین منزہ پروین جو کہ حقیقی بہنیں اور دائی محمودہ کی لڑکیاں ہیں اور مقامی جماعت مرزائی کے مبلغ کی زوجہ نصرت جہاں یہ چاروں قادیانی عقیدہ رکھتی ہیں۔ چند روز ہوئے کہ ان چاروں نے حکومت پاکستان اور وزیراعظم اور دوسرے تمام مسلمان عوام اور علماء کے خلاف ناشائستہ کلمات بھی سکول میں استعمال کئے ہیں۔ جن کے خلاف احتجاج کیا گیا اور قرارداد پاس کی گئی۔ مگر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

اس سے بڑھ کر نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ گرلز ہائی سکول میں مسلمان بچیوں کو دینیات کا سبق مقامی مربی عزیز احمد کی زوجہ نصرت جہاں پڑھاتی ہے اور دیگر تمام مضامین بھی پڑھاتی ہے اور جماعت انچارج بھی ہے۔

جب کہ نصرت جہاں مرتدہ کافرہ ہے۔ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف عقیدہ رکھتی ہے اور اس کا قرآن مجید اور احادیث رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں۔ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے اور خود اسلام کے خلاف ہے۔ اس کا دینیات پڑھانا درحقیقت مرزائیت کی تعلیم اور اسلام کے خلاف مسلمان بچیوں کا ذہن بدلنا ہے۔ مسلمانان لودھراں کو ایک چیلنج کرنے کے مترادف اور مسلمانوں کی غیرت اسلامی کو للکارنا ہے۔

نوٹ: علاقہ لودھراں میں مرزائیوں کے تقریباً ۱۵، ۱۶ خاندان اور گھر ہیں اور ملازمین کی تعداد مندرجہ بالا سولہ ہے۔ اگر تناسب آبادی کے اعتبار سے دیکھا جائے تو تحصیل لودھراں میں ایک مرزائی ملازم بھی نہیں ہو سکتا۔ بلکہ ضلع ملتان میں صرف ایک مرزائی ملازم حقدار ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

فرقہ غلام احمدی

(مرزائیت)

کی حقیقت

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذی اصطفیٰ خصوصا علیٰ سیدنا محمدن المجتبیٰ!

یوں تو مہدی بھی ہو عیسیٰ بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

دنیا میں بہت سے گمراہ فرقے پیدا ہوئے۔ لیکن مرزائی فرقہ عجیب معمہ ہے کہ اس کے دعوے اور عقیدے کا پتہ آج تک خود مرزائیوں کو بھی نہیں لگا۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود ایک معجون مرکب ہے۔ جس کا حل کرنا خود ان کی امت غلام احمدی کے لئے بھی مصیبت ہے اور مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف میں جو کچھ اپنے متعلق لکھا ہے اس کو دیکھتے ہوئے یہ تعین کرنا بھی دشوار ہے کہ مرزا قادیانی کیڑا ہیں یا اینٹ پتھر۔ مرد ہیں یا عورت، مسلمان ہیں یا ہندو، مہدی ہیں یا نبی۔ فرشتے ہیں یا دیو، ولی ہیں یا رسول، جیسا کہ مندرجہ رسالہ ہذا سے معلوم ہوتا ہے۔

مرزا قادیانی کی جماعت

''اور چاہئے کہ صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں۔''

(الوصیت ص۸، خزائن ج۲۰ ص۳۰۶)

مرزا قادیانی کس جماعت کی بھلائی کے لئے کھڑا ہوا

''اور میں خادموں کی طرح اس کام کے لئے اسلامی جماعت (قادیانی لاہوری وغیرہ) کے کمزوروں کے لئے کھڑا ہوا۔ کیونکہ میری دعوت کے قبول کرنے میں ان کے زن ومرد کی بھلائی ہے۔'' (نجم الہدیٰ ص۴، خزائن ج۱۴ ص۱۸)

مرزا قادیانی کا اخلاق اور تہذیب اور تمام مسلمانوں پر سب وشتم

زمین کے رہنے والو تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روبہ کوئی خنزیر اور کوئی مار

(درثمین ص۱۰۳)

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

مرزا قادیانی کی حقیقت انسانیت نہیں

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(درثمین ص۱۱۶، براہین احمدیہ ج۵ ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

مرزائی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اور ہمارا خدا، رسول، قرآن، تمام انبیاء کی وحی، بیت اللہ، حجر اسود اور مکہ شریف ایک ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی اختلاف نہیں۔ بلکہ اتفاق ہے۔ حالانکہ یہ تمام اقوال غلط ہیں۔ اب ناظرین کے سامنے چند مختصر حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ جن کو خدا اور رسول وغیرہ کا مرتبہ دیتے ہیں اور ان پر ایمان رکھتے ہیں مسلمانوں کا ان میں سے کسی پر بھی ایمان نہیں ہے۔

مرزائیوں کا خدا

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

''یوم یأتی ربک فی ظلل من الغمام اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔

یعنی انسانی مظہر (مرزا قادیانی) کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے گا۔"

(حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

مرزائی محمد رسول اللہ کس کو جانتے ہیں

"میں (مرزا قادیانی) احمد اور محمد ہوں۔" (تریاق القلوب ص۴، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

"اور میں رسول ہوں۔" (نزول مسیح ص۳ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)

"پھر مجھے محمد ﷺ ٹھہرا کر "تبت یدا ابی لھب وتب" فرمادیا۔"

(نزول مسیح ص۱۵۲، خزائن ج۱۸ ص۵۳۰)

مرزائیوں کا قرآن

"قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔" (تذکرہ ص۷۷)

مرزائیوں کی وحی لانے والا فرشتہ

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی ٹیچی۔" (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

مرزائیوں کا بیت اللہ

"خدا نے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔"

(اربعین نمبر۴ ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵)

مرزائیوں کا حجر اسود

"یکے پائے من مے بوسید و من گفتم کہ حجر اسود منم" (تذکرہ ص۳۶، طبع سوم)

مرزائیوں کا حرم مکہ

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین اردو ص۵۲)

مرزائیوں کی بہشت

''اور ایک جگہ (قادیان) مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔''

(الوصیت ص ۱۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۱۶)

مرزا قادیانی کن کا بیٹا ہے

''خدا کا بیٹا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

''خدا کا نطفہ ہوں۔'' (اربعین نمبر ۲ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۳۸۵)

مرزا قادیانی کن کا باپ ہے

''میں خدا کا باپ ہوں۔'' (حقیقت الوحی استفتاء ص ۸۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۶)

''میرا بیٹا مثل خدا ہے۔ گویا خدا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۹۵، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹)

مرزا قادیانی کن کا مثل ہے

''خدا کی مانند ہوں۔'' (اربعین حاشیہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

''مثل ابوبکر ہوں۔'' (خطبہ الہامیہ ص ز، خزائن ج ۱۶ ص ۳۲۹)

مرزا قادیانی کس کا جانشین ہے

''خدا کا جانشین ہوں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۶، خزائن ج ۱۷ ص ۶۲)

مرزا قادیانی کس سے بولتا ہے

''خدا کی روح سے بولتا ہوں۔'' (نزول مسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

مرزا قادیانی کی نسل

۱...... ''رجل فارسی ہوں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۵)

۲...... ''فارسی الاصل ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۷، خزائن ج ۲۲ ص ۸۰)

۳...... ’’مرکب الوجود ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۱۱۸)

۴...... ’’اسرائیلی ہوں۔ (یعنی یہودی)‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۳۲، خزائن ج۱۷ ص۱۱۸)

۵...... ’’چینی الاصل ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۳۵، خزائن ج۱۷ ص۱۲۷)

۶...... ’’فارسی النسل ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۳۶۵ حاشیہ)

۷...... ’’معجون مرکب ہوں۔‘‘ (تریاق القلوب ص۱۵۹، خزائن ج۱۵ ص۲۸۷)

مرزا قادیانی نے کیا کیا دعویٰ کیا

۱...... ’’محمد ہوں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۵۰۲، تحفہ گولڑویہ ص۹۸، نزول مسیح ص۵)

۲...... ’’احمد ہوں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۵۰۲، تحفہ گولڑویہ ص۹۸، نزول مسیح ص۵)

۳...... ’’خاتم الانبیاء ہوں۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

۴...... ’’رحمتہ اللعالمین ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

۵...... ’’سراج منیر ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر۲ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۳۵۰)

۶...... ’’شفیع میں ہوں۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۷...... ’’سید ولد آدم ہوں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۶۰)

۸...... ’’خیر الرسل ہوں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ذ، خزائن ج۱۶ ص۳۲۴)

۹...... ’’وارث الانبیاء ہوں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص د، خزائن ج۱۹ ص۳۲۳)

۱۰...... ’’نذیر ہوں۔‘‘ (نزول مسیح ص۲۱، خزائن ج۱۸ ص۳۹۹)

۱۱...... ’’آدم ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۷۲، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

۱۲...... "شیث ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۳...... "نوح ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۴...... "ابراہیم ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۵...... "اسحاق ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۶...... "اسماعیل ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۷...... "یعقوب ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۸...... "یوسف ہوں۔ ابن مریم ہوں۔ مریم ہوں۔"

(حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۱۹...... "موسیٰ ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۰...... "داؤد ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۱...... "عیسیٰ ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۲...... "محمد ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۳...... "احمد ہوں۔" (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۴...... "تمام انبیاء کا مظہر ہوں۔" (حقیقت الوحی حاشیہ ص ۷۳، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

۲۵...... "رسول ہوں۔" (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

۲۶...... "سلیمان ہوں۔" (نزول مسیح ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۶)

۲۷...... "یحییٰ ہوں۔" (نزول مسیح ص ۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۲)

۲۸...... "احمد مختار ہوں۔" (نزول مسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۲۹...... "خاتم الخلفاء ہوں۔" (تریاق القلوب ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۳)

۳۰...... ’’سلیمان ہوں۔‘‘ (نزول مسیح ص ۴۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۶)

۳۱...... ’’مریم کی بیوی ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر ۲ ص ۱۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۶۴)

۳۲...... ’’خاتم الاولیاء ہوں۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۸، خزائن ج ۱۶ ص ۷۰)

۳۳...... ’’مجدد ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

۳۴...... ’’مسیح موعود ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۹۱، خزائن ج ۳ ص ۱۲۲)

۳۵...... ’’مہدی ہوں۔‘‘ (تذکرہ الشہادتین ص ۲، خزائن ج ۲۰ ص ۴)

۳۶...... ’’امام زماں ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۸۲)

۳۷...... ’’خلیفہ آخرالزماں ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰۵)

۳۸...... ’’جبرائیل ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۴)

۳۹...... ’’میکائیل ہوں۔‘‘ (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

۴۰...... ’’خدا کی چادر میں ہوں۔‘‘ (نزول مسیح ص ۱۰۱، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۹)

۴۱...... ’’آریوں کا بادشاہ ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

۴۲...... ’’کرشن ہوں۔‘‘ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

۴۳...... ’’ہندوؤں کا اوتار ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۷ حاشیہ)

۴۴...... ’’رودر گوپال ہوں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۷)

۴۵...... ’’برہمن اوتار ہوں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۱)

نوٹ: اگر کوئی مرزائی یہ ثابت کردے کہ یہ حوالہ جات مرزا قادیانی کی کتب سے نہیں ہیں تو فی حوالہ یک صد روپیہ انعام۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

مقام محمدیت

اور

دجل مرزائیت

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ناظرین کرام! چند روز ہوئے کہ قادیانیوں کی طرف سے ایک ٹریکٹ مقام محمدیت کے نام سے تقسیم کیا گیا۔ جس میں بجز دجل وفریب کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ لہٰذا سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بلند مقام ختم نبوت کے متعلق دجل مرزائیت کا بیان خود مرزا قادیانی کی تحریرات کے رو سے نمبروار ملاحظہ فرماویں۔

ٹریکٹ مطبوعہ ربوہ (چناب نگر)	دعویٰ مرزا قادیانی
''روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔''	''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' (تذکرہ ص۷۷)
''تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول نہیں مگر محمد ﷺ۔''	''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول (غلام احمد) بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)
''اب کوئی شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔''	''سچا شفیع میں (مرزا قادیانی) ہوں۔'' (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)
''اس (نبی ﷺ) کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو۔''	''آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات ہیں۔ (تحفہ گولڑویہ ص۶۷، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) اور میرے نشان (معجزات) دس لاکھ سے زیادہ ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۷، خزائن ج۲۱ ص۷۲)
''ہمارے سید ومولیٰ ﷺ سب سے اعلیٰ مرتبہ آسمان میں جس سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں۔''	''اس لئے اس (مرزا قادیانی) کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۸)
''ہم انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہی نبیوں کا سردار۔ رسولوں کا فخر تمام مرسلوں کا تاج جس کا نام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہے۔''	منم مسیح زماں ومنم کلیم خدا۔ منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد۔ (تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴) ''اور اس کے نام محمد واحمد سے مسمّٰی ہو کر میں

	رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱) "آنحضرت ﷺ ہوں اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)
"اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء محمد ﷺ ہیں۔"	"تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ میں منعکس ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲) مرزا کے مرید نے مندرجہ ذیل اشعار خود مرزا کو سنائے تو مرزا نے پسند کیا۔ محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں (اخبار بدر قادیان مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء)
"یہ عربی نبی جس کا نام محمد ﷺ ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہاء معلوم نہیں ہوسکتا۔"	منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد۔ (تریاق القلوب ص۴، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴) محمد و احمد کے نام سے مسمّی ہو کر میں رسول ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱)
"وہ مبارک حضرت خاتم الانبیا ﷺ ہیں۔"	"آنحضرت ﷺ ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲) "وہی خاتم الانبیاء ہوں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)
"اللہ جل شانہ نے آنحضرت ﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی اسی وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے۔"	"یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔" (ازالہ [illegible] خزائن ج۳ ص۴۳۱)

”خدا اس شخص سے پیار کرتا ہے جو اس کی کتاب قرآن شریف کو اپنا دستور العمل قرار دیتا ہے۔“	”قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔“ (تذکرہ ص ۷۷) اس عبارت میں مرزا قادیانی نے اپنی کتب ہی کو قرآن کہا ہے۔
”خدا اس سے پیار کرتا ہے جو اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی درحقیقت خاتم الانبیاء سمجھتا ہے۔“	”وہی خاتم الانبیاء ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)
”نجات یافتہ کون ہے جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے۔“	”میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)
”جو یقین رکھتا ہے کہ محمد ﷺ شفیع ہے۔“	”سچا شفیع میں ہوں۔“ (دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳)
”عقیدہ کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے کہ وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے۔“	”میں خدا ہوں۔ یقین کیا کہ وہی ہوں۔“ (کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳)
”یہ عقیدہ بھی کہ محمد ﷺ اس کا نبی ہے اور خاتم الانبیاء ہے۔“	”وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲) ”میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱)
”اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس پر بروزی طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔“	مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ پرندوں کے متعلق کہا کہ ان میں صرف ظلی، مجازی (بروزی) جھوٹی حیات نمودار ہو جاتی تھی۔ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۳۱۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۲)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے ظلی وغیرہ کو جھوٹی حیات قرار دے کر اپنی نبوت ظلی بروزی کو بھی جھوٹا ثابت کر دیا ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

خاتم الانبیاء کی عدالت میں مرزا غلام احمد کو سزا اور حقیقت

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قارئین کرام! آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اسلام کے خلاف ایک نئے فرقہ کی بنیاد رکھی اور اس فرقہ کا امام، نبی، رسول، مہدی کرشن وغیرہ بن کر مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہوا۔ اپنی جماعت کے ارکان کو بھی مرتد اور گمراہ کیا۔ ان لوگوں کی ہدایت کے لئے یہ رسالہ ترتیب دیا گیا ہے تاکہ یہ لوگ مرزا قادیانی کی تحریرات کو پڑھ کر اسلام میں داخل ہوں۔ مرزا اور اس کی امت مرتدہ کو چھوڑ دیں۔ اگر ان حوالہ جات کو دیکھ کر بھی مرزائیت کو ترک نہ کیا تو یہ ان کی بدبختی اور بیوقوفی ہی ہوگی نہ کہ عقلمندی۔ اولاً مرزا قادیانی کا ایک تحریری الہام نقل کیا جاتا ہے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ مرزا دین اسلام کا کس قدر خیر خواہ یا بدخواہ تھا؟

آنجہانی مرزا قادیانی اور دین کی جڑیں

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ایک بار مجھے الہام ہوا کہ کوئی شخص میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ:

”یہ شخص دین کی جڑ اکھاڑتا ہے۔“ (ملفوظات ج ۳ ص ۷۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہام سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی اسلام کی جڑ کاٹ رہا ہے اور اپنی امت کو بھی اسی کام پر معمور کیا ہوا ہے۔ عقلمند آدمی اس الہام کے بعد توبہ کرے گا۔

آنحضرت ﷺ کی عدالت میں آنجہانی مرزا قادیانی

آپ حضرات کے سامنے مرزا کی کتاب ”تحفہ گولڑویہ“ سے ایک خواب نقل کرتے ہیں جس سے مرزا کے متعلق آپ اندازہ فرمالیں گے کہ حضور علیہ السلام کے نزدیک مرزا کیا ہے؟ ملاحظہ فرمائیں:

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ”ایک بزرگ اپنے ایک واجب التعظیم مرشد کا ایک خواب جس کو اس زمانہ کا قطب الاقطاب اور امام الابدال خیال کرتے ہیں۔ یہ بیان کیا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ تخت پر جلوہ افروز تھے۔ گرداگرد تمام علمائے پنجاب اور ہندوستان گویا بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے تھے۔ اور تب شخص جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کہلاتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سامنے آکھڑا ہوا جو نہایت کریہہ شکل اور میلے کچیلے کپڑوں میں تھا آپؐ نے فرمایا یہ کون ہے۔ تب ایک عالم ربانی اٹھا شاید محمود شاہ یا محمد علی بوپڑی اور عرض کیا کہ یا حضرتؐ یہی شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو دجال ہے۔ تب آپ ﷺ کے فرمانے پر اس کے سر پر جوتے برسنے شروع ہوئے کہ جن کا کچھ حساب اور اندازہ نہ تھا۔ نیز آپؐ نے ان تمام علماء پنجاب اور ہند کی بہت تعریف کی۔ جنہوں نے اس شخص کو کافر اور دجال ٹھہرایا۔ اور آپؐ بار بار پیار کرتے اور فرماتے کہ یہ ہیں میرے علمائے ربانی جن کے وجود سے مجھے فخر ہے۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۵۳، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۶)

محترم حضرات! آپ نے مرزا کا نقل کردہ خواب مبارک ملاحظہ فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے مرزا قادیانی کو دجال فرمایا اور اپنی موجودگی میں جوتوں کی سزا بھی دلائی۔ اب بھی کوئی مرزائیت ترک نہ کرے۔ بلکہ دجال کو مان کر دجالی بنے اور دجال کے فرقہ میں داخل رہے تو سمجھے لے کہ وہ بھی بمعہ اپنے دجال غلام قادیانی کے جہنم میں جائے گا۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ بھائیو! اگر کچھ عقل ہے تو مرزائیت کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو جاؤ۔

ناظرین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (لیکچر سیالکوٹ ص ۲۶، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸) پر لکھا ہے کہ: "میں ہندوؤں کے لئے اوتار اور راجہ کرشن ہوں۔" آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہندو اپنے مذہب کو دھرم کہتے ہیں اور گناہ کو پاپ۔ لہٰذا اس رسالہ میں بعض جگہ مرزا کو کرشن اور اس کے مذہب کو دھرم، گناہ کو پاپ اور غسل کو اشنان کے لفظ سے تعبیر کیا جائے گا۔ اور اس رسالہ میں سوال جواب کی بجائے مسلمان اور قادیانی کہا جائے گا۔ احقر الانام:

(حضرت مولانا) محمد موسیٰ صاحب) عفاء اللہ عنہ، مہتمم مدرسہ خیر العلوم حسینیہ لودھراں (ملتان)

مسلمان اور قادیانی کی گفتگو

مسلمان...... ایک شخص سے سوال کرتا ہے کہ آپ کون ہیں؟

قادیانی...... جواب دیتا ہے کہ: "میں قادیانی احمدی اور مرزائی ہوں"

مسلمان...... قادیانی اور احمدی کس کو کہتے ہیں؟

قادیانی...... جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی، رسول اور مہدی وغیرہ مانے اسکو احمدی قادیانی کہا جاتا ہے۔

مسلمان...... مرزا غلام احمد کون تھا اور کہاں پیدا ہوا؟

قادیانی...... مرزا غلام احمد، مرزا غلام مرتضٰی کا بیٹا تھا۔ ہندوستان کے شہر قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا۔

مسلمان...... مرزا قادیانی کس قوم اور نسل سے تھا؟
قادیانی...... مرزا قادیانی کی ایک نسل نہیں بلکہ بے شمار نسلوں سے آپ کا وجود ہوا۔
مسلمان...... ایک انسان جب ایک ہی نسل سے ہو تو حلالی اگر ایک باپ اور ایک نسل سے نہ ہو بلکہ بیشار نسلوں کا مرکب ہو تو وہ حلالی نہ ہوا۔ کیا مرزا نے کسی اپنی کتاب میں اپنے سلسلۂ نسب کے متعلق تحریر کیا ہے؟
قادیانی...... ہاں اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کا ایک شعر ملاحظہ فرماویں۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۱ ص ۱۳۳)

مرزا قادیانی مزید کہتے ہیں کہ میں:
''چینی الاصل ہوں'' (چشمہ معرفت ص ۳۱۶، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۱)
''اسرائیلی ہوں'' (تحفہ گولڑویہ ص ۳۲، خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۸)
''فارسی الاصل ہوں'' (چشمہ معرفت ص ۳۱۶، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۱)
مسلمان...... جب کہ مرزا قادیانی کی ایک نسل نہیں تو مرزا کو کیا کہا جائے گا؟
قادیانی...... اس کے متعلق مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ میں
''معجون مرکب ہوں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۵ ص ۲۸۷)
''مرکب الوجود بھی ہوں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۳۲، خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۸)
مسلمان...... کیا مرزا قادیانی حشرات الارض کی نسل سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔
قادیانی...... اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ پنجم ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

فائدہ...... اس شعر میں مرزا کرشن قادیانی نے زمین کی گندگی کا کیڑا ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر انسان ہونے کا انکار کیا ہے بلکہ حیوانات میں سے اپنی نسل ثابت کی ہے۔ مزید یہ کہ انسان کی جائے نفرت یعنی انسان کی وہ چیز جس کا نام...... لینے میں مجھے کیا ہر شریف انسان کو شرم وحیا آتی ہے۔

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کی ولادت کس طرح ہوئی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ ”میری ولادت اس طرح ہوئی کہ میرے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ نکلی بعد میں مَیں نکلا۔“

(تریاق القلوب ص۳۵۱، خزائن ج۱۵ ص۴۷۹)

”اور میرا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوا تھا۔“

(تریاق القلوب ص۳۵۴، خزائن ج۱۵ ص۴۸۲)

فائدہ...... مرزا قادیانی کے بیان اور تہذیب پر غور فرمائیں کہ: ”پہلے وہ نکلی بعد میں میں نکلا۔“ کیا یہ دونوں اس میں داخل کئے گئے تھے کہ ماں کی خاص جگہ سے نکلے اور مرزا نے اپنے سر کے زور سے اپنی بہن کو بلڈوزر کی طرح دھکیل کر باہر نکالا۔ مرزا اپنی ماں چراغ بی بی کی شرمگاہ کو بھی دیکھ رہے تھے؟ بلکہ اس خاص مقام کا غور سے مشاہدہ کیا اس سے بڑھ کر اور کون سی بے حیائی اور بے شرمی ہوسکتی ہے؟ مرزا کو ماننے والے بہت ہی بے شرم، بے حیاء اور بے غیرت ہیں کہ ایسے شخص کو نبی، رسول اور مہدی مانتے ہیں۔

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کس لیاقت کا مالک تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی لیاقت ان اپنے ہی درج ذیل شعر سے عیاں ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتے قبول
میں تو نالائق بھی ہوکر پا گیا درگہ میں بار

(براہین احمدیہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی شریر بھی تھا؟

قادیانی...... اس کے جواب میں مرزا قادیانی کا ایک شعر حاضر ہے۔

پھر یہ عجب غفلت رب قدیر ہے
دیکھے ہے ایک کو کہ وہ ایسا شریر ہے

(نصرت الحق ص۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۱)

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی بدکار بھی تھے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کے فارسی کلام میں اس سوال کا یوں جواب ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

پارہ پارہ کن من بدکار را
شاد کن ایں زمرہ اغیار را

(حقیقت المہدی ص۸، خزائن ج۱۴ ص۴۳۴)

آنجہانی مرزا کرشن قادیانی مرد تھا یا عورت:

مسلمان...... مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم مرد جانتے ہیں۔ کیا وہ مرد تھا یا عورت؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے مسمات مریم ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے کہ: ''اوائل میں میرا نام مریم رکھا گیا۔'' (براہین احمدیہ ص۸۴، خزائن ج۲۱ ص۱۱۰)

مسلمان...... کیا امت مرزائیہ کی یہ نبیہ کنواری لڑکی تھی؟

قادیانی...... آپ کے اس سوال کا جواب مرزا قادیانی کے درج ذیل فارسی کلام میں ہے۔

ہم چوں بکرے یافتم نشو ونما
از رفیق راہ حق نا آشنا!

یعنی کنواری لڑکی کی طرح پرورش پائی۔ (حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۲)

امت مرزائیہ کی نبیہ کو حیض

مسلمان...... جب کہ یہ نبیہ مریم ہے تو کیا بوقت بلوغ حیض بھی آیا؟

قادیانی...... اللہ تعالیٰ نے مرزائیہ صاحبہ کو فرمایا کہ: ''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ تجھ (مرزا قادیانی) میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا ہے جو کہ بمنزلہ اطفال اللہ یعنی خدا کا بیٹا ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

فائدہ...... ہر امتی اپنے نبی کی سنت پر عمل کرتا ہے۔ تو امت مرزائیہ کے ہر مرد کو بھی حیض آنا لازم ہے تا کہ اپنی نبیہ کے پورے پیروکار اور متبع ثابت ہو کر ثواب حاصل کریں۔

امت مرزائیہ کی نبیہ سے قوت رجولیت

مسلمان...... ہر لڑکی کا بوقت بلوغ کسی مرد سے نکاح کر دیا جاتا ہے۔ کیا امت مرزائیہ کی مسماۃ نبیہ کا کسی سے ازدواجی تعلق قائم ہوا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید فرماتے ہیں کہ: ''حضرت (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت کا یوں اظہار فرمایا کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے (مرزا صاحبہ سے) رجولیت کی قوت کا (یعنی جماع کیا) اظہار

فرمایا۔" (اسلامی قربانی ص ۱۲)

فائدہ...... امت مرزائیہ کے مردوں پر لازم ہے کہ مرزا صاحبہ کی سنت کے مطابق کسی مرد سے قوت رجولیت کا شرف حاصل کیا کریں تا کہ کرشن قادیانی کے دھرم کے مطابق پن یعنی ثواب کے مستحق ہوں، نیز اگر کسی عورت کا نکاح کسی مرد سے گواہوں کی موجودگی میں پڑھا جائے اور وہ مرد جماع کرے تو حلال ورنہ حرام اور زنا ہوتا ہے۔ امت مرزائیہ کی نبیہ سے اللہ تعالیٰ نے رجولیت کا اظہار فرمایا تو کیا یہ نکاح ہوا تھا اور گواہ بھی تھے یا نہ؟ اس کا ثبوت اور گواہان کے نام بتائیں۔ (العیاذ باللہ)

امت مرزائیہ کی نبیہ کو حمل

مسلمان...... جب کہ مرزائیوں کی نبیہ سے جماع کیا گیا تو کیا حمل کا شرف بھی حاصل ہوا؟

قادیانی...... مسماۃ زوجہ خداوند قدوس (العیاذ باللہ) لکھتی ہے کہ: "مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ بالآخر کئی ماہ کے بعد جو دس ۱۰ ماہ سے زیادہ نہیں۔" (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

مسلمان...... کیا امت مرزائیہ کی نبیہ کو دردزہ بھی ہوا؟

قادیانی...... مسماۃ مرزا بی بی لکھتی ہے کہ: "پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔" (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۱)

مسلمان...... کیا امت مرزائیہ کی نبیہ نے بچہ بھی جنا؟ اگر جنا تو اس کا کیا نام رکھا گیا؟

قادیانی...... مسماۃ بیگم نبیہ لکھتی ہے کہ: "وہ عیسیٰ جو مریم (مرزا قادیانی) کے پیٹ میں تھا۔ وہ عیسیٰ (خود مرزا قادیانی) پیدا ہو گیا۔ اس لحاظ سے عیسیٰ بن مریم کہلایا۔"

(کشتی نوح ص ۴۵، خزائن ج ۱۹ ص ۴۹)

مسلمان...... کیا امت مرزائیہ کی نبیہ مسمات مرزا بیگم صاحبہ اپنے سے آپ پیدا ہو کر عیسیٰ بن مریم کہلائی؟

قادیانی...... قادیان کی یہ خاتون لکھتی ہے کہ: "گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا۔ اس طرح میں خدا کے کلام میں مریم کہلایا۔" (حقیقت الوحی ص ۳۳۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۰)

فائدہ...... امت مرزائیہ کے مردوں کو بھی اپنی نبیہ کی طرح حیض، حمل، دردزہ کا ہونا اور بچہ جننا لازم ہے تا کہ اس کی سنت پر عمل پیرا ہو سکیں۔ نیز اپنے دھرم کے خلاف پاپ کے مستحق نہ ہوں مزید یہ کہ مرزا قادیانی نے اپنے سے آپ پیدا ہو کر اپنی امت کو بیوقوف اور احمق بنایا اور عورتوں کی تمام صفات سے متصف ہو کر گرگٹ کی طرح مختلف رنگوں سے رنگین ہوا۔ معلوم نہیں کہ مرزائی اپنی

عورتوں کو کیوں کر آباد رکھتے ہیں۔ جب کہ ان کا کام تو بغیر عورتوں کے ہی چل سکتا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں کہ بوقت دروزہ کسی دائی یا لیڈی ڈاکٹر نے اس خدمت کو سرانجام دیا کیا اب بھی کوئی مرد مرزائی لیڈی ڈاکٹر کو رات کے وقت اس خدمت کے لئے بلائے تو مرزا صاحب کی سنت کے مطابق وہ آئے گی تا کہ اس خدمت سے، بہت بڑے پن سے مستفید ہو۔؟

مسلمان...... جب کہ اللہ تعالیٰ نے (العیاذ باللہ) مرزا قادیانی سے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا تو مرزا خدا کی بیوی ہوئی اور جب خود ہی اس حمل سے پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بھی ہوا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ خدا چاہتا ہے کہ وہ لڑکا جو اس خون (حیض) سے بنا میرے (قوت رجولیت سے پیدا ہوا) اس لئے ''تو (اے مرزا قادیانی) مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔''

(اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

وہ بچہ جو خون حیض سے پیدا ہوا بمنزلہ اطفال اللہ (اللہ کا بیٹا ہے)

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

فائدہ...... مرزا قادیانی خدا کی بیوی، خدا کا بیٹا، خدا کا نبی و رسول اور لوگوں کے سامنے مرد وعورت، گندگی کا کیڑا وغیرہ ہو کر اپنی امت کو بیوقوف بنا کر گمراہ اور مرتد کیا۔ جن کی نہ عقل رہی اور نہ ہی شکل بلکہ ''کالانعام بل ھم اضل'' ہو کر جہنم کا حقدار ہوا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کے اوصاف

مسلمان...... قادیانی کتے نے جب مرزا کا کھانا کھایا تو مرزا کہاں تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی لکھ رہے تھے کہ: ''خادمہ نے کھانا لا کر سامنے رکھ کر کہا کہ کھانا حاضر ہے۔ آپ نے کہا کہ خوب کیا مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ پھر لکھنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں (قادیانی) کتا آیا اور بڑی فراغت سے سامنے بیٹھ کر کھانا کھایا اور برتنوں کو خوب صاف کیا (تا کہ آئندہ مرزا قادیانی ان برتنوں میں کھانا کھائیں) اور بڑے سکون اور وقار سے (مرزا قادیانی سے) چلا گیا۔''

(سیرت مسیح موعود ص۱۶، ۱۷، از عبدالکریم قادیانی سیالکوٹی)

فائدہ...... مرزا قادیانی ایسا اندھا تھا کہ کتا اس کے سامنے رکھا ہوا کھانا کھاتا رہا مگر اس کو نظر نہ آیا؟ ''وھم لا یعقلون اور وھم لا یشعرون''

آنجہانی مرزا قادیانی کی سنت

مسلمان...... کھانا کھانے کی سنت قادیانی کیا ہے؟

قادیانی..... مرزا قادیانی "صرف روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے اور پھر انگلی کا سر شوربہ میں تر کر کے زبان سے چھوا دیا کرتے تاکہ لقمہ نمکین ہو جائے۔" (سیرت المہدی ص ۱۳۱ ج ۲)

فائدہ..... امت مرزائیہ مرزا کی اس سنت پر عمل کریں ورنہ مرزا کرشن قادیانی کے دھرم کے مطابق پاپ کے مستحق ہو کر گنگا کا اشنان لازم ہو جائے گا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کا سالن

مسلمان..... مرزا کرشن قادیانی روٹی پر کیا رکھ کر کھایا کرتے تھے جو کہ سنت قادیانی ہے؟

قادیانی..... مرزا قادیانی نے "اپنی والدہ صاحبہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی حضرت صاحب نے پھر وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھی سختی سے کہا کہ جاؤ راکھ سے روٹی کھالو تو حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے۔"

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۴۵)

فائدہ..... مرزا قادیانی نے اپنی روٹی پر جو راکھ رکھی تھی نامعلوم کس جانور کے گوبر سے تھی گدھا، گھوڑا، گائے، بھینس گوبر سے تھی۔ جو کہ امت مرزائیہ کے لئے متبرک تحفہ ہے جس کے کھانے میں ان کو ثواب ملتا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور خراب کھانا

مسلمان..... خراب، گندے اور بے کار کھانے میں سنت قادیانی کیا ہے؟

قادیانی..... مرزا قادیانی کی بیوی نے چاول پکائے جس میں چار گنا گڑ ڈال دیا جس سے چاول خراب ہو گئے۔ جب مرزا قادیانی نے "یہ چاول کھائے تو کہا یہ بہت ہی اچھے ہیں اور میرے مزاج کے مطابق ہیں اور مجھے زیادہ گڑ والے چاول ہی پسند ہیں۔" (ذکر حبیب مبارک احمد ص ۱۳)

فائدہ..... چاولوں میں چار گنا گڑ کسی انسان کے استعمال کے قابل نہیں رہتا اور نہ ہی انسان کھا سکتا ہے۔ بلکہ یہ خراب اور بیکار ہوتے ہیں۔ مگر حیوانات میں سے گائے، بھینس، بکری وغیرہ جب بچہ جنتی ہے تو اس کو تقریباً اتنا ہی گڑ کھلاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ مرزا قادیانی نے جس وقت بچہ جنا تھا اس وقت یہ کھایا ہو۔ اتنا گڑ جانور کو اس لئے کھلاتے ہیں تاکہ دودھ زیادہ دے۔ مرزا قادیانی نے اتنا گڑ استعمال کیا تاکہ اپنی امت مرزائیہ کو اتنا دودھ دے کہ ان سب کو پورا ہو جائے؟ لا حول ولا قوة الا باللہ!

آنجہانی مرزا قادیانی کے کھانا کھانے کی سنت

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کی سنت کھانا بیٹھ کر کھانا سنت ہے یا کھڑے ہو کر؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی سنت چلتے پھرتے کھانا سنت ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو ”پکوڑے بڑے پسند تھے مسجد میں منگا کر ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی ص ۱۸۱ ج ا روایت نمبر ۱۶۷)

فائدہ...... اہل اسلام کے مذہب میں نبی علیہ السلام کی سنت ہے کہ مسلمان بیٹھ کر کھائے پیئے۔ کھڑے ہو کر یا چلتے پھرتے کھانا ناجائز اور سنت کے خلاف ہے مگر مرزا کرشن قادیانی کی سنت چلتے چلتے کھانا ہے جیسا کہ حیوان چرتے بھی رہتے ہیں اور چلتے بھی۔ نیز چلتے چلتے پیشاب بھی کرتے جاتے ہیں۔ مرزا قادیانی انسان نہیں بلکہ کرم خاکی ہیں اس لئے یہ طریقہ ان کے لئے مناسب ہے۔ مرزائیوں کو بھی اسی سنت پر عمل کرنا چاہئے۔ ایسے کافروں کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”ویاکلون کما تاکل الانعام“ یہ لوگ ایسا کھاتے ہیں جیسا کہ چوپائے یعنی حیوانات۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی بٹن لگانے میں سنت

مسلمان...... مرزا قادیانی کی واسکٹ یا کوٹ میں بٹن لگانے کی سنت کیا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی واسکٹ و کوٹ کے بٹن نیچے کے حصوں میں بند کرتے تھے جس سے بالآخر رفتہ رفتہ سب ہی ٹوٹ جاتے ایک دن تعجب سے فرمانے لگے کہ بٹن کا لگانا بھی تو آسان کام نہیں۔ ہمارے سارے بٹن جلد ہی ٹوٹ جاتے ہیں۔“ (سیرت مسیح موعود ص ۳۴)

فائدہ...... جس شخص کو اپنے کوٹ یا واسکٹ کے بٹن بند کرنے کی تمیز نہ ہو یعنی نچلا بٹن اوپر کے کاج میں لگائے وہ صرف بیوقوف اور پاگل شخص ہی ہو سکتا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی ایک پاگل اور بالکل فاطر العقل شخص تھا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی صدری اور کوٹ

مسلمان...... مرزا قادیانی کی صدری اور کوٹ کے بٹن بند کرنے میں سنت کیا تھی؟

قادیانی...... ”مرزا قادیانی کو بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے میں لگے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔“

(سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۸، بروایت نمبر ۳۷۵)

فائدہ...... صدری کے بٹن کوٹ میں لگانا سنت قادیانی ہے تمام امت مرزائیہ کے لئے لازم ہے کہ اس پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہو۔ بصورت دیگر باپ کے حق دار ہو کر گنگا میں اشنان کرنا ہوگا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی سنت بوٹ اور جوتا

مسلمان......مرزا قادیانی کی بوٹ اور جوتا پہننے میں کیا سنت ہے؟

قادیانی......مرزا قادیانی جوتے کی ایڑھی بٹھا لیتے جب کہ تنگ ہوتی۔ (سیرت المہدی ص ۱۲۷ ج ۲)

مسلمان......بوٹ کے متعلق قادیانی سنت کیا ہے؟

قادیانی......"بعض اوقات کوئی دوست حضور (مرزا قادیانی) کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں پاؤں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ یعنی الٹی پہنتے تھے۔"

(سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۸، بروایت نمبر ۳۷۵)

"ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی۔ مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا۔ کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کیلئے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے مگر اس کے باوجود آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔" (بروایت نمبر ۵۳ سیرت المہدی ص ۶۷ ج ۱)

الٹی سمجھ کسی کو بھی ہرگز خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بدادا نہ دے

فائدہ...... چونکہ مرزا قادیانی آنکھوں سے کانا تھا اس لئے اسے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا ایسی حالت میں اسے جوتے پر لگائے ہوئے نشان کیونکر دکھائی دیتے۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کار الٹا
ہم الٹے بات الٹی یار الٹا

آنجہانی مرزا قادیانی اور چابیاں

مسلمان......چابیوں کے رکھنے کے متعلق مرزا قادیانی کی سنت کیا ہے؟

قادیانی......مرزا قادیانی اکثر کنجیاں آزار بند میں باندھ کر رکھتے۔ (سیرت المہدی ص ۱۲۸ ج ۲)

"مرزا صاحب چابیاں آزار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجہ بوجھ بعض اوقات لٹک

آتا تھا۔" (بروایت نمبر ۶۵ سیرت المہدی ص ۵۵ ج ۱)

فائدہ...... مرزائیوں کا چابیاں جیب میں ڈالنا قادیانی سنت کے بالکل خلاف ہے انہیں چاہئے کہ اپنی چابیوں کو ٹانگوں کے درمیان باندھ دیا کریں تا کہ لٹکتی ہوئی محسوس ہوں جس طرح کہ مرزا قادیانی کرتے تھے۔ جیسا کہ بھیڑیں اور بکریاں چرانے والے چرواہے بھی مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بکرے اور چھترے کے عضو تناسل کے ساتھ دھاگا باندھ دیتے ہیں نیچے سے لٹکتا رہتا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور رومال ونقدی

مسلمان......رومال ونقدی رکھنے میں مرزا قادیانی کی سنت کیا ہے؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی نقدی وغیرہ رومال میں باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیا کرتے تھے یا کاج میں بندھوا لیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۵۵، بروایت نمبر ۶۵)

فائدہ...... مرزائیوں پر لازم ہے کہ مرزا قادیانی کی سنت کے مطابق رومال کرتہ وغیرہ سے ایسے باندھ لیا کریں جیسے کہ شکاری لوگ اور بندر ریچھ والے رومال یا کپڑا اپنے کتے بندر وغیرہ کے گلے میں ڈال لیا کرتے ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور جرابیں

مسلمان......مرزا قادیانی کی جرابوں کے استعمال میں کیا سنت ہے؟

قادیانی...... "بعض دفعہ مرزا قادیانی جراب پہنتے تو اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی۔" (سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۸، بروایت نمبر ۳۷۵)

"بعض اوقات زیادہ سردی میں مرزا قادیانی دو، دو جرابیں پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی کبھی تو سر آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑھی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی ہوتی تھی۔" (سیرت المہدی ج ۲ ص ۱۲۷)

فائدہ...... مرزا قادیانی کے دھرم میں جرابیں، الٹی، جوتا الٹا کھانا پینا الٹا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی عقل الٹی، مذہب الٹا غرض یہ کہ تمام کام الٹے تھے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا دماغ دوران سر، مراق، مرگی کی وجہ سے خراب تھا۔ اس کی امت کی بھی عقلیں الٹی اور دلائل بھی الٹے، سمجھ بھی الٹی۔

وہ الٹے ہیں، ہے ان کی چال الٹی
اتاریں گے فرشتے کھال الٹی

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''گھڑی''

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی اپنی گھڑی پر وقت کس طرح دیکھتے تھے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی جب وقت دیکھتے تو ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے۔'' (سیرت المہدی ج۱ ص۱۸۰، بروایت نمبر۱۶۵)

فائدہ...... جس بیوقوف کو گھڑی دیکھنے کی تمیز اور عقل نہیں وہ احمق اور نالائق مہدویت یا نبوت کا دعویٰ کرے اور وہ ایک پاگل اور مجنون ہے۔ جب ایسا شخص مراقی ہو اور افیون وغیرہ بھی استعمال کرے تو یہ پاگل نشہ کی بیہوشی میں رسول تو کیا خدائی کا دعویٰ کرے تو کوئی نئی چیز نہیں۔ کیونکہ ہم روزمرہ ایسے پاگلوں اور نشہ خوروں کو دیکھتے رہتے ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''پرنالہ''

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کی زبان اور کلام کیسے تھی؟

قادیانی...... ''مرزا قادیانی کو لکنت تھی اسی وجہ سے پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی ج۱ ص۲۵)

فائدہ...... جس کی نہ آنکھ، نہ عقل، نہ شکل اور نہ زبان صحیح بلکہ مراقی و پیشابی ہو اور نبوت و مہدویت وغیرہ کا دعویدار ہو وہ شیطانی تو ہوسکتا ہے رحمانی نہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''حجامت''

مسلمان...... قرآن مجید، حدیث رسول ﷺ سے سر منڈوانا ثابت اور سنت رسول ﷺ ہے مگر مرزا قادیانی کی اس میں سنت کیا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میں سر منڈوانے کو بہت ناپسند دیکھتا ہوں اور سر منڈانا خارجیوں کی سنت ہے۔'' (سیرت المہدی ج۲ ص۹۵، بروایت نمبر۴۲۰)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''عقیقہ''

مسلمان...... جب کہ مرزا قادیانی کے نزدیک سر منڈوانا جائز نہیں تو کیا مرزا قادیانی نے سر کبھی نہ منڈایا؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "ہمارے سر کے بال عقیقہ کے بعد نہیں مونڈے گئے۔"
(سیرت المہدی ج ۱ ص ۹۵، بروایت نمبر ۴۲۰)

فائدہ...... جب کہ مرزا کرشن قادیانی کے دھرم میں سر منڈوانا جائز نہیں تو امت مرزائیہ اپنے سروں کو نہ منڈوائیں بلکہ تمام سر اور بدن کے بال بڑھائیں جیسا کہ ملنگ اور سکھ لوگ بڑھاتے ہیں یہ طریقہ گرونانک کی امت یعنی دیدار سنگھ، تارا سنگھ اور غلام سنگھ وغیرہ کا ہے۔ نیز مرزا قادیانی بھی تو سکھوں کے اوتار "جے سنگھ بہادر" ہی ٹھہرے اس لئے تمام مرزائی سکھ اور گرونانک کی امت ہی تو ہوئے۔ بغیر ختنہ اور حجامت کے رہنا ان کا دھرم ہے۔ بدیں وجہ ان کی عبادت گاہ دھرم سالہ اور گردوارہ کہلائے گی۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی "بیٹھک وچوکہ"

مسلمان......مسلمانوں کے مذہب اسلام میں صفائی لازم ہے اسے ایمان کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے مسلمان اپنے جسم و پوشاک کو صاف رکھنے کے علاوہ جہاں بیٹھے گا اس جگہ کو بھی صاف رکھے گا۔
کیا مرزا قادیانی کی سنت میں صفائی کا کوئی عمل دخل ہے؟

قادیانی......مرزا قادیانی "گرمیوں میں اپنے تخت پر بیٹھتے جس پر مٹی پڑی ہوتی اور میلا ہوتا جب بھی آپ نے نہیں پوچھا۔" (سیرت مسیح موعود ص ۴۴)

فائدہ...... مٹی پر بیٹھنا اور صفائی وغیرہ نہ کرنا سنت قادیانی ہے تو مرزائیوں پر لازم ہے کہ زمین پر ہی بغیر کرسی وغیرہ کے بیٹھا کریں اور سویا کریں۔ جیسے پاگل اور مجنون آدمی اپنے تمام بدن اور منہ پر مٹی غلاظت وغیرہ لگا کر مٹی پر بیٹھا خوش ہوتا ہے بلکہ ننگا پڑا ہوا بھی فخر محسوس کرتا ہے۔

امت مرزائیہ پر بھی اس سنت قادیانی پر عمل پیرا ہونا لازمی ہے۔ کتا ایک ناپاک اور نجس جانور ہوتے ہوئے بھی اپنی دم سے جگہ صاف کر کے بیٹھتا ہے مگر مرزا قادیانی اس سے بھی گئے گزرے ہیں۔ ہندو بھی اپنے چوکہ کو ہر وقت صاف رکھتے ہیں۔

آنجہانی مرزا کرشن قادیانی اور "پنکھا"

مسلمان......موسم گرما میں کمرہ کے اندر پنکھا لگانے کی سنت قادیانی پر کچھ روشنی ڈالیں۔

قادیانی......مرزا قادیانی نے کہا: "ہم تو وہاں کام کرنا چاہتے ہیں جہاں گرمی کے مارے لوگوں کا تیل نکلتا ہو۔" (سیرت المہدی ج ۲ ص ۳۷، بروایت نمبر ۳۹۷)

فائدہ...... پاگل مجنون آدمی جب کہ بیمار ہو اسے گرمی محسوس نہیں ہوتی اگرچہ پسینہ سے شرابور ہی کیوں نہ ہو۔ "وھم لا یشعرون" میں داخل ہوتا ہے امت مرزائیہ پر بھی سنت قادیانی لازم ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور "بورا۔نمک"

مسلمان......کیا مرزا قادیانی کو کھانڈ اور بورا یعنی نمک کی تمیز بھی تھی؟
قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "میں بغیر پوچھے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جلیبیوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈالی پھر کیا تھا میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۴۴، بروایت نمبر ۲۴۴)
فائدہ...... کرشن قادیانی کو اتنی تمیز بھی نہ تھی کہ نمک اور چینی میں تمیز کر سکتا۔ بلکہ اتنا حریص کہ مٹھی بھر کر منہ میں بھی ڈال لی، موت سے بچ گیا۔ "ویمد هم فی طغیانهم یعمهون"
اللہ تعالیٰ نے اسے ڈھیل دے دی تا کہ وہ اپنی سرکشیوں میں حیران رہیں۔ کمال ہے ان مرزائیوں کا کہ ایسے بیوقوف اور احمق کو مہدی مسیح موعود اور نبی وغیرہ مان لیا۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور "آگ"

مسلمان......مرزا قادیانی کے کپڑوں کو آگ لگی تو کیا اسے کچھ خبر ہوئی؟
قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "ایک مرتبہ میرے دامن کو آگ لگی تھی مجھے خبر نہ ہوئی۔"
(سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۳۶، بروایت نمبر ۲۳۶)
فائدہ...... جب مرزا قادیانی کے دامن کو آگ لگی تو اسے خبر تک نہ ہوئی اگر خدا چاہتا تو دنیا کی آگ ہی میں جلا کر اسے راکھ کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے ایک وقت تک کرشن قادیانی کو مہلت دے دی تا کہ دنیا میں عبرتناک موت دے کر آخرت میں جہنم کی آگ میں "ابــد الابــاد" تک معذب رکھوں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور تحفہ خراب

مسلمان......مرزا کرشن قادیانی اپنے تحفہ کی چیز کو کھاتے تھے یا خراب ہو جاتا تھا؟
قادیانی......"بارہا ایسا ہوا کہ مرزا قادیانی کے پاس تحفہ میں کوئی چیز کھانے کی آئی یا خود کوئی چیز آپ نے ایک وقت میں منگوائی پھر خیال نہ رہا اور وہ صندوق میں پڑی پڑی سڑ گئی یا خراب ہو گئی اور اسے سب کا سب پھینکنا پڑا۔" (سیرت المہدی ج ۲ ص ۱۳۵، بروایت نمبر ۴۴۴)
مسلمان......کیا مرزا کرشن قادیانی کا دماغ خراب تھا کہ وہ بھول جاتا تھا؟
قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "میرا حافظہ اچھا نہیں، یاد نہیں رہتا۔"
(نسیم دعوت ص ۷۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۹)

فائدہ...... مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدیت، نبوت، وحی دانی کا، مگر کوئی چیز یاد نہیں رہتی جو وحی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے وہ حکم خداوندی ہوتا ہے وہ بھول نہیں جاتا جب کہ اللہ کی مرضی ہی یہی ہو۔ اگر الہام شیطانی ہو تو شیطان اس جیسی شیطانی وحی لاتا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''چونڈھیاں''

مسلمان......کیا مرزا قادیانی کو شعور تھا یا بے حس و بے شعور تھے؟

قادیانی......''کسی مرید نے مرزا قادیانی کے پاؤں پر چونڈھیاں بھرنی شروع کر دیں مگر آپ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۵۳، بروایت نمبر ۸۶۶)

فائدہ...... مرزا کرشن قادیانی اتنے بے حس و بے شعور تھے کہ چونڈھیاں برداشت کرتے رہے لیکن منع نہ کیا بایں وجہ کہ آپ کی حس ختم ہو چکی تھی۔ بلکہ سن ہو چکے تھے کیونکہ بندر یا کتے کو بھی ذرا چھیڑا جائے تو وہ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ مگر مرزا قادیانی کو ان جیسا بھی شعور نہ تھا۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''اینٹ''

مسلمان......مرزا قادیانی کی جیب میں اینٹ کا کیا واقعہ ہے؟

قادیانی......''جاڑے کا موسم تھا۔ محمود نے جو اس وقت بچہ تھا آپ کی واسکٹ کی جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی جب آپ لیٹتے تو وہ اینٹ آپ کو چبھتی۔ میں موجود تھا آپ نے حامد علی سے فرمایا حامد علی! چند روز ہوئے ہماری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور آخر اس کا ہاتھ اینٹ سے جا لگا۔ جھٹ سے جیب سے نکال لی اور عرض کیا کہ یہ اینٹ تھی جو آپ کو چبھتی تھی۔ مسکرا کر فرمایا۔ اوہو! چند روز ہوئے محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی اور کہا تھا اسے نکالنا نہیں۔'' (سیرت مسیح موعود ص ۲۵)

فائدہ...... گدھا بھی اگر اینٹیں اٹھاتا ہے مگر وہ پورا دن نہیں بلکہ کچھ وقت، اگر مالک دیر کرے تو کود کر گرا دیتا ہے یا بیٹھ کر گرا دیتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اس گدھے سے بھی بڑھ گیا ہے کہ کئی روز تک اینٹ کو اٹھائے رکھا۔ سب سے بڑی بیوقوفی یا پاگل پن یہ ہے کہ سوتے ہوئے چبھتی رہی مگر نکالنے کی عقل تک نہیں کی۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''اسرار غیب''

مسلمان......کیا مرزا کرشن قادیانی کو غیب دانی کا بھی دعویٰ تھا؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''ہمارا ذاتی تجربہ ہمارے ہاتھ میں ہے قریباً ہر روز خدا ہم

سے کلام کرتا ہے اور اپنے اسرار غیب اور علوم معرفت سے مطلع فرماتا ہے۔"

(نسیم دعوت ص ۷۰، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۰)

فائدہ...... مرزا قادیانی کا دعویٰ غیب دانی، مگر اینٹ جیب میں ہے پتہ نہیں، لاٹھی اپنی رکھی ہوئی کا علم نہیں اپنے ہاتھ سے رکھی ہوئی چیز خراب ہو جاتی اور باہر پھینک دی جاتی مگر دعویٰ علم غیب، یہ ہیں مرزا کرشن قادیانی، عقل کے اندھے، آنکھ کے کورے مرزائیوں کے مہدی، نبی وغیرہ۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور چھڑی

مسلمان...... مرزا قادیانی کو اپنی چھڑی کی پہچان تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے "چھڑی ایک دفعہ ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا یہ کس کی چھڑی ہے۔ عرض کیا گیا حضور کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں آپ نے فرمایا اچھا میں تو سمجھا کہ یہ میری نہیں ہے حالانکہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔"

(بروایت نمبر ۲۴۶ سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۲۵)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "ساتھی"

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی اپنے ساتھی کو پہچان لیا کرتے تھے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی "سیر کو جاتے ہوئے اپنے خادم کو جو کہ آپ کے ساتھ ہوتا آپ کو اس کا علم نہ ہوتا اور نہ پہچان ہوتی۔ کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔"

(بروایت نمبر ۳۰۳ سیرت المہدی ج ۲ ص ۷۷)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "چوزہ"

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو چوزہ ذبح کرتے وقت اسکی گردن نظر آتی تھی یا نہ؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔" (بروایت نمبر ۳۰۷ سیرت المہدی ج ۲ ص ۴)

فائدہ...... مرزا قادیانی کی اتنی عقل بھی نہ تھی کہ چوزہ کی گردن پر چھری پھیرتے بلکہ اپنی ہی انگلی پر چھری پھیر کر کاٹ ڈالی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کتنے طاقتور تھے اگر دشمن کے مقابلہ میں تلوار لے کر آتے دشمن کی گردن پر تلوار چلانے کی بجائے اپنی ہی گردن پر تلوار چلاتے اس وجہ سے جہاد کو حرام قرار دے کر جہنم رسید ہو چکے ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور چڑیاں

مسلمان...... چڑیاں پکڑنا مرزا قادیانی کے دھرم میں کیا حکم رکھتا ہے؟

قادیانی...... ''ایک دفعہ میاں یعنی خلیفہ ثانی والان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب نے نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے دیکھ لیا فرمایا۔ میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔''

(سیرۃ المہدی ج۱ص۱۹۲، بروایت نمبر۱۷۸)

فائدہ...... جب چڑیاں مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی پکڑ رہے تھے تو مرزا قادیانی نے خلیفہ ثانی کو بے ایمان اور خارج از اسلام قرار دے دیا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کانا تھا

مسلمان...... مرزا قادیانی آنکھوں سے کیسے تھے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی ''آنکھوں میں مائی اوپیا تھا اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔'' (سیرت المہدی ج۳ص۱۱۹، بروایت نمبر۶۷۳)

آنجہانی مرزا قادیانی اور آنکھیں بند

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کی آنکھیں کھلی رہتی تھیں یا بند؟

قادیانی...... ''ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) معہ چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر نے کہا حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح بند ہوگئیں۔''

(سیرت المہدی ج۲ص۷۷، بروایت نمبر۴۰۲)

مسلمان...... مرزا قادیانی کی آنکھوں میں یہ خرابی کب سے تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی ''دور کی نظر ابتداء سے کمزور ہی تھی۔'' (تاریخ احمدیت ج۳ص۵۸۵)

آنجہانی مرزا قادیانی کی نظر پر ''شہادت''

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کی نظر نہ ہونے پر کوئی شہادت ہے؟

قادیانی...... ''کئی دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) کے گھر عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں کہ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے گزر جائے ان کو پتہ نہیں لگتا۔'' (سیرت المہدی ج۲ص۷۷، بروایت نمبر۴۰۳)

آنجہانی مرزا قادیانی کی ''اولاد کی نظر''

مسلمان......مرزا قادیانی کی اولاد کی نظر کیسی تھی؟

قادیانی......مرزا قادیانی کی وراثت ''آنکھوں کی یہ حالت تھی کہ حضرت صاحب کی تمام اولاد میں آئی کہ دور کی نظر کمزور ہے۔ (سیرت المہدی ج۳ص۱۲۰ بروایت نمبر ۶۷۳)

مسلمان......مرزا قادیانی کے مریدوں کی نظر کیسے تھی؟

قادیانی......مرزا قادیانی کے مرید خاص عبدالکریم کی ''ایک ٹانگ میں کمزوری اور بصارت میں بھی خلل تھا۔'' (تحفہ غزنویہ ص۲۷، خزائن ج۱۵ص۵۵۷)

فائدہ...... مرزا غلام احمد قادیانی کانا اور اندھا، اس کی اولاد کانی مرید عبدالکریم ایک نمبر بڑھ کر یعنی کانا اور لنگڑا، یہ تمام گھرانہ ہی اندھا کانا تھا۔ جیسے کہ بازاروں میں گداگر اندھے، کانے، لولے، لنگڑے کہتے دکھائی دیتے ہیں کہ دیدے بابا راہ خدا تیرا اللہ ہی بوٹا لاوے گا۔ جس امت کا نبی اور اس کی اولاد و مرید خاص ہی اندھے، کانے اور لنگڑے ہوں اس کی امت تو ان سے بھی زیادہ اندھی ہوگی۔ شکل میں اور عقل میں۔ ''وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ'' بہرے گونگے اندھے۔ پس وہ نہ لوٹیں گے اور ان کی آنکھوں پر پردے ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''گول ولمبا منہ''

مسلمان......کیا مرزا قادیانی کو گول منہ والی لڑکی پسند تھی؟

قادیانی......''جب میاں ظفر احمد کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش تھی تو ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں ان کو لاتا ہوں آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے شادی کردی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرے کے باہر کھڑا کردیا اور پھر اندر آکر کہا وہ باہر کھڑی ہیں آپ جا کے اندر سے دیکھ لیں۔ چنانچہ میاں ظفر احمد نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت نے ان کو رخصت کردیا۔ اور اس کے بعد میاں ظفر احمد سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ کہ تمہیں کون سی لڑکی پسند ہے وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس کا چہرہ لمبا ہوتا ہے وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔'' (سیرت المہدی ج۱ص۲۵۹ بروایت نمبر ۲۶۸)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ننگی مریدنی

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کے سامنے ننگی عورتیں غسل کرتی تھیں؟

قادیانی...... ''حضرت مسیح موعود کے اندرخانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرہ میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے وہاں ایک کونے میں کھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک خادمہ اتفاقاً آنکلی اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرہ میں اور موجودگی میں تو نے یہ کیا حرکت کی تو اس نے ہنس کر جواب دیا ''انہوں کچھ دیدا ہے'' یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے۔ حضور کی عادت غض بصر کی تھی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا کہ وہ خیال کرتی تھی کہ حضور کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اس واسطے حضور سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں۔'' (ذکر حبیب صادق ص ۳۸،۳۹)

فائدہ...... مرزا کرشن قادیانی کو گول اور لمبے منہ والی لڑکی تو نظر آتی ہے کہ غور سے دیکھ کر کہا کہ لمبے منہ والی کا چہرہ خراب اور بدصورت ہو جاتا ہے۔ مگر ننگی عورت کی شرمگاہ کو نہیں دیکھ سکتا۔ ننگی عورت کو دیکھ کر انسان کی خواہشات نفسانی اختیار سے باہر ہو جاتی ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کو جب بھانو دباتی تھی تو مرزا قادیانی کے متعلق کہا کہ آپ کی ٹانگیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔ جب کہ وہ مرزا قادیانی کو لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی۔ کیا ننگی عورت کی شرمگاہ دیکھ کر سکون سے رہا ہوگا۔ یہ عورت بے حیا اور اس کی حالت کو دیکھنے والا بڑا بے حیا، بے غیرت اور اس کو مہدی وغیرہ ماننے والے بہت ہی بڑے بے حیا، بے شرم اور خبیث ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''پاخانہ''

مسلمان...... مرزا قادیانی نے پاخانہ کے متعلق کیا کہا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میرا تو یہ حال ہے کہ پاخانہ پیشاب پر بھی مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اتنا وقت ضائع ہو جاتا ہے یہ (وقت پیشاب، پاخانہ) کسی دینی (مرزائیت کے) کام میں لگ جائے۔'' (سیرت مسیح موعود ص ۲۵)

فائدہ...... مرزا قادیانی کو پیشاب پاخانہ پر افسوس ہوتا، خدا نے بھی بطور سزا مرزا قادیانی کو دستوں کی بیماری لاحق کر دی تا کہ اس حالت ہیضہ میں موت واقع ہو نیز اس عبرتناک انجام سے لوگوں کو عبرت وہدایت حاصل ہو۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''پاخانہ پر عورت''

مسلمان...... مرزا قادیانی کے پاخانہ کی خدمت پر کون مقرر تھا؟

قادیانی...... ''مرزا قادیانی کے پیشاب پاخانہ کی خدمت پر ایک عورت مقرر تھی جو کہ پاخانہ میں لوٹا رکھتی تھی۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۳ بروایت نمبر ۸۴۷)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''علم''

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کے نزدیک علم دین اچھا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے کہا: ''بیٹا توبہ کرو نہ علم اچھا ہے، نہ دولت خدا کا فضل اچھا ہے۔''

(ذکر حبیب مبارک احمد ص ۳۱)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''گرم پانی''

مسلمان...... مرزا قادیانی اپنی خادمہ سے جو کہ پاخانہ پر مقرر تھی اس سے کیا رویہ اختیار کرتے تھے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی استنجا میں گرم پانی استعمال کرتے تھے۔ ''خادمہ نے زیادہ گرم پانی پاخانہ میں رکھ دیا تو مرزا قادیانی نے وہ گرم پانی خادمہ کے ہاتھ پر ڈال دیا۔''

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۳ بروایت نمبر ۸۴۷)

فائدہ...... مرزا قادیانی کا اپنے پیشاب پاخانہ کیلئے عورت کا مقرر کرنا بے حیائی اور بے غیرتی ہے۔ جب کہ وہ غیر محرم ہے، مرزا گرم پانی برداشت نہ کر سکا۔ بلکہ انتقاماً خادمہ کے ہاتھ پر گرم پانی ڈال کر جلا دیا۔ کیا مہدی اور امام نبی کے یہی اخلاق ہیں؟ بلکہ برے سے برا انسان ایسا نہیں کرتا یہ بہت بڑی بداخلاقی ہے۔ اگر قصاص یعنی بدلہ لینا بھی تھا تو برابر کا لیتے تا کہ معاملہ برابر کا ہو جاتا۔

''الفرج بالفرج بالماء الحميم''

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''افیون''

مسلمان...... اسلام میں نشہ آور چیز مثلاً افیون وغیرہ حرام ہے مرزا قادیانی کے دھرم میں کیا حکم ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی دوائی میں افیون استعمال کرتے تھے۔

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۵۱ بروایت نمبر ۵۶۹)

آنجہانی مرزا قادیانی اور بھنگ و دھتورا

مسلمان...... مسلمان تو بھنگ و دھتورا کو حرام جانتے ہیں کیا مرزا کرشن قادیانی کے دھرم میں حرام ہے یا حلال؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی برائے گولی سل دق افیون، بھنگ اور دھتورا جائز فرماتے ہیں۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۱ بروایت نمبر ۶۵۵)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "شرابی"

مسلمان...... اسلام میں شرابی کو حد کی سزا دی جاتی ہے کیا مرزا کرشن قادیانی کے دھرم میں سزا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ: "اپنی جماعت کے شرابی سے بھی ہمدردی ہونی چاہئے۔ اگر ہمارا کوئی دوست ہو اور اس کے متعلق ہمیں اطلاع ملے کہ وہ گلی میں شراب کے نشہ میں مدہوش پڑا ہے تو ہم کسی شرم کے اور روک کے وہاں جا کر اسے اپنے مکان پر اٹھا لائیں اور پھر جب اسے ہوش آنے لگے تو اس کے پاس سے اٹھ جائیں تاکہ ہمیں دیکھ کر وہ شرمندہ نہ ہو۔"

(سیرت المہدی ج ۲ ص ۹۳، بروایت نمبر ۴۱۸)

فائدہ...... امت مرزائیہ کو اپنی عقل سے سوچنا چاہئے کہ اگر نشہ خور افیونی، بھنگی، دھتوری اور شرابی وغیرہ نبی ہوتا تو تمام ملنگ اور شرابی وغیرہ بڑے نبی ہوتے۔ یہ سعادت صرف امت مرزائیہ کو ہی حاصل ہے کہ شرابی، بھنگی، افیونی، دھتوری نبی ان کے حصہ میں آئے۔ یہ تمام ناپاک غذائیں اسی شیطانی نبی کے حصہ میں رکھ دی ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک کی طرف سے محولہ بالا تمام اشیاء کے علاوہ بھی ہر وہ چیز جس سے انسان کو نشہ محسوس ہو حرام قرار دیا گیا۔ ایسی نشہ آور اشیاء استعمال کرنے والے کو نشہ کی حالت میں ماں، بہن، بیٹی اور بیوی تک کی تمیز نہیں رہتی۔ صرف بے غیرت انسان ہی ایسی اشیاء کو استعمال کرنے کے علاوہ حلال بھی قرار دے سکتا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ہندو کی شیرینی

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی ہندو کافر کے ہاتھ کی ناپاک شیرینی وغیرہ کھا لیا کرتے تھے؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی ہندو وغیر مسلم کافروں کا کھانا کھا پی لیتے تھے۔ ہنود کا تحفہ بھی از قسم شیرینی وغیرہ بھی قبول فرما لیتے تھے اور کھاتے بھی تھے۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۷۷، بروایت نمبر ۹۲۱)

فائدہ...... ایک متقی، ایماندار مسلمان شخص بے نماز مسلمان کے ہاتھ کا کھانا وغیرہ بھی نہیں کھاتا۔ مگر مرزا قادیانی ہندو، کافر و مشرک کے گھر کی شیرینی وغیرہ اس لئے کھاتے تھے کہ مرزا کرشن ہیں نہ کہ مسلمان اور ہندو کرشن کے پجاری ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور الہامی حقہ شیطانی

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو کبھی حقہ کے متعلق بھی الہام ہوا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے کہا: ’’آج میں نے خواب میں دیکھا کہ مسجد (قادیان) میں دو حقے پڑے ہیں۔‘‘ (تذکرہ ص۸۰۹)

فائدہ...... جیسے مرزا قادیانی نبی تھے الہام اور خواب بھی ایسے نظر آتے تھے کہ قادیان کی مساجد میں ہر وقت حقہ، نڑی، تمباکو اور چلم وغیرہ جیسے تبرکات محراب میں مزین رہتے نیز اس کے ساتھ آگ بھی لازماً ہوگی کیونکہ آگ کے بغیر حقہ بے سود تو اس الہام کی برکت سے قادیانیوں کی عبادت گاہوں میں حقہ شریف کی گڑگڑ کی رونق ہوتی ہوگی یا ہونی چاہئے۔ اگر قادیانی مرزا کی اس سنت موکدہ پر عمل پیرا نہ ہوں گے تو پاپ کبیرہ کے مستحق ہوں گے ان کو گنگا جل میں بھی لازماً اشنان کرنا ہوگا۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ’’بندر‘‘

مسلمان...... کیا بندروں کا کھیل اور بے ہودہ قصہ جات مرزا قادیانی کو پسند تھے یا نہ؟

قادیانی...... ’’مرزا قادیانی افریقہ کے بندروں اور افریقن لوگوں کے لغو قصے خندہ پیشانی سے سنتے تھے۔‘‘ (سیرت المہدی ج۳ ص۲۱۵، بروایت نمبر۷۹۰)

فائدہ...... بندروں والے گداگر لوگ بندروں کو نچانے اور ان کی ناجائز حرکات اور غلط قصہ جات بیان کر کے خود خوش ہوتے ہیں اور لوگوں کو بھی خوش کر کے ان سے بھیک مانگتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی امت کو بندروں کی طرح نچا کر خوش کیا اور ان سے بھی بہشتی مقبرہ کے نام پر کبھی دوسرے قسم کے چندہ وغیرہ وصول کر کے قصر غلاظت وغیرہ بنائے۔ کیا ایسا شخص مہدی ہے یا بندروں والا گداگر؟ امت مرزائیہ کو اپنی عقل سے سوچنا چاہئے۔ اگر عقل نہیں تو علاج کرائیں۔ ورنہ ہوش کے ناخن لیں۔ بصورت دیگر یہ جماعت بندر اور اس کا بانی بندروں والا فقیر۔

’’جیسی روح ویسے فرشتے‘‘

آنجہانی مرزا قادیانی اور ’’ختنہ‘‘

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کے دھرم میں ختنہ کرانا ضروری ہے؟

قادیانی...... ''مرزا قادیانی کا ایک سکھ مرید ہوا تو مرزا قادیانی نے کہا یہ ختنہ سنت ہے جو کہ بڑی عمر میں ضروری نہیں۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۲ بروایت نمبر ۸۴۲)

فائدہ...... ختنہ مسلم کا کیا جاتا ہے نہ کہ غیر مسلم کافر کا، مرزا قادیانی کیونکہ کرشن ہونے کی بناء پر ہندوؤں کے پنڈت اور سکھوں کے گرو جے سنگھ بہادر تھے۔ اس لئے اس کی تمام امت پر ختنہ لازم نہیں بلکہ یہ بغیر ختنہ ہی کے اپنے دھرم میں رہ کر ''وقود النار'' ہی بنیں گے۔ جیسا کہ ہندو، یہود، عیسائی اور سکھ وغیرہ۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''طوائف''

مسلمان...... مسلمانوں کے مذہب اسلام میں شادی وغیرہ کے موقع پر نیک لوگ اپنے اقرباء کے علاوہ نیک لوگوں یعنی علماء صلحاء اور بزرگان دین کو مدعو کرنا ہی باعث برکت خیال کرتے ہیں۔ ان مواقع پر بدمعاشوں، بے دینوں، کنجروں اور طوائفوں کو بلانا مذہب اسلام میں حرام اور ناجائز ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے دھرم میں اس کا کیا حکم ہے؟

قادیانی...... مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ مرزا قادیانی کے بڑے بھائی کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی اور کئی دن تک جشن ہوتا رہا اور ۲۲ طائفے (کنجر) ارباب نشاط (ڈھول سرنگی وغیرہ) کے جمع تھے۔ (سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۵۳)

فائدہ...... شریف اور نیک عوام اپنی خوشیوں کے موقع پر شرفاء اور نیک کردار لوگوں کو مدعو کر کے اپنی نیک سیرت دخواہشات کا اظہار کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں مگر شریر طبع بدمعاش اور بدکردار لوگ طوائفوں، کنجروں بے دینوں اور بے غیرت لوگوں کو بلا کر خوش ہوتے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے والد نے کیا۔ امت مرزائیہ کو بھی اپنے نبی کے باپ کی سنت پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''آتش بازی''

مسلمان...... شب برأت کو مرزا قادیانی کی سنت کے مطابق کیسے عبادت کرنا ثواب ہے؟

قادیانی...... ''ڈاکٹر محمد اسماعیل کہتے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برأت وغیرہ کے موقع پر یونہی تفریح کے طور پر گھر میں آتشبازی کے انار وغیرہ منگا کر چلا لیا کرتے تھے اور بعض اوقات اگر حضرت (مرزا قادیانی) موقع پر موجود ہوتے تو یہ آتشبازی چلتی ہوئی آپ خود بھی

دیکھ لیتے تھے اور مرزا قادیانی منع نہ فرماتے بلکہ بعض دفعہ ان چیزوں کے منگانے کیلئے ہم حضرت (مرزا قادیانی) سے پیسے مانگتے تو آپ دے دیتے تھے۔"

(سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۶، روایت نمبر ۳۷۰)

فائدہ...... کرشن قادیانی کے دھرم میں شب برأت جیسی متبرک رات میں آتشبازی چلانا اور کھیل تماشا کرنا ہی عبادت ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے پیسے دے کر اہل خانہ سے یہ ثواب وعبادت کا کام کرایا جو کہ مذہب اسلام میں بالکل ناجائز اور حرام ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور مال حرام

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کے دھرم میں سود حرام ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے کہا کہ سود کا پیسہ اشاعت دین (مرزائیت) اور دینی (تبلیغ مرزائیت کے) کام میں استعمال کرنا جائز ہے۔ (سیرت المہدی ج ۲ ص ۱۱۳ بروایت نمبر ۴۳۹)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "زناکاری"

مسلمان...... زانیہ بدکار کسبی عورت کا مال حرام مرزا قادیانی کے دھرم میں کیسا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ کنچنی (زانیہ عورت) کا کمایا ہوا مال اسلام (مرزائیت) کی خدمت میں خرچ کرنا ہے۔ (سیرت المہدی ج ۱ ص ۲۶۱ بروایت نمبر ۲۷۲)

آنجہانی مرزا قادیانی اور قبروں کے کپڑے

مسلمان...... مسلمانوں کے قبرستان سے کپڑے چوری کر کے مرزا قادیانی کے دھرم میں کہاں خرچ کرنا چاہئے؟

قادیانی...... اللہ دین فلاسفر اور مولوی یار محمد نے قبروں کے کپڑے اتار کر کچھ روپیہ جمع کیا تو مرزا قادیانی نے اشاعت اسلام (مرزائیت) پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۶۴، بروایت نمبر ۸۸۹)

فائدہ...... مرزا کرشن قادیانی کے دھرم میں سود، زناکاری اور قبروں سے کپڑے چرا کر اس کے پیسوں سے مرزائیت پر خرچ کرنا جائز ہے یعنی حرام مال مرزائیت پر صرف کرنا عبادت پن اور ثواب ہے۔ جیسا مرزا کا دین حرامی تھا ویسا ہی مال حرام خرچ کرنا ثواب ہے۔ "الخبیثات للخبیثین" جیسا مذہب ویسی خوراک (مال حرام بود بجائے حرام رفت)

آنجہانی مرزا قادیانی اوراس کا باپ

مسلمان...... کیا مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ نماز پڑھتا تھا؟

قادیانی...... ''مرزا سلطان احمد کہتے ہیں کہ ایک بغدادی مولوی صاحب نے دادا صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے ۔ دادا نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا جبکہ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔'' (سیرت المہدی ج ا ص ۲۳۱ بروایت نمبر ۲۲۴)

فائدہ...... مرزا قادیانی کا باپ بے نماز، خود مرزا بھنگ نوش افیونی اور دھتورا خور یہ تمام کے تمام جہنم کے مستحق ہوئے جب کہ مرزا قادیانی ہیضہ اور دستوں کی وجہ سے پاخانہ میں مرا۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''استغفار''

مسلمان...... اسلام میں مسلمان پر استغفار کرنا لازم ہے کیا مرزا قادیانی نے کبھی استغفار کیا؟

قادیانی...... ''مرزا قادیانی کو استغفار پڑھتے کبھی نہیں سنا گیا۔'' (سیرت المہدی ج ا صفحہ ۲ بروایت نمبر ۱)

فائدہ...... مسلمان اس لئے استغفار کرتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرمادے۔ مگر مرزا قادیانی اوراس کی امت مرتد اور کافر ہے۔ عقائد کفریہ، شرکیہ اور مرتد کے گناہ معاف نہیں ہوتے۔ بدیں وجہ مرزا قادیانی نے کبھی استغفار کا ارادہ ہی نہ کیا۔ جیسا کہ فرعون، شداد، ہامان اور ابوجہل وغیرہ کے دلوں میں کبھی استغفار اور توبہ تک کا خیال ہی نہ آیا اور جہنم رسید ہوئے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور حج

مسلمان...... رئیس قادیان اور مالدار ہوتے ہوئے کیا مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں حج کیا؟

قادیانی...... ''مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں حج نہیں کیا تھا۔''

(سیرت المہدی ج ا ص ۵۰، بروایت نمبر ۵۵)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''اعتکاف''

مسلمان...... مسلمان نمازی روزہ دار رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف بیٹھتا ہے۔ کیا مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں اعتکاف بھی کیا؟

قادیانی...... ''مرزا قادیانی نے اعتکاف نہیں کیا۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۲)

فائدہ...... حج اور اعتکاف کا سلسلہ صرف مسلمان کے لئے ہے جو بارگاہ رب العزت سے سابقہ گناہوں کی معافی طلب کرتا اور آئندہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی اور اس کی جماعت چونکہ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اس لئے خداوند قدوس کی منشاء کیخلاف

ان کی توبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بریں بنا حج اور اعتکاف ان کیلئے فضول اور بے کار ہے نیز رب بے نیاز نے ایسے گروہ کا ٹھکانہ جہنم بنا رکھا ہے جس میں وہ ابدالاباد تک رہیں گے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور زکوٰۃ

مسلمان...... مرزا قادیانی بہت بڑا مالدار تھا کیا اس نے کبھی اپنے مال کی زکوٰۃ بھی ادا کی؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی نے کبھی بھی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۹، بروایت نمبر ۶۷۲)

فائدہ...... مسلمان زکوٰۃ اس لئے ادا کرتا ہے کہ مال پاک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی بھی حاصل ہو۔ چونکہ مرزا قادیانی مرتد اور کافر تھا اس لئے وہ جانتا تھا کہ نہ اس کا مال پاک ہوگا اور نہ ہی گناہ معاف ہوں گے۔ چونکہ اس کا توبہ کرنے کا ارادہ نہ تھا۔ اس لئے زکوٰۃ ادا کر کے اپنا مال کیوں برباد کرتا؟

آنجہانی مرزا قادیانی اور "استنجا"

مسلمان...... مسلمان نبی علیہ السلام کی سنت کے مطابق بوقت استنجا ڈھیلہ ضرور استعمال کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کا دھرم اس سلسلہ میں کیا کہتا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے پیشاب کر کے پانی استعمال کیا مگر ڈھیلہ کبھی بھی استعمال نہ کیا۔

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۳ بروایت نمبر ۸۴۴)

فائدہ...... یہ سنت صرف اہل اسلام کیلئے ہے نہ کہ مرتد کافر کیلئے کہ مرزا قادیانی اس سنت پر عمل پیرا ہوتے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی بیوی پلیٹ فارم پر

مسلمان...... مسلمان عورت کے لئے پردہ لازم اور ضروری ہے کیا مرزا قادیانی کی بیوی کو پردہ تھا؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی اپنی بیوی کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہل رہے تھے تو مولوی عبدالکریم نے کہا حضور بہت سے لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ بیوی صاحبہ کو ایک الگ جگہ پر بٹھا دیں۔ مرزا قادیانی نے کہا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں۔"

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۶۳ بروایت نمبر ۷۷)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "پردہ"

مسلمان...... مومن عورت پر تو پردہ لازم ہے کیا مرزا قادیانی عورت کے پردہ کا قائل تھا؟

قادیانی......مرزا قادیانی نے کہا کہ:" پردہ جو گھروں میں بند ہو کر بیٹھنے والا ہے یہ امہات المومنین سے خاص تھا دوسری مومنات کے لئے ایسا پردہ نہیں ہے۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۳۵۱، بروایت نمبر ۸۶۱)

فائدہ...... فائدہ مرزا کرشن قادیانی اپنی بیوی اور مرزائیوں کی ماں کو گھر کی چار دیواری سے نکال کر پلیٹ فارم پر لائے اور گھر کا پردہ ناجائز فرمایا تو امت مرزائیہ پر سنت ہے۔ قادیانی کے مطابق لازم ہے کہ اپنی بیویوں کو شام کے وقت پلیٹ فارموں اور سڑکوں وغیرہ پر بغیر پردہ کے سیر و تفریح کیلئے بھیج دیا کریں تا کہ عوام کو ان سے استفادہ ہو اور مرزائی عورتیں عوام سے مستفید ہو سکیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور "غیر محرم عورتیں"

مسلمان......کیا مرزا کرشن قادیانی غیر محرم عورتوں سے بوقت بیعت ہاتھ ملاتے تھے؟

قادیانی...... "مرزا قادیانی عورتوں کی بیعت صرف زبانی لیتے تھے ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے کیونکہ غیر محرم عورت سے لمس (ہاتھ لگانا) کی بھی ممانعت آئی ہے۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۵، بروایت نمبر ۴۷۷)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "بھانو"

مسلمان......مرزا قادیانی کے دھرم میں رات کو غیر محرم عورت سے ٹانگیں دبوانا کیسا ہے؟

قادیانی......مرزا قادیانی "ایک رات اپنی ملازمہ بھانو سے دبواتے تھے جب کہ خوب سردی تھی۔ وہ لحاف کے اوپر سے دبا رہی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس کو دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے تھوڑی دیر بعد مرزا قادیانی نے کہا: بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی "ہاں جی تد ے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں این یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰، بروایت نمبر ۷۸۰)

فائدہ...... مرزا قادیانی کی دورنگی ملاحظہ فرمادیں کہ بیعت کے وقت ہاتھ لگانا منع ہے مگر الگ ایک کمرہ میں غیر محرم عورت سے رات کو ٹانگیں دبوانا پھر لحاف کے اوپر سے کسی چیز کو دبانا جس کا اسے علم ہی نہ ہو سکے کہ وہ کیا چیز ہے جس کو وہ ہاتھوں سے دبا رہی ہے۔ کیا یہ شرافت ہے یا بے حیائی و بے شرمی و بے غیرتی؟ مرزا قادیانی کو اس سے شرم اور حیا نہ آئی بلکہ اس بات کو فخر سمجھا کہ ایک غیر محرم عورت اس کی ٹانگوں کے درمیان لٹکتی ہوئی چیز کو دبا رہی تھی۔ ایک کم سے کم عقل انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ جس کو سردیوں میں دبوانے سے مرزا قادیانی لطف اندوز ہو کر فخر محسوس کر رہے تھے۔ میرے خیال میں ایک بہت ہی بے شرم انسان اپنی منکوحہ عورت کو بھی ایسا

کرنے کو نہیں کہے گا۔ قادیانی امت کو چاہئے کہ اب بھی ہوش سنبھالے اور آنجہانی مرزا کے کردار کا ملاحظہ کرتے ہوئے توبہ کرے۔ شرم و حیا بازار کا سودا نہیں کہ کسی کے لئے خرید کر لیا جائے یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی دین ہے جسے چاہے عطاء کرے۔

حیا و شرم و ندامت اگر کہیں بکتیں
تو ہم بھی لیتے ذرا مرزا قادیانی کے لئے

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''مائی فجو''

مسلمان...... مرزا قادیانی جب اپنے گھر کے ایک کمرہ میں رات کو سوتے تو پہرہ کون دیتا مرد یا عورت؟

قادیانی...... ''مائی رسول بی بی نے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود کے وقت میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ دار مائی فجو منشانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھی۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۳، بروایت نمبر ۷۸۶)

فائدہ...... مرزا کرشن قادیانی رات کو مردوں کی بجائے عورتوں سے پہرا دلاتے تھے حالانکہ مرزا قادیانی الگ جگہ غیر محرم عورتوں سے رات کو خدمت لیتے اور پہرہ بھی، کیا مرزا آنجہانی امت مرزائیہ کے نبی کی غیرت ہے یا بے غیرتی، حیا ہے یا بے حیائی؟ تمام رات غیر محرم عورتوں میں رہنا صرف مرزا قادیانی ہی کی صفت ہے نہ کہ کسی شریف آدمی کی۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''زینب کو نصف رات کو سرور''

مسلمان...... مرزا قادیانی جب رات کو کسی غیر محرم عورت سے خدمت لیتے تو اس عورت کی کیا کیفیت ہوتی؟

قادیانی...... ''زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب مرزا قادیانی کی خدمت میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات کو یا اس سے بھی زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوتی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۷۲، بروایت نمبر ۹۱۱)

فائدہ...... جب یہ عورت علیحدگی میں مرزا قادیانی سے رات کے وقت شرف ملاقات حاصل کر کے خدمت کرتی تو اسے خوشی اور سرور حاصل نہ ہوتا تو اور کیا حاصل ہوتا؟ بلکہ ایسے مواقع پر خوشی اور سرور خود بخود پیدا ہو ہی جاتا ہے۔ ملاحظہ ہوں امت مرزائیہ کے نبی اور مہدی کی

کارستانیاں کہ غیر محرم عورتوں سے رات کو ملاقات کا شرف بخشتے ہوئے ان کے دلوں میں خوشی و سرور پیدا فرمادیتے ایسی عورت جو کہ اپنے نبی (مرزا قادیانی آنجہانی) سے رات کو رنگ رلیاں منا رہی ہوا سے نیند کب آسکتی ہے۔ یہ ہیں امت مرزائیہ کے نبی کرشن قادیانی۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی چادریں

مسلمان...... آنجہانی مرزا قادیانی کی متبرک چادریں کیا تھیں؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”مجھے دو مرض دامن گیر ہیں ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں دردسر دوران سر اور دوسرے جسم کے نیچے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور دست آتے رہنا سو یہ وہی دو زرد رنگ کی چادریں ہیں۔“ (نسیم دعوت ص ۷۵،۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

فائدہ...... جیسا مرزا قادیانی تھا چادریں بھی ویسی پسند کیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی اسے ویسی چادریں دیں اوپر سر درد (مراق) نیچے دست، دست اور پیشاب جن کی رنگت زرد، امت مرزائیہ کا نبی ایسی چادریں پہنا کرتا تھا تو مرزائیوں کو چاہئے کہ وہ بھی ایسی چادریں استعمال میں لائیں، تاکہ سنت قادیانی پر عمل کر کے ثواب حاصل کر سکیں یہ ہیں مرزائیوں کے پیشابی اور دستوں میں غرقابی نبی (العیاذ باللہ)

آنجہانی مرزا قادیانی اور پیشاب

مسلمان...... مرزا قادیانی کو روزانہ کتنی بار پیشاب آتا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”مجھے بعض اوقات سو سو دفعہ ایک دن میں پیشاب آتا ہے۔“ (نسیم دعوت ص ۷۴، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴)

فائدہ...... مرزا قادیانی کو دن میں ۱۰۰ بار اور رات میں ۱۰۰ بار پیشاب آتا یعنی چوبیس ۲۴ گھنٹے میں آنجہانی کرشن کو دو سو ۲۰۰ بار پیشاب کرنا پڑتا اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کے دربان ہی پیشاب تھا۔

عاصی بخشے گئے قیامت میں
مرزا کہتا رہا پیشاب پیشاب

ٹوٹے ہوئے لوٹے کی طرح مرزا قادیانی سے پیشاب بہتا رہتا تھا۔ جو شخص افیون، بھنگ، دھتورا وغیرہ استعمال کرے اور اس سے ہر وقت پیشاب اور دست بھی بہتے رہتے ہوں وہ بھنگی، افیونی، پیشابی اور معجون مرکب حتمی تو ہو سکتا ہے مگر خدا کا نبی اور مہدی ہرگز نہیں ہو سکتا۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور سر میں خرابی

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کے سر میں کسی قسم کی خرابی تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میرے اوپر کے حصہ میں ہمیشہ سر درد اور دوران سر رہتا ہے۔''

(اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰)

فائدہ...... جس شخص کو ہر وقت درد سر اور دوران سر یعنی ہر وقت سر چکراتا رہتا ہو اسے دماغ کی خرابی کی وجہ سے پاگل اور مجنون تو کہا جائے گا نہ کہ ولی وغیرہ لیکن مرزائیوں کے پاگل پن اور خرابی دماغ کو ملاحظہ کریں کہ وہ پاگل، مجنون، پیشابی اور بدکردار اور بدصورت آدمی کو من گھڑت نبی ومہدی وغیرہ مانتے ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی کو ذیابیطس وشوگر

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کو ذیابیطس اور شوگر بھی تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میرے نیچے کے بدن میں بیماری ذیابیطس ہے۔''

(اربعین نمبر۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱)

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو شوگر کا بھی مرض تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''مجھے پیشاب میں شوگر ہے۔''

(نسیم دعوت ص۶۷، خزائن ج۱۹ ص۴۳۴)

آنجہانی مرزا کرشن قادیانی کو خارش

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو خارش کی بیماری بھی تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''مجھے خارش کا عارضہ بھی ہے۔''

(نسیم دعوت ص، خزائن ج۱۹ ص۴۳۴)

فائدہ...... مرزا قادیانی کہتے ہیں روحانی اور جسمانی امراض کا مرکب الوجود تھا۔ ان امراض میں سے ایک مرض خارش بھی تھا جیسا کہ گدھا کو خارش ہو تو وہ کودتا آواز دیتا اور دوڑ کر کسی لکڑی وغیرہ سے اپنی خارش کا دفاع کرتا ہے۔ مرزا قادیانی بھی ایسے تھے۔ ''کمثل الحمار یحمل اسفارا'' امت مرزائیہ کا خارشی نبی اور مرکب الوجود، پیشابی اور جنگلی نبی۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور دست

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی ہمیشہ اور ہر وقت دستوں کے مرض میں مبتلا رہتا تھا؟

قادیانی...... مرزا بشیر الدین محمود کہتے ہیں کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی کو ہمیشہ دستوں کی شکایت رہتی تھی۔'' (سیرت مسیح موعود ص ۷۵)

مرزا قادیانی کہتا ہے: ''مجھے اکثر دست آتے رہتے ہیں۔''

(نسیم دعوت ص ۷۵، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۵)

فائدہ...... انگریزی حکومت نے ایک ایسے شخص کو نبی و مہدی بنایا جو ان کا بہت بڑا خیر خواہ ثابت ہوا کیونکہ اس میں سے ہمہ وقت پیشاب اور گوبر جیسی غلاظت خارج ہوتی رہتی تھی جو ان کے بہشتی مقبرہ کی اور امت مرزائیہ کی اراضی کو زرخیز بنانے اور سیراب کرنے میں خوب مدد و معاون ثابت ہوتی ہوگی۔ نیز مرزا قادیانی کے کثرت پیشاب اور اسہال نے مرزائیوں کو ٹیوب ویل، نہری پانی اور ولایتی کھاد کی خرید سے بے نیاز کر دیا ہوگا۔

مذکورہ بالا نقائص کی بناء پر ایسا شخص نبی تو کیا (جسکا کائنات میں بہت بڑا مقام ہے) معمولی انسان بھی نہیں ہوسکتا۔

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

خدائے بزرگ و برتر نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ان عیوب و نقائص سے پاک پیدا فرمایا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کو ''ہسٹیریا''

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو ہسٹیریا کی بیماری کا دورہ بھی پڑتا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹیریا کا دورہ بشیر اول کی وفات پر ہوا تھا۔

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۲ ا بروایت نمبر ۱۹)

آنجہانی مرزا قادیانی کو ''مرگی''

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کو مرگی کا دورہ بھی پڑتا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ مجھے دوران سر بھی لاحق ہوگیا ہے۔ طبیبوں نے لکھا ہے کہ ان عوارض کا آخری نتیجہ مرگی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۷۶)

آنجہانی مرزا قادیانی کو ''مرگی کا دورہ''

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کو مرگی کا دورہ کس طرح ہوتا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی بیوی کہتی ہے کہ: ''میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ (مرزا قادیانی

کرشن) لیٹے ہوئے تھے۔ جب پاس گئی تو فرمایا میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد قادیانی کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔" (سیرت المہدی ج اص ۱۷، روایت نمبر ۱۹)

آنجہانی مرزا قادیانی کو مرگی کا دورہ نمبر:۲

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کو پھر بھی مرگی کا دورہ ہوا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "ایک دفعہ عالم کشف میں مجھے دکھائی دیا کہ بلا ایک سیاہ رنگ چارپائے کی شکل پر جو بھیڑ کے قد کی مانند اس کا قد تھا اور بڑے بڑے بال تھے اور بڑے بڑے پنجے تھے میرے پر حملہ کرنے لگی اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہی (مرع) مرگی ہے۔"

(تذکرہ ص ٦٩٠)

فائدہ...... آج تک کوئی نبی اور ولی ایسا نہیں آیا جو کہ مرگی کا مریض ہو یہ صرف قادیانی وشیطانی دجال ہی ہے جو کہ امت مرزائیہ کو نصیب ہوا انہیں چاہئے کہ ٹھنڈے دل سے سوچ کر عبرت حاصل کریں۔

آنجہانی مرزا قادیانی کو "مراق"

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو مراق بھی تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی سے کئی دفعہ سنا ہے کہ: "مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۵ بروایت نمبر ۳۶۹)

آنجہانی مرزا قادیانی کی بیوی کو مراق

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کی بیوی کو مراق تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: "میری بیوی کو بھی مراق کی بیماری ہے۔"

(منظور الٰہی ص ۲۴۴)

آنجہانی مرزا قادیانی کے خلیفہ ثانی کو "مراق"

مسلمان...... کیا امت مرزائیہ کے خلیفہ ثانی کو بھی مراق تھا؟

قادیانی...... حضرت خلیفہ الثانی نے فرمایا کہ: "مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔"

(رسالہ ریویو قادیان ص ۱۱ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

آنجہانی مرزا قادیانی کے مرید کو "مراق"

مسلمان......کیا مرزا قادیانی کے مریدوں کو بھی مراق تھا؟

قادیانی......"ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے مسیح موعود سے فرمایا کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے (العیاذ باللہ) اور مجھے بھی مراق ہے۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۳۰۴، روایت نمبر ۹۶۹)

فائدہ...... امت مرزائیہ کو مبارک ہو کہ ان کو ایسا نبی ملا کہ جو تمام عالم کی بری سے بری بیماریوں کا مرکب الوجود تھا۔ خود مراقی، بیوی مراقی، بیٹا مراقی اور مرید بھی مراقی یعنی تمام اہل خاندان مراقی، امت مرزائیہ کو چاہئے کہ وہ اپنے خاندان نبوت کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے عبرت حاصل کرے اور بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو کر توبہ کرے۔

آنجہانی مرزا قادیانی بے استاد

مسلمان......کیا مرزا کرشن قادیانی نے کسی استاد سے علم حاصل کیا؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "میں نے علم و معرفت کسی استاد سے حاصل نہیں کی۔"

(براہین احمدیہ پنجم ص ۱۳۶، خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۳)

آنجہانی مرزا قادیانی کا "جھوٹ"

مسلمان......کیا مرزا قادیانی کا کوئی استاد نہ ہونا صحیح ہے؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "میرے چار استاد ہیں فضل الٰہی، گل علی شاہ، فضل احمد، مرزا غلام مرتضیٰ۔" (کتاب البریہ ص ۱۶۲، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰)

مسلمان......مرزا کرشن قادیانی نے ان چار اساتذہ سے کون سے اسباق پڑھے تھے؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "میں نے فضل الٰہی سے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں پڑھیں۔ دس برس کی عمر میں فضل احمد سے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحوان سے پڑھے، سترہ اٹھارہ برس کی عمر میں گل علی شاہ سے نحو اور منطق حکمت وغیرہ علوم مروجہ حاصل کئے اور اپنے والد سے بعض طبابت کی کتابیں پڑھیں۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۲، خزائن ج ۱۳ ص ۱۸۰، ۱۸۱)

آنجہانی مرزا قادیانی "مجنون و پاگل"

مسلمان......مرزا قادیانی اپنی کتاب (براہین احمدیہ ج ۵ ص ۱۳۷) پر لکھتے ہیں کہ: "میں نے کسی استاد

سے علم حاصل نہیں کیا مگر کتاب البریہ کے ص ۱۸۰،۱۸۱ پر اساتذہ اور ان سے جو اسباق پڑھے تھے تفصیل سے ذکر کیے۔ تو مرزا قادیانی کے اس کلام میں تناقض واختلاف ہوا جس شخص کے کلام میں تناقض واختلاف ہو تو مرزا قادیانی اس کے متعلق کیا کہتے ہیں؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''پاگل مجنون، منافق کے کلام میں تناقض ہوتا ہے۔''

(ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲)

فائدہ...... بقول مرزا کرشن قادیانی خود ہی منافق، پاگل ومجنون ہوا۔ مجنون وپاگل آدمی کو اپنا ہوش بھی نہیں ہوتا بلکہ وہ اکثر ننگا پھرتا اور بے ہودہ بکواس کرتا رہتا ہے۔ خیال آئے تو گندگی کے ڈھیروں میں بیٹھ کر ہاتھ مارتا اور راہگیروں کو گالیاں دیتا رہتا ہے اور راہ گیر اسے پاگل سمجھ کر اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اس سے مخاطب ہونا بے کار تصور کرتے ہیں جیسا کہ مرزا قادیانی نے کتاب ''نجم الہدیٰ'' نور الحق میں تمام انسانوں کو گالیاں دی ہیں۔ اہل اسلام نے اس کی ایسی بیہودہ بکواس پر اسے پاگل ومجنون سمجھا، اس کے برعکس امت مرزائیہ نے ایسے پاگل مجنون اور غلیظ آدمی کو اپنا نبی ومہدی گردانا۔

آنجہانی مرزا قادیانی امتحان میں ''فیل''

مسلمان...... جب مرزا قادیانی نے اپنے اساتذہ کا انکار کیا اور ان کی توہین کی تو کیا اسے کسی امتحان میں شریک ہوکر کامیابی نصیب ہوئی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے مختاری کا امتحان دیا مگر کامیاب نہ ہوئے یعنی فیل ہوگئے۔

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۵۶، بروایت نمبر ۱۵۰)

دوسرا امتحان وکالت اس وقت دیا جب کہ ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں کلرک تھے تو کامیاب نہ ہوئے۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۷۹، بروایت نمبر ۷۵۹)

فائدہ...... امت مرزائیہ کو معلوم ہونا چاہئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام نے دنیا میں کسی انسان سے کچھ بھی علم حاصل نہیں کیا بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ ہی سے بذریعہ وحی وغیرہ علوم ومعارف حاصل کیے اور ان حضراتؑ کے علوم کو محفوظ رکھنا اور بیان کرانا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔

مرزا کرشن قادیانی نے اپنے اساتذہ کا انکار کر کے جھوٹ بولا جو گناہ کبیرہ ہے اور سزا ناکامی ہوئی۔ مرزا قادیانی نے تمام علوم بقول خود انسانوں سے حاصل کیے جو کہ بوقت امتحان ان کو یاد بھی نہ رکھ سکے اور فیل ہوتے رہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی ''بیوی کی شادی نامرد سے''

مسلمان......مرزا قادیانی کی جب شادی ہوئی تو ان کی کیا حالت تھی؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ:''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت آیا کہ بباعث اس کے میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اس لئے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔'' (تریاق القلوب ص ۷۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

مسلمان......کیا مرزا قادیانی کی ایسی حالت میں شادی پر کسی نے اظہار خیال بھی کیا؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ:''میری اس نامردی کے وقت شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔'' (تریاق القلوب ص ۷۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

مسلمان......کیا کسی حکیم نے بھی مرزا قادیانی کو شادی کے لائق نہ ہونے کا سرٹیفکیٹ بھی دیا؟

قادیانی......مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ:''مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس (شادی) کے لائق نہ تھے۔'' (تریاق القلوب ص ۷۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۳)

آنجہانی مرزا قادیانی بعد از شادی بیوی سے الگ

مسلمان......مرزا قادیانی نے نامردی کی حالت میں جب شادی کی تو کیا رات کو اپنی بیوی کے پاس گئے؟

قادیانی......مرزا بشیر احمد ''مرزا قادیانی'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ:''جب حضرت (مرزا قادیانی) صاحب کی دوسری شادی ہوئی تو ایک عمر تک تجرد میں رہے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنی قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۵۰، بروایت نمبر ۵۶۹)

فائدہ......مرزا قادیانی نے شادی کے بعد اپنی بیوی سے فرائض ہمبستری خود ادا نہ کئے بلکہ بیوی سے الگ رہنا پسند کیا۔ معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کی منکوحہ (بیوی) مسماۃ نصرت جہاں بیگم کے ساتھ پہلی رات کس نے گزاری اور رنگ رلیاں منائیں جس سے خلیفہ ثانی معرض وجود میں آیا کیونکہ مرزا قادیانی تو اپنی بیوی سے عمر کا کافی حصہ الگ رہے اور اپنی امت کو دھوکہ دینے کی خاطر یہ فریب دیا کہ مجھے بعد از قبول دعاء ایک نسخہ الہام ہوا ہے جو کہ بالکل جھوٹ ہے کیونکہ اسے تو کسی بیماری سے نجات نہ ملی جن میں وہ عمر بھر مبتلا رہا۔ بالآخر ہیضہ جیسے مرض میں مبتلا رہ کر عبرتناک موت سے اپنے برے انجام کو پہنچا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی ''دعا''

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کی دعا برائے شفاء کیا منظور ہوئی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کردی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔'' (نسیم دعوت ص ۷۵، خزائن ج۱۹ ص ۴۳۵)

آنجہانی مرزا قادیانی کا ''بچہ''

مسلمان...... مرزا قادیانی کا بچہ مرزا کی جوانی میں ہوا یا بچپن میں؟

قادیانی...... مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی ابھی گویا بچہ ہی تھے کہ مرزا سلطان احمد پیدا ہوگئے۔'' (سیرت المہدی ج۱ ص ۵۳ بروایت نمبر ۵۹)

آنجہانی مرزا قادیانی کی عبرتناک موت اور برا انجام

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی نے اپنے انجام اور جھوٹے ہونے کے متعلق کچھ کہا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے کہا کہ: ''اگر یہ عاجز خدا کی طرف سے نہیں ہے اور صرف افتراء اور جعلسازی ہے تو انجام بہتر نہ ہوگا اور خدا تعالیٰ ذلت کے ساتھ ہلاک کرے گا اور پھر ابدالدہر تک لعن طعن کا نشانہ بنائے رکھے گا۔'' (شہادت القرآن ص ۷۲، خزائن ج۶ ص ۳۶۸)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''لیکھرام''

مسلمان...... ہندو لیکھرام نے مرزا کرشن قادیانی کے متعلق کیا پیشگوئی کی تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''لیکھرام نے کہا کہ مرزا قادیانی ہیضہ سے مرے گا۔''

(نسیم دعوت ص ۹۲، خزائن ج۱۹ ص ۴۵۲)

آنجہانی مرزا قادیانی اور ''ڈاکٹر عبدالحکیم''

مسلمان...... ڈاکٹر عبدالحکیم نے مرزا قادیانی کے متعلق کیا پیشگوئی کی تھی؟

قادیانی...... ڈاکٹر عبدالحکیم نے ۸ مئی ۱۹۰۸ء کے خط میں اعلان کیا کہ: ''مرزا ۲۱ راگست ۱۹۰۸ء تک مرض مہلک میں مبتلا ہوکر ہلاک ہوجائے گا۔'' (تذکرہ ص ۷۳۹)

آنجہانی مرزا قادیانی کی ''موت''

مسلمان...... مرزا قادیانی کس دن فوت ہوئے کیا وہ دن اچھا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی منگل کے روز فوت ہوا جو کہ اچھا نہ تھا۔

(سیرت المہدی ج۱ ص ۸، بروایت نمبر ۱۱)

فائدہ...... مرزا قادیانی اچھا نہیں بلکہ برا تھا تو اسے دن بھی برا نصیب ہوا۔ جیسا تھا ویسا ہی دن ملا۔ مرزا کو نہ دن اچھا ملا اور نہ ہی موت اچھی ملی۔

آنجہانی مرزا قادیانی کو "ہیضہ"

مسلمان...... مرزا کرشن قادیانی کس بیماری میں فوت ہوئے اور آخری وقت میں اس کی کونسی بیماری میں اضافہ ہوگیا؟ (ہیضہ دست اور قے آنے کو کہتے ہیں)

قادیانی...... مرزا بشیر احمد لکھتے ہیں کہ: "مسیح موعود آخری بیماری میں بیمار ہوئے کہ ۲۵ مئی ۱۹۰۸ یعنی پیر کی شام کو بعد نماز عشاء میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا۔ پھر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۹، بروایت نمبر ۱۲)

آنجہانی مرزا قادیانی کو دست ہی دست

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی کو کھانا کھاتے وقت بھی دست آتے تھے؟

قادیانی...... مرزا بشیر احمد کہتے ہیں کہ: "والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھاتے وقت آیا تھا۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱ بروایت نمبر ۱۲)

آنجہانی مرزا قادیانی اور "پاخانہ"

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو اور بھی دست آئے تھے؟

قادیانی...... "کچھ دیر کے بعد قادیانی کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کیلئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا اور آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔"

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱، بروایت نمبر ۱۲)

آنجہانی مرزا قادیانی کی موت اور انتظام پاخانہ

مسلمان...... مرزا قادیانی کے ضعف، کمزوری اور اسہال کی زیادتی کی وجہ سے بیت الخلاء تک نہ پہنچ سکتے تھے پر اس کی رفع حاجت کے لئے کیا انتظام کیا گیا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی بیوی کہتی ہے کہ: "آپ کو اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ میں نہ جا سکتے تھے اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا۔ آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہوگیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست

آیا۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱، بروایت نمبر ۱۲)

آنجہانی مرزا قادیانی کو "قے"

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی کو قے بھی آئی؟ نیز موت کس حالت میں ہوئی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی کی بیوی کہتی ہے کہ: "پھر جب آپ کو ایک قے آئی اور آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرا گیا اور حالت دیگر گوں ہو گئی۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱، بروایت نمبر ۱۲)

"حتیٰ کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔" (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۱، بروایت نمبر ۱۲)

فائدہ...... جب کہ مرزا قادیانی کو متعدد بار دست اور قے وغیرہ آئی اور اس طرح سے موت کا وقت قریب آ گیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مرزا قادیانی ہیضہ کی موت مرے اور پنڈت لیکھرام کی پیش گوئی پوری ہوئی۔ نیز ڈاکٹر عبدالحکیم نے ۴ اگست ۱۹۰۸ تک مرزا کی موت مہلک مرض سے ہونے کی پیش گوئی کی تھی۔ جو ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو مرزا قادیانی کی موت واقع ہونے پر پوری ہوئی اور مرزا کے جھوٹ پر یہ واضح دلیل قائم ہوئی۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی "موت اور جھوٹ"

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی نے اپنی موت پر جھوٹے ہونے کی وضاحت یا پیش گوئی کی تھی؟

قادیانی...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "اگر یہ عاجز خدا کی طرف سے نہیں ہے اور صرف افترا اور جعلسازی ہے تو انجام بہتر نہ ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ذلت کے ساتھ ہلاک کرے گا اور پھر ابدالدھر تک لعن طعن کا نشانہ بنائے رکھے گا۔" (شہادت القرآن ص ۷۲، خزائن ج ۶ ص ۳۶۸)

مسلمان...... کیا مرزا کرشن قادیانی نے جھوٹے ہونے کے متعلق کوئی شعر بھی لکھا ہے؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے ایک شعر لکھا ہے۔

مفتری ہوتا ہے آخر اس جہاں میں روسیہ
جلد تر ہوتا ہے برہم افتراء کا کاروبار

(براہین احمدیہ پنجم ص ۱۱۲، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۲)

مسلمان...... مرزا قادیانی کی موت ایسے کیوں ہوئی؟

قادیانی...... کیونکہ مرزا قادیانی نے لکھا تھا کہ: ’’اگر یہ عاجز خدا کی طرف سے نہیں ہے اور صرف افتراء اور جعلسازی ہے تو انجام بہتر نہ ہوگا۔‘‘ (شہادت القرآن ص۷۷، خزائن ج۶ ص۳۶۸)

اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایسی موت دی جیسا کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا۔

فائدہ...... جب کہ مرزا قادیانی نے کہا کہ اگر میں مفتری اور جھوٹا ہوں تو انجام بہتر نہ ہوگا۔ بریں بنا اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کی اس دعا کو قبول فرما کر اور مرزا قادیانی کا سر چارپائی سے ٹکرا کر ٹٹی میں گرا دیا اور حضرت عزرائیل علیہ السلام کے کارندوں نے اس کی روح وہیں قبض کر لی تا کہ ابدالدھر تک لوگوں کے سامنے جھوٹے ہونے کی دلیل رہے اور مرزا جھوٹ کا نشانہ بنا رہے اور

’’عنداللہ معذب فی النار ہو‘‘

آنجہانی مرزا قادیانی یا ’’مرزائیوں کا جنازہ‘‘

مسلمان...... کیا مرزائیوں نے مرزا قادیانی کا جنازہ اس کے مرنے کے بعد پڑھا؟

قادیانی...... ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو نورالدین نے مرزا قادیانی کا جنازہ پڑھایا اور دوپہر کے وقت آپ دفن کئے گئے۔‘‘ (سیرت مسیح موعود بشیرالدین ص۷۹)

مسلمان...... کیا مرزا قادیانی نے اپنی امت کا جنازہ بھی پڑھا تھا؟

قادیانی...... مرزا قادیانی نے ایک دن کہا کہ: ’’آج ہم نے اپنی ساری جماعت کا جنازہ پڑھ لیا ہے۔‘‘ (سیرت المہدی ج۳ ص۲۱، بروایت نمبر ۴۹۶)

فائدہ...... مرزا کرشن قادیانی نے اپنی تمام امت مرزائیہ کا جنازہ اپنی اور امت کی زندگی میں ہی پڑھ لیا۔ حالانکہ جنازہ مرنے کے بعد ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی کے دھرم میں زندہ کا جنازہ پڑھنا بھی ثواب ہے۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں تمام مرزائیوں کا جنازہ نکال دیا۔ اب گلے سڑے مرزائیوں کے مردوں کا جنازہ کرشن کے دھرم کے مطابق آگ میں جلا کر راکھ بنانا ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے اپنی روٹی پر رکھ کر کھایا تا کہ وہ گاندھی، نہرو اور اندرا گاندھی کے جون میں داخل ہو کر ان کے ساتھ تخیین میں رنگ رلیاں منا سکے۔ جب کہ قادیان کا تمام علاقہ بھی ہندو کرشن یعنی نہرو خاندان کی حکومت میں شامل ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کا جھوٹ اور جھوٹا ہونا

امت مرزائیہ خود دھوکہ کی شکار ہے اور دوسروں کو بھی دھوکہ دیتی ہے۔ جیسا کہ مرزا

غلام احمد قادیانی تھا۔ لہٰذا ان تمام لوگوں کی ہدایت کیلئے خود مرزا قادیانی کے صدق اور کذب کے معیار کے مطابق ان کی اپنی کتب سے ہی جھوٹا ہونا ثابت کرتے ہیں کیونکہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”ہمارا صدق کذب جانچنے کو ہماری پیشین گوئی سے بڑھ کر اور کوئی امتحان نہیں۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۸)

آنجہانی مرزا قادیانی کی پیشگوئی اور جھوٹ نمبر ۱

مرزا غلام احمد قادیانی نے احمد بیگ کی لڑکی ”محمدی بیگم“ مرحومہ کا نکاح طلب کیا مگر احمد بیگ پکا مسلمان تھا اس نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا تو مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی کہ خدا تعالیٰ ہر ایک روک دور کر کے انجام کار اس عاجز (مرزا غلام احمد) کے نکاح میں لائے گا۔ اس کے آگے مزید لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے الہام میں فرمایا کہ اے مرزا غلام احمد قادیانی انجام کار اس کی لڑکی (محمدی بیگم دختر احمد بیگ) تمہاری طرف لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸)

آنجہانی مرزا قادیانی کی پیشن گوئی کا جھوٹا ہونا

جب مرزا قادیانی کو علم ہوا کہ احمد بیگ نے اپنی لڑکی کا نکاح دوسری جگہ کرنیکا وعدہ کر لیا ہے تو مرزا قادیانی نے دوسرا الہام اور پیشین گوئی کر دی کہ: ”اگر احمد بیگ نے محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے کرنے سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت برا ہوگا جس دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال اور ایسا ہی والد اس کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶)

احمد بیگ نے دوسری جگہ نکاح کر دیا

”احمد بیگ صاحب نے اپنی دختر محمدی بیگم مرحومہ کا نکاح ۷ا اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان احمد صاحب ساکن پٹی لاہور سے کر دیا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۰، خزائن ج ۵ ص ۲۸۰)

آنجہانی مرزا قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو مر گیا

مرزا قادیانی محمدی بیگم سے عقد نہ ہونے اور اپنی جھوٹی پیش گوئی ہی سے جھوٹے اور کاذب ہونیکا ولی درد و رنج لیکر کف افسوس ملتا ہوا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ کو واصل جہنم ہوا مگر محمدی بیگم مرحومہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء کو ۱۲ لڑکے وغیرہ چھوڑ کر جنت الفردوس میں داخل ہوئی۔ اسکا خاوند سلطان

احمد صاحب مرحوم ۳۰،۴۰ سال مرزا کے مرنے کے بعد راہی ملک عدم ہو کر مرزا کے لئے جھوٹ اور کذاب ہونیکا نشان چھوڑ گیا۔ تا کہ آئندہ لوگوں کو ہدایت نصیب ہو ان دونوں مرحومین نے مرزا کو کاذب ثابت کر دیا۔

مرزائیوں سے ایک سوال

اگر آپ مرزا قادیانی کو سچا جانتے ہیں تو مرزا قادیانی اپنی اس پیشن گوئی میں جھوٹا کیوں ثابت ہوا؟ بلکہ مرزا قادیانی نے تو اپنے سچے اور جھوٹے ہونے کے لئے پیشن گوئیوں کو بطور ثبوت پیش کیا جو کہ بالکل جھوٹی نکلیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی پیش گوئی ''لڑکا'' جھوٹ نمبر۲

مرزا قادیانی نے ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو اپنی بیوی حاملہ کے متعلق پیشین گوئی کی کہ لڑکا ہوگا۔ (مجموعہ اشتہارات ج اص ۱۰۱)

۸ راپریل ۱۸۸۶ء دوبارہ الہام کا ذکر کیا کہ ایک لڑکا بہت قریب ہونے والا ہے۔

(تذکرہ ص ۱۴۴ حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج اص ۱۱۷)

۱۵ راپریل ۱۸۸۶ء کو لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام عصمت رکھا گیا۔

(تذکرہ ص ۱۴۴ حاشیہ، مجموعہ اشتہارا ج اص ۱۲۷)

فائدہ...... اوّل پیشین گوئی میں مرزا نے مساۃ محمدی بیگم سے نکاح کا دعویٰ کیا مگر خدا تعالیٰ نے اسے مرتے دم تک اس سے محروم رکھا اور تا قیامت جھوٹا کاذب قرار دیدیا گیا جبکہ مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مر گیا۔ اس کے برعکس محمدی بیگم مرحومہ ۱۹ رنومبر ۱۹۶۶ء اور اسکا خاوند مسمی سلطان احمد مرزا کے مرنے کے ۳۰،۴۰ سال بعد راہی ملک عدم ہوا اور مرزا کے جھوٹے ہونے پر واضح دلیل پیش کردی۔ دوسری پیشن گوئی میں دعویٰ کیا کہ لڑکا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے مرزا کو جھوٹا کر دکھایا کہ لڑکی پیدا ہوئی۔

آنجہانی مرزا قادیانی کا دجل وفریب

جب مرزا قادیانی اس پیشین گوئی میں جھوٹا نکلا تو ایک فریب اور دجل یہ کیا کہ: ''اگر ہزار لڑکی کے بعد بھی لڑکا پیدا ہوا تو پھر بھی پیش گوئی پوری ہوگی۔''

(سراج منیر ص ۴۳،۷۲، خزائن ج ۱۲، ص ۷۵)

عقلمند تو کیا ہر کم سے کم عقل مند انسان بھی مرزا کے اس دجل وفریب اور دھوکہ کو بخوبی جان سکتا ہے کہ پیشن گوئی اس حمل قریب کے تھی جب لڑکے کی بجائے لڑکی پیدا ہوئی تو پھر یہ کہہ دیا کہ "اس کے بعد جب بھی ہزار لڑکی کے بعد لڑکا ہو تو میری پیشین گوئی سچی ہوگی" یہ ہیں امت مرزائیہ کے مہدی و نبی اور معجون مرکب اور مجہول النسب مجدد۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی نمبر ۳

مرزا قادیانی کا ۱۸۹۳ میں عیسائیوں کے ساتھ امرتسر میں مباحثہ ہوا۔ جو کہ ۱۵ دن تک ہوتا رہا مرزا قادیانی کو شکست ہوئی تو اس شرمندگی کو دور کرنے کیلئے مباحثہ کے آخری روز پیشن گوئی کی کہ: "میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشن گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ ۱۵ ماہ کے عرصہ میں آج ۵ جون ۱۸۹۳ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں، مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال کر مجھے پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں، میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کریگا ضرور کریگا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔"

(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۳)

اس فریق سے مراد اور اول توجہ صرف آتھم (عبداللہ آتھم) کی طرف رہی اور اب تک اسی کو اصل مصداق پیشن گوئی کا سمجھتے ہیں۔ (کتاب البریہ ص ۲۴۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۸۴)

عبداللہ آتھم مقررہ میعاد میں نہ مرا۔

بلکہ مسٹر عبداللہ آتھم بچ گیا۔ (انوار الاسلام ص ۲، خزائن ج ۹ ص ۲)

آنجہانی مرزا قادیانی کا "دجل ودھوکہ"

مرزا قادیانی مہا کذاب کی جب یہ پیشین گوئی بھی جھوٹی نکلی تو دجل ودھوکہ سے کام لیتے ہوئے کہتا ہے کہ: "آتھم فوت ہو چکا میعاد کے اندر یا میعاد کے باہر آخر مر تو گیا۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۶)

بعض نادان بھی کہتے ہیں کہ آتھم اپنی میعاد کے اندر نہیں مرا لیکن وہ جانتے ہیں کہ آخر مر تو گیا...... پیشن گوئی کا میعاد کے اندر پورا ہونا ضروری نہیں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۱۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۵۴)

فائدہ...... اولاً میعاد مقرر کی اور اس کی قسم کھا کر کہا کہ اگر اس میعاد میں نہ مرا تو میں جھوٹا ہوں مجھے سزا دی جائے۔ جب اس میں جھوٹا ہوا تو پھر یہ کہا کہ میعاد کے اندر ہونا ضروری نہیں آخر مر تو گیا یہ کیا بے وقوفی اور دجل ہے آخر مرنا تو ہر ایک نے ہے۔ کیا یہ پیشن گوئی ہے یا شرارت اور دجل ودھوکہ، جو کہ ناظرین کرام بخوبی جان سکتے ہیں۔

امت مرزائیہ کو چاہئے کہ اطمینان قلب کے ساتھ اپنے مکار مرزا قادیانی، کذاب کے دجل وفریب کا بغور مطالعہ کرتے ہوئے اسے کافر ودجال مانیں، نیز حضور پاک ﷺ کے لائے ہوئے اسلام میں داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوتے ہوئے اپنی سابقہ کوتاہیوں کا اعتراف کریں اور توبہ کرتے ہوئے معافی کی درخواست کریں۔ خدا تعالیٰ بہت غفور الرحیم ہے اور اس کی بخشش کا خزانہ لامحدود ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی نمبر۴

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ''قرآن مجید نے میری گواہی دی ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص۸، خزائن ج۱۹ ص۹۶)

نامعلوم مرزا قادیانی کا وہ کونسا قرآن ہے جس میں اس ملعون کا ذکر آیا ہے؟ جب کہ اہل اسلام کے قرآن پاک میں نہ اس کا ذکر آیا ہے اور نہ ہی اس کے قادیان کا، بلکہ غلام احمد قادیانی کے بڑوں یعنی شیطان وہامان کا ذکر ضرور ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی نمبر۵

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ''پہلے تمام نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا۔''

(تحفۃ الندوہ ص۸، خزائن ج۱۹، ص۹۶)

نامعلوم اس قادیانی دجال کے زمانے کا تعین کس حدیث اور کون سی آیت میں ہے بلکہ یہ کذب ہے اور افتراء ہے۔ البتہ قریب قیامت تیس (۳۰) دجالوں کا ذکر ہے جس میں یہ بھی شامل ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی نمبر۶

مرزا قادیانی پیشین گوئی کرتا ہے: ''قرآن مجید میں میرے آنے کا زمانہ مقرر کر دیا گیا ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص۸، خزائن ج۱۹ ص۹۶)

یہ بھی دجل وفریب ہے قرآن مجید کی کسی آیت میں اس کا ذکر نہیں بلکہ یہ کہنا مرزا قادیانی کا کذب اور جھوٹ ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی نمبر ۷

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ: ”میرا نام قرآن مجید میں ابن مریم رکھا ہے۔ اگر قرآن مجید نے ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“ (تحفۃ الندوہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)

قرآن مجید نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی ابن مریم فرمایا ہے مگر مرزا قادیانی کا ذکر نہ قرآن میں نہ حدیث میں یہ صرف مرزا قادیانی کا دھوکہ، کذب وفریب ہے کیونکہ مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی ہے۔ یعنی غلام احمد ابن چراغ بی بی نہ کہ ابن مریم۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی نمبر ۸

”آنحضرت ﷺ نے فرمایا آخری زمانہ میں جو مسیح موعود آئے گا وہ میری قبر میں دفن ہوگا وہ میں ہی ہوں۔“ (کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

مرزا قادیانی کی موت لاہور میں ہیضہ کی بیماری سے ہوئی اور اسے قادیان کے قبرستان میں دفن کیا گیا جس سے مرزا دجال کا کذب واضح ہوگیا۔ اگر سچا ہوتا تو اس کی قبر مدینہ منورہ میں روضہ رسول پاک ﷺ میں ہوتی۔ مگر خداوند قدوس نے تا مرگ مرزا کو سرزمین حجاز میں قدم نہیں رکھنے دیا تاکہ لوگوں کو معلوم ہوسکے کہ مرزا قادیانی جھوٹا ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشین گوئی نمبر ۹

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”ہم مکے میں مریں گے یا مدینہ میں۔“ (تذکرہ ص ۵۹۱)

رب کریم نے مرزا قادیانی کو ہیضہ جیسے مہلک مرض (اسہال وغیرہ) کے ساتھ ہی لاہور میں موت دیدی اور پھر قادیان میں لے جا کر دفن کیا نہ مکہ میں مرا نہ مدینہ میں بلکہ لاہور میں مرا اور اللہ تعالیٰ نے موت بھی ایسی جگہ دی کہ خدا کی پناہ اور عبرت کی جگہ ہے۔

مرزائیو! ذرا ٹھنڈے دل ودماغ سے غور وفکر کر کے سوچو کہ مرزا قادیانی نے اپنی پیشن گوئیوں کو سچے اور جھوٹے ہونے کا معیار بنایا جو کہ جھوٹی نکلیں۔ جس سے مرزا کا جھوٹا ہونا روز روشن کی طرح واضح ہوگیا۔

خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ”کسی انسان (خاص کر مدعی الہام) کا اپنا پیشن گوئیوں میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔“ (تریاق القلوب ص ۱۰۷، خزائن ج ۱۵ ص ۳۸۲)

"جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

"توریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشین گوئی پوری نہیں ہوتی۔"

(سراج منیر ص ۲۳، خزائن ج ۱۲ ص ۲۵)

"جھوٹ بولنا گناہ ہے، گوہ کھانا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۳)

"جھوٹا جہنمی ہوتا ہے کاذب (جھوٹا) خدا کا دشمن ہے وہ اس کو جہنم میں پہنچائے گا۔"

(تذکرہ ص ۶۷۸)

یہ مذکورہ عبارات مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے پر ہی واقع ہوئی ہیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی کی امت کا دھوکہ اور فریب

امت مرزائیہ کے لوگ اہل اسلام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارا اور مسلمانوں کا رسول اور کلمہ ایک ہے۔ اس کے متعلق مختصراً کچھ تحریر کر رہا ہوں تا کہ آپ حضرات کی معلومات میں اضافہ ہو اور ان کے دھوکہ اور جھوٹ سے آپ بچ سکیں۔

آنجہانی مرزا قادیانی کا دعویٰ رسالت

مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا کہ: "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

مزید لکھتا ہے کہ: "میری وحی میں مجھے نبی و رسول کہا گیا۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

"اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

آنجہانی مرزا قادیانی کا دعویٰ محمد رسول اللہ

مرزائی یہ بھی دھوکہ اور فریب دیتے ہیں کہ ہمارا اور مسلمانوں کا کلمہ ایک ہے اس کی وضاحت کے لئے بھی مرزا قادیانی کی کتب سے نقل کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے خود محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ لہٰذا کلمۂ طیبہ میں ان مرزائیوں کی مراد "مرزا محمد رسول اللہ" ہے نہ کہ وہ حضرت محمد ﷺ جو کہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں جن کا روضۂ اطہر ہے۔

مرزائی جب بھی کلمہ پڑھے گا تو محمد رسول اللہ سے اس کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہوگا جو کہ قادیان میں پیدا ہوا، لاہور میں ہیضہ جیسے موذی مرض سے مرا اور قادیان ضلع گورداسپور

(ہندوستان) میں دفن ہوا، اب چند حوالہ جات کتب مرزائیہ سے تحریر کئے دیتا ہوں ملاحظہ فرماویں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ: ''میرا نام محمد رکھا گیا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

''اور رسول بھی اور محمد رسول اللہ۔'' (ملفوظات ص ۱۴۰ ج ۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا لکھتا ہے کہ: ''مرزا غلام احمد قادیانی یہ کوئی اور نبی نہیں بلکہ یہ خود محمد رسول اللہ ہیں۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

اور مرزا غلام احمد قادیانی ''مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

جب مرزائی ''لا الہ الاللہ محمد رسول اللہ'' پڑھتا ہے تو ان کے نزدیک محمد رسول اللہ مرزا غلام احمد قادیانی ہی ہوتا ہے۔

الفاظوں میں کوئی فرق نہیں بلکہ صرف ارادہ اور مراد میں فرق ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور اس کی امت کا دھوکہ

امت مرزائیہ ایک اور دھوکہ اور فریب دیتی ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو مہدی مانتے ہیں۔ یہ بھی جھوٹ ہے جیسا کہ مذکورہ حوالہ جات میں واضح کیا گیا ہے کہ اب امام مہدی کے متعلق بھی کچھ لکھا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

مقابلہ

سچا امام مہدی	جھوٹا مہدی مرزا قادیانی
۱...... ''امام مہدی کا نام محمد ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۷۲، خزائن ج ۳ ص ۴۰۹)	مرزا کا نام غلام احمد قادیانی ہے۔
۲...... ''امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۷۲، خزائن ج ۳ ص ۴۰۹)	مرزا کے باپ کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔
۳...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ امام مہدی خلق اور خلق میں میری مانند ہوگا۔ ''یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ	مرزا کا نام غلام احمد اور اس کے والد کا نام غلام مرتضیٰ ہے

اسم ابی "یعنی میرے نام (محمد) جیسا اس کا نام ہوگا اور میرے باپ (عبداللہ) کے نام کی طرح اس کے باپ کا نام ہوگا۔ حدیث رسول ﷺ (ازالہ اوہام ص ۱۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۷۵)	
۴.....امام مہدی اہل بیت سادات سے ہوگا۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)	مرزا غلام احمد قادیانی، مغل فارسی الاصل مخلص اور چینی الاصل ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۳۱۶، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۱، تحفہ گولڑویہ ص ۳۶، خزائن ج ۱۷ ص ۱۱۶)
۵.....امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوگا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۶)	مرزا غلام احمد کی والدہ کا نام چراغ بی بی جس سے مرزا قادیانی ہے۔ (سیرت المہدی ص ۲۳۴ ج ۱، روایت نمبر ۲۳۳)
۶.....نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ امام مہدی مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے وہاں سے مکہ مکرمہ میں تشریف لاکر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے بیعت لیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۷۱)	مرزا غلام احمد قادیان میں پیدا ہوا اور لدھیانہ میں ہی بیعت ارتداد لی بالآخر حج وعمرہ اور زیارت حرمین شریفین کے بغیر مرا اور قادیان میں دفن ہوا اس قادیانی سے عرب وحجاز کو اللہ تعالیٰ نے پاک وطیب رکھا اور اس ناپاک جسم کو قریب تک نہ آنے دیا۔

محترم حضرات! امام مہدیؑ جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا ہے اور جس کا احادیث میں نام، ولدیت، قومیت مقام پیدائش اور بیعت کا بھی مفصل ذکر ہے جس کو مرزا قادیانی نے بھی ذکر کیا اگرچہ ان احادیث کا انکاری ہے۔ ان مذکورہ حوالہ جات وغیرہ کا موازنہ فرمائیں کہ کیا مرزا قادیانی کسی بات میں بھی سچے امام مہدی سے موافقت اور نسبت رکھتا ہے؟ جب مرزا قادیانی کسی طرح بھی امام مہدی سے نسبت نہیں رکھتا۔ تو اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ مرزا قادیان ہر لحاظ سے اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے۔ اگرچہ امت مرزائیہ اس کو ہرگز تسلیم نہ کرے جیسا کہ چمگادڑ سورج اور دن کو نہ مانتا ہے نہ دیکھتا ہے۔ عقل مند انسان مندرجہ بالا حوالہ جات کے بعد مرزا قادیانی کو ان کے اپنے دعویٰ میں جھوٹا جانے اور مانے گا۔

آنجہانی مرزا قادیانی کا دھوکہ اور کذب

امت مرزائیہ یہ دھوکہ بھی دیتی ہے کہ ہمارا اور مسلمانوں کا قرآن ایک ہے یہ بھی بالکل جھوٹ اور کذب ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ: ''قرآن مجید خدا کی کتاب اور میری منہ کی باتیں ہیں۔'' (تذکرہ ص۹۹)

یعنی مرزا قادیانی کی باتیں جو کہ کتابوں کی صورت میں موجود ہیں۔ مرزائیوں کا قرآن ہے اور مرزائیوں کے ''قرآن میں قادیان کا ذکر ہے۔'' (تذکرہ ص۷۶۴)

مگر مسلمانوں کے قرآن وحدیث اور فقہ وغیرہ میں نہ قادیان کا ذکر ہے اور نہ قادیانی کا، تو اہل اسلام کے قرآن کے ساتھ نہ مرزائیوں کے قرآن کا کچھ واسطہ ہے اور نہ ہی مرزائیوں کا اس پر ایمان ہے۔ یہ صرف اہل اسلام کو دھوکہ اور فریب دینے کی خاطر کہتے ہیں کہ ہمارا اس قرآن پر ایمان ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور اس کی امت مرزائیہ کا مکہ اور مدینہ

مرزائی ایک اور دھوکہ بھی دیتے ہیں وہ یہ کہ مسلمانوں کا اور ہمارا مکہ مدینہ ایک ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ یہ بھی دھوکہ ہے کیونکہ مرزا بشیر الدین ولد مرزا غلام احمد لکھتا ہے کہ: ''قادیان مکہ اور مدینہ کا درجہ رکھتا ہے۔'' (منصب خلافت ص۳۴)

اس سے واضح ہو گیا کہ مرزائیوں کا مکہ اور مدینہ قادیان ہے نہ کہ وہ مکہ اور مدینہ جو کہ سر زمین حجاز مقدس میں ہے۔

آنجہانی مرزا قادیانی اور اس کی امت کا بیت اللہ

مرزائیوں نے ایک اور جھوٹ اور دھوکہ مسلمانان اسلام کو دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا اور ہمارا بیت اللہ ایک ہے یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی دجال لکھتا ہے کہ: ''میرا نام بیت اللہ رکھا گیا ہے۔''

(تذکرہ ص ۳۶، اربعین نمبر۴ ص۱۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴۵ حاشیہ)

اس سے ظاہر ہوا کہ امت مرزائیہ کا بیت اللہ خود مرزا قادیانی ہی ٹھہرا نہ کہ مکہ معظمہ واقع بیت اللہ شریف جس کا تعلق صرف اہل اسلام سے ہے نہ کہ مرتدین (مرزائیوں) سے

آنجہانی مرزا قادیانی اوراس کی امت کا ’’حج‘‘

مرزائیوں کا ایک اوردھوکہ اورجھوٹ، وہ یہ کہ مسلمانوں کا حج اور ہم قادیانیوں کا حج مکہ معظمہ حجاز وعرب میں ہوتا ہے۔ یہ بھی ایک جھوٹ ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’نفلی حج قادیان میں افضل ہے۔‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص۳۵۲)

زمین قادیان اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

(درثمین ص۵۲)

آنجہانی مرزا قادیانی اوراس کی امت کا حجراسود

جب کہ مرزاغلام احمد قادیانی مرزائیوں کا بیت اللہ ہے تو مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ’’حجر اسود بھی میں ہوں‘‘ یکے پائے من مے بوسید من مے گفتم کہ حجراسود منم۔ (تذکرہ ص۳۶)

آنجہانی مرزا قادیانی کی ’’نمازیں‘‘

مرزائیوں کی یہ نمازیں صرف دکھاوے کی ہیں جو کہ کسی طرح بھی افضل نہیں۔ بلکہ مرزائیوں کے کام ہی نماز سے افضل ہیں۔ جیسا کہ مرزا کو اللہ تعالیٰ ایک الہام میں فرماتا ہے کہ اے مرزا ’’تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں۔‘‘ (تذکرہ ص۸۰۶)

آنجہانی مرزا قادیانی کی امت کا ’’خدا‘‘

مرزائیوں کا خدا بھی اور ہے کیونکہ مرزاغلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’میں نے کشف میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۰۳، خزائن ج۱۳ ص ایضاً)

مرزاغلام احمد قادیانی خودخدا اور ’’آگ دوسرا خدا۔‘‘ (سراج منیر ۶۲، خزائن ج۱۲ ص۶۴)

’’نیا خدا بھی۔‘‘ (تریاق القلوب ص۳۲۹)

’’روٹی بھی خدا، پانی بھی خدا، ٹھنڈی ہوا بھی خدا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۲۱۴)

ناظرین حضرات!

مذکورہ بالا حوالہ جات، کتب مرزا قادیانی سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں کا قرآن، خدا، رسول، مکہ ومدینہ، بیت اللہ حجراسود، حج، نماز، کلمہ وغیرہ اور ہیں، نیز مسلمانوں کے اور، تو اس سے ظاہر ہوا کہ مرزائی صرف دھوکہ، جھوٹ اور فریب سے کام لے کر مسلمانوں کو مرتد بنانے کی ناکام

کوشش کرتے ہیں، اسی وجہ سے حیات مسیح اجراء نبوت، رفع عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ کی بحث میں الجھا کر دین کے ان مسائل سے ناواقف مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈالتے اور مرتد بناتے ہیں۔

احقر الانام محمد موسیٰ عفاء اللہ ولوالدیہ صدر انجمن مدرسہ عربیہ خیر العلوم حسینیہ
ریلوے عیدگاہ جامع مسجد لودھراں (ملتان)

بزرگ رہنما

جناب خواجہ عبدالحمید بٹ صاحب سابق جنرل سیکرٹری مجلس احرار الاسلام قادیان ضلع گرداسپور اپنی قیمتی اور گرانمایہ رائے تحریر فرماتے ہیں۔ ''حضرت مولانا محمد موسیٰ کی اس کتاب کو طائرانہ نظر سے پڑھا ہے کتاب ہذا میں مصنف کی محنت قابل داد ہے۔ مصنف نے مسیلمہ پنجاب کی ابتدائی زندگی پر جو کہ مرزا مسیلمہ پنجاب کی اس کی اپنی تحریروں سے اور اس کے حقیقی پسران کی تحریروں سے مدلل طور پر واضح کیا ہے کہ مرزا کی کوئی تحدی اور دعویٰ کی کوئی ایسی بات نہیں ہے جس پر وہ بعد میں کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق اور فوری اس کی تردید نہ کی ہو یا شرمندگی کے طور پر بے معنی اور لاطائل تاویل باطل نہ کی ہو۔

مولانا موصوف نے مرزا کی ابتدائی زندگی کے آوارگی کے واقعات پر خوب تبصرہ کیا اور اس کی بیماریوں کو پاگل پن مراق حیض کو اس کی تحریروں سے ثابت کیا ہے کہ نہ پتہ چلتا ہے کہ مرزا مرد تھا یا عورت اس کو عشق کا جنون تھا یا قوت مردمی اور جماع کی کثرت سے اس کا مثانہ کمزور تھا جس سے دن رات ۱۰۰، ۱۰۰ دفعہ پیشاب آتا ہو مرزا جب ابتدائی طور پر ہی مختل دماغ تھا تو پھر لاپرواہی کی وجہ سے اس کو مراق تھا، ہسٹیریا ہوا ہو، یہ اس کے حالت کے موافق و مطابق تھا۔ مرزا کی دین اسلام سے بغاوت اور اسلام پر گستاخیوں کو بھی واضح کیا گیا۔ پھر اس کے عاشقانہ مزاج کو، اسلام کی ایک پاکباز عفت وار بیٹی محترمہ و مکرمہ محمدی بیگم کو دھمکا کر اپنے نکاح میں لانے کی ناپاک کوشش کی اور خدا کی طرف سے جھوٹی وحی منسوب کر کے اس کو اور اس کے وارثان کو ڈرایا مگر آفرین اور شاباش ہے محمدی بیگم کے وارثان پر کہ انہوں نے مرزا کو کذاب اور فریب کار سمجھ کر اس کے دجلانہ جال و جھانسے میں نہ پھنسے اور مرزا کی درخواست پر انکار کیا اور مرزا کے لالچ کو بری طرح ٹھکرا کر اس کو ذلیل کیا۔ مولانا نے مختصر اور مدلل طور پر مرزا کی خود اپنی تحریروں سے مرزا کی قلعی کھولی ہے۔ مصنف نے کتاب میں بڑی محنت شاقہ اور جانفشانی سے کام لیا ہے اور مرزا کے علاوہ اس کے خاندان کو بھی ان کی اپنی تحریرات سے ثابت کیا ہے اور اس کو قدرتی سزا خود اپنی تجویز

کردہ مہلک مرض ہیضہ سے موت ثابت کی ہے اور مرزا کو افیونی وشرابی ثابت کیا ہے اور مرزا کا مرتے وقت اپنے خسر میر ناصر نواب سے یہ کہنا کہ: ''میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے جو حیات ناصر ص ۱۴ پر درج شدہ ہے۔'' پھر مرزا کی موت ہیضہ سے ہوئی تو پنجاب کے علاوہ اس مسیلمہ پنجاب کی موت ہیضہ کی خبر غیر ممالک میں بھی فوراً پہنچی۔

کتاب ہذا اگرچہ مختصر ہے مگر یہ ابتدائی قاریوں، نوجوانوں کو مرزائیت کے فریبوں سے فوری واقفیت کروادیتی ہے۔ بہر حال کتاب کیا ہے کوزہ میں دریا بند کیا ہے۔ یہ کتاب ہر نوجوان طالبعلم کے ہاتھ میں ہونی چاہئے۔

تا کہ ہمارا نوجوان طبقہ مرزائیت کی دجالی حقیقت کو سمجھ سکے اور گمراہی کے جال سے بچے۔ مصنف کتاب کی محنت قابل داد ہے کہ انہوں نے اپنے والد حضرت مولانا محمد حسینؒ مرحوم کے نقش قدم پر ثابت قدم رہ کر خدمت اسلام کی ہے باوجود کمی سرمائے کے اس کے مضبوط ارادے تردید مرزائیت میں کوئی لغزش نہیں آئی اور وہ علمی موتی بکھیرنے میں بہت فیاضی سے کام لے رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ وہ ختم نبوت کی حمایت میں تقریر وتحریر سے عوام کو آگاہ ومستفیض کریں یہ کتاب نوجوانوں کو خصوصاً زیر مطالعہ رکھنی چاہئے اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے اور اس کی محنت قبول فرماوے۔ (آمین)

خادم ختم نبوت (خباب) خواجہ عبدالحمید بٹ (صاحب) آف قادیان سابق صدر میونسپل کمیٹی لودھراں وسیکرٹری نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں ضلع ملتان

جناب صوفی محمد علی صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں ضلع ملتان

حضرت مولانا محمد موسیٰ مصنف کتاب ہذا نے اپنی کتاب میں قادیانیت کا آپریشن کیا ہے۔ وہ قابل ستائش ہے۔ یہ کتاب ہر نوجوان کے پاس ہونی چاہئے۔

اور اس کا مطالعہ نئی نسل کے لئے خاص طور پر ضروری ہے۔ عام مسلمانوں کے لئے بھی بہت ہی مفید ہے۔ مولانا موصوف نے اس کتاب کو محنت اور جانفشانی سے ترتیب دیا ہے۔

بندہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا کو اس سعی کا اجر عظیم دے۔

جناب صوفی محمد علی صاحب
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں ضلع ملتان

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

آنجہانی مرزا قادیانی کرشن تھا یا دجال؟

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

الٹی مرزا کی گت بنائیں گے — سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہووے گا نبوت کا — پھر فرشتے کبھی نہ آویں گے

(مرقع قادیانی ۱۹۰۸ء)

ناظرین کرام! تیرہ سو سال سے آج تک تمام مسلمانان عالم کا اس پر اتفاق چلا آتا ہے کہ ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد ظلی بروزی کسی قسم کا نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا مدعی نبوت دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ (آسمانی فیصلہ ص ۲، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳ ملخص)

''اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے آخیر تک قریب تیس دجال پیدا ہوں گے۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

''اور ان سب کا دعویٰ نبوت ہی ہوگا۔ (جن میں سے مرزا غلام احمد قادیانی چودھویں صدی کا مدعی نبوت بھی ہے) اسی کے متعلق نبی کریم ﷺ نے ایک بڑی علامت ارشاد فرمائی ہے کہ دجال مشرق سے خروج کرے گا۔ یعنی ملک ہند (قادیان) سے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۹۲، خزائن ج ۳ ص ۴۱۹ ملخص)

اس لئے مرزا قادیانی نے بزعم خود جب اپنی چند خوابوں کو سچا دیکھا جس طرح کہ:

''فاسق فاجر کی سچی خوابیں نکلتی ہیں۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۰۱، خزائن ج ۲۳ ص ۳۱۶)

تو شیطانی دھوکہ میں نبوت، مسیحیت، مہدویت وغیرہ کا دعویٰ کر دیا۔ کیونکہ ''اکثر لوگوں کو سچی خوابیں شروع ہو جاتی ہیں۔ الہام بھی ہونے لگتے ہیں۔ اسی دھوکہ سے جھوٹے نبی اپنی حد سے بڑھ کر نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۰۱ حاشیہ، خزائن ج ۲۳ ص ۳۱۵)

مزید برآں مرزا قادیانی کے دجال ہونے پر چند مختصر حوالہ جات کے ساتھ ایک ولی اللہ کا مبارک کشف بھی خود مرزا قادیانی کی کتب سے نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے بھی مرزا قادیانی کو دجال فرمایا۔

فرمان نبی کہ مرزا دجال ہے

''ایک بزرگ اپنے مرشد اور قطب الاقطاب کی خواب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے پیغمبر خدا ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور گرداگرد تمام علماء پنجاب اور ہندوستان کو بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھائے گئے تھے اور تب یہ شخص جو (مرزا قادیانی) مسیح موعود کہلاتا ہے

آنحضرت ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا جو نہایت کریہہ شکل اور میلے کچیلے کپڑوں میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے۔ تب ایک عالم ربانی اٹھا اور اس نے عرض کی کہ یا حضرت یہی شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو دجال ہے۔" (تحفہ گولڑویہ ص۵۳، خزائن ج۱۷ص۱۷۶)

مرزا قادیانی کو جوتے بھی لگے

"تب آپ کے فرمانے سے اسی وقت اس (مرزا قادیانی) کے سر پر جوتے لگنے شروع ہوئے۔ جن کا کچھ حساب اور اندازہ نہ رہا اور آپ نے ان تمام علماء پنجاب اور ہندوستان کی بہت تعریف کی جنہوں نے اس شخص کو کافر دجال ٹھہرایا۔" (تحفہ گولڑویہ ص۵۳، خزائن ج۱۷ص۱۷۶)

اور مرزا قادیانی عیسائیوں کو دجال قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: "خداتعالیٰ نے عیسائیوں کے دجل کی گواہی دی ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ دجال کے نام سے موسوم نہ ہوں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص۴۳، خزائن ج۲۲ص۴۹۷)

"عیسائی دجال اکبر ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۴)

اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک عیسائی انگریزی دجال ہیں۔ مندرجہ ذیل عنوان بھی اسی کے مطابق قائم کئے گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کا نصف دجال

"پہلے سے لکھا گیا تھا کہ جو آخری زمانہ میں پیدا ہوگا اس کے وجود کا آدھا حصہ عیسوی یعنی دجالی شان کا ہوگا۔ سو وہی میں ہوں۔" (ایام صلح ص۱۶۰، خزائن ج۱۴ص۴۰۸)

مرزا دجال کا خود کاشتہ پودہ

مرزا قادیانی ایک انگریز دجال گورنر کو اپنی درخواست میں اپنی نسبت لکھتے ہیں کہ: "آپ اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ اور خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔" (کتاب البریہ ص۱۳، خزائن ج۱۳ص۳۵۰)

مرزا دجال کی اطاعت جہاد کی ممانعت

مرزا قادیانی دجال انگریز کی خوشامد میں لکھتے ہیں کہ: "میں نے ممانعت جہاد اور انگریز یعنی دجال کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں۔ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ص۱۵۵)

مرزا قادیانی کی زندگی دجال کی حمایت میں

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی یعنی دجال کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے۔“ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵)

مرزا قادیانی کی زبانی جھوٹے نبی

جھوٹے نبیوں کا سلسلہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ”نبی ﷺ کی وفات کے بعد کئی جھوٹے پیغمبر کھڑے ہو گئے تھے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۵۸، خزائن ج۱۷ ص۱۸۵)

”اور چند شریر لوگوں نے پیغمبری کا دعویٰ کر دیا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۶۰، خزائن ج۱۷ ص۱۸۷)

”ہمارے نبی ﷺ کا نور جب زمین پر روشن ہو گیا۔ تب مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور ابن صیاد وغیرہ جھوٹے نبی ظاہر ہوئے۔“ (چشمہ معرفت ص۳۰۱ حاشیہ، خزائن ج۲۳ ص۳۱۵)

جھوٹے نبیوں کی فہرست

مرزا غلام احمد قادیانی اسرائیلی۔ (تحفہ گولڑویہ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۱۱۸)

”ابن صیاد اور اسود عنسی، مسیلمہ کذاب، طلیحہ بن خویلد، سجاح بنت الحارث وغیرہ۔“

(سر الخلافۃ ص۶۵، خزائن ج۸ ص۳۹۴)

مرزا قادیانی کی زبانی جھوٹے نبیوں کی سزا

”مرتد کی سزا قتل ہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مفسدوں اور جھوٹے نبیوں کو خدا سے قدر اور جلال پا کر قتل کیا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۵۹، خزائن ج۱۷ ص۱۸۶)

”اسی طرح بہت سے مفسد اور جھوٹے پیغمبر حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ سے مارے گئے۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۵۸، خزائن ج۱۷ ص۱۸۵)

درشت الفاظ کا استعمال فرض ہے

”بلکہ ایسے درشت الفاظ کا اپنے محل پر بقدر ضرورت و مصلحت استعمال میں لانا ہر مبلغ اور واعظ کا فرض ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۳۳، خزائن ج۳ ص۱۲۰)

”ورنہ وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ضروری ہیں اور اپنے ساتھ ثبوت رکھتے ہیں بلکہ واجبات سے ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۲۴، خزائن ج۳ ص۱۱۴)

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

آنجہانی مرزا قادیانی

مرد تھا یا عورت؟

حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب لودھراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

ناظرین کرام! حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے نبی خاتم النبیین ﷺ تک اللہ تعالیٰ کے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام اور مجددین تشریف لائے۔ تمام کے تمام انسانوں میں سے مرد ہی تھے اور آخری زمانہ میں پیدا ہونے والے حضرت امام مہدی علیہ الرضوان بھی مرد ہی ہوں گے اور کسی اللہ کے رسول اور نبی نے آج تک عورت ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ مگر انگریز کے خودکاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی چودھویں صدی کے مدعی نبوت نے تو صرف عورت ہونے کا دعویٰ ہی نہیں کیا۔ بلکہ عورت کے جملہ لوازمات حیض، حمل، دردزہ، بچہ جننے وغیرہ کو بھی اپنے لئے ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ ان مختصر اور چند حوالہ جات سے بخوبی ان کے دعاوی کا ثبوت ملتا ہے۔

مرزا قادیانی مریم تھا

''آں خدائے قادر و رب العباد، در براہین نام من مریم نہاد، ہم چو بکرے یافتم نشوونما از رفیق راہ حق ناآشنا۔'' (حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۲)

بقول مرزا کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک الہام میں فرماتے ہیں: ''یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة'' (حقیقت الوحی ص۷۶، خزائن ج۲۲ ص۷۸)

ترجمہ...... ''اے مریم (مرزا قادیانی) تو اور تیری بیوی بہشت میں داخل ہو۔''

(اربعین نمبر۲ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۳۶۴)

سوال...... امت مرزائیہ سوچے کہ یہ کیسا احمقانہ خیال اور شیطانی الہام ہے کہ مرزا قادیانی خود ہی مریم پھر مریم کی بیوی، کیا عورت کی بیوی بھی ہوا کرتی ہے۔

۲...... ''خدا نے میرا نام مریم رکھا۔'' (حقیقت الوحی ص۷۲ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۷۴)

۳...... ''اس تمام امت میں وہ میں ہی ہوں کہ میرا نام ہی خدا نے پہلے مریم رکھا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۸ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۳۵۱)

۴...... ''میرے سوا تیرہ سو برس میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ خدا نے میرا نام مریم رکھا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۱)

۵...... ''خدا نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور ایک مدت تک میرا نام خدا کے نزدیک یہی رہا۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۲)

۶...... ''میرا نام مریم رکھا گیا۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

مرزا قادیانی کو حیض

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ ایک الہام میں فرماتے ہیں کہ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۲...... مرزا قادیانی کو منشی الٰہی بخش کی نسبت الہام ہوتا ہے کہ: ''یہ لوگ خون حیض تجھ (مرزا قادیانی) میں دیکھنا چاہتے ہیں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۹ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

مرزا قادیانی کو حمل ہوگیا

''بعد ازاں قادر و رب مجید، روح عیسیٰ اندر آن مریم دمید۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲۲ ص۳۵۲)

۲...... مرزا قادیانی اپنے ایک الہام کے متعلق کہتے ہیں کہ: ''مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ جو دس مہینے سے زیادہ نہیں۔'' (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

۳...... مرزا قادیانی کو الہام ہوتا ہے کہ: ''تیرے شکم میں تیرے حیض کے خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا۔'' (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲)

۴...... اور الہام ہوتا ہے کہ: ''مرزا جی تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہوگیا ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱)

۵...... ایک اور الہام میں مرزا قادیانی مریم بن کر اپنے متعلق لکھتا ہے کہ: ''وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں بجز میرے کسی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا اور پھر مریم (مرزا قادیانی) میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے اور خدا کا کلام باطل نہیں۔ ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی دنیا میں مصداق نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۳۳۷، خزائن ج۲۲ ص۳۵۰، ۳۵۱)

۶...... مرزا قادیانی کو مریم کی حالت میں الہام ہوتا ہے: ''ونفخنا من روحنا اس جگہ مریم (مرزا قادیانی) کے پیٹ میں عیسیٰ کی روح جا پڑی۔'' (کشتی نوح ص۴۵، خزائن ج۱۹ ص۴۹)

۷...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے مریم میں نے تجھ میں سچائی کی روح پھونک دی۔ گویا یہ مریم سچائی کی روح سے حاملہ ہوئی۔''

(حقیقت الوحی ص۳۳۹، خزائن ج۲ ص۳۵۲)

سوال...... اب مرزائیوں سے پوچھا جائے کہ ہر امتی اپنے نبی اور رسول کی اطاعت اور سنت کو اپنے پر لازم سمجھتا ہے اور اس پر چلتا ہے تو اسی طرح امت مرزائیہ کے مردوں کو حیض، حمل وغیرہ

ہونالازی ہے۔تا کہ اپنے مرشداور رہبرونبی کی پیروی میں کامل امتی ثابت ہوسکیں۔

مرزا کو درد زہ

ا...... ''یعنی پھر مریم کو جو مراد اس عاجز (مرزا قادیانی) سے ہے درد زہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی۔'' (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۱)

سوال...... اس وقت کون سی لیڈی ڈاکٹر یا کمپونڈرز نے یہ خدمت سرانجام دی۔

مرزا قادیانی کا وضع حمل

''پس بخش رنگ دیگر شد عیاں۔ زاد زان مریم مسیح ایں زماں۔ زیں سبب شد ابن مریم نام من زانکہ مریم بود اوّل گام من۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۲)

مرزا قادیانی اپنے ایک اور الہام میں مریم حاملہ کی صورت میں کہتے ہیں کہ: ''گویا مریمی حالت سے عیسیٰ پیدا ہو گیا اور اس طرح میں خدا کے کلام میں ابن مریم کہلایا۔''

(حقیقت الوحی ص ۷۲ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۷۵)

مرزا قادیانی سے خدا کا بیٹا

بقول مرزا قادیانی کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایک الہام میں فرماتے ہیں کہ: ''تجھ میں حیض نہیں بلکہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی خدا کا بیٹا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

۲...... مرزا قادیانی کو ایک اور الہام ہوتا ہے کہ: ''وہ لڑکا جو اس کے خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ اس لئے تو مجھ (اللہ) سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

سوال...... جب کہ مرزا قادیانی نے اپنے کو اس الہام میں خدا کی اولاد ثابت کیا ہے تو لامحالہ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ مرزا قادیانی نے اپنے کو خدا کا بیٹا یا بیٹی بھی قرار دیا۔ علاوہ ازیں جب کہ مرزا قادیانی نے خدا کا بیٹا جنا تو خدا کی بیوی بھی اپنے ثابت کیا اور اپنا نام مریم رکھا تو اس طرح مرزا قادیانی خدا کی بیوی مسمات مریم نے خدا کے بیٹے عیسیٰ کو جنم دیا اور خدا کا بیٹا بن کر معجون مرکب قادیانی نبی بنا۔ العیاذ باللہ!

مرزا قادیانی کو سزا

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو سخت سزا دی۔ مرد کا محکوم بنایا اور اس کا دست نگر کر دیا اور حمل کی مصیبت اور بچے جننے کا دکھ اس کو دیا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۱۰۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۷۳)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کو حمل اور بچہ جننے وغیرہ کی سخت سزا دے کر مجرم بھی قرار دیا ہے۔

مرزائیوں کی شکست فاش کا دلچسپ نظارہ

ربوہ کے نزدیک ایک مناظرہ

مسلمانان ڈاور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جاء الحق وزھق الباطل

مرزائیوں کی شکست فاش کا دلچسپ نظارہ

قاضی نذیر احمد اور دیگر مرزائی مناظرین کا مناظرہ اور مباہلہ سے ’’روایتی‘‘ فرار

حضرات! موضع ڈاور مرکز مرزائیت چناب نگر (ربوہ) سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں کا ایک زمیندار مہر محمد حیات کھوکھر جو ایک عرصہ سے قادیانی مذہب اختیار کئے ہوئے ہے۔ اپنی تبلیغ سے عوام الناس کو بہکانے کی ناکام کوشش کرتا رہتا ہے۔ اس کے اصرار کرنے پر ملک فتح اللہ صاحب جو وہاں کے ذمہ دار اور ایک بااثر زمیندار ہیں۔ ان کے اور مہر محمد حیات کے درمیان ’’ختم نبوت‘‘ کے موضوع پر مناظرہ طے ہوگیا۔ جس کی باقاعدہ تحریر فریقین نے ایک دوسرے کو دے دی۔

مرزا قادیانی کی سیرت وکریکٹر کا موضوع اور اس سے مرزائیوں کا گریز

ملک فتح اللہ اور حاجی خضر حیات وغیرہ شروع سے کہتے تھے کہ مرزا قادیانی کے صدق وکذب کے موضوع پر مناظرہ کرنا چاہئے تاکہ پہلے یہ دیکھیں کہ آیا مرزا قادیانی اپنی تحریرات کی رو سے ایک شریف، دیانتدار، سچا اور صحیح العقل انسان بھی ثابت ہوسکتا ہے یا نہیں؟ لیکن مہر محمد حیات مرزائی اس موضوع سے گریز کرتا رہا۔ آخر مجبور ہوکر وعدہ کیا کہ پہلے مسئلہ ختم نبوت پر مناظرہ ہو جائے۔ پھر ہم مرزا قادیانی کی سیرت کے عنوان پر اسی دن یا اگلے دن مناظرہ کرلیں گے۔ چنانچہ مقررہ تاریخ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۶۵ء کو ہردو فریق کے علماء مقام مناظرہ پر پہنچ گئے۔ مناظرہ شروع کرنے سے قبل مولانا منظور احمد چنیوٹی نے قادیانی فریق سے دونوں مناظروں کے لئے وقت اور دیگر شرائط طے کرنے کے لئے گفتگو شروع کی تو قادیانی جماعت نے شور برپا کردیا کہ ہم تو صرف مسئلہ ختم نبوت پر مناظرہ کریں گے اور کسی مضمون پر ہم مناظرہ کرنے کو ہرگز تیار نہیں۔ اس پر علماء

اسلام اور علاقہ کے بااثر زمینداروں نے مطالبہ کیا کہ تمہیں اپنے وعدہ کے مطابق دوسرے مضمون پر مناظرہ کرنا پڑے گا۔ تم مرزا قادیانی کو چھپا کر کیوں رکھتے ہو؟ اسے دنیا کے سامنے پیش کرو تا کہ لوگ اس کے عمل و کردار کو دیکھ کر صحیح فیصلہ کر سکیں۔

۲۰ر اپریل ۱۹۶۵ء کو دوسرا مناظرہ طے ہوا

آخر دو تین گھنٹہ کی بحث و تکرار کے بعد جب راہ فرار کے لئے کوئی چارہ کارگر نہ ہوا تو ''مرتا کیا نہ کرتا'' کے مصداق مہر محمد حیات نے اپنے مناظرین سے مشورہ کر کے یہ تحریر دی کہ ۲۰ر اپریل ۱۹۶۵ء صبح ۹ بجے اسی جگہ پر دوسرا مناظرہ ہوگا۔ جس میں دو مسئلے ہوں گے۔ پہلا مسئلہ ''حیات عیسیٰ علیہ السلام'' اس میں مدعی مسلمان ہوں گے۔ دوسرا صدق و کذب مرزا قادیانی (مرزا قادیانی کی سیرت و کردار) اس میں مدعی جماعت قادیانی ہوگی۔ فریقین کے دستخطوں سے یہ تحریر ہر دو فریق کے علماء کے سپرد کر دی گئی۔

ختم نبوت کے موضوع پر پہلا مناظرہ

اس تصفیہ کے بعد ختم نبوت کے موضوع پر اسی دن مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۶۵ء ٹھیک سوا بارہ بجے مناظرہ شروع ہوگیا۔ مسلمانوں کی طرف سے اس مناظرہ کے صدر فاتح ربوہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ اور مناظر: مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین صاحب اخترؒ مقرر ہوئے۔ مرزائیوں کی طرف سے صدر مولوی احمد خان نسیم اور مناظر قاضی نذیر احمد لائل پوری مقرر ہوئے۔ یہ مناظرہ پانچ گھنٹے کے قریب نہایت پرامن طریق سے جاری رہا۔ چونکہ ربوہ (چناب نگر) کی پولیس جن کو مرزائی منظوری لے کر لائے تھے موجود تھی۔ سی۔آئی۔ڈی کے نمائندے بھی موجود تھے۔

مرزائی مناظر کی بے بسی اور بدحواسی

اس مناظرہ میں مرزائی مناظر کی جو ذلت اور رسوائی ہوئی اور جس طرح اس نے بری شکست کھائی یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس دوسرے مناظرہ کے لئے انہیں میدان میں آنے کی ہمت اور

جرأت نہیں ہوسکی۔ قاضی صاحب کی بے بسی و بدحواسی کے افسانے ہر خاص و عام کی زبان پر جاری ہیں۔ چنانچہ ایک حوالہ پر جب قاضی نذیر قادیانی کو قسم کے لئے مجبور کیا گیا تو قاضی صاحب نے ان الفاظ میں قسم اٹھائی: ”مجھے اس اللہ کی ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان نہیں۔“ ”لاحول ولا قوۃ الا باللہ“ کی آوازیں۔

مولانا لال حسین صاحب اخترؒ نے پانچ پانچ صد روپیہ انعام کا بارہا چیلنج کیا۔ لیکن قاضی صاحب کو میز پر پڑی ہوئی انعامی رقم اٹھانے کی ہمت نہ ہوسکی۔ اس کے برعکس ایک دفعہ قاضی صاحب غلطی سے انعام کا چیلنج کر بیٹھے۔ پیچھے سے ان کے ایک مخلص معتقد نے پانچ پانچ روپے کے دو نوٹ نکال کر بطور انعام پیش کر دیئے۔ مولانا نے حوالہ دکھانے سے قبل جب وہ دس روپے کسی ثالث کے پاس رکھنے کو کہا تو قاضی صاحب نے فوراً وہ دس روپے جیب میں ڈال لئے۔ اس وقت قادیانی جماعت کی حالت قابل دید تھی۔ اس مسئلہ میں مدعی مولانا لال حسین صاحب اخترؒ تھے۔ چنانچہ آخری تقریر پر مناظرہ ختم ہوا۔

۲۰؍اپریل ۱۹۶۵ء کے دوسرے مناظرہ اور اس کے بعد مباہلہ کا اعلان

اختتام مناظرہ پر مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ نے لاؤڈ سپیکر پر ۲۰؍اپریل کے دوسرے مناظرے کا اعلان کیا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی کیا گیا کہ اس دوسرے مناظرہ کے اختتام پر اسی میدان میں دعائے مباہلہ ہوگی۔ خلیفہ ربوہ کی طرف سے جو صاحب بھی سند نمائندگی لائیں گے ان سے مباہلہ ہوگا۔ مولانا موصوف نے اپنی سندات نمائندگی جو ملک کی چار مشہور جماعتوں کی طرف سے حاصل ہیں پڑھ کر سنائیں۔ جن کی مصدقہ نقول مولوی ابوالعطاء اللہ دتہ جالندھری قادیانی کے مطالبہ پر خلیفہ ربوہ کو بذریعہ رجسٹری روانہ کی جاچکی تھیں۔

۱۹؍اپریل ۱۹۶۵ء کو علماء اسلام کی آمد

چنانچہ اس اعلان کے مطابق مسلمانوں کی طرف سے مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، مفکر اسلام علامہ خالد محمود صاحب پروفیسر ایم۔اے او کالج لاہور، فاتح ربوہ مولانا منظور احمد

صاحب چنیوٹیؒ، امام پاکستان سید احمد شاہ صاحبؒ بخاری، شیخ الحدیث والفقہ حضرت مولانا خدا بخش صاحبؒ بھیروی، فاضل بارع مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ جامعہ محمدی، فاضل نوجوان مولانا عبدالمالک خان صاحب مدرس جامعہ عربیہ (حال شیخ الحدیث منصورہ مرکز جماعت اسلامی پاکستان لاہور) اور دیگر بہت سے علماء اپنی کتابیں لے کر ۱۹ر اپریل شام کو مقام مناظرہ موضع ڈاور پہنچ گئے۔ مرزائیوں کی طرف سے اس وقت تک کوئی مناظر نہیں پہنچا تھا۔

دفعہ نمبر ۱۴۴ کی آڑ

عشاء کے قریب مہر محمد حیات مرزائی ہمارے علماء کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ دفعہ نمبر ۱۴۴ نافذ کر دی گئی ہے اور اگر دفعہ نافذ کر دی گئی تو ہم مناظرہ ہرگز نہیں کریں گے۔ میں صبح جاکر دفتر سے معلوم کروں گا۔ علماء نے کہا کہ: ”آ بیل مجھے مار“ کے مطابق تمہیں جاکر کرید کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ابھی حکومت کی طرف سے نہ کوئی اعلان ہوا ہے اور نہ ہی کوئی تحریری نوٹس موصول ہوا ہے۔ تم نے قبل از مرگ واویلا شروع کر دیا ہے۔ تم اپنے علماء کو حسب وعدہ لے آؤ اور اپنا اور ہمارا وقت ضائع نہ کرو۔ اگر صبح ۹ر بجے سے پہلے حکومت کی طرف سے کوئی نوٹس آ گیا تو ہم اس نوٹس کو دیکھ کر جو صورت بھی قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے ممکن ہو سکی اس پر عمل کریں گے۔ مناظرہ بہرحال ضرور ہوگا۔

مناظرہ کے لئے دو متبادل صورتیں اور محمد حیات مرزائی کا ان سے انکار

چنانچہ اس کے لئے دو متبادل صورتیں پیش کی گئیں کہ اگر پابندی لگ گئی تو محدود تعداد میں بند مکان کے اندر گفتگو کر لیں گے۔ جس پر قانون کی کوئی زد نہیں پڑتی یا اپنی تحصیل کی حد پار کر کے ضلع سرگودھا کی حد میں جو وہاں سے سات آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے جاکر مناظرہ کر لیں گے۔ لیکن افسوس کہ محمد حیات مرزائی کسی صورت میں بھی مناظرہ کرنے کو تیار نہ تھا۔ بلکہ اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ آپ ہماری شکست وفرار شائع کر دیں۔ ہم دفعہ ۱۴۴ نافذ ہونے کے بعد کسی صورت میں بھی مناظرہ نہیں کریں گے۔

مرزائیوں کی شکست وفرار کا اعلان

صبح ۹ بجے سٹیج لگا دیا گیا۔ آدھ گھنٹہ تک ہمارے علماء نے انتظار کی اس وقت تک مرزائیوں کا کوئی مناظر نہیں پہنچا تھا۔ مرزائیوں کا سٹیج خالی تھا۔ جس پر کوئی مرزائی نظر نہیں آتا تھا اور وہ ان کی ذلت ورسوائی پر ماتم کررہا تھا۔ ساڑھے نو بجے آدھ گھنٹہ کی انتظار کے بعد مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ نے مرزائیوں کے وقت مقررہ پر حاضر نہ ہونے کی وجہ سے ان کی شکست وفرار کا اعلان کردیا۔ اس وقت تمام مسلمان اس میدان میں اپنی فتح وکامیابی سے خوش خوش شاداں پھر رہے تھے اور مرزائی اپنے گھروں میں چھپے ذلت ورسوائی کی موت کا شکار ہو چکے تھے۔

ربوہ کی نئی جیپ اور دفعہ نمبر۱۴۴

پونے دس بجے کے قریب اے.ایس.آئی چوہدری عبداللہ خان (لاہوری مرزائی) تھانہ لالیاں ربوہ کی ایک نئی جیپ نمبر S.G 1934 جس کا ڈرائیور بھی مرزائی تھا چند سپاہیوں کے ساتھ پہنچ گئے۔ ان کے پاس ایس.ڈی.ایم چنیوٹ کا ایک حکم نامہ تھا۔ جس کی رو سے پندرہ یوم کے لئے تحصیل چنیوٹ میں دفعہ نمبر۱۴۴ کے تحت جلسہ جلوس اور مناظرہ ڈاور کو ممنوع قرار دیا گیا تھا۔ مناظرہ تو قادیانی فریق کے نہ پہنچنے کی بناء پر پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ چنانچہ دس بجے کے قریب فریقین کے نمائندوں ملک فتح اللہ اور مہر محمد حیات کو بلا کر اس آرڈر پر تعمیل کرائی گئی اور ہماری فتح کے جلسہ کو روک دیا گیا۔ اس کے بعد مہر محمد حیات مرزائی سے کہا گیا کہ اب پندرہ دن کے بعد کی تاریخ مقرر کرلیں۔ جس دن یہ پابندی ختم ہو۔ اس سے اگلے روز اسی جگہ پر طے شدہ مناظرہ کرلیا جائے اور فریقین مل کر اس پندرہ دن کے وقفہ میں ڈی سی صاحب سے تحریری اجازت طلب کرلیں۔ بصورت دیگر اگر پابندی لگے تو اسی روز تحصیل چنیوٹ کی حد پار کر کے کسی دوسری تحصیل میں جا کر مناظرہ کرلیا جائے۔ لیکن مہر صاحب کسی صورت میں بھی مناظرہ کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ ان بیچاروں نے بڑی کوشش سے دفعہ نمبر۱۴۴ لگوا کر اپنی جان بچانے کی صورت پیدا کی تھی۔ بھلا دوبارہ وہ اس مصیبت میں کیسے پھنستے؟

مرزائی زہر کا پیالہ پی سکتا ہے لیکن......

مرزائیوں کی اس پہلوتہی اور مناظرہ سے انکار نے حضرت مولانا لال حسین صاحب اختؒر اور مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹیؒ کی اس بات کی تصدیق کر دی کہ مرزائی بڑی سے بڑی ذلت برداشت کر سکتا ہے۔ حتیٰ کہ زہر کا پیالہ پی سکتا ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹے خلیفہ بشیر الدین محمود کے صدق و کذب اور سیرت و کریکٹر کے مضمون پر مناظرہ اور مباہلہ نہیں کر سکتا۔ نیز مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کی یہ پیش گوئی بھی سچی ثابت ہوئی۔ جب کہ انہوں نے اصرار کیا تھا کہ دوسرا مناظرہ بھی آج ۱۰ اپریل کو یا دوسرے دن ہو جائے۔ اگر درمیان میں وقفہ رکھا گیا تو مرزائی مناظر ہرگز میدان میں نہیں آئیں گے اور وہ اپنی روایات سابقہ اور عادت قدیمہ کے مطابق اس وقفہ میں دفعہ نمبر ۱۴۴ لگوا دیں گے اور یہ وقفہ محض اسی خاطر مانگ رہے ہیں۔ ورنہ اب جب کہ مناظرین بھی موجود ہیں اور کتابیں بھی موجود ہیں تو انہیں مناظرہ کرنے سے کیا چیز مانع ہے؟

مؤکد بعذاب قسم کا چیلنج

چنانچہ مولانا موصوف نے دفعہ نمبر ۱۴۴ کے تصفیہ کے لئے کہ یہ کس نے لگوائی ہے رات کو مسجد میں قرآن کریم سر پر اٹھا کر اپنی اور اپنی تمام مسلمان جماعت کی طرف سے مؤکد بعذاب قسم اٹھائی کہ ہماری طرف سے اگر اس مناظرہ کو رکوانے کی کسی صورت میں بھی کوشش کی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ کی لعنت اور عذاب ہم پر نازل ہو اس کے بعد مولانا نے مہر محمد حیات مرزائی اور ربوہ کے دیگر ذمہ دار حضرات کو چیلنج دیا کہ وہ بھی اسی طرح مؤکد بعذاب قسم اٹھا کر اپنی اور اپنی جماعت کی برأت ثابت کریں کہ ہم صدق دل سے مناظرہ کرنا چاہتے تھے اور ہم میں سے کسی نے بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ مناظرہ رکوانے کی کوشش نہیں کی۔ دیدہ باید! (لیکن وہ قسم پر آمادہ نہ ہوئے)

منگل کا منحوس دن اور مرزائیوں کی رسوائی

اس مناظرہ کے لئے علاقہ کے علاوہ سرگودھا، جھنگ، لائل پور اور لاہور کے اضلاع سے سینکڑوں افراد پہنچ چکے تھے۔ جو مرزائیوں کی اس بری شکست اور ذلت ورسوائی کے تذکرے کرتے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ حسن اتفاق یا مرزائیوں کے لئے سوئے اتفاق سمجھئے کہ ۲۰؍اپریل کو منگل کا دن تھا۔ جس کو مرزا قادیانی (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۸، بروایت نمبر۱۱) ہمیشہ منحوس سمجھتے تھے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی ایک لڑکی اس دن پیدا ہو رہی تھی۔ آپ نے دعا کر کے ایک دن رکوالی اور پھر وہ بدھ کے روز پیدا ہوئی اور اسی منگل کے دن مرزا قادیانی کو وبائی ہیضہ ہوا تھا۔ چنانچہ آپ (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۱، بروایت نمبر۱۲) کو ایک بہت بڑا دست آیا اور آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور آپ کی روح پرواز کر گئی۔ ۲۰؍اپریل کو منگل کا ہی منحوس دن تھا۔ جو مرزائیوں کے لئے ذلت ورسوائی اور نحوست کا سبب بنا کہ اب وہ علاقہ میں منہ دکھلانے کے قابل نہیں رہے۔

اعلان حق اور دعائے فاتحہ

ہم لوگوں پر یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہو چکی ہے کہ مرزائی کافر اور پرلے درجے کے جھوٹے انسان ہیں اور ہم نے دیکھ لیا ہے کہ یہ ہر ذلت ورسوائی برداشت کر سکتے ہیں۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹے کی صداقت ثابت کرنے کے لئے میدان مناظرہ اور مباہلہ میں نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ اس جھوٹی اور کافر جماعت کے وسوسوں اور دھوکوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھیں۔ آمین ثم آمین!

المشتہرین: ملک فتح اللہ، ملک شیر نمبردار، مولوی احمد بخش، عمر حیات، مہر محمد شیر، حاجی خضر حیات، حاجی برخوردار، محمد انور مہاجر، مہر بالک، نومسلم، ملک سکندر حیات، مفتی عبدالرشید، عبدالحکیم مہاجر۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

اقبال

اور

قادیانی

حضرت مولانا محمد نعیم آسیؒ سیالکوٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سخنہائے گفتنی

نہ میں ادیب ہوں، نہ مصنف، نہ مؤلف۔ محض ایک طالب علم ہوں اور یہ کتاب میری اوّلین طالبعلمانہ کاوش۔ جس میں حکیم الامت حضرت علامہ اقبالؒ کی ان تمام تحریروں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو انہوں نے قادیانیت پر نقد ونظر کرتے ہوئے وقتاً فوقتاً شائع فرمائیں۔

قادیانیت محض ایک مذہبی مسئلہ ہی نہیں جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں یہ اپنے مخصوص احوال وظروف کے پیش نظر ایک ایسا قومی وملی، سیاسی واجتماعی اور تہذیبی ومعاشرتی مسئلہ ہے جو براہ راست ہمارے آئین اور دستور سے تعلق رکھتا ہے۔ اس مجموعہ کی ترتیب کی غرض وغایت صرف اس قدر ہے کہ اس ملی وقومی مسئلے پر حضرت علامہؒ کے بصیرت افروز خیالات کا اظہار واجتماع ہو جائے کہ آج تک کسی نے اس پہلو کی طرف توجہ نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ میری اس حقیر سعی کو قبول فرمائیں اور اس میں خیر اور افادۂ عام کا جوہر زیادہ کریں۔ ’’وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت وھو حسبی ونعم الوکیل‘‘

یہ مسئلہ مسلمانوں کی حیات ملی کے لئے جس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ افسوس اس سے اتنی ہی زیادہ بے اعتنائی برتی گئی اور مجرمانہ تغافل روا رکھا گیا۔

اس کتاب کی ترتیب کے دوران بلا مبالغہ بیسیوں کتابیں میری نظر سے گزریں۔ ان میں اکثر کا تعلق اقبالیات سے تھا۔ مگر یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ حضرت علامہؒ کے نام پر چلنے والے اداروں نے علامہ مرحوم پر اب تک جتنی کتابیں شائع کی ہیں۔ ان میں کوئی بھی ’’اقبال اور قادیانیت‘‘ ایسے اہم موضوع پر کوئی روشنی نہیں ڈالتی۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جان بوجھ کر اس مسئلہ کو نظر انداز کیا گیا۔ اس کے برعکس ایسی کتابیں میری نظر سے ضرور گزری ہیں۔ جن میں قادیانی نبوت کی تعریف کا پہلو نکلتا یا قادیانیوں کے بارے میں حضرت علامہؒ کے خیالات وافکار کی غلط تعبیر ہوتی یا پھر ان میں نقب لگائی جاتی ہے۔ کم از کم میری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ ایسا کیوں ہے؟ اگر اس میں قادیانی رسوخ کو دخل ہے تو یہ بات اور زیادہ افسوسناک بلکہ شرمناک ہے اور اقبال اکادمیوں کو اس کی جرأت نہ ہونی چاہئے۔

یہ مجموعہ چار ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں حضرت علامہؒ کے قلم سے ختم نبوت کی تہذیبی وثقافتی اور سیاسی ومذہبی قدر وقیمت کا تذکرہ ہے۔ اسی باب میں حضرت علامہؒ کا وہ مکتوب بھی ہے جس کا مکمل متن پہلی دفعہ منظر عام پر آرہا ہے۔ یہ خط اگرچہ آج سے سات برس پیشتر اقبال اکادمی، کراچی کی ''انوار اقبال'' نامی کتاب میں بھی چھپ چکا ہے۔ مگر کتاب مذکور کے مرتب اور اقبال اکادمی کراچی کے ڈائریکٹر جناب بشیر احمد ڈار نے ستم یہ ڈھایا کہ اس کا وہ اہم ترین حصہ ہی متن سے غائب کر دیا جس میں حضرت علامہؒ نے منکر ختم نبوت کو واجب القتل، قرار دیا تھا۔ مکمل متن کی اشاعت کی سعادت شاید میرے مقدر میں تھی جو اس کتاب کی ترتیب واشاعت سے میرے حصہ میں آئی۔ فالحمد لله علیٰ ذالك!

دوسرا باب ان مضامین وبیانات پر مشتمل ہے جو حضرت علامہؒ نے جون ۱۹۳۳ء سے جنوری ۱۹۳۶ء تک قادیانیت کے رد میں شائع فرمائے۔ اس باب کے سب سے اہم مضمون اسلام اور احمدیت میں ایک تاریخی غلطی تھی۔ جس کی حضرت علامہؒ ہی کے حوالے سے تصحیح کر دی گئی ہے۔ (دیکھئے ص) اسی طرح ایک اور اہم سہو کی بھی اصلاح کی گئی ہے۔ (دیکھئے ص) قادیانی اور جمہور مسلمان اور اسٹیٹس مین کے جواب میں اس باب کے نہایت اہم مضامین ہیں۔ قادیانی اور جمہور مسلمان ہی میں حضرت علامہؒ نے فرنگی حکمرانوں سے یہ مشہور عام مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ اقلیت قرار دیا جائے۔

تیسرے باب میں علامہ مرحوم کے وہ خطوط ہیں جو انہوں نے وقتاً فوقتاً مختلف علمی وسیاسی شخصیتوں کو لکھے۔ پنڈت جواہر لال نہرو کے نام خط اس باب کا انتہائی اہم خط ہے۔ میری معلومات کے مطابق یہ خط خود پنڈت جواہر لال نہرو کے مرتبہ مجموعہ (A Bunch of old Letters) کے ص ۱۸۱ اور عبدالمجید حریری، ایم.اے، ایل.ایل.بی کے کچھ پرانے خط، (اردو ترجمہ A Bunch of old Letters) کے صفحہ ۲۹۳ پر چھپ چکا ہے۔ میں نے یہ خط جناب سید عبدالواحد معینی کے انگریزی مجموعے (Thoughts and Reflections of Iqbal) سے لیا ہے۔ مولانا سید سلیمان ندویؒ کے نام حضرت علامہؒ کے خطوط بھی اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہیں۔ علامہ مرحوم نے ختم نبوت کے موضوع پر جن شخصیتوں سے علمی استفادہ کیا۔ ان میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا سید سلیمان ندویؒ سرفہرست ہیں۔ اوّل الذکر کو مرحوم دنیائے اسلام کے جید ترین محدثین میں شمار کرتے تھے اور موخر الذکر کو علوم اسلام کی جوئے شیر کا فرہاد

اور مولانا شبلی نعمانیؒ کے بعد استاذ الکل سمجھتے تھے۔ ۳ر اپریل ۱۹۱۹ء کے ایک خط میں مولانا ندویؒ کو لکھتے ہیں: ''میری خامیوں سے مجھے ضرور مطلع کیا کیجئے۔ آپ کو زحمت تو ہوگی لیکن مجھے فائدہ ہوگا۔''

علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے علامہ مرحوم کی جو مراسلت ہوئی اس کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ علامہ انور شاہ صاحبؒ کے صاحبزادے مولانا انظر کشمیری یا دارالعلوم دیوبند کے مہتمم جناب قبلہ قاری محمد طیب صاحبؒ اس سلسلہ میں کچھ سعی فرمائیں (تب دونوں بزرگ حیات تھے) تو شاید اس خط و کتابت کا بھی کچھ پتہ نشان مل جائے۔ البتہ سید سلیمان ندویؒ کے نام لکھے گئے خطوط جناب شیخ عطاء اللہ کے مرتبہ مجموعہ ''مکاتیب اقبال'' میں موجود ہیں۔

حضرت علامہؒ نے ۱۹۲۲ء سے ۱۹۳۶ء تک مولانا ندویؒ کو جو خطوط لکھے ان کی اکثریت علمی سوالات واستفسارات پر مشتمل ہے۔ قادیانی ان طالب علمانہ سوالات میں حسب عادت کتر بیونت کر کے اکثر انہیں اپنے اعتقادات کے سانچے میں ڈھالنے کی سعی نامشکور کرتے ہیں۔ اس کھلی ہوئی بددیانتی کا جواب سوائے اس کے اور کچھ نہ تھا کہ حضرت علامہؒ کے استفسارات اور ان جوابات کو جو سید سلیمان ندویؒ کے قلم سے ہیں ایک ساتھ چھاپ دیا جائے۔ یہی میں نے کیا ہے۔ جس سے حضرت علامہؒ کے خطوط کی اہمیت اور افادیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ چوتھے باب میں حضرت علامہؒ کے وہ توضیحی بیانات ہیں جو انہوں نے مختلف سوالات کے جواب میں ارشاد فرمائے۔ اس میں سن رائز کے جواب میں اور مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نام، دو نہایت اہم تحریریں ہیں۔

حضرت علامہؒ کی ان چار ابواب پر مشتمل تحریروں سے پیشتر دو تین عنوانات کے تحت اس گنہگار نے بھی قلم درازی کی ہے۔ پہلا عنوان ہے ''قادیانیت، تاریخی وسیاسی پس منظر'' اس میں قادیانیت کے اصل مظروف کی نشاندہی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ دوسرا عنوان ''قادیانیت اور اقبال'' ہے۔ اس میں قادیانیت پر حضرت علامہؒ نے جو کچھ لکھا اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے اور چند ذیلی عنوانات کے تحت بعض ایسے حقائق وواقعات درج کئے گئے ہیں جو بجائے خود، انکشافات کا درجہ رکھتے ہیں۔ سب سے آخر میں چند شبہات اور ان کا ازالہ کے تحت تین قادیانی اعتراضات کا جواب شافی عرض کیا گیا ہے۔

مجھے اس کتاب کی ترتیب میں سب سے زیادہ مدد جناب لطیف احمد شروانی کی ''حرف اقبال'' جناب شیخ عطاء اللہ ایم۔اے کی ''مکاتیب اقبال'' اور جناب سید عبدالواحد معینی کے

انگریزی مجموعے ''Thoughts and Reflections of Iqbal''(اقبال کے افکار وخیالات) سے ملی۔ جس کے لئے میں ان فاضل مرتبین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ علاوہ ازیں میں ان تمام احباب کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس کتاب کی تدوین میں مجھ سے ذرا سا بھی تعاون کیا۔ خاص طور پر حضرت بشیر کنور کا بے حد ممنون ہوں جنہوں نے کمال محبت اور محنت سے اس کتاب کا سرورق تیار کیا۔ میں ریاست علی صاحب چودھری (لائبریرین اقبال لائبریری) کا بھی ممنون ہوں کہ کتابوں کے سلسلہ میں انہوں نے مجھ سے بہت تعاون کیا۔

سیالکوٹ، ۱۵؍مئی ۱۹۷۴ء نعیم آسی

قادیانیت

تاریخی وسیاسی پس منظر

برصغیر ہندوستان پر مسلمانوں نے قریب قریب ایک ہزار برس تک اپنے اقتدار کا پھریرا لہرایا۔ اس سرزمین نے جہاں محمود غزنوی، شہاب الدین غوری اور اورنگزیب عالمگیرؒ کی ایسی عظمتیں دیکھیں وہاں محمد شاہ رنگیلا ایسی پستیاں بھی مشاہدہ کیں۔ قومیں جب حد سے زیادہ عروج حاصل کر لیتی ہیں تو پھر ان کا زوال قریب آ جاتا ہے۔ اورنگزیب کے بعد مغلوں کے ساتھ یہی ہوا اور انگریز جو تاجروں کا روپ دھار کر اغلباً جہانگیر کے عہد میں ہندوستان وارد ہوئے تھے ان کا اقتدار بڑھتا گیا۔ انگریزوں کی ابلیسی سیاست کی ایک دنیا معترف ہے۔ یہ قوم اپنی اس خوبی کی بدولت خاصی مشہور بھی ہوئی اور خاصی بدنام بھی۔ مصر کے مرحوم صدر جمال عبدالناصر نے کیا خوب کہا ہے کہ دریائے قلزم کی پہنائیوں میں اگر دو مچھلیاں بھی آپس میں لڑتی ہیں تو باور کیجئے اس میں بھی انگریزی سیاست کارفرما ہو گی۔ میرے خیال میں صدر ناصر نے اس تمثیل میں انگریزوں کی (Divide and Rule) کی مکروہ پالیسی کو انتہائی خوبصورتی کے ساتھ اور بڑے بلیغ انداز میں بے نقاب کیا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ انگریز کی ''پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو'' کی اس پالیسی نے بڑی بڑی سلطنتوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ مسلمان خاص طور پر اس کی سازشوں کا نشانہ بنے کہ اس کی ازلی وابدی اسلام دشمنی یہی چاہتی تھی۔ آج مسلمان ملکوں کا دنیا کے نقشہ پر مطالعہ کیجئے۔ آپ دیکھیں گے کہ پاکستان سے الجزائر وسوڈان تک تمام مسلمان ملک ایک دوسرے سے کس طرح مربوط ومنسلک ہیں۔ مگر کیا وجہ ہے کہ اس تمام تر جغرافیائی پیوستگی اور نظریاتی وابستگی کے باوجود برسہا

برس سے یہ سب باہم کٹے پھٹے اور جدا جدا ہیں۔ عملاً ابھی تک ایک نہیں ہو سکے؟ واقعہ یہ ہے کہ یہ سب فرنگی سیاست کے برگ و بار اور مسلمانوں کی سادہ لوحی کا نتیجہ ہے۔ انگریز جانتا تھا (اور مغربی استعمار بلکہ ہر قسم کے استعمار کی سوچ اب بھی یہی ہے) کہ اگر مسلمانوں میں نظریاتی و جغرافیائی اتحاد کے ساتھ ساتھ سیاسی اتحاد بھی ہو گیا تو یہ کتنی بڑی طاقت بن جائیں گے۔ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ مسلمان دنیا میں سمٹنے کے لئے نہیں، پھیلنے کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ اس کے برٹش ایمپائر کے سنہرے و توسیع پسندانہ خواب کی تعبیر میں دنیائے اسلام ایک بڑی بلکہ سب سے بڑی رکاوٹ تھی۔ اسنے یہ سب کچھ سامنے رکھ کر مسلمانوں کو فنا کرنے کی تدابیر سوچیں اور اپنی طے شدہ پالیسی کے مطابق فیصلہ کیا کہ مسلمانوں میں انتشار پسند اور حریص عناصر کی حوصلہ افزائی کر کے انہیں اندر سے کھوکھلا کیا اور مختلف گروہوں میں بانٹا جائے۔ ان کے درمیان ایسے مسائل اور ایسی تحریکیں پیدا کی جائیں کہ وہ کبھی ایک عظیم طاقت بن کر نہ ابھر سکیں۔ سلطنت عثمانی کی شکست و ریخت ہو یا چھوٹی چھوٹی عرب ریاستوں کا قیام، اعلان بالفور ہو یا ریڈکلف ایوارڈ، ایران کا بہائی فتنہ ہو یا ہندوستان کا قادیانی فتنہ، اس نے وہی چال چلی اور وہی مہرے چنے جن میں اس کا فائدہ اور مسلمانوں کا نقصان زیادہ سے زیادہ تھا۔

سلطان ٹیپو ہندوستان کے مسلمانوں کی آخری امید تھا اور اس نے مسلمانوں کی عظمت رفتہ کو واپس لانے کی خاطر بڑی بہادری سے جنگیں لڑیں۔ مگر اس کی شہادت کے ساتھ یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان اور روما کی عظمت کا چراغ گل ہو گیا اور نتیجتاً انگریزی استبداد کا دیو بوتل کے جن کی طرح کھل کر سامنے آ گیا۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے ہندوستان پر انگریز تاجروں کی حکومت تھی اور وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام سے لوٹ کھسوٹ کر رہے تھے۔ بظاہر ان کے لئے خطرے کی کوئی بات نہ تھی۔ مگر ۱۸۳۱ء میں سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد نے ان کے کان کھڑے کر دیئے۔ ابھی اس تحریک کے اثرات و نتائج کو وہ زائل نہ کر سکے تھے کہ ۱۸۵۷ء میں ان پر براہ راست وار ہو گیا۔ دہلی، لکھنؤ، میرٹھ، کانپور، اودھ، روہیل کھنڈ، بندیل کھنڈ اور گوالیار انگریزوں کے خلاف آتش فشاں بن گئے۔ اگرچہ آخری مغل تاجدار بہادر شاہ میں جان نہ تھی تاہم اس کا نام ہندوستان بھر میں گونجنے لگا۔ انگریزوں کے لئے یہ بڑا کٹھن وقت تھا اور اگر اس وقت انہیں ہندوستان کے غداران ازلی کا تعاون حاصل نہ ہو جاتا اور مسلمان اور ہندو باہم سوچ سمجھ کر جنگ کرتے اور اتحاد عمل کا ثبوت دیتے تو انگریزی اقتدار کی بساط الٹی جا چکی تھی۔ مگر افسوس ایسا نہ ہو سکا۔

مسلمان اور آزادی پسند ہندو آج بھی اس لڑائی کو جدوجہد آزادی کے نام سے یاد کرتے اور ان کے سر اس کے شہداء کے لئے احترام کے ساتھ جھک جاتے ہیں۔ مگر انگریز اور اس کے زلہ ربا اس کو "غدر" ایسا غیر حقیقت پسندانہ خطاب دیتے ہیں۔ بہرحال اس لڑائی کے بعد اقتدار ایسٹ انڈیا کمپنی کی بجائے تاج برطانیہ کے ماتحت ہوگیا۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ شکاری دھوکے کی ٹٹی سے باہر نکل آئے۔ انگریزوں نے اقتدار کی عنان چونکہ مسلمانوں کے ہاتھ سے چھینی تھی۔ اس لئے وہ زیادہ خائف و بدگمان بھی انہی سے تھے۔ اس جنگ نے ان کے اس تاثر کو اور گہرا کیا۔ اب معاملہ چونکہ تاج برطانیہ کے وقار واستحکام کا ہوگیا تھا۔ اس لئے انگریزوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ کیا وہ افسوسناک بھی ہے اور شرمناک بھی۔ یہ ہندوستان میں مسلمانوں کی انتہائی مظلومی کے دن تھے۔ انگریزوں کے مظالم دیکھ کر ہندوستان کا ذرہ ذرہ اشکبار ہوگیا۔ اداسی نے بال بکھیرے، آنسوؤں نے ہالا بنا، آہوں نے دم توڑا، سسکیاں ہچکیوں میں بدلیں، شاہ گدا ہوئے، شاہزادوں کی گردن کٹی، عورتیں کھلونا بنیں۔ اپنے بیگانے ہوئے۔ بیگانے یگانے ہوئے۔ ہندوستان نے پھر ایک ٹیپو سلطان دیکھا اور ٹیپو نے میر صادق۔ وقت بدلا کردار وہی رہے۔

یوں کہو پورا ہندوستان مظلوم و مجبور بہادر شاہ کی اس مشہور غزل کی صدائے بازگشت بن گیا۔ جس کا مطلع ہے۔

نہ کسی کی آنکھ کا نور ہوں، نہ کسی کے دل کا قرار ہوں
جو کسی کے کام نہ آسکے میں وہ ایک مشت غبار ہوں

مسلمانوں کی وحدت واخوت اور انہیں برق تپاں بنانے والے جذبہ جہاد کو سرد کرنے کی خاطر انگریزوں نے ہر حربہ استعمال کیا۔ ہندوستانی علماء، قافلہ حریت وجہاد کے جگر دار سپاہی تھے۔ انگریز نے سب سے پہلا وار انہیں پر کیا۔ یہ میرا موضوع نہیں، ورنہ میں بتاتا کہ انگریزی کربلا میں ان علماء پر کیا گزری؟ مسلمانوں کی شمشیرزن قوم کو ٹھنڈی لاش بنانے کے لئے انگریزوں کو مسلمانوں کے اندر ہر شعبہ حیات میں ایسے لوگوں کی ضرورت تھی جو اس کے وفادار ہوں اور اس کی "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی شیطانی پالیسی میں مدومعاون ثابت ہوسکیں۔

قومیں جب اپنے دور انحطاط میں ہوتی ہیں تو ان میں فروختنی مال بڑھ جاتا ہے۔ یہی حال مسلمانوں کا تھا۔ انگریز کو ہر قسم کے لوگ میسر آگئے۔ ادھر یہ مسئلہ حل ہوا۔ ادھر عیسائی پادریوں نے ہلا بول دیا۔ ہندوستان کے مسلمان کو مذہب کا پرستار دیکھ کر انگریز نے کمال چالاکی سے مناظروں اور مباحثوں کا یدھ رچا دیا۔ پہلے مسلمانوں اور عیسائیوں، پھر عیسائیوں اور ہندوؤں اور

پھر مسلمانوں اور ہندوؤں کے مابین بحث مباحثے کا میدان گرم ہوا اور سب سے آخر میں مسلمان، مسلمان سے بھڑ گئے۔ پہلے صداقت مذاہب بحث کا موضوع تھی۔ اب امکان نظیر اور امتناع نظیر ایسے مسائل اٹھ کھڑے ہوئے اور شاہ اسماعیل شہیدؒ ایسے مرد مجاہد پر کفر کا آرا چل گیا۔ جس نے اپنی جان تک راہ حق میں لٹادی اور اپنے پاک خون سے بالاکوٹ کی سرزمین کو لالہ زار کیا تھا۔ یوں وہابی، سنی، کشمکش پیدا (Create) کی گئی۔ ہندو، مسلم امتیاز و نزاع پہلے ہی پیدا ہو چکا تھا۔ مگر ان تمام تر مذہبی مناقشات اور داخلی کشمکش کے باوصف بھی جذبۂ جہاد کی چنگاری اپنی لو دے جاتی اور اسی سے انگریز کی جان جاتی تھی۔ انگریز مصنفین نے برصغیر ہندوستان میں مسلمانوں کی لگاتار کامیابیوں کے جو اسباب گنوائے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ: ''مسلمانوں میں دینی سرگرمی بھی کام کرتی تھی۔ کہتے تھے کہ فتح پائی تو غازی مرد کہلائے۔ حکومت حاصل کی، مر گئے تو شہید بنے۔ اس لئے مرنا یا مار ڈالنا بہتر ہے اور پیٹھ دکھانا بیکار۔'' (تاریخ برطانوی ہند ص ۳۰۲، مطبوعہ ۱۹۳۵ء)

معلوم نہیں اس بات میں کہاں تک صداقت ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مطبوعہ برطانوی دستاویز The Arrival of British Empire in India میں درج ہے کہ:

''۱۸۶۹ء میں انگلینڈ سے برطانوی مدبروں اور مسیحی رہنماؤں کا ایک وفد اس بات کا جائزہ لینے کے لئے ہندوستان پہنچا کہ ہندوستانی باشندوں میں برطانوی سلطنت سے وفاداری کا بیج کیوں کر بویا جاسکتا اور مسلمانوں کو رام کرنے کی صحیح ترکیب کیا ہوسکتی ہے؟ اس وفد نے ۱۸۷۰ء میں دو رپورٹیں پیش کیں۔ جن میں کہا گیا کہ ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی راہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اپاسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو بہت سے لوگ اس کے گرد اکٹھے ہو جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں میں ایسے کسی شخص کو ترغیب دینا مشکل نظر آتا ہے۔ یہ مسئلہ حل ہو جائے تو پھر ایسے شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں بطریق احسن پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ اب کہ ہم پورے ہندوستان پر قابض ہیں تو ہمیں ہندوستانی عوام اور مسلمان جمہور کی داخلی بے چینی اور باہمی انتشار کو ہوا دینے کے لئے اسی قسم کے عمل کی ضرورت ہے۔'' (عجمی اسرائیل ص ۱۹، مرتبہ آغا شورش کاشمیریؒ)

اصل کتاب ابھی تک میری نظر سے نہیں گزری۔ بہر حال واقعات کا تسلسل بتاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کے اعلان نے ایک اہم برطانوی ضرورت کو پورا کیا۔ بقول حضرت علامہؒ: ''قادیانی تحریک فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند بن کر سامنے آئی۔'' (حرف اقبال ص ۱۴۵، لطیف احمد شروانی، ایم اے)

اور بیچارے مسلمان پچاس سال تک اسی فتنہ کو فرو کرنے میں لگے رہے۔ قادیانیت کے اس کردار کا اعتراف خود اس کے بانی نے بڑے کھلے لفظوں میں اور بڑے فخر کے ساتھ کیا ہے۔ مثلاً اپنی ایک کتاب ''تریاق القلوب'' میں ایک مقام پر وہ لکھتا ہے: ''میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

ستارہ قیصرہ میں لکھا ہے: ''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکے اور مدینہ میں بھی بخوشی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔'' (ستارہ قیصرہ ص ۳، ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۴)

''آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے۔ جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے۔''

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۸)

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۷، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۹)

اور اسی کتاب میں ذرا آگے چل کر بالفاظ صریح اپنی جماعت کو ''انگریز کا خود کاشتہ پودا'' (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱) قرار دیا ہے۔ بانی قادیانیت کے خاندانی حالات کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ انگریزوں کا پرانا نمک خوار و وفادار خاندان تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں: ''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔''

(کتاب البریہ ص ۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی نے ان خطوط کا تذکرہ کیا ہے جو انگریزی حکام نے وقتاً فوقتاً ان کے باپ اور بڑے بھائی مرزا غلام قادر کو اپنی خوشنودی کے اظہار اور ان کی خدمات کے اعتراف کے طور پر لکھے۔ چونکہ ان خطوط سے مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کے انگریزوں کے ساتھ مخصوص تعلقات پر روشنی پڑتی ہے اور یہ ایک دستاویزی ثبوت ہے۔ اس لئے میں ان کا فوٹوسٹیٹ چھاپ کر اس دستاویزی ثبوت کو ہمیشہ کے لئے محفوظ کر رہا ہوں۔ خطوط یہ ہیں:

۱...... مسٹر ولسن بنام مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان

میں نے آپ کی اس درخواست کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ جس میں آپ نے اپنی اور اپنے خاندان کی خدمات اور اس کے حقوق کی یاددہانی کرائی ہے۔ میں خوب جانتا ہوں، بلاشبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جانثار، وفادار اور ثابت قدم خدمت گار رہا ہے اور آپ کے حقوق یقیناً لائق توجہ ہیں۔ آپ بہر نوع تسلی و تشفی رکھیں۔ برٹش گورنمنٹ آپ کے خاندان کے حقوق و خدمات کو ہرگز فراموش نہ کرے گی اور جیسے ہی کوئی مناسب موقع نکلا ان پر پوری توجہ دی جائے گی۔ آپ کو چاہئے کہ آپ بدستور حکومت کے جانثار و وفادار رہیں کہ حکومت کی خوشنودی اور آپ کی بہبودی کا راز یہی ہے۔

(کتاب البریہ ص ۴، ۵، خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

المرقوم: مورخہ ۱۱؍جون ۱۸۴۹ء، لاہور

۲...... مسٹر رابرٹ کسٹ، بنام مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان

آپ نے ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے دوران سوار اور گھوڑے مہیا کر کے سرکار دولتمدار کی

جو خدمت کی اور اس کے آغاز سے اب تک جس طرح اپنی وفاداری کو برقرار رکھا اور خوشنودی سرکار حاصل کی۔ اس کے اعتراف و اظہار کے طور پر مبلغ دوصد روپیہ کا خلعت، آپ کو عطاء کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چیف کمشنر کے مراسلہ نمبر ۵۷۶، مورخہ ۱۰ راگست ۱۸۵۸ء میں ظاہر کی گئی خواہش کے مطابق پروانہ ہذا آپ کی وفاداری و نیک نامی پر حکومت کے اعتماد کو ظاہر کرنے کے لئے آپ کے نام روانہ کیا جاتا ہے۔ (کتاب البریہ ص ۶ خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

مرقومہ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

You must continue to be faitful and devoed subjects as in it lies the satisfaction of the govt, and your welfare. *11-6-1849 lahore.*

Translation of Mr. Robert Casts Certificate.

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan chief of Qadian. As you rendered great help in enlisting sowars & suppling horses to Govt in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date ane there by gained the favor of Govt a khilat worth Rs.200/- is presented to you in recognition of good services and as a reward for your loyalt.

Moreover in accordance with the wishes of chief Commissioner as converyed in his no 576 of 10th.

August 58 this Parwan is addressed to you as a token of satisfaction of Govt for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور وشجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان بعافیت باشند!

از آنجا کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت وخیر خواہی ومددوہی سرکار دولتمدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران وبہم رسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ سے آج تک آپ بدل ہواخواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطاء ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبر ۵۷۶، مورخہ ۱۰ راگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار ونیکنامی ووفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔

(کتاب البریہ ص ۶ ،خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

(مرقومہ تاریخ ۲۰ رستمبر ۱۸۵۸ء)

Translation of Sir. Robert Egerton Financial Commr,s Murasala. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir. I have persued your Letter of the 2nd instant deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your Loyal father. I will keep in mind the restoration and wellfare of your family when a favourable opportunity occurs.

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ!

آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضٰی صاحب

آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضٰی سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم ۲۹ر جون ۱۸۷۶ء، الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

(کتاب البریہ ص ۷، خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

۳ ...... سر رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر پنجاب
بنام
مرزا غلام قادر ولد مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان

میرے پیارے دوست غلام قادر!

میں نے آپ کا خط جو اس ماہ کی ۲ تاریخ کا لکھا ہوا ہے، پڑھا۔ مجھے آپ کے باپ مرزا غلام مرتضٰی کی وفات کا از حد افسوس ہوا۔ وہ سرکار انگریزی کے اچھے خیر خواہ اور وفادار رئیس تھے۔ ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے۔ جس طرح آپ کے وفادار والد کی کی جاتی تھی۔ کوئی مناسب موقع نکلنے پر ہمیں آپ کے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔ (کتاب البریہ ص ۷، خزائن ج ۱۳ ص ایضاً)

المرقوم ۲۹ر جون ۱۸۷۶ء

ان خطوط کے تذکرہ کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموکی رہگور پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے۔“ (کتاب البریہ ص ۵، خزائن ج ۱۳ ص ۵)

اور یہ بھی ایک نا قابل تردید حقیقت ہے کہ دنیائے اسلام پر جب کبھی کوئی افتاد پڑی۔ اس اسلام دشمن جماعت نے گھی کے چراغ جلائے اور یہ بات تو جسٹس منیر نے بھی جنہیں ان کی جانبدارانہ رپورٹ کے باعث عام طور پر کچھ زیادہ اچھا نہیں سمجھا جاتا، ریکارڈ کی ہے کہ: ”جب پہلی جنگ عظیم میں جس میں ترکوں کو شکست ہوگئی تھی بغداد پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا تو قادیان میں اس فتح پر جشن مسرت منایا گیا۔“ (تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸، ۲۰۹، مرتبہ جسٹس محمد منیر)

یہ بات بھی جسٹس منیر ہی نے لکھی ہے کہ: ”بانی قادیانیت نے اسلامی ممالک کا انگریزی حکومت کے ساتھ توہین آمیز انداز میں مقابلہ و موازنہ کیا۔“

(تحقیقاتی رپورٹ ص ۲۰۸، مرتبہ جسٹس منیر)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟...... بانی قادیانیت نے ممانعت جہاد اور اطاعت انگریزی پر مبنی ہزارہا کتابیں لکھیں۔ انہیں بلادِ اسلام میں پھیلایا۔ انگریزی اقتدار کے بقاء و استحکام کی دعائیں کیں۔ اسے مسلمان حکومتوں سے افضل ٹھہرایا۔ دنیائے اسلام کی شکست و ریخت پر مسرت کے شادیانے بجائے اور......... اور وہ سب کچھ کیا جو اسلام اور مسلمانوں کی ایک غدار اور مغربی استعمار کی ایجنٹ و آلہ کار جماعت ہی کر سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ انگریز جہاں جہاں گیا اس نے اس تحریک کی آبیاری کی۔ افریقہ دنیا کا وہ واحد براعظم ہے جس کا پنڈ برٹش ایمپائر نے سب سے بعد میں چھوڑا اور جہاں ابھی تک کچھ علاقے برطانوی اثرات کے تابع ہیں اور قارئین کو یہ جان کر یقیناً حیرت ہوگی کہ یہیں قادیانی تحریک کے پاؤں سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔ حتیٰ کہ ایک افریقی ملک کا سربراہ تک قادیانی گورکھ دھندے میں الجھا ہوا ہے۔ حال ہی میں قادیانیوں نے ”افریقہ سپیکس“ (Africa Speaks) کے نام سے اپنی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا ناصر احمد (پوتا مرزا غلام احمد قادیانی) کے دورہ افریقہ کی جو روداد چھاپی ہے وہ افریقہ میں قادیانی اثر و نفوذ کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس میں یہ عبارت قابل غور ہے۔

One of the main points of Ghulam Ahmad's has been its rejection of "Holy Wars" and forcible conversion. (Africa speaks p:93, Published by Majlis Nusrat jahan Tahrik-e-Jadid Rabwah)

کہ غلام احمد کے بڑے معتقدات میں سے ایک مقدس جنگ، (جہاد) اور بالجبر عقیدہ منوانے کا انکار ہے۔ اس عبارت پر اس کے سوا کیا تبصرہ کیا جائے کہ اگر افریقہ ابھی تک مکمل طور پر فرنگی شاطروں کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل نہیں کر سکا تو اس کی ایک وجہ اسلام اور دنیائے اسلام کی یہ غدار جماعت ہے۔ پاکستان کے اسرائیل کے ساتھ سفارتی تعلقات نہیں۔ دونوں ایک دوسرے کی آنکھ کا کانٹا ہیں۔ مگر قادیانی مشن ہے کہ وہاں قائم ہے۔ پاکستان اور ہندوستان کے مابین اب تک تین جنگیں ہوئیں۔ قادیان عین پاک بھارت سرحد پر واقع ہے۔ ہندوستان نے ان ۳۱۳ قادیانی درویشوں کو جو قادیان میں رہائش پذیر ہیں اور جن کا ربوہ سے باقاعدہ رابطہ

ہے ہمیشہ قادیان ہی میں رہنے دیا۔ اس خصوصی رعایت کا سبب؟ حجاز میں قادیانیوں کے لئے جگہ نہیں۔ مصر ان کا وجود گوارا نہیں کرتا۔ شام میں ان کے خلاف ایکشن ہوا۔ ترکی انہیں ناپسند کرتا ہے۔ افغانستان انہیں سنگسار کر چکا۔ خود پاکستان کا مسلمان ان کے خلاف ہے اور سخت خلاف، ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تمام ملک میں زبردست ایجی ٹیشن ہوا اور سینکڑوں مسلمانوں نے مطالبات منوانے کے لئے اپنی جانیں قربان کیں۔ حال ہی میں مکہ معظمہ میں رابطہ اسلامی کے زیر اہتمام دنیا بھر کی ایک سو سے زائد اسلامی تنظیموں نے قادیانیوں کے خلاف اپنے شدید ردعمل اور برہمی کا اظہار کیا ہے۔ آخر اس تمام تر نفرت کا سبب؟ ظاہر ہے یہ قادیانیوں کا سازشی کردار ہی ہے۔ جو انہیں دنیائے اسلام میں اس نفرت وحقارت کا نشانہ بنواتا ہے۔ اگر وہ مغربی استعمار کی ایجنٹی اور اسلام وعالم اسلام کی شکست وریخت سے باز آجائیں تو پھر ان کے خلاف احتجاج کیوں ہو؟ اور یہی قادیانیت کا تاریخی وسیاسی پس منظر ہے۔

شاید میں اس قدر طویل پس منظر جسے مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریروں نے اور زیادہ بوجھل کر دیا ہے نہ لکھتا مگر گزارش احوال واقعی اور **The Arrival of British Empier in India.** کی روایت کی تنقیح کی خاطر یہ ناگزیر سا معلوم ہوا۔ بہرحال میں نے قارئین کے سامنے دستاویزی شواہد کے ساتھ حقائق وواقعات کا آئینہ رکھ دیا ہے۔ قادیانیت کے حقیقی خدوخال کا تعین وہ خود کر سکتے ہیں۔

قادیانیت اور اقبال

قادیانی جماعت نے برصغیر پاک وہند کے اندر اور باہر جس برطانوی ضرورت کو پورا کیا اور دنیائے اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا اس کا حال پیچھے گذر چکا ہے۔ ظاہر ہے مسلمان اپنی حیات اجتماعی پر کلہاڑا کیسے چلنے دیتے؟ ختم نبوت ایسے اصول اتحاد کے ساتھ گلی ڈنڈا کھیلنے کی اجازت دینے کا مطلب یہ تھا کہ مسلمانوں نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے۔ یہ ناممکن تھا۔ چنانچہ انگریز کی ساختہ وپرداختہ اس جماعت کا تعاقب ہوا اور خوب ہوا۔

قادیانیت کے خط وخال واضح کرنے اور اس کے مضرات کی نشاندہی میں اگرچہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، چوہدری افضل حقؒ، سید ابوالحسن علی ندویؒ، الیاس برنیؒ اور سر ظفر علی وغیرہ مشاہیر واکابر نے بڑی قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ مگر قادیانیت کو نقد ونظر کے ترازو میں جس طرح شاعر

مشرق، حکیم امت اور مصور پاکستان اقبالؒ نے تولا واقعہ یہ ہے کہ یہ انہی کا حق تھا۔ یہ الگ بات کہ آج ان کی تصویر...... پاکستان...... میں یہ رنگ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

نظریۂ خاتمیت کو جدید رنگ میں پیش کرنے کا شرف سب سے پہلے حضرت علامہؒ ہی کو حاصل ہوا۔ انہوں نے قادیانیت کو نہ صرف ہندوستان میں بے نقاب کیا۔ بلکہ یورپ میں بھی اس کے خلاف آواز سب سے پہلے حضرت علامہؒ ہی نے اٹھائی۔

ختم نبوت کا مسئلہ مسلمانوں کے دل ودماغ کا مسئلہ ہے اور اس کے لئے مسلمان شروع ہی سے بڑا احساس رہا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کی نسبت امام موفق بن احمد المکیؒ لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے سچا ہونے کی نشانیاں دکھلانے کی خاطر مہلت چاہی، امام صاحبؒ نے سنا تو فرمایا۔ جس کسی نے اس متنبی سے کوئی علامت طلب کی کافر ہو جائے گا۔ کیونکہ اس طرح نبی کریم ﷺ (فداہ امی وابی) کے فرمان ''لانبی بعدی '' (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کی تکذیب لازم آتی ہے۔ (مناقب موفق ج ا ص ۱۶۱، مطبوعہ حیدرآباد دکن)

امام المورخین علامہ ابن خلدونؒ کے مطابق مسلمانوں میں سب سے پہلا اجماع اسی نظریہ کے تحفظ پر ہوا۔ (خاتم النبیین ص ۳۴، علامہ انور شاہ کاشمیریؒ)

اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ خلافت میں سینکڑوں صحابہؓ وتابعینؒ نے جن کی اکثریت حفاظ قرآن پر مشتمل تھی اپنے مقدس خون کا نذرانہ دے کر اس پردہ ناموس دین مصطفیٰ اور سر وحدت ملت کی محافظت کا فرض ادا کیا۔ (تاریخ طبری البدایہ والنہایہ اور تاریخ ابن خلدون)

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

حضرت علامہؒ بلاشبہ اس دور کے ایک عظیم مسلمان مفکر وفلسفی تھے۔ تاریخ اسلام اور قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ پر ان کی گہری نظر تھی اور وہ خوب جانتے تھے کہ قوموں کا شیرازہ کیسے مجتمع ہوتا اور کیونکر بکھر جاتا ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی وحدت دو چیزوں سے عبارت تھی:

الف...... توحید۔ ب...... ختم نبوت۔

اور بقول ان کے: ''دراصل عقیدہ ختم نبوت ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن کہ (فلاں) فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟'' (حرف اقبال ص ۱۳۶)

چنانچہ جب ''فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں'' کا نغمہ الاپنے اور ''لا نبــــی بــــعــدی '' کو حفظ سر وحدت ملت از و بتانے والے نے قادیانیت کا بغور مطالعہ وتجزیہ کیا تو بے

ساختہ پکار اٹھا۔

I have no doubt in my mind that the ahmadis are traitors both to Islam and to India. (Thoughts and Reflections of Iqbal P:306, By Syed Abdul Wahid.)

کہ ''میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ قادیانی اسلام اور ہندوستان (تب ہندوستان ایک تھا) دونوں کے غدار ہیں۔'' اور بانگ دہل یہ مطالبہ کر دیا کہ: ''حکومت قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا جیسی وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔'' (حرف اقبال ص۱۲۹)

اور کہا: ''ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔'' (حرف اقبال ص۱۲۸)

اگر اقتدار حضرت علامہؒ کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ قادیانیت کو آئینی احتساب کے شکنجے میں یوں جکڑتے کہ وہ بالکل بے دست و پا ہو کر رہ جاتی اور یہ تو امر واقعہ ہے کہ جہاں تہاں ان کا بس چلا، انہوں نے جکڑا بھی۔ انجمن حمایت اسلام کا ریکارڈ گواہ ہے کہ اس کے مرزائی ارکان کو جب تک بھرے اجلاس سے نکلوانہ دیا کرسی صدارت پر تشریف فرما نہ ہوئے۔

(چٹان لاہور ص۴، مورخہ ۲۴ر جولائی ۱۹۶۷ء)

اور جب بقول عاشق حسین بٹالوی احرار کے اصرار پر مسلم لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ نے اپنے حلف نامے میں یہ شق رکھی کہ: ''میں اقرار صالح کرتا ہوں۔ اگر میں آئندہ پنجاب اسمبلی میں نامزد ہو کر کامیاب ہو گیا تو اسلام اور ہندوستان کے مفاد کی خاطر مرزائیوں کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دیئے جانے کے لئے انتہائی کوشش کروں گا۔''

(اقبال کے آخری دو سال ص۳۴۱، عاشق حسین بٹالوی)

تو حضرت علامہؒ نے بحیثیت صدر پنجاب مسلم لیگ اس کی توثیق فرما کر قادیانیت کو سیاسی سطح پر ایک اور ضرب کاری لگائی۔ (اگرچہ ''اقبال کے آخری دو سال'' کے مؤلف نے اس تاریخی حقیقت کو مسخ کر کے قادیانیت کو سپورٹ کرنے کی بے حد کوشش کی ہے۔ مگر بات بنی نہیں۔

عاشق حسین بٹالوی ہوں یا عبدالمجید سالک، حضرت م ش ہوں یا کوئی اور کسی میں اتنا بوتا نہیں کہ قادیانیوں کو مسلمانوں میں شامل کر سکے۔ مرتب) سچ تو یہ ہے کہ حضرت علامہؒ قادیانیت سے اس درجہ نفرت کرنے لگ گئے تھے کہ ان کے نزدیک اس سے بڑا معاشرتی ناسور کوئی نہ تھا۔ یہ ۱۹۳۰ء یا اس سے کچھ پہلے کی بات ہے[۵]۔ حضرت علامہؒ کے بڑے بھائی (شیخ عطاء محمد صاحب) نے اپنی ایک لڑکی کی شادی کے سلسلہ میں ان سے ایک رشتہ کا ذکر کیا اور ان کی رائے دریافت کی۔ لڑکا اور اس کے والدین ختم نبوت کے منکرین میں سے تھے۔ آپ نے جواب دیا: ''بھائی صاحب! اگر میری اپنی بیٹی ہوتی تو میں ہرگز ہرگز یہاں شادی نہ کرتا۔''

یہ تھی حضرت علامہؒ کی دینی حمیت، ملی غیرت اور سیاسی بصیرت۔ حیرت ہے اس کے باوجود اقبال کے نام پر روٹیاں توڑنے والے بزرجمہر قادیانیت کے بارے میں مداہنت کرتے، سیاسی جماعتیں پہلو بچاتیں اور لیڈر کنی کتراتے ہیں۔ سچ کہا تھا اقبالؒ نے: ''علماء میں مداہنت آگئی ہے۔ یہ گروہ حق کہنے سے ڈرتا ہے۔ صوفیاء اسلام سے بے پروا اور حکام کے تصرف میں ہیں۔ اخبار نویس اور آج کل کے تعلیم یافتہ لیڈر خود غرض ہیں اور ذاتی منفعت و عزت کے سوا کوئی مقصد ان کی زندگی کا نہیں۔''

(چوہدری نیاز علی کے نام خط مورخہ ۲۰ر جولائی ۱۹۳۷ء، مندرج مکاتیب اقبال ج ا ص ۲۵۰، شیخ عطاء اللہ)

قادیانی اکثر یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ پاکستان کا جنونی مسلمان مذہب کے پردے میں ان کے مال و جان اور آبرو کے درپے ہے۔ لیکن یہ درست نہیں، قادیانیوں کا واویلا صرف اس لئے ہے کہ وہ احتساب سے بچے رہیں۔ مگر حضرت علامہؒ کے افکار و خیالات کی روشنی میں میں یہ کہنا چاہوں گا کہ کوئی مسلمان بھی قادیانیوں کا بحیثیت انسان مخالف نہیں۔ نہ ان کی عزت و آبرو کا دشمن ہے۔ البتہ ان کی مضرت سے بچنا اپنا قدرتی حق خیال کرتا ہے۔ اگر جمہور مسلمانوں کے اس حق کا احترام کرتے ہوئے قادیانیوں کو جداگانہ اقلیت قرار دے دیا جائے تو یہ ایک ایسا عمل ہوگا جو کئی ایک مفاسد کی روک تھام کرے گا۔ قادیانیوں کو حضرت علامہؒ کے اٹھائے ہوئے اس مطالبہ پر غور کرنا چاہئے۔ یہ ان کے فائدے کی بات ہے اور پھر جب ان کے پیغمبر اور اس کے جانشینوں کے نزدیک بھی وہ جمہور مسلمانوں سے ایک الگ امت ہی ہیں[۶]۔

تو پھر آئینی طور پر اس علیحدگی میں انہیں کیا قباحت نظر آتی ہے؟ مسلمانوں کا یہ مطالبہ ہر لحاظ سے نہایت معقول ہے کہ جب قادیانی مذہب اور معاشرتی طور پر مسلمانوں سے الگ ہیں تو

پھر سیاسی حیثیت میں بھی انہیں مسلمانوں سے علیحدہ ہو جانا چاہئے اور اگر وہ خود ایسا نہیں چاہتے تو پھر حکومت کو اپنی ذمہ داری اور معاملے کی نزاکت کا احساس کرنا چاہئے۔

اب میں حضرت علامہؒ کے اٹھائے ہوئے بعض نہایت اہم نکات کی جانب قارئین کی توجہ مبذول کرانا چاہوں گا۔ اس ضمن میں بعض انتہائی تلخ حقائق اور کچھ افسوسناک واقعات کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ اگرچہ مجھے پتہ ہے کہ اس سے بعض جبینیں شکن آلود اور کچھ چہرے غضبناک ہوں گے۔ مگر کیا کروں ان حقائق کو نظر انداز کرنا میرے بس میں نہیں۔ یہ قوم کی امانت تھی جو مجھے ودیعت ہوئی اور جو میں قوم کو لوٹا رہا ہوں۔ چل میرے خامے بسم اللہ!

ا......قادیانیت، یہودیت کی طرف رجوع ہے؟

حضرت علامہؒ نے آج سے اڑتیس برس پیشتر قادیانی تحریک کا تجزیہ کرتے ہوئے سب سے پہلے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ: ’’اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح علیہ السلام کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔‘‘ (حرف اقبال ص ۱۲۳)

مگر تب (۱۹۳۶ء میں) یہ محض ایک نظری بحث تھی۔ جس پر مزید رائے زنی اب بھی ممکن ہے۔ مگر یہاں ایک بات نظر انداز نہیں کی جا سکتی اور وہ ہے فکر و خیال کے دائرے سے حرکت و عمل کے میدان تک قادیانیت کا یہودیت کے مماثل اور پھر ان دونوں کے مابین ایک خاص قسم کے روابط و تعلقات کا موجود ہونا۔

برطانوی وزیر خارجہ مسٹر بالفور کے ۱۹۱۷ء کے اعلان کے مطابق جب ۱۹۴۸ء میں بڑی ہوشیاری کے ساتھ فلسطین کی سرزمین پر قابل نفرین اسرائیل کا قیام عمل میں لایا گیا تو جن عربوں کی یہ سرزمین تھی وہ سب چن چن کر باہر نکال دیئے گئے۔ یہ شرف صرف قادیانیوں ہی کو عطاء ہوا کہ وہ بلاخوف و خطر اور بصد تسلی واطمینان وہاں رہیں۔ ان سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ چنانچہ خود مرزا بشیر الدین محمود (جنہیں قادیانی اپنے عقیدے کے مطابق، مصلح موعود کا خطاب دیتے ہیں) نہایت فخریہ انداز میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’عربی ممالک میں بے شک ہمیں اس قسم کی اہمیت حاصل نہیں۔ جیسی ان (یورپی اور افریقی) ممالک میں ہے۔ پھر بھی ایک طرح کی اہمیت ہمیں حاصل ہو گئی ہے اور وہ یہ کہ فلسطین کے عین مرکز میں اگر مسلمان رہے ہیں تو وہ صرف احمدی ہیں۔‘‘ (روزنامہ الفضل لاہور ص ۵، مورخہ ۳۰ راگست ۱۹۵۰ء)

تفصیل آمد خرچ مشنہائے بیرون

(۱۲)

حیفا

(اسرائیلی پونڈ)
[illegible] روپیہ

آمد

شمار	نام مدات	اصل مدد ۶۴-۶۵	بجٹ ۶۵-۶۶	بجٹ ۶۶-۶۷
۱	چندہ تحریک جدید	۳۴۰۰	۱۲۵۰	۱۲۵۰
۲	عام وحصہ آمد		۱۶۰۰	۱۶۰۰
۳	زکوۃ		۱۰۰	۱۰۰
۴	عید فنڈ			
۵	فطرانہ		۱۲۵	۱۲۵
۶	متفرق		۱۲۵	۱۲۵
	میزان آمد	۳۴۰۰	۳۴۰۰	۳۴۰۰

خرچ

عملہ

شمار	نام مدات	اصل اخراجات ۶۴-۶۵	بجٹ ۶۵-۶۶	بجٹ ۶۶-۶۷
۱	مرکزی مبلغین ۱	۹۷۲	۹۷۲	۹۷۲
۲				
	میزان عملہ	۹۷۲	۹۷۲	۹۷۲

سائر

شمار	نام مدات	اصل اخراجات ۶۴-۶۵	بجٹ ۶۵-۶۶	بجٹ ۶۶-۶۷
۱	اشاعت لٹریچر	۱۰۵۵	۴۰	۴۰
۲	تبلیغی جلس وعیدین		۶۰	۶۰
۳	دورے و سفر خرچ		۳۰	۳۰
۴	مہمان نوازی		۵۰	۵۰
۵	کرایہ مکان فرنیچر			
۶	بجلی پانی گیس وغیرہ		-	-
۷	سٹیشنری		۱۵	۱۵
۸	ڈاک تار و ٹیلیفون		۵۰	۵۰
۹	کتب اخبارات		۵۰	۵۰
۱۰	متفرق		۵۰	۵۰
۱۱	اخراجات رسالہ البشریٰ		۷۰۰	۷۰۰
	میزان سائر	۱۰۵۵	۱۰۵۵	۱۰۵۵
	کل خرچ عملہ و سائر	۲۰۲۷	۲۰۲۷	۲۰۲۷
	وعدہ مرکزی	۱۳۷۳	۱۳۷۳	۱۳۷۳
	کل میزان	۳۴۰۰	۳۴۰۰	۳۴۰۰

خلاصہ

آمد	۳۴۰۰
خرچ	۳۴۰۰
خالص	-

احمدیہ تحریک جدید کے سالانہ بجٹ ۶۷-۱۹۶۶ء کے صفحہ ۲۵ کا عکس۔

اور تب سے اب تک قادیانیوں کے اسرائیلی یہودیوں کے ساتھ جو بین الاقوامی صیہونیت کے علمبردار ہیں۔ نہایت گہرے دوستانہ تعلقات چلے آتے ہیں اور اس میں سب سے زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ پاکستان اور پاکستانی عوام کے نزدیک اسرائیل کا وجود ہی غلط ہے۔ وہ اسے سازش اور جارحیت کی پیداوار قرار دیتے ہیں۔ پاکستان، اسرائیل کے مقابلہ میں عربوں کا سب سے بڑا حمایتی ہے اور اس نے اس عرب دوستی کی بھاری قیمت ادا کی ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا جائے کہ پاکستان کا سب سے بڑا دشمن اسرائیل ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ اسرائیل کے بانی ڈیوڈ بن گوریان کی وہ تقریر جو اس نے اگست ۱۹۶۷ء میں سار دبون یونیورسٹی پیرس میں کی وہ اس کا بین ثبوت ہے۔

بن گوریان نے کہا: ''پاکستان دراصل ہمارا آئیڈیالوجیکل چیلنج ہے۔ بین الاقوامی صیہونی تحریک کو کسی طرح بھی پاکستان کے بارے میں غلط فہمی کا شکار نہیں رہنا چاہئے اور نہ ہی پاکستان کے خطرے سے غفلت کرنی چاہئے۔ پاکستانی عوام عربوں سے محبت کرتے ہیں اور یہودیوں سے نفرت اور عربوں سے یہ محبت خود عربوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ لہٰذا ہمیں پاکستان کے خلاف جلد سے جلد قدم اٹھانا چاہئے۔ پاکستان میں فکری سرمایہ اور جنگی قوت ہمارے لئے آگے چل کر سخت مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔ لہٰذا ہندوستان سے گہری دوستی ضروری ہے۔ بلکہ ہمیں اس تاریخی عناد ونفرت سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ جو ہندوستان، پاکستان کے خلاف رکھتا ہے۔ یہ تاریخی عناد ونفرت ہمارا سرمایہ ہے۔ ہمیں پوری قوت سے بین الاقوامی دائروں کے ذریعے سے بڑی طاقتوں میں اپنے نفوذ واثر سے کام لے کر ہندوستان کی مدد کرنی چاہئے اور پاکستان پر بھرپور ضرب لگانے کا انتظام کرنا چاہئے۔ یہ کام نہایت رازداری کے ساتھ اور خفیہ منصوبوں کے تحت انجام دینا چاہئے۔''

(یروشلم پوسٹ، ۹؍اگست ۱۹۶۷ء بحوالہ روزنامہ نوائے وقت لاہور ص۱، مورخہ ۲۲؍مئی ۱۹۷۲ء، ۳؍ستمبر ۱۹۷۳ء)

اس پس منظر میں یہ بات اور زیادہ اہم اور تعجب خیز ہو جاتی ہے کہ اسی اسرائیل نے ایک ایسی جماعت کو آخر کیوں اپنے سینے سے لگا رکھا ہے جس کا ہیڈ کوارٹر ہی اس کے آئیڈیالوجیکل چیلنج پاکستان میں واقع ہے اور جس کا سربراہ اور دیگر مقصد ارسب پاکستانی ہیں۔ آخر قادیانی وہاں کیا کرتے ہیں؟ قادیانیوں کا مفروضہ یہ ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے لئے وہاں ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کس کو تبلیغ کرتے ہیں؟ کیا ان یہودیوں کو جو اپنی تمام عصبیتوں کے تحت وہاں اکٹھے ہیں اور اپنی مملکت کا استحکام اور اس کی توسیع چاہتے ہیں؟ ظاہر ہے کہ یہ ممکن نہیں تو پھر کیا ان عربوں کو مسلمان

بنانے کے لئے یہ مشن قائم ہے جو پہلے ہی رسول عربیؐ کے حلقہ بگوش ہیں۔ عرب احمد (ﷺ) کو چھوڑ کر غلام احمد کے متبع بن جائیں گے؟ ناممکن، تو پھر معاملہ کیا ہے؟

ایک مشہور یہودی فوجی ماہر پروفیسر ہرٹز کا کہنا ہے: ''پاکستانی فوج اپنے رسول محمد (ﷺ) سے غیر معمولی عشق رکھتی ہے اور یہی وہ بنیاد ہے جس نے پاکستان اور عربوں کے باہمی رشتے مستحکم کر رکھے ہیں۔ یہ صورتحال عالمی یہودیت کے لئے شدید خطرہ رکھتی ہے اور اسرائیل کی توسیع میں حائل ہو رہی ہے۔ لہٰذا یہودیوں کو چاہئے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے پاکستانیوں کے اندر سے حب رسول کا خاتمہ کریں۔'' (روزنامہ نوائے وقت ص۶، مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۷۲ء)

اگر پروفیسر ہرٹز کی مذکورہ رائے، ڈیوڈ بن گوریان کی تقریر ''International Zionism'' کے طرز عمل اور قادیانیت کے مخصوص تاریخی وسیاسی پس منظر جس کی ایک گونہ تشریح پیچھے ہو چکی ہے کی روشنی میں دیکھا جائے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت بین الاقوامی صہیونیوں کے ہاتھ میں کٹ پتلی ہے اور وہ اس سے اپنے حسب منشاء کام لیتے ہیں۔ بالخصوص دنیائے اسلام کے قلعہ، پاکستان کے خلاف اس کا کردار بڑا گھناؤنا دکھائی دیتا ہے اور اس تاثر کو موجودہ وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اس بیان سے اور زیادہ تقویت ملتی ہے جس میں انہوں نے یہ انکشاف کیا کہ پاکستان کے عام انتخابات (۱۹۷۰ء) میں اسرائیلی روپیہ پاکستان آیا اور انتخابی مہم میں اس کا استعمال ہوا تھا۔ آخر وہ روپیہ کس کے توسط سے پاکستان آیا؟ پاکستان کے وجود کے خلاف تل ابیب میں تیار کی گئی سازش (جس کا انکشاف خود وزیراعظم بھٹو نے الاہرام کے ایڈیٹر مسٹر حسنین ہیکل کو ایک انٹرویو دیتے ہوئے کیا) (نوائے وقت لاہور ص۱، ۱۷ راپریل ۱۹۷۲ء)

کیسے پروان چڑھی؟ پاکستان میں بین الاقوامی صہیونیوں کی آلہ کاری کس نے کی؟ ان سب سوالات کا تمام تر جزئیات سمیت جواب تو جناب وزیراعظم بھٹو ہی دے سکتے ہیں۔ لیکن اس سے انکار ممکن نہیں کہ قادیانی جماعت کے ایک مشہور چہرے اور پاکستان کی بیوروکریسی کے ایک رکن رکین (یہ صاحب آج کل ورلڈ بینک کے ایک اونچے عہدہ پر فائز ہیں۔ یہ بینک اقوام متحدہ کی ایک ذیلی شاخ کی حیثیت رکھتا اور اس پر بین الاقوامی صہیونیوں کا اثر غالب ہے) پر یہ الزام تو کئی ایک ذمہ دار حلقوں نے بارہا عائد کیا کہ اس نے ایوب خان کی گول میز کانفرنس کو ناکام بنانے اور مارشل لاء کا راستہ ہموار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا اور اس کے پس پردہ یہودی اثرات کارفرما تھے۔ پاکستان کے ایک مشہور اور قابل احترام سیاستدان مولوی فرید احمد نے اپنی کتاب (The Sun behind the Clouds) میں اس شخص کا نام لے کر لکھا ہے کہ ایوب

خان کی گول میز کانفرنس کے دوران یہودیوں نے اسے استعمال کیا۔

(ابر آلود سورج، از مولوی فرید احمد)

حیرت ہے کہ آج تک پاکستان کی کسی حکومت نے بھی ان تعلقات کا نوٹس نہیں لیا۔ بلکہ ستم تو یہ ہے کہ پاکستان کا لاکھوں روپے کا زرمبادلہ بیرونی ملکوں میں تبلیغ اسلام کے نام پر قادیانیوں کے سپرد کر دیا جاتا رہا۔ کیا تصور پاکستان کے خالق کی روح اس پر ماتم نہ کرتی ہوگی۔ جنہوں نے فرمایا تھا کہ: ”ہمیں دنیائے اسلام سے متعلق قادیانیوں کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔“

(حرف اقبال ص ۱۳۷)

بہرحال میرا مقصد حضرت علامہؒ کے ایک اہم نکتے اور اس کی تشریح میں بعض ناقابل تردید حقائق کا بیان تھا جو میں نے کر دیا۔ اس سے آگے ذمہ داری میری نہیں، کسی اور کی ہے۔

۲......قادیانی اور کمیونسٹ

یہ بڑی عجیب بات ہے کہ کمیونسٹ تحریک سے ہمدردی رکھنے اور مذہب کو افیون قرار دینے والے عناصر قادیانی تحریک کے بارے میں زبان نہیں کھولتے۔ بلکہ ان کی اکثر کوشش یہی ہوتی ہے کہ قادیانیوں کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھے۔ وہ ہر مقام پر قادیانیوں کی مخالفت سے گریز کرتے اور اس ایماندارانہ مسئلہ کو فرقہ وارانہ جھگڑا کہہ کر ٹال جاتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو اپنے آپ کو سوشلسٹ کہتے اور مذہبا دہریہ تھے۔ علامہ اقبالؒ نے قادیانیت کا پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے اس کے خلاف اپنے بیانات چھپوائے تو پنڈت جواہر لال اپنی تمام تر دہریت مآبی کے باوجود قادیانیت کی حمایت پر اتر آئے اور ماڈرن ریویو، کلکتہ میں مسلمان اور احمد زم کے عنوان سے یکے بعد دیگرے تین مضمون لکھ مارے۔ ایسا کیوں ہے؟ یا ایسا کیوں ہوا؟ میرے خیال میں حضرت علامہؒ نے اس ضمن میں جو کچھ لکھا وہی قادیانیوں اور کمیونسٹوں کے درمیان نقطۂ اتصال ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ”(ہندوستان میں) مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے بالعموم بیزار ہونے لگتے اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو اپنی زندگی سے علیحدہ کر دیتے ہیں۔“

(حرف اقبال ص ۱۲۷)

ظاہر ہے اس طرح ایک طرف مذہب پر زد پڑتی اور دوسری طرف کمیونزم کے فلسفہ کے لئے راستہ ہموار ہوتا ہے اور یہی مقصود ہے۔ جس کے حصول کی خاطر ایک کمیونسٹ، ایک نام نہاد نبی، کی نبوت کو گوارا کرتا یا اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور ویسے بھی ایک فلسفہ رب محمد کا باغی،

دوسرا خود محمد ﷺ کا باغی۔ بھلا یہ دونوں ایک دوسرے کے لئے اپنے دل میں نرم گوشہ کیوں نہ رکھیں؟

حضرت علامہؒ نے اس حقیقت کی نشاندہی آج سے اڑتیس برس پیشتر کی۔ تب سے اب تک بالخصوص تقسیم کے بعد، برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں پر جو بیتی اسے قادیانی، کمیونسٹ ارتباط کے پس منظر میں دیکھا جائے تو یہ اڑتیس برس اس کی تفسیر نظر آئیں گے۔ اے کاش! ہمارے دانشور اور ہمارے فرمانروا اس پر غور کریں۔

۳......قادیانی مسلمان کہلانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟

حضرت علامہؒ نے اس بات پر بھی بڑی خوبی کے ساتھ بحث کی ہے کہ قادیانی مسلمانوں کا جزو بنے رہنے پر اصرار کیوں کرتے ہیں؟ ان کے خیال میں ایسا صرف اس لئے ہے:

''کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو، تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔'' (حرف اقبال ص ۱۳۷)

ان کے خیال میں اور اس خیال کی صداقت آج روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے:

''قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔'' (حرف اقبال ص ۱۳۸)

اور اس کی وجہ وہی ''سیاسی فوائد'' جن کی طرف میں نے ابھی حضرت علامہؒ کے حوالے سے اشارہ کیا اور میرے خیال میں حضرت علامہؒ کی یہ عبارت ان سیاسی فوائد کی بڑی اچھی تشریح کرتی ہے۔ جس میں وہ کہتے ہیں: ''اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ آبادی جو ۵۶۰۰۰ (چھپن ہزار) ہے۔ انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلا سکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہو سکتی۔'' (حرف اقبال ص ۱۳۷، ۱۳۸)

مخلوط طریق انتخاب کے باوجود آج بھی پوزیشن قریب قریب وہی ہے جو آج سے اڑتیس برس پیشتر تھی۔ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے تو ایک طرف ان کی وہ تمام کلیدی ملازمتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں۔ جن کے سہارے قادیانیت کے بھیانک سائے تیزی کے ساتھ ارض پاک پر پھیل رہے ہیں۔ دوسری طرف اسمبلیوں میں انہیں بمشکل ایک آدھ نشست ملتی ہے۔ جب کہ مسلمانوں میں شمولیت کا ڈھونگ رچا کر پنجاب اسمبلی سے سینٹ تک وہ کئی

نشستوں پر قبضہ جما چکے اور پاکستان کی سیاست میں ایک اہم عنصر کی حیثیت سے بڑے مخصوص اور غیر محسوس انداز میں اپنا نقش جمار ہے ہیں اور یقیناً یہی وہ سیاسی اغراض ہیں جن کی خاطر قادیانی نت نئی تاویلیں گھڑتے اور مسلمانوں کا جزو بنے رہنے پر اصرار کرتے ہیں۔ مرزا ناصر احمد خلیفہ ثالث نے صدر اور وزیر اعظم کے حلف نامے میں عقیدۂ ختم نبوت کا اقرار ضروری قرار دیئے جانے پر یونہی تو یہ بیان نہیں دیا تھا کہ: ''میں نے اس حلف نامہ کے الفاظ پر بڑا غور کیا ہے اور میں بالآخر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایک احمدی کے راستہ میں اس حلف کے اٹھانے میں کوئی روک نہیں۔''

(آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ ص ۶، مبصر مرزا ناصر احمد، خلیفہ ثالث، شائع کردہ نظارت اشاعت لٹریچر)

ظاہر ہے حضور رسالت مآب ﷺ کو آخری نبی مان کر بھی قادیانیوں کے نزدیک حضور رسالت مآب ﷺ کی اتباع میں نبوت کا سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ظل و بروز کا جامہ اوڑھ کر برقرار رہتی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہوس اقتدار کا دیرینہ خواب شرمندہ تعبیر ہو کر قادیانی معتقدات کے مطابق ربوہ دنیوی لحاظ سے بھی ایک اہم مقام بن جاتا ہے۔ پھر بھلا یہ حلف نامہ ایک قادیانی کی راہ میں روک کیسے ہو؟ سچ فرمایا آپ نے، مرزا قادیانی سچ فرمایا۔

۴...... مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی اور ہم

حضرت علامہؒ کے نزدیک ہندوستان میں انگریزوں کی یہ پالیسی کہ وہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کریں گے۔ ہندوستان میں بسنے والے تمام مذاہب کے لئے ضرر رساں تھی۔ کیونکہ ان سب کی بقاء ان کے اندرونی استحکام کے ساتھ وابستہ تھی اور اگر اندرونی استحکام کو ٹھیس لگتی اور حکومت مذہبی معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اس کے تحفظ کی خاطر کوئی قدم نہیں اٹھاتی تو ظاہر ہے اس جماعت کی سالمیت کو ضرور ضرر پہنچے گا۔ چنانچہ وہ اس امر پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر بدقسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلم جماعت کا استحکام اس سے کہیں کم ہے۔ جتنا حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں یہودی جماعت کا رومن کے ماتحت تھا۔ (رومن کا بھی یہ دعویٰ تھا کہ وہ مذہب کے معاملہ میں غیر جانبدار رہے) ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے (جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروؤں نے کیا) اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔''

(حرف اقبال ص ۱۲۵)

آج بھی اگر کسی ملک کی حکومت اس نام نہاد، عدم مداخلت کی پالیسی پر کاربند رہتی ہے تو ظاہر ہے اس کا یہ عمل اس ملک میں بسنے والے مذاہب کے لئے مہلک ہی ثابت ہوگا۔ یہ الگ بات ہے کہ انگریز اگر اس پالیسی کو اختیار نہ کرتے تو کون سی پالیسی اختیار کرتے؟ ظاہر ہے اگر وہ اس کے برعکس مداخلت کی پالیسی اپناتے تو خود ان کے اقتدار کو دھچکا لگتا۔ لہٰذا انہوں نے وہ پالیسی اپنائی جس سے اس ملک میں بسنے والے مذاہب واقوام کی وحدت پر زد پڑتی۔ مگر اس کا اقتدار استحکام پکڑتا تھا اور یہ بھی اس نے اس حد تک ہی اپنائی جس حد تک کہ اس کو فائدہ پہنچا سکتی تھی۔

دراصل انگریز کی پالیسیاں کوئی سے اخلاقی سانچوں میں ڈھلی ہوئی نہ ہوتی تھیں۔ وہ تو اس کے مفاد کے تابع تھیں۔ گویا ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ کسی مذہب میں مداخلت نہ کرنے کا نعرہ لگانے والے انگریز نے جب دیکھا کہ ہندوستان کی مختلف قومیں آپس میں ایکا کر کے اس کے اقتدار کا تختہ الٹ دینا چاہتی ہیں تو اس نے مذہب میں مداخلت کرنے سے بھی گریز نہ کیا اور یہ حقیقت تو الم نشرح ہے کہ سکھ ۱۹۱۹ء تک ہندوؤں ہی کا ایک حصہ شمار ہوتے تھے۔ لاہور ہائی کورٹ نے بھی فیصلہ کیا تھا کہ سکھ، ہندو ہیں۔ سکھوں کی طرف سے علیحدگی کا کوئی مطالبہ بھی نہیں کیا گیا تھا۔ مگر انگریز نے اپنی مشہور زمانہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" کی پالیسی کے ماتحت ۱۹۱۹ء میں سکھوں کو ہندوؤں سے جداگانہ جماعت قرار دیا۔ (حرف اقبال ص ۱۳۵، ۱۳۶ ملخص)

یہ دوسری بات کہ اس نے یہی فیصلہ مسلم قادیانی نزاع میں نہ کیا اور یہ بھی (**Divide and Rule**) کے عین مطابق تھا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ اقبال کے پاکستان میں کون سی پالیسی اختیار کی جانی چاہیے؟ ہمارے ہاں یوں تو مذہبی معاملات میں اکثر ٹانگ اڑائی جاتی ہے۔ مگر جب بعض اندرونی و بیرونی اسلام دشمن تحریکوں کے انسداد یا ان کی مخصوص حرکات پر گرفت کی باری آتی ہے تو ہمارے مسلمان حکمران عجیب شان بے نیازی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلکہ ۱۹۵۳ء میں تو ایسا بھی ہوا کہ حب رسولؐ کے جذبہ سے سرشار اور ناموس مصطفی ﷺ کا تحفظ چاہنے والے بے گناہ مسلمانوں کے سینے گولیوں سے چھلنی کر دیئے گئے۔ حالانکہ ایک مسلمان حکومت ہر لحاظ سے اس امر کی پابند ہے کہ وہ مسلمانوں کی ملی وحدت کا تحفظ کرے اور ظاہر ہے اس کے لئے سرحدت کی حفاظت شرط اولین ہے کہ۔

حفظ سر وحدت ملت ازو

اور میرے نزدیک تو معاملہ اب صرف جداگانہ اقلیت یا ملی وحدت کے تحفظ ہی کا نہیں رہا۔ بلکہ اپنے مخصوص احوال وظروف کے ماتحت جن کی کسی قدر تشریح پیچھے ہو چکی ہے۔ خود ہمارے ملک کی بقاء وسلامتی سے جا کر مل گیا ہے۔ گویا عقیدۂ ختم نبوت کا آئینی تحفظ اب صرف سرِ وحدت ملت ہی کا تحفظ نہیں۔ بلکہ وحدت ارض پاک کی بقاء وسلامتی کا راز بھی یہی ہے۔

۵...... ختم نبوت اور روادار مسلمان

بعض سمجھدار لوگ جان بوجھ کر یہ ناسمجھی کی بات کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی وحدت کا تحفظ چاہنا یا قادیانیوں کے احتساب کا مطالبہ کرنا، فرقہ وارانہ منافرت پھیلانا ہے اور یہ کہ مسلمانوں کو فرقہ پرست نہیں ہونا چاہئے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ایک سچا مسلمان کبھی فرقہ پرست نہیں ہوتا۔ ’’واعتصموا بحبل الله جمیعا ولا تفرقوا‘‘ ہر وقت اس کے پیش نظر رہتا ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ایک ایماندارانہ مسئلہ، خواہ مخواہ، فرقہ وارانہ، قرار دے دیا جائے۔ شاید یہ لوگ اپنے آپ کو روادار ثابت کرنے کے لئے اس قسم کی باتیں ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر حقیقت یہی ہے تو پھر مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ وہ رواداری کا حقیقی مفہوم بالکل نہیں سمجھتے۔ ان کے لئے حضرت علامہؒ کی یہ عبارت سرمۂ بصیرت کی حیثیت رکھتی ہے۔

’’اس قسم کے معاملات میں جو لوگ رواداری کا نام لیتے ہیں وہ لفظ رواداری کے استعمال میں بے حد غیر محتاط ہیں۔ رواداری کی روح ذہن انسانی کے مختلف نقاط نظر سے پیدا ہوتی ہے۔ گبن کہتا ہے کہ ایک رواداری فلسفی کی ہوتی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔ ایک رواداری مؤرخ کی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک رواداری مدبر کی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں۔ ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر وعمل کے طریقوں کو روا رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر وعمل سے بے تعلق ہوتا ہے۔ ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت کو جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص پر کی جاتی ہے۔ برداشت کر لیتا ہے یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اس قسم کی رواداری اخلاقی قدر سے معرا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اس سے اس شخص کے روحانی افلاس کا اظہار ہوتا ہے جو ایسی رواداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ حقیقی رواداری عقلی اور روحانی وسعت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ رواداری ایسے شخص کی ہوتی ہے جو روحانی حیثیت سے قوی ہوتا ہے اور اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کو روا رکھتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ایک سچا مسلمان ہی اس قسم کی رواداری کی صلاحیت رکھتا ہے۔‘‘ (حرف اقبال ص۱۴۲،۱۴۳)

حضرت علامہؒ کو اس بات کا ہمیشہ افسوس رہا کہ قادیانی فتنہ کو سمجھنے کی تعلیم یافتہ مسلمانوں نے کوئی کوشش نہیں کی۔ بقول ان کے مغربیت کی ہوا نے ان لوگوں کو حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۴)

اس کے مضرات کو اگر کسی نے سمجھا یا اس کے خلاف سرگرمی دکھائی تو بقول حضرت علامہؒ وہ عام مسلمانوں کا طبقہ تھا جسے تعلیم یافتہ مسلمان ملا زدہ کا خطاب دیتا ہے......اور اگر آج پڑھا لکھا طبقہ اس نئی امت اور اس کے مفاسد کو کچھ کچھ سمجھ رہا ہے تو یہ برس ہا برس کی جدوجہد اور بہت سے تلخ تجربات و مشاہدات کا ثمر ہے۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ یہ طبقہ عالمی استعمار کے اس مہرے کے خلاف زبان کھولنے سے اب بھی ہچکچاتا اور منہ موڑتا ہے۔ بہر حال اگر ہمارے تعلیم یافتہ طبقے یا نام نہاد رواداری مسلمان نے اپنا یہ طرز عمل تبدیل نہ کیا تو وقت انہیں خود ایسا کرنے پر مجبور کر دے گا۔

چند شبہات اور ان کا ازالہ

قادیانی میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا تھو، کے مصداق سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہہ کر اکثر دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ علامہ اقبال تو قادیانی تحریک کو ٹھیٹھ اسلامی تہذیب کا نمونہ سمجھتے تھے۔ دیکھو ان کا خطبہ علی گڑھ ۱۹۱۰ء فلاں صفحہ فلاں سطر اور ۲۹ ستمبر ۱۹۰۰ء کی فلاں تحریر میں انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو جدید ہندی مسلمانوں کا سب سے بڑا دینی مفکر قرار دیا۔ قادیانیوں کے پاس لے دے کر یہی دو حوالے ہیں جن کی مدد سے وہ حضرت علامہؒ کو قادیانی تحریک کا ہموا ثابت کرتے ہیں۔

اب سنیئے! اس کی حقیقت کیا ہے؟ پہلی عبارت تو واقعتاً حضرت علامہؒ کی ایک ترجمہ شدہ کتاب ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر میں موجود ہے۔ دوسری جو رسالہ انڈین اینٹی کویری کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے۔ ابھی تک میری نظروں سے نہیں گزری اور قادیانیوں پر اس بارے میں زیادہ اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال عبارت پہلی ہو یا دوسری (قطع نظر اس بات کے کہ یہ صحیح ہے یا نہیں) اول تو ان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اثبات نہیں۔ دوسرا جب وہ خود ان کی نفی کر چکے ہیں تو پھر ان سے دلیل پکڑنا یا انہیں حجت ٹھہرانا کیسا؟ مثلاً وہ اپنی ۱۹۱۰ء کی عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”جہاں تک مجھے یاد ہے یہ تقریر میں نے ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل کی تھی اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ بانی تحریک کے

ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ براہین احمدیہ میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانیٔ تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے۔ معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی؟ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت، بانیٔ اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔“

(حرف اقبال ص۱۳۱،۱۳۲)

دراصل حضرت علامہؒ کی پہلی رائے قادیانیت کے ظاہری خول اور اس کے پروپیگنڈے پر مبنی تھی اور اگر اس دور کے پس منظر میں دیکھا جائے تو یہ کوئی ایسی تعجب خیز بات نہیں۔ یہ تو ایک عموی تاثر تھا جو آریوں اور عیسائیوں کے ساتھ مرزا غلام احمد کے اس وقت کے نام نہاد مناظروں اور مباحثوں سے پیدا ہو گیا اور ایک حضرت علامہؒ ہی پر کیا موقوف تب پنجاب کے اکثر مسلمان اسی غلط فہمی کا شکار تھے۔ وہ ایک پرجوش مبلغ ومناظر کی حیثیت سے مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلام کا مخلص اور مسلمانوں کا بہی خواہ خیال کرتے۔ خود حضرت علامہؒ کے گرد وپیش حتیٰ کہ ان کے والد (شیخ نور محمد) اور بڑے بھائی (شیخ عطاء محمد) تک مرزا غلام احمد قادیانی سے متاثر تھے۔ بلکہ شیخ نور محمد صاحب نے تو مرزا قادیانی کی بیعت بھی کی ہوئی تھی۔ مگر جب مرزا غلام احمد قادیانی کے مخفی عزائم ودعاوی بے نقاب ہوئے تو مسلمانوں کا سواد اعظم ان سے الگ ہو گیا نہ صرف الگ ہو گیا بلکہ قادیانی تحریک کو اپنی وحدت ملی کے خلاف ایک سازش سمجھتے ہوئے اس کی زبردست مزاحمت بھی کرنے لگا۔ ان حالات کا حضرت علامہؒ اور ان کے گرد وپیش پر اثر انداز ہونا ناگزیر تھا۔ چنانچہ حضرت علامہؒ نے اپنی اس رائے سے جو محض قادیانی تحریک کے ظاہر سے متاثر ہو کر قائم کی گئی تھی رجوع کر لیا۔ ان کے والد شیخ نور محمد نے بھی قادیانی تحریک سے اپنی وابستگی ختم کر دی۔ بڑے بھائی بھی بیزار ہو گئے اور پھر وہ وقت بھی آیا جب حضرت علامہؒ نے قادیانیت کو برگ حشیش، غارت گر اقوام وفتنہ ملت بیضاء قوت فرعون کی در پردہ مرید، یہودیت کا ثنیٰ، انتشار کا

منبع فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند، مرزا غلام احمد قادیانی کو چنگیز اور قادیانیوں کو اسلام اور ملک کا غدار قرار دے کر مسلمانوں سے الگ کر دینے کا پرزور مطالبہ کیا اور یورپ تک اس فتنے کا تعاقب کیا۔

یہاں میں قارئین کی توجہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فرزند اور قادیانی تحریک کے ایک اہم ستون مرزا بشیر احمد ایم۔اے کی اس تحریر کی جانب مبذول کرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ جس میں وہ کہتے ہیں: ''ڈاکٹر سر محمد اقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ شیخ نور محمد صاحب نے غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء میں مولوی عبدالکریم مرحوم اور سید حامد شاہ صاحب مرحوم کی تحریک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت کی تھی۔ان دنوں سر محمد اقبال سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد وہ بھی اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معتقد تھے۔ چونکہ سر اقبال کو بچپن سے شعر و شاعری کا شوق تھا۔اس لئے ان دنوں میں انہوں نے سعد اللہ لدھیانوی کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی۔مگر اس کے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آ گئی اور انہوں نے اپنے باپ کو سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔ چنانچہ شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا۔جس میں یہ تحریر کیا کہ آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔اس پر حضرت صاحب کا جواب میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے نام گیا۔جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیویں کہ وہ جماعت سے ہی الگ نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں (احمدیت کے) شدید طور پر مخالف رہے اور ملک کے نوتعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پروپیگنڈا تھا۔''

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۹، ۲۵۰، بروایت نمبر ۸۵۸)

فرمایئے! اس کے بعد ۱۹۰۰ء کی کسی عبارت یا خطبہ علی گڑھ کے سہارے قائم کئے گئے کسی استدلال میں کیا وزن رہ جاتا ہے؟ حیرت ہے کہ جس دور کو حضرت علامہؒ اپنا دور جاہلیت قرار دیتے رہے۔اس کی ایک آدھ تحریر تو قادیانیوں کے لئے حجت اور سند کا درجہ رکھتی ہے۔مگر جس عمر میں وہ پختہ ہو کر مسلمانوں کی محبوب فکری متاع بن چکے تھے۔اس عمر کی متاع فکر سے گریز و فرار اختیار کیا جاتا یا صریحاً انکار کر دیا جاتا ہے۔یا للعجب!

۲...... یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ اگر حضرت علامہؒ قادیانیوں کو مسلمان نہ سمجھتے تھے تو پھر

خالصتاً مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی خاطر اٹھنے والی تحریک...... تحریک کشمیر ۱۹۳۱ء کی صدارت انہوں نے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی مرزا بشیرالدین محمود احمد قادیانی کو کیوں پیش کی؟ اور پھر اس جھوٹ پہ جھوٹ کھڑا کرتے ہوئے کہا جاتا ہے۔ یہ بات علامہ کے ان گہرے روابط اور اس موانست کو ظاہر کرتی ہے جو وہ جماعت احمدیہ سے رکھتے تھے۔

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا؟

حالانکہ نہ حضرت علامہؒ نے مرزا محمود کا نام تجویز کیا اور نہ ہی وہ قادیانیوں سے کوئی ربط یا انس رکھتے تھے۔ قادیانی جو چاہیں کہیں، حضرت علامہؒ نے قادیانیت پر جو ضرب کاری لگائی قادیانی آج تک اسے نہیں بھلا سکے ہیں اور عبدالمجید سالک کو بھی اپنی تمام تر قادیانیت نوازی کے باوجود یہ لکھنا پڑا ہے کہ رد قادیانیت میں حضرت علامہؒ نے بعض ایسے نکات پیش کئے جن کا جواب اب تک کسی سے نہیں ہو سکا۔ (ذکر اقبال ص ۲۱۱، عبدالمجید سالک)

واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت علامہؒ نے کشمیر کمیٹی میں شمولیت اختیار کی تو ان کے سامنے صرف اور صرف مظلومین کشمیر کا مسئلہ تھا۔ جو برسہا برس سے ڈوگرا حکمرانوں کے ظلم و ستم اور جبر و تشدد کا شکار تھے۔ وہ قادیانی نبوت یا خلافت پر مہر تصدیق ثبت کرنا نہیں چاہتے تھے۔ حضرت علامہؒ کو چونکہ خطۂ کشمیر سے قلبی لگاؤ تھا اور یہ ارض چناران کے آباؤ اجداد کا وطن تھی۔ اس لئے کشمیریوں کے ساتھ جذبات ہمدردی کی شدت میں وہ مرزا بشیرالدین محمود کے سیاسی عزائم کو نہ بھانپ سکے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اور ان کی طرح دیگر مسلمان عمائدین قادیانیوں کے انگریزوں کے ساتھ خصوصی تعلقات کے پیش نظر یہ امید بھی کرتے ہوں کہ قادیانی خلیفہ اپنے آقاؤں سے کشمیری مسلمانوں کو بعض حقوق دلانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ مرزا محمود نے اپنے لامحدود اختیارات، لامحدود اس لئے کہ جب کمیٹی کی تشکیل ہوئی تو یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس کا قیام عارضی ہوگا۔ سرے سے اس کا کوئی دستور ہی نہ بنایا گیا اور بقول حضرت علامہؒ صدر (مرزا محمود) کو آمرانہ اختیارات دے دیئے گئے۔ (حرف اقبال ص ۲۴۱)

مرزا محمود نے ان اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے کشمیر کمیٹی کو قادیانیوں کی ذیلی شاخ بنا کر رکھ دیا اور عام مسلمانوں کے چندے سے قادیانی مبلغ سارے کشمیر میں پھیلا دیئے۔ (چنانچہ یہ اسی زمانے کی جدوجہد کا ثمر ہے کہ آج بھی کشمیر میں اس جماعت کے اچھے خاصے اثرات پائے جاتے ہیں) اور نہ صرف طول و عرض کشمیر بلکہ پوری دنیا میں یہ ڈھنڈورا پیٹا کہ تمام اسلامی ہند نے اسے اپنا لیڈر مان کر اس کے باپ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کی تصدیق کر دی ہے اور اس کے

ساتھ ہی جب یہ بات ان کے علم میں آئی کہ کشمیر کمیٹی کے صدر (مرزا محمود) اور سیکرٹری (عبدالرحیم) دونوں وائسرائے اور دیگر اعلیٰ برطانوی حکام کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچانے کا نیک کام بھی کرتے ہیں۔ (پنجاب کی سیاسی تحریکیں ص۲۱۰، عبداللہ ملک)

تو انہوں نے اس کا انتہائی سختی سے نوٹس لیا اور مرزا محمود کو کمیٹی کی صدارت چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا۔ قادیانیوں کی منافقت کے ہاتھوں عاجز آ کر خود استعفاء دے دیا۔ کمیٹی تک توڑ ڈالی۔ اس موقع پر حضرت علامہؒ نے جو بیان جاری کیا اس کا یہ حصہ خاص طور پر بڑا دلچسپ اور اہم ہے: ''بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کی اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی وکلاء میں سے ایک صاحب نے جو میر پور کے مقدمات کی پیروی کر رہے تھے۔ حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ان کے اس بیان سے اندازہ لگایا کہ تمام قادیانی حضرات کا یہی خیال ہوگا اور اس طرح میرے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مستقبل مشکوک ہو گیا۔ میں کسی صاحب پر انگشت نمائی نہیں کرنا چاہتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دل و دماغ سے کام لے اور جو راستہ پسند ہو اسے اختیار کرے۔ حقیقت میں مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرہ کا مجاور یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے...... ان حالات کے پیش نظر مجھے اس امر کا یقین ہے کہ کمیٹی میں اب ہم آہنگی کے ساتھ کام نہیں ہو سکتا اور ہم سب کا مفاد اسی میں ہے کہ موجودہ کشمیر کمیٹی کو ختم کر دیا جائے۔'' (حرف اقبال ص۲۲۱، ۲۲۲)

قادیانیوں نے حضرت علامہؒ کی ایک تجویز جس میں کہا گیا تھا کہ کشمیری بھائیوں کی مدد کے لئے ایک کھلے عام اجلاس میں ایک نئی کشمیر کمیٹی کی تشکیل کر لی جائے۔ (حرف اقبال ص۲۲۳)

کا سہارا لے کر کشمیر کمیٹی کے نام سے پھر دام ہمرنگ زمین بچھانا چاہا۔ اس کی صدارت کی پیش کش کر کے حضرت علامہؒ کو پھانسنا چاہا۔ مگر انہوں نے نہایت سختی و حقارت کے اسے بھی مسترد کر دیا۔ فرمایا: ''مجھے صرف صدارت کے قبول کرنے ہی سے اصولی اختلاف نہیں۔ بلکہ میں تو ایسی پیشکش کے متعلق سوچنا ہی غلط سمجھتا ہوں اور میرے اس رویہ کی وجوہات وہی ہیں جن کی بناء پر میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی نئی تشکیل ہونی چاہئے...... میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کس طرح ایک ایسی تحریک میں شامل ہو سکتا ہے۔ جس

کا اصل مقصد غیر فرقہ داری کی ہلکی سی آڑ میں کسی مخصوص جماعت کا پروپیگنڈا کرنا ہے۔"

(حرف اقبال ص ۲۲۴، ۲۲۵)

اور واقعہ یہ ہے کہ یہیں سے حضرت علامہؒ کی قادیانیت کے خلاف کھلی کھلی لڑائی کا آغاز ہوا۔ بقول محمد احمد خاں: "علامہ اقبالؒ نے کشمیر کمیٹی کے دوران قادیانیوں کی سرگرمیوں کا گہری نظر سے جائزہ لیا تھا اور کشمیر کمیٹی کے یہ واقعات اس لحاظ سے بھی اہم ہیں کہ ان ہی واقعات کے بعد ڈاکٹر صاحب نے قادیانی تحریک کی سختی سے مخالفت کرنی شروع کی۔"

(احرار اور تحریک کشمیر ص ۱۶۱، بحوالہ اقبال کا سیاسی کارنامہ از محمد احمد خاں)

ذرا سے گریز کے ساتھ میں یہ کہنے کی بھی اجازت چاہوں گا کہ آیا کبھی پاکستان کے مسلمانوں نے اس امر پر غور کیا ہے کہ ہر پاک بھارت جنگ کے دوران کشمیر و قادیان سے ملحق سرحدات کی کمان قادیانی جرنیلوں ہی کے ہاتھ میں کیوں رہی ہے؟ ۱۹۶۵ء کی جنگ سے پہلے سر ظفر اللہ خاں (پاکستان کے سابق وزیر خارجہ) نے حضرت علامہ اقبالؒ کے فرزند ڈاکٹر جاوید اقبال (جو آج کل پنجاب ہائی کورٹ میں جسٹس کے عہدہ پر فائز ہیں) کی معرفت اس وقت کے صدر فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں (مرحوم) کو یہ پیغام کیوں بھیجا کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لئے موزوں ہے۔ پاکستان کی فوج ضرور کامیاب ہوگی۔ جہاں تک ہندوستان کے ہاتھوں بین الاقوامی سرحد کے آلودہ ہونے کا تعلق ہے۔ ایسی کوئی چیز نہ ہوگی۔ (عجمی اسرائیل ص ۳۵)

اور مشہور قادیانی جرنیل لیفٹیننٹ جنرل اختر حسین ملک (موجودہ) لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک کے بڑے بھائی جو انقرہ میں کسی حادثہ میں ہلاک ہو گئے اور جن کی نعش وہاں سے لا کر (ربوہ) چناب نگر دفن کی گئی تھی۔ یہ انتہائی خواہش و کوشش کس غرض سے تھی کہ اس وقت کے گورنر ملک امیر محمد خان صدر ایوب کو اس بات پر آمادہ کریں کہ یہ وقت کشمیر پر چڑھائی کے لئے بہترین ہے۔ یقین ہے کہ ہم کشمیر حاصل کر پائیں گے۔ (عجمی اسرائیل ص ۳۴)

صرف یہی نہیں بلکہ قادیانی مصلح موعود کی یہ پیشین گوئی بھی ان دنوں نہایت اہتمام کے ساتھ آزاد کشمیر میں پھیلا دی گئی کہ ریاست جموں و کشمیر آزاد ہوگی اور اس کی فتح و نصرت قادیانیت کے ہاتھوں ہوگی اور قادیانی اب بھی یہی پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ کشمیر قادیانی سورماؤں ہی کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ آخر یہ سب کیا ہے؟ ظاہر ہے قادیانی ایک وقت میں کئی کھیل کھیلتے ہیں۔ وہ کسی نہ کسی دائرے میں بہر حال سیاسی اقتدار چاہتے ہیں یا پھر انہیں سیکولر گورنمنٹ ہی برداشت کر سکتی ہے۔ بصورت دیگر وہ اپنے آپ کو غیر محفوظ پاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانی سیاست

مذکورہ دوائر میں حرکت کرتی ہے۔ کشمیر پر قادیانیوں کی نظر اسی لئے ہے کہ اس طرح وہ کشمیر میں پہلے سے موجود قادیانی اثرات سے فائدہ اٹھا کر اپنا اقتدار قائم کر سکتے ہیں اور پھر کشمیر میں ان کے پیغمبر کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر بھی ہے۔ (کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ص ۱۶) جسے وہ اپنے تئیں مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت کا ایک بڑا نشان سمجھتے ہیں۔ پھر اسی ریاست سے ہم آغوش ان کے پیغمبر کی جائے پیدائش ہے۔ جسے وہ دارالامان کہتے (بلدۃ الامین مکہ مکرمہ اور دارالہجرت مدینہ منورہ کا ہم پلہ بلکہ ان سے بھی افضل قرار دیتے)

(الفضل قادیان مورخہ ۱۱ردسمبر ۱۹۳۲ء، حقیقت الرؤیا ص ۴۶)

اور اپنی جماعت کا خدا تعالیٰ کی طرف سے ٹھہرایا ہوا دائمی مرکز سمجھتے ہیں۔

(انوار خلافت ص ۱۱۷)

اور ان کا خیال ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی کے مطابق قادیان قادیانیوں کو ضرور ملے گا۔ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذہنوں میں بھی یہی بات راسخ کرتے ہیں۔ چنانچہ راہ ایمان کے نام سے قادیانی بچوں کے لئے ابتدائی دینی معلومات کے مجموعہ کے ص ۹۸ پر قادیان سے ہجرت کی پیش گوئی کے زیر عنوان لکھا ہے: ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کو خدا نے الہام اور خواب کے ذریعے بتایا تھا کہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ کو قادیان سے نکلنا پڑے گا اور خشک پہاڑیوں والے ایک اونچے علاقہ میں اسے اپنا دوسرا مرکز بنانا پڑے گا۔ یہ حالت عارضی ہوگی۔ آخر ایک وقت آئے گا کہ قادیان جماعت احمدیہ کو واپس مل جائے گا۔ پیش گوئی کا ایک حصہ ۱۹۴۷ء میں پورا ہوگیا...... اور ہر احمدی کا ایمان ہے کہ پیش گوئی کا آخری حصہ بھی ضرور پورا ہوگا اور قادیان جماعت احمدیہ کو انشاء اللہ ضرور واپس ملے گا۔“

قارئین! خود اندازہ فرمائیں کہ یہ کس طرح ممکن ہوگا؟ کیا حیدرآباد، جوناگڑھ، مناور اور کشمیر کو ہڑپ کرنے والا بھارت قادیان دے گا؟ قادیانی بزور بازو فتح کریں گے؟ یا بڑی طاقتوں کی معرفت یہ پیش گوئی پوری ہوگی؟ آخر قادیان قادیانیوں کو کس طرح ملے گا؟ بہر حال قادیانیوں کے یہی وہ سیاسی عزائم تھے جنہیں کشمیر موومنٹ نے بے نقاب کیا اور حضرت علامہؒ انہیں اسلام اور ملک کا غدار قرار دینے پر مجبور ہوگئے۔

۳...... قادیانی جب دلیل کے میدان میں عاجز آجاتے ہیں تو پھر یوں پینترا بدلتے ہیں: ”اپنی عمر کے آخری حصہ میں علامہ اقبالؒ نے جماعت احمدیہ سے اختلاف کیا۔ لیکن اہل بصیرت جانتے ہیں کہ اس کے وجوہ سیاسی تھے۔“ (احمدیت علامہ اقبال کی نظر میں ص ۱۴)

وہ سیاسی وجوہ کیا تھے؟ الفضل لکھتا ہے: ”چوہدری ظفر اللہ خان ایک خاص عہدے پر نہ لیے جاتے تو یہ تحریریں بھی ہرگز وجود میں نہ آتیں۔“ (الفضل ربوہ مورخہ ۲۲ر جون ۱۹۶۷ء)

حالانکہ جب حضرت علامہؒ حیات تھے تو کسی قادیانی کو اس کی جرأت نہ ہوئی۔ بلکہ تب قادیانی جماعت کے مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود یہ توجیہہ کیا کرتے تھے: ”اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے ماتحت جماعت احمدیہ کے مخلصین کے اخلاص کو اور بھی زیادہ ظاہر کرنے کے ارادے سے نئے نئے لوگوں کو ہمارے مخالفوں کی صف میں لا کھڑا کر رہا ہے۔ پہلے احراری اٹھے...... پھر امراء...... پھر پیروں، گدی نشینوں اور اخبار نویسوں کی ایک جماعت...... ہندوستان کے سیاسی لیڈر ابھی تک خاموش تھے...... اسی طرح اعلیٰ عہدہ دار خاموش تھے یا کم از کم ظاہر میں خاموش تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ یہ طوفان مخالفت فرو ہونے میں نہیں آتا اور بڑھتا ہی چلا جاتا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم پیچھے کیوں رہیں؟ اس خیال کا آنا تھا کہ سر مرزا ظفر علی صاحب نے ایک بیان شائع کر دیا۔ پھر ڈاکٹر سر اقبال کو خیال آ گیا کہ میں پیچھے کیوں رہوں؟“

(الفضل قادیان مورخہ ۳۰ر مئی ۱۹۳۵ء، بحوالہ پنجاب کی سیاسی تحریکیں ص ۲۱۷، ۲۱۸)

گویا اس وقت قادیانی جماعت یہ تأثر دینے کی کوشش کرتی تھی کہ حضرت علامہؒ کی مخالفت دوسروں کی دیکھا دیکھی محض فیشن کے طور پر ہے اور بس۔ حالانکہ یہ بات بھی درست نہیں۔ حضرت علامہؒ نے قادیانیت کے بارے میں جو کچھ لکھا اس میں ان کے ذاتی تجربے، مشاہدے، مطالعے اور تجزیے کو دخل تھا۔ الفضل نے جو راگنی چھیڑی ہے اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں کو (ان کے اپنے بیان کے مطابق) ۱۹۳۲ء میں چند ماہ کے لئے عارضی طور پر سر فضل حسین نے اپنی جگہ ایگزیکٹو کا ممبر نامزد کیا۔ مستقل تقرر ۱۹۳۴ء کے اواخر میں ہوا۔ (تحدیث نعمت ص ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۴۷)

جب کہ قادیانیت کی بابت حضرت علامہؒ کے خیالات میں تبدیلی اس سے بہت پیشتر آ چکی تھی اور وہ اس تحریک سے بیزاری کا اظہار کرنے لگ گئے تھے۔ خود قادیانیوں کے قمر الانبیاء، مرزا بشیر احمد نے لکھا ہے کہ: ”۱۸۹۱ء، ۱۸۹۲ء کے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آ گئی اور انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔“ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۹، بروایت نمبر ۸۵۸)

۱۹۳۳ء میں حضرت علامہؒ کی مخالفت میں اگر انتہائی شدت پیدا ہوئی تو اسے اس دور

کے پس منظر بالخصوص، تحریک کشمیر کے حالات وواقعات کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانیوں نے جو کچھ کیا وہ ایک حضرت علامہؒ کیا سب مسلمان رہنماؤں کے لئے تشویش کا موجب تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک کشمیر کے بعد قادیانیوں کی مخالفت شدید سے شدید تر ہوگئی۔ اس میں مسلمانوں کی سیاسی بیداری اور اپنے حقوق کے تحفظ کے احساس اور جذبے کو بھی دخل تھا۔ قادیانی جو چاہیں کہیں۔ حقیقت یہی ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ ظفر اللہ خاں نہ تو حضرت علامہؒ کے کبھی حریف رہے نہ رقیب۔ پھر حضرت علامہؒ ان باتوں سے ماوراء قسم کے انسان تھے۔ ایگزیکٹو کونسل کی رکنیت ظفر اللہ خاں کے لئے کوئی اعزاز ہو تو ہو۔ حضرت علامہؒ کے نزدیک پرکاہ کے برابر حیثیت نہ رکھتی تھی۔ حضرت علامہؒ نے قادیانی فتنے کا احتساب ۱۹۳۳ء سے اپنی وفات تک برابر جاری رکھا۔ مگر اس دوران کی کسی ایک تحریر کے کسی ایک حرف سے یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ انہیں سر ظفر اللہ خان سے کوئی ذاتی پرخاش تھی یا وہ ان کے ایگزیکٹو کا ممبر بن جانے کے باعث قادیانیت کی مخالفت تک پہنچ گئے۔ بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے ایک مضمون ''قادیانی اور جمہور مسلمان'' (مطبوعہ ۱۹۳۵ء) میں لکھتے ہیں: ''اگر کوئی گروہ جو اصل جماعت کے نقطۂ نظر سے باغی ہے۔ حکومت کے لئے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظر انداز کردے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔''

اور اگر بالفرض مسلمانوں کے حقوق پامال ہوتے دیکھ کر (کیونکہ سر ظفر اللہ خاں کو سر فضل حسین کی جگہ ایگزیکٹو کا رکن لیا گیا تھا۔ جو ایگزیکٹو میں مسلمانوں کے نمائندہ کی حیثیت سے شامل تھے) وہ اس تقرری پر احتجاج کرتے یا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کرتے (تاکہ مسلمان کہلا کر وہ اسلامیان ہند کے حقوق سے متمتع نہ ہوسکیں) تو کیا یہ غلط ہوتا؟

بہر حال حضرت علامہؒ کی لڑائی اصولی تھی، ذاتی نہ تھی اور ویسے بھی وہ گھٹیا سیاسی مفاد کی خاطر مذہب کو آڑ بنانے کے قائل نہ تھے۔ انہوں نے محض ملک وملت کے بہترین مفاد کو سامنے رکھ کر قادیانیت کی مخالفت کی اور ایسا کرنا ان کے لئے ناگزیر تھا۔

(اب آپ جو کچھ پڑھیں گے وہ سب حضرت علامہؒ کے اپنے قلم سے ہے۔ ہاں متن کے ساتھ ساتھ جملہ حواشی میرے قلم کی زیادتی ہیں۔ مرتب!)

باب اوّل ...... فلسفہ ختم نبوت

قوم را سرمایہ قوت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو

(اسرار و رموز)

””ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل، مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا۔ حالانکہ جیسا طبری لکھتا ہے وہ حضور رسالت مآب (ﷺ) کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور رسالت مآب (ﷺ) کی نبوت کی تصدیق تھی۔“

۱...... ””اس سے پہلے کہ ہم اپنی بحث میں آگے بڑھیں ضروری ہے کہ اسلام کے ایک نہایت ہی اہم اور بنیادی تصور...... میرا مطلب ہے عقیدۂ ختم نبوت ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبيين (الاحزاب:٤٠)“ ﴿(حضرت) محمد (ﷺ) تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔﴾ کی ثقافتی قدر و قیمت پورے طور پر ذہن نشین کر لی جائے۔

ایک اعتبار سے نبوت کی تعریف یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ یہ شعور ولایت کی وہ شکل ہے۔ جس میں واردات اتحاد اپنے حدود سے تجاوز کر جاتیں اور ان قوتوں کی پھر سے رہنمائی یا ازسر نو تشکیل کے وسائل ڈھونڈتی ہیں جو حیات اجتماعیہ کی صورت گر ہیں۔ گویا انبیاء کی ذات میں زندگی کا متناہی مرکز (انسانی خودی۔ مترجم) اپنے لامتناہی اعماق میں ڈوب جاتا ہے۔ (اپنے مبداء وجود سے اتصال کی بدولت۔ مترجم) تو اس لئے کہ پھر ایک تازہ قوت اور زور سے ابھر سکے۔ وہ ماضی (یعنی انسان جس راستے پر چل رہا تھا۔ مترجم) کو مٹاتا اور پھر زندگی کی نئی نئی راہیں اس پر منکشف کر دیتا ہے (تاکہ ایک نئی ہیئت اجتماعیہ کی تعمیر ہو سکے۔ مترجم) لیکن اپنی ہستی اور وجود کی اساس سے انسان کا یہ تعلق کچھ اسی کے لئے مخصوص نہیں۔ قرآن مجید نے لفظ وحی کا استعمال جن معنوں میں کیا ہے۔ ان سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ وحی خاصۂ حیات ہے اور ایسا ہی عام جیسے زندگی۔ یہ دوسری بات ہے کہ جوں جوں اس کا گزر مختلف مراحل سے ہوتا یا یوں کہئے کہ جیسے جیسے وہ ارتقاء اور نشوونماء حاصل کرتی ہے۔ ویسے ہی اس کی ماہیت اور نوعیت بھی بدلتی رہتی

ہے۔ یا کسی پودے کا زمین کی پہنائیوں میں آزادانہ سر نکالنا یا کسی حیوان میں ایک نئے ماحول کے مطابق کسی نئے عضو کا نشو و نما یا انسان کا خود اپنی ذات اور وجود میں زندگی کی گہرائیوں سے نور اور روشنی حاصل کرنا۔ یہ سب وحی کی مختلف شکلیں ہیں۔ جو اس لئے بدلتی چلی گئیں کہ اس کا تعلق جس فرد سے تھا یا جس نوع میں اس کا شمار ہوتا تھا۔ اس کی مخصوص ضروریات کچھ اور تھیں۔ اب بنی نوع انسان کے عالم صغرسنی میں ایسا بھی ہوا کہ اس کی نفسی توانائی کا نشو و نما (جس کا اظہار غور و فکر ارادہ اختیار، ادراک و تعقل، حکم، تصدیق یعنی اعمال ذہنی میں ہوتا ہے۔ مترجم) شعور کی وہ صورت اختیار کر لے جسے ہم نے شعور نبوت سے تعبیر کیا ہے اور جس کے معنی یہ ہیں کہ اس شعور کی موجودگی میں نہ تو افراد کو خود کسی چیز پر حکم لگانا پڑے گا۔ نہ ان کے سامنے یہ سوال ہوگا کہ ان کی پسند کیا ہو اور ناپسندیدگی کیا؟ انہیں یہ بھی سوچنے کی ضرورت نہیں ہوگی کہ وہ اپنے لئے کیا راہ عمل اختیار کریں؟ یہ سب باتیں گویا پہلے ہی سے طے شدہ ہوں گی۔ یہ نہیں کہ انہیں اس بارے میں خود اپنے فکر اور انتخاب سے کام لینا پڑے۔ (معروف و منکر، امر اور نہی کی تعیین میں "لقد ارسلنا رسلنا بالبینت وانزلنا معهم الکتٰب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (الحدید:۲۵)"

﴿ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔﴾) شعور نبوت کو گویا کفایت فکر اور انتخاب سے تعبیر کرنا چاہئے۔ (کیونکہ اس طرح ہمیں فرداً فرداً ان امور کا فیصلہ نہیں کرنا پڑتا۔ صرف ایک فرد کا حکم اور انتخاب ہماری رہنمائی کے لئے کافی ہوتا ہے۔ مترجم) لیکن جہاں عقل نے آنکھ کھولی (تا کہ ذہن انسانی کو خود اپنی بصیرت، فہم اور تدبر سے کام لینے کا موقع ملے۔ یہ امر بھی منجملہ ان مقاصد کے ہے جو نبوت کے پیش نظر ہوتے ہیں۔ مترجم) اور قوت تنقید بیدار ہوئی تو پھر زندگی کا مفاد اسی میں ہے کہ ارتقائے انسانی کے اوّلین مراحل میں ہماری نفسی توانائی کا اظہار جن ماورائے عقل طریقوں سے ہوا تھا۔ ان کا ظہور اور نشو و نما رک جائے۔ انسان جذبات کا بندہ ہے اور جبلتوں سے مغلوب رہتا ہے۔ (جن کو اگر ٹھیک راستے پر نہ ڈالا جائے تو ایک دوسرے سے رقابت اور فساد اخلاق کو تحریک ہوتی ہے۔ جس کا انجام ہے ہلاکت۔ مترجم) وہ اپنے ماحول کی تسخیر کر سکتا ہے تو عقل استقرائی کی بدولت (جس میں وہ اصول علم کی بناء پر عالم خارجی کا مطالعہ کرتا ہے۔ مترجم) لیکن عقل استقرائی اس کے اپنے حاصل کرنے کی چیز ہے (تجربے اور امتحان، مشاہدے اور تحقیق و تجسس کی حدود سے۔ مترجم) جسے ایک دفعہ حاصل کر لیا جائے تو پھر مصلحت اسی میں ہے کہ حصول علم کے اور جتنے بھی طریق ہیں ان پر ہر پہلو سے بندشیں عائد کر دی جائیں تا کہ مستحکم کیا جائے تو صرف عقل

استقرائی کو (عالم فطرت کی تسخیر اور زندگی کو واقعیت کی نظر سے دیکھنے کی خاطر۔ مترجم) اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیائے قدیم نے بڑے بڑے عظیم نظامات فلسفہ پیدا کیئے۔ (تعلیمات نبوت سے باہر محض حکیمانہ غور وفکر کی بدولت۔ مثلاً ارض یونان یا قدیم ہندوستان میں۔ مترجم) مگر یہ اس وقت جب انسان اپنی زندگی کے ابتدائی مراحل سے گزر رہا اور اس پر ایماء اور اشارے کا غلبہ تھا۔ (یعنی وہ اپنی عقل اور سمجھ کی بجائے وہی کچھ کرنے لگتا تھا جو دوسرے کرتے تھے۔ مترجم) لہٰذا ماضی کے یہ فلسفیانہ نظامات مجرد فکر کی بناء پر مرتب ہوئے۔ لیکن مجرد فکر کی بناء پر ہم زیادہ سے زیادہ کچھ کر سکتے ہیں تو یہ کہ مذہبی عقائد اور مذہبی روایات میں تھوڑا بہت ربط وترتیب پیدا کر دیں۔ رہا یہ امر کہ عملی زندگی میں ہمیں جن احوال سے فی الواقع گزرنا پڑتا ہے۔ ان پر قابو حاصل کیا جائے تو کیسے؟ اس کا فیصلہ فکر مجرد کی بناء پر نہیں کیا جا سکتا۔ (اور یہی فی الحقیقت مسئلہ ہے زندگی کا خواہ اس میں کوئی بھی راستہ اختیار کیا جائے۔ مترجم) اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یوں نظر آئے گا جیسے پیغمبر اسلام ﷺ کی ذات گرامی کی حیثیت دنیائے قدیم اور جدید کے درمیان ایک واسطہ کی ہے۔ (جس کا ظہور آپ کی تعلیمات کی بدولت ہوا۔ مترجم) بہ اعتبار اپنے سرچشمۂ وحی کے آپ کا تعلق دنیائے قدیم سے ہے۔ (جس کی آپ نے رہنمائی کی۔ مترجم) لیکن بہ اعتبار اس کی روح کے دنیائے جدید سے۔ یہ آپ ہی کا وجود ہے کہ زندگی پر علم وحکمت کے وہ تازہ سرچشمے منکشف ہوئے جو اس کے آئندہ رخ کے عین مطابق تھے۔ (یعنی جن کی زندگی کو رہنمائی کے لئے ضرورت تھی۔ مترجم) لہٰذا اسلام کا ظہور جیسا کہ آگے چل کر خاطر خواہ طریق پر ثابت کر دیا جائے گا۔ استقرائی عقل کا ظہور ہے۔

اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی۔ لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا۔ اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس کے شعور ذات کی تکمیل ہوگی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔ (جیسا کہ تعلیمات قرآنی کا مقصود بھی ہے۔ مترجم) یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لئے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمر ہے (کہ انسان اپنے وسائل سے کام لے۔ اس کے قوائے فکر وعمل بیدار ہوں اور وہ اپنے اعمال وافعال کا آپ جواب دہ ٹھہرے۔ مترجم) کیونکہ یہ سب تصور خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔ لیکن یہاں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حیات انسانی اب واردات باطن سے، جو باعتبار نوعیت (ان معنوں میں کہ اس کا تعلق ادراک بالحواس سے نہیں۔ مترجم)

انبیاء کے احوال وواردات سے مختلف نہیں۔ ہمیشہ کے لئے محروم ہوچکی ہے۔ قرآن مجید نے آفاق وانفس[1] دونوں کو علم کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور اس کا ارشاد ہے کہ آیات الٰہیہ کا ظہور محسوسات ومدرکات (محسوسات[2]، یعنی ہماری واردات شعور، ہمارے داخلی احوال اور تجربات اور مدرکات، یعنی ہمارے وہ مشاہدات جن کا تعلق عالم فطرت کے مطالعہ سے ہے۔ مترجم) میں خواہ ان کا تعلق خارج کی دنیا سے ہو یا داخل کی۔ ہر کہیں ہو رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہر پہلو کی قدر و قیمت کا کما حقہ، اندازہ کریں اور دیکھیں کہ اس سے حصول علم میں کہاں تک مدد مل سکتی ہے۔ (لہٰذا اس کی تنقید لازم ٹھہری۔ مترجم) حاصل کلام یہ کہ تصور خاتمیت سے یہ غلط فہمی نہ ہونی چاہئے کہ زندگی میں اب صرف عقل ہی کا عمل دخل ہے۔ جذبات کے لئے اس میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ بات نہ کبھی ہو سکتی ہے، نہ ہونی چاہئے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ واردات باطن کی کوئی بھی شکل ہو ہمیں بہر حال حق پہنچتا ہے کہ عقل اور فکر سے کام لیتے ہوئے اس پر آزادی کے ساتھ تنقید کریں۔ اس لئے کہ اگر ہم نے ختم نبوت کو مان لیا تو گویا عقیدۃً یہ بھی مان لیا کہ اب کسی شخص کو اس دعوے کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کے علم کا تعلق چونکہ کسی مافوق الفطرت سرچشمے سے ہے۔ لہٰذا ہمیں اس کی اطاعت لازم آتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو خاتمیت کا تصور ایک طرح کی نفسیاتی قوت ہے۔ جس سے مقصود یہ ہے کہ انسان کی باطنی واردات اور احوال کی دنیا میں بھی علم کے نئے نئے راستے کھل جائیں (اور ہم ان کا مطالعہ عقل وفکر اور تعلیمات نبوت کی روشنی میں کریں۔ مترجم) بعینہ جس طرح اسلامی کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے جزو اوّل نے انسان کے اندر یہ نظر پیدا کی کہ عالم خارج کے متعلق اپنے محسوسات ومدرکات (بالفاظ دیگر مظاہر فطرت یا قوائے طبیعیہ۔ مترجم) کا مطالعہ نگاہ تنقید سے کرے اور قوائے فطرت کو الوہیت کا رنگ دینے سے باز رہے۔ (یعنی ان کو دیوی دیوتا تصور نہ کرے۔ مترجم) جیسا کہ قدیم تہذیبوں کا دستور تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ صوفیانہ واردات کو خواہ ان کی حیثیت کیسی بھی غیر معمولی اور غیر طبعی کیوں نہ ہو۔ ایسا ہی فطری اور طبعی سمجھیں۔ جیسے اپنی دوسری واردات اور اس لئے ان کا مطالعہ بھی تنقید تحقیق کی نگاہوں سے کریں۔ آنحضرت ﷺ کا طرز عمل بھی یہی تھا۔ (تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص۱۹۰)

۲...... یقین کیجئے! یورپ سے بڑھ کر آج انسان کے اخلاقی ارتقاء میں بڑی رکاوٹ اور کوئی نہیں۔ برعکس اس کے مسلمانوں کے نزدیک ان بنیادی تصورات کی اساس چونکہ وحی وتنزیل پر ہے۔ جس کا صدور ہی زندگی کی انتہائی گہرائیوں سے ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنی ظاہری خارجیت (بمقابلہ ہماری ذات کے۔ مترجم) کو ایک اندرونی حقیقت میں بدل دیتی ہے۔ (کیونکہ اس سے

درحقیقت ہماری فطرت ہی کی ترجمانی ہوتی ہے۔"ذالکم خیر لکم ان کنتم تعلمون (الصف:۱۱)" ﴿اگر تم جانو تو یہی تمہارے لئے بہتر ہے۔﴾ مترجم) ہمارے لئے تو زندگی کی روحانی اساس ایمان ویقین کا معاملہ ہے۔ جس کی خاطر ایک غیر تعلیم یافتہ مسلمان بھی برضا ورغبت اپنی جان دے دے گا۔ پھر اسلام کے اس بنیادی تصور کے پیش نظر کہ وحی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہے۔ لہٰذا اب کوئی ایسی وحی نہیں کہ ہم اس کے مکلف ٹھہریں۔ ہماری جگہ دنیا کی ان قوموں میں ہونی چاہئے جو روحانی اعتبار سے سب سے زیادہ استخلاص حاصل کر چکی ہیں۔ (ہماری جگہ سب سے زیادہ استخلاص یا نجات یافتہ قوموں میں ہونی چاہئے۔ یعنی بحالت موجودہ۔ لیکن ہم خود سب سے زیادہ استخلاص یافتہ قوم ہیں۔ یعنی روحانی اعتبار سے جو آزادی اور حریت ہمیں حاصل ہے اور کسی قوم کو حاصل نہیں اور یہی فی الحقیقت حضرت علامہؒ کا مطلب بھی ہے۔ مترجم) شروع شروع کے مسلمانوں کو جنہوں نے ایشیائے قبل۔ اسلام کی روحانی غلامی سے نجات حاصل کی تھی۔ اسلام کے اس بنیادی تصور (خاتمیت۔ مترجم) کی ٹھیک ٹھیک حقیقت سمجھنے سے قاصر رہے۔ لیکن ہمیں چاہئے آج اپنے اس مؤقف کو سمجھیں (کہ باب نبوت ہر نوع اور ہر جہت سے مسدود ہے۔ مترجم) اور اپنی حیات اجتماعیہ کی ازسرنو تشکیل اسلام کے بنیادی اصولوں کی رہنمائی میں کریں۔ تاآنکہ اس کی وہ غرض وغایت جو ابھی تک صرف جزواً ہمارے سامنے آئی ہے۔ یعنی اس روحانی جمہوریت کا نشو ونما جو اس کا مقصود ومنتہاء ہے۔ تکمیل کو پہنچ سکے۔

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص۲۷۶)

۳..... راجہ صاحب کا مضمون میں نے نہیں دیکھا۔ دیکھا تو تھا پڑھا نہیں۔ آپ اپنے مضمون میں اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔ ان کے خیالات کی تردید ضروری نہیں۔

نبوت کے دو اجزاء ہیں:

۱..... خاص حالات وواردات، جن کے اعتبار سے نبوت روحانیت کا ایک مقام خاص تصور کی جاتی ہے۔ (مقام، تصوف اسلام میں ایک اصطلاح ہے)

۲..... ایک Socio- Political Institution قائم کرنے کا عمل یا اس کا قیام۔ اس Institution کا قیام گویا ایک نئی اخلاقی فضا کی تخلیق ہے۔ جس میں پرورش پاکر فرد اپنے کمالات تک پہنچتا ہے اور جو فرد اس نظام کا ممبر نہ ہو یا اس کا انکار کرے۔ وہ ان کمالات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس محرومی کو مذہبی اصطلاح میں کفر کہتے ہیں۔ گویا اس دوسرے جزو کے اعتبار سے نبی کا منکر کافر ہے۔

دونوں اجزاء موجود ہوں تو نبوت ہے۔ صرف پہلا جزو موجود ہو تو تصوف اسلام میں اس کو نبوت نہیں کہتے۔اس کا نام ولایت ہے۔

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل[۱۳]۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بناء پر قتل کیا گیا۔ حالانکہ طبری[۱۴] لکھتا ہے۔ وہ رسالت مآب (ﷺ) کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور رسالت مآب (ﷺ) کی نبوت کی تصدیق تھی[۱۵]۔

لیڈنگ سٹرنگز سے مراد لیڈنگ سٹرنگز آف ریلیجن نہیں۔ بلکہ لیڈنگ سٹرنگز آف فیوچر پرافٹس آف اسلام ہے۔ یا یوں کہیے کہ ایک کامل الہام ووحی کی غلامی قبول کر لینے کے بعد کسی اور الہام اور وحی کی غلامی حرام ہے۔ بڑا اچھا سودا ہے کہ ایک کی غلامی سے باقی سب غلامیوں سے نجات ہو جائے اور لطف یہ کہ نبی آخر الزمان (ﷺ) کی غلامی، غلامی نہیں بلکہ آزادی ہے۔ کیونکہ اس کی نبوت کے احکام دین فطرت ہیں۔ یعنی فطرت صحیحہ ان کو خود بخود قبول کرتی ہے۔ فطرت صحیحہ کا انہیں خود بخود قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ احکام زندگی کی گہرائیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے عین دین فطرت ہیں۔ ایسے احکام نہیں جن کو ایک مطلق العنان حکومت نے ہم پر عائد کر دیا ہے اور جن پر ہم محض خوف سے عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ اسلام کو دین فطرت کے طور پر Realise (ثابت) کرنے کا نام تصوف ہے اور ایک اخلاص مند مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کرے۔ اس کیفیت کو میں نے لفظ Emancipation (نجات) سے تعبیر کیا ہے۔

۴...... (۱) عقل اور وحی کا مقابلہ یہ فرض کر کے کہ دونوں علوم کے مواخذ ہیں درست نہیں ہے۔ علوم کے مواخذ انسان کے حواس اندرونی و بیرونی ہیں۔ عقل ان حواس ظاہری و معنوی کے انکشافات کی تنقید کرتی ہے اور یہی تنقید اس کا حقیقی Function (منشاء، غرض وغایت) ہے اور بس۔ مثلاً آفتاب مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب کی طرف حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ حواس ظاہری کا انکشاف ہے۔ عقل کی تنقید کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حواس کا انکشاف درست نہ تھا۔

(۲) وحی کا Function (منشاء، غرض وغایت) حقائق کا انکشاف ہے یا یوں کہیے کہ وحی تھوڑے وقت میں ایسے حقائق کا انکشاف کر دیتی ہے۔ جن کا مشاہدہ برسوں میں بھی نہیں کر سکتا۔ گویا وحی حصول علم میں جو Time (وقت) کا عنصر ہے اس کو خارج کرنے کی ایک ترکیب

ہے۔ انسان کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں اس ذریعہ علم کی بے انتہاء ضرورت تھی۔ کیونکہ ان مراحل میں انسان کو ان مقامات کے لئے تیار کیا جارہا تھا جن پر پہنچ کر وہ قوائے عقلیہ کی تنقید سے خود اپنی محنت سے علم حاصل کرے۔

محمد عربی (ﷺ) کی پیدائش انسانی ارتقاء کے اس مرحلے پر ہوئی۔ جب کہ انسان کو استقرائی علم سے روشناس کرانا مقصود تھا۔ میرے عقیدہ کی رو سے بعد وحی محمدی کے الہام کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ سلسلہ تو الہام کا جاری ہے۔ مگر الہام بعد وحی محمدی حجت نہیں۔ سوائے اس کے کہ ہر اس شخص کے لئے جس کو الہام ہوا ہو۔ بالفاظ دیگر بعد وحی محمدی الہام ایک پرائیویٹ Fact (کسی ایک ذات سے تعلق رکھنے والی حقیقت) ہے۔ اس کا کوئی سوشل (معاشرتی وسماجی) مفہوم یا وقعت نہیں ہے۔

میں نے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ نبوت کی دوسری حیثیت ایک Socio-Political Institution (سماجی وسیاسی مکتب فکر) کی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ بعد وحی محمدی کسی کا الہام یا دحی ایسے Institution (مکتب فکر) کی بناء قرار نہیں پا سکتا۔ تمام صوفیہ اسلام کا یہی مذہب ہے۔ محی الدین عربی (شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ اسلامی اندلس کے ایک مشہور صوفی بزرگ جو چھٹی صدی ہجری میں پیدا ہوئے) تو الہام پانے والے کو نبی کہتے ہی نہیں۔ اس کا نام ولی رکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام سے پہلے بنی نوع انسان میں شعور ذات کی تکمیل نہ ہوئی تھی۔ اسلام نے انسان کی توجہ علوم استقرائی کی طرف مبذول کی تا کہ انسانی فطرت نی کل الوجود کامل ہو اور اپنی ذاتی محنت سے حاصل کردہ علم کے ذریعہ سے انسان میں اعتماد علی النفس پیدا ہو۔ غرضیکہ بعد وحی محمدی میرے عقیدہ کی رو سے الہام کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ جس شخص کو ہوتا ہے اس کے لئے حجت ہو تو ہو۔ اوروں کے لئے نہیں ہے۔ اگر آج کوئی شخص کہے کہ میں نے بالمشافہ حضور رسالت مآب (ﷺ) سے مل کر دریافت کیا ہے کہ فلاں ارشاد جو محدثین آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ آپ کا ہے یا نہیں؟ اور مجھے حضور (ﷺ) نے کہا ہے کہ نہیں تو ایسا مکاشفہ اس شخص کے لئے حجت ہوگا۔ تمام عالم اسلام کے لئے نہیں۔ اگر اس قسم کے مکاشفات کو تمام عالم اسلام کے لئے حجت قرار دیا جائے تو عام تنقیدی تاریخ کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا بالفاظ دیگر روایت و درایت استقرائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ (انوار اقبال ص ۴۴ تا ۴۹)

۵......

پس خدا برما شریعت ختم کرد　　بر رسول ما رسالت ختم کرد

رونق از ما محفل ایام را — او رسل را ختم وما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گزاشت — داد مارا آخریں جامے کہ داشت
لا نبی بعدی زاحسان خدا است — پردۂ ناموس دین مصطفےٰ است
قوم را سرمایۂ قوت ازو — حفظ سروحدت ملت ازو
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست — تا ابد اسلام را شیرازہ بست
دل زغیر اللہ مسلماں برکند — نعرۂ لا قوم بعدی می زند

ترجمہ:

۱...... خدا تعالیٰ نے ہم پر شریعت اور ہمارے رسول (ﷺ) پر رسالت ختم کردی۔

۲...... ہمارے رسول (ﷺ) پر سلسلہ انبیاء اور ہم پر سلسلۂ اقوام تمام ہو چکا۔ اب بزم جہاں کی رونق ہم سے ہے۔

۳...... میخانہ شرائع کا آخری جام ہمیں عطاء فرمایا گیا۔ قیامت تک ساقی گری کی خدمت اب ہم ہی انجام دیں گے۔

۴...... رحمۃ للعالمین (ﷺ) کا یہ فرمان کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ احسانات خداوندی میں سے ایک بڑا احسان ہے۔ دین مصطفےٰ (ﷺ) کی عزت وناموس کا محافظ بھی یہی ہے۔

۵...... مسلمانوں کا اصل سرمایہ قوت یہی عقیدہ ختم نبوت ہے اور اسی میں وحدت ملت کے تحفظ کا راز پوشیدہ ہے۔

۶...... اللہ عزوجل نے (حضور ﷺ کے بعد) ہر دعویٰ نبوت کو باطل ٹھہرا کر اسلام کا شیرازہ ہمیشہ کے لئے مجتمع کر دیا ہے۔

۷...... اسی عقیدہ کے باعث مسلمان ایک اللہ کے سوا سب سے تعلق توڑ لیتا اور امت مسلمہ کے بعد کوئی امت نہیں، کا نعرہ بلند کرتا ہے۔

(نوٹ: یہ نظم حضرت علامہ کی مشہور مثنوی رموز بے خودی سے لی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو)

باب دوم ...... فتنۂ قادیانیت اور مضامین اقبالؒ

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

(ضرب کلیم)

"حکومت، قادیانیوں کو (مسلمانوں سے) ایک الگ جماعت تسلیم کرلے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا۔ جیسی وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔"

قادیانی اور جمہور مسلمان[1]

قادیانیوں اور جمہور مسلمانوں کی نزاع نے نہایت اہم سوال پیدا کیا ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے حال ہی میں اس کی اہمیت کو محسوس کرنا شروع کیا۔ میرا ارادہ تھا کہ انگریز قوم کو ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ اس مسئلہ کے معاشرتی اور سیاسی پہلوؤں سے آگاہ کروں۔ لیکن افسوس کہ صحت نے ساتھ نہ دیا۔ البتہ ایک ایسے معاملہ کے متعلق جو تمام ہندی مسلمانوں کی پوری قومی زندگی سے وابستہ ہے۔ میں نہایت مسرت سے کچھ عرض کروں گا۔ لیکن میں آغاز ہی میں یہ واضح کردینا چاہتا ہوں کہ میں کسی مذہبی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا اور نہ ہی میں قادیانی تحریک کے بانی کا نفسیاتی تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی چیز عام مسلمانوں کے لئے کچھ دلچسپی نہیں رکھتی اور دوسری کے لئے ہندوستان میں ابھی وقت نہیں آیا۔

ہندوستان کی سرزمین پر بے شمار مذاہب بستے ہیں۔ اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب کی نسبت زیادہ گہرا ہے۔ کیونکہ ان مذاہب کی بناء کچھ حد تک مذہبی ہے اور ایک حد تک نسلی، اسلام نسلی تخیل کی سراسر نفی کرتا ہے اور اپنی بنیاد محض مذہبی تخیل پر رکھتا ہے اور چونکہ اس کی بنیاد صرف دینی ہے۔ اس لئے وہ سراپا روحانیت ہے اور خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف بھی ہے۔ اسی لئے مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔

انسانیت کی تمدنی تاریخ میں غالباً ختم نبوت کا تخیل سب سے انوکھا ہے۔ اس کا صحیح اندازہ مغربی اور وسط ایشیاء کے موبدانہ تمدن کی تاریخ کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے۔ موبدانہ تمدن میں زرتشتی، یہودی، نصرانی اور صابی تمام مذاہب شامل ہیں۔ ان تمام مذاہب میں نبوت کے اجراء کا تخیل نہایت لازم تھا۔ چنانچہ ان پر مستقل انتظار کی کیفیت رہتی تھی۔ غالباً یہ حالت انتظار نفسیاتی حظ کا باعث تھی۔

عہد جدید کا انسان روحانی طور پر موبد سے بہت زیادہ آزاد منش ہے۔ موبدانہ رویہ کا نتیجہ یہ تھا کہ پرانی جماعتیں ختم ہوتیں اور ان کی جگہ مذہبی عیار نئی جماعتیں لا کھڑی کرتے۔ اسلام کی جدید دنیا میں جاہل اور جوشیلے ملا نے پریس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قبل اسلامی نظریات کو بیسویں صدی میں رائج کرنا چاہا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اسلام، جو تمام جماعتوں کو ایک رسی میں پرونے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ ایسی تحریک کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں رکھ سکتا جو اس کی موجودہ وحدت کے لئے خطرہ ہو اور مستقبل میں انسانی سوسائٹی کے لئے مزید افتراق کا باعث بنے۔

اس سے قبل اسلامی موبدیت نے حال ہی میں جن دو صورتوں میں جنم لیا ہے میرے نزدیک ان میں بہائیت، قادیانیت سے کہیں زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے۔ لیکن مؤخر الذکر اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے[۱۸]۔ لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔ اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں۔ اس کا نبی کے متعلق نجوی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں۔ گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ روح مسیح کا تسلسل یہودی باطنیت کا جزو ہے۔ پولی مسیح بال شیم **Beal Shem** کا ذکر کرتے ہوئے پروفیسر بوبر **Buber** کہتا ہے کہ مسیح کی روح پیغمبروں اور صالح آدمیوں کے واسطے سے زمین پر اتری، اسلامی ایران میں موبدانہ اثر کے ماتحت ملحدانہ تحریکیں اٹھیں اور انہوں نے بروز، حلول اور ظل وغیرہ اصطلاحات وضع کیں۔ تاکہ تناسخ کے اس تصور کو چھپا سکیں۔ ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم قلوب کو ناگوار نہ گزریں۔ حتیٰ کہ مسیح موعود کی اصطلاح بھی اسلامی نہیں بلکہ اجنبی ہے اور اس کا آغاز بھی اس موبدانہ تصور میں ملتا ہے۔ یہ اصطلاح ہمیں اسلام کے دور اوّل کی تاریخ اور مذہبی ادب میں نہیں ملتی۔ اس حیرت انگیز واقعہ کو پروفیسر ونسنک **Wensinck** نے اپنی کتاب موسومہ، "احادیث میں ربط میں نمایاں" کیا ہے۔ یہ کتاب احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کے تین اوّلین تاریخی شواہد پر حاوی ہے۔ اور یہ سمجھنا کچھ مشکل نہیں کہ اسلاف نے اس اصطلاح کو کیوں استعمال نہیں کیا؟ یہ اصطلاح انہیں غالباً اس لئے ناگوار تھی کہ اس سے تاریخی عمل کا غلط نظریہ قائم ہوتا تھا۔ خاکی ذہن وقت کو مدور حرکت تصور کرتا تھا۔ صحیح تاریخی عمل کو بحیثیت ایک تخلیقی حرکت کے ظاہر کرنے کی سعادت عظیم مسلمان مفکر اور مورخ یعنی ابن خلدون کے حصہ میں تھی۔

ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ جدید اجتماعیات کے طالبعلم پر واضح ہے۔ عام مسلمان جسے پچھلے دن ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' میں ایک صاحب نے ''ملازدہ'' کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کے مقابلہ میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔ اگرچہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔ نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا اور مغربیت کی ہوا نے انہیں حفظ نفس کے جذبہ سے بھی عاری کر دیا ہے۔ بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔ اگر سر ہربرٹ ایمرسن (تب گورنر پنجاب) مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیں تو میں انہیں معذور سمجھتا ہوں۔ کیونکہ موجودہ زمانے کے فرنگی کے لئے جس نے بالکل مختلف تمدن میں پرورش پائی ہو۔ اس کے لئے اتنی گہری نظر پیدا کرنی دشوار ہے کہ وہ ایک مختلف تمدن رکھنے والی جماعت کے اہم مسائل کو سمجھ سکے۔

ہندوستان میں حالات بہت غیر معمولی ہیں۔ اس ملک کی بے شمار مذہبی جماعتوں کی بقاء اپنے استحکام کے ساتھ وابستہ ہے۔ کیونکہ جو مغربی قوم یہاں حکمران ہے۔ اس کے لئے اس کے سوا چارہ نہیں کہ مذہب کے معاملہ میں عدم مداخلت سے کام لے۔ اس پالیسی نے ہندوستان ایسے ملک پر بدقسمتی سے بہت برا اثر ڈالا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ یہ مبالغہ نہ ہوگا کہ مسلم جماعت کا استحکام اس سے کہیں کم ہے۔ جتنا حضرت مسیح (علیہ السلام) کے زمانہ میں یہودی جماعت کا رومن کے ماتحت تھا۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی سٹے باز اپنی اغراض کی خاطر ایک نئی جماعت کھڑی کر سکتا ہے اور یہ لبرل حکومت اصل جماعت کی وحدت کی ذرہ بھر پروا نہیں کرتی۔ بشرطیکہ یہ مدعی اسے اپنی اطاعت اور وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے پیرو حکومت کے محصول ادا کرتے رہیں۔ اسلام کے حق میں اس پالیسی کا مطلب ہمارے شاعر عظیم اکبر نے اچھی طرح بھانپ لیا تھا۔ جب اس نے اپنے مزاحیہ انداز میں کہا۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

میں قدامت پسند ہندوؤں کے اس مطالبہ کے لئے پوری ہمدردی رکھتا ہوں۔ جو انہوں نے نئے دستور میں مذہبی مصلحین کے خلاف پیش کیا ہے[19]۔ یقیناً یہ مطالبہ مسلمانوں کی طرف سے پہلے پیش ہونا چاہئے تھا۔ جو ہندوؤں کے برعکس اپنے اجتماعی نظام میں نسلی تخیل کو دخل نہیں دیتے۔

حکومت کو موجودہ صورتحال پر غور کرنا چاہئے اور اس معاملہ میں جو قومی وحدت کے لئے اشد اہم ہے۔ عام مسلمانوں کی ذہنیت کا اندازہ لگانا چاہئے۔ اگر کسی قوم کی وحدت خطرے میں ہو تو اس کے لئے اس کے سوا چارۂ کار نہیں رہتا کہ وہ معاندانہ قوتوں کے خلاف مدافعت کرے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدافعت کا کیا طریقہ ہے؟ اور وہ طریقہ یہی ہے کہ اصل جماعت جس شخص کو ''تلعب بالدین'' کرتے پائے۔ اس کے دعاوی کو تحریر و تقریر کے ذریعہ جھٹلایا جائے۔ پھر کیا یہ مناسب ہے کہ اصل جماعت کو رواداری کی تلقین کی جائے۔ حالانکہ اس کی وحدت خطرہ میں ہو اور باغی گروہ کو تبلیغ کی پوری اجازت ہو۔ اگرچہ وہ تبلیغ دشنام سے لبریز ہو۔

اگر کوئی گروہ، جو اصل جماعت کے نقطۂ نظر سے باغی ہے۔ حکومت کے لئے مفید ہے تو حکومت اس کی خدمات کا صلہ دینے کی پوری طرح مجاز ہے۔ دوسری جماعتوں کو اس سے کوئی شکایت پیدا نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہ توقع رکھنی بیکار ہے کہ خود جماعت ایسی قوتوں کو نظرانداز کردے جو اس کے اجتماعی وجود کے لئے خطرہ ہیں۔ اس مقام پر یہ دہرانے کی غالباً ضرورت نہیں کہ مسلمانوں کے بیشمار فرقوں کے مذہبی تنازعوں کا ان بنیادی مسائل پر کچھ اثر نہیں پڑتا جن مسائل پر سب فرقے متفق ہیں۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے پر الحاد کے فتوے ہی دیتے ہوں۔

ایک اور چیز بھی حکومت کی خاص توجہ کی محتاج ہے۔ ہندوستان میں مذہبی مدعیوں کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ مذہب سے بالعموم بیزار ہونے لگتے ہیں اور بالآخر مذہب کے اہم عنصر کو اپنی زندگی سے علیحدہ کردیتے ہیں۔ ہندوستانی دماغ ایسی صورت میں مذہب کی جگہ کوئی اور بدل پیدا کرے گا۔ جس کی شکل روس کی دہری مادیت سے ملتی جلتی ہوگی۔ لیکن پنجابی مسلمانوں کی پریشانی کا باعث محض مذہبی سوال نہیں ہے۔ کچھ جھگڑے سیاسی بھی ہیں۔ جن کی طرف سرہربرٹ ایمرسن نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اشارہ کیا ہے۔ یہ اگرچہ خالص سیاسی جھگڑے ہیں۔ لیکن ان کی اہمیت بھی مذہبی سوال سے کسی طرح کم نہیں۔ جہاں مجھے حکومت کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ اسے پنجابی مسلمانوں کی وحدت کا احساس ہے۔ وہاں میں حکومت کو احتساب خویش کا مشورہ بھی دوں گا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ شہری اور دیہاتی مسلمان کی تمیز کے لئے کون ذمہ دار ہے؟ جس کی بدولت مسلمان جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی ہے اور دیہاتی حصہ خود بہت سے گروہوں میں بٹ گیا ہے۔ جو ہر دم آپس میں برسرپیکار رہتے ہیں؟

سر ہربرٹ ایمرسن پنجابی مسلمانوں کی صحیح قیادت کی عدم موجودگی کا گلہ کرتے ہیں۔ اے کاش! وہ سمجھ سکتے کہ حکومت کی اس شہری دیہاتی تمیز نے، جسے وہ خود غرض سیاسی حیلہ بازوں کے ذریعہ برقرار رکھتی ہے۔ جماعت کو نا قابل بنا دیا ہے کہ وہ صحیح رہنما پیدا کر سکے۔ میرے خیال میں اس حربہ کا استعمال ہی اس غرض سے کیا گیا ہے۔ تا کہ کوئی صحیح رہنما پیدا نہ ہو سکے۔ سر ہربرٹ ایمرسن صحیح رہنما کی عدم موجودگی کا رونا روتے ہیں اور میں اس نظام کا رونا روتا ہوں۔ جس نے ایسے رہنما کی پیدائش کو ناممکن بنا دیا ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۸)

ضمیمہ [۲۱]

مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بیان سے بعض حلقوں میں غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں اور یہ خیال کیا جا رہا ہے کہ میں نے حکومت کو یہ دقیق مشورہ دیا ہے کہ وہ قادیانی تحریک کا بہ جبر انسداد کر دے۔ میرا یہ مدعا ہر گز نہ تھا۔ میں نے اس امر کی وضاحت کر دی تھی کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایک ایسا طریقہ ہے۔ جسے ہندوستان کی موجودہ حکمران قوم اختیار کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی پالیسی ممکن ہی نہیں۔ البتہ مجھے یہ احساس ضرور ہے کہ یہ پالیسی مذہبی جماعتوں کے فوائد کے خلاف ہے۔ اگرچہ اس سے بچنے کی راہ کوئی نہیں۔ جنہیں خطرہ محسوس ہو، انہیں خود اپنی حفاظت کرنی پڑے گی۔

میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کر لے۔ یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا۔ جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۲۸، ۱۲۹)

اسٹیٹس مین کے جواب میں [۲۲]

میرے بیان مطبوعہ ۱۴ رمئی پر آپ نے تنقیدی اداریہ لکھا۔ اس کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں۔ جو سوال آپ نے اپنے مضمون میں اٹھایا ہے وہ فی الواقعہ بہت اہم ہے اور مجھے مسرت ہے کہ آپ نے اس سوال کی اہمیت کو محسوس کیا ہے۔ میں نے اپنے بیان میں اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ کیونکہ (میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کی تفریق کی پالیسی کے پیش نظر جو انہوں نے مذہبی اور معاشرتی معاملات میں ایک نئی نبوت کا اعلان کر کے اختیار کی ہے۔ خود حکومت کا فرض ہے کہ وہ قادیانیوں اور مسلمانوں کے بنیادی اختلافات کا لحاظ رکھتے ہوئے آئینی اقدام اٹھائے) اور اس کا انتظار نہ کرے کہ مسلمان کب مطالبہ کرتے ہیں اور مجھے اس احساس میں حکومت کے سکھوں کے متعلق رویہ سے اور بھی تقویت ملی۔ سکھ ۱۹۱۹ء تک آئینی طور پر علیحدہ سیاسی

جماعت تصور نہیں کئے جاتے تھے۔ لیکن اس کے بعد علیحدہ جماعت تسلیم کر لئے گئے۔ حالانکہ انہوں نے کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ بلکہ لاہور ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا تھا کہ سکھ ہندو ہیں۔

اب چونکہ آپ نے یہ سوال پیدا کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں اس مسئلہ کے متعلق، جو برطانوی اور مسلم دونوں زاویۂ نگاہ سے نہایت اہم ہے۔ چند معروضات پیش کروں۔ آپ چاہتے ہیں کہ میں واضح کروں کہ حکومت جب کسی جماعت کے مذہبی اختلافات کو تسلیم کرتی ہے تو میں اسے کس حد تک گوارا کر سکتا ہوں۔ سو عرض ہے کہ:

اوّلاً...... اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے۔ جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم (ﷺ) کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم (ﷺ) کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں۔ لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم (ﷺ) کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا۔ ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا۔ لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا۔ لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم (ﷺ) کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں اور ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلا دیں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو۔ تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔

ثانیاً...... ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانیٔ تحریک نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی اور اپنی جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملت اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی) مسلمانوں کی قیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ

یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں۔ جتنے سکھ، ہندوؤں سے کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہندوؤں میں پوجا نہیں کرتے۔

ثالثاً...... اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور وفکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ علاوہ سرکاری ملازمتوں کے فوائد کے ان کی موجودہ آبادی جو ۵۶۰۰۰ (چھپن ہزار) ہے۔ انہیں کسی اسمبلی میں ایک نشست بھی نہیں دلاسکتی اور اس لئے انہیں سیاسی اقلیت کی حیثیت بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ اس امر کا ثبوت ہے کہ قادیانیوں نے اپنی جداگانہ سیاسی حیثیت کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ مجالس قانون ساز میں ان کی نمائندگی نہیں ہوسکتی۔ نئے دستور میں ایسی اقلیتوں کے تحفظ کا علیحدہ لحاظ رکھا گیا ہے۔ لیکن میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کردیا جائے۔ اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کررہی ہے۔ کیونکہ وہ ابھی اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچاسکے۔ حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبہ کا انتظار نہ کیا۔ اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبہ کے لئے کیوں انتظار کررہی ہے۔ (حرف اقبال ص۱۳۶تا۱۳۸)

اسلام اور احمدیت[۲۳]

ماڈرن ریویو، کلکتہ میں پنڈت جواہر لال نہرو کے تین مضامین شائع ہونے کے بعد مجھے اکثر مسلمانوں نے جو مختلف مذہبی وسیاسی مسلک رکھتے ہیں متعدد خطوط لکھے ہیں۔ ان میں سے بعض کی خواہش ہے کہ میں قادیانیوں کے بارے میں مسلمانان ہند کے طرز عمل کی مزید توضیح کروں اور اس طرز عمل کو حق بجانب ثابت کروں۔ بعض یہ دریافت کرتے ہیں کہ میں قادیانیت میں کس مسئلہ کو تنقیح طلب سمجھتا ہوں۔ اس بیان میں میں ان مطالبات کو پورا کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو میں بالکل جائز تصور کرتا ہوں اور اس کے بعد ان سوالات کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جو پنڈت جواہر لال نہرو نے اٹھائے ہیں۔ بہرحال مجھے اندیشہ ہے کہ اس بیان کا ایک حصہ پنڈت جی کے لئے دلچسپ نہ ہوگا۔ لہٰذا ان کا وقت بچانے کے لئے میرا یہ مشورہ ہے کہ وہ ایسے حصوں کو نظرانداز کردیں۔

یہ بیان کرنا میرے لئے ضروری نہیں کہ پنڈت جی کو مشرق کے، بلکہ ساری دنیا کے

ایک عظیم الشان مسئلے سے جو دلچسپی ہے، میں اس کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ میری رائے میں یہ پہلے ہندوستانی قوم پرست قائد ہیں۔ جنہوں نے دنیائے اسلام کی موجودہ روحانی بے چینی کو سمجھنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس بے چینی کے مختلف پہلوؤں اور ممکن ردعمل کے مدنظر ہندوستان کے ذی فکر سیاسی قائدین کو چاہئے کہ اس وقت قلب اسلام میں جو چیز ہیجان پیدا کر رہی ہے اس کے حقیقی مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

بہرحال میں اس واقعہ کو پنڈت جی اور قارئین سے پوشیدہ رکھنا نہیں چاہتا کہ پنڈت جی کے مضامین نے میرے ذہن میں احساسات کا ایک دردناک ہیجان پیدا کر دیا۔ یہ جانتے ہوئے کہ پنڈت جی ایک ایسے انسان ہیں جو مختلف تہذیبوں سے وسیع ہمدردی رکھتے ہیں۔ میرا ذہن اس خیال کی طرف مائل ہے کہ جن سوالات کو وہ سمجھنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ بالکل خلوص پر مبنی ہے۔ تاہم جس طریقے سے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس سے ایسی ذہنیت کا پتہ چلتا ہے جس کو پنڈت جی سے منسوب کرنا میرے لئے دشوار ہے۔ میں اس خیال کی طرف مائل ہوں کہ میں نے قادیانیت کے متعلق جو بیان دیا تھا (جس میں ایک مذہبی نظریہ کی محض جدید اصول کے مطابق تشریح کی گئی تھی) اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بناء پر دونوں اپنے دل میں مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جن کی سیاسی تصوریت نے حقائق کو کچل ڈالا ہے۔ اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ شمال مغربی ہند کے مسلمانوں میں احساس خودمختاری پیدا ہو۔ میری رائے میں ان کا یہ خیال غلط ہے کہ ہندوستانی قومیت کے لئے ملک کی مختلف تہذیبوں کو مٹا دینا چاہئے۔ حالانکہ ان تہذیبوں کے باہمی عمل و اثر سے ہندوستان ایک ترقی پذیر اور پائیدار تہذیب کو نمو دے سکتا ہے۔ ان طریقوں سے جو تہذیب نمو پائے گی اس کا نتیجہ بجز باہمی تشدد اور تلخی کے اور کیا ہوگا؟ یہ بات بھی بدیہی ہے کہ قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری سے گھبرائے ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند کے سیاسی نفوذ کی ترقی سے ان کا یہ مقصد یقیناً فوت ہو جائے کہ پیغمبر عرب (ﷺ) کی امت سے ہندوستانی پیغمبر کی ایک نئی امت تیار کریں۔ حیرت کی بات ہے کہ میری یہ کوشش کہ مسلمانان ہند کو اس امر سے متنبہ کروں کہ ہندوستان کی تاریخ میں جس دور سے وہ گزر رہے ہیں۔ اس میں ان کا اندرونی استحکام کس قدر ضروری ہے اور ان انتشار انگیز قوتوں سے محترز رہنا کس قدر ناگزیر ہے۔ جو اسلامی تحریکات کے بھیس میں پیش ہوتی ہیں۔ پنڈت جی کو یہ موقع دیتی ہے کہ ایسی تحریکوں سے ہمدردی کریں۔

بہر کیف میں پنڈت جی کے محرکات کی تحلیل کے ناگوار فرض کو جاری رکھنا نہیں چاہتا۔ جو لوگ قادیانیت کے متعلق عام مسلمانوں کے طرز عمل کی توضیح چاہتے ہیں۔ ان کے استفادہ کے لئے میں ڈیورنٹ (Derant) کی کتاب ''افسانہ فلسفہ'' (Story of Philosophy) کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔ جس سے قارئین کو واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ قادیانیت میں امر تنقیح طلب کیا ہے۔ ڈیورنٹ نے فلسفی اعظم اسپائنوزا (Spinoza) کے جماعت بدر کئے جانے سے متعلق یہودی نقطۂ نظر کو اختصار کے ساتھ چند جملوں میں بیان کیا ہے۔ قارئین یہ خیال نہ کریں کہ اس اقتباس کے پیش کرنے سے میرا مطلب اسپائنوزا اور بانی قادیانیت میں کسی قسم کا موازنہ کرنا ہے۔ عقل و سیرت کے لحاظ سے ان دونوں کے مابین بعد عظیم ہے۔ خدامست اسپائنوزا نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ کسی جدید تنظیم کا مرکز ہے جو یہودی اس پر ایمان نہ لائے یہودیت سے خارج ہے۔ اسپائنوزا کے جماعت بدر کئے جانے کے متعلق ڈیورنٹ کی عبارت یہودیوں کے طرز عمل پر اس قدر منطبق نہیں ہوتی۔ جس قدر کہ قادیانیت کے متعلق مسلمانوں کے طرز عمل پر ہوتی ہے۔ یہ عبارت حسب ذیل ہے: ''علاوہ بریں اکابر یہود کا خیال تھا کہ امسٹرڈم (Amsterdam) میں ان کی جو چھوٹی سی جماعت تھی ان کو انتشار سے بچانے کا واحد ذریعہ مذہبی وحدت ہے اور یہودیوں کی جماعت کو جو دنیا میں بکھری ہوئی ہے۔ برقرار رکھنے اور ان میں اتفاق پیدا کرنے کا آخری ذریعہ بھی یہی ہے۔ اگر ان کی اپنی کوئی سلطنت، کوئی ملکی قانون اور دنیاوی قوت وطاقت کے ادارے ہوتے جن کے ذریعہ وہ اندرونی استحکام اور بیرونی استحکام حاصل کر سکتے تو وہ زیادہ روادار ہوتے۔ لیکن ان کا مذہب ان کے لئے ایمان بھی تھا اور حب الوطنی بھی۔ ان کا معبد ان کی عبادت کا اور مذہبی رسوم کے علاوہ ان کی سماجی اور سیاسی زندگی کا بھی مرکز تھا۔ ان حالات کے ماتحت انہوں نے الحاد کو غداری اور رواداری کو خودکشی تصور کیا۔''

امسٹرڈم میں یہودیوں کی حیثیت ایک اقلیت کی تھی۔ اس لحاظ سے وہ اسپائنوزا کو ایسی انتشار انگیز ہستی سمجھنے میں حق بجانب تھے۔ جس سے ان کی جماعت بکھر جانے کا اندیشہ تھا۔ اس طرح مسلمانان ہند یہ سمجھنے میں حق بجانب ہیں کہ تحریک قادیانیت جو تمام دنیائے اسلام کو کافر قرار دیتی ہے اور اس سے معاشرتی مقاطعہ کرتی ہے۔ مسلمانان ہند کی حیات ملی کے لئے اسپائنوزا کی اس مابعد الطبیعات سے زیادہ خطرناک ہے جو یہود کی حیات ملی کے لئے تھی۔ میرا خیال ہے کہ مسلمانان ہند ان حالات کی مخصوص نوعیت کو جبلی طور پر محسوس کرتے ہیں۔ جن میں کہ وہ ہندوستان میں گھرے ہوئے ہیں اور دوسرے ممالک کے مقابلہ میں انتشار انگیز قوتوں کا قدرتی طور پر زیادہ

احساس رکھتے ہیں۔ ایک اوسط مسلمان کا یہ جبلی ادراک میری رائے میں بالکل صحیح ہے اور اس میں شک نہیں کہ اس احساس کی بنیاد مسلمانان ہند کے ضمیر کی گہرائیوں میں ہے۔ اس قسم کے معاملات میں جو لوگ رواداری کا نام لیتے ہیں وہ لفظ رواداری کے استعمال میں بے حد غیر محتاط ہیں اور مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ اس لفظ کو بالکل نہیں سمجھتے۔ گبن کہتا ہے کہ ایک رواداری فلسفی کی ہوتی ہے۔ جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں۔ ایک رواداری مؤرخ کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر غلط ہیں۔ ایک رواداری مدبر کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں۔ ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر و عمل کے طریقوں کو روا رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر و عمل سے بے تعلق ہوتا ہے۔ ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے۔ جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت کو جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص پر کی جاتی ہے برداشت کر لیتا ہے۔ یہ ایک بدیہی بات ہے کہ اس قسم کی رواداری اخلاقی قدر سے معرا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس اس سے اس شخص کے روحانی افلاس کا اظہار ہوتا ہے۔ جو ایسی رواداری کا مرتکب ہوتا ہے۔ حقیقی رواداری عقلی اور روحانی وسعت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ رواداری ایسے شخص کی ہوتی ہے جو روحانی حیثیت سے قوی ہوتا ہے اور اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے دوسرے مذاہب کو روا رکھتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ایک سچا مسلمان ہی اس قسم کی رواداری کی صلاحیت رکھتا ہے۔ خود اس کا مذہب اختلافی ہے۔ اس وجہ سے وہ آسانی دوسرے مذاہب سے ہمدردی رکھ سکتا ہے اور ان کی قدر کر سکتا ہے۔ ہندوستان کے شاعر اعظم امیر خسرو نے ایک بت پرست کے قصہ میں اس قسم کی رواداری کو نہایت خوبصورتی سے بیان کیا ہے۔ اس کی بتوں سے بے اندازہ محبت کے تذکرہ کے بعد شاعر اپنے مسلمان قارئین کو یوں مخاطب کرتا ہے۔

اے کہ زبت طعنہ بہ ہندی بری
ہم زوے آموز پرستش گری

ترجمہ: اے ہندیوں کی بت پرستی پہ طعن کرنے والے تو ان سے پرستش کا طریقہ سیکھ۔

خدا کا ایک سچا پرستار ہی عبادت و پرستش کی قدر و قیمت کو محسوس کر سکتا ہے۔ خواہ اس پرستش کا تعلق ایسے ارباب سے ہو جن پر وہ اعتقاد نہیں رکھتا۔ رواداری کی تلقین کرنے والے اس شخص پر عدم رواداری کا الزام لگانے میں غلطی کرتے ہیں۔ جو اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس طرز عمل کو وہ غلطی سے اخلاقی کمتری خیال کرتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ (اس) طرز عمل میں حیاتیاتی قدر و قیمت مضمر ہے۔ جب کسی جماعت کے افراد جبلی طور یا کسی عقلی دلیل کی بناء

پر یہ محسوس کرتے ہوں کہ اس جماعت کی اجتماعی زندگی خطرہ میں ہے۔ جس کے یہ رکن ہیں تو ان کے مدافعانہ طرزِ عمل کو حیاتیاتی معیار پر جانچنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں ہر فکر عمل کی تحقیق اس لحاظ سے کرنی چاہئے کہ اس میں حیات افروزی کس قدر ہے؟ یہاں سوال یہ نہیں ہے کہ ایسے شخص کے متعلق جو ملحد قرار دیا گیا ہو۔ کسی فرد یا جماعت کا رد یہ اخلاقاً صائب ہے یا غیر صائب؟ سوال یہ ہے کہ یہ حیات افروز ہے یا حیات کش؟ پنڈت جواہر لال نہرو خیال کرتے ہیں کہ جو جماعت مذہبی اصولوں پر قائم ہوئی ہے وہ محکمہ احتساب[۴۵] کے قیام کو مستلزم ہے۔ تاریخ مسیحیت کے متعلق یہ بات صحیح ہوسکتی ہے۔ لیکن تاریخ اسلام پنڈت جی کی منطق کے خلاف یہ ثابت کرتی ہے کہ حیات اسلامی کے گزشتہ تیرہ سو سال میں اسلامی ممالک محکمہ احتساب سے بالکل ناآشنا رہے ہیں۔ قرآن واضح طور پر ایسے ادارے کی ممانعت کرتا ہے: ''دوسروں کی کمزوریوں کی تلاش نہ کرو اور بھائیوں کی چغلی نہ کھاؤ۔ (ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضاً۔ الحجرات:۱۲)'' پنڈت جی کو تاریخ اسلام کے مطالعہ سے معلوم ہو جائے گا کہ یہودی اور عیسائی اپنے وطن کے مذہبی تشدد سے تنگ آ کر اسلامی ممالک میں پناہ لیتے تھے۔ جن دو قضایا پر اسلام کی تعقلی عمارت قائم ہے۔ وہ اس قدر سادہ ہیں کہ ان میں ایسا الحاد ناممکن ہے۔ جس سے ملحد دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ جب کوئی شخص ایسے ملحدانہ نظریات کو رواج دیتا ہے۔ جن سے نظام اجتماعی خطرہ میں پڑ جاتا ہو۔ تو ایک آزادانہ اسلامی ریاست یقیناً اس کا انسداد کرے گی۔ لیکن ایسی صورت میں ریاست کا فعل سیاسی مصلحتوں پر مبنی ہوگا۔ نہ کہ خالص مذہبی اصولوں پر۔ میں اس بات کو اچھی طرح محسوس کرتا ہوں کہ پنڈت جی ایسا شخص، جس کی پیدائش اور تربیت ایک ایسی جماعت میں ہوئی ہو جس کی سرحدیں متعین نہیں ہیں اور جس میں اندرونی استحکام بھی مفقود ہے۔ اس امر کا بمشکل اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک مذہبی جماعت ایسے محکمہ احتساب کے بغیر زندہ رہ سکتی ہے جو حکومت کی جانب سے عوام کے عقائد کی تحقیقات کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ یہ بات کارڈنل نیومن (Cardinal Newman) کی اس عبارت سے بالکل واضح ہو جاتی ہے جو پنڈت جی پیش کر کے حیرت کرتے ہیں کہ میں کارڈنل کے اصولوں کو کس حد تک اسلام پر قابل اطلاق سمجھتا ہوں؟ میں ان سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اسلام کی اندرونی ہیئت ترکیبی اور کیتھولک مسیحیت میں اختلاف عظیم ہے۔ کیتھولک مسیحیت کی پیچیدگی اس کی فوق العقلی نوعیت اور تحکمی عقائد کی کثرت نے، جیسا کہ تاریخ مسیحیت سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملحدانہ تاویلات کے لئے راستہ کھول دیا

ہے۔ اسلام کا سیدھا سادھا مذہب دو قضایا پر مبنی ہے۔ خدا ایک ہے اور محمد (ﷺ) اس سلسلہ انبیاء کے آخری نبی ہیں جو وقتاً فوقتاً ہر ملک اور ہر زمانے میں اس غرض سے مبعوث ہوتے تھے کہ نوع انسان کی رہنمائی صحیح طرز زندگی کی طرف کریں۔ جیسا کہ بعض عیسائی مصنفین خیال کرتے ہیں کہ کسی تحکمی عقیدے کی تعریف اسی طرح کی جانی چاہئے کہ وہ ایک فوق العقلی قضیہ ہے اور اس کو مذہبی استحکام کی خاطر اور اس کا مابعد الطبیعی مفہوم سمجھے بغیر مان لینا چاہئے تو اس لحاظ سے اسلام کے ان دو سادہ قضایا کو تحکمی عقیدے سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ان دونوں کی تائید نوع انسان کے تجربہ سے ہوتی ہے اور ان کی عقلی توجیہ بخوبی کی جا سکتی ہے۔ ایسے الحاد کا سوال جہاں یہ فیصلہ کرنا پڑے کہ آیا اس کا مرتکب دائرہ مذہب میں ہے یا اس سے خارج ہے؟ ایسی مذہبی جماعت میں جو ایسے سادہ قضایا پر مبنی ہو، اس صورت میں پیدا ہوتا ہے۔ جب کہ ملحد ان قضایا میں سے کسی ایک یا دونوں سے انکار کر دے۔ تاریخ اسلام میں ایسا واقعہ شاذ ہی وقوع پذیر ہوا ہے اور ہونا بھی یہی چاہئے۔ کیونکہ جب اس قسم کی کوئی بغاوت پیدا ہوتی ہے تو ایک اوسط مسلمان کا احساس قدرتی طور پر شدید ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی ایران کا احساس بہائیوں کے خلاف اس قدر تھا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانان ہند کا احساس قادیانیوں کے خلاف اس قدر شدید ہے۔

یہ سچ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی فرقے فقہ اور دینیات کے فروعی مسائل میں اختلاف کی وجہ سے اکثر و بیشتر، ایک دوسرے میں الحاد کا الزام لگاتے رہے ہیں۔ دینیات کے فروعی مسائل کے اختلاف ہیں اور نیز الحاد کی ایسی انتہائی صورتوں میں جہاں ملحد کو جماعت سے خارج کیا جاتا ہے۔ لفظ کفر کے غیر محتاط استعمال کو آج کل کے تعلیم یافتہ مسلمان، جو مسلمانوں کے دینیاتی مناقشات کی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں۔ ملت اسلامیہ کے اجتماعی و سیاسی انتشار کی علامت تصور کرتے ہیں۔ یہ ایک بالکل غلط تصور ہے۔ اسلامی دینیات کی تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ فروعی مسائل کے اختلاف میں ایک دوسرے پر الحاد کا الزام لگانا باعث انتشار ہونے کی بجائے دینیاتی تفکر کو متحد کرنے کا ذریعہ بن گیا ہے۔ پروفیسر ہر گرونج (Hurgruoung) کہتے ہیں کہ جب ہم فقہ اسلامی کے نشوونما کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک طرف تو ہر زمانے کے علماء خفیف سے اشتعال کے باعث ایک دوسرے کی مذمت یہاں تک کرتے ہیں کہ ایک دوسرے پر کفر کا الزام عائد ہو جاتا ہے اور دوسری طرف یہی لوگ زیادہ سے زیادہ اتحاد عمل کے ساتھ اپنے پیشروؤں کے اختلاف رفع کرتے ہیں۔ اسلامی دینیات کا متعلم جانتا ہے کہ مسلم فقہاء اس قسم کے الحاد کو اصطلاحی زبان میں کفر زیر کفر سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی ایسا کفر جس میں

مرتکب جماعت سے خارج نہیں ہوتا۔ بہر حال یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ملاؤں کے ذریعے جن کا عقلی تعطل دینیاتی تفکر کے ہر اختلاف کو قطعی سمجھتا ہے اور اختلاف میں اتحاد کو دیکھ نہیں سکتا۔ خفیف سا الحاد فتنۂ عظیم کا باعث ہو جاتا ہے۔ اس فتنہ کا انسداد اس طرح ہو سکتا ہے کہ مدارس دینیات کے طلباء کے سامنے اسلام کی ائتلافی روح کا واضح ترین تصور پیش کریں اور ان کو یہ بتلائیں کہ منطقی تضاد دینیاتی تفکر میں اصول حرکت کا کام کرتا ہے۔ یہ سوال کہ الحاد کبیرہ کس کو کہتے ہیں؟ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ کسی مفکر یا مصلح کی تعلیم مذہب اسلام کی سرحدوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بدقسمتی سے قادیانیت کی تعلیم میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ تحریک قادیانیت دو جماعتوں میں منقسم ہے۔ جو قادیانی اور لاہوری جماعتوں کے نام سے موسوم ہیں۔ اوّل الذکر جماعت بانیٔ قادیانیت کو نبی تسلیم کرتی ہے۔ آخر الذکر نے اعتقاداً یا مصلحتاً قادیانیت کی شدت کو کم کر کے پیش کرنا مناسب سمجھا۔ بہر حال یہ سوال کہ آیا بانی قادیانیت ایک نبی تھا اور اس کی تعلیم سے انکار کرنا الحاد کبیرہ کو مستلزم ہے؟ ان دونوں جماعتوں میں متنازعہ فیہ ہے۔ قادیانیوں کے ان گھریلو مناقشات کے محاسن کو جانچنا میرے پیش نظر مقصد کے لئے غیر ضروری ہے۔ میرا یقین ہے جس کے وجوہ میں آگے چل کر بیان کروں گا کہ ایسے نبی کا تصور جس کے انکار کرنے سے منکر خارج (از) اسلام ہو جاتا ہے۔ قادیانیت کا ایک لازمی عنصر ہے اور لاہوری جماعت کے امام کے مقابلہ میں قادیانیوں کے موجود پیشوا تحریک قادیانیت کی روح سے بالکل قریب ہیں۔

ختم نبوت کے تصور کی تہذیبی قدر و قیمت کی توضیح میں نے کسی اور جگہ کر دی ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اس کتاب کا باب اوّل) اس کے معنی بالکل سلیس ہیں۔ محمد (ﷺ) کے بعد جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسا قانون عطاء کر کے جو ضمیر انسان کی گہرائیوں سے ظہور پذیر ہوا ہے آزادی کا راستہ دکھا دیا ہے۔ کسی اور انسانی ہستی کے آگے روحانی حیثیت سے سر نیاز خم نہ کیا جائے۔ دینیاتی نقطۂ نظر سے اس نظریہ کو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ وہ اجتماعی اور سیاسی تنظیم جسے اسلام کہتے ہیں مکمل اور ابدی ہے۔

محمد (ﷺ) کے بعد کسی ایسے الہام کا امکان ہی نہیں ہے جس سے انکار کفر کو مستلزم ہو۔ جو شخص ایسے الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ اسلام سے غداری کرتا ہے۔ قادیانیوں کا اعتقاد ہے کہ تحریک قادیانیت کا بانی ایسے الہام کا حامل تھا۔ لہٰذا وہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں۔ خود بانی قادیانیت کا استدلال جو قرون وسطیٰ کے متکلمین کے لئے زیبا ہو سکتا ہے۔ یہ ہے کہ اگر کوئی دوسرا نبی نہ پیدا ہو سکے تو پیغمبر اسلام کی روحانیت نامکمل رہ جائے گی۔ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیغمبر

اسلام کی روحانیت میں پیغمبر خیز قوت تھی۔ خود اپنی نبوت کو پیش کرتا ہے۔ لیکن آپ اس سے پھر دریافت کریں کہ محمد (ﷺ) کی روحانیت ایک سے زیادہ نبی پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے تو اس کا جواب نفی میں ہے۔ یہ خیال اس بات کے برابر ہے کہ محمد (ﷺ) آخری نبی نہیں۔ میں آخری نبی ہوں۔ اس امر کے سمجھنے کی بجائے کہ ختم نبوت کا اسلامی تصور نوع انسان کی تاریخ میں بالعموم اور ایشیاء کی تاریخ میں بالخصوص کیا تہذیبی قدر رکھتا ہے۔ بانی قادیانیت کا خیال ہے کہ ختم نبوت کا تصور ان معنوں میں کہ محمد (ﷺ) کا کوئی پیرو نبوت کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ خود محمد (ﷺ) کی نبوت کو نامکمل پیش کرتا ہے۔ جب میں بانی قادیانیت کی نفسیات کا مطالعہ ان کے دعویٰ نبوت کی روشنی میں کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیغمبر اسلام کی تخلیقی قوت کو صرف ایک نبی یعنی تحریک قادیانیت کے بانی کی پیدائش تک محدود کر کے پیغمبر اسلام کے آخری نبی ہونے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس طرح یہ نیا پیغمبر چپکے سے اپنے روحانی مورث کی ختم نبوت پر متصرف ہو جاتا ہے۔

اس کا دعویٰ ہے کہ میں پیغمبر اسلام کا بروز ہوں۔ اس سے وہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ پیغمبر اسلام کا بروز ہونے کی حیثیت سے اس کا خاتم النبیین ہونا دراصل محمد (ﷺ) کا خاتم النبیین ہونا ہے۔ پس یہ نقطہ نظر پیغمبر اسلام کی ختم نبوت کو مسترد نہیں کرتا۔ اپنی ختم نبوت کو پیغمبر اسلام کی ختم نبوت کے مماثل قرار دے کر بانی قادیانیت نے ختم نبوت کے تصور کے زمانی مفہوم کو نظر انداز کر دیا ہے۔ بہر حال یہ ایک بدیہی بات ہے کہ بروز کا لفظ مکمل مشابہت کے مفہوم میں بھی اس کی مدد نہیں کرتا۔ کیونکہ بروز ہمیشہ اس شئے سے الگ ہوتا ہے۔ جس کا یہ بروز ہوتا ہے۔ صرف اوتار کے معنوں میں بروز اور اس شئے میں عینیت پائی جاتی ہے۔ پس اگر ہم بروز سے روحانی صفات کی مشابہت مراد لیں تو یہ دلیل بے اثر رہتی ہے۔ اگر اس کے برعکس اس لفظ کے آریائی مفہوم میں اصل شئے کا اوتار مراد لیں تو یہ دلیل بظاہر قابل قبول ہوتی ہے۔ لیکن اس خیال کا موجد مجوسی بھیس میں نظر آتا ہے۔

ہسپانیہ کے برگزیدہ صوفی محی الدین ابن العربیؒ کی سند پر یہ مزید دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ایک مسلمان ولی کے لئے اپنے روحانی ارتقاء کے دوران میں اس قسم کا تجربہ حاصل کرنا ممکن ہے جو شعور نبوت سے مختص ہے۔ میرا ذاتی خیال یہ ہے کہ شیخ محی الدین ابن العربیؒ کا یہ خیال نفسیاتی نقطۂ نظر سے درست نہیں۔ لیکن اگر اس کو صحیح فرض کر لیا جائے تو تب بھی قادیانی استدلال شیخ کے موقف کی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ شیخ ایسے تجربہ کو ذاتی کمال تصور کرتے ہیں۔ جس کی بناء پر کوئی ولی یہ اعلان نہیں کر سکتا کہ جو شخص اس پر (یعنی ولی پر) اعتقاد نہیں رکھتا، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس میں شک نہیں کہ شیخ کے نقطۂ نظر سے ایک ہی زمانہ اور ملک میں ایک سے زیادہ اولیاء موجود ہو سکتے ہیں۔ غور طلب امر یہ ہے کہ نفسیاتی نقطۂ نظر سے ایک ولی کا شعور نبوت تک پہنچنا اگرچہ ممکن ہے۔ تاہم اس کا تجربہ اجتماعی اور سیاسی اہمیت نہیں رکھتا اور نہ اس کو کسی نئی تنظیم کا مرکز بناتا ہے اور یہ استحقاق عطاء کرتا ہے کہ وہ اس نئی تنظیم کو پیروان محمد (ﷺ) کے ایمان یا کفر کا معیار قرار دے۔

اس صوفیانہ نفسیات سے قطع نظر کر کے فتوحات کی متعلقہ عبارتوں کو پڑھنے کے بعد میرا یہ اعتقاد ہے کہ ہسپانیہ کا یہ عظیم الشان صوفی محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر اسی طرح مستحکم ایمان رکھتا ہے۔ جس طرح کہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان رکھ سکتا ہے۔ اگر شیخ کو اپنے صوفیانہ کشف میں یہ نظر آ جاتا کہ ایک روز مشرق میں چند ہندوستانی جنہیں تصوف کا شوق ہے شیخ کی صوفیانہ نفسیات کی آڑ میں پیغمبر اسلام کی ختم نبوت سے انکار کر دیں گے تو یقیناً علماء ہند سے پہلے مسلمانان عالم کو ایسے غداران اسلام سے متنبہ کر دیتے۔

اب قادیانیت کی روح پر غور کرنا ہے۔ اس کے ماخذ اور اس امر کی بحث کہ قبل اسلام مجوسی تصورات نے اسلامی تصوف کے ذریعہ بانی قادیانیت کے ذہن کو کس طرح متاثر کیا؟ مذہب متقابلہ کی نظر سے بے حد دلچسپ ہوگی۔ لیکن میرے لئے اس بحث کو اٹھانا ممکن نہیں۔ یہ کہہ دینا کافی ہے کہ قادیانیت کی اصل حقیقت قرون وسطیٰ کے تصوف اور دینیات کے نقاب میں پوشیدہ ہے۔ علماء ہند نے اس کو محض ایک دینیاتی تحریک تصور کیا اور دینیاتی حربوں سے اس کا مقابلہ کرنے نکل آئے۔ بہر حال میرا خیال ہے کہ اس تحریک کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ طریقہ موزوں نہیں تھا۔ اس وجہ سے علماء کو کچھ زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ بانی قادیانیت کے الہامات کی اگر دقیق النظری سے تحلیل کی جائے تو یہ ایک ایسا مؤثر طریقہ ہوگا۔ جس کے ذریعہ سے ہم اس کی شخصیت اور اندرونی زندگی کا تجزیہ کر سکیں گے۔ اس سلسلہ میں میں اس امر کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ منظور الٰہی نے بانی قادیانیت کے الہامات کا جو مجموعہ شائع کیا ہے۔ اس میں نفسیاتی تحقیق کے لئے متنوع اور مختلف مواد موجود ہے۔ میری رائے میں یہ کتاب بانی قادیانیت کی سیرت اور شخصیت کی کنجی ہے اور مجھے امید ہے کہ کسی دن نفسیات جدیدہ کا کوئی متعلم اس کا سنجیدگی سے مطالعہ کرے گا۔ اگر وہ قرآن کو اپنا معیار قرار دے (اور چند وجوہ سے اس کو ایسا کرنا ہی پڑے گا۔ جن کی تشریح یہاں نہیں کی جا سکتی) اور اپنے مطالعہ کو بانی قادیانیت اور اس کے ہم عصر غیر صوفیاء جیسے رام کرشنا بنگالی کے تجربوں تک پھیلائے تو اس کو اس تجربہ کی اصل ماہیت کے متعلق بڑی حیرت ہوگی۔ جس کی بناء پر بانی قادیانیت نبوت کا دعویدار ہے۔

عام آدمی کے نقطہ نظر سے ایک اور موثر اور مفید طریقہ یہ ہے کہ ۱۷۹۹ء سے ہندوستان میں اسلامی دینیات کی جو تاریخ رہی ہے۔ اس کی روشنی میں قادیانیت کے اصل مظروف کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ دنیائے اسلام کی تاریخ میں ۱۷۹۹ء بے حد اہم ہے۔ اس سال ٹیپو کو شکست ہوئی۔ اس کی شکست کے ساتھ مسلمانوں کو ہندوستان میں سیاسی نفوذ حاصل کرنے کی جو امید تھی اس کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ اسی سال ''جنگ نوارینو'' وقوع پذیر ہوئی۔ جس میں ترکی کا بیڑہ تباہ ہوگیا۔ جو لوگ سرنگاپٹم گئے ہیں۔ ان کو ٹیپو کے مقبرے پر یہ تاریخ وفات کندہ نظر آئی ہوگی۔ ''ہندوستان اور روم کی عظمت ختم ہوگئی۔''

ان الفاظ کے مصنف نے پیش گوئی کی تھی۔ پس ۱۷۹۹ء میں ایشیاء میں اسلام کا انحطاط انتہاء کو پہنچ گیا تھا۔ لیکن جس طرح ژینا میں جرمنی کی شکست کے بعد جدید جرمن قوم کا نشو ونما ہوا۔ کہا جاسکتا ہے کہ اسی طرح ۱۷۹۹ء میں اسلام کی سیاسی شکست کے بعد جدید اسلام اور اس کے مسائل معرض ظہور میں آئے۔ اس امر پر میں آگے چل کر بحث کروں گا۔ فی الحال میں قارئین کی توجہ چند مسائل کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ جو ٹیپو کی شکست اور ایشیاء میں مغربی شہنشاہیت کی آمد کے بعد اسلامی ہند میں پیدا ہوگئے ہیں۔

کیا اسلام میں خلافت کا تصور ایک مذہبی ادارے کو مستلزم ہے؟ مسلمانان ہند اور وہ مسلمان جو ترکی سلطنت سے باہر ہیں۔ ترکی خلافت سے کیا تعلق رکھتے ہیں؟ ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟ اسلام میں نظریہ جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ قرآن کی آیت خدا رسول اور تم میں سے اولی الامر کی اطاعت کرو۔ ''اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (النساء:۵۹)'' میں الفاظ تم میں سے کا کیا مفہوم ہے؟ احادیث سے آمد مہدی کی جو پیشین گوئی کی جاتی ہے۔ اس کی نوعیت کیا ہے؟ اور اسی قبیل کے دوسرے سوالات جو بعد میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق بداہتہً صرف مسلمانان ہند سے تھا۔ اس کے علاوہ مغربی شہنشاہیت کو بھی جو اس وقت اسلامی دنیا میں سرعت کے ساتھ تسلط حاصل کر رہی تھی۔ ان سوالات سے گہری دلچسپی تھی۔ ان سوالات سے جو مناقشات پیدا ہوئے وہ اسلامی ہند کی تاریخ کا ایک باب ہیں۔ یہ حکایت دراز ہے اور ایک طاقتور قلم کی منتظر، مسلمان ارباب سیاست جن کی آنکھیں واقعات پر جمی ہوئی تھیں۔ علماء کے ایک طبقہ کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہوگئے کہ وہ دینیاتی استدلال کا ایک ایسا طریقہ اختیار کریں جو صورتحال کے مناسب ہو۔ لیکن محض منطق سے ایسے عقائد پر فتح پانا آسان نہ تھا۔ جو صدیوں سے مسلمانان ہند کے قلوب پر حکمران تھے۔ ایسے حالات میں منطق یا

تو سیاسی مصلحت کی بناء پر آگے بڑھ سکتی ہے یا قرآن وحدیث کی نئی تفسیر کے ذریعہ ہر دو صورتوں میں استدلال عوام کو متاثر کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ مسلمان عوام کو جن میں مذہبی جذبہ بہت شدید ہے۔ صرف ایک ہی چیز قطعی طور پر متاثر کرسکتی ہے اور وہ ربانی سند ہے۔ راسخ عقائد کو مؤثر طریقہ پر مٹانے اور متذکرہ صدر سوالات جو دینیاتی نظریات مضمر ہیں۔ ان کی نئی تفسیر کرنے کے لئے جو سیاسی اعتبار سے موزوں ہو۔ ایک الہامی بنیاد ضروری سمجھی گئی۔ اس الہامی بنیاد کو قادیانیت نے فراہم کیا۔ خود قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ برطانوی شہنشاہیت کی یہ سب سے بڑی خدمت ہے۔ جو انہوں نے انجام دی ہے۔ پیغمبرانہ الہام کو ایسے دینیاتی خیالات کی بنیاد قرار دینا جو سیاسی اہمیت رکھتے ہیں۔ گویا اس بات کا اعلان کرنا ہے کہ جو لوگ مدعی نبوت کے خیالات کو قبول نہیں کرتے۔ اوّل درجہ کے کافر ہیں اور ان کا ٹھکانہ نار جہنم ہے۔ جہاں تک میں نے اس تحریک کے منشاء کو سمجھا ہے۔ قادیانیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مسیح (علیہ السلام) کی موت ایک عام فانی انسان کی موت تھی اور رجعت مسیح (علیہ السلام) گویا ایسے شخص کی آمد ہے جو روحانی حیثیت سے اس کا مشابہ ہے۔ اس خیال سے اس تحریک پر ایک طرح کا عقلی رنگ چڑھ جاتا ہے۔ لیکن یہ ابتدائی مدارج ہیں۔ اس تصور نبوت کو جو ایسی تحریک کے اغراض کو پورا کرتا ہے۔ جن کو جدید سیاسی قوتیں وجود میں لائی ہیں۔ ایسے ممالک میں جو ابھی تمدن کی ابتدائی منازل میں ہیں۔ منطق سے زیادہ سند کا اثر ہوتا ہے۔ اگر کافی جہالت اور زود اعتقادی موجود ہو اور کوئی شخص اس قدر بے باک ہو کہ حامل الہام ہونے کا دعویٰ کرے۔ جس سے انکار کرنے والا ہمیشہ کے لئے گرفتار لعنت ہو جاتا ہے تو ایک محکوم اسلامی ملک میں ایک سیاسی دینیات کو وجود میں لانا اور ایک ایسی جماعت کو تشکیل دینا آسان ہو جاتا ہے۔ جس کا مسلک سیاسی محکومیت ہو۔ پنجاب میں مبہم دینیاتی عقائد کا فرسودہ جال اس سادہ لوح دہقان کو آسانی سے مسخر کر لیتا ہے۔ جو صدیوں سے ظلم وستم کا شکار رہا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو مشورہ دیتے ہیں کہ تمام مذاہب کے راسخ العقیدہ لوگ متحد ہو جائیں اور اس چیز کی مزاحمت کریں۔ جس کو وہ ہندوستانی قومیت سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ طنز آمیز مشورہ اس بات کو فرض کر لیتا ہے کہ قادیانیت ایک اصلاحی تحریک ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ جہاں تک ہندوستان میں اسلام کا تعلق ہے۔ قادیانیت میں اہم ترین مذہبی اور سیاسی امور تنقیح طلب مضمر ہیں۔ جیسا کہ میں نے اوپر تشریح کی ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں قادیانیت کا وظیفہ ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کی تائید میں الہامی بنیاد فراہم کرتا ہے۔ خالص مذہبی امور سے قطع نظر سیاسی امور کی بناء پر بھی پنڈت جواہر لال نہرو کے شایان شان نہیں کہ وہ مسلمانان ہند پر رجعت پسند اور

قدامت پسند ہونے کا الزام لگائیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر وہ قادیانیت کی اصل نوعیت کو سمجھ لیتے تو مسلمانان ہند کے اس رویہ کی ضرور تعریف وتحسین کرتے جو ایک ایسی مذہبی تحریک کے متعلق اختیار کیا گیا ہے۔ جو ہندوستان کے تمام آفات ومصائب کے لئے الہامی سند پیش کرتی ہے۔

پس قارئین کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اسلام کے رخساروں پر اس وقت قادیانیت کی جو زردی نظر آرہی ہے۔ وہ مسلمانان ہند کے مذہبی تفکر کی تاریخ میں کوئی ناگہانی واقعہ نہیں ہے۔ وہ خیالات جو بالآخر اس تحریک میں رونما ہوئے ہیں۔ بانی قادیانیت کی ولادت سے پہلے دینیاتی مباحث میں نمایاں رہ چکے ہیں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ بانی قادیانیت اور اس کے رفقاء نے سوچ سمجھ کر اپنا پروگرام تیار کیا ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ بانی قادیانیت نے ایک آواز سنی۔ لیکن اس امر کا تصفیہ کہ یہ آواز اس خدا کی طرف سے تھی۔ جس کے ہاتھ میں زندگی اور طاقت ہے یا لوگوں کے روحانی افلاس سے پیدا ہوئی۔ اس تحریک کی نوعیت پر منحصر ہونا چاہئے۔ جو اس آواز کی آفریدہ ہے اور ان افکار وجذبات پر بھی جو اس آواز نے اپنے سننے والوں میں پیدا کئے ہیں۔ قارئین یہ نہ سمجھیں کہ میں استعارات استعمال کر رہا ہوں۔ اقوام کی تاریخ حیات بتلاتی ہے کہ جب کسی قوم کی زندگی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے تو انحطاط ہی الہام کا ماخذ بن جاتا ہے اور اس قوم کے شعراء فلاسفہ، اولیاء، مدبرین اس سے متاثر ہو جاتے ہیں اور مبلغین کی ایک ایسی جماعت وجود میں آجاتی ہے۔ جس کا مقصد واحد یہ ہوتا ہے کہ منطق کی سحر آفرین قوتوں سے اس قوم کی زندگی کے ہر اس پہلو کی تعریف وتحسین کرے جو نہایت ذلیل وقبیح ہوتا ہے۔ یہ مبلغین غیر شعوری طور پر مایوسی کو امید کے درخشاں لباس میں چھپا دیتے ہیں۔ کردار کے روایتی اقتدار کی بیخ کنی کرتے ہیں اور اس طرح ان لوگوں کی روحانی قوت کو مٹا دیتے ہیں جو ان کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں کی قوت ارادی پر ذرا غور کرو۔ جنہیں الہام کی بنیاد پر یہ تلقین کی جاتی ہے کہ اپنے سیاسی ماحول کو اٹل سمجھو۔

پس میرے خیال میں وہ تمام ایکٹر جنہوں نے قادیانیت کے ڈرامہ میں حصہ لیا ہے۔ زوال اور انحطاط کے ہاتھوں میں محض سادہ لوح کٹ پتلی بنے ہوئے تھے۔ ایران میں بھی اسی قسم کا ایک ڈرامہ کھیلا گیا تھا۔ لیکن اس میں نہ وہ سیاسی اور مذہبی امور پیدا ہوئے اور نہ ہو سکتے تھے۔ جو قادیانیت نے اسلام کے لئے ہندوستان میں پیدا کئے ہیں۔ روس نے بابی مذہب کو روا رکھا اور بابیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا پہلا تبلیغی مرکز عشق آباد میں قائم کریں۔ انگلستان نے بھی قادیانیوں کے ساتھ رواداری برتی اور ان کو اپنا پہلا تبلیغی مرکز دوکنگ میں قائم کرنے کی اجازت دی۔ ہمارے لئے اس امر کا فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ آیا روس اور انگلستان نے ایسی رواداری کا اظہار

شہنشاہی مصلحتوں کی بناء پر کیا یا وسعت نظر کی وجہ سے۔ اس قدر تو بالکل واضح ہے کہ اس رواداری نے اسلام کے لئے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔ اسلام کی اس ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے جیسا کہ میں نے اس کو سمجھا ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ اسلام ان دشواریوں سے جو اس کے لئے پیدا کی گئی ہیں زیادہ پاک وصاف ہو کر نکلے گا۔ زمانہ بدل رہا ہے۔ ہندوستان کے حالات ایک نیا رخ اختیار کر چکے ہیں۔ جمہوریت کی نئی روح جو ہندوستان میں پھیل رہی ہے۔ وہ یقیناً قادیانیوں کی آنکھیں کھول دے گی۔ انہیں یقین ہو جائے گا کہ ان کی دینیاتی ایجادات بالکل بے سود ہیں۔

اسلام قرون وسطیٰ کے اس تصوف کی تجدید کو بھی روا نہ رکھے گا۔ جس نے اپنے پیروؤں کے صحیح رجحانات کو کچل کر ایک مبہم تفکر کی طرف ان کا رخ موڑ دیا۔ اس تصوف نے گزشتہ چند صدیوں میں مسلمانوں کے بہترین دماغوں کو اپنے اندر جذب کر کے اور سلطنت کو معمولی آدمیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا۔ جدید اسلام اس تجربہ کو دہرا نہیں سکتا اور نہ وہ پنجاب کے اس تجربے کے اعادے کو روا رکھ سکتا ہے۔ جس نے مسلمانوں کو نصف صدی تک ایسے دینیاتی مسائل میں الجھائے رکھا۔ جن کا زندگی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اسلام جدید تفکر اور تجربے کی روشنی میں قدم رکھ چکا ہے اور کوئی ولی یا پیغمبر اس کو قرون وسطیٰ کے تصوف کی تاریکی کی طرف واپس نہیں لے جا سکتا۔

اب میں پنڈت جواہر لال کے سوالات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ پنڈت جی کے مضامین سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلام یا انیسویں صدی کے اسلام کی مذہبی تاریخ سے بالکل ناواقف ہیں۔ انہوں نے شاید میری تحریرات کا مطالعہ بھی نہیں کیا ہے؟ جن میں ان کے سوالات پر بحث کی گئی ہے۔ میرے لئے یہاں ان تمام خیالات کا اعادہ کرنا ممکن نہیں۔ جن کو میں پہلے بیان کر چکا ہوں۔ انیسویں صدی کے مسلمانوں کی مذہبی تاریخ کو پیش کرنا بھی یہاں ممکن نہیں۔ جس کے بغیر دنیائے اسلام کی موجودہ صورتحال کو پوری طرح سمجھنا دشوار ہے۔ ترکی اور جدید اسلام کے متعلق سینکڑوں کتابیں اور مضامین لکھے گئے ہیں۔ اس لٹریچر کے بیشتر حصہ کا مطالعہ کر چکا ہوں اور غالباً پنڈت جواہر لال نہرو بھی اس کا مطالعہ کر چکے ہوں گے۔ بہرحال میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ان میں سے ایک مصنف نے بھی ان نتائج یا ان اسباب کی اصل ماہیت کو نہیں سمجھا جو ان نتائج کا باعث ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے تفکر کے خصوصی رجحانات کو جو انیسویں صدی کے ایشیاء میں پائے جاتے ہیں۔ اجمالی طور پر بیان کر دینا ضروری ہے۔

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ ۱۷۹۹ء میں اسلام کا سیاسی زوال اپنی انتہاء کو پہنچ چکا تھا۔ بہرحال اسلام کی اندرونی قوت کا اس واقعہ سے بڑھ کر کیا ثبوت مل سکتا ہے کہ اس نے فوراً ہی

محسوس کرلیا کہ دنیا میں اس کا کیا موقف ہے؟ انیسویں صدی میں سر سید احمد خاں ہندوستان میں، سید جمال الدین افغانی افغانستان میں اور مفتی عالم جان روس میں پیدا ہوئے۔ یہ حضرات غالباً محمد بن عبدالوہاب سے متاثر ہوئے تھے۔ جن کی ولادت ۱۷۰۰ء میں بمقام نجد ہوئی تھی اور جو اس نام نہاد وہابی تحریک کے بانی تھے۔ جس کو صحیح طور پر جدید اسلام میں زندگی کی پہلی تڑپ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ سر اسید احمد خان کا اثر بحیثیت مجموعی ہندوستان ہی تک محدود رہا۔ غالباً یہ عصر جدید کے پہلے مسلمان تھے۔ جنہوں نے آنے والے دور کی جھلک دیکھی تھی اور یہ محسوس کیا تھا کہ ایجابی علوم اس دور کی خصوصیت ہے۔ انہوں نے نیز روس میں مفتی عالم جان نے، مسلمانوں کی پستی کا علاج جدید تعلیم کو قرار دیا۔ مگر سر سید احمد خان کی حقیقی عظمت اس واقعہ پر مبنی ہے کہ یہ پہلے ہندوستانی مسلمان ہیں۔ جنہوں نے اسلام کو جدید رنگ میں پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لئے سرگرم عمل ہوگئے۔ ہم ان کے مذہبی خیالات سے اختلاف کر سکتے ہیں۔ لیکن اس واقعہ سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی حساس روح نے سب سے پہلے عصر جدید کے خلاف ردعمل کیا۔

مسلمانان ہند کی انتہائی قدامت پرستی جو زندگی کے حقائق سے دور ہوگئی تھی۔ سر سید احمد خاں کے مذہبی نقطہ نظر کے حقیقی مفہوم کو نہ سمجھ سکی۔ ہندوستان کے شمال مغربی حصہ میں جو ابھی تہذیب کی ابتدائی منزل میں ہے اور جہاں دیگر اقطاع ہند کے مقابلہ میں پیر پرستی زیادہ مسلط ہے۔ سرسید کی تحریک کے خلاف قادیانیت کی تحریک شروع ہوئی۔ اس تحریک میں سامی اور آریائی تصوف کی عجیب وغریب آمیزش تھی اور اس میں کسی فرد کا روحانی احیاء قدیم اسلامی تصوف کے اصولوں کے مطابق نہیں ہوسکتا تھا۔ بلکہ مسیح موعود کی آمد کو پیش کر کے عوام کی کیفیت کو تشفی انتظار دی جاتی تھی۔ اس مسیح موعود کا فرض یہ نہیں تھا کہ فرد کو موجودہ پستی سے نجات دلائے بلکہ اس کا کام یہ تعلیم دینا ہے کہ لوگ اپنی روح کو غلامانہ طور پر پستی اور انحطاط کے سپرد کردیں۔ اس ردعمل ہی کے اندر ایک نازک تضاد مضمر ہے۔ یہ تحریک اسلام کے ضوابط کو برقرار رکھتی ہے۔ لیکن اس قوت ارادی کو فنا کر دیتی ہے۔ جس کو اسلام مضبوط کرنا چاہتا ہے۔

مولانا سید جمال الدین افغانی کی شخصیت کچھ اور ہی تھی۔ قدرت کے طریقے بھی عجیب وغریب ہوتے ہیں۔ مذہبی فکر وعمل کے لحاظ سے ہمارے زمانہ کا سب سے زیادہ ترقی یافتہ مسلمان افغانستان میں پیدا ہوتا ہے۔ جمال الدین افغانی دنیائے اسلام کی تمام زبانوں سے واقف تھے۔ ان کی فصاحت وبلاغت میں سحر آفرینی ودیعت تھی۔ ان کی بے چین روح ایک اسلامی ملک سے دوسرے اسلامی ملک کا سفر کرتی رہی اور اس نے ایران، مصر اور ترکی کے ممتاز

ترین افراد کو متاثر کیا۔ ہمارے زمانے کے بعض جلیل القدر علماء جیسے مفتی محمد عبدہ اور نئی پود کے بعض افراد جو آگے چل کر سیاسی قائد بن گئے۔ جیسے مصر کے زاغلول پاشا وغیرہ انہیں کے شاگردوں میں سے تھے۔ انہوں نے لکھا کم اور کہا بہت اور اس طریقہ سے ان تمام لوگوں کو جنہیں ان کا قرب حاصل ہوا۔ چھوتے چھوتے جمال الدین بنا دیا۔ انہوں نے کبھی نبی یا مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پھر بھی ہمارے زمانے کے کسی شخص نے روح اسلام میں اس قدر تڑپ پیدا نہیں کی جس قدر کہ انہوں نے کی تھی۔ ان کی روح اب بھی دنیائے اسلام میں سرگرم عمل ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ اس کی انتہاء کہاں ہوگی؟

بہر حال اب یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ ان جلیل القدر ہستیوں کی غایت کیا تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے دنیائے اسلام میں تین مخصوص قوتوں کو حکمران پایا اور ان قوتوں کے خلاف بغاوت پیدا کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت کو مرتکز کر دیا۔

۱...... ملائیت: علماء ہمیشہ اسلام کے لئے ایک قوت عظیم کا سرچشمہ رہے ہیں۔ لیکن صدیوں کے مرور کے بعد خاص کر زوال بغداد کے زمانہ سے وہ بے حد قدامت پرست بن گئے اور آزادی اجتہاد (یعنی قانونی امور میں آزاد رائے قائم کرنا) کی مخالفت کرنے لگے۔ وہابی تحریک جو انیسویں صدی کے مصلحین اسلام کے لئے حوصلہ افروز تھی درحقیقت ایک بغاوت تھی۔ علماء کے اس جمود کے خلاف، پس انیسویں صدی کے مصلحین اسلام کا پہلا مقصد یہ تھا کہ عقائد کی جدید تفسیر کی جائے اور بڑھتے ہوئے تجربے کی روشنی میں قانون کی جدید تعبیر کرنے کی آزادی حاصل کی جائے۔

۲...... تصوف: مسلمانوں پر ایک ایسا تصوف مسلط تھا جس نے حقائق سے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ جس نے عوام کی قوت عمل کو ضعیف کر دیا تھا اور ان کو ہر قسم کے توہم میں مبتلا کر رکھا تھا۔ تصوف اپنے اس اعلیٰ مرتبہ سے جہاں وہ روحانی تعلیم کی ایک قوت رکھتا تھا۔ نیچے گر کر عوام کی جہالت اور زود اعتقادی سے فائدہ اٹھانے کا ذریعہ بن گیا تھا۔ اسی نے بتدریج اور غیر محسوس طریقہ پر مسلمانوں کی قوت ارادی کو کمزور اور اس قدر نرم کر دیا تھا کہ مسلمان اسلامی قانون کی سختی سے بچنے کی کوشش کرنے لگے تھے۔ انیسویں صدی کے مصلحین نے اس قسم کے تصوف کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور مسلمانوں کو عصر جدید کی روشنی کی طرف دعوت دی۔ یہ نہیں کہ یہ مصلحین مادہ پرست تھے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اسلام کی اس روح سے آشنا ہو جائیں جو مادہ سے گریز کرنے کی بجائے اس کی تسخیر کی کوشش کرتی ہے۔

۴...... ملوکیت: مسلمان سلاطین کی نظر اپنے خاندان کے مفاد پر جمی رہتی تھی اور اپنے اس مفاد کی حفاظت کے لئے وہ اپنے ملک کو بیچنے میں پس وپیش نہیں کرتے تھے۔ سید جمال الدین افغانی کا مقصد خاص یہ تھا کہ مسلمانوں کو دنیائے اسلام کے ان حالات کے خلاف بغاوت پر آمادہ کیا جائے۔

مسلمانوں کی فکر وتاثر کی دنیا میں ان مصلحین نے جو انقلاب پیدا کیا ہے۔ اس کا تفصیلی بیان یہاں ممکن نہیں۔ بہرحال ایک چیز بہت واضح ہے۔ ان مصلحین نے زاغلول پاشا، مصطفےٰ کمال اور رضا شاہ ایسی ہستیوں کی آمد کے لئے راستہ تیار کر دیا۔ ان مصلحین نے تعبیر وتفسیر، توجیہہ توضیح کی۔ لیکن جو افراد ان کے بعد آئے اگرچہ اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ تھے۔ تاہم اپنے صحیح رجحانات پر اعتماد کر کے جرأت کے ساتھ میدان عمل میں کود پڑے اور زندگی کی نئی ضرورت کا جو تقاضا تھا اس کو جبر وقوت سے پورا کیا۔ ایسے لوگوں سے غلطیاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ لیکن تاریخ اقوام بتلاتی ہے کہ ان کی غلطیاں بھی بعض اوقات مفید نتائج پیدا کرتی ہیں۔ ان کے اندر منطق نہیں بلکہ زندگی ہیجان برپا کر دیتی ہے اور اپنے مسائل کو حل کرنے کے لئے مضطرب اور بے چین رکھتی ہے۔ یہاں یہ بتلا دینا ضروری ہے کہ سر سید احمد خان، سید جمال الدین افغانی اور ان کے سینکڑوں شاگرد جو اسلامی ممالک میں تھے۔ مغرب زدہ مسلمان نہیں تھے۔ بلکہ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے قدیم مکتب کے ملاؤں کے آگے زانوئے ادب تہ کیا تھا اور اس عقلی وروحانی فضا میں سانس لیا تھا۔ جس کو وہ از سر نو تعمیر کرنا چاہتے تھے۔ جدید خیالات کا اثر ضرور پڑا ہے۔ لیکن جس تاریخ کا اجمالی طور پر اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ ترکی میں جو انقلاب ظہور پذیر ہوا اور جو جلد یا بدیر دوسرے اسلامی ممالک (میں) بھی ظہور پذیر ہونے والا ہے۔ بالکل اندرونی قوتوں کا آفریدہ تھا۔ جدید دنیائے اسلام کو جو شخص سطحی نظر سے دیکھتا ہے وہی شخص یہ خیال کر سکتا ہے کہ دنیائے اسلام کا موجودہ انقلاب محض بیرونی قوتوں کا مرہون منت ہے۔

کیا ہندوستان سے باہر دوسرے اسلامی ممالک خاص کر ترکی نے اسلام کو ترک کر دیا ہے؟ پنڈت جواہر لال نہرو خیال کرتے ہیں کہ ترکی اب اسلامی ملک نہیں رہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ یہ سوال کہ آیا کوئی شخص یا جماعت اسلام سے خارج ہو گئی۔ مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے ایک خالص فقہی سوال ہے اور اس کا فیصلہ اسلام کی ہیئت ترکیبی کے لحاظ سے کرنا پڑے گا۔ جب تک کوئی شخص اسلام کے دو بنیادی اصولوں پر ایمان رکھتا ہے۔ یعنی توحید اور ختم نبوت تو اس کو ایک راسخ العقیدہ ملا بھی اسلام کے دائرہ سے خارج نہیں کر سکتا۔ خواہ فقہ

اور آیات قرآنی کی تاویلات میں وہ کتنی ہی غلطیاں کرے۔ غالباً پنڈت جواہر لال نہرو کے ذہن میں وہ مفروضہ یا حقیقی اصلاحات ہیں جو اتاترک نے رائج کی ہیں۔ اب ہم تھوڑی دیر کے لئے ان کا جائزہ لیں گے۔ کیا ترکی میں ایک عام مادی نقطۂ نظر کا نشو ونما اسلام کے منافی ہے؟ مسلمانوں میں ترک دنیا کا بہت رواج رہ چکا ہے۔ مسلمانوں کے لئے اب وقت آ گیا ہے کہ وہ حقائق کی طرف متوجہ ہوں۔ مادیت، مذہب کے خلاف کے ایک بڑا حربہ ہے۔ لیکن ملا اور صوفی کے پیشوں کے استیصال کے لئے ایک مؤثر حربہ ہے جو عموماً لوگوں کو اس غرض سے گرفتار حیرت کر دیتے ہیں کہ ان کی جہالت اور زود اعتقادی سے فائدہ اٹھائیں۔ اسلام کی روح مادہ کے قرب سے نہیں ڈرتی۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ تمہارا دین میں جو حصہ ہے اس کو نہ بھولو، ایک غیر مسلم کے لئے اس کا سمجھنا دشوار ہے۔ گزشتہ چند صدیوں میں دنیائے اسلام کی جو تاریخ رہی ہے اس کے لحاظ سے مادی نقطۂ نظر کی ترقی تحقق ذات کی ایک صورت ہے۔ کیا لباس کی تبدیلی یا لاطینی رسم الخط کا رواج اسلام کے منافی ہے؟ اسلام کا بحیثیت ایک مذہب کے کوئی وطن نہیں اور بحیثیت ایک معاشرت کے اس کی نہ کوئی مخصوص زبان ہے اور نہ کوئی مخصوص لباس، قرآن کا ترکی زبان میں پڑھا جانا تاریخ اسلام میں کوئی نئی بات نہیں۔ اس کی چند مثالیں موجود ہیں۔ ذاتی طور پر میں اس کو فکر و نظر کی ایک سنگین غلطی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عربی زبان و ادب کا متعلم اچھی طرح جانتا ہے کہ غیر یورپی زبانوں میں اگر کسی زبان کا مستقبل ہے تو وہ عربی ہے۔ بہر حال اب یہ اطلاعیں آ رہی ہیں کہ ترکوں نے ملکی زبان میں قرآن پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ تو کیا کثرت ازدواج کی ممانعت یا علماء پر لائسنس حاصل کرنے کی قید منافی اسلام ہے؟ فقہ اسلام کی رو سے ایک اسلامی ریاست کا امیر مجاز ہے کہ شرعی، اجازتوں کو منسوخ کر دے۔[۲۲]

بشرطیکہ اس کو یقین ہو جائے کہ یہ اجازتیں، معاشرتی فساد پیدا کرنے کی طرف مائل ہیں۔ رہا علماء کا لائسنس حاصل کرنا، آج مجھے اختیار ہوتا تو یقیناً میں اسے اسلامی ہند میں نافذ کر دیتا۔ ایک اوسط مسلمان کی سادہ لوحی زیادہ تر افسانہ تراش ملا کی ایجادات کا نتیجہ ہے۔ قوم کی مذہبی زندگی سے ملاؤں کو الگ کر کے اتاترک نے وہ کام کیا جس سے ابن تیمیہؒ یا شاہ ولی اللہؒ کا دل مسرت سے لبریز ہو جاتا۔ رسول کریم (ﷺ) کی ایک حدیث مشکوٰۃ میں درج ہے۔ جس کی رو سے وعظ کرنے کا حق صرف اسلامی ریاست کے امیر یا اس کے مقرر کردہ شخص یا اشخاص کو حاصل ہے۔ خبر نہیں اتاترک اس حدیث سے واقف ہیں یا نہیں؟ تاہم یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ اس کے اسلامی ضمیر کی روشنی نے اس اہم ترین معاملہ میں اس کے میدان عمل کو کس طرح منور کر دیا

ہے۔سوئز قانون (مراد ہے سوئٹزر لینڈ کا ضابطۂ قانون) اور اس کے قواعد وراثت کو اختیار کر لینا ضرور ایک سنگین غلطی ہے۔ جو جوش اصلاح کی وجہ سے سرزد ہوئی ہے اور ایک ایسی قوم میں جو سرعت کے ساتھ آگے بڑھنا چاہتی ہے ایک حد تک قابل معافی ہے۔ پیشوایان مذہب کے پنجہ استبداد سے نجات حاصل کرنے کی مسرت ایک قوم کو بعض اوقات ایسی راہ عمل کی طرف کھینچ لے جاتی ہے۔ جس کا اس قوم کو کوئی تجربہ نہیں ہوتا۔ ترکی اور نیز تمام دنیائے اسلام کو اسلامی قانون وراثت کے ان معاشی پہلوؤں کو ابھی منکشف کرنا ہے جن کو وان کریمر (Vonkremer) فقہ اسلام کی بے حد اچھی شاخ سے تعبیر کرتا ہے۔ کیا تنسیخ خلافت یا مذہب وسلطنت کی علیحدگی منافی اسلام ہے؟ اسلام اپنی روح کے لحاظ سے شہنشاہیت نہیں ہے۔ اس خلافت کی تنسیخ جو بنو امیہ کے زمانے سے عملاً ایک سلطنت بن گئی تھی۔ اسلام کی روح اتاترک کے ذریعہ کارفرما رہی ہے۔ مسئلہ خلافت میں ترکوں کے اجتہاد کو سمجھنے کے لئے ہمیں ابن خلدون کی رہنمائی حاصل کرنا پڑے گی۔ جو اسلام کا ایک جلیل القدر فلسفی، مورخ اور تاریخ جدید کا ابو الآبا گزرا ہے۔ میں اپنی کتاب اسلامی تفکر کی تشکیل جدید (مراد ہے) کا اقتباس پیش کرتا ہوں۔

ابن خلدون اپنے مشہور مقدمہ تاریخ میں عالمگیر اسلامی خلافت سے متعلق تین متمائز نقاط نظر پیش کرتا ہے۔

۱...... عالمگیر خلافت ایک مذہبی ادارہ ہے۔ اسی لئے اس کا قیام ناگزیر ہے۔

۲...... اس کا تعلق محض اقتضائے وقت سے ہے۔

۳...... ایسے ادارے کی ضرورت ہی نہیں۔

آخر الذکر خیال کو خاریوں نے اختیار کیا تھا۔ جو اسلام کے ابتدائی جمہورین تھے۔ ترکی پہلے خیال کے مقابلہ میں دوسرے خیال کی طرف مائل ہے۔ یعنی معتزلہ کے اس خیال کی طرف کہ عالمگیر خلافت محض اقتضائے وقت سے تعلق رکھتی ہے۔ ترکوں کا استدلال یہ ہے کہ ہم کو اپنے سیاسی تفکر میں اپنے ماضی کے سیاسی تجربے سے مدد لینی چاہئے۔ جو بلاشک وشبہ اس واقعہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ عالمگیر خلافت کا تفکر و تخیل عملی صورت اختیار کرنے سے قاصر رہا۔ یہ تخیل اس وقت قابل عمل تھا جب کہ اسلامی ریاست برقرار تھی۔ اس ریاست کے انتشار کے بعد کئی آزاد سلطنتیں وجود میں آگئی ہیں۔ اب یہ تخیل بے اثر ہو گیا ہے اور اسلام کی تنظیم جدید میں ایک زندگی بخش عنصر کی حیثیت سے کارگر نہیں ہو سکتا۔

مذہب وسلطنت کی علیحدگی کا تصور بھی اسلام کے لئے غیر مانوس نہیں ہے۔ امام کی

غیبت کبریٰ[۲۸] کا نظریہ ایک مفہوم میں ایک عرصہ پہلے شیعی ایران میں اس علیحدگی کو روبہ عمل لاچکا ہے۔ ریاست کے مذہبی وسیاسی وظائف کی تقسیم کے اسلامی تصور کو کلیسا اور سلطنت کے مغربی تصور سے مخلوط نہ کرنا چاہئے۔ اوّل الذکر تو محض وظائف کی ایک قسم ہے۔ جیسا کہ اسلامی ریاست میں شیخ الاسلام اور وزراء کے عہدوں کے تدریجی قیام سے واضح ہوجاتا ہے۔ لیکن آخرالذکر روح اور مادہ کی مابعد الطبعی ثنویت پر مبنی ہے۔ مسیحیت کا آغاز ایک نظام رہبانیت سے ہوتا ہے۔ جسے دینوی امور سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسلام ابتداء ہی سے ایک نظام معاشری رہا ہے۔ جس کے قوانین بالطبع معاشری ہیں۔ اگرچہ ان کا ماخذ الہامی ہے۔ مابعد الطبعی ثنویت نے جس پر مذہب وسلطنت کی علیحدگی کا مغربی تصور مبنی ہے مغربی اقوام میں تلخ ثمرات پیدا کیے۔ کئی سال ہوئے امریکہ میں ایک کتاب لکھی گئی تھی۔ جس کا عنوان تھا "اگر مسیح شکاگو آئیں" (**If Christ came to Chicago**) اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک امریکی مصنف کہتا ہے: "مسٹر سٹیڈ (**Mr. Stead**) کی کتاب سے ہمیں جو سبق حاصل کرنا ہے یہ ہے کہ اس وقت نوع انسان جن برائیوں میں مبتلا ہے وہ ایسی برائیاں ہیں جن کا ازالہ صرف مذہبی تاثرات ہی کر سکتے ہیں۔ ان برائیوں کا ازالہ ایک بڑی حد تک ریاست کے سپرد کردیا گیا تھا۔ لیکن خود ریاست فسادانگیز سیاسی مشینوں میں دب گئی ہے۔ یہ مشین ان برائیوں کا ازالہ کرنے کے لئے نہ صرف تیار نہیں بلکہ وہ اس قابل نہیں ہے۔ پس کروڑہا انسانوں کو تباہی اور خود ریاست کو انحطاط سے بچانے کے لئے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ شہریوں میں اپنے اجتماعی فرائض کا مذہبی احساس پیدا کیا جائے۔"

مسلمانوں کے سیاسی تجربے کی تاریخ میں مذہب وسلطنت کی علیحدگی محض وظائف کی علیحدگی ہے نہ کہ عقائد کی۔ اسلامی ممالک میں مذہب وسلطنت کی علیحدگی کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ مسلمانوں کی قانون سازی عوام کے ضمیر سے بے تعلق ہوجائے۔ جو صدیوں سے اسلامی روحانیت کے تحت پرورش ونمو پاتا رہا ہے۔ تجربہ خود بتلادے گا کہ یہ تخیل جدید ترکی میں کس طرح عملی صورت اختیار کرتا ہے۔ ہم صرف یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ یہ ان برائیوں کا باعث نہ ہوگا جو یورپ اور امریکہ میں پیدا ہوگئی ہیں۔

متذکرہ الصدر اصلاحات پر میں نے جو اجمالی بحث کی ہے اس میں میرا روئے سخن پنڈت جواہر لال نہرو سے زیادہ مسلمانوں کی طرف تھا۔ پنڈت نہرو نے جس اصلاح کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ترکوں اور ایرانیوں نے نسلی اور قومی نصب العین اختیار کرلیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ایسا نصب العین اختیار کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ترکوں اور

ایرانیوں نے اسلام کو ترک کر دیا ہے۔ تاریخ کا معلم اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام کا ظہور ایسے زمانے میں ہوا جب کہ وحدت انسانی کے قدیم اصول جیسے خونی رشتہ اور ملوکیت ناکام ثابت ہو رہے تھے۔ پس اسلام نے وحدت انسانی کا اصول گوشت اور پوست میں نہیں بلکہ روح انسانی میں دریافت کیا۔ نوع انسان کو اسلام کا اجتماعی پیغام یہ ہے کہ نسل کے قیود سے آزاد ہو جاؤ یا باہمی لڑائیوں سے ہلاک ہو جاؤ۔ یہ کہنا کوئی مبالغہ نہیں کہ اسلام فطرت کی نسل سازی کو ٹیڑھی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنے مخصوص اداروں کے ذریعہ ایسا نقطۂ نظر پیدا کر دیتا ہے۔ جو فطرت کی نسل ساز قوتوں کی مزاحمت کرتا ہے۔ انسانی برادری قائم کرنے کے سلسلہ میں اسلام نے جو اہم ترین کارنامے ایک ہزار سال میں انجام دیئے۔ وہ مسیحیت اور بدھ مت نے دو ہزار سال میں بھی انجام نہیں دیئے۔ یہ بات ایک معجزے سے کم نہیں کہ ایک ہندی مسلمان نسل اور زبان کے اختلاف کے باوجود مراکش پہنچ کر اجنبیت محسوس نہیں کرتا۔ تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اسلام نسل کا سرے سے مخالف ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے معاشری اصلاح کو زیادہ تر اس امر پر مبنی رکھا کہ بتدریج نسلی عصبیت کو مٹایا جائے اور ایسا راستہ اختیار کیا جائے۔ جہاں تصادم کا کم سے کم امکان ہو۔ قرآن کا ارشاد ہے۔ ہم نے تم کو قبائل میں اس لئے پیدا کیا کہ تم پہچانے جاسکو۔ لیکن تم میں سے وہی شخص خدا کی نظر میں بہترین ہے۔ جس کی زندگی پاک ہے۔ ”یایھا الناس انا خلقنکم من ذکرو انثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الحجرات:۱۳)“ اگر اس امر کو مدنظر رکھا جائے کہ مسئلہ نسل کس قدر زبردست ہے اور نوع انسان سے نسلی امتیاز مٹانے کے لئے کس قدر وقت درکار ہے؟ تو مسئلہ نسل کے متعلق صرف اسلام ہی کا نقطۂ نظر (یعنی خود ایک نسل ساز عنصر بنے بغیر نسلی امتیازات پر فتح پانا) معقول اور قابل عمل نظر آئے گا۔ سر آرتھر کیتھ (Sir Arther Keith) کی چھوٹی سی کتاب مسئلہ نسل میں ایک دلچسپ عبارت ہے۔ جس کا اقتباس یہاں پیش کرنا مناسب نہ ہوگا۔

”اب انسان میں اس قسم کا غور پیدا ہو رہا ہے کہ فطرت کا ابتدائی مقصد یعنی نسل سازی جدید معاشی دنیا کی ضروریات کے منافی ہے اور وہ اپنے دل سے پوچھتا ہے کہ مجھ کو کیا کرنا چاہئے؟ کیا نسل سازی کو ختم کر کے جس پر فطرت اب تک عمل پیرا تھی دائمی امن حاصل کیا جائے یا فطرت کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنی قدیم راہ عمل اختیار کرے۔ جس کا لازمی نتیجہ جنگ ہے؟ انسان کو کوئی ایک راہ عمل اختیار کرنا پڑے گی۔ کوئی درمیانی راستہ ممکن نہیں؟“

لہٰذا اب یہ بات بالکل واضح ہے کہ اگر تاترک اتحاد تورانیت سے متاثر ہے تو وہ روح

اسلام کے خلاف اس قدر نہیں جا رہا۔ جس قدر کہ روح عصر کے خلاف۔ اگر وہ نسلوں کے وجود کو ضروری سمجھتا ہے تو اس کو عصر جدید کی روح شکست دے دے گی۔ کیونکہ عصر جدید کی روح بالکل روح اسلام کے مطابق ہے۔ بہر حال ذاتی طور پر میں خیال کرتا ہوں کہ اتاترک اتحاد تورانیت سے متاثر نہیں ہے۔ میرا یقین ہے کہ اس کا اتحاد تورانیت ایک سیاسی جواب ہے۔ اتحاد اسلاف یا اتحاد المانیویت یا اتحاد اینگلو سیکسن کا۔

اگر مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو قومی نصب العین سے متعلق اسلام کے نقطۂ نظر کو سمجھنے میں دشواری نہ ہوگی۔ اگر قومیت کے معنی حب الوطنی اور ناموس وطن کے لئے جان تک قربان کرنے کے ہیں تو ایسی قومیت مسلمانوں کے ایمان کا ایک جزو ہے۔ اس قومیت کا اسلام سے اس وقت تصادم ہوتا ہے جب کہ وہ ایک سیاسی تصور بن جاتی ہے اور اتحاد انسانی کا بنیادی اصول ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور یہ مطالبہ کرتی ہے کہ اسلام شخصی عقیدے کے پس منظر میں چلا جائے اور قومی زندگی میں ایک حیات بخش عنصر کی حیثیت سے باقی نہ رہے۔ ترکی، ایران، مصر اور دیگر اسلامی ممالک میں قومیت کا مسئلہ پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ ان ممالک میں مسلمانوں کی زبردست اکثریت ہے اور یہاں کی اقلیتیں جیسے یہودی، عیسائی اور زرتشتی اسلامی قانون کی رو سے یا تو اہل کتاب ہیں یا اہل کتاب سے مشابہ ہیں۔ جن سے معاشی اور ازدواجی تعلقات قائم کرنا اسلامی قانون کے لحاظ سے بالکل جائز ہے۔ قومیت کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے صرف ان ممالک میں پیدا ہوتا ہے۔ جہاں وہ اقلیت میں ہیں اور جہاں قومیت کا یہ تقاضا ہو کہ وہ اپنی ہستی کو مٹا دیں۔ جن ممالک میں مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اسلام قومیت سے ہم آہنگی پیدا کر لیتا ہے۔ کیونکہ یہاں اسلام اور قومیت عملاً ایک ہی چیز ہے۔ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ (وہاں) مسلمانوں کی یہ کوشش کہ ایک تہذیبی وحدت کی حیثیت سے خود مختاری حاصل کی جائے۔ حق بجانب ہوگی۔ دونوں صورتیں اسلام کے بالکل مطابق ہیں۔

سطور بالا میں دنیائے اسلام کی صحیح صورتحال کو اجمالی طور پر پیش کر دیا گیا ہے۔ اگر اس کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو یہ امر واضح ہو جائے گا کہ وحدت اسلامی کے بنیادی اصولوں کو کوئی بیرونی یا اندرونی قوت متزلزل نہیں کر سکتی۔ وحدت اسلامی، جیسا کہ میں نے پہلے توضیح کی ہے۔ مشتمل ہے اسلام کے دو بنیادی عقائد پر۔ جن میں پانچ مشہور ارکان شریعت کا اضافہ کر لینا چاہئے۔ وحدت اسلامی کے یہ اساسی عناصر ہیں جو رسول کریم (ﷺ) زمانے سے اب تک قائم ہیں۔ گو حال میں بہائیوں نے ایران اور قادیانیوں نے ہندوستان میں ان عناصر میں انتشار پیدا

کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہی وحدت دنیائے اسلام میں یکساں روحانی فضا پیدا کرنے کی ضامن ہے۔ یہی وحدت اسلامی ریاستوں میں سیاسی اتحاد قائم کرنے میں سہولت پیدا کرتی ہے۔ خواہ یہ اتحاد عالمگیر ریاست (مثالی) کی صورت اختیار کرے یا اسلامی ریاستوں کی جمعیت کی ایک صورت یا متعدد آزاد ریاستوں کی صورت جن کے معاہدات اور میثاقات خالص معاشی وسیاسی مصلحتوں پر مبنی ہوں گے۔ اس طرح اس سیدھے سادھے مذہب کی تعقلی ہیئت ترکیبی رفتار زمانہ سے ایک تعلق رکھتی ہے۔ اس تعلق کی گہرائی قرآن کی چند آیتوں کی روشنی میں سمجھ میں آسکتی ہے۔ جن کی تشریح پیش نظر مقصد سے ہٹے بغیر یہاں ممکن نہیں۔ سیاسی نقطہ نظر سے وحدت اسلامی صرف اس وقت متزلزل ہو جاتی ہے۔ جب کہ اسلامی ریاستیں ایک دوسرے سے جنگ کرتی ہیں اور مذہبی نقطۂ نظر سے اس وقت متزلزل ہو جاتی ہے۔ جب کہ مسلمان بنیادی عقائد یا ارکان شریعت کے خلاف بغاوت کرتے ہیں۔ اس ابدی وحدت کی خاطر اسلام اپنے دائرے میں کسی باغی جماعت کو روا نہیں رکھتا۔ اسلام کے دائرے سے باہر ایسی جماعت کے ساتھ دوسرے مذاہب کے پیرووں کی طرح رواداری برتی جاسکتی ہے۔ میرے خیال میں اس وقت اسلام ایک عبوری دور سے گزر رہا ہے۔ وہ سیاسی وحدت کی ایک صورت سے کسی دوسری صورت کی طرف جو ابھی متعین نہیں ہوئی ہے۔ اقدام کر رہا ہے۔ دنیائے جدید میں حالات اس سرعت کے ساتھ بدل رہے ہیں کہ مستقبل کے متعلق پیشین گوئی تقریباً ناممکن ہے۔ اگر دنیائے اسلام سیاسی وحدت حاصل کرے۔ (اگر ایسا ممکن ہو) تو غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کا رویہ کیا ہوگا؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب صرف تاریخ ہی دے سکتی ہے۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جغرافی حیثیت سے یورپ اور ایشیاء کے درمیان واقع ہونے کے لحاظ سے اور زندگی کے مشرقی ومغربی نصب العین کے ایک امتزاج کی حیثیت سے اسلام کو مشرق ومغرب کے مابین ایک طرح کا نقطۂ اتصال بننا چاہئے۔ لیکن اگر یورپ کی نادانیاں اسلام کو ناقابل مفاہمت بنادیں تو کیا ہوگا؟ یورپ کے روزمرہ کے حالات جو صورت اختیار کر رہے ہیں۔ ان کا اقتضاء یہ ہے کہ یورپ اپنے طرز عمل کو کلیتہً بدل دے جو اس نے اسلام کے متعلق اختیار کیا ہے۔ ہم صرف یہ توقع کر سکتے ہیں کہ سیاسی بصیرت پر معاشی لوٹ اور شہنشاہی ہوس کا پردہ نہیں پڑے گا۔ جہاں تک ہندوستان کا تعلق ہے۔ میں یقین کامل کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانان ہند کسی ایسی تصوریت کا شکار نہیں بنیں گے۔ جو ان کی تہذیبی وحدت کا خاتمہ دے گی۔ اگر ان کی تہذیبی وحدت محفوظ ہو جائے تو ہم اعتماد کر سکتے ہیں کہ وہ مذہب اور حب الوطنی میں ہم آہنگی پیدا کر لیں گے۔

ہز ہائینس آغا خاں کے متعلق میں دو ایک لفظ کہنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے اس امر کا معلوم کرنا دشوار ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو نے آغا خاں پر کیوں حملے کئے؟ شاید وہ خیال کرتے ہیں کہ قادیانی اور اسماعیلی ایک ہی زمرے میں شامل ہیں۔ وہ اس بات سے بداہتہً بے خبر ہیں کہ اسماعیلیوں کی دینیاتی تاویلات کتنی ہی غلط ہوں۔ پھر بھی وہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ اسماعیلی تسلسل وامامت کے قائل ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک امام حامل وحی نہیں ہوتا ہے۔ وہ محض قانون کا مفسر ہوتا ہے۔ کل ہی کی بات ہے کہ ہز ہائینس آغا خان نے اپنے پیروؤں کو حسب ذیل الفاظ سے مخاطب کیا تھا۔ (دیکھو اسٹار الہ آباد مورخہ ۱۲ر مارچ ۱۹۳۴ء)

''گواہ رہو کہ اللہ ایک ہے اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ کعبہ سب کا قبلہ ہے۔ تم مسلمان ہو اور مسلمانوں کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ مسلمانوں سے السلام علیکم کہہ کر ملو۔ اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھو۔ مسلمانوں کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز پڑھو۔ پابندی سے روزے رکھو۔ اسلامی قانون نکاح کے مطابق اپنی شادیاں کرو۔ تمام مسلمانوں سے اپنے بھائیوں کی طرح برتاؤ کرو۔''

اب پنڈت جواہر لال نہرو کو اس امر کا تصفیہ کرنا چاہئے کہ آیا آغا خاں اسلامی وحدت کی نمائندگی کر رہے ہیں (مرتب) یا نہیں؟ (حرف اقبال ص ۱۳۸ تا ۱۷۶)

کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفاء[۲۹]

کشمیر کمیٹی میں میری صدارت محض عارضی تھی۔ یاد رہے کہ کمیٹی کی تشکیل کشمیر میں غیر متوقع واقعات کے اچانک رونما ہونے پر صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے ہوئی تھی اور اس وقت یہ خیال تھا کہ اس قسم کی کمیٹی کی ضرورت بہت جلد ختم ہو جائے گی۔ اس لئے کمیٹی کا کوئی نظام مرتب نہیں کیا تھا اور صدر کو آمرانہ اختیارات دے دیئے گئے تھے۔

یہ خیال کہ کشمیر کمیٹی کی ایک مستقل ادارہ کی حیثیت سے ضرورت نہ ہوگی۔ ریاست میں پیدا ہونے والے واقعات نے غلط ثابت کر دیا۔ بہت سے ممبران نے اس لئے یہ سوچا کہ کمیٹی کا ایک باقاعدہ نظام ہونا چاہئے اور عہدیداروں کا نیا انتخاب ہونا چاہئے۔ کمیٹی کے ارکان اور اس کے طریق کار کے متعلق کچھ لوگوں کے اختلاف نے جس کے اسباب کا یہاں ذکر کرنا مناسب نہ ہوگا۔ اس خیال کی مزید تائید کی۔ چنانچہ کمیٹی کا ایک اجلاس طلب کیا گیا۔ جس میں کمیٹی کے صدر (مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی) نے اپنا استعفاء پیش کیا اور وہ منظور ہو گیا۔

پچھلے ہفتہ کے آخری دنوں میں کمیٹی کا ایک اور جلسہ ہوا۔ اس میں ممبران کے سامنے

نظام کا مسودہ پیش کیا گیا۔ جس کی غرض وغایت یہ تھی کہ کمیٹی کی حیثیت ایک نمائندہ جماعت کی سی ہو۔ لیکن کچھ ممبران نے اس سے اختلاف ظاہر کیا۔ بعد کے بحث ومباحثہ اور گفتگو سے مجھے یہ پتہ لگا کہ یہ لوگ دراصل کمیٹی کو دو ایسے حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ جن میں اتحاد صرف برائے نام ہی ہوگا۔ چنانچہ میں نے اپنا استعفاء پیش کرنے سے پہلے ممبران کو اپنی اس رائے سے اچھی طرح آگاہ کر دیا تھا۔ بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں۔ چنانچہ قادیانی وکلاء میں سے ایک صاحب نے جو میرپور کے مقدمات کی پیروی کر رہے ہیں۔ حال ہی میں اپنے ایک بیان میں واضح طور پر اس خیال کا اظہار کر دیا۔ انہوں نے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔ مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ان کے اس بیان سے اندازہ لگایا کہ تمام قادیانی حضرات کا یہی خیال ہوگا اور اس طرح میرے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مستقبل مشکوک ہو گیا۔ میں کسی صاحب پر انگشت نمائی نہیں کرنا چاہتا۔ ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے دل ودماغ سے کام لے اور جو راستہ پسند ہو اسے اختیار کرے۔ حقیقت میں مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرہ کا مجاور یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کشمیر کمیٹی کی عام پالیسی کے متعلق ممبران میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ پالیسی سے اختلاف کی بناء پر کسی نئی پارٹی کی تشکیل پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ لیکن جہاں تک میں نے حالات کا جائزہ لیا ہے کشمیر کمیٹی کے چند ارکان کو جو اختلافات ہیں وہ بالکل بے تکے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر مجھے اس امر کا یقین ہے کہ کمیٹی میں اب ہم آہنگی کے ساتھ کام نہیں ہو سکتا اور ہم سب کا مفاد اسی میں ہے کہ موجودہ کشمیر کمیٹی کو ختم کر دیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مسلمانان کشمیر کی رہنمائی اور مدد کے لئے برطانوی ہند میں ایک کشمیر کمیٹی ضرور ہونی چاہئے۔ اس لئے اگر برطانوی ہند کے مسلمان اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو وہ مجاز ہیں کہ ایک کھلے عام اجلاس میں ایک نئی کشمیر کمیٹی کی تشکیل کر لیں۔ موجودہ حالات کے پیش نظر مجھے صرف یہی ایک راستہ دکھائی دیتا ہے۔ میں نے اپنے ان احساسات کو آپ کے سامنے کھلے الفاظ میں پیش کر دیا ہے۔ جنہوں نے مجھے استعفاء دینے پر مجبور کیا۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ صاف گوئی کسی شخص کو ناگوار نہ گزرے گی۔ کیونکہ میرا مقصد نہ کسی کی برائی کرنا ہے اور نہ کسی پر انگلی اٹھانا۔ (حرف اقبال ص ۲۲۰ تا ۲۲۳)

تحریک کشمیر کی صدارت کی پیشکش کا استرداد

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر ہوتے ہوئے میں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ میں کمیٹی کے ممبران کو اس پر رائے زنی کا موقعہ دیئے بغیر اس خط کا جواب دے دوں۔ جس میں مجھے صدارت پیش کی گئی تھی۔ میں نے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ کو بھی اس امر سے مطلع کر دیا تھا۔ میرے خط سے اخبارات کے بعض اہل قلم اصحاب نے جو اغلباً قادیانی ہیں یہ غلط مطلب اخذ کیا ہے کہ اصولی طور پر مجھے پیش کردہ صدارت کے قبول کرنے میں کوئی اعتراض نہیں۔ لہٰذا میں جلد از جلد یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ مجھے صرف صدارت کے قبول کرنے ہی سے اصولی اختلاف نہیں بلکہ میں تو ایسی پیشکش کے متعلق سوچنا ہی غلط سمجھتا ہوں اور میرے اس رویہ کی وجوہات وہی ہیں جن کی بناء پر میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی نئی تشکیل ہونی چاہئے۔

یہ پیشکش جو مجھے کی گئی ہے یقیناً ایک فریب ہے اور اس کا مقصد لوگوں کو اس امر کے متعلق یقین دلانا ہے کہ سابقہ کشمیر کمیٹی حقیقت میں ختم نہیں ہوئی بلکہ نئی کمیٹی کے پہلو بہ پہلو ایک جماعت کی حیثیت سے موجود ہے اور یہ کہ وہ لوگ جنہیں نئی کمیٹی سے نکال دیا گیا ہے۔ وہ اب اس شخص کی رہنمائی میں کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جو کمیٹی کی نئی تشکیل کا سب سے بڑا محرک تھا۔ لیکن ان کی یہ چال کہ وہ اسباب جن کی بناء پر میں نے کشمیر کمیٹی کی از سر نو تشکیل کرائی۔ اب ختم ہو گئے ہیں نہ تو مجھے قائل کر سکتی ہے اور نہ مسلم عوام کو۔

قادیانی ہیڈ کوارٹرز سے ابھی اس مقصد کا کوئی واضح بیان شائع نہیں ہوا کہ قادیانیوں کے کسی مسلم ادارہ میں شریک ہونے کی صورت میں ان کی اطاعت دوطرفہ نہ ہو گی۔ بلکہ واقعات سے تو یہ امر بالکل واضح ہو گیا ہے کہ وہ ادارہ جس کو قادیانی اخبارات تحریک کشمیر کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور جس میں بقول قادیانی اخبار "الفضل" مسلمانوں کو صرف رسمی طور پر شرکت کی اجازت دی گئی تھی۔ اغراض و مقاصد کے لحاظ سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے بالکل مختلف ہے۔ قادیانی جماعت کے امیر کی جانب سے کئی چٹھیاں جو انہوں نے اپنے کشمیری بھائیوں کے نام لکھی ہیں (غیر قادیانی کشمیری ہونے کی وجہ سے انہیں مسلمان کی بجائے بھائی کہا گیا ہے) اس قادیانی تحریک کشمیر کے چند پوشیدہ اغراض کا انکشاف کرتی ہے۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کس طرح ایک ایسی تحریک میں شامل ہو سکتا ہے۔ جس کا اصل مقصد غیر فرقہ واری کی ہلکی سی آڑ میں کسی مخصوص جماعت کا پروپیگنڈا کرنا ہے۔ (حرف اقبال ص ۲۲۳ تا ۲۲۵)

باب سوم ...... فتنہ قادیانیت اور مکاتیب اقبالؒ

ہو اگر قوت فرعون کی درپردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم الٰہی

(ضرب کلیم)

احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں
پنڈت جواہر لال نہرو کے نام خط

۲۱ر جون ۱۹۳۶ء[۳۰]

ڈیئر پنڈت جواہر لال!

کل آپ کا مرسلہ خط ملا۔ جس کے لئے میں آپ کا شکر گذار ہوں۔ میں نے جب آپ کے تحریر کردہ مضامین کا جواب لکھا تو میرا گمان تھا کہ آپ کو احمدیوں کے سیاسی رویہ کا علم نہیں۔ میرے ان جوابات کے لکھنے کی بنیادی وجہ فی الحقیقت اس بات کو ظاہر کرنا اور خاص طور سے آپ پر یہ واضح کرنا تھا کہ مسلمانوں کے اندر جذبات وفاداری کیسے پیدا ہوئے اور یہ کہ قادیانیت نے ان کے لئے الہامی بنیاد کس طرح فراہم کی؟ ان مضامین کی اشاعت کے بعد میرے لئے یہ انکشاف انتہائی حیران کن تھا کہ خود مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ بھی ان تاریخی وجوہات سے ناواقف ہے۔ جنہوں نے احمدی تعلیمات کو تشکیل کیا۔

علاوہ ازیں پنجاب اور دوسرے علاقوں میں بسنے والے آپ کے ساتھی بھی آپ کے ان مضامین کے باعث بے چینی محسوس کرتے تھے۔ کیونکہ ان کے خیال میں آپ کی ہمدردیاں احمدیہ تحریک کے ساتھ تھیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ آپ کے ان مضامین سے احمدی ازحد خوشی محسوس کرتے تھے (اور) احمدی پریس خاص طور پر آپ کے خلاف اس غلط فہمی کو پھیلانے کا موجب تھا۔ بہر حال مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میری آپ کے متعلق رائے غلط تھی۔ میں بذات خود مذہبی معاملات میں نہیں الجھتا۔ مگر احمدیوں سے خود انہیں کے میدان میں مقابلہ کرنے کی خاطر مجھے اس بحث میں حصہ لینا پڑا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان مضامین کو لکھتے وقت ہندوستان اور اسلام کی بہتری میرے پیش نظر تھی اور میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں[۳۱]۔

مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ میں نے لاہور میں آپ سے ملنے کا موقعہ گنوادیا[۴۲]۔ میں ان دنوں اتنا بیمار تھا کہ اپنے کمرہ سے باہر نہ نکل سکتا تھا۔ میں اپنی بیماری کے باعث تقریباً ریٹائرمنٹ کی زندگی گذار رہا ہوں۔ آئندہ آپ جب لاہور آئیں تو مجھے اپنی آمد سے ضرور مطلع کریں۔ کیا آپ کو میرا شہری آزادی کے متعلق خط مل گیا ہے؟ چونکہ آپ نے اپنے خط میں اس کے ملنے کی اطلاع نہیں دی۔ اس لئے مجھے خدشہ ہے کہ وہ خط آپ تک پہنچ نہیں پایا۔

آپ کا مخلص: محمد اقبال

مولانا سید سلیمان ندویؒ کے نام خطوط

۱......[۴۳]

لاہور، مورخہ ۲۰ راپریل ۱۹۲۲ء

مخدومی! السلام علیکم!

ایک عرصہ سے آپ کو خط لکھنے کا قصد کر رہا تھا۔ دو باتیں دریافت طلب ہیں:

۱...... متکلمین میں سے بعض نے علم مناظر و مرایا کے رو سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی رویت ممکن ہے۔ یہ بحث کہاں ملے گی؟ میں اس مضمون کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

۲...... مرزا غالب کے اس شعر کا مفہوم آپ کے نزدیک کیا ہے۔

ہر کجا ہنگامہ عالم بود
رحمۃ للعالمینے ہم بود

حال کے ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں انسان یا انسانوں سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے۔ اگر ایسا ہو تو رحمۃ للعالمین کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے[۴۴]۔ اس صورت میں کم از کم محمدیت کے لئے تناسخ یا بروز لازم آتا ہے۔ شیخ اشراق تناسخ کے ایک شکل میں قائل تھے۔ ان کے اس عقیدہ کی وجہ یہی تو نہ تھی[۴۵]؟ میں نقرس کی وجہ سے دو ماہ کے قریب صاحب فراش رہا۔ اب کچھ افاقہ ہوا ہے۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ والسلام! مخلص محمد اقبال

(مکاتیب اقبال ج ۱ ص ۱۱۶، مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔اے)

۲......

لاہور، مورخہ ۶ رستمبر ۱۹۳۴ء

مخدومی مولانا! السلام علیکم!

یہ خط اعظم گڑھ کے پتہ پر لکھتا ہوں۔ معلوم نہیں کہ آپ ابھی علی گڑھ ہی میں ہیں یا وہاں سے واپس آ گئے۔ راغب اصفہانی نے مفردات میں لفظ نبی کی تشریح میں لکھا ہے کہ لفظ نبی کے دو معنی ہیں۔ خبر دینے والا اور بلند مقام پر کھڑا ہونے والا۔ اوّل الذکر نبی ہمزہ کے ساتھ اور دوسرا بغیر ہمزہ کے، اس ضمن میں راغب نے ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ یعنی حضور رسالت مآب (ﷺ) نے فرمایا کہ میں نبی بغیر ہمزہ کے ہوں۔ یہ حدیث صحاح ستہ میں ہے یا نہیں؟[۳۶]

قرآن شریف میں جن انبیاء کا ذکر ہے ان میں سے کون سے نبی باہمزہ ہیں اور کون سے بغیر ہمزہ؟ یا سب بغیر ہمزہ ہیں؟[۳۷]

یہ سوال بڑا اہم ہے۔ کیونکہ اگر قرآنی انبیاء یا حضور رسالت مآب نبی بغیر ہمزہ ہیں تو لفظ نبی کا انگریزی ترجمہ Prophet جس کے معنی خبر دینے والا کے ہیں۔ کیونکر درست ہو سکتا ہے؟ امید کہ آپ کا مزاج بخیر و عافیت ہوگا۔ (مکاتیب اقبال ص ۱۸۶، شیخ عطاء اللہ ایم۔اے)

والسلام!

مخلص: محمد اقبال

۳......

بھوپال شیش محل، مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۳۵ء

مخدوم و مکرم جناب قبلہ مولوی صاحب! السلام علیکم!

میں گلے کے برقی علاج کے لئے کچھ مدت کے لئے بھوپال میں مقیم ہوں۔ اس خط کا جواب یہیں مذکورہ بالا پتہ پر عنایت فرمائیے۔

۱...... کیا فقہ اسلامی کی رو سے توہین رسول قابل تعزیر جرم ہے۔ (بے شبہ۔ ندوی) اگر ہے تو اس کی تعزیر کیا ہے؟ (تعزیر حسب رائے امام قید سے لے کر قتل تک۔ ندوی)

۲...... اگر کوئی شخص جو اسلام کا مدعی ہے یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور رسالت مآب (ﷺ) پر جزوی فضیلت حاصل ہے۔ اس واسطے کہ مرزا قادیانی ایک زیادہ متمدن زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں تو کیا ایسا شخص توہین رسول کے جرم کا مرتکب ہے؟ بالفاظ دیگر اگر توہین رسول جرم قابل تعزیر ہے تو عقیدہ مذکور توہین رسول کی حد میں آتا ہے یا نہیں؟[۳۸]

۳...... اگر توہین رسول کی مثالیں کتب فقہ میں مذکور ہوں تو مہربانی فرما کر ان میں سے چند تحریر فرمائیے۔ کتاب کا حوالہ بقید صفحہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیے۔[۳۹]

امید ہے کہ اس عریضہ کا جواب جلد ملے گا۔ زیادہ کیا عرض کروں، میری صحت پہلے سے بہتر ہے۔ امید ہے کہ اس دفعہ کے علاج سے زیادہ فائدہ ہوگا۔ (مکاتیب اقبال ج۱ ص ۱۸۸)

والسلام!

مخلص: محمد اقبال (لاہور)

حال وارد بھوپال

۴......

بھوپال، شیش محل، مورخہ یکم راگست ۱۹۳۵ء

مخدوم مکرم جناب مولانا! السلام علیکم!

آپ کا والا نامہ مجھے ابھی ملا ہے۔ جس کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ چند امور اور بھی دریافت طلب ہیں۔ ان کے جواب سے بھی ممنون فرمائیے۔

۱...... تکملہ مجمع البحار ص ۸۵ میں حضرت عائشہؓ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ حضور رسالت مآب (ﷺ) کو خاتم النبیین کہو۔ لیکن یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہوگا۔

مہربانی کر کے کتاب دیکھ کر یہ فرمائیے کہ آیا اس قول کے اسناد درج ہیں اور اگر ہیں تو آپ کے نزدیک ان اسناد کی حقیقت کیا ہے؟

ایسا ہی قول درمنثور، ج ۵ ص ۲۰۴ میں ہے۔ اس کی تصدیق کی بھی ضرورت ہے۔ میں نے یہاں بھوپال میں یہ کتب تلاش کیں۔ افسوس اب تک نہیں ملیں۔

۲...... (حج الکرامہ ص ۴۳۱) حضرت مسیح (علیہ السلام) کے دوبارہ آنے کے متعلق ارشاد ہے۔ ”من قال بسلب نبوته کفر حقا“ اس قول کی آپ کے نزدیک کیا حقیقت ہے؟

۳...... ”لو عاش ابراهيم لكان نبيا“ اس حدیث کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ نووی اسے معتبر نہیں جانتا۔ ملا علی قاری کے نزدیک معتبر ہے۔ کیا اس کے اسناد درست ہیں؟

۴...... بخاری کی حدیث ”وامامکم منکم“ میں واؤ حالیہ ہے کیا؟ اگر حالیہ ہو تو اس حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے دوبارہ آنے سے مسلمانوں کو کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ جس وقت وہ آئیں گے مسلمانوں کا امام خود مسلمانوں میں سے ہوگا۔

۵...... ختم نبوت کے متعلق اور بھی اگر کوئی بات آپ کے ذہن میں ہو تو اس سے آگاہ فرمائیے۔ زیادہ کیا عرض کروں۔ امید کہ مزاج بخیر ہوگا۔ (مکاتیب اقبالؒ ج۱ ص ۱۹۱ تا ۱۹۴)

والسلام! مخلص: محمد اقبال

۵......

بھوپال، مورخہ ۲۳؍اگست ۱۹۳۵ء

مخدوم مکرم جناب مولانا! السلام علیکم!

ایک عریضہ لکھ چکا ہوں۔ امید کہ پہنچ کر ملاحظہ عالی سے گذرا ہوگا۔ ایک بات دریافت طلب رہ گئی تھی۔ جواب عرض کرتا ہوں۔

کیا علمائے اسلام میں کوئی ایسے بزرگ بھی گزرے ہیں جو حیات ونزول مسیح ابن مریم (علیہا السلام) کے منکر ہوں؟ یا اگر حیات کے قائل ہوں تو نزول کے منکر ہوں؟ معتزلہ کا عام طور پر اس مسئلہ میں کیا مذہب ہے؟[۲۶] امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ میں ۲۸؍اگست کی شام کو رخصت ہو جاؤں گا۔ علاج کا کورس اس روز صبح ختم ہو جائے گا۔ اس خط کا جواب لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایئے۔ (مکاتیب اقبالؒ ج۱ ص۱۹۶، مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔اے)

والسلام!

مخلص: محمد اقبال

۶......

لاہور، مورخہ ۷؍اگست ۱۹۳۶ء

مخدومی! السلام علیکم!

والا نامہ ابھی ملا ہے۔ آپ کی صحت کی خبر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو دیر تک زندہ وسلامت رکھے۔ میری صحت کی حالت بہ نسبت سابق بہتر ہے۔ گو آواز میں کوئی خاص ترقی نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ موسم سرما میں وہ انگریزی کتاب لکھنا شروع کروں گا۔ جس کا وعدہ میں نے اعلیٰ حضرت نواب صاحب بھوپال سے کر رکھا ہے۔ اس میں آپ کے مشورہ کی ضرورت ہے۔ بدور البازغہ بھی اسی مطلب کے لئے منگوائی ہے۔ اس کتاب میں زیادہ تر قوانین اسلام پر بحث ہوگی کہ اس وقت اسی کی ضرورت ہے[۲۷]۔ اس کے متعلق جو جو کتب آپ کے ذہن میں ہیں۔ مہربانی کر کے ان کے ناموں سے مجھے آگاہ فرمایئے اور یہ بھی فرمایئے کہ کہاں کہاں سے دستیاب ہوں گی؟

الحمد للہ! کہ اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی دو تین بیان چھپوائے ہیں[۲۸]۔ مگر حال کے روشن خیال علماء کو ابھی بہت کچھ لکھنا باقی ہے۔ اگر آپ کی صحت اجازت دے تو آپ بھی اس پر ایک جامع ونافع بیان شائع فرمایئے[۲۹]۔ میں بھی تیسرا بیان انشاء اللہ جلد لکھوں گا۔ اس کا موضوع ہوگا۔ ’’بروز‘‘ لفظ بروز کے متعلق اگر کوئی نکتہ آپ کے

ذہن میں ہو یا کہیں صوفیہ کی کتابوں میں اس پر بحث ہو تو اس کا پتہ دیجئے[۵۱]۔ نہایت شکرگزار ہوں گا[۵۱]۔

والسلام! مخلص محمد اقبال

(مکاتیب اقبال ج ۱ص ۱۹۹، ۲۰۰، مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔ اے)

سید الیاس برنی (ناظم دارالترجمہ عثمانیہ یونیورسٹی) کے نام خط

۱......[۵۲]

لاہور، مورخہ ۶ رجون ۱۹۳۶ء

مخدومی جناب پروفیسر صاحب!

آپ کا والا نامہ ابھی ملا ہے۔ کتاب ''قادیانی مذہب'' اس سے بہت پہلے موصول ہوگئی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب بے شمار لوگوں کے لئے چراغ ہدایت کا کام دے گی اور جو لوگ قادیانی مذہب پر مزید لکھنا چاہتے ہیں۔ ان کے لئے تو یہ ضخیم کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ جس سے ان کی محنت وزحمت بہت کم ہوگئی ہے۔ میں آپ کی خدمت میں مفصل خط لکھتا۔ مگر دو سال سے بیمار ہوں اور بہت کم خط وکتابت کرتا ہوں۔ امید کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔

حضور نظام (نظام حیدرآبادی) کا خط میری نظر سے گذرا تھا۔ لیکن میں نے سنا ہے کہ جو روپیہ ان کی گورنمنٹ کی طرف سے پنجاب میں آتا ہے وہ یا تو پارٹی پالیٹکس پر صرف ہوتا ہے یا ان اخباروں پر جو قادیانیوں کی حمایت کرتے ہیں۔ معلوم نہیں یہ بات کہاں تک درست ہے؟ میں نے یہ بات آپ کو بصیغہ راز لکھ دی ہے۔ (مکاتیب اقبال ج ۱ص ۴۲۱، مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔ اے)

والسلام! مخلص: محمد اقبال

۲......

جاوید منزل، مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۳۷ء

جناب پروفیسر صاحب! السلام علیکم!

آپ کی کتاب ''قادیانی مذہب'' کی نئی ایڈیشن جو آپ نے بکمال عنایت ارسال فرمائی ہے، مجھے مل گئی ہے۔ جس کے لئے بے انتہا شکرگزار ہوں۔ میں نے سید نذیر نیازی ایڈیٹر ''طلوع اسلام'' سے سنا ہے کہ یہ کتاب بہت مقبول ہو رہی ہے۔ آپ کی محنت قابل داد ہے کہ اس سے عامۃ المسلمین کو بے انتہاء فائدہ پہنچا ہے اور آئندہ پہنچتا رہے گا۔ اب ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے جو کہ آپ کے ذاتی افکار کا نتیجہ ہو۔ آپ کے قلم سے مسلمان ایسی توقع رکھنے کا حق

رکھتے ہیں۔ قادیانی تحریک یا یوں کہیے کہ بانی تحریک کا دعویٰ مسئلہ بروز پر مبنی ہے۔ مسئلہ مذکور کی تحقیق تاریخی لحاظ سے ازبس ضروری ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ مسئلہ عجمی مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اصل اس کی آرین ہے۔ نبوت کا سامی تخیل اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے۔

میری رائے ناقص میں اس مسئلہ کی تاریخی تحقیق قادیانیت کا خاتمہ کرنے کے لئے کافی ہوگی۔ (مکاتیب اقبال ج۱ص ۴۱۹، ۴۲۰، مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔اے)

والسلام! مخلص: محمد اقبال

مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کے نام خط

لاہور، مورخہ ۵؍فروری ۱۹۳۶ء

مخدومی مولانا! السلام علیکم!

پنڈت جواہر لال نہرو کے جواب میں میں نے جو کچھ لکھا تھا اس کی ایک کاپی آپ کی خدمت میں بھجوائی گئی تھی۔ مہربانی کر کے مطلع فرمایئے کہ وہ پمفلٹ آپ تک پہنچا یا نہیں؟

اخباروں میں مولانا سید سلیمان کی صحت کی خبر پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ ان کو دیر تک سلامت رکھے۔ ان کا وجود اس ملک میں غنیمت ہے۔ میری طرف سے بہت بہت سلام ان کی خدمت میں عرض کیجئے۔ کسی گذشتہ خط میں (جو اس وقت نہیں مل سکا) انہوں نے مجھے لکھا تھا کہ ایک اسلامی ملک کے امیر کو اختیار ہے کہ اگر کسی ایسے امر میں جس کی شرع نے اجازت دی ہو فساد پیدا ہو تو اس اجازت کو Revoke کرلے۔ اس کی مثالیں بھی مولانا نے خلافت راشدہ کے زمانہ کی لکھی تھیں۔ اس قول کے لئے حوالے کی ضرورت ہے۔ مہربانی کر کے آپ خود مولانا موصوف سے دریافت کر کے تحریر فرمائیں۔ میں نے خود ادھر ادھر سے تفحص کر کے حوالہ نکالا تھا۔ مگر افسوس کہ اب وہ کاغذ جس پر یہ سب کچھ نوٹ کیا تھا نہیں ملتا۔ امید کہ آپ کے مزاج بخیر ہوں۔ مولانا کی خدمت میں سلام شوق عرض کریں۔ (مکاتیب اقبال ج۱ص ۴۰۳، شیخ عطاء اللہ ایم۔اے)

مخلص: محمد اقبال

اس خط کے جواب کی طرف جلد توجہ فرمایئے تو ممنون ہوں گا۔

سید نعیم الحق ایڈووکیٹ پٹنہ کے نام خط

لاہور[۵۳]، مورخہ ۹؍فروری ۱۹۳۴ء

مائی ڈیر مسٹر نعیم الحق!

نوازش نامہ موصول ہوا۔ جس کے لئے سراپا سپاس ہوں۔ جس مقدمہ کی پیروی کے لئے میں نے آپ سے درخواست کی تھی اس کی پیروی چوہدری ظفر اللہ خاں (یہ وہی ظفر اللہ خاں ہیں جنہیں بعد از تقسیم پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ مقرر کیا گیا) کریں گے۔ عبدالحمید صاحب نے مجھے یہ اطلاع دی ہے اور میں نے ضروری سمجھا کہ آپ کو ہر قسم کی زحمت سے بچانے کے لئے مجھے فی الفور آپ کو مطلع کرنا چاہئے۔

چوہدری ظفر اللہ خاں کیونکر اور کس کی دعوت پر وہاں جا رہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں، شاید کشمیر کانفرنس کے بعض لوگ ابھی تک قادیانیوں سے خفیہ تعلقات رکھتے ہیں۔ میں اس تمام زحمت کے لئے جو آپ برداشت کر رہے ہیں اور اس تمام ایثار کے لئے جو آپ گوارا فرما رہے ہیں بے حد ممنون ہوں۔ امید ہے آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ (مکاتیب اقبال ج ا ص ۳۳۵)

مخلص: محمد اقبال

باب چہارم ...... توضیحات

اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

(ضرب کلیم)

لائٹ کے جواب میں[۵۴]

لائٹ نے اپنے الزام کی بنیاد میرے اس شعر پر رکھی ہے۔

ہم کلامی ہے غیریت کی دلیل
خامشی پر مٹا ہوا ہوں میں

یہ سلیس اردو ہے۔ جس کا مطلب محض یہ ہے کہ انسان کی روحانی زندگی میں ہم کلامی سے آگے بھی ایک منزل ہے۔ لیکن شعر کو وحی کے دینی معانی سے کچھ تعلق نہیں۔ اس سلسلہ میں لائٹ کی توجہ اپنی کتاب تشکیل نو کی طرف مبذول کراؤں گا۔ جہاں ص ۲۱ پر میں نے لکھا ہے کہ: ''احساس اور تخیل کے فطری رشتہ سے وحی کے متعلق اس اختلاف کی روشنی پڑتی ہے۔ جس نے مسلم مفکرین کو کافی پریشان کیا تھا۔ غیر واضح احساس اپنے منتہاء کو تخیل کے اندر پاتا ہے اور خود تخیل لباس مجاز میں آنے کی سعی کرتا ہے۔ یہ محض استعارہ نہیں ہے کہ تخیل اور لفظ دونوں بیک وقت بطن احساس سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ ادراک انہیں وجود میں لا کر خود اپنے لئے یہ دشواری پیدا کرتا

ہے کہ انہیں ایک دوسرے سے مختلف قرار دے اور ایک معنی میں لفظ بھی الہام ہوتا ہے۔"
(حرف اقبال ص ۱۲۹، ۱۳۰)

۲...... [۵۵] مدیر لائٹ نے ایک ایسی حدیث کا حوالہ دیا ہے جو تاریخی عمل کی نہایت حسابی تصویر پیش کرتی ہے۔ میں اگرچہ انسان کے روحانی امکانات اور روحانی آدمیوں کی پیدائش کا قائل ہوں تاہم مجھے یقین نہیں کہ اس تاریخی عمل کا حساب ویسے ہی لگایا جاسکتا ہے۔ جیسے لائٹ کا خیال ہے۔ ہم بآسانی اعتراف کر سکتے ہیں کہ تاریخی عمل کا شعور ہماری ذہنی سطح سے بہت بلند ہے۔ میں منفی رنگ میں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وہ اس طرح مقرر اور حسابی نہیں ہے۔ جیسے لائٹ نے سمجھا ہے۔ میں ابن خلدون کی رائے سے بہت حد تک متفق ہوں۔ جہاں وہ تاریخی عمل کو ایک آزاد تخلیقی تحریک تصور کرتا ہے۔ نہ کہ ایسا عمل جو پہلے سے متعین کیا جاچکا ہو۔ موجودہ دور میں برگساں نے اسی نظریہ کو زیادہ صحت اور عمدہ مثالوں کے ساتھ پیش کیا ہے۔ لائٹ نے جس حدیث کا حوالہ دیا ہے۔ وہ غالباً جلال الدین سیوطی نے مشہور کی تھی اور اسے زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی۔ بخاری و مسلم میں اس حدیث کا کہیں پتہ نہیں چلتا۔ اس میں چند بزرگوں کے تاریخی عمل کے نظریہ کی جھلک ہو تو ہو۔ لیکن افراد کے ایسے رؤیا کوئی دلیل نہیں بن سکتے۔ تمام مجددین نے اسی اصول کی پیروی کی ہے۔ (حرف اقبال ص ۱۳۰، ۱۳۱)

سن رائز کے جواب میں [۵۶]

مجھے افسوس ہے کہ میرے پاس نہ وہ تقریر اصل انگریزی میں محفوظ ہے اور نہ اس کا اردو ترجمہ جو مولانا ظفر علی خاں نے کیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ تقریر میں نے ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل کی تھی اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ مرحوم نے، جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ بانی تحریک کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ "براہین احمدیہ" میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دو گروہوں کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے۔ معلوم نہ تھا کہ تحریک آگے چل کر کس راستہ پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا۔ جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی۔ جب میں نے تحریک کے ایک رکن

کو اپنے کانوں سے آنحضرت (ﷺ) کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔

(حرف اقبال ص۱۳۱، ۱۳۲)

۲...... ۵۷ اس سوال کا جواب ''تشکیل نو'' کے حوالہ سے بہتر دیا جا سکے گا۔ جہاں ص۱۲۰، ۱۲۱ پر میں نے لکھا ہے: ''ختم نبوت سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ زندگی کی انتہاء بس یہ ہو کہ عقل، جذبات کی قائم مقام ہو جائے۔ یہ چیز نہ ممکن ہے نہ مستحسن۔ اس عقیدہ کی عقلی افادیت اتنی ہے کہ اس سے باطنی واردات کو آزاد تنقیدی رنگ ملتا ہے۔ کیونکہ اس یقین سے یہ لازم آتا ہے کہ انسانی تاریخ میں فوق الفطرت سرچشمہ کا منصب ختم ہو چکا۔ یہ یقین ایک نفسیاتی قوت ہے۔ جو ایسے منصب کی پیدائش کو روکتا ہے اور اس خیال سے انسان کے اندرونی تجربات میں علم کی نئی راہیں کھلتی ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ''لا الا'' فطرت کی تمام قوتوں سے الوہیت کا لباس اتارتا ہے اور انسان کے بیرونی تجربات میں تنقیدی مشاہدہ کی روح پیدا کرتا ہے۔ باطنی واردات خواہ وہ کتنی غیر فطری اور غیر معمولی ہو، مسلمان کے لئے بالکل فطری تجربہ ہے۔ جو دوسرے تجربات کی طرح تنقید کی زد میں آتا ہے اور یہ چیز رسول کریم (ﷺ) کے رویہ سے اور بھی روشن ہو جاتی ہے۔ جو انہوں نے ابن صیاد (حرف اقبالؒ میں ابن سید ترجمہ کیا گیا جو صحیح نہیں) کی نفسیاتی واردات کے لئے اختیار فرمایا۔ اسلام میں تصوف کا مقصد انہی باطنی واردات کو منظم کرنے کا ہے۔ اگرچہ یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ابن خلدون ہی ایک ایسا شخص گزرا ہے جس نے اسے اصولی طریقے پر جانچا۔''

پہلے فقرہ سے صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ نفسیاتی معانی میں اولیاء یا ان جیسی صفات کے لوگ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ یہ ایک الگ سوال ہے کہ مرزا قادیانی بھی اس زمرہ میں شامل ہیں یا نہیں؟ جب تک عالم انسانیت کی روحانی اہلیتیں برداشت کر سکتی ہیں۔ ایسے لوگ تمام قوموں اور ملکوں میں پیدا ہوں گے تاکہ وہ انسانی زندگی کی بہتر اقدار کا پتہ دے سکیں۔ اس کے خلاف قیاس کرنا تو انسانی تجربہ کو جھٹلانا ہوگا۔ فرق محض اس قدر ہے کہ اب ہر شخص کو حق پہنچتا ہے کہ وہ ان باطنی واردات پر تنقیدی نظر ڈال سکے اور باتوں کے علاوہ ختم نبوت کا مطلب یہ ہے کہ روحانی زندگی میں، جس کے انکار کی سزا جہنم ہے ذاتی سند ختم ہو چکی ہے۔

مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نام ۵۸

مولانا حسین احمد یا ان کے دیگر ہم خیالوں کے افکار میں نظریۂ وطنیت ایک معنی میں وہی

حیثیت رکھتا ہے جو قادیانی افکار میں انکار خاتمیت کا نظریہ، وطنیت کے حامی بالفاظ دیگر یہ کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے لئے ضروری ہے کہ وقت کی مجبوریوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنی حیثیت کے علاوہ جس کو قانون الٰہی ابدالاباد تک متعین و متشکل کر چکا ہے۔ کوئی اور حیثیت بھی اختیار کرے۔ جس طرح قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کی اختراع سے قادیانی افکار کو ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے کہ اس کی انتہاء نبوت محمدیہ کے کامل و اکمل ہونے سے انکار کی راہ کھولنا ہے۔ بظاہر نظریہ وطنیت سیاسی نظریہ ہے اور قادیانی انکار خاتمیت الٰہیات کا ایک مسئلہ ہے۔ لیکن ان دونوں میں ایک گہرا معنوی تعلق ہے۔ جس کی توضیح اس وقت ہوسکے گی۔ جب کوئی دقیق النظر مسلمان مورخ ہندی مسلمانوں اور بالخصوص ان کے بعض بظاہر مستعد فرقوں کے دینی افکار کی تاریخ مرتب کرے گا۔

دین شا کے جواب میں[۵۹]

مجھے اس کے متعلق کچھ عرض نہیں کرنا ہے۔ سوائے اس کے کہ مجھے ان کے مرکزی خیال سے پورا اتفاق ہے۔ یعنی اسلام کی ظاہری اور باطنی تاریخ میں ایرانی عنصر کو بہت زیادہ دخل حاصل ہے۔ یہ ایرانی اثر اس قدر غالب رہا ہے کہ سپنگلر **Spengler** نے اسلام پر موبدانہ رنگ دیکھ کر اسلام کو ہی ایک موبد مذہب سمجھ لیا تھا۔ میں نے اپنی کتاب ''تشکیل نو'' میں کوشش کی ہے کہ اسلام پر سے اس موبدانہ خول کو دور کر دوں اور مجھے امید ہے کہ اسی سلسلے میں میں اپنی کتاب قرآنی تعلیم کا مقدمہ میں مزید کام کر سکوں گا۔ موبدانہ تخیل اور مذہبی تجربہ مسلمانوں کی دینیات، فلسفہ، اور تصوف کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہیں۔ بہت سا مواد ایسا موجود ہے جس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ تصوف کے چند اسکولوں نے جو اسلامی سمجھے جاتے ہیں، اس موبدانہ حالات واردات کو ہی زندہ کیا ہے۔ میں موبد تمدن کو انسانی تمدن کے بے شمار مظاہرات میں سے ایک مظاہرہ سمجھتا ہوں۔ میں نے اس لفظ کو برے معنی میں استعمال نہیں کیا تھا۔ اس کے پاس بھی حکومت کا تصور تھا۔ فلسفیانہ مباحث تھے۔ حقائق بھی تھے اور غلطیاں بھی۔ لیکن جب تمدن پر زوال آتا ہے تو اس کے فلسفیانہ مباحث، تصورات اور دینی واردات کی اشکال میں انجماد اور سکون آجاتا ہے۔ جب اسلام کا ظہور ہوا تو موبد تمدن پر یہی حالت طاری تھی اور تمدنی تاریخ کو جس طرح میں سمجھتا ہوں، اسلام نے اس تمدن کے خلاف احتجاج کیا۔ خود قرآن کے اندر شہادت موجود ہے کہ اسلام نہ محض ذہنی بلکہ مذہبی واردات کے لئے بھی نئی راہ پیدا کرنی چاہتا تھا۔ لیکن ہماری مغانہ وراثت نے اسلام کی زندگی کو کچل ڈالا اور اس کی اصل روح اور مقاصد کو ابھرنے کا موقع نہ دیا۔

(حرف اقبال ص ۱۳۴، ۱۳۵)

حاشیہ جات

۱؎ یہ رائے حضرت علامہؒ نے ۱۹۲۸ء میں اورینٹل کالج لاہور کے خطبہ صدارت میں ظاہر فرمائی۔ ملاحظہ ہو انوار اقبال ص ۲۵۵، مرتبہ بشیر احمد ڈار

۲؎ مکاتیب اقبال ج ا ص ۱۶۶، شیخ عطاء اللہ ایم۔اے

۳؎ مکاتیب اقبال ج ا ص ۸۰، شیخ عطاء اللہ ایم۔اے

۴؎ مکاتیب اقبال ج ا ص ۱۰۱، شیخ عطاء اللہ ایم۔اے

۵؎ ۱۹۳۰ء یا اس سے کچھ پہلے کی بات ہے۔ یہ بات میرے استفسار پر جناب خالد نظیر صاحب صوفی (مرتب، اقبال درون خانہ) نے اپنی والدہ مکرمہ مدظلہا سے پوچھ کر مجھے بتائی۔ صوفی صاحب کی والدہ زید مجدہا شیخ عطاء محمد صاحب (برادر اکبر حضرت علامہؒ) کی سب سے چھوٹی دختر ہیں اور جس لڑکی کی شادی کا ذکر ہے وہ موصوفہ سے کوئی دو تین برس بڑی تھیں۔ مرتب

۶؎ حتی کہ ۱۹۰۰ء میں بانی قادیانیت نے حکومت سے یہ درخواست بھی کی تھی کہ مردم شماری کے وقت ان کی جماعت اور ان کے پیروؤں کا نام عام مسلمانوں سے الگ رجسٹر کیا جائے۔ ملاحظہ ہو اشتہار واجب الاظہار، منجانب مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ ۴/ نومبر ۱۹۰۰ء

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۵۶)

۷؎ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ آسمانی نوشتوں میں لکھا ہے اور وہ پورا ہو کر رہے گا کہ یہ مقام (ربوہ) دنیوی لحاظ سے بھی ایک اہم مقام بن جاوے گا۔ اس عبارت کا ایک ایک لفظ الفضل نامی قادیانی روزنامے سے منقول ہے۔ ملاحظہ ہو اشاعت بابت ۷/ فروری ۱۹۵۱ء تب یہ اخبار لاہور سے شائع ہوتا تھا۔

۸؎ قادیانی اور لاہوری۔ اوّل الذکر مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتا اور اس کے منکرین کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتا ہے۔ ثانی الذکر مرزا غلام احمد کو مجدد تسلیم کرتا ہے۔

۹؎ نام نہاد مناظرے اور مباحثے اس لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ بھی لکھا یا کہا وہ سب انگریزی اقتدار کے استحکام کی غرض سے تھا۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں: ”ہاں میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور

ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جب کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی...... تو یہ اندیشہ (میرے) دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۔ تب میں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی۔ کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔ کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔" (ضمیمہ تریاق القلوب ص ۳۶۱، ۳۶۲۔ خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۹، ۴۹۰)

۱۰ یہ مضمون تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ سے اخذ کیا گیا ہے۔ جو حضرت علامہؒ کے ان مایہ ناز انگریز خطبات کا اردو ترجمہ ہے۔ جو انہوں نے مدراس مسلم ایسوسی ایشن کی دعوت پر ۱۹۲۸ء، ۱۹۲۹ء میں مدراس، حیدر آباد اور علی گڑھ میں ارشاد فرمائے۔ یہ خطبات فلسفیانہ رنگ میں اپنے موضوع پر ایک اچھوتی تخلیق ہیں۔

۱۱ حضرت علامہؒ نے انگریزی میں آفاق و انفس کا مرادف **Self and World** لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ **The Reconstruction of Religious Thought in Islam, p:120, By Sir Muhammad Iqbal 2nd Edition 1934**

۱۲ نمبر ۳، ۴ کے ذیل میں دی گئی تحریریں ۱۹۳۵ء میں حضرت علامہؒ نے سید نذیر نیازی، سب ایڈیٹر طلوع اسلام، دہلی کے نام لکھیں۔ ان کا شان نزول خود انہی کی زبانی سنئے: "(ان) کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ۱۹۳۵ء میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام، لاہور کے انگریزی ہفت روزہ لائٹ نے بلا وجہ حضرت علامہؒ کے انگریزی خطبات بالخصوص پانچویں خطبے پر اظہار خیال کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ جو حضرت علامہؒ کہتے ہیں کہ باب نبوت مسدود ہے۔ یہ دراصل مغرب سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے۔ حضرت علامہؒ نے کہیں، عقل استقرائی کا ذکر کر

دیا تھا۔ مدیر لائٹ اس کا صحیح مفہوم تو سمجھ نہ سکے۔ انہوں نے فرمایا یہ دیکھئے۔ اقبال عقل کو نبوت پر ترجیح دیتا ہے۔ یہ مغرب زدگی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مضمون شائع ہوا تو راجہ حسن اختر صاحب نے انگریزی زبان ہی میں مدیر لائٹ کے نام ایک خط لکھا۔ جس میں ان کے غلط خیال کی تردید بڑے معقول طریقے سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے لاہور میں راجہ صاحب سے لائٹ کے اس مضمون کا ذکر آ گیا۔ میں نے عرض کیا یہ پرچہ چونکہ ایک انجمن کا ہے۔ جس کی ایک مخصوص دعوت ہے۔ لہٰذا مجھے اس کا ترجمہ اردو میں شائع کر دینا چاہئے۔ حضرت علامہؒ نے بھی اس خیال سے اتفاق فرمایا۔ پھر جب ضمناً بعض دوسرے مسائل کی وضاحت ضروری نظر آئی اور میں نے حضرت علامہؒ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے ازراہ عنایت (یہ) دو تحریریں مرحمت فرمائیں۔ (مکتوبات اقبالؒ ص۳۰۰) یہ طویل اقتباس صرف اس لئے درج کیا گیا ہے کہ تاکہ آپ ان تحریروں کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ ہو سکیں۔"

۱۳؎ یہ عبارت وہی ہے جسے بشیر احمد صاحب ڈار نے اپنی کتاب انوار اقبال میں حذف کر دیا ہے۔ جب کہ علامہ مرحوم کی تحریر کے عکسی متن میں یہ موجود ہے اور صاف پڑھی جاتی ہے۔

۱۴؎ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری تیسری صدی ہجری کے مایہ ناز مسلمان مورخ، محدث اور مفسر۔

۱۵؎ علامہ طبری کے الفاظ یہ ہیں: "کان یؤذن للنبی ﷺ ویشهد فی الاذان ان محمدا رسول الله وكان الذی یؤذن له عبدالله ابن النواحة وكان الذی یقیم له حجیر ابن عمیر ویشهد له وكان مسیلمة اذا دنا حجیر من الشهادة قال صرح حجیر فیزید فی صوت ویبالغ التصدیق نفسه"

(تاریخ طبری ج۲ ص۲۷۶)

کہ نبی کریم ﷺ کے لئے اذان دیتا تھا کہ محمد...... اللہ کے رسول ہیں۔ (مسیلمہ کے لئے) اذان عبداللہ بن النواحہ دیتا اور اقامت حجیر بن عمیر کہتا اور جب حجیر شہادت کے قریب پہنچتا تو مسیلمہ کہتا اے حجیر خوب زور سے کہو (یعنی شہادت بلند آواز سے کہو تاکہ لوگوں کو اچھی طرح سنائی دے) پس حجیر آواز کو بلند کرتا۔ اس طرح مسیلمہ اپنی تصدیق میں مبالغہ کرتا۔

۱۶ حضرت علامہ نے یہ بیان مئی ۱۹۳۵ء میں جاری کیا۔ آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے استعفاء کے بعد یہ بیان حضرت علامہ کی طرف سے قادیانیت کے خلاف کھلا ہوا اعلان جنگ تھا۔ یہی وہ بیان ہے جس نے ایوان قادیانیت کے در و بام کو ہلا کر رکھ دیا اور قادیانی جھتے پر پورے پنجاب میں بے بہاؤ کی پڑنے لگیں۔ اس بیان کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے کیا جا سکتا ہے کہ اس دور کے تقریباً تمام قابل ذکر انگریزی، اردو اخبارات نے اسے شائع کیا اور اکثر و بیشتر نے اس پر آرٹیکل لکھے (مکتوبات اقبال ص ۳۱۴، مرتبہ سید نذیر نیازی) خود حضرت علامہؒ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ (یہ بیان) قریباً تمام انگریزی اخباروں میں شائع ہوا۔ ایسٹرن ٹائمز لاہور ٹریبون لاہور سٹیٹس مین دہلی سٹار آف انڈیا کلکتہ۔ علاوہ اس کے اردو اخباروں میں اس کا ترجمہ بھی شائع ہوا ہے۔ (مکتوب اقبال ص ۲۷۲، مرتبہ سید نذیر نیازی شائع کردہ اقبال اکادمی کراچی)

۱۷ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۹۰۸ء......۴۰، ۱۸۳۹ء) سن پیدائش مرزا غلام احمد قادیانی کی ۱۶/۳۰×۲۰ سائز کی خود نوشت سوانح حیات کے ص ۱۲ سے اخذ کیا گیا ہے۔

۱۸ ایسا صرف اس لئے ہے کہ شکر چڑھا زہر **Sugar coated Pills** مسلمان آسانی کے ساتھ نگل سکیں۔ یہ بالکل وہی تکنیک ہے۔ جو بقول حضرت علامہؒ موبدانہ اثر کی بدولت ایران میں پیدا ہونے والی ملحدانہ تحریکوں نے اختیار کی۔ انہوں نے بھی یہودیوں کے عقیدۂ تناسخ کو مشرف باسلام کرنے کے لیئے اس کو بروز، حلول اور ظلّ وغیرہ کا نام دیا اور ان اصطلاحات کا وضع کرنا اس لئے لازم تھا کہ وہ مسلم قلوب کو نا گوار نہ گزریں۔

۱۹ ہندوؤں کو بھی اپنی وحدت کی بقاء کے تحفظ کا مسئلہ درپیش تھا۔

۲۰ قرائن سے معلوم ہوتا ہے اس مقام پر حضرت علامہ ان پابندیوں کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں جو اس وقت کی انگریزی حکومت نے قادیانیوں کی مخالفت کرنے پر مولانا ظفر علی خان، ان کے اخبار، زمیندار اور جماعت احرار پر عائد کر دی تھیں۔

۲۱ جب حضرت علامہؒ کا بیان قادیانی اور جمہور مسلمان، اخبارات میں شائع ہوا تو بعض لوگ اس سے یہ سمجھے کہ شاید حضرت علامہ نے حکومت کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ قادیانی جماعت کو بہ جبر ختم کر دے۔ اس پر علامہ مرحوم نے مذکورہ وضاحت فرمائی۔

۲۲ اخبار اسٹیٹس (دہلی) نے اپنی ۱۴ر مئی ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں حضرت علامہ کا

بیان ''قادیانی اور جمہور مسلمان'' شائع کیا اور ساتھ ہی اس پر ایک تنقیدی اداریہ بھی لکھا۔ مذکورہ مضمون دراصل اسی اداریہ کا جواب ہے۔ جو ۱۰ر جون ۱۹۳۵ء کو اخبار مذکور میں مطبع ہوا۔

۲۳ قادیانی یہ استدلال کرتے ہیں کہ ہم تو حضور (ﷺ) کو خاتم الانبیاء مانتے ہیں۔ ہم منکر اور دائرہ اسلام سے خارج کیسے ہوئے؟ مگر واقعہ یہ ہے کہ جب کسی نے آنحضرت (ﷺ) کو خاتم الانبیاء مان کر آپ (ﷺ) کے بعد کسی اور نئے نبی کی نبوت کو تسلیم کر لیا تو اس کا خاتم الانبیاء کا اقرار باطل ہو گیا۔ گویا دائرہ اسلام سے نکلنے کے لئے حضور ﷺ کا انکار ضروری نہیں۔ کسی نئے نبی کا اقرار بھی آدمی کو اسلام کے دائرے سے باہر نکال دیتا ہے۔

۲۴ حضرت علامہؒ کے بیان ''قادیانی اور جمہور مسلمان'' کا شائع ہونا تھا کہ ایوان قادیانیت میں ایک زلزلہ برپا ہو گیا۔ گویا کسی نے بم پھینک دیا ہو۔ وہ سب لوگ جو اپنے مفاد کی خاطر قادیانیوں سے ہمدردی رکھتے تھے۔ لنگر لنگوٹ کس کر حضرت علامہؒ کے خلاف صف آرا ہو گئے۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے بھی اسلامی تعلیمات سے ناواقفیت کے باوجود نہایت ناگوار لب ولہجہ میں ماڈرن ریویو کلکتہ میں تین مضمون گھسیٹ ڈالے۔ ان کا مفاد کیا تھا؟ اور تب قادیانی جماعت نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر ان کا پرجوش استقبال کیوں کیا؟ یہ بات اپنی جگہ ہے۔ مگر حضرت علامہؒ کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ پنڈت جی کے جواب میں خاموشی اختیار کر لیتے۔ انہوں نے اپنی شدید علالت کے باوجود مندرجہ بالا طویل بیان جاری کیا جو (تخمیناً) ۱۹ر جنوری ۱۹۳۶ء کو طبع ہوا۔ حالانکہ انہیں آرام کی ضرورت تھی اور اطباء نے دماغی محنت سے احتراز کی ہدایت کر رکھی تھی۔ (مکتوبات اقبال ص ۳۱۳، ۳۱۴، مرتبہ سید نذیر نیازی) علامہ مرحوم کو اس بیان اور اس کی اشاعت سے اس قدر دلچسپی تھی کہ احباب کو خط لکھ لکھ کر دریافت فرماتے رہے کہ ان تک پہنچا یا نہیں؟ (مکتوبات اقبال ص ۳۱۷) یورپ تک اپنی آواز پہنچانے کے لئے اپنے اس مضمون کا ایک الگ ایڈیشن شائع کیا۔ (مکتوبات اقبال ص ۳۱۷)

۲۵ قرون وسطیٰ میں Inquisition کے نام سے ایک محکمہ قائم ہوا تھا۔ جو لوگوں کے عقائد مذہبی کی تحقیق وتفتیش کرتا تھا۔ برونو وغیرہ ایسے علماء سائنس کو اس محکمہ نے نذر آتش کیا۔ (حرف اقبال)

۲۶ جنگ نوارینو ۱۷۹۹ء میں نہیں، ۱۸۲۷ء میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔ حضرت علامہؒ

نے سید نذیر نیازی کے نام اپنے ایک خط میں اس کی تصحیح بھی فرمادی تھی اور سید صاحب موصوف کو ہدایت کی تھی کہ وہ ان کے مضمون کا اردو ترجمہ کرتے ہوئے اس غلطی کو درست کر دیں۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (مکتوبات اقبال ص ۳۲۲)

۲۷۔ یہاں حضرت علامہؒ کو سہو ہو گیا ہے۔ اجازت تنسیخ کی نہیں۔ التواء کی ہے اس کا اندازہ سید سلیمان ندویؒ کے نام ان کے ایک خط سے بھی ہوتا ہے۔ جس میں حضرت علامہؒ سید موصوف کو ان کے ایک خط کی عبارت یاد دلاتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ایک خط میں آپ نے یہ لکھا ہے کہ اسلامی ریاست کے امیر کو اختیار ہے کہ جب اسے معلوم ہو کہ بعض شرعی اجازتوں میں فساد کا امکان ہے تو ان اجازتوں کو منسوخ کر دے۔ عارضی طور پر یا مستقل طور پر، بلکہ بعض فرائض کو بھی منسوخ کر سکتا ہے۔ اس وقت آپ کا خط میرے سامنے نہیں ہے۔ حافظے سے لکھ رہا ہوں۔ کیا یہ بات صحیح ہے؟ اسی خط کے حاشیہ میں سید سلیمان ندویؒ کے یہ الفاظ درج ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے حافظہ نے غلطی کی ہے۔ ملتوی کی جگہ منسوخ لکھ گئے ہیں۔ ملاحظہ ہو مکاتیب اقبال ج ۱ ص ۱۸۲، مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم۔ اے

۲۸۔ یہ اشارہ ہے اس عقیدے کی طرف کہ امام مہدی امام آخر الزمان ہیں۔ ایک ہزار برس سے زیادہ مدت ہوئی کہ وہ سامرا کے ایک غار میں روپوش ہو گئے۔ وہ زندہ ہیں۔ گو ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ (مکتوبات اقبال ص ۳۱۷، مرتبہ سید نذیر نیازی)

۲۹۔ یہ بیان ۲۰؍ جون ۱۹۳۳ء کے اخبارات میں شائع ہوا۔ تب حضرت علامہؒ کشمیر کمیٹی کے عارضی صدر تھے۔

۳۰۔ یہ تاریخی خط جیسا کہ اس کی تاریخ سے ظاہر ہے، ۲۱؍ جون ۱۹۳۶ء کو پنڈت جواہر لال نہرو کے نام لکھا گیا۔ اس خط میں حضرت علامہؒ نے اسلام اور احمدیت" کے عنوان سے پنڈت جی کے جواب میں لکھے گئے اپنے ایک مضمون کے مقاصد تحریر کو واضح کیا ہے۔ اصل خط حضرت علامہؒ نے انگریزی زبان میں لکھا تھا۔

۳۱۔ حضرت علامہؒ کا اصل خط چونکہ انگریزی میں ہے۔ اس لئے ہم اس مقام پر ان کی انگریزی عبارت بھی نقل کئے دیتے ہیں۔ تاکہ قارئین حضرت علامہؒ کے مافی الضمیر کا صحیح صحیح اندازہ کر سکیں۔

I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India, ***(Thoughts and Reflections' of Iqbal page:306, by Syed Abdul Wahid)***

۳۲ حضرت علامہؒ ان دنوں سخت بیمار تھے اور اسی سبب سے پنڈت جی سے ملاقات نہ کر سکے تھے۔ جو ان دنوں اتفاق سے لاہور آئے ہوئے تھے۔ یہ وہی موقعہ ہے جب قادیانیوں نے لاہور ریلوے اسٹیشن پر پنڈت جواہر لال نہرو کا شاندار استقبال کیا اور جواہر لال زندہ باد، محبوب قوم خوش آمدید کے نعرے لگائے۔ (بحوالہ الفضل قادیان مورخہ ۳۱ رمئی ۱۹۳۶ء)

۳۳ حضرت علامہؒ کے ان خطوط کا پس منظر "سخنہائے گفتنی" میں پر گزر چکا ہے۔

۳۴ اس معنی کا ایک اثر بھی تفسیروں میں مروی ہے جو اثر ابن عباسؓ کے نام سے ہے۔ اس اثر کی تاویل و تشریح میں مولانا محمد قاسم صاحب کا رسالہ تحذیر الناس فی اثر ابن عباسؓ اور مولانا عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی کا ایک مضمون ہے جو اس بحث میں دیکھنے کے قابل ہے۔ (ندوی)

۳۵ یہ وجہ نہیں، شیخ اشراق ایرانی فلسفہ سے متاثر تھے اور وہاں سے یہ خیال ان تک پہنچا تھا۔ دیکھئے شرح کلمۃ الاشراق، مقالہ خامسہ۔

۳۶ یہ حدیث صحاح میں نہیں۔ آپ (ﷺ) نے اس لئے نبی کہنے سے منع فرمایا کہ لغت کی رو سے منصب دار نبوت کے لئے "نبیؐ" لفظ ہے "نبیء" نہیں۔ (ندوی)

۳۷ یقیناً سب کے سب نبی بلا ہمزہ کے ہیں۔ (ندوی)

۳۸ حضور ﷺ پر کسی کو جزوی فضیلت حاصل ہونا جائز ہے اور ایسا کہنا نہ کفر ہے نہ توہین نبی کا باعث ہے۔ البتہ مقتضائے محبت کے خلاف ہے اور پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ یہ جزوی فضیلت حقیقت میں فضیلت کے شمار میں ہے بھی؟ مثلاً زیادہ متمدن زمانہ میں ہونا کوئی فضیلت نہیں۔ کیونکہ خود تمدن نہ کوئی دینی فضیلت ہے نہ اخلاقی نہ عقلی۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس کے بعد اور بھی دنیا زیادہ متمدن ہو جائے تو اس زمانے کے آدمی پر بھی اس زمانہ کے آدمی کو فوقیت ہو جائے اور اگر یہ امر باعث فضیلت ہو تو غلام احمد قادیانی کیا اقبال سیالکوٹی کو بھی یہ جزوی فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ غلام احمد سے زیادہ۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے صرف اس کو دور سے دیکھا ہے۔ چکھا اور آزمایا نہیں۔ (ندوی)

۳۹ یہ نقل کفر مجھ سے نہ ہوگا۔ آپ ''السیف المسلول علی شاتم الرسول'' دیکھ لیجئے۔
(ندوی)

۴۰ اس وقت وہ (علامہ مرحوم) ردقادیانی پر اپنا مضمون تیار کررہے تھے۔ (ندوی)

۴۱ جی ہاں! اس کتاب میں یہ روایت ہے، جو مصنف ابن ابی شیبہ سے لی گئی ہے۔ لیکن اس کی سند مذکور نہیں جو روایت کی صحت وضعف کا پتہ لگایا جائے اور اگر صحیح ہو بھی تو یہ حضرت عائشہؓ کی محض رائے ہے۔ کیونکہ رسول اللہ (ﷺ) نے بار بار خود فرمایا ہے۔ ''لا نبی بعدی'' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے خیال میں اس لئے ایسا کہنے سے منع کیا کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے نزول کا انکار اس سے لوگ نہ سمجھنے لگیں۔ بہرحال یہ ان کا خیال ہے۔ جس کا صحیح ہونا ضروری نہیں۔ خصوصاً ایسی صورت میں جب خود حضور (ﷺ) کے قول کے خلاف ہو۔ ندوی

۴۲ جی ہاں! وہی روایت بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ اس کتاب میں بھی ہے اور اس کی نسبت پہلے لکھ چکا ہوں۔ (ندوی)

۴۳ حجج الکرامہ فی آثار القیامہ، نواب صدیق حسن خاں کی کتاب ہے۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کی آمد ثانی بصفت نبوت ہوگی یا بلا صفت نبوت۔ اس باب میں علماء کا اختلاف ہے۔ نواب صاحب کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ بصفت نبوت ہوگی۔ اس لئے وہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ ان کی آمد ثانی میں ان کی صفت نبوت کا انکار کرتے ہیں۔ وہ مرتکب کلمہ کفر ہیں۔ بہرحال یہ رائے ہے۔ (ندوی)

۴۴ یہ ابن ماجہ کی روایت ہے۔ اس روایت کو بعض محققین نے موضوعات میں شمار کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ فرضاً ہے واقعۃً نہیں۔ کیونکہ لو فرض عدم وقوع کے لئے آتا ہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ اس لئے ابراہیم بن محمد کو بچپن ہی میں اٹھا لیا گیا۔ چنانچہ دوسری روایتوں میں یہی مذکور ہے۔ چنانچہ خود ابن ماجہ میں اور بخاری میں ہے۔ ''ولو قضیٰ ان یکون بعد محمد نبی لعاش ابنه ولکن لا نبی بعده'' (ابن ماجہ، جنائز، بخاری، انبیاء) یعنی یہ کہ اگر فیصلہ الٰہی یہ ہوتا ہے کہ محمد (ﷺ) کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کے صاحبزادہ زندہ رہتے۔ لیکن یہ فیصلہ الٰہی ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ملا علی قاری نے اس کو موضوعات میں لیا ہے۔ اس کو معتبر نہیں کہا ہے۔ ضعیف کہا ہے۔ اس میں ابوشیبہ ابراہیم راوی ضعیف ہے۔ بلکہ وہ متروک الحدیث، منکر الحدیث باطل گو اور دروغگو تک کہا گیا ہے۔

اس کے بعد بشرط صحت ملا نے اس کی تاویل کی ہے۔ بہرحال اس حدیث کا وہی مطلب ہے جو اس حدیث کا ہے۔ ''لوکان بعدی نبیینا لکان عمر ''(مسند احمد، ترمذی) یعنی یہ کہ اگر میرے بعد نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمرؓ بن خطاب نبی ہوتے۔ لیکن چونکہ ممکن نہیں اس لئے نہ وہ اور نہ کوئی اور نبی ہوسکتا ہے۔ (ندوی)

۴۵ صحیح یہی ہے کہ واوٗ حالیہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عیسائیوں پر حجت ہوں گے اور مسلمانوں کی تائید فرمائیں گے۔ مسلمانوں کا امام الگ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نہ ہوں گے۔ (ندوی)

۴۶ مجھے جہاں تک علم ہے نزول مسیح (علیہ السلام) کا انکار کسی نے نہیں کیا۔ معتزلہ کی کتابیں نہیں ملتیں جو حال معلوم ہو۔ البتہ ابن حزم وفات مسیح (علیہ السلام) قائل تھے۔ ساتھ ہی نزول کے بھی۔ (ندوی)

۴۷ افسوس حضرت علامہؒ کی زندگی نے وفا نہ کی اور یہ کتاب عدم سے وجود میں نہ آسکی۔

۴۸ مولانا ابوالکلام آزادؒ کے یہ بیانات تلاش بسیار کے باوجود مجھے کہیں نہیں مل سکے ہیں۔ اگر کسی صاحب کے پاس موجود ہوں تو وہ مطلع فرمائیں۔ مرتب ان کا شکرگزار ہوگا۔

۴۹ اس سے اس امر کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت علامہؒ کو فتنہ قادیانیت کے استیصال سے کس قدر گہری دلچسپی تھی۔

۵۰ علامہ ندویؒ نے جواب میں لکھا ''لفظ بروز'' کے معنی تو ظہور کے ہیں۔ مگر اس کے اصطلاحی معنی ملاحدہ عجم کی پیداوار ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ (مکاتیب اقبال ج۱ص۱۹۹ حاشیہ)

۵۱ جہاں تک مرتب کو معلوم ہے۔ حضرت علامہؒ اپنی بیماری کے سبب، اپنے اس ارادے کو بھی عملی جامہ نہ پہنا سکے تھے۔ بہرحال اس سے یہ ضرور معلوم ہوجاتا ہے کہ ان کے پیش نظر قادیانی فتنے کے سبھی چہرے تھے اور وہ چاہتے تھے کہ ایک ایک کرکے ان تمام سے نقاب الٹ دی جائے۔

۵۲ جن دنوں حضرت علامہؒ قادیانیت کی بیخ کنی میں مصروف تھے، انہی دنوں میں پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے ''قادیانی مذہب'' کے نام سے قادیانی معتقدات کا ایسا پوسٹ مارٹم کیا کہ وہ بالکل ننگا ہوکر سامنے آ گئی۔ اس کتاب کا ایک نسخہ مرحوم نے حضرت علامہؒ کی خدمت میں بھی بھیجا اور شاید اس پر حضرت علامہؒ کی رائے چاہی۔ جواب میں آپ نے مذکورہ خط لکھا۔

۵۳ علامہ اقبالؒ اور مجلس احرار کی بروقت مداخلت اور کامیاب مزاحمت کے سبب قادیانیوں نے ۱۹۳۱ء کی تحریک کشمیر کو اپنے ہاتھوں سے نکلتا ہوا دیکھ کر اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ جس طرح اس تحریک کو ناکام بنانا چاہا۔ مندرجہ بالا خط اس کی پوری پوری نشاندہی کرتا ہے۔ حضرت علامہ نے یہ خط پٹنہ کے ایک معروف وکیل جناب سید نعیم الحق صاحب کے نام لکھا۔ جنہوں نے اس دور میں مظلومین کشمیر کی بلامعاوضہ قانونی معاونت کی تھی۔

۵۴ حضرت علامہؒ کے بیان قادیانی اور جمہور مسلمان پر تنقید کرتے ہوئے ایک قادیانی ہفتگی لائٹ لاہور نے لکھا کہ اور بہت سے بڑے مفکروں کی مانند ڈاکٹر اقبال بھی الہام پر یقین نہیں رکھتے۔ اس اتہام کے متعلق جب ایک پریس کے نمائندہ نے حضرت علامہؒ سے سوال کیا تو آپ نے مذکورہ وضاحت فرمائی۔

۵۵ جب حضرت علامہؒ سے اس حدیث کے متعلق استفسار کیا گیا۔ جس کا لائٹ نے حوالہ دیا تھا اور جس میں ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد کے آنے کی خبر دی گئی ہے تو آپ نے مندرجہ بالا جواب ارشاد فرمایا۔

۵۶ جب حضرت علامہؒ کی توجہ ایک دوسرے قادیانی ہفت نامے سن رائز **Sun Rise** لاہور کے ایک خط کی طرف مبذول کرائی گئی جس میں علامہ مرحوم کی ایک ۱۹۱۰ء، ۱۹۱۱ء کی تقریر کا حوالہ دے کر ان پر ''تناقض خود'' **Inconsistency** کا الزام لگایا گیا تھا تو آپ نے مذکورہ توضیح............

۵۷ سوال یہ تھا الہام اور مصلحین کے آنے کے امکانات کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

۵۸ حضرت علامہؒ کی زندگی کے آخری دنوں میں ان کے اور مولانا حسین احمد صاحب مدنیؒ کے مابین اسلام اور وطنیت کے موضوع پر ایک غلط فہمی کے باعث زبردست بحث چھڑ گئی تھی۔ جس کا اختتام حضرت علامہؒ کے اس خط پر ہوا۔ جو انہوں نے ایڈیٹر احسان لاہور کو لکھا۔ یہ خط اس بحث سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کو ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ اس بحث کے دوران حضرت علامہؒ کا ایک طویل جوابی مضمون روزنامہ احسان لاہور میں شائع ہوا۔ مولانا حسین احمد مدنیؒ کے نام اقتباس اسی مضمون سے ماخوذ ہے۔

۵۹ جب ایک پارسی مسٹر دین شا کے ایک خط کے متعلق جو ''اسٹیٹس مین'' دہلی میں شائع ہوا۔ حضرت علامہؒ سے پوچھا گیا تو آپ نے مذکورہ جواب دیا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

قادیانی مسئلہ

آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کا تقاضہ کرتا ہے

حضرت مولانا محمد نعیم آسی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم!

۱...... یہ کتابچہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دراصل میرا ایک مضمون ہے جو ۱۹؍دسمبر ۱۹۷۷ء کے ہفت روزہ ''چٹان'' (لاہور) میں شائع ہوا۔ انہی دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے کارپردازان اور میرے مکرم ومخلص ملک منظور الٰہی صاحب قریشی نے ایک کتابچے کی شکل میں اس کی اشاعت کا عزم ظاہر کیا اور کتابت شروع کرادی۔ جو کام بظاہر دسمبر ۱۹۷۷ء میں ہوجانا چاہئے تھا۔ وہ اب کہ سن ۱۹۷۸ء کا نصف فروری گزر چکا انجام پارہا ہے۔ سچ ہے ''کل امر مرھون باوقاتھا'' ہر کام اپنے وقت پر ہی ہوتا ہے۔

۲...... قارئین اس کتابچے میں ایک مطبوعہ کارڈ بھی ملاحظہ کریں گے میں سمجھتا ہوں اس کارڈ کا مضمون ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے۔ اس ضمن میں مجھے صرف اس قدر کہنا ہے کہ ہر کارڈ پڑھنے والا اس پر اپنا نام وپتہ لکھ کر اسے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کے نام پوسٹ کردے۔ اس معاملہ میں ملت اسلامیہ پاکستانیہ کے ایمان افروز جذبات کی ایسی بھرپور عکاسی ہونی چاہئے کہ چشم فلک بھی عش عش کر اٹھے۔ میں ملک کی تمام دینی تنظیموں سے بھی یہی درخواست کروں گا وہ ہر ممکن ذریعے سے اس آواز کو جنرل صاحب تک پہنچائیں اور اپنا دینی وملی فریضہ ادا کریں۔

۳...... آخر میں میری دعا ہے خدا تعالیٰ اس سعی کو شرف قبولیت سے مشرف فرمائیں۔ اصل مقصد حاصل ہو اور وہ تمام لوگ سرفراز وبامراد ہوں جو ناموس مصطفیٰ ﷺ اور شعائر اسلام کے تحفظ کی اس تحریک میں ادنیٰ سا حصہ بھی لیں۔ میرا رواں رواں ایسے مردان نیک نام کو دعا دیتا ہے۔ ''ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم''

راقم آثم نعیم آسی سیالکوٹ

سہ شنبہ ۶ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ

جمعرات، ۱۴؍فروری ۱۹۷۸ء...... بعد مغرب

قادیانی مسئلہ

(آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کا تقاضا کرتا ہے)

قادیانیت محض ایک مذہبی مسئلہ ہی نہیں جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں یہ اپنے مخصوص احوال وظروف کے پیش نظر ایک ایسا قومی وملی، سیاسی واجتماعی اور تہذیبی ومعاشرتی مسئلہ ہے جو براہ راست ہمارے آئین ودستور سے تعلق رکھتا ہے۔

یہ امر واقعہ ہے اور اس سے انکار ممکن نہیں کہ اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے، جس کے حدود مقرر ہیں، یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء کرامؑ پر ایمان اور حضرت رسول ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجۂ امتیاز ہے اور اس بات کے لئے فیصلہ کن کہ فلاں فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ .... مثال کے طور پر برہمو خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت رسول ﷺ کو خدا کا پیغمبر بھی مانتے ہیں مگر انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا کیونکہ وہ (قادیانیوں کی طرح) انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور حضرت رسول کریم ﷺ پر سلسلہ وحی ورسالت کو ختم نہیں جانتے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے حضرت رسول کریم ﷺ کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔ ہر شخص کو یہ معلوم ہے کہ ایک یہودی جب تک حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اعتقاد رکھے اس کا شمار امت موسویہ میں ہوتا ہے جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا ہے تو عیسائی کہلاتا ہے۔ گویا اس کی امت (سوسائٹی) تبدیل ہوجاتی ہے۔ اسی طرح اگر ایک یہودی یا عیسائی حضرت نبی کریم ﷺ پر ایمان لے آئے تو اس کا شمار امت محمدیہ میں ہوگا اگر آنجناب رسالت مآب ﷺ کے بعد وحی ونبوت کا دروازہ کھول دیا جائے تو ظاہر ہے امت محمدیہ کی وحدت پارہ پارہ ہوجائے گی۔

احساس ملت

عقیدہ ختم نبوت کی یہی وہ قوت آفرینی ہے جس کے باعث ملت اسلامیہ شروع ہی سے اس ضمن میں بڑی حساس رہی ہے۔ امام موفق بن احمد المکی نے امام ابوحنیفہؒ کے ''مناقب'' میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ان کے عہد میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے صدق اور کذب کا معیار اپنے دلائل اور ''معجزات'' پر رکھا۔ اس پر امام صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا تو اس حتمی سے

دلائل اور معجزات طلب کرنا کیسا ہے؟۔امام صاحب نے جواب لکھوایا: ''جو شخص اس متنبی سے اس کی سچائی کی کوئی علامت (دلیل یا معجزہ) طلب کرے وہ کافر ہے۔ کیونکہ (اللہ کے ایک سچے پیغمبر) حضرت محمد کریم ﷺ کا فرمان ہے میں خاتم الانبیاء ہوں اور میرے بعد نبی کوئی نہیں۔''

(مناقب للامام الاعظم جلد اص ۱۶۱ از امام موفق بن احمد المکی مطبوعہ حیدر آباد)

امام العصر محمد انور شاہ کاشمیریؒ اپنی مایۂ ناز فارسی تصنیف ''خاتم النبیین'' میں ارشاد فرماتے ہیں: ''اول اجماع کہ دریں امت منعقد شدہ اجماع برقتل مسیلمۂ کذاب بودہ کہ بہ سبب دعوی نبوت بود شنائع دگرے صحابہؓ رابعد قتل وے معلوم شدہ چنانکہ ابن خلدون آوردہ''

کہ: ''پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر تھا۔ جو بہ سبب اس کے دعویٰ نبوت کے منعقد ہوا۔ اس کی دیگر برائیاں صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو بعد میں معلوم ہوئیں۔ جیسا کہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے۔''

(خاتم النبیین، صفحہ ۳۳ از علامہ سید محمد انور شاہ کاشمیری مطبوعہ ڈابھیل)

عمدۃ القاری (شرح بخاری) میں ان اصحاب رسولؐ کی تعداد گیارہ سو سے چودہ سو تک بیان کی گئی ہے جنہوں نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہادت کا رتبہ حاصل کیا۔ ان میں سات سو سے زیادہ وہ اصحاب تھے جو قراً کہلاتے تھے۔ خود حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ، حضرت عمرؓ کے برادر اکبر حضرت زیدؓ بن الخطاب، خطیب الانصار حضرت ثابت بن قیسؓ، مدرسہ نبوت کے سب سے بڑے قاری سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ اور ان کے مولیٰ و مربی حضرت ابو حذیفہؓ ایسے بزرگ صحابہؓ شامل تھے۔

اقبال اور قادیانی

مکار انگریز جب تاجروں کے بھیس میں قزاقوں کا کردار ادا کر کے شب خون مار کر برصغیر ہندوستان پر قابض ہوا تو اس نے اپنے اقتدار کو استحکام و دوام بخشنے کے لئے Devide and Rule کی ابلیسی پالیسی پر بڑی ہنر مندی کے ساتھ عمل کیا۔ اس نے ہندوستانی اقوام کو باہم لڑانے کے لئے قسم قسم کے فتنے جگائے۔ ان میں ملت اسلامیہ ہند کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لئے سب سے بڑا فتنہ قادیانیت کا فتنہ تھا۔ انگریز خوب جانتا تھا کہ اگر اور کچھ نہ ہوا تو کم از کم

اتنا تو ہوگا مسلمان سوڈیڑھ سو سال اس فتنہ کی سرکوبی میں لگا رہے۔ علامہ اقبالؒ ایسا مفکر انسان جس کی نظر بیک وقت قرآن و حدیث، تاریخ اقوام عالم اور قوموں کے اسباب عروج و زوال پر تھی۔ اس کے لئے بھلا کیونکر ممکن تھا وہ قادیانیت کی مضرت رسانی دیکھے اور چپ رہے۔

چنانچہ انہوں نے اس فتنہ کا محاکمہ کیا اور حق یہ ہے کہ حق محاکمہ ادا کر دیا۔ وہ نہ صرف اعتقادی و فکری اعتبار ہی سے اس فتنہ کو ملت اسلامیہ کے لئے سم قاتل سمجھتے تھے بلکہ عملی و نجی زندگی میں بھی قادیانیوں کے سخت خلاف تھے۔ (تفصیل کے لئے راقم کی کتاب اقبال اور قادیانی کا مطالعہ کیا جائے)

ایک دفعہ ان کے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد صاحب نے اپنی ایک بیٹی کے سلسلہ میں آمدہ ایک رشتے کی بابت حضرت علامہؒ کی رائے دریافت کی۔ یاد رہے لڑکا قادیانی تھا۔ حضرت علامہؒ نے فرمایا بھائی صاحب اگر میری اپنی بیٹی ہوتی تو میں ہرگز ہرگز یہاں اس کی شادی نہ کرتا۔ (اقبال درون خانہ ص ۸ از خالد نظیر صوفی) محترم میاں امیر الدین صاحب کا ''مضمون علامہ اقبال چند یادیں چند باتیں'' اس وقت میرے سامنے پڑا ہے جو آج ہی ''نوائے وقت'' لاہور میں شائع ہوا ہے۔ میاں صاحب موصوف حضرت علامہؒ کے بارے میں ایک نہایت مستند ''زندہ ماخذ'' ہیں۔ (خدا تعالیٰ انہیں تادیر سلامت رکھے) آپ لکھتے ہیں ایک بار ایک قادیانی رکن مرزا یعقوب بیگ کو (انجمن حمایت اسلام کے) اجلاس سے نکال دیا کہ مرزائی انجمن کا رکن نہیں ہوسکتا۔ آپ کو ختم نبوت پر کامل یقین تھا اور یہ برداشت نہ کرسکتے تھے کہ کوئی توہین رسالت کرے۔

(نوائے وقت ۹ دسمبر ۱۹۷۷)

پنڈت جواہر لال نہرو ''***A Bunch of old Letter***'' میں حضرت علامہ کا وہ خط خود شائع کر چکے ہیں جس میں حضرت علامہ کا یہ تاریخی فقرہ درج ہے: ***"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India" (page 18)*** کہ میں اپنے ذہن میں اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہیں پاتا کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں غدار ہیں۔

پاکستانی پارلیمان کا قادیانیوں کے خلاف فیصلہ

قادیانی فتنہ کی بابت جو جذبات حضرت علامہؒ کے تھے وہی تمام ملت اسلامیہ کے

تھے۔ یہی وجہ ہے تقسیم سے پہلے اور تقسیم کے بعد اس فتنہ کے احتساب میں مسلمانان ہند نے والہانہ جوش وجذبہ سے حصہ لیا۔ خاص اس موضوع پر ہمارے علماء وفضلاء کی تصنیفات اگر جمع کی جائیں تو تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہوگی۔ قیام پاکستان کے بعد اسی مسئلہ پر دو زبردست تحریکیں چلیں۔ ایک ۱۹۵۳ء میں دوسری ۱۹۷۴ء میں پوری ملت اسلامیہ پاکستان نے بلالحاظ مسلک ومکتب ان میں بھرپور حصہ لیا۔ بالآخر حق کا بول بالا ہوا اور ۷ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستانی پارلیمان نے دستور پاکستان کی دفعہ ۲۶۰ میں ایک تاریخی شق کا اضافہ کر کے آئین وقانون کے مقاصد کے ضمن میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا۔

دفعہ ۱۰۶ میں غیر مسلم اقلیتوں عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں، پارسیوں اور اچھوتوں کے ساتھ قادیانیوں کا اضافہ کر کے ان کے لئے الگ اسمبلی نشستیں مخصوص کی گئیں۔ بھٹو حکومت نے تمام مسلمان جماعتوں پر مشتمل مجلس عمل کے ساتھ اس آئینی ترمیم کے مطابق قانون سازی کا الگ وعدہ کیا۔ مگر افسوس بھٹو صاحب اس عہد کو پورا کرنے سے قاصر رہے۔

لاہور ہائی کورٹ کا حالیہ فیصلہ

حال ہی میں لاہور ہائی کورٹ نے ڈیرہ غازیخان میں مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین ایک ''مسجد'' کے نزاع کے سلسلہ میں فیصلہ صادر کیا ہے۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور (۱۲رنومبر ۱۹۷۷ء) کی خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزائیوں نے ڈیرہ غازیخان میں پاکستان بننے سے پہلے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ پارلیمان کے قادیانیوں کے خلاف فیصلہ کے بعد (کہ وہ آئین وقانون کے ضمن میں مسلمان نہیں ہیں) مسلمانوں نے سول جج ڈیرہ غازیخاں کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا کہ مرزائی اسلامی قانون کی رو سے (اپنی عبادت گاہ کا نام ''مسجد'' نہیں رکھ سکتے۔ جس پر سول جج مذکور نے مسلمانوں کے حق میں حکم امتناعی جاری کرتے ہوئے مرزائیوں کی عبادت گاہ کو (جسے مرزائی ''مسجد'' کہتے ہیں) سربمہر کر دیا۔ مرزائیوں نے ڈسٹرکٹ جج ڈیرہ غازیخان کی عدالت میں اس فیصلے کو چیلنج کیا۔ مگر ڈسٹرکٹ جج موصوف نے بھی اس حکم کو بحال رکھا۔ جس پر مرزائی یہ مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں لے گئے۔ لاہور ہائی کورٹ نے اس مقدمہ کا فیصلہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا قادیانیوں کے حق میں صادر کر دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کی وجہ اس قانون سازی کا نہ ہونا ہے۔ جو پارلیمنٹ کے فیصلے کے بعد ہونی چاہئے تھی۔

اسلامی قانون بہرحال موجودہ صورتحال کو گوارا نہیں کرتا۔ ازروئے اسلام قادیانی اپنی عبادت گاہ کو نہ تو مسجد کہہ کر پکار سکتے ہیں، نہ اذان دے سکتے ہیں، نہ جماعت کروا سکتے ہیں، حتیٰ کہ وہ اپنی عبادت گاہ کی ایسی ہیئت و شکل بھی نہیں بنا سکتے جو مسجد سے مماثل و مشابہ ہو۔ یہی صورت بعض دیگر مسائل و معاملات کی بھی ہے۔

اندریں حالات دیندار ماہرین قانون کو اس طرف فوری توجہ کرنا چاہئے اور اس صورتحال کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ یہ صورتحال موجودہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق صاحب کی بھی فوری توجہ کی متقاضی ہے جن کی دینداری کا غائبانہ طور پر میں بہت ذکر سنتا ہوں۔ اگر ان کا مارشل لاء ریگولیشن دین کی کوئی خدمت کر سکے تو پوری ملت اسلامیہ ان کو دعا دے گی بعد میں مستقبل کا کوئی قانون ساز ادارہ ان کے ریگولیشن کو قانون کا درجہ دے سکتا ہے۔

سال اقبال کا تقاضا

کسی بھی شخصیت کو خراج عقیدت پیش کرنے کا سچا طریقہ یہ ہے کہ انسان ان کی دکھائی ہوئی راہ پر چلے۔ یہ سال اقبال ہے اور یہ بات کسے معلوم نہیں کہ پاکستان کا نقشہ واضح لفظوں میں سب سے پہلے اقبال نے کھینچا۔ کیا ہم پر یہ لازم نہیں کہ ہم ان کے نقشے میں ان کی پسند کا رنگ بھریں۔ یعنی اس مملکت خداداد پاکستان میں اسلام کو عملی طور پر نافذ کر کے پوری دنیا کے سامنے ایک عظیم تر اور تابندہ تر اسلامی پاکستان بطور نمونہ (Ideal) پیش کریں؟

بشکریہ ہفت روزہ چٹان لاہور...... ۱۹؍دسمبر ۱۹۷۷ء

نوٹ: اس کتابچہ کے مقدمہ میں ایک مطبوعہ کارڈ کا ذکر ہے۔ وہ علیحدہ شائع کر کے ہر کتاب میں علیحدہ طور پر رکھا گیا۔ جو یہ ہے:

باسمہ سبحانہ!

لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردہ ناموس دین مصطفےٰ است

(علامہ اقبالؒ)

بخدمت جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب
چیف آف دی آرمی سٹاف و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب عالی! ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی پارلیمان نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ملت اسلامیہ کے ایک دیرینہ مطالبہ کی تکمیل کی۔ مگر بدقسمتی سے سابقہ حکومت محولہ پارلیمانی فیصلے کے مطابق قانون سازی نہ کرسکی۔ جس کی وجہ سے گوناگوں معاشرتی پیچیدگیاں اور مذہبی جھگڑے پیدا ہورہے ہیں۔ اندریں حالات آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ محولہ بالا آئینی ترمیم کے مطابق ایک مارشل لاء آرڈر یا آرڈیننس کے ذریعے ناموس رسول ﷺ اور شعائر اسلام کی حرمت کا تحفظ فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس ضمن میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔

☆...... اسلام کے نام پر قادیانی مذہب کے پراپیگنڈے پر پابندی عائد کی جائے۔ خلاف اسلام و خلاف ختم نبوت قادیانی لٹریچر ضبط کیا جائے اور ارتداد کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔

☆...... قادیانیوں کو مسجد کے نام اور مسجد کے مشابہ عبادت گاہ بنانے، اس پر قبضہ رکھنے، اذان دینے، جماعت کرانے اور مسلم قبرستان استعمال کرنے پر پابندی عائد کی جائے۔

☆...... قادیانیوں کی اقلیتی فرقہ کی حیثیت سے جداگانہ رجسٹریشن اور مردم شماری لازم قرار دی جائے اور پاسپورٹ و شناختی کارڈ پر قادیانیوں کے مذہب کا لازماً اندراج کیا جائے۔

☆...... قادیانیوں کو کلیدی ملازمتوں سے برطرف کیا جائے اور قیام پاکستان سے اب تک اعلیٰ قادیانی سول و فوجی حکام کے تقرر، ترقیوں اور کارگذاریوں کی انکوائری کے لئے اعلیٰ عدالتی کمیشن قائم کیا جائے، تاکہ اس اسلام و پاکستان دشمن تنظیم کا کما حقہ احتساب ہوسکے۔

☆...... ربوہ کا نام تبدیل کر کے ایک عدالتی کمیشن کے ذریعہ ربوہ سمیت ملک بھر میں قادیانیوں کو الاٹ کی گئی جملہ اراضی و جائیداد کی مکمل انکوائری کرائی جائے اور تمام ناجائز الاٹمنٹیں منسوخ کی جائیں۔

☆...... جو احمدی، قادیانی، مرزائی اپنے آپ کو مسلمان کہنے، کہلوانے، لکھنے یا مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اس کو چھ ماہ قید سخت اور ۵۰۰۰ روپے جرمانہ کی سزا دی جائے۔

منجانب:..............

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

اسلامیہ پاکٹ بک

جناب حاجی محمد مسلم صاحب دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ مفتی اعظم پاکستان (کراچی)

الحمدللہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی......!

مرزا غلام احمد قادیانی کے متضاد دعوے، متضاد بیانات اور بہت سے کھلے ہوئے اکاذیب ان کی کتابوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو ان کے فتنہ سے بچانے کے لئے بہت سے حضرات نے مختلف عنوانات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ حال میں ہمارے محترم حاجی محمد مسلم صاحب نے ان کے اکاذیب کو ان کی کتابوں کے حوالہ سے جمع کیا ہے۔ احقر اپنی مسلسل بیماری اور ضعف کے سبب اس رسالہ کو نہیں دیکھ سکا۔ بعض احباب نے متفرق مقامات سے دیکھا ہے۔ امید ہے کہ قادیانی مذہب کی حقیقت واضح کرنے کے لئے یہ رسالہ بھی کافی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور رسالہ کو نافع اور مفید بنائیں۔ واللہ الموفق والمعین!

بندہ محمد شفیع......۲۰/رجب ۱۳۹۵ھ

جناب ماسٹر تاج الدین صاحب انصاری مرحوم (اخبار لولاک لائل پور)

مولانا محمد علی جالندھری مرحوم کو جو اس وقت لاہور میں مقیم تھے۔ خط لکھا اور تلقین کی کہ وہ دیگر مکاتیب فکر کے رہنماؤں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی سعی کریں۔ چنانچہ مولانا جالندھریؒ سب سے پہلے مولانا سید ابوالحسناتؒ کے پاس گئے اور عرض کی کہ مولانا: میری نظر میں آپ کی تین حیثیتیں ہیں۔ جن کی بناء پر آپ کے دروازے پر چل کر آیا ہوں۔ اولاً...... آپ اکثریتی فرقے کے مسلمہ رہنما ہیں۔ ثانیاً...... لاہور میں آپ کا حلقہ اثر سب سے زیادہ ہے۔ ثالثاً...... آپ آل رسول ہیں۔ بنابریں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ ہمارے ساتھ مسئلہ ختم نبوت کے سلسلے میں تعاون فرمائیں۔ مولانا ابوالحسناتؒ کی قبر پر خدا ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ پہلے صاف انکار کردیا اور فرمایا میں تو دیوبندیوں سے تعاون نہیں کرسکتا۔

مولانا محمد علی جالندھریؒ نے پینترا بدلا۔ جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے میں جارہا ہوں۔ ہم نے سب سے پہلے جماعتی سطح پر نبوت کے سارقین کا تعاقب کیا تھا اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ کل میدان حشر میں شافع محشر ﷺ کا دامن تھام کر عرض کروں گا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کی نبوت کی حفاظت کے لئے ابوالحسناتؒ کے پاس چل کر گیا تھا۔ مگر انہوں نے مجھے ٹھکرا دیا تھا۔ یہ مسئلہ دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث اور شیعہ سنی

کا مسئلہ نہیں۔ یہ اسلام اور کفر کا مسئلہ ہے۔ آج آپ انکار کر رہے ہیں۔ کل شافع محشر ﷺ کو کیا جواب دیں گے۔ مولانا جالندھریؒ اپنی بات پوری نہ کر پائے تھے کہ مولانا ابوالحسناتؒ دوڑ کر ان سے لپٹ گئے اور فرمانے لگے بھائی محمد علی تم امیر شریعت مولانا سید عطاء شاہ بخاریؒ کو جا کر کہہ دو کہ وہ جب اور جہاں فرمائیں گے۔ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ (اخبار لولاک لائل پور)

دیباچہ طبع دوم

اما بعد! اسلامیہ پاکٹ بک الحمدللہ دوسری دفعہ طباعت کے لئے دی جارہی ہے۔ تقریباً ۷ ماہ میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جارہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کسی مرزائی کو مجال نہ ہوئی کہ اس پر کسی طرح بھی لب کشائی کرتا۔ اب یہ کتاب تمام مرزائی جماعت کی ہی مصدقہ ہے کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ بالکل حق وصحیح ونقل مطابق اصل ہے۔

پہلے بھی خدا کے فضل سے مسلمانوں کے لئے یہ رسالہ مفید ثابت ہوا، اور اب انشاءاللہ اور زیادہ مفید ہوگا۔ کیونکہ یہ کفریات تو مرزا قادیانی کے مسلّم ہوگئے۔

مسلمانوں کا فرض

اگرچہ آج کل اہل اسلام چاروں طرف سے مصائب کے نرغے میں گھرے ہوئے ہیں اور بے شک ہماری یہ حالت ہے کہ: ”تن همه داغ داغ شد پنبه کجا کجا نهم“ لیکن یہ یاد رکھیئے کہ اندرونی دشمن بہ نسبت بیرونی دشمن کے زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ دشمن سے لڑائی ہو رہی ہو اور خود گھر ہی کے آدمی دشمنوں سے ساز باز شروع کر دیں تو سب سے پہلے ان ہی کی سرکوبی کی جائے گی۔ اسی طرح اگر مرزائی جماعت مسلمانوں کی دشمن ہے اور یقیناً ہے۔ تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان سے چشم پوشی نہ کریں اور اس فتنہ سے مسلمانوں کو بچانے کی طرف توجہ فرمائیں۔

تقسیم کار کی ضرورت

میرا یہ مطلب نہیں کہ سارے مسلمان فتنہ مرزائیت کے انسداد ہی کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ ہر مسلمان جتنا بھی زیادہ سے زیادہ اس فتنہ کے انسداد کے لئے اپنا وقت صرف کر سکتا ہے۔ وہ ضرور کرے اور ان کے شر سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے۔ مرزائیوں کے ہاں تنخواہ دار مبلغ، مناظر اور کارکن ہر وقت مل سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے یہاں ایسا انتظام کوئی نہیں۔ کیونکہ ہر مرزائی (قادیانی) مبلغ ہے اور اس کو ٹریننگ دے کر

تیار کیا جاتا ہے۔ اسی کے نہ ہونے سے مرزائیوں کو مسلمانوں کے ایمان اور ان کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے کے مواقع میسر آتے ہیں۔ ان لوگوں کے زہریلے خیالات وعقائد اور ناپاک کارناموں سے تمام مسلمانوں کو اچھی طرح آگاہ کر دیا جائے اور ایسی فضا پیدا کر دی جائے کہ آئندہ کوئی اخبار یا شخص مرزائیت نوازی اور کفر دوستی کی جرأت نہ کر سکے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت اور علمائے کرام اس فتنہ مرزائیت کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ کام کرتے آئے ہیں اور برابر کر رہے ہیں۔ عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ جب بھی کوئی اس قسم کی ضرورت پیش آئے۔ ان کی طرف رجوع کریں۔ ہمارا مذہبی فرض ہے کہ ہر مرزائی کو دعوت اسلام دیں اور پرامن طریقے سے ان کو سمجھائیں۔ غلط طریق اور اشتعال اور غیر قانونی حرکات سے پرہیز کریں۔ محمد مسلم.....۲رمئی ۱۹۷۶ء

پیش لفظ!

برادران اسلام میں نہ تو مصنف ہوں نہ ہی عالم ہوں۔ لیکن اس جذبہ کے ساتھ یہ اوراق لکھے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ سچے انسان ہیں۔ نہ ہی معاملہ دار۔ نہ ہی شریف انسان ہیں۔ کیا ایسا شخص مصلح موعود ہوسکتا ہے؟ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا۔ اس کتاب کی کوئی قیمت نہیں۔ قارئین کرام! اس کتاب کو پڑھ کر اس کی نشر واشاعت کریں اور مرزائی جو دجل وفریب سے مسلمان بھائیوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ان کی پوری روک تھام کریں۔ مرزائی دوستوں سے خاص طور پر درخواست ہے کہ اس کو بنظر تحقیق ملاحظہ کریں اور انشاء اللہ یہ ان کے لئے بھی فائدہ مند ہوگی۔ صدق دل سے، باوضو، رو بہ قبلہ توجہ سے زیادہ تعداد میں درود شریف پڑھیں۔ کم سے کم سو(۱۰۰) مرتبہ اور ثواب دارین حاصل کریں۔ والسلام! (محمد مسلم)

اللهم صلى على سيدنا محمد وعلىٰ آل سيدنا محمد وبارك وسلم.

اس کی برکت سے مرزا قادیانی کی حقیقت انشاء اللہ ظاہر ہو جائے گی۔ بشرطیکہ خلوص دل سے پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فرقہ مرزائیہ کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹ء میں قادیان پنجاب میں پیدا ہوئے۔ یہ وہ زمانہ ہے کہ سلطنت مغلیہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھی۔ بالآخر ۱۸۵۷ء میں مغلیہ حکومت ختم ہوگئی۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں ان کے خاندان نے کفر کا ساتھ دیا یا اسلام کا؟

اگران کے خاندان نے کسی وجہ سے اسلام کا ساتھ نہیں دیا یا کفر کا ساتھ دیا توان کے کیا خیالات اور جذبات ہیں؟ اوران کی آمد اوران کے دعویٰ سے کیا فائدہ پہنچا اسلام اور مسلمانوں کو؟ ان کا دعویٰ کیا ہے۔ پہلے مرزا قادیانی ایک باکمال مصنف کی حیثیت میں پیش ہوتے ہیں۔ جب کامیابی ہوگئی تو مرزا قادیانی مسیح موعود، مہدی موعود، کرشن گوپال، نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ان کی حیثیت کیا ہے؟ کیا مرزا قادیانی سچے انسان اور معاملہ دار اور بااخلاق انسان ہوسکتے ہیں؟ ہم ان کی تحریرات سے یہ ثابت کریں گے کہ مرزا قادیانی کسی بھی حیثیت سے سچے انسان نہیں ہوسکتے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب اس کے بندوں کو اس فتنہ عظیم سے بچاوے اور جو لوگ اس جال میں پھنس گئے ہیں۔ اس سے نجات کا ذریعہ بنائے اور خادم کو ثواب دارین عطا فرمائے۔ آمین۔

جھوٹ نمبر ا...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’مولوی غلام دستگیر قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھ والہ نے میری نسبت یہ حکم قطعی لگایا ہے کہ وہ اگر کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے۔‘‘ (اربعین ۳ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴)

کہاں ہیں یہ تالیفات۔ مرزائیو! دکھاؤ۔

جھوٹ نمبر ۲...... (اربعین نمبر ۳ ص ۱۷) میں فرماتے ہیں: ’’لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف کی وہ پیشین گوئیاں پوری ہوتیں جس میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے اور اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔‘‘ (اربعین نمبر ۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴)

قرآن شریف دنیا میں موجود ہے۔ کوئی مرزائی ہمت کر کے دکھائے اور مرزا قادیانی کی پیشانی سے یہ کلنک کا ٹیکہ مٹادے۔

جھوٹ نمبر ۳...... (شہادت القرآن ص ۴۱) میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ’’اگر حدیث کے بیان پر اعتماد ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے۔ جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانے کے بعد خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی

ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جن کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی: ’’هذا خليفة الله المهدی‘‘ اب سوچو یہ حدیث کس پایہ یا مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو ’’اصح الكتب بعد كتاب الله‘‘ ہے‘‘۔ (شہادۃ القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

مرزائیو! کسی میں ہمت ہے صحیح بخاری موجود ہے۔ کیا دکھا سکتے ہو یہ حدیث۔ کیا مرزا قادیانی ایسی کذب بیانی کر کے مسیح موعود ہو سکتے ہیں؟

جھوٹ نمبر ۴ تا ۹...... ’’یہ غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسا کی طرف بھاگے گا اور جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب عبادت کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پیئے گا اور سور کھائے گا اور اسلام کے حلال وحرام کی کچھ پرواہ نہ کرے گا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)

اس عبارت میں چھ فقرے ہیں جو سب کے سب جھوٹے ہیں۔ مسلمانوں کا عقیدہ ۱۳۰۰ برس سے یہ چلا آتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کر ر نزول کے بعد شریعت محمدی پر عمل کریں گے۔ پھر معلوم نہیں کہ اس کے خلاف مرزا قادیانی نے کس کتاب سے یہ فقرے نقل کر دیئے۔ کیا کوئی مرزائی بتا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس یہ جھوٹی باتوں کا مجموعہ اور محض ہرزہ سرائی ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰...... ’’آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔‘‘

(ازالہ ص ۲۵۲، خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

یہ صریح جھوٹ ہے۔ بہتان ہے۔ افترا ہے۔ کسی حدیث میں نہیں کہ تمام بنی آدم پر سو سال تک قیامت آجائے گی۔

جھوٹ نمبر ۱۱، ۱۲...... ’’انبیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ (مسیح موعود) چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔‘‘

(اربعین نمبر ۲ ص ۲۳، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۱)

کسی نبی کا ایسا کشف موجود نہیں جس میں یہ لکھا ہو۔

جھوٹ نمبر ۱۳...... ’’میرا دشمن ہلاک ہوگیا‘‘ (تذکرہ ص ۷۰۹ طبع سوم)

یہ بھی بالکل غلط نکلا۔ کیونکہ ان ایام میں مرزا قادیانی کے بڑے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اور مولوی ثناء اللہ صاحبان تھے جن کی زندگی میں خود مرزا قادیانی ہی ہلاک ہوگئے۔

جھوٹ نمبر۱۴...... ''ریاست کابل میں ۸۵ ہزار آدمی مریں گے۔'' (تذکرہ ص ۵۰۷، طبع سوم)

کابل میں اتنی اموات نہیں ہوئی۔ نہ یہ پتہ ہے کہ کتنے سال کے اندر اور کتنے دنوں تک۔ کس لڑائی میں یہ اموات ہوں گی؟ یا وباء سے؟ غرض عجیب گول مول الہام ہے۔ جواب تک غلط ثابت ہوا ہے۔

جھوٹ نمبر۱۵...... مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے قادیان آنے کی بابت (رسالہ اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸) میں لکھا کہ: ''وہ ہرگز قادیان نہیں آئیں گے۔''

مگر مولوی صاحب نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو قادیان پہنچ کر یہ پیش گوئی غلط ثابت کردی۔

جھوٹ نمبر۱۶...... ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (تذکرہ ص ۵۹۱ طبع سوم)

یہ الہام بھی سراسر غلط ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ لاہور میں مرے۔ خر دجال پر بار ہوکر قادیان لے جائے گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

جھوٹ نمبر۱۷...... ''اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے بعض کو اس (نصرت جہاں) کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲)

اس الہام کے بعد نہ کوئی نکاح ہوا۔ نہ خواتین مبارکہ یا نامبارکہ حاصل ہوئیں اور نہ اولاد ہوئی۔ محمدی بیگم والا نکاح شاید اس الہام کو سچ کردیتا۔ مگر اللہ نے چاہا کہ جھوٹ کو سچ کر دکھائے۔

جھوٹ نمبر۱۸...... ڈائری ۲۷ راگست ۱۹۰۷ء صاجزادہ مبارک احمد صاحب سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوشی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا: ''قبول ہوگئی۔ نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔'' یعنی دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ میاں موصوف کو شفا دے۔

(تذکرہ ص ۷۲۸، ۷۲۹ طبع سوم)

لڑکا ۶ ستمبر کو صبح کے وقت فوت ہوگیا۔ (دیکھو میگزین اکتوبر ۱۹۰۷ء) اس لئے صحت کا الہام غلط ہوا۔

جھوٹ نمبر۱۹...... ''(۱) آپ کے لڑکا ہوا ہے۔ ینزل منزل المبارک'' (تذکرہ ص ۷۳۵)

(۲) ''ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھ کو خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا ہم شبیہ ہوگا۔'' (تذکرہ ص ۷۳۵، طبع سوم)

ان الہامات کے بعد کوئی لڑکا نہ ہوا اور مرزا قادیانی چل دیئے۔ اس لئے یہ دونوں الہام بھی غلط ثابت ہوئے۔

ناظرین! یہ چند الہام بطور نمونہ درج کئے گئے ہیں۔ جو قطعاً غلط ثابت ہوئے۔ بہت سے الہام فٹ بال کی طرح گول مول ہوتے تھے۔ جن کا سر نہ پیر۔ جہاں چاہو چسپاں کرلو اور جو چاہو معنی لگالو۔ مثلاً

ا...... ''پہلے غشی پھر بے ہوشی، پھر موت'' (تذکرہ ص۳۳۶)

مرنے والوں کی حالت عموماً ایسی ہوا ہی کرتی ہے۔ اس میں الہام کی کیا بات ہے۔

جھوٹ نمبر۲۰...... ''پچیس دن یا پچیس دن تک۔'' (تذکرہ ص۷۰۱، طبع سوم)

نتیجہ نامعلوم۔

جھوٹ نمبر۲۱...... ''ایک ہفتہ تک کوئی باقی نہ رہے گا۔'' (تذکرہ ص۶۹۶، طبع سوم)

نتیجہ ندارد۔

جھوٹ نمبر۲۲...... ''ایسوسی ایشن۔'' (تذکرہ ص۷۴۴، طبع سوم)

کچھ پتہ نہیں الہام کولائی میں ضروری یکتا ہے۔

جھوٹ نمبر۲۳...... ''موت ۱۳ ماہ حال کو۔'' (تذکرہ ص۶۷۵، طبع سوم)

ماہ حال کی نسبت کہا نہیں معلوم یہ شعبان مراد ہے یا کوئی اور شعبان۔ ۳۰ شعبان کو صاحب نور کا انتقال ہوگیا تو جھٹ کہہ دیا کہ الہام میں ۱۳ تھا یا ۲۳ یا ۳۰ ٹھیک یاد نہیں۔

ان غلط اور جھوٹے الہاموں کا مرزا قادیانی کی عبارت (تجلیات الٰہیہ ملخص، خزائن ج۲۰ ص۴۱۰) سے مقابلہ کر کے مرزائی صاحبان سے التماس ہے کہ کیا وہ ان الہاموں کو صحیح مانتے ہیں۔ اگر صحیح مانتے ہیں تو یہ غلط کیوں نکلے؟ اور اگر غلط مانتے ہو تو مرزا قادیانی پر ان کا ایمان کیوں ہے؟ اور کیوں بحکم آیت مندرجہ عنوان یہ جھوٹے الہامات القائے شیطانی نہیں سمجھے جاتے؟ اور ابن صیاد کی طرح مرزا قادیانی کو کیوں مدعی کاذب تصور نہیں کیا جاتا؟ دوستو! ان الہامات کو دل کی آنکھوں سے دیکھو۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ''حبك الشئي يعمي ويصم ''یعنی کسی چیز کی محبت آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔ جو اس کی برائیوں کو دیکھ اور سن نہیں سکتا۔ لیکن سمجھ کا مادہ اور عقل کا نور انسان کو اسی لئے عطاء ہوا ہے کہ اندھا دھند کام نہ کرے۔ خصوصاً دینی معاملات میں مولانا روم فرماتے ہیں:

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

جھوٹ نمبر۲۴...... ''آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ وہ خداتعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔'' (ریویو ج۹ ص۳۶۵ ماہ ستمبر۱۹۰۷ء، اشتہار تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت مندرجہ اخبار الحکم ۲۴راگست ۱۹۰۷ء)

یہ بھی رسول ﷺ پر افتراء ہے۔''

جھوٹ نمبر۲۵...... تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ: ''ابوہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص تھا اور اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابوہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔'' (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۴۳، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰)

یہ بھی گندہ اور ناپاک جھوٹ ہے۔ ہرگز تفسیر ثنائی میں نہیں لکھا ہے۔

جھوٹ نمبر۲۶...... ''احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا امام ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمد ص۱۸۸، خزائن ج۲۱ ص۳۵۹)

یہ بھی جھوٹ ہے کسی حدیث میں مسیح کا چودھویں صدی میں آنا نہیں لکھا۔

جھوٹ نمبر۲۷...... ''تین ہزار بار یا اس سے بھی زیادہ۔ اس عاجز کے الہامات کی مبارک پیشگوئیاں جو امن عامہ کے مخالف نہیں۔ پوری ہوچکی ہیں۔''

(حقیقت المہدی ص۱۵، خزائن ج۱۴ ص۴۴۱)

حالانکہ اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں مرزاقادیانی (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰) پر لکھتے ہیں: ''پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں۔''

جھوٹ نمبر۲۸...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''اس بات کو عقل قبول کرتی ہے۔ کہ انہوں نے (حواریوں) نے فقط ندامت کا کلنک اپنے منہ پر سے اتارنے کی غرض سے ضرور یہ حیلہ بازی کی ہوگی کہ رات کے وقت جیسا کہ ان پر الزام لگا تھا۔ یسوع کی نعش کو اس کی قبر میں سے نکال کر کسی دوسری قبر میں رکھ دیا ہوگا اور پھر حسب مثل مشہور ہے کہ خواجہ کا گواہ ڈڈو کہہ دیا ہوگا۔ کہ لو جیسا تم درخواست کرتے تھے یسوع زندہ ہوگیا۔'' (ست بچن ص۱۶۲، خزائن ج۱۰ ص۲۸۶)

(بقول مرزاقادیانی) یہ قبر یروشلم میں ہے۔ جہاں حضرت یسوع مسیح کو صلیب ہوئی۔

جھوٹ نمبر۲۹...... یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جاکر فوت ہوگیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہوچکا تھا پھر زندہ ہوگیا۔ (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

جھوٹ نمبر۳۰...... ہاں بلاد شام میں حضرت عیسیٰ کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بہ سال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ (ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

جھوٹ نمبر۳۱...... اور حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے۔

(ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۲)

اب ناظرین ہر چہار اقوال پر غور کر کے خود ہی نتیجہ نکال لیں کہ مرزا قادیانی کی کون سی بات کو سچ مانا جائے۔ پہلے مسیح کی قبر یروشلم میں بتاتے ہیں۔ پھر ان کے اپنے وطن گلیل میں۔ پھر بلاد شام میں، اور پھر ان تینوں مقامات کو چھوڑ کر سری نگر کشمیر میں۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چار جگہ مرے؟ اور چار مقامات پر مدفون ہیں؟ یہ مختلف باتیں الہامی دماغ سے منسوب ہو سکتی ہیں یا خلل دماغ ہے؟

جھوٹ نمبر۳۲...... ''لہٰذا اب ان کو ہم خوشخبری دیتے ہیں کہ عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد آٹھ ہزار تک ہماری تعداد پہنچ گئی ہے۔ گویا امت محمدیہ میں سے آٹھ ہزار آدمی کافر ہو کر اس دین سے خارج ہو گئے۔'' یقین ہے کہ آئندہ سال تک اٹھارہ ہزار تک تعداد بڑھ جائے گی۔

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۹)

جھوٹ نمبر۳۳...... (اعجاز احمدی ص ۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۰۷) میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اگر میری ان پیش گوئیوں کے پورا ہونے کے تمام گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ وہ ساٹھ لاکھ سے بھی زیادہ ہوں گے۔

آپ کی پیش گوئیوں کا حال جو ہوا ہے...... کتاب ہذا سے ظاہر ہے اور صدق وکذب کے معیار اور تحدی کی تو ایک پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اول تو یہ جھوٹ ہے کہ غلط پیشگوئیوں کو پورا ہونا کہتے ہیں۔ دوسرے یہ ساٹھ لاکھ کی گپ بھی قابل داد ہے۔ خود اپنی کتاب (نزول مسیح ص ۱۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۹۸) میں لکھتے ہیں کہ میرے مریدوں کی تعداد ستر ہزار ہے۔ اب ظاہر ہے کہ مرید ہی گواہ ہو سکتے ہیں۔ جب ساٹھ لاکھ مرید نہیں تو ساٹھ لاکھ گواہ کہاں سے ہو گئے؟۔

جھوٹ نمبر۳۴...... (اعجاز احمدی ص ۲۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) تاریخ طبع ۱۵ر نومبر ۱۹۰۲ء میں تعداد ایک لاکھ اور نزول مسیح طبع ۱۹۰۲ء میں ستر ہزار تعداد لکھی ہے۔ دونوں کا سن ایک ہی ہے۔

جھوٹ نمبر۳۵...... مجموعہ اشتہارات میں آپ اوسط آمد مریدین دس ہزار سالانہ تحریر کرتے ہیں۔ لیکن نزول المسیح اور اعجاز احمدی ایک ہی سال میں دونوں کتابیں طبع ہوئی ہیں۔ اوسط تیس ہزار چند ماہ میں کیسے ہو گیا۔

جھوٹ نمبر ۳۶...... مرزا قادیانی مبالغہ گوئی میں اپنی مشاقی کا ثبوت دینے کے لئے یہ فرماتے ہیں: ''دیکھو زمین پر خدا کے حکم سے ہر روز ایک ساعت میں کروڑ ہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑ ہا اس کے حکم سے پیدا ہو جاتے ہیں۔'' (کشتی نوح ص ۳۷، خزائن ج۱۹ ص ۴۱)

اس قول میں حضرت قابض الارواح جل شانہ کی صفت اہلاک کا جس انتہائی مبالغہ آرائی سے اظہار کیا گیا ہے۔ اس کی نظیر انبیاء صادقین کی تحریروں میں تو کہاں ملے گی؟ کسی افسانہ گو شاعر کی تالیفات میں بھی شاذ و نادر نظر آئے گی۔ خدا نہ کرے کہ کسی وقت فی الواقع ارادہ الٰہی بموجب تحریر مرزا قادیانی ظہور کرے۔ اگر ایسا ہو جائے تو غالباً بلکہ یقیناً دو تین دن کے اندر ہی سب جانداروں کا صفایا ہو جائے گا۔ رہ جائیں دو دو تین تین دن کے چھوٹے چھوٹے بچے۔ سو وہ بھی ایک دو دن میں بلبلاتے ہوئے بحر فنا میں غرق ہو جائیں اور ربع مسکون پر ایک متنفس بھی جیتا جاگتا چلتا پھرتا نظر نہ آئے۔ پناہ بہ خدا!

مرزائیو! تم بلکہ تمہارے اعلیٰ حضرت بھی انجیل کے اس قول پر کہ: ''بہت سے کام میں جو یسوع نے کئے۔ اگر وہ جدا جدا لکھے جاتے تو میں گمان کرتا ہوں کہ کتابیں جو لکھی جاتیں دنیا میں نہ سما سکتیں۔'' (یوحنا ۲۱/۲۵)

چٹخارے لے لے کر بڑی ترنگ میں جھوم جھوم کر زبان طعن اور آوازۂ تضحیک دراز کیا کرتے ہو۔ خدارا کبھی اپنے ان مہمل اور بے معنی مبالغات پر بھی نظر ڈالا کرو۔ کیا وہی بات تو نہیں ہے کہ: ''ظالم کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔ پر غیر کی آنکھ کا تنکا بھی خار بن کر اس کے سینہ میں کھٹکتا ہے۔''

جھوٹ نمبر ۳۷...... مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں جو اشتہار دیئے وہ انگلیوں پر شمار ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ منشی قاسم علی احمدی نے تبلیغ رسالت جلد اول سے دس تک میں ان کو درج کیا ہے جن کی جملہ تعداد ۲۶۱ ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے جس مبالغہ آرائی سے اس کا ذکر کیا ہے وہ قابل دید و شنید ہے' آپ لکھتے ہیں: ''میں نے چالیس کتابیں تالیف کی ہیں اور ساٹھ ہزار اپنے دعویٰ کے ثبوت کے متعلق اشتہارات شائع کئے ہیں۔ وہ سب میری طرف سے چھوٹے چھوٹے رسالوں کے ہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۶۶)

مرزائیو! ایمان سے کہو (اگر تم میں کچھ ایمان باقی ہے) کہ یہ سچ ہے یا قادیانی دروغ بے دروغ؟ بصورت اثبات ان ساٹھ ہزار رسالوں کا ذرا ہمیں بھی درشن کرانا بصورت ثانیہ افترا اور جھوٹ کے وعید شدید ''انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایت اللہ'' سے ڈرو۔

جھوٹ نمبر ۳۸...... مرزا قادیانی نے اسی کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ ان سب کو اکٹھا کیا جائے تو بمشکل ایک الماری بھرے گی۔ مگر مرزا قادیانی اپنی جبلی عادت مبالغہ گوئی سے مجبور ہو کر فرماتے ہیں: ''میری عمر کا اکثر حصہ سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵)

اس اظہار وفاداری پر حکومت کا مرزا قادیانی کو کوئی خطاب نہ دینا پرلے درجے کی ناقدر شناسی ہے:

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید　　جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

حالانکہ مرزا قادیانی نے خطاب کی آرزو میں الہام بھی گھڑنا شروع کر دیئے کہ: ''لك خطاب العزت لك خطاب العزت'' (ضمیمہ تریاق القلوب ص۱، خزائن ج۱۵ ص۵۰۱)

تیرے لئے عزت کا خطاب تیرے لئے عزت کا خطاب!

مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

جھوٹ نمبر ۳۹...... (ریویو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء ص۳۴۰) میں قول مرزا یوں مسطور ہے: ''اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے توبہ کر چکے ہیں۔'' اس تحریر کے تین سال پانچ ماہ گیارہ دن بعد لکھتے ہیں۔

جھوٹ نمبر ۴۰...... ''میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے معاصی سے توبہ کی۔''

(تجلیات الٰہیہ ص۵، خزائن ج۲۰ ص۳۹۷)

کس قدر مبالغہ ہے کہ ستمبر ۱۹۰۲ء سے مارچ ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ انسانوں نے بیعت کی۔ یعنی مرزا قادیانی متواتر ساڑھے تین سال صبح ۶ سے شام ۶ بجے تک ہر روز لگاتار بیعت ہی لیتے رہے تھے جس کا حساب یوں لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ہر ماہ میں ۷۱۴۳ یا ہر دن میں ۲۳۸ یا فی گھنٹہ ۱۹ یا ہر تین منٹ کے عرصہ میں دس شرائط بیعت سنا کر اور ان پر عمل کرنے کا وعدہ لے کر ایک مرید پھانستے رہے۔

جھوٹ نمبر ۴۱...... مرزا قادیانی اپنے مرنے سے قریباً ساڑھے چار سال پہلے فرماتے ہیں: ''میں وہ شخص ہوں جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۳۴، خزائن ج۲۰ ص۳۶)

جھوٹ نمبر۴۲...... مگر مرزا قادیانی کی کتنی بڑی کرامت ہے کہ اس کے بعد انہوں نے دو تین منٹ کے اندر ہی اسی کتاب میں صرف دو سطر بعد ''صد ہا نشان'' کو دو لاکھ بنا ڈالا۔
(تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳)

آگے اسی کتاب پر جو مشین مبالغہ کے کل پرزوں کو حرکت دی تو بیک جنبش قلم ''دس لاکھ'' تک نوبت پہنچادی۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳)

جھوٹ نمبر۴۳...... از مولوی ثناء اللہ صاحب، مرزا قادیانی نے مجھے اپنے مخالفوں میں سمجھ کر مجھ کو قادیان میں پہنچ کر گفتگو کرنے کی دعوت دی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ''مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیش گوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیش گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا اور آمد و رفت کا کرایا علیحدہ۔'' (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۸)

''یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیش گوئی میں نے لکھی ہیں تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لے جائیں گے اور در بدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی۔ بلکہ ہم پیش گوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دیں گے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیش گوئی دیتے جادیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مردوں سے لوں گا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا۔ وہ سب ان کی نذر ہوگا۔ (اعجاز احمدی ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۳۲)

جھوٹ نمبر۴۴...... جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ در بدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور (۴۵) مردوں کے کفن اور وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے۔ ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے۔ لیکن اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کے لئے بپابندیٔ شرائط مذکورہ جس میں بشرط تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں۔ قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اس لاف گزاف پر جو انہوں نے موضع مد میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''لا تقف ما لیس لك به علم'' انہوں نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی۔ کیا یہی ایمانداری ہے۔ وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے جو بے وجہ بھونکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۳۲)

پھر یہ بھی لکھا: ''واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعے سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے۔''

جھوٹ نمبر۴۶...... (۱)وہ قادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں گے اور سچی پیش گوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہوگی۔

جھوٹ نمبر۴۷...... (۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مرجائے تو ضرور وہ پہلے مریں گے اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے عاجز رہ کر جلدتر ان کی روسیاہی ثابت ہوجائے گی۔" (اعجاز احمدی ص۳۷، خزائن ج۱۹ص۱۴۸)

جھوٹ نمبر۴۸...... انجام اس کا یہ ہوا کہ میں نے ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء مطابق ۱۰؍شوال ۱۳۲۰ھ کو قادیان پہنچ کر مرزا قادیانی کو اطلاعی خط لکھا جو یہ ہے:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم! بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان۔ خاکسار آپ کی حسب دعوت مندرجہ (اعجاز احمدی ص۱۱،۱۲، خزائن ج۱۹ص۱۱۷) قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ جناب کی دعوت قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانع رہا۔ ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصومت اور عناد نہیں۔ چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لئے خصوصاً ہے اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشیں گے کہ میں مجمع میں آپ کی پیش گوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اس کی عہدہ جلیلہ کا دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں۔

(راقم ابوالوفاء ثناء اللہ ۱۰؍جنوری ۱۹۰۳ء، منقول از الہامات مرزا ص۱۲۹،۱۳۰)

مرزا قادیانی نے اس کا جواب دیا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم."

ازطرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب آپ کا رقعہ پہنچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات پیش گوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرادیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ میں کئی سال ہوگئے کہ اپنی کتاب "انجام آتھم" میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے

لئے تیار ہوں۔ اگرچہ آپ نے اس رقعہ میں دعویٰ تو کر دیا کہ میں طالب حق ہوں۔ مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدائے تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں کے ساتھ مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لئے اول یہ اقرار کریں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جاویں گے اور وہی اعتراض کریں گے جو آنحضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یا حضرت یونس علیہ السلام پر عائد نہ ہو اور حدیث اور قرآن کی پیش گوئیوں پر زد نہ ہو۔ دوسری شرط یہ ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہوں گے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دے دیں کہ میرا یہ اعتراض ہے۔ پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جاوے گا۔ اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں۔ تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے چوروں کی طرح آ گئے ہیں۔ ہم ان دنوں باعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت خرچ نہیں کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں۔ بلکہ آپ کو بالکل منہ بند رکھنا ہوگا جیسے ''صُمٌّ بُکْمٌ'' اس لئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے۔ اول صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں۔ تین گھنٹے تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متنبہ کیا جاوے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو۔ آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سنا دیں۔ ہم خود پڑھ لیں گے۔ مگر چاہئے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپ کا کچھ ہرج نہیں ہے۔ کیونکہ آپ تو شبہات دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شبہات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے۔ میں آواز بلند لوگوں کو سنا دوں گا کہ اس پیش گوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے۔ اسی طرح تمام وساوس دور کر دیئے جائیں۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ میں آپ کو بات کا موقعہ دیا جائے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ۱۴؍ جنوری ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں۔ بعد میں ۱۵؍ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤں گا۔ تو اگرچہ کم فرصتی ہے۔ مگر ۱۴؍ جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹہ تک آپ کے لئے خرچ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ

لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے۔ خود خدا تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا۔

سوچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جاویں گے اور میں وسوسہ دور کرتا جاؤں گا۔ ایسے صدہا آدمی آتے رہتے ہیں اور وسوسے دور کرا لیتے ہیں۔ ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرے گا۔ اس کو اپنے وساوس دور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے ان کی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں، بالآخر اس غرض کے لئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جاویں۔ دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اول چونکہ میں رسالہ "انجام آتھم" میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث نہیں کروں گا۔ اس وقت پھر اس عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ صرف آپ کو یہ موقعہ دیا جائے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو۔ ایک سطر یا دو سطر حد تین سطر لکھ کر پیش کریں جس کا مطلب یہ ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دوں گا۔ جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں۔ پھر دوسرے دن اسی طرح لکھ کر پیش کریں۔ یہ تو میری طرف سے خدائے تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جائیں اور ناحق فتنہ وفساد میں عمر بسر نہ کریں اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا۔ اس پر خدا کی لعنت ہو اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگیوں میں دیکھ لے آمین۔ سو میں اب دیکھوں گا کہ آپ سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پورا کریں گے یا قادیان سے نکلتے وقت اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہیے کہ اول آپ مطابق اس عہد موکدہ بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں جمع کیا جائے گا اور آپ کو بلایا جائے گا اور عام مجمع میں آپ کے شیطانی وسواس دور کر دیئے جائیں گے۔ (مرزا غلام احمد بقلم خود) (مہر)

(منقول از الہامات مرزا ص ۱۳۰ تا ۱۳۲)

اس خط کو دیکھ کر چاہیے تھا کہ میں مایوس ہو جاتا مگر ارادہ کے مستقل آدمی سے یہ امید غلط ہے کہ وہ ایک آدھ مانع پیش آنے سے مایوس ہو جائے۔ اس لئے میں نے پھر ایک خط لکھا جو درج ذیل ہے:

الحمد للّٰہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد! از خاکسار ثناء اللہ، بخدمت غلام احمد صاحب!

آپ کا طولانی رقعہ مجھے پہنچا۔ افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا! جب کہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص۱۱؍۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولیٰ میں انہی صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادة طبیعة ثانیه کے اور کیا معنی رکھتی ہے۔ جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیازمند کو تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کروں تو فی پیشگوئی مبلغ سو۱۰۰ روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کا پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں۔ تلك اذا قسمةٌ ضیزی! بھلا یہ تحقیق کا طریق ہے کہ میں دو ایک سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے رہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں۔ جس کی بابت آپ نے مجھے (اعجاز احمدی ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۳۲) پر دعوت دی ہے۔ جناب والا! کیا انہیں ایک دو سطروں کے لکھنے کے لئے آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی۔ جس سے عمدہ میں امرتسر میں ہی بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں۔ مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نیل ومرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا۔ اس لئے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تک تقریر کریں۔ مگر اتنی اصلاح ضرور ہوگی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤں گا اور ہر ایک گھنٹہ کے بعد پانچ منٹ زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کروں گا اور چونکہ آپ مجمع عام پسند نہیں کرتے۔ اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے جو پچیس پچیس سے زائد نہ ہوں گے۔ آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں۔ کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں۔ اطلاع دینا آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ علاوہ اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہوگئی ہوگی۔ آپ جو مضمون سنائیں گے۔ وہ اسی وقت مجھ کو دے دیجئے گا۔ کارروائی آج ہی شروع ہو جاوے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیجوں گا۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں آیا ہے۔ (۱۱؍جنوری ۱۹۰۳ء، منقول از الہامات مرزا ص۱۳۴،۱۳۵)

اس کا جواب مرزا قادیانی نے خود نہیں لکھا۔ بلکہ آپ کی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہی نے لکھا۔ جو درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامدً ومصلیاً

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود ومہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا۔ چونکہ مضامین اس کے محض عناد وتعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہٰذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آتھم میں اور نیز آپ خط مرقومہ جواب رقعہ میں قسم کھا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے۔ خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے طالب حق کے لئے جو طریق حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں۔ لہٰذا آپ کی اصلاح جو بطرز شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور نہیں فرماتے کہ جلسہ محدود ہو، بلکہ فرماتے ہیں کہ کل قادیان وغیرہ کے اہل الرائے مجتمع ہوں تاکہ حق وباطل سب پر واضح ہو جائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

(۱۱ر جنوری ۱۹۰۳ء، منقول از الہامات مرزا ص۱۳۶)

محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق چند افتراء

محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق مرزا قادیانی نے بڑے پرزور صاف وصریح دعوے کئے تھے۔ ان دعووں کی بنیاد متعدد الہامات پر رکھی تھی۔ مگر مرزا قادیانی اس حسرت کو دل میں ہی لے کر اس دنیا سے چل دیئے اور محمدی بیگم بفضلہ تعالیٰ ان کے دام عقد میں نہ آئی...... اس پیش گوئی کے متعلق چند افتراء ملاحظہ فرمائیے:

۱...... ’’اس خدائے قادر وحکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا: کہ اس شخص (احمد بیگ) کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر۔‘‘ (اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۷)

جھوٹ نمبر ۴۹...... چونکہ نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے معلوم یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے ایسا نہیں کہا تھا۔ اگر ایسا کہا ہوتا تو پورا بھی ہوتا۔ لہٰذا یہ افتراء ہے۔

۲...... ’’ان دنوں جو زیادہ تصریح کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لاوے گا۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

یہ الہام بھی افترا علی اللہ ثابت ہوا۔ خدا نے ہرگز ایسا مقرر نہیں کیا تھا۔ بلکہ یہ مرزا قادیانی کی خواہش نفسانی کے اثرات تھے۔

۳...... ''بلکه اصل امر برحال خود قائم است وهیچکس باحیلهٔ خود اور اردنتواں کرد وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است وعنقریب وقت آن خواهد آمد. پس قسم آں خدائیکه حضرت محمد مصطفی ﷺ را برائے مامبعوث فرمود. واورابهترین مخلوقات گردایند که ایں حق است. وعنقریب خواهی دید. ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیارمی گردانم. ومن نگفتم الابعد ازانکه ازرب خود خبرداده شده''

(انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ص۲۲۳)

جھوٹ نمبر۵۰...... (ترجمہ بروئے شرح مرزا قادیانی) ''اصل بات اپنے حال پر قائم ہے۔ (یعنی احمد بیگ کے داماد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا اور محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے مٹا نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو بغیر پوری ہوئے ٹل ہی نہیں سکتی اور اس کے پورا ہونے کا وقت عنقریب ہے۔ اس خدا کی قسم ہے جس نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو ہمارا نبی کیا اور ساری مخلوقات سے انہیں بہتر بنایا جو میں کہہ رہا ہوں وہ حق ہے۔ عنقریب تو اسے دیکھ لے گا۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کے مرنے میں جو کچھ تاخیر ہوئی۔ وہ ایک وجہ سے ہوئی۔ مگر میرے سامنے اس کا مرنا اس میں شبہ نہیں۔ عنقریب تو دیکھ لے گا کہ وہ میرے سامنے مرے گا اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی اسے ٹھہراتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے مرگیا تو میں سچا ہوں اور اگر ایسا نہ ہوا اور میں اس کے سامنے مرگیا تو میں جھوٹا ہوں اور جس امر کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہی میں نے کہا ہے۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہا۔''

مندرجہ بالا عبارت کی کسی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی کی یہ ساری الہامی عبارت جس میں اللہ تعالیٰ کی قسم بھی شامل ہے۔ بالکل غلط نکلی۔ پس یہ محض افتراء علی اللہ تھا اور اس کی کچھ اصلیت نہ تھی۔ احمد بیگ کا داماد ۱۹۴۹ء تک زندہ رہا۔ محض مرزا قادیانی کا نفس اس کی موت چاہتا تھا۔ جو مرزا قادیانی پر ہی وارد ہوئی۔

''کذبوا بایاتی وکانو بها یستهزون فسیکفیکهم الله ویروها الیك امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنا کها''

ترجمہ...... انہوں نے میری نشانیوں کی تکذیب کی۔ سو خدا ان کو تیری طرف سے کفایت کرے گا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا۔ یہ امر واپس لانا ہماری طرف سے ہے اور ہم ہی اس کے کرنے والے ہیں۔ واپسی کے بعد ہم نے نکاح کر دیا۔

(انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱)

ان الہامات کی عبارت صاف ہے۔ جس کا مطلب ایک ہی ہے کہ محمدی بیگم کا نکاح ضرور مرزا قادیانی سے ہوگا۔ بلکہ مرزا قادیانی کا خدا کہتا ہے کہ میں نے خود تیرا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔ چونکہ مرزا قادیانی سے نکاح نہیں ہوا۔ اس لئے یہ سب الہامات بھی افترا علی اللہ ثابت ہوئے۔ ہاں یہ امر دریافت طلب ہے کہ آسمانی نکاح محمد بیگم کے نکاح (ہمراہ مرزا سلطان محمد بیگ) سے پہلے ہوا تھا یا بعد اگر پہلے ہوا تھا تو مرزا قادیانی کی وہ زوجہ مکرمہ معظمہ جس کا نکاح خود رب العزت نے پڑھایا اور الہام میں صاف فرمادیا کہ ''زوجنا کھا'' (یعنی ہم نے نکاح کر کے محمدی بیگم کو تیری بیوی بنادیا) وہ بیوی مرزا قادیانی کی خدمت میں ایک دن بھی نہ آئی۔ تمام عمر دوسرا شخص ہی بقول مولانا ثناء اللہ صاحب مرزا قادیانی کی چھاتی پر مونگ دلتا رہا۔ یہ مرزا قادیانی جیسے رسول اور اس کی امت کے لئے بڑی شرم اور غیرت کا مقام ہے اور اگر محمدی بیگم کے نکاح سے بعد یہ آسمانی نکاح پڑھایا گیا تو کس شریعت اور قانون کی روح سے کسی کی منکوحہ بیوی سے نکاح جائز ہوسکتا ہے۔ کوئی مذہب بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر مرزا قادیانی کا خدا ایک فعل عبث کا مرتکب ہوتا ہے جس کے نتیجہ سے وہ لاعلم تھا۔ سچے خدا کے تو یہ افعال نہیں ہوسکتے کہ اپنے رسول کو ساری عمر ایک عورت کے نکاح کا منتظر رکھ کر اخیر میں بے نیل مرام اس کا خاتمہ کر دے اور وہ رسول یہ شعر پڑھتا ہوا دنیا سے بصد حسرت و یاس سدھارے:

میں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں — قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

اصلی حالت کیا ہے؟ پہلی بیوی جس کے ساتھ جنت میں رہنے کا الہام تھا۔ اس سے تو آپ نے قطع تعلق۔ بلکہ اس کے بیٹوں مرزا سلطان احمد اور فضل احمد کو بھی عاق کر دیا۔ کیونکہ یہ لوگ محمدی بیگم کے حصول میں مرزا قادیانی کے ممد و معاون نہ بنے۔ بلکہ سد راہ ہوگئے۔

(دیکھو اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹ تا ۲۲۱)

جب یہ بیوی بقول مرزا قادیانی بے دینی کی وجہ سے مطلقہ ہوچکی تو الہام اول غلط ہوگیا۔ کیونکہ اب مرزا قادیانی سے اس کی معیت نہیں ہوسکتی۔ اس کی بے دینی کی وجہ سے رسول نے اس کو مطلقہ ٹھہرا کر علیحدہ کر دیا۔ تو جنت میں وہ مرزا قادیانی کے ساتھ کیسے رہ سکتی ہے۔ تیسری

منتظرہ بیوی نے تو مرزا قادیانی کو ایسا رسوا اور بدنام کیا جس کی انتہا نہیں۔ دنیا کو معلوم ہے کہ وہ اس بیوی کے ملنے سے محروم رہے۔

توہین انبیاء علیہم السلام کا اقراری بیان

تم کہتے ہو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک کی ہے یاد رکھو میرا مقصد یہ ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت قائم کروں۔ اول تو یہ ہے ہی غلط کہ میں کسی نبی کی ہتک کرتا ہوں۔ ہم سب کی عزت کرتے ہیں۔ لیکن ایسا کرنے میں کسی کی ہتک ہوتی ہے تو بے شک ہو۔ میں نے جو دعاوی کئے وہ اپنی عظمت وشان کے اظہار کے لئے نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کی شان کی بلندی کے اظہار کے لئے کئے ہیں۔ مجھے خدا کے بعد بس وہی پیارا ہے۔ لیکن اگر تم اسے کفر سمجھتے ہو تو مجھ جیسا کافر تم کو دنیا میں نہیں ملے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی اتباع میں میں بھی کہتا ہوں کہ مخالف لاکھ چلائیں کہ فلاں بات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہتک ہوتی ہے۔ اگر رسول کریم ﷺ کی عزت قائم کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور کی ہتک ہوتی ہو تو ہمیں ہرگز اس کی پرواہ نہیں ہوگی۔ بے شک آپ لوگ ہمیں سنگسار کریں یا قتل کریں۔ آپ کی دھمکیاں اور ظلم ہمیں رسول اللہ ﷺ کی عزت کے دوبارہ قائم کرنے سے نہیں روک سکتے۔" (تقریر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل ۲۰ مئی ۱۹۳۴ء)

آج کل مخالفین سلسلۂ حقہ نے جو دروغ گوئی کے ساتھ ہمارے خلاف باتیں پھیلانی شروع کی ہیں۔ ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ حضرت مرزا قادیانی مرض ہیضہ سے فوت ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات لاہور میں ہوئی تھی اور میں اور دیگر احباب اس وقت حضور کے پاس موجود تھے۔ حضرت جب بھی دماغی محنت کیا کرتے تھے تو عموماً آپ کو دوران سر اور اسہال کا مرض ہو جاتا تھا۔ چنانچہ لاہور جب حضور اپنے لیکچر کا مضمون تیار کر رہے تھے تو کثرت دماغی محنت کے سبب آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور دوران سر اور اسہال کا مرض ہوگیا اور مرض کے علاج کے لئے جو ڈاکٹر بلایا گیا تھا۔ وہ انگریز لاہور کا سول سرجن تھا اور چونکہ بعض مخالفین نے اس وقت بھی یہ شور مچایا تھا کہ آپ کو ہیضہ ہوگیا ہے۔ اس لئے صاحب سول سرجن نے یہ لکھ دیا کہ آپ کو ہیضہ نہیں ہوا، اور وفات کے بعد آپ کی نعش مبارک ریل میں بٹالہ تک پہنچائی گئی۔ اگر ہیضہ ہوتا تو ریل والے نعش مبارک کو بک نہ کرتے۔ پس مخالفین کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ حضور ہیضہ سے فوت ہوئے۔" (مفتی محمد صادق ربوہ، ۲۲ر جنوری ۱۹۵۱ء، الفضل ۱۱ر فروری ۱۹۵۱ء ص ۵)

قادیانی مفتی نے کس قدر جسارت اور دیدہ دلیری سے ایک مسلمہ حقیقت پر خاک ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ وہ مرزائی ہی کیا ہوا جو حق کو کذب بیانی کے پردے میں چھپانے کی کوشش نہ کرے۔ خود جھوٹ کا مرتکب ہونا اور الزام دوسروں پر لگانا قادیانیوں کا بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ان کی یہ چال بازیاں ان کے دجل وفریب اور کذب وافتراء کی غمازی کرتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ انگریزی نبوت کے گنبد میں بیٹھ کر قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ ہم مستور ہیں۔ ہمیں کوئی نہیں دیکھتا۔ جائز وناجائز جو چاہیں کرتے چلے جائیں۔ انہیں کیا معلوم کہ مجلس احرار اسلام کے خدام مرزائیوں کے رازہائے دروں پردہ کو مرزائیوں سے زیادہ جانتے ہیں:

جلوے مری نگاہ میں کون ومکاں کے ہیں مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

مرزا قادیانی کی مرض موت ہیضہ کو چھپانے کے لئے مفتی کاذب نے دوران سر اور اسہال کا لبادہ اوڑھادیا اور یہ نہ سمجھا کہ ان کے حضرات کے اسہال ہی ہیضہ کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ مفتی صاحب نے اسہال کا ذکر تو کر دیا۔ لیکن ظلی وبروزی مصلحت کے پیش نظر اپنے مسیح موعود کی قے کو ہضم کر گئے۔ حالانکہ مرتے وقت مرزا قادیانی کے گرد قے اور دست دونوں نے گھیرا ڈال رکھا تھا۔ جیسا کہ خود مرزا کی اہلیہ اور مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی کی والدہ مکرمہ نے فرمایا۔ مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں: ”حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا۔ مگر اس کے تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے بتایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف بڑھ گیا تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے، اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت زیادہ ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گرے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔“ (سیرت المہدی ج۱ ص۱۱، بروایت نمبر۱۲)

مرزائیو! بتاؤ کہ دست اور قے دونوں تھے یا نہیں؟ اگر آپ اس قادیانی معجون مرکب کو ہیضہ کے نام سے موسوم نہیں کرتے تو فرمایئے کہ مرزا کی نبوت کی اصطلاح میں دست و قے کی اس مہلک بیماری کا کیا نام ہے؟ رہا قادیانی مفتی صاحب کا یہ بیان کہ:

الف...... انگریز ڈاکٹر نے لکھ دیا کہ ہیضہ نہیں ہوا۔

ب...... اگر ہیضہ سے موت ہوتی تو ریل والے نعش کو بک نہ کرتے یہ دونوں عذر لنگ ہیں۔ نہ معلوم قادیانی مفتی نے بہتر سالہ عمر کس جنت الحمقاء میں بسر فرمائی ہے؟ ازراہ کرم تکلیف فرما کر اپنے امیرالمومنین خلیفۃ المسیح ہی سے دریافت فرمالیتے کہ سفارشات اور رشوت سے کیسے کیسے کٹھن اور مشکل کام فوراً انجام پذیر ہوسکتے ہیں۔ معمولی قادیانیوں کا کیا ذکر جب ان کے بڑے حضرات نے محترمہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کروانے کے لئے محمدی بیگم کے حقیقی ماموں کو رشوت یا انعام کا لالچ دے کر نکاح کرانے سے دریغ نہ کیا۔

مرزاغلام احمد قادیانی کے بیٹے مرزابشیر احمد قادیانی ایم اے لکھتے ہیں: ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے ایک دفعہ حضرت مرزاغلام احمد صاحب جالندھر جا کر قریب ایک ماہ ٹھہرے تھے اور ان دنوں میں محمدی بیگم کے ایک حقیقی ماموں نے محمدی بیگم کا حضرت صاحب سے رشتہ کرادینے کی کوشش کی تھی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ ان دنوں کی بات ہے کہ جب محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری زندہ تھا اور ابھی محمدی بیگم کا مرزا سلطان محمد سے رشتہ نہیں ہوا تھا۔ محمدی بیگم کا یہ ماموں جالندھر اور ہوشیارپور کے درمیان یکے میں آیا جایا کرتا تھا اور وہ حضرت صاحب سے کچھ انعام کا خواہاں تھا اور چونکہ محمدی بیگم کے نکاح کا عقدہ زیادہ تر اسی شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے حضرت صاحب نے اس سے کچھ انعام کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔''

(سیرت المہدی حصہ اول ص۱۹۲،۱۹۳، روایت نمبر۱۷۹)

یہ گھر کی شہادت بآواز بلند اعلان کر رہی ہے کہ محمدی بیگم کے ساتھ نکاح کرانے کے لئے مرزاغلام احمد قادیانی محمدی بیگم کے ماموں کو انعام یا رشوت دینے کے لئے تیار تھے۔

مرزائیو! اللہ کے لئے غور کرو کہ پہلے اللہ تعالیٰ کے نام سے محمدی بیگم کے نکاح کی پیش گوئی شائع کرنا۔ بعدہٗ انعام، رشوت اور روپے کے لالچ سے نکاح کی کوشش کرنا۔ کسی راستباز انسان کا کام ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں جیسا کہ خود مرزاغلام احمد نے لکھا ہے: ''ہم ایسے مرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مرید کو کتوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیش گوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے ان کے پوری ہونے کے

لئے کوشش کرے اور کرواوے۔ (سراج منیر ص ۲۵، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷)

تو چھوٹے حضرتوں نے انگریزی ڈاکٹر اور انگریز اسٹیشن ماسٹر کو رشوت یا انعام دے کر مرزا قادیانی کی نعش کو دجال کے گدھے پر لدوا دیا تو کون سے تعجب کی بات ہے؟ اگر ایسی ہی شہادتوں سے آپ اپنے مسیح موعود کی صداقت پیش کرنا چاہیں تو آپ کو دنیا میں ہزاروں فرنگی ایسے مل جائیں گے۔ جو انعام یا رشوت لے کر لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے قادیانی مسیحیت کا ڈھنڈورا پیٹ دیں۔ مفتی جی! آپ اپنے مسیح موعود ام المومنین اور قادیانی خاندان نبوت کو چھوڑ کر فرنگی گواہوں کی پناہ کیوں لے رہے ہیں؟ عیسائیوں سے ساز باز تو نہیں کر رکھا؟ جب مرزا غلام احمد قادیانی کی اہلیہ صاحبہ فرماتی ہیں اور صاحبزادہ بشیر احمد مشتہر کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی آنجہانی کو موت دست دقے سے ہوئی تو کیا ہیضہ کے سر سینگ ہوا کرتے ہیں؟ اگر لفظ ہیضہ کے بغیر آپ کی تسلی نہیں ہو سکتی تو لیجئے مرزا غلام احمد کے خسر مرزا محمود احمد کے نانا میر ناصر نواب کے واسطے سے خود مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی مرض موت کا نام ''ہیضہ'' تجویز فرمایا۔ قادیانی غلو کی عینک اتار کر مندرجہ ذیل عبارت پڑھئے اور سو بار سوچ کر بتائیے کہ مرزا غلام احمد کی موت ہیضہ سے ہوئی یا نہیں؟ مرزا غلام احمد کے خسر میر ناصر نواب خود نوشت سوانح حیات میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت صاحب جب رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے انتقال کی مصیبت پڑی تھی۔ دوسری طرف لاہور کے شورہ پشت اور بدمعاش لوگوں نے بڑا غل غپاڑہ اور شور و شر بپا کیا تھا اور ہمارے گھر کو گھیر رکھا تھا کہ ناگہاں سرکاری پولیس ہماری حفاظت کے لئے رحمت الٰہی سے آن پہنچی۔''

(حیات ناصر ص ۱۴، ۱۵)

کیا مرزائی، ان کا کاذب مفتی، ان کا خلیفہ اور ان کا اخبار الفضل اب بھی پرانی رٹ لگاتے رہیں گے کہ قادیانی مسیح موعود کی موت ہیضہ سے نہیں ہوئی۔ اب تو جادو سر پر چڑھ کر بول اٹھا ہے۔ مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا الفاظ اعلان کر رہے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کے لئے طاعون اور ہیضہ کی دعا کرتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے قبولیت دعا کا رخ مولانا ثناء اللہ صاحبؒ کی بجائے خود متنبی قادیان کی طرف پھیر دیا۔ ہیضہ

نے مرزا قادیانی کو آدبوچا اور وہ ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ سمیت اگلے جہان کی طرف کوچ کر گئے۔
کسی زندہ دل شاعر نے مرزا قادیانی آنجہانی کی تاریخ وفات لکھی ہے:

یوں کہا کرتا تھا مرجائیں گے اور اور تو زندہ ہیں خود ہی مرگیا
اس کے بیماروں کا ہوگا کیا علاج کالرہ سے خود مسیحا مر گیا

مرزا قادیانی کے ان اخلاق حسنہ کے ہوتے ہوئے بھی ان کے نمک خوار اس طرح حق نمک ادا کرتے ہیں ''انك لعلى خلق عظيم '' راقم مضمون ہذا (سردار مصباح الدین) کے ذوق کے مطابق حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے عظیم الشان معجزات میں سے ایک معجزہ حضور کے اخلاق کا بھی ہے۔ جس بلند پایہ اخلاق کا آپ سے ظہور ہوا اس کی مثال سوائے آپ کے متبوع و مقتدیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات بابرکت کے دنیا کے کسی انسان کی زندگی میں نہیں ملتی۔ (ذکر حبیب از مصباح الدین قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان خاص نمبر ۲۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

۱...... مسٹر اکبر مسیح مشہور عیسائی مصنف اپنی کتاب ضربت عیسوی کے دیباچہ میں لکھتے ہیں۔
جن لوگوں کو ضرورتاً مرزا قادیانی کی تصانیف پڑھنے کا ناگوار اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ مناظرہ میں فحش بیانی، سخت کلامی، بدزبانی بلکہ گالی گلوچ کو سنے کا مرزا قادیانی نے سرکار سے ٹھیکہ لے لیا ہے۔ آپ اس فن کے جگت استاد مانے جاتے ہیں۔ ہر مذہب کے بزرگوں کو ایک آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ آپ کے دست و زبان سے کسی مومن کو امان نہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ آپ ہی کی انشاء پردازی سے گبرو مسلمان کا چلن بگڑا۔

۲...... مولوی چراغ دین جموی جو مرزا قادیانی کے دام فریب میں پھنس کر نکل آئے تھے لکھتے ہیں:
ہندوستان میں جو شخص دینی مباحثہ میں اپنی بدزبانی اور دریدہ دہنی بلکہ فحش کلامی کے لئے شہرۂ آفاق ہوا جس کی نسبت اہل الرائے کی یہ مستقل رائے ہے کہ دینی مناظرہ میں گندگی اور خباثت کے چلن کو اس نے رواج دیا جو اس فن کا استاد اور موجد ہے وہ مرزا قادیانی ہے۔ (رسالہ تجلی ۱۹۲۷ء)

قادیانی کو قادیان کی ہی مٹی نصیب ہوئی۔ مدینہ طیبہ تک جانا بھی نصیب نہ ہوا۔ تو اس حدیث کی رو سے وہ ڈبل کاذب ثابت ہوئے۔ مرزا قادیانی نے اس نکاح کے سلسلہ میں ہر ممکن کوشش کی کہ یہ نکاح کسی طرح ہو جائے۔ لیکن خداوند تعالیٰ کو یہ ثابت کرنا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچے انسان نہیں ہیں۔ اگر مرزا قادیانی کو اپنے الہامات پر یقین ہوتا تو نتیجہ کا انتظار کرتے۔ لیکن مرزا قادیانی نے ہر جائز و ناجائز طریقے سے کوشش کی۔ خطوط لکھے۔ لیکن تب بھی نکاح نہیں ہوا۔ ایک اشتہار مرزا قادیانی کا ہم نقل کرتے ہیں۔ دیکھئے!

اشتہار نصرت دین وقطع تعلق از اقارب مخالف دین

علی ملت ابراھیم حنیفاً

ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے کی وجہ سے ایک نشان کے مطالبہ کے وقت اپنے ایک قریبی میرزا احمد بیگ ولد میرزا گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے اور یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے اس کو میری طرف لے آوے۔ چنانچہ تفصیل ان کل امور مذکورہ بالا کی اس اشتہار میں درج ہے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ جنہوں نے اس کو بیٹا بنایا ہوا ہے۔ وہ اس مخالفت پر آمادہ ہوگئے ہیں اور یہ سارا کام اپنے ہاتھ میں لے کر اس تجویز میں ہیں کہ عید کے دن یا اس کے بعد اس لڑکی کا کسی سے نکاح کیا جائے۔ اگر یہ اوروں کی طرف سے مخالفانہ کارروائی ہوتی تو ہمیں درمیان میں داخل ہونے کی کیا ضرورت اور کیا غرض تھی۔ امر ربی تھا اور وہی اپنے فضل وکرم سے ظہور میں لاتا۔ مگر اس کام کے مدار المہام وہ لوگ ہوگئے۔ جن پر اس عاجز کی اطاعت فرض تھی اور ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا اور بہت تاکیدی خط لکھے کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں۔ ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا اور تمہارا کوئی حق نہیں رہے گا۔ مگر انہوں نے میرے خط کا جواب تک نہ دیا۔ بکلی مجھ سے بیزاری ظاہر کی کہ اگر ان کی طرف سے ایک تیز تلوار کا بھی مجھے زخم پہنچتا تو بخدا میں اس پر صبر کرتا۔ لیکن انہوں نے دینی مخالفت کر کے اور دینی مقابلہ سے آزار دے کر مجھے بہت ستایا اور اس حد تک میرے دل کو توڑ دیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اور عمداً چاہا کہ میں سخت ذلیل کیا جاؤں۔ سلطان احمد ان دنوں بڑے گناہوں کا مرتکب ہوا۔ اول یہ کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنی چاہی اور یہ چاہا کہ دین اسلام پر تمام مخالفوں کا حملہ ہو اور یہ اپنی طرف سے اس نے ایک بنیاد رکھی ہے۔ اس امید پر کہ یہ جھوٹے ہو جائیں گے اور دین کی ہتک ہوگی اور مخالفوں کی فتح۔ اس نے اپنی طرف سے مخالفانہ تلوار چلانے میں کچھ فرق نہیں کیا اور اس نادان نے نہ سمجھا کہ خداوند قدیر وغیور اس دین کا حامی ہے اور اس عاجز کا بھی حامی۔ وہ اپنے بندے کو کبھی ضائع نہ کرے گا۔ اگر سارا جہان مجھے برباد کرنا چاہے تو وہ اپنی رحمت کے ہاتھ سے مجھ کو تھام لے گا۔ کیونکہ میں اس کا ہوں اور وہ میرا۔ دوم سلطان احمد نے مجھے جو میں اس کا باپ

ہوں سخت ناچیز قرار دیا اور میری مخالفت پر کمر باندھ لی اور قولی اور فعلی طور پر اس مخالفت کو کمال تک پہنچایا اور میرے دینی مخالفوں کو مدد دی اور اسلام کی ہتک بدل وجان منظور رکھی۔ سو اس نے چونکہ دونوں طور سے گناہوں کو اپنے اندر جمع کیا۔ اپنے خدا کا تعلق بھی توڑ دیا اور اپنے باپ کا بھی اور ایسا ہی اس کی دونوں والدہ نے کیا۔ سو جبکہ انہوں نے کوئی تعلق مجھ سے باقی نہ رکھا۔ اس لئے میں چاہتا کہ اب ان کا کسی قسم کا تعلق مجھ سے باقی نہ رہے اور ڈرتا ہوں کہ ایسے دینی دشمنوں سے پیوند رکھنے میں معصیت نہ ہو۔

لہٰذا میں آج کی تاریخ کہ دوسری مئی ۱۸۱۹ء ہے۔ عوام وخواص پر بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں۔ اس کو موقوف نہ کر دیا اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لئے تجویز کیا ہے۔ اس کو رد نہ کیا بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ کی بھانجی ہے۔ اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی وقرابت وہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اب ان سے کوئی تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا:

چوں نہ بود خویش را دیانت د تقوی قطع رحم بہ از مودت قربیٰ

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹ تا ۲۲۱)

جھوٹ نمبر ۱۵...... مرزا قادیانی کا الہام ان کی عمر کے متعلق۔ یہ الہام کئی رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

الف...... لنحیینک حیواۃ طیبۃ ثمانین حولاً او قریباً من ذالك

(ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ ص۴۴۳)

ترجمہ: خدا کہتا ہے کہ ہم تجھ کو اسی سال کی عمر دیں گے یا اس کے قریب۔

ب...... اس نے (خدا نے) مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں ان کاموں کے لئے تجھے ۸۰ برس یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال ۸۰ برس سے زیادہ عمر دوں گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۵۳)

ج...... خدا نے صریح لفظوں میں مجھے اطلاع دی تھی کہ تیری عمر ۸۰ برس کی ہوگی اور یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم اور اس کا ضمیمہ ۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۶)

د...... ’’ولنحیینك حیوۃ طیبة ثمانین حولا او قریبا من ذالك اوتزید علیه ‘‘ (اربعین نمبر۲ ص۳۱، خزائن ج۱۷ ص۳۸۰)

اس کا ترجمہ مرزا قادیانی نے (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۲۱ ص۳۹۴) میں اس طرح کیا کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم یا زیادہ تیری عمر کروں گا۔

ہ...... اسی برس یا اس پر پانچ چار زیادہ یا پانچ چار کم۔ (حقیقت الوحی ص۹۶، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)

اس بیچ میل (پانچ مختلف) بیانات سے اصل الہام کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی عمر بقول ان کے ۷۴ سال سے کم اور ۸۶ سال[1] سے زیادہ نہ ہونی چاہئے تھی۔ مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں ۶۵ سال اور چند ماہ کی عمر میں فوت ہوگئے اور ان سب الہاموں کو جھوٹا ثابت کر گئے۔ ان مریدوں خصوصاً خلیفہ نورالدین اور ایڈیٹر اخبار بدر نے الکل پچو بہتیرے ٹامک ٹوئیے مارے اور ان کی عمر کو بڑ کے تسمہ کی طرح خوب بڑھایا۔ پھر بھی ۷۴ تک نہ پہنچ سکے۔ حالانکہ ان کی تحریرات بمقابلہ تحریر مرزا قادیانی بالکل غلط لچر اور ناکارہ[2] ہیں۔ چنانچہ ذیل میں مرزا قادیانی کے اقوال صحیح ان کی عمر کے بابت درج کئے جاتے ہیں جس سے انہوں نے ایک مذہبی نشان کو ہی تقویت دی تھی۔ لکھتے ہیں کہ: ’’جب میری عمر ۴۰ برس تک پہنچی تو خداوند تعالیٰ نے الہام اور کلام سے مجھے مشرف کیا اور یہ عجیب اتفاق ہوا کہ میری عمر کے ۴۰ سال پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔ تب خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ مجھ سے ظاہر کیا کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔‘‘ (تریاق القلوب ص۶۸، خزائن ج۱۵ ص۲۸۳)

گویا چودھویں صدی کے شروع ہونے کے وقت (۱۳۰۱ھ) میں مرزا کی عمر پورے[3] ۴۰ سال کی تھی۔ یہاں تخمیناً کا لفظ نہیں بولا۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ سے مشابہت دکھلانی تھی۔ چونکہ یہ ایک خاص شرعی امر تھا۔ اس لئے اس میں شک وشبہ کو دخل نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے الہام کا بھی حوالہ موجود ہے۔

پس جب حسب اقرار خود چودھویں صدی کے شروع میں آپ پورے ۴۰ سال کے تھے تو بوقت انتقال ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں ۶۵ سال چار ماہ کے ہوئے جس سے عمر کے متعلق الہامات کا مجموعہ اور کشتم کشتا والا کشف اور مردان علی کا نذرانہ اور الہام مندرجہ ذیل بالکل غلط، جھوٹ ڈھکوسلہ ثابت ہوا۔

جھوٹ نمبر۵۲...... ”اریك زلزلة الساعة“ (حقیقت الوحی ص۹۳، خزائن ج۲۲ ص۹۶) تجھ کو قیامت خیز زلزلہ دکھاؤں گا۔ اس الہام کے بعد مرزا قادیانی مکان چھوڑ کر میدان میں جا بیٹھے اور مریدوں کے لئے بھی اشتہار جاری کیا کہ وہ بھی خیموں میں رہیں۔ تھوڑے دنوں بعد جب زلزلہ نہ آیا تو مکان میں واپس آ گئے۔ الہام کے الفاظ اور مرزا قادیانی کی تفہیم سے یہ قیامت خیز زلزلہ مرزا قادیانی کی زندگی میں آنا چاہئے تھا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”اب ذرا کان کھول کر سنو کہ آئندہ زلزلہ کی نسبت جو میری پیش گوئی ہے۔ اس کو ایسا خیال کرنا کہ اس کے ظہور کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی۔ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ کیونکہ بار بار وحی الٰہی نے مجھے اطلاع دی ہے کہ وہ پیشگوئی میری زندگی میں میرے ہی ملک میں اور میرے ہی فائدے کے لئے ظہور میں آئے گی۔ کیونکہ ضروری ہے کہ یہ حادثہ میری زندگی میں ہی ظہور میں آئے۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۲۵۸)

چونکہ مرزا قادیانی کی حیات میں کوئی زلزلہ ایسا نہیں آیا لہٰذا یہ پیشگوئی اور الہام قطعاً غلط ثابت ہوا۔

جھوٹ نمبر۵۳تا۵۶...... ترد علیك انوار الشباب. سیاتی علیك زمن الشباب وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتو بشفاء من مثله، رد علیها روجها و ریحانها (تذکرہ ص۶۱۷)

”یعنی تیری طرف نورجوانی کی قوتیں رد کی جائیں گی اور تیرے پر زمانہ جوانی کا آئے گا۔ یعنی جوانی کی قوتیں دی جائیں گی۔ تا خدمت دین میں ہرج نہ ہو اور اگر تم اے لوگو ہمارے اس نشان سے شک میں ہو تو اس شفاء کی نظیر پیش کرو اور تیری بیوی کی طرف بھی تر و تازگی واپس کی جائے گی۔ (تذکرہ ص۶۱۷)

اس کی تشریح میں کہتے ہیں کہ: ”میری صحت تین چار ماہ سے بہت بگڑ گئی ہے۔ صرف دو وقت ظہر عصر کی نماز کے لئے جا سکتا ہوں اور نماز بھی بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔ ایک سطر لکھنے سے دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ حالت خطرناک اور مسلوب القویٰ ہوں۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض امراض رحم و جگر میں مبتلا ہے۔ پس میں نے اپنی اور بیوی کی صحت کے لئے دعا کی تھی۔ جس پر یہ الہام ہوا۔ ان کے معنی خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں صحت عطا فرمائے گا اور مجھے قوتیں عطاء کرے گا جن سے میں خدمت دین کر سکوں۔“ (تذکرہ ص۶۱۷)

مرزا قادیانی کی یہ حالت ان کی موت کا پیش خیمہ تھی۔ مگر وہ تو سو ۱۰۰ سال کی امید باندھے بیٹھے تھے۔ ابھی محمدی بیگم کے نکاح کی لو لگی ہوئی تھی۔ اس لئے بڑھاپے میں جوانی کے خواب نظر آتے تھے۔ مگر اس الہام سے ٹھیک دو سال بعد چل بسے۔

جھوٹ نمبر ۵۷...... ’’اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس (نصرت جہاں بیگم) کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔‘‘ (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲)

اس الہام کے بعد نہ کوئی نکاح ہوا۔ نہ خواتین مبارکہ حاصل ہوئیں اور نہ اولاد۔ محمدی بیگم والا نکاح شاید اس الہام کو سچ کر دیتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ جھوٹ کو سچ کر دکھائے۔

جھوٹ نمبر ۵۸...... ڈائری ۲۷ راگست ۱۹۰۷ء صاحبزادہ مبارک احمد صاحب سخت تپ سے بیمار ہیں اور بعض دفعہ بیہوش تک ہو جاتے ہیں۔ ان کی نسبت آج الہام ہوا: ’’قبول ہو گئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا‘‘ یعنی دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ میاں موصوف کو شفاء دے۔ (تذکرہ ص ۷۶۸) یہ لڑکا ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کو صبح کے وقت فوت ہو گیا۔ (تذکرہ حاشیہ ۷۲۹، دیکھو میگزین اکتوبر ۱۹۰۷ء)

اس لئے صحت کا الہام غلط ہوا۔

جھوٹ نمبر ۵۹...... آپ کے لڑکا ہوا ہے۔ ’’ینزل منزل المبارک‘‘ (تذکرہ ص ۷۳۵)

’’ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھ کو خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا۔ (تذکرہ ۷۳۵، حاشیہ مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷)

ان الہامات کے بعد کوئی لڑکا نہ ہوا اور مرزا قادیانی چل دیئے اس لئے یہ دونوں الہامات بھی غلط ثابت ہوئے۔

مرزا قادیانی کی دس مردود دعائیں اور ان کا خود تجویز کردہ کفر

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولا سے گندوں کو — کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
دعائیں عجز اور اخلاص کی مقبول ہوتی ہیں — کبھی عزت نہیں ملتی وہاں پر خود پسندوں کو

مرزا قادیانی نے بڑے زور شور سے متحدیانہ پیش گوئی کی تھی کہ قادیان میں ہرگز طاعون نہ ہوگی۔ (دافع البلاء ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۵) اور پھر پیشگوئی کی تھی کہ میرے مرید طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ (کشتی نوح ص ۲، خزائن ج ۱۹ ص ۲) لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے مرزا قادیانی کی یہ دونوں شیخیاں بھی دوسری پیشگوئیوں کی طرح بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوئیں۔ مرزا قادیانی نے اپنی سلطان القلمی کے گھمنڈ میں تمام علماء اور سجادہ نشینوں و انجمن ہائے اسلامیہ کو مخاطب کیا کہ وہ بھی پلیگ سے محفوظ رہنے کی دعا اور پیش گوئی کریں اور محفوظ رہیں۔ لیکن تم ہرگز ایسا نہیں

کر سکتے۔ چنانچہ انجمن حمایت اسلام لاہور کو ان الفاظ میں مخاطب کیا۔

جھوٹ نمبر۶۰ تا ۶۳ ...... ''تم میرے منکر ہو۔ تمہاری دعائیں طاعون کے بارے میں قبول نہ ہوں گی۔ کیونکہ تمہارے حسب حال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما دعاء الکافرین الا فی ضلال

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ۱۸ ج ۲۳۲)

اس قول میں مرزا قادیانی نے علمائے اسلام کو بوجہ انکار خود کافر قرار دے کر آیت قرآنی کا حوالہ دیا کہ کافروں کی دعائیں ہمیشہ نامقبول و مردود رہتی ہیں۔ بمقابلہ اس کے اپنی دعاؤں کی قبولیت کا مرزا قادیانی کو بڑی بھاری دعویٰ تھا اور نہ صرف دعویٰ۔ بلکہ اپنا معجزہ بتلایا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے الہام ہیں کہ:

۱...... ''احیبب کل دعائك الا فی شرکائك '' یعنی جو دعا تم اپنے شریکوں کے متعلق کرو۔ اس کے سوا تمہاری اور سب دعائیں منظور کی جائیں گی۔ (تذکرہ ص۲۶)

۲...... یحسن قبول دعاء بنگر کرچہ زود دعا قبول می کنم (الہام تذکرہ ص۱۱۸)

۳...... ادعونی استجب لکم مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔

(الہام مندرجہ حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین مولوی ثناء اللہ صاحبؒ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب وغیرہ کے متعلق جو بھی دعا کی۔ اس میں مرزا قادیانی ناکامیاب ہوئے۔ اس کے معنی ہیں یہ سب دھوکہ وفریب ہے۔

ان ہرسہ الہامات سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی الہامی اور اعجازی مستجاب الدعوات تھے۔ (ازالہ اوہام ص۱۱۸، خزائن ج۳ ص۱۵۸ حاشیہ) میں بھی اس کا کھلم کھلا دعویٰ ہے۔ گویا مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک ان کا صاحب معجزۂ استجابت دعا ہونا مسلمہ ہے اور مرزا قادیانی کے ہی قول کے مطابق علماء انجمن حمایت اسلام لاہور کی رو سے ان کا یہ بھی مسلمہ اصول بلکہ نص قرآنی ہے کہ کافروں کی دعائیں نامقبول اور مردود ہی رہتی ہیں۔

پس اگر ہم یہ ثابت کردیں کہ یہ ادعائے قبولیت دعا بھی مرزا قادیانی کی ایک شوخانہ چالاکی اور نرا دعویٰ ہی دعویٰ تھا اور اس کے ثبوت میں مرزا قادیانی کی نامقبول اور مردود دعاؤں کی فہرست بھی پیش کردیں۔ تو جس طرح مرزا قادیانی اپنے الہامات متذکرہ بالا کی رو سے اپنی امت میں الہامی استجاب الدعوات مانتے جاتے تھے۔ ہمارا بھی حق ہے کہ ہم ان کو بروئے نص قرآنی ونیز مسلمان مرزا قادیانی الہامی کافر کے نام سے موسوم کریں اور یہ ہمارا قصور نہیں بلکہ (بمقتضائے

ازماست کہ برماست) مرزا قادیانی کا خودتراشیدہ اصول ہے۔ذیل میں مرزا قادیانی کی مردود دعاؤں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

جھوٹ نمبر۶۴ ...... مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مرزائی مشن کے دست راست تھے جو بمرض کاربنکل پھوڑا بیمار ہوئے۔ان کے علاج کے لئے جیسا کہ چاہئے تھا۔سخت کوشش کی گئی اور علاج کے علاوہ دعائیں تو اتنی کی گئیں کہ غالباً مرزا قادیانی نے کسی دوسرے امر کے لئے نہیں کی ہوں گی۔چنانچہ:

الف...... اخبار الحکیم ۳۰راگست ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب کی گردن کے نیچے پشت پر ایک پھوڑا ہے۔جس کو چیرا دیا گیا ہے۔(مرزا قادیانی نے) فرمایا کہ میں نے ان کے واسطے رات دعا کی تھی۔رؤیا میں دیکھا کہ مولوی نورالدین صاحب ایک کپڑا اوڑھے بیٹھے ہیں اور رو رہے ہیں (فرمایا) ہمارا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر رونا اچھا ہوتا ہے اور میری رائے میں طبیب کا رونا مولوی صاحب کی صحت کی بشارت ہے۔''

ب...... الحکم ۵رستمبر ۱۹۰۵ء میں مرزا قادیانی مولوی عبدالکریم کی بیماری کی نہایت خوفناک اور ان کی حالت مایوسی خیز بلکہ قریب الموت بیان کر کے لکھتے ہیں کہ:

جھوٹ نمبر۶۵ ...... ''اس دعا میں میں نے بہت تکلیف اٹھائی۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت نازل کی اور عبداللہ سنوری والا خواب دیکھا جس سے نہایت درجہ غم ناک دل کو تسلی ہوئی۔''

(ملفوظات ج۸ص۷)

ج...... الحکم ۱۰رستمبر ۱۹۰۵ء میں بھی مولوی صاحب کی حالت اور اپنے متوحش الہامات کا ذکر کر کے الہام الٰہی کی بناء پر لکھتے ہیں کہ قضا وقدر تو ایسی ہی (مولوی صاحب کی موت کی) تھی۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحم سے رد بلا کر دیا۔

جھوٹ نمبر۶۶ ......

د...... الحکم ۲۴رستمبر ۱۹۰۵ء میں لکھا ہے کہ خود اعلیٰ حضرت (مرزا قادیانی) کا بہت بڑا حصہ دعاؤں میں گزرتا تھا ہے۔(ص۲ کالم۳،۴)اور کالم نمبر۴ میں لکھا ہے کہ خدا کے مسیح کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں اور اس کالم میں ۲۱رستمبر کا ایک الہام بھی درج ہے جو دعا کے بعد ہوا۔طلع البدر علینا من ثنیات الوداع (یعنی ہم پر بدر طلوع ہوا پہاڑ کی گھاٹی سے) (تذکرہ ص۵۶۸)

جھوٹ نمبر۶۷ ......

ہ...... الحکم ۳۰رستمبر ۱۹۰۵ء، ۲۷رستمبر کو جماعت کو نصیحت کی کہ کل جنگل میں جا کر دعا کریں

گے مولوی صاحب کے لئے اور خود بھی ۲۸ کو صبح ہی باغ میں گئے اور کئی گھنٹے تک تخلیہ میں دعا کی۔
جھوٹ نمبر ۶۸...... مگر افسوس! کہ مرزا قادیانی کی یہ شبانہ روز کی سب دعائیں رد ہوگئیں اور ۱۱/اکتوبر ۱۹۰۵ء کو مولوی صاحب اس دنیا سے کوچ کر گئے اور مرزا قادیانی کے ملہم نے اتنے دنوں تک ناحق ان کو بھٹکایا۔ یہاں تک کہ اسی اثناء میں دو تین بار قبولیت دعا اور صحت کی بشارتیں بھی ہوئیں۔ کئی الہام مایوسی بخش بھی تھے۔ کیا یہ صریح طور پر ابن صیاد کے الہاموں کی مثال نہیں؟
جھوٹ نمبر ۶۹...... مرزا قادیانی کا لڑکا مبارک احمد سخت بیمار ہوا۔ اس کی نسبت الہام ہوا۔ قبول ہوگئی نو دن کا بخار ٹوٹ گیا۔ (تذکرہ ص ۷۶۸) یعنی یہ دعا قبول ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب موصوف کو شفاء دے دی (میگزین ستمبر ۱۹۰۷ء) لیکن میگزین اکتوبر ۱۹۰۷ء سے ظاہر ہے کہ میاں مبارک احمد کا ۱۶/ستمبر ۱۹۰۷ء کو انتقال ہوگیا۔ (تذکرہ ۷۲۹) اور قبولیت دعاء کا الہام صریح غلط ثابت ہوا۔ کیا یہ وعدہ رحمانی تھا؟ یا القائے شیطانی؟ ادھر ایک مخلص دوست مخدوم الملت مولوی عبدالکریم کے لئے دعائیں کی تھیں۔ ادھر الہامی فرزند ارجمند کی صحت کے لئے۔ مگر کوئی بھی قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ الہام قبولیت کے بھی ہو چکے تھے۔
جھوٹ نمبر ۷۰...... (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱) میں لکھتے ہیں کہ: خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار کے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں اس سے پہلے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں اور اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں تاکہ ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیش گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی اور بموجب منشائے حدیث کے یہ بیان کر دینا پہلے سے ضروری ہے کہ: ”یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں اور حسب مراتب جس کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمی دین میں سبقت لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی رضا کی راہوں میں ثابت قدم کرے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۵)

آخری دعا کے لئے دیکھنا ہے کہ قبول ہوئی یا نہیں۔ جن لوگوں کے لئے یہ دعا تھی اور جن کے لئے پہلے سے کہہ دیا تھا کہ یہ تمام اصحاب خصلت صدق وصفا رکھتے ہیں۔ ان میں سے کئی آدمی جیسے ڈاکٹر عبدالحکیم خاں وغیرہ مرزا قادیانی سے پھر گئے اور نہ صرف پھر ہی گئے۔ بلکہ مرزا

قادیانی کی مخالفت میں عمر بھر کوشش کرتے رہے۔اس لئے جہاں مرزا قادیانی کی یہ دعا نامقبول ٹھہری۔وہاں یہ ۳۱۳ والا ڈھکوسلہ بھی باطل ثابت ہوا اور کم از کم جو پیشگوئی مرزا قادیانی نے اپنے اوپر چسپاں کی تھی۔اس کی رو سے مرزا قادیانی مہدی ثابت نہ ہوئے۔

جھوٹ نمبر ۷۱...... سید امیر شاہ رسالدار میجر سے پانچ صد ۵۰۰ روپیہ پیشگی لے کر ان کے بیٹا ہونے کی دعا کی۔جس کی میعاد ۱۵ اگست ۱۸۸۹ء کو ختم ہوئی۔مگر یہ قیمتی دعا بھی مردود اور نامقبول ہوئی۔ (مرزا قادیانی کا خط ۱۵ اراگست ۱۹۸۸ء مندرجہ عصائے موسیٰ ص ۴۲)

۲۰ جون ۱۸۹۷ء سے ۲۲ جون تک تقریب جشن جوبلی ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند مرزا قادیانی نے بھی اپنے مریدوں کو جمع کر کے قادیان میں ایک جشن منایا اور دو تین دن خوب پر تکلف دعوتیں اڑائیں۔غرباء کو کھانا کھلایا گیا۔رات کو روشنی ہوئی۔مبارکباد کے تار بخدمت وائسرائے صاحب بہادر صاحب روانہ کئے گئے اور ایک کتاب چھپوا کر بنام تحفۂ قیصریہ مقتدر حکام اور ملکہ معظمہ کی خدمت میں بھیجی گئی۔۲۰ جون ۱۸۹۷ء کو خصوصیت سے بدرگاہ رب العزت، اردو، فارسی، عربی، پشتو، پنجابی، اور انگریزی زبانوں میں نہایت خشوع وخضوع سے گورنمنٹ کے اقبال ودولت کی ترقی کی دعائیں مانگی گئیں اور آخیر میں ملکہ معظمہ کے اسلام لانے کے لئے ان الفاظ میں دعا کی گئی کہ:”اے قادر توانا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کر کے ایک اور دعا کے لئے تیری جناب میں جرأت کرتے ہیں۔کہ ہماری محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھڑا کر لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ پر اس کا خاتمہ کر۔اے عجیب قدرتوں والے۔اے عمیق تصرفوں والے۔ایسا ہی کر یاالٰہی یہ تمام دعائیں قبول فرما۔تمام جماعت کہے کہ آمین۔“

(تحفہ قیصریہ ص ۳ تا ۶، خزائن ج ۱۲ ص ۲۸۶ تا ۲۹۰ ملخص)

جھوٹ نمبر ۷۲...... ”لیکن اے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند ہم عاجزانہ ادب کے ساتھ تیری حضور میں کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں کہ تو اس خوشی کے وقت میں جو شصت سالہ جوبلی کے وقت ہے۔یسوع کے چھوڑنے کے لئے کوشش کر۔“ (تحفہ قیصریہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۲ ص ۲۷۷)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا چھ ۶ زبانوں والی دعا بھی بارگاہ الٰہی سے مردود ہوئی۔جس کی قبولیت کا اپنی جماعت کو اطمینان دلایا تھا اور بقول خود دعا کے مردود ہوجانے سے منافق ثابت ہوئے اور رسالہ تحفہ قیصریہ میں جو مسلمانوں کی نسبت طرح طرح کے الزام واتہام لگا کر اور اپنی جماعت کی وفاداری جتلا کر عجیب وغریب الفاظوں اور رنگ آمیزیوں سے اور عاجزانہ ادب کے ساتھ ملکہ معظمہ کے حضور میں کھڑے ہو کر عرض کی گئی تھی کہ وہ اسلام قبول کریں۔یہ عرض بھی

نامنظور ہوئی، حضور ملکہ معظمہ کو ایک سال کے اندر نشان آسمانی دکھانے کے لئے بھی لکھا تھا۔ اگر وہ پسند کریں۔ مگر انہوں نے ادھر بھی توجہ نہ کی۔

جھوٹ نمبر ۷۳ تا ۷۵..... ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا جس میں درج تھا کہ: ''میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے اور وہ دعا یہ ہے۔ اے میرے ذوالجلال پروردگار۔ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل، جھوٹا اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بار بار مجھ کو کذاب' دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی، اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ر نومبر ۱۸۹۷ کو چھپا ہے۔ میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ تو اے میرے مولا اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں۔ تو مجھ پر ۱۳ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ سے ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر.......... اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل ورسوا اور ضربت علیھم الذلۃ کا مصداق کر۔ آمین۔ ثم آمین۔''

اس کے آخر میں لکھتے ہیں: ''یہ دعا تھی جو میں نے کی۔ جواب میں الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور رسوا کروں گا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ فریقین میں سے جو کاذب ہے۔ وہ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بناء پر ہے۔ اس لئے حق کے طالبوں کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہو کر ہدایت کی راہ ان پر کھولے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۶۰،۶۱)

یہ دعا بھی بالکل بے نتیجہ اور مردود رہی۔ مرزا قادیانی کے ہر سہ مخالفین کو کوئی واقعہ عظیم پیش نہیں آیا۔ جو اس پیشگوئی کا مصداق بن سکے۔ نہ ہی وہ کسی ذلت کی موت سے تباہ وبرباد یا رسوا ہوئے۔ اس پر صفائی یہ ہے کہ (حقیقت الوحی ص۱۸۷، خزائن ج۲۲ ص۱۹۵) پر لکھتے ہیں کہ: ''مولوی محمد حسین اور ان کے ساتھیوں کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ تھی۔'' اس کذب بیانی کی بھی کوئی حد ہے؟ پھر دعویٰ ہے رسالت اور نبوت کا!

۵ر نومبر ۱۸۹۹ء کو ایک اور اشتہار دیا جس میں درج ہے کہ: ''اے میرے مولا! قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا...... اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں۔ تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جسے زبانوں نے کچلا ہے۔ دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں۔ تو ان تین سالوں میں کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔''

آخر میں لکھا کہ: ”میں نے اپنے لئے قطعی فیصلہ کرلیا ہے کہ اگر میری یہ دعا مقبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود، ملعون، کافر، بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۱۷۸) یہ دعا بھی نامقبول اور مردود ہوئی اور کوئی نشان تین سال تک میں ظاہر نہ ہوا۔

جھوٹ نمبر۶ ۷...... مرزا قادیانی کی نسبت ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے موت کی پیش گوئی کی۔ اس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی زبان پر الہامی طور سے یہ دعا جاری ہوئی:” رب فرق بین صادق وکاذب انت تری کل مصلح وصادق “ترجمہ:”اے خدا سچے اور جھوٹے میں فرق کر کے دکھلا تو ہر ایک مصلح اور صادق کو جانتا ہے“ (حقیقت الوحی ص۹۸، خزائن ج۲۲ص۱۰۱)

پھر مرزا قادیانی کو ان کے ملہم نے بشارت دی:”خدا قاتل تو باد، مرا از شر تو محفوظ دارد۔ یعنی اے دشمن تو جو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ خدا تجھے تباہ کرے اور تیرے شر سے مجھے نگاہ رکھے۔ (حقیقت الوحی ص۹۸، خزائن ج۲۲ص۱۰۱)

پھر بحوالہ الہام الٰہی لکھتے ہیں کہ:”دشمن جو میری موت چاہتا ہے۔ وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود وتباہ ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۹۱)

یہ الہامی دعا بھی جس کی قبولیت کے الہام ہو چکے تھے۔ مرزا قادیانی کے نقطہ خیال سے مردود ہوئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئی کے مطابق مر گئے۔ ہاں مسلمانوں کے خیال کے مطابق ضرور قبول ہوگئی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنا کاذب ہونا ثابت کردیا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کے مقابلہ میں دو اور دعائیں الہامی طور پر مرزا قادیانی کی زبان پر جاری ہوئیں۔

الف...... رب کل شئی خادمك. رب فاحفظني وانصرني وارحمني. یعنی اے میرے خدا ہر چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے خدا شریر کی شرارت سے مجھے نگاہ میں رکھ اور میری مدد کر اور مجھ پر رحم کر۔“ (حقیقت الوحی ص۹۸، خزائن ج۲۲ص۱۰۱)

ب...... اے ازلی ابدی خدا، بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔ اے ازلی ابدی خدا میری مدد کے لئے آ۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۴، خزائن ج۲۲ص۱۰۷)

افسوس کہ مرزا قادیانی کے خدا نے ان اپنی بتائی ہوئی (الہامی) دعاؤں کا بھی کچھ خیال نہ کیا اور دعاؤں کو مردود کر کے اس شخص کو فتح دے دی۔ جو ابن کے مسیح کو کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خور، خائن، شکم پرست، نفس پرست، مفسد، مفتری وغیرہ کہتا تھا۔

جھوٹ نمبر ۷۷...... ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء کو مرزا قادیانی کا ایک اشتہار بعنوان مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ شائع ہوا۔ مضمون غیر ضروری طویل ہے۔ جس میں پہلے مولوی صاحب کے مضامین کی جو مرزا قادیانی کی تکذیب میں نکلتے رہے ہیں۔ شکایت کی ہے اور بالآخر کہتے ہیں کہ: ”میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے۔ جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک، میں عاجزی سے تیرے حضور دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے۔ حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیرے حضور دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔“

اخیر میں پھر لکھتے ہیں کہ: ”یا اللہ! میں تیرے ہی تقدس کا دامن پکڑ کر تیرے حضور ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔“

آخری سطروں میں تحریر کرتے ہیں کہ: ”مولوی ثناء اللہ صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۹)

عبارت مذکور الصدر کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ مرزا قادیانی کو اپنی اس دعا کی قبولیت پر اتنا گھمنڈ تھا کہ آخیر میں لکھ دیا: ”اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعی واقعی سچا سچا فیصلہ فرمادیا کہ جھوٹے کو سچے کی زندگی میں ہلاک کر دیا۔ مولوی صاحب بفضلہ تعالیٰ ۱۹۴۸ء تک بدستور مرزائی ہفوات کی تردید فرماتے رہے اور مرزا قادیانی نے مئی ۱۹۰۸ء میں بمرض ہیضہ صرف ۱۱ گھنٹے بیمار رہ کر مقام لاہور وفات پائی۔ ان کے نقطۂ خیال سے یہ مہتم بالشان دعا بھی نامقبول اور مردود ہوئی۔

مرزائی صاحبان مرزا قادیانی کی ان دس ۱۰ عظیم الشان نامقبول ومردود دعاؤں کو ملاحظہ کریں اور پھر مرزا قادیانی کے بیان کردہ اصول ونص قرآنی (وما دعاء الکافرین الا فی ضلال) پر مکرر غور کریں۔ کہ مرزا قادیانی تو صرف طاعون کی دعا کے متعلق اپنے مخالفین علماء کو للکارتے تھے کہ تم کافر ہو اس لئے تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کی

نامقبول دعاؤں کا ایک مجموعہ دکھایا گیا ہے تو پھر اس اصول کی رو سے مرزا قادیانی کے کافر ہونے میں کیا شک ہے۔ جو ان کا خود مجوزہ ہے۔

دو بوتل برانڈی

''حضور مرزا قادیانی نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ دی جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضور اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرمادیں۔ حقیقتاً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دکان سے برانڈی کی دو بوتلیں غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لادیں۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتائی ہوں گی۔''

(اخبار الحکم قادیان ج۲۹ نمبر۲۵، مورخہ ۵ر نومبر ۱۹۲۶ء)۔

ٹانک وائن

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ تعالیٰ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکتہ

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے آپ اشیاء خردنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن پلومر کی دکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ! (خطوط امام بنام غلام ص۵)

ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔ حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا۔ جواب حسب ذیل ملا: ''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ۸ صد ہے۔ (سودائے مرزا ص۳۹ حاشیہ)

ٹانک وائن کا فتویٰ

پس ان حالات میں اگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کیلئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا

ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہوگیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے کہ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے اور تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ پڑھنا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج بھی پی لی ہو تو کیا قباحت لازم آگئی۔

(از ڈاکٹر بشارت احمد اخبار پیغام صلح ۴ رمارچ ۱۹۳۵ء، ج ۲۳ نمبر ۶۵، مورخہ ۱۱ را کتوبر ۱۹۳۵ء)

گھر کا بھیدی

مرزا شیر علی صاحب جو مرزا قادیانی کے سالے اور ان کے فرزند مرزا فضل احمد صاحب کے خسر تھے۔ انہیں لوگوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جانے سے روکنے کا بڑا شوق تھا۔ راستہ میں ایک لمبی تسبیح لے کر بیٹھ جاتے۔ تسبیح کے دانے پھیرتے جاتے اور منہ سے گالیاں دیتے جاتے تھے۔ بڑا لٹیرا ہے۔ لوگوں کو لوٹنے کے لئے دکان کھول رکھی ہے۔ بہشتی مقبرہ کی سڑک پر دار الضعفاء کے پاس بیٹھے رہتے بڑی لمبی سفید داڑھی تھی سفید رنگ تھا۔ تسبیح ہاتھ میں لئے بڑے شاندار آدمی معلوم ہوتے تھے اور مغلیہ خاندان کی پوری یادگار رکھتے تھے۔ تسبیح کے لئے بیٹھے رہتے جو کوئی نیا آدمی آتا اسے اپنے پاس بلا کر بٹھا لیتے اور سمجھانا شروع کر دیتے کہ مرزا قادیانی سے میری قریبی رشتہ داری ہے۔ آخر میں نے کیوں نہ اسے مان لیا۔ اس کی وجہ یہی کہ میں اس کے حالات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ ایک دوکان ہے جو لوگوں کو لوٹنے کے لئے کھولی گئی ہے۔ میں مرزا کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہوں۔ اس کے حالات سے خوب واقف ہوں۔ اصل میں آمدنی کم تھی۔ بھائی نے جائیداد سے بھی محروم کر دیا۔ اس لئے یہ دکان کھول لی ہے۔ آپ لوگوں کے پاس کتابیں اور اشتہار پہنچ جاتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ پتہ نہیں کتنا بڑا بزرگ ہوگا۔ پتہ تو ہم کو ہے جو دن رات اس کے پاس رہتے ہیں۔ یہ باتیں میں نے آپ کی خیر خواہی کے لئے آپ کو بتائی ہیں۔ (اخبار الفضل قادیان نمبر ۹۱ ج ۲۳، مورخہ ۱۸ را پریل ۱۹۳۶ء)

مرزا قادیانی کی حقیقت گھر کے بھیدی نے شائع کی ہے۔ تعجب و حیرت ہوتی ہے کہ ایسے شخص کے جال میں لوگ کیسے پھنس گئے۔ خداوند تعالیٰ محفوظ رکھے ہر مسلمان کو ہدایت کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!

تازیانۂ عبرت

متنبی قادیان قانونی شکنجہ میں گورداسپور کے فوجداری مقدمات

مرتبہ: جناب مولوی محمد کرم الدین صاحب دبیرح، رئیس بھیں، ضلع جہلم!

متنبی قادیان یعنی مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ ملک پنجاب قریہ قادیان میں مغلوں کے گھر پیدا ہوئے۔ اردو فارسی کے علاوہ کسی قدر عربی کی تعلیم بھی حاصل کی۔ علم طب میں بھی کچھ دخل تھا۔ پہلے آپ سیالکوٹ میں ایک ادنیٰ ملازمت (محرر جرمانہ) کی سامی پر نوکر تھے۔ پھر آپ کو قانون پڑھ کر وکیل بننے کی ہوس ہوئی۔ قانونی کتب کی رٹ لگا کر امتحان مختاری میں شامل ہوئے۔ جس میں کامیابی نہ ہوئی۔ بالآخر بہت کچھ سوچ بچار کے بعد یہ بات سوچی کہ بحث ومباحثہ کا سلسلہ چھیڑ کر پہلے شہرت حاصل کی جائے۔ ازیں بعد ملہمیت مجددیت وغیرہ دعاوی کی اشاعت کر کے کچھ لوگ اپنے معتقد بنالئے جائیں اور عوام کو دام تزویر میں پھنسا کر خوب لوٹا جائے۔ زمانہ آزادی کا تھا۔ شہرت وناموری حاصل کرنے کے لئے پریس قوی ذریعہ موجود تھا۔ بحث ومباحثہ کی طرح ڈال کر آریاؤں، عیسائیوں سے چھیڑ خانی شروع کر کے اشتہار بازی کی گئی۔

جب پبلک کی ادھر کسی قدر توجہ ہوئی تو ایک لمبا چوڑا اشتہار دیا کہ حقانیت اسلام کے متعلق ایک کتاب تصنیف کی گئی ہے۔ (براہین احمدیہ) جو تین سو جزو کی ہے اور اس میں تین سو زبردست دلائل صداقت اسلام کے لکھے گئے ہیں۔ اس کی قیمت فی جلد پچیس روپیہ مشتہر کی گئی۔ لوگ اشتہار دیکھ کر فریفتہ ہوگئے اور دھڑا دھڑ روپے آنا شروع ہوگئے۔ حتیٰ کہ تھوڑے دنوں میں دس ہزار روپیہ مرزا قادیانی کے پاس جمع ہوگیا۔ کتاب بمشکل پینتیس جزو کی لکھی جاسکی۔ لیکن دلائل نمبر ایک سے بڑھ نہ سکا اور یہ ۳۵ جزو بھی اس طرح پورے ہوئے کہ صفحہ پر جلی قلم سے چند سطور لکھ کر ص پورا کر دیا گیا۔ خریدار اس انتظار میں رہے کہ ضرور تین سو جزو کتاب میں تین سو زبردست دلائل حقانیت اسلام وافضلیت قرآن کریم کا مطالعہ کریں گے اور مرزا قادیانی لطائف الحیل سے وعدہ ووعید بھی کرتے رہے۔ چنانچہ اپنی آخری کتاب (حقیقت الوحی ص۳۴۴، خزائن ج۲۲ ص۳۵۷) میں لکھا کہ ۲۳واں سال ختم نہ ہوگا کہ تین سو نشان لکھ دیئے جائیں گے۔ لیکن یہ سب کچھ دروغ بیانی اور طفل تسلی تھی۔ نہ کتاب کے تین سو جزو پورے ہوئے۔ نہ تین سو دلائل لکھے جاسکے۔ آخر دلائل کی جگہ ان نشانات نے لے لی جو حقیقت الوحی میں لکھے گئے ہیں کہ فلاں روز ہمیں اتنے روپے موصول ہوگئے۔ فلاں روز ہماری طبیعت علیل ہوگئی۔ فلاں دن لڑکے کا پاؤں پھسل گیا۔ فلاں فلاں لڑکا حرم سرا میں پیدا ہوگیا۔ فلاں مقدمہ میں ہمیں جیت ہوگئی۔ وغیرہ ذالک من

الخرافات۔ (ان نشانات پر ہم کسی قدر روشنی ڈالیں گے) لیکن ان نشانات کا نمبر بھی ۲۰۵ تک پہنچ کر ختم ہوگیا۔ چنانچہ آخری یہی نمبر تتمہ حقیقت الوحی میں درج ہو کر خاتمہ ہوگیا۔

مناسب تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کی اس صریح دھوکہ بازی اور ابلہ فریبی کو دیکھ کر مسلمان ہوشیار ہو جاتے اور سمجھ لیتے کہ یہ سب دکانداری ہے اور روپیہ ٹکہ بٹورنے کا سامان ہے اور بس۔ لیکن دنیا میں بہت سے عقل کے اندھے ایسے بھی موجود ہیں کہ اپنی خوش اعتقادی سے ایسے ٹھگ بازوں کی دکان کی گرم بازاری کا باعث بنتے ہیں۔ چنانچہ کئی ایک اشخاص آپ کے حلقہ مریدی میں داخل ہو گئے۔ مرزا قادیانی کا اس سے حوصلہ بلند ہوگیا۔ وہ طرح طرح کے دعاوی کرنے لگے۔ پہلے صرف ملہمیت اور مجددیت کا دعویٰ کیا۔ پھر ظلی و بروزی نبی کے بھیس میں جلوہ گر ہوئے۔ بالآخر کامل و مکمل نبی و رسول ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ بلکہ الوہیت کا جامہ پہن کر نیا آسمان اور نئی زمین کی خالقیت کا بھی دم بھرنے لگے اور ابن اللہ بلکہ معاذ اللہ ابواللہ ہونے کے بھی الہام تراشے گئے۔ (ان کی تفصیل آگے آئے گی)

مرزا قادیانی کا ادعائے نبوت

مرزا قادیانی کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لئے ان کا ادعائے نبوت ہی کافی دلیل ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بڑے بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ کسی نے نبوت کا دعویٰ کرنے کی جرأت نہ کی۔ آپ ﷺ کے بعد بڑے بڑے پائے کے اولیائے کرام حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جیسے سرخیل اولیاء کرام ہو گزرے ہیں لیکن ختم نبوت کی مہر توڑنے کا کسی کو حوصلہ نہ ہوا۔ لیکن چودھویں صدی کا مغل زادہ جس کے حسب نسب کا پتہ ان کا ایک محرم راز ہم وطن حسب ذیل رباعی میں دیتا ہے۔ رباعی:

یک قاطع نسل و یک مسیحائے زماں — یک مہتر لال بیکیان دوراں
افتد چو گزر بقادیانت گاہے — ایں خانہ تمام آفتاب است بداں

پہلے مبلغ اسلام کی حیثیت میں اٹھتا ہے۔ پھر ملہم و مجدد و محدث کا خطاب حاصل کر کے جھٹ مہدی، پھر مثیل مسیح پھر یک لخت اصل مسیح بن جاتا ہے۔ پھر اس سے ترقی کر کے نبی ظلی بروزی کا جامہ پہنتا پھر کامل و مکمل نبی رسول بن کر دنیا کو للکارتا ہے کہ میری رسالت کا کلمہ پڑھو۔ ورنہ تم سب کافر ہو۔ کیا ادعائے نبوت کوئی معمولی دعویٰ ہے۔ اگر سلطنت اسلام ہوتی تو پہلے ہی روز اس مدعی رسالت کا قصہ تمام کر دیا جاتا۔ کیا مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کلمہ توحید کے قائل نہ تھے۔ کیا سجاح نے کوئی اور جرم کیا تھا کہ سب کام چھوڑ کر حضرت صدیق اکبرؓ نے ان سے جہاد کی ٹھانی

اور سیف اللہ الجبار خالد جرار کو ان مرتدین کے استیصال کے لئے روانہ کیا صرف ان لوگوں کا جرم ادعائے نبوت تھا۔ جس کی وجہ سے خلیفہ اول کو ان پر فوج کشی کرنی پڑی اور ان لوگوں کی طاقت مرزائے قادیان سے کم نہ تھی۔ نہ ان کی جماعت مرزا کی جماعت سے کمزور تھی۔ مرزا تو اپنی امت کی تعداد بلاثبوت لکھوکھا بیان کرتا ہے۔ (اس کے متعلق کچھ آگے ذکر آئے گا)

لیکن مسیلمہ کذاب کے ماننے والوں کی تعداد فی الواقع لکھوکھا تھی۔ چنانچہ کتب تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جس وقت حضرت خالدؓ سے اس کی نبرد آزمائی ہوئی۔ اس وقت صرف مقدمہ الجیش میں مسیلمہ کے چالیس ہزار سوار کا شمار کیا گیا تھا۔ آخر کار ان مدعیان نبوت کا خاتمہ کیا جا کر آئندہ کے لئے ادعائے نبوت کا سدباب کر دیا گیا اور آج تک کسی بطال کو دعوائے نبوت کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ چونکہ یہ زمانہ کفر والحاد کا ہے۔ نبی ورسول تو کیا کوئی الوہیت کا مدعی بھی ہو کوئی نہیں پوچھتا کہ تمہارے منہ میں کتنے دانت ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کو ادعائے نبوت کی جرأت ہوئی۔ چنانچہ اس لئے مرزا قادیانی حکومت وقت کے ہمیشہ مدح وثناء میں رطب اللساں رہے۔

چنانچہ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳) میں رقمطراز ہیں: ''اس لئے ہر ایک سعادت مند مسلمان کو دعا کرنا چاہئے کہ انگریزوں کی فتح ہو۔ (خواہ سلطنت اسلامی سے مقابلہ کیوں نہ ہو۔ مصنف) کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسانات ہیں۔ (یہ کیا کم احسان ہے کہ آپ رسالت بلکہ الوہیت کے مدعی بن کر بھی صحیح وسلامت رہے۔ مصنف)

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکریہ ادا نہ کریں تو پھر ہم خدا تعالیٰ کے شکر گزار نہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا۔ (خلق خدا کو لوٹا اور مزے اڑائے۔ مصنف) اور پا رہے ہیں۔ وہ ہم کسی اسلامی سلطنت میں نہیں پا سکتے۔ (ازالہ اوہام ص۵۰۹، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

سچ ہے اسلامی گورنمنٹ کب گوارا کر سکتی تھی کہ آپ نبی ورسول کہلا کر اپنے مسکن کو دارالامان، اپنے کنبہ کو اہل بیت، اپنی مستورات کو امہات المومنین کے خطابات عطا کریں اور اپنی مسجد کو مسجد اقصیٰ سے تعبیر کریں۔ تمام انبیاء ورسل پر اپنا تفوق ظاہر کر کے لکھیں۔

آنکہ داداست ہر نبی راجام — دادایں جام را مرابہ تمام

مرزا قادیانی پر فوجداری مقدمہ

اب ہم اس معرکہ کے مقدمے کا ذکر کرتے ہیں جو زیر دفعات ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲

تعزیرات ہند میری طرف سے مرزا قادیانی اور ان کے مخلص مرید حکیم فضل الدین بھیروی ثم القادیانی کیخلاف ازالہ حیثیت عرفی کا مواہب الرحمٰن کی عبارت مندرجہ ذیل (ص۱۲۹، خزائن ج۱۹ ص۳۵۰) کی بناء پر دائر کیا گیا تھا اور جس میں مرزا قادیانی دو سال تک سرگرداں اور پریشان رہے۔ آخر عدالت مہتمہ آتمارام صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور نے مرید و مرشد کو سات سو روپیہ جرمانہ ورنہ چھ و پانچ ماہ قید کی سزاء ہوئی اور سینکڑوں روپے اپیل پر خرچ ہو کر بمشکل جرمانہ معاف ہوا۔

وجہ دائری مقدمہ

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مرزا قادیانی کی بدزبانی سے کسی ملت کسی فرقہ کا کوئی متنفس نہ بچا ہوگا جو کہ ان کی گالیوں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ بعض نے آپ کو ترکی بہ ترکی سنائیں اور بعض سنجیدہ مزاجوں نے اپنی عالی وقاری سے مطلق سکوت کیا۔ جوں جوں دوسری طرف سے خاموشی ہوتی گئی۔ مرزا قادیانی کا حوصلہ بلند ہوتا گیا اور گالیوں میں مشاق ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ گویا فن گالیوں کے آپ پورے امام بن گئے اور گالیوں کی ایجاد میں آپ نے وہ ید طولیٰ حاصل فرمایا کہ اس علم کے آپ استاد اور ادیب مانے جانے لگے اور دنیا قائل ہوگئی کہ کوئی شخص امام الزماں کا مقابلہ اس فن میں کرنے کے قابل نہیں رہا ہے۔ آخر رفتہ رفتہ یہ معاملہ حکام وقت کے سامنے پیش آیا اور مختلف مواقع پر آپ کی وہ تصنیفات جو مغلظات کا ایک مجموعہ تھیں۔ دفتر عدالت میں پیش ہوگئیں۔ چنانچہ بعض بیدار مغز حکام نے مرزا قادیانی کو ڈانٹا کہ مرزا قادیانی منہ کو سنبھالئے اور گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول امن پسندی کو نظر انداز نہ فرمایئے۔ عامہ خلائق کی دل آزاری اور ایذا رسانی سے باز آیئے۔ ورنہ معاملہ دگرگوں ہو جائے گا۔ وہاں مرزا قادیانی، عدالت کے تیور دیکھ کر آئندہ کے لئے قسم کھانے لگے۔ کہ معاف کیجئے آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

نقل فرد جرم بنام مرزا غلام احمد قادیانی

میں لالہ چندو لعل صاحب مجسٹریٹ اس تحریر کی رو سے تم مرزا غلام احمد ملزم پر حسب تفصیل ذیل الزام قائم کرتا ہوں کہ تم نے کتاب (مواہب الرحمٰن ص۱۲۹، خزائن ج۱۹ ص۳۵۰) تصنیف کر کے شائع کی جس میں (مواہب الرحمٰن ص۱۲۹، خزائن ج۱۹ ص۳۵۰) میں مستغیث کی نسبت الفاظ لئیم، بہتان عظیم اور کذاب استعمال کئے جو اس کی توہین کرتے ہیں اور یہ کہ تم نے تاریخ ۱۷ر ماہ جنوری ۱۹۰۳ء کو یا اس کے قریب موقعہ جہلم میں شائع کئے۔ لہٰذا تم اس جرم کے مرتکب ہوئے جس کی سزا مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ میں مقرر ہے اور جو میری سماعت کے لائق

ہے اور میں اس تحریر کے ذریعہ حکم دیتا ہوں کہ تمہاری تجویز بر بنائے الزام مذکور عدالت موصوفہ کے (یا ہمارے) روبرو عمل میں آئی۔ عدالت صاحب مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۰۴ء (مہر عدالت)

دستخط: رائے چندولال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول۔ بحروف انگریزی

نوٹ: ملزم عدالت کی اجازت سے غیر حاضر ہے اس کو واسطے جواب کے بتقرر ۱۴ر مارچ ۱۹۰۴ء طلب کیا جاوے۔

لالہ آتمارام صاحب کی عدالت میں پہلی پیشی

نئے حاکم کے اجلاس میں ۸ر مئی ۱۹۰۴ء کو مقدمہ پیش ہوا مرزا قادیانی بھی حاضر ہوئے۔ چونکہ وکلاء ملزمان نے درخواست کی تھی کہ کارروائی از سرنو شروع ہو۔ اس لئے عدالت نے دوبارہ شہادت لینی شروع کی اور مرزا ملزموں کے کٹہرے میں معہ اپنے حواری فضل دین کے کھڑے کئے گئے۔ محمد علی لاہوری گواہ استغاثہ کی شہادت شروع ہوئی ۱۱ بجے سے شروع ہو کر ۴ بجے تک مقدمہ پیش رہا اور اتنا عرصہ مرزا قادیانی پاؤں پر کھڑے رہے۔ رائے آتمارام صاحب نے یہ قاعدہ مقرر کر لیا کہ مقدمہ روز پیش ہوا کرے مرزا قادیانی ہر روز احاطہ عدالت میں حاضر باش رہتے تھے۔ ایک درخت جامن کے نیچے برلب سڑک ڈیرہ ڈال رکھا تھا۔ دن بھر وہاں پڑے رہنا پڑتا تھا اور مقدمہ پیش ہو کر پھر حکم ہو جاتا کہ کل حاضر ہو۔ الغرض اسی طرح روزانہ حاضری فریقین ہوتی رہی اور شہادت گواہان ذیل منجانب استغاثہ ماہ اگست ۱۹۰۴ء تک ختم ہوئی۔ محمد علی ایم اے وکیل مولوی ثناء اللہ صاحب فاضل امرتسری۔ مولوی محمد جی صاحب قاضی تحصیل جہلم، مولوی غلام محمد صاحب قاضی تحصیل چکوال۔

فرد جرم کی تکمیل

ہر چند مرزا قادیانی اور ان کے حواری امیدوار تھے کہ مقدمہ اس مرحلہ پر خارج ہو جائے گا اور مرزا قادیانی کی فتح ونصرت کا دنیا میں ڈنکا بجے گا۔ چنانچہ اخبار الحکم ۲۴ر جولائی ۱۹۰۴ء میں حسب ذیل الہامات بھی اسی امید پر شائع کروائے گئے تھے۔

۱...... ’’مبارک سو مبارک۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۱۸)

۲...... ’’میں تمہیں بھی ایک معجزہ دکھاؤں گا۔‘‘ (تذکرہ ص ۵۱۸)

لیکن آخر کار پردہ غیب سے جو بات ظہور میں آئی۔ اس نے ان کی سب امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ یعنی لالہ آتمارام صاحب مجسٹریٹ کی عدالت سے ۶ اگست ۱۹۰۴ء کو فرد جرم کی

تکمیل ہوگئی اور مرزا قادیانی کا جواب بھی قلمبند ہوگیا۔ اس روز مرزا قادیانی کی گھبراہٹ انتہائی درجہ کو پہنچی ہوئی تھی۔ انہوں نے جواب دیتے ہوئے چلا کر کہا کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ وغیرہ وغیرہ لیکن جو ہونا تھا ہوگیا۔ فرد جرم بنا کر مرزا قادیانی سے شہادت صفائی وغیرہ طلب کی گئی اور پوچھا گیا کہ کیا آپ گواہان استغاثہ کو بھی طلب کرنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ مرزا قادیانی نے کچھ دن اور مقدمہ کو طوالت دینے کی خاطر اور مستغیث کو تنگ کرنے کی غرض سے گواہان استغاثہ کو دوبارہ طلب کرنے کی درخواست کردی۔ باوجود یہ کہ جرح وغیرہ میں کچھ کسر نہ رہ گئی تھی۔ چونکہ قانوناً فرد جرم کے بعد ملزمان کا حق ہوتا ہے کہ گواہان استغاثہ کو طلب کرائیں۔ اس لئے مجبوراً عدالت نے بموجب ان کی درخواست کے بعض گواہان استغاثہ کو دوبارہ طلب کیا اور حسب ذیل گواہوں پر دوبارہ جرح کی گئی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب، مولوی محمد جی صاحب، مولوی برکت علی صاحب منصف بٹالہ، مولوی محمد علی صاحب ایم اے وکیل گواہان استغاثہ پر جرح مکرر کا مرحلہ بھی طے ہو چکا۔ تو اب مرزا قادیانی کے گواہان صفائی کی نوبت پہنچی۔ ملزمان کی طرف سے ۲۶ر اگست ۱۹۰۴ء کو ایک لمبی چوڑی فہرست داخل کی گئی جس میں ۴۴ گواہان دور دراز فاصلے سے بلوانے کی استدعا کی تھی۔ گواہوں میں کئی سیشن جج اور اعلیٰ عہدہ دار بھی درج کئے گئے تھے اور حضرت پیر صاحب گولڑوی کو بھی لکھا گیا تھا اور بڑا زور دیا گیا تھا کہ پیر صاحب کو ضرور طلب کیا جائے۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ اگر پہلے پیر صاحب کی طلبی کا منصوبہ پورا نہیں ہوا۔ تو اب ضرور ہی کامیابی ہوگی جب ملزم اپنی صفائی میں ایک گواہ کو بلواتا ہے تو عدالت مجبور ہوتی ہے کہ اس گواہ کو بلائے۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اس مرحلہ پر بھی مرزائیوں کی مراد پوری نہ ہوئی۔ حاکم نے تمام دور دراز فاصلہ کے گواہوں کو چھوڑ دیا اور پیر صاحب کو بھی ترک کیا گیا۔ صرف گیارہ گواہ جو قریب فاصلے کے تھے اور جن کے آنے میں زیادہ دقت نظر نہ آتی تھی۔ بلانا منظور کیا۔ افسوس کہ مرزائیوں کو پیر صاحب کو بلوانے کی نسبت یہ آخری ناکامی ہوئی اور قطعاً مایوسی ہوگئی۔ اب ان کا کوئی چارہ باقی نہ رہا اور طوعاً وکرہاً ان کو راضی بالرضاء ہونا پڑا۔

ولو انہ قال مت حسرۃ   لسارعت طوعاً الیٰ امرہ

فیصلہ

بعدالت لالہ آتما رام مہتہ بی اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اوّل ضلع گورداسپور مولوی کرم الدین ولد مولوی صدر الدین قوم آدان ساکن موضع بھین تحصیل چکوال ضلع

جہلم مستغیث۔ بنام مرزا غلام احمد و حکیم فضل دین مالک مطبع ضیاء الاسلام قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور مستغاث علیہم۔ جرم زیر دفعہ ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲ تعزیرات ہند۔

یہ مقدمہ ۲۶؍ جنوری ۱۹۰۳ء کو جہلم میں دائر کیا گیا تھا اور اس ضلع میں بموجب حکم چیف کورٹ ۲۹؍ جون ۱۹۰۳ء کو منتقل ہوا۔ اس مقدمہ میں ایک غیر معمولی عرصہ تک طول کھینچا۔ کسی قدر تو مجسٹریٹوں کی تبدیلی کی وجہ سے طوالت ہوئی اور زیادہ تر فریقین کی کارروائی کی طوالت کے باعث یہ مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کا زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ملزم نمبرا پر ہے اور زیر دفعہ ۵۰۱، ۵۰۲ تعزیرات ہند ملزم نمبر۲ پر۔ فریقین مسلمان ہیں اور مذہبی اختلاف کی وجہ سے شمشیر بکف ہیں۔ مستغیث اس فرقہ سے ہے جس کا سرپرست پیر مہر علی شاہ صاحب ساکن گولڑہ ضلع راولپنڈی میں ایک مشہور آدمی ہے۔ یہ فرقہ اپنے پرانے مذہبی اعتقادات کا پورا معتقد ہے۔ ملزم نمبر۳ ایک نئے فرقہ جس کا نام احمدی یا مرزائی کہتے ہیں۔ بانی اور مذہبی پیشوا ہے اور اس کے بہت سے مرید ہیں۔ اس کا دعویٰ ہے کہ میں پیغمبر، مسیح موعود ہوں اور خدا تعالیٰ سے مجھے مکالمہ حاصل ہے اور مجھے الہام یا وحی اس کی طرف سے اترتی ہے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں وہ وقتاً فوقتاً پیشگوئیاں کرتا رہتا ہے۔ ملزم نمبر۳ ملزم نمبرا کے خاص مریدوں میں سے ہے نیز مطبع ضیاء الاسلام واقع قادیان ضلع گورداسپور کا مالک ہے۔ دوسرا فریق ملزم نمبرا اور اس کے معاونین کے دعاوی کی تردید کرتا رہتا ہے۔ ۱۹۰۱ء میں ملزم نمبرا یعنی مرزا غلام احمد نے ایک کتاب عربی زبان میں جس کا نام اعجاز المسیح (مسیح کا معجزہ) ہے طبع کی اس میں اس نے کل دنیا کو مخاطب کیا کہ اس کی فصاحت کے برابر کوئی شخص کتاب لکھ دے اور ساتھ ہی بطور پیش گوئی کے یہ دھمکی دی کہ جو شخص ایسی کتاب لکھنے کا ارادہ کرے گا وہ زندہ نہیں رہے گا۔ مگر اس کے مقابلہ میں پیر مہر علی شاہ (صاحب) ساکن گولڑہ نے ایک کتاب مسمیٰ بہ سیف چشتیائی۔ (چشتی کی تلوار) تالیف کی اور شائع کی۔ اس کی تردید میں مرزا غلام احمد نمبرا نے ایک کتاب لکھنی شروع کی جس کا نام نزول المسیح (مسیح کا اترنا) رکھا۔

۱۴؍ جنوری ۱۹۰۳ء کو مرزا غلام احمد ملزم نمبرا نے ایک اور کتاب شائع کی جس کا نام مواہب الرحمٰن ہے۔ جو ملزم نمبر۲ کے مطبع واقع قادیان میں چھپی۔ یہ کتاب مقدمہ کی اصل بناء ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں مذہبی رنگ میں لکھی گئی ہے اور بین السطور فارسی میں ترجمہ کیا ہوا ہے۔ مضمون بناء (استغاثہ ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۰) پر درج ہے اور ذیل کا اقتباس جو لیا گیا ہے مضمون بنائے استغاثہ کو ظاہر کرتا۔ اس میں ملزم نمبرا اس طرح لکھتا ہے۔ میری نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے ایک لئیم آدمی اور اس کے بہتان عظیم سے اطلاع دی ہے

اور مجھے الہام کیا ہے کہ مذکورۂ بالا آدمی میری عزت کو نقصان پہنچائے گا اور مجھے یہ خوشخبری بھی دی گئی تھی کہ وہ بدی لوٹ کر میرے دشمن پر پڑے گی۔ جو کہ الکذاب المہین ہے۔ لئیم اور بہتان عظیم کے الفاظ اس عربی کتاب کی پانچویں اور آٹھویں سطر میں ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ مستغیث کی ازالہ حیثیت عرفی کرتے ہیں اور ملزم نے مستغیث کی عزت کو نقصان پہنچانے کی نیت سے چھاپے ہیں۔

ملزم نمبرا نے اقرار کیا ہے کہ وہ اس کتاب کا مصنف ہے اور یہ کہ ۱۴ر جنوری ۱۹۰۳ء کو چھاپی گئی اور ۱۷ جنوری کو جہلم میں تقسیم کی گئی اور یہ بھی اقرار کیا ہے کہ الفاظ زیر بحث مستغیث کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں اور یہ الفاظ بنفسہ مزیل حیثیت ہیں۔ ملزم نمبر۲ تسلیم کرتا ہے کہ یہ کتاب اس کے مطبع میں اور اس کے زیر اہتمام چھاپی گئی اور اس نے اس کی جلدیں فروخت کیں۔ فرد قرار داد جرم برخلاف ملزمان زیر دفعہ ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲ تعزیرات ہند مرتب کی گئی۔ ہر دو ملزم ارتکاب جرم سے انکاری ہیں اور وہ حسب ذیل صفائی پیش کرتے ہیں:

الف...... یہ کہ مستغیث نے اپنے آپ کو جھوٹا اور دھوکے باز جعلساز بہتان گو وغیرہ سراج الاخبار جہلم کے مضمونوں میں جو اس نے ۶ اور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو اخبار مذکور میں دیئے۔ مشہور کرنے سے اپنی تمام عزت ضائع کر دی ہے اور یہ کہ اس کی جب کوئی عزت باقی نہیں تو مستغیث کا کوئی حق نہ تھا کہ وہ کہتا کہ عوام میں اس کی عزت ہو گئی ہے۔ کیونکہ کوئی عزت باقی نہ رہتی تھی جو کم ہوتی۔

ب...... بفرض محال اگر مستغیث کی کچھ عزت ہے بھی جس کا ازالہ ہو سکتا تھا۔ تاہم زیر مستثنیات نمبر ۱، ۳، ۶، ۹ دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند ملزم کا یہ کام درست اور حق بجانب ہے۔

ج...... الفاظ زیر بحث ان الفاظوں کے جواب میں کہے گئے جو مستغیث نے خود سراج الاخبار میں استعمال کئے ہیں۔ آئندہ واقعات کے انکشاف اور مقدمہ کو آسان کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک مختصر بیان ان واقعات کا لکھا جاوے جو فریقین کے درمیان واقعہ ہوئے نزول المسیح کی تالیف کے اثناء میں مرزا اور اس کے دو مریدوں کو جہلم سے چند خطوط پہنچے جو مستغیث کی جائے سکونت ہے۔ جو خطوط ایک دوسرے مقدمہ کی مسل میں شامل ہیں۔ (فضل دین بنام کرم دین جرم زیر دفعہ ۴۲۰) تعزیرات ہند اور جو بظاہر ثابت ہوتا ہے کہ بعض تو اسی مستغیث کے لکھے ہوئے تھے اور کچھ مستغیث کے شاگرد شہاب الدین کے لکھے ہوئے تھے۔ (دیکھو فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ یعقوب علی بنام کرم دین و فقیر محمد)

یہ خطوط حقیقت میں ایک بڑی حکمت عملی پر مبنی تھے۔ جو مرزا کی پیشین گوئیوں اور الہاموں کے دعاوی کو آزمانے کے لئے برتی گئی۔ گو بظاہران سے یہ غرض معلوم ہوتی تھی کہ پیر مہر علی شاہ (صاحبؒ) کی تصنیف سیف چشتیائی کے عملی سرقہ کے ظاہر کرنے میں معاون ہوں۔ یہ خطوط مرزا نے اس وجہ سے اپنی کتاب نزول المسیح میں شائع کئے اور یعقوب علی نے جو مرزا کا مرید ہے اور ایڈیٹر بھی ہے اپنے اخبار الحکم مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۲ء میں کاتبوں کے نام پر شائع کر دیئے۔ اس اخبار میں ایک مضمون بھی تھا جس میں محمد حسن فیضی کی وفات پر جو مستغیث کا بہنوئی اور تایازاد بھائی ہے۔ رنجیدہ لفظوں میں نکتہ چینی بھی کی گئی تھی۔ اس کے بعد سراج الاخبار جہلم میں ۶ اور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو دو مضمون مستغیث کی دستخطی سے چھاپے گئے ایک نثر میں تھا دوسرا نظم میں جو ۱۷ر ستمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم کی تردید میں تھے۔ انہوں نے فریقین کے درمیان مقدمات کرا دیئے۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ پہلے یعنی ۲۶ر اگست ۱۹۰۲ء کو بمقام جہلم ان دو مخالف فریقوں میں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ ایک مذہبی مباحثہ ہوا ہے۔ اس مباحثہ میں ایک طرف مستغیث اور ایک اور آدمی تھا اور دوسری طرف مبارک علی اور ایک اور کوئی تھا۔ معلوم ہوتا تھا کہ اس علمی جھگڑے میں آخر الذکر کو شکست ہوئی اس شکست نے جلتی آگ پر اور لکڑیاں ڈالیں۔

اکتوبر ۱۹۰۲ء میں مستغیث نے ملزم نمبر ۲ یا یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کے نام ایک گمنام کارڈ بھیجا۔ جس میں ان کو دھمکی دی کہ میں تم کو اس مضمون کی وجہ سے جو تم نے اپنے اخبار میں لکھا ہے عدالت میں کھینچوں گا۔ ۱۴ر نومبر ۱۹۰۲ء کو فضل دین نے جو ملزم نمبر ۲ ہے۔ ایک استغاثہ بنام مستغیث زیر دفعہ ۴۱۷، ۴۲۰، ۴۲۴ تعزیرات ہند گورداسپور میں دائر کیا۔ ۹ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو مستغیث نے دو استغاثے زیر دفعہ ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲ تعزیرات ہند بنام موجودہ مستغیث و فقیر محمد جو کہ ایڈیٹر و مالک سراج الاخبار جہلم ہے۔ دائر کیا۔ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۲ء کو مستغیث کے مقدمات جہلم میں پیش ہوئے۔ جہاں کہ ملزم نمبر ۱ نے کتاب مواہب الرحمٰن کی اشاعت کی۔ اس سے پہلے کہ ان عذرات پر جو صفائی کی طرف سے پیش ہوئے ہیں۔ بحث کی جائے۔ یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ استغاثہ کردہ کے معنی صاف کئے جائیں۔ تمام الفاظ جو استغاثہ کردہ ہیں وہ برے معنوں میں استعمال کئے گئے ہیں۔ اس بات کو فریقین مانتے ہیں۔

اختلاف صرف اس میں ہے کہ کس درجہ کی برائی کی حد کو وہ پہنچتے ہیں۔ مستغیث تو ان کے معنوں کی تعبیر مبالغہ آمیز طرز میں کرتا ہے اور ملزم ان کے معمولی معنی بیان کرتا ہے۔ مثلاً لئیم کا لفظ ایک فریق بیان کرتا ہے کہ اس کے معنی کمینہ اور پیدائشی کمینہ کے ہیں۔ دوسرا فریق اس کے معنی

صرف کمینہ کرتا ہے۔ بہتان عظیم کے معنی بڑا اور حیران کرنے والا جھوٹ ہے اور ایک بڑا بہتان لگانے والا یا افتراء کرنے والا ہے اور کذاب المہین کے معنی ایک بڑا اور عادی جھوٹا اور بہتان باندھنے والا ہے اور جھوٹا اور اہانت کرنے والا ہے۔ دونوں طرف سے سندات پیش ہوئی ہیں جو ہر ایک فریق کے معنی کی تائید کرتے ہیں۔

ہم ان الفاظوں کو سخت معنوں میں لینے کی طرف مائل ہیں اور یہ صرف دیسی عربی سندات کی بناء پر ہی نہیں۔ (ڈکشنریاں اور قوائد کی کتاب جن کا حوالہ مستغیث نے دیا ہے) بلکہ ان معنوں کی بنیاد پر بھی جن میں خود کتاب کے مصنف نے ان الفاظ کو اور جگہ بھی استعمال کیا ہے اور نیز مصنف کے دل کی اس حالت کی بنیاد پر بھی جس وقت مصنف اس کتاب کو لکھ رہا تھا۔ لفظ لئیم ایک بڑی حقارت کا لفظ ہے۔ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے۔ جس میں تمام برائیاں مستقل طور پر پائی جاتی ہوں اور یہ لفظ ملزم نمبرا نے مصر کے فرعون کی بابت استعمال کیا ہے جس نے اپنے آپ کو خدا مشتہر کیا اور شیطان اور گدھے کی نسبت بھی۔ بہتان عظیم بلحاظ اپنے ماخذ کے اس آدمی کو کہتے ہیں۔ جو جھوٹے اور سخت قسم کے الزام لگانے کا عادی ہو۔ کذاب کا لفظ مبالغہ کے صیغہ کا ہے اور یہ بڑے یا عادی جھوٹے کے معنی ظاہر کرتا ہے۔ المہین کے معنی اہانت کنندہ یعنی توہین کرنے والا ہے۔

مضمون مندرجہ (ص ۱۲۹، ۱۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۰) کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ مصنف نے جب ان دونوں صفحوں کو لکھا۔ اس وقت سخت رنج اور غصہ اور کینہ میں مبتلا تھا۔ جیسا کہ آگے چل کر بتلایا جائے گا۔ فریقین میں اس وقت سخت دشمنی تھی اور کوشش کرتے تھے کہ ایک دوسرے کا گلا کاٹ ڈالیں۔ ایسے حالات میں یہ امید نہیں ہو سکتی کہ مصنف اعتدال اور صفائی کو برتتا۔ اب صفائی کے عذرات وغیرہ اس امر کے فرض کر لینے پر مبنی ہیں کہ سراج الاخبار کی ۶ اور ۱۳ / اکتوبر ۱۹۰۲ء کے مضامین اور ص ۱۲۹، ۱۳۰ مواہب الرحمٰن کے متن کو باہم تعلق ہے۔ دراصل یہ عذر اٹھایا گیا کہ الفاظ استغاثہ کردہ مواہب الرحمٰن میں ہیں۔ ان الفاظ پر مبنی ہیں جو کہ مستغیث نے اپنے مضمونوں میں لکھ کر ملزم نمبر ۱ اور اس کی جماعت پر حملے کئے ہیں۔ لیکن واقعہ میں یہ بات نہیں ہے ذیل کے دلائل ان عذرات کی تردید کرتے ہیں:

اول...... ذرا سا بھی حوالہ صریحاً یا کنایتاً قریبی یا بعیدی ان مضامین کی طرف نہیں ہے جو سراج الاخبار ۶ اور ۱۳ / اکتوبر میں ہیں۔ یا ان کے مدعا کی طرف۔

دوم...... مضامین کے سخت معنوں کے لحاظ سے اور بہ نظر اس مدعا کے جو اپنی جماعت کو بچاتے

کے لئے یا اپنے چال چلن کو ان الزاموں سے پاک کرنے کے لئے ضروری تھی۔ یہ بہت غیر اغلب ہے اگر غیر ممکن نہ ہو کہ مصنف بالکل کوئی اشارہ صریحاً یا معناً ان کی طرف یا ان خطوط کی طرف نہ کرتا جو الحکم میں شائع ہوئے۔

سوم...... اس کتاب کے ۱۲۶، ۱۲۷ص پر (مواہب الرحمٰن، خزائن ج ۱۹، ص ۲۴۷) مصنف نے محمد حسن فیضی کی موت کو بطور پیشگوئی کے بیان کیا ہے۔ لیکن ایسا بیان ممکن نہیں ہے کہ وہ لکھتا ہے اگر سراج الاخبار کا مضمون اس کے دل میں ہوتا۔ کیونکہ سراج الاخبار کے مضامین میں اس بیان کی تردید کی گئی تھی۔ دیکھو ملزم کا بیان جو اس نے ۲۹ راگست ۱۹۰۳ء کو دیا ہے۔ جو اس مقدمہ کی مسل میں شامل ہے۔ جو زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند ہے۔

چہارم...... ملزم کو اس بات کا یقین نہ تھا کہ خطوط کے مضمون جو الحکم میں چھپے تھے اور وہ مضامین جو سراج الاخبار میں چھپے ہیں۔ درست ہیں۔ اپنے دل کی ایسی حالت میں مصنف کو ممکن نہ تھا۔ ایسے خیالات کے ظاہر کرنے کی جرات کرتا جو اس کتاب کے (ص ۱۲۹، ۱۳۰، خزائن ج ۱۹ص ۱۵۰) میں ہیں جیسا کہ اس نے ظاہر کئے ہیں۔

پنجم...... ملزم نمبر ا سراج الاخبار کے مضمونوں کی بناء پر کس طرح الزام لگا سکتا تھا۔ جب کہ ان مضمونوں کے مصنف کا قرار دینا بحث تھا اور یہ امر عدالت نے فیصلہ کرنا تھا جو ابھی عدالت نے نہ کیا تھا۔

ششم...... سراج الاخبار کے مضمون ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے آغاز میں لکھے گئے۔ وہ صفحات جن میں مزیل حیثیت عبارت ہے۔ قریباً چار ماہ کے بعد نکلے اگر یہ صفحے ان مضامین کے جواب میں لکھے گئے تھے تو یہ ضروری تھا کہ اس سے بہت پہلے لکھے جاتے۔

ہفتم...... اب کتاب پر غور کرو اور دیکھو کہ وہ کیا کہتی ہے۔ یہ ملزم کے بیان کی تردید کرتی ہے۔ (ص ۱۲۹، ۱۳۰، خزائن ج ۱۹ص ۳۵۰) کے متن سے اس امر کی کافی شہادت ملتی ہے کہ یہ سراج الاخبار کے خطوط کے جواب میں نہیں لکھی گئی۔ کیونکہ اس عبارت میں ان کی بابت کوئی ذرہ بھی اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ ان مقدمات کی طرف اشارہ ہے جو مستغیث نے جہلم میں دائر کئے۔ (سطر ۶،۵ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ص ۳۵۰) میں مقدمات کا صاف حوالہ ہے (عربی یا فارسی) جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ (ملزم نمبر ا) ایک عدالت میں گرفتاروں کی طرح حاضر ہوں گا۔ کیونکہ ملزم کے نام وارنٹ جاری ہوا تھا اور (سطر ۲،۸ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۹ص ۳۵۰، ۳۵۱) میں مستغیث نے جو مقدمہ دائر کرنے کی غرض منجانب مستغیث لکھی ہے اور اس ص کی سطر ۵ میں وکلاء کرنے کی غرض مندرج ہے اور

استغاثوں کی فتح یابی سے جو نتائج ہونے ممکن تھے۔ان کی طرف اشارہ ص ۱۲۹ کی آخیر سطر میں اور ص ۱۲۹ سطر ۷ میں بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ مقدمے خارج ہو چکے تھے۔ص ۱۲۹ کے سطر ۱۰ میں استغاثہ دائر کرنے کا وقت ایک سال بعد اس پیشین گوئی ۳۱ ر نومبر ۱۹۰۱ء کو شائع کی گئی اور یہ مقدمات ۹ ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو دائر کیئے گئے۔ص ۱۳۰ کی سطر ۷ میں مصنف بڑی خوشی سے شائع کرتا ہے کہ وہ جیل خانہ میں نہیں جائے گا۔اور نہ ہی کالے پانی کو بھیجا جائے گا اور آخری سطر میں وہ تسلیم کرتا ہے کہ مستغیث کی اس حرکت سے اس کو غصہ آ گیا تھا۔

ہشتم...... ایک اور امر بھی ہے جو میرے نتیجہ کی تائید کرتا ہے۔مستغیث نے اپنے مقدمات جہلم میں ۹ ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو دائر کیئے اور ملزم نمبرا نے اپنی کتاب کے صفحات ۱۲۹، ۱۳۰۔۱۲، ۱۳ یا ۱۴ ر جنوری ۱۹۰۳ء کو تالیف کی اور یہ کتاب ۱۴ تاریخ کو شائع کی اور ۱۷ ماہ مذکور کو جہلم میں تقسیم کی یعنی اس دن جب کہ مقدمات کی پیشی تھی۔ یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ان مقدمات اور اس کتاب میں باہمی تعلق ہے۔مستغیث کے مقدمات برخلاف ملزم دائر تھے۔ملزم وارنٹ کے ذریعہ گرفتار ہو کر عدالت جہلم میں حاضر ہوا اور یہ توہین۔تکلیف تردد۔بے عزتی۔ذلت وغیرہ کے موجبات موجود تھے۔ان سب امور کی شکایت کی گئی ہے۔

نہم...... مستغیث کے استغاثہ جات جہلم کے جواب میں ملزم مضحکہ خیز اور سفلہ جرات کرتا ہے۔کہ کتاب کے ان صفحات اور سراج الاخبار ۶، ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے درمیان تعلق ثابت کیا جاوے اور اس غرض کے لئے دھینگا زوری کی دور از قیاس تاویلات پیش کرتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گواہوں کے بیانات کے اختلاف سے بہت قابل ذلت ناکامی کا منہ ملزم نے دیکھا مواہب الرحمٰن کی مزیل حیثیت عبارت اور سراج الاخبار کے مضامین یا خطوط میں مطلقاً تعلق نہ ہونے کی وجہ سے صفائی کا پہلا عذر بالکل خاک میں مل جاتا ہے۔

اب دوسرے عذر کی بابت ذکر ہوتا ہے جن مستثنیات پر بھروسہ کیا گیا ہے وہ ایک، تین، چھ، نو ہیں:

الف...... ان تمام مستثنیات پر اعتبار کرنے سے یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ ملزم کا فعل سراج الاخبار جہلم کے مضامین کی بنیاد پر ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔لیکن صفائی سے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

ب...... پہلی استثناء کی بابت یہ ضرورت ہے کہ وہ عبارت جس میں الزام لگایا گیا ہے وہ سچی ہونی چاہیئے اور اس سے پبلک کا فائدہ ہو۔اس امر کو صفائی سے ملزم ثابت نہیں کر سکا جہلم کے

اخبار کے علاوہ کوئی دوسرا امر نہیں ہے۔ جس سے ثابت ہو کہ مستغیث کسی ایسی بد حرکت کا مرتکب ہوا جس کی رو سے اس کی بطور شریف اور راست باز آدمی کے اب عزت نہیں رہی اور وہ ان خطابات کا مستحق ہو گیا ہے جو اس پر لگائے گئے ہیں اور یہ خیال کرنا ایک امر محال ہے کہ ایسی مزیل حیثیت اشاعت سے کون سا پبلک کا فائدہ ہے۔

ج...... سراج الاخبار کے علاوہ کوئی دیگر حوالہ نہیں دیا گیا۔ جس کی وجہ سے عوام کو مستغیث کی نسبت رائے لگانے کا حق حاصل ہو گیا ہے۔

د...... پہلی استثنا کے علاوہ دیگر مستثنیات میں نیک نیتی ایک بڑا ضروری جزو ہے۔ ذیل کے واقعات سے نیک نیتی کا نہ ہونا اور بدنیتی کا پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ مستغیث کی ملزم کے ساتھ دوستی تھی اور اس نے اس کو چند خطوط مدد کا وعدہ کرتے ہوئے لکھے۔ لیکن ابھی کا یہ وعدہ الٹا نکلا ۲۶ راگست ۱۹۰۲ء کو مستغیث اور ملزم نمبرا کے مریدوں کے درمیان ایک مذہبی مباحثہ جہلم میں واقعہ ہو گیا جس میں آخر الذکر غالباً شکست یاب ہوئے۔ ۱۷ ر ستمبر ۱۹۰۲ء کے الحکم میں جو ملزم کا ایک آرگن ہے۔ اس میں چند خطوط مستغیث کی طرف سے چھپے نیز ایک مضمون رنجیدہ الفاظ میں جس میں رشتہ دار مستغیث مسمی فیضی کی موت کا ذکر تھا نکلا۔

ملزم نمبرا نے یہ خطوط (نزول المسیح ص ۷۲ تا ۸۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۵۲ تا ۴۵۸) میں مستغیث کے نام پر چھاپ دیئے یہ سب کچھ مستغیث کی ہدایت کے برخلاف کیا گیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا نام ظاہر کیا جائے۔ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں مستغیث نے دو مضمون سراج الاخبار جہلم میں الحکم کی تردید میں دیئے۔ یہ مضامین مرزا اور اس کی جماعت کو بڑے ناپسند اور رنجیدہ ثابت ہوئے۔ مستغیث نے ایک گمنام کارڈ بھی قادیان میں بھیجا کہ جس میں ملزم کو عدالت میں کھینچنے کی دھمکی دی۔ اس کے بعد ۱۴ ر نومبر ۱۹۰۲ء کو ملزم نمبر ۲ نے ایک مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند دائر کیا۔ ۹ ر ستمبر ۱۹۰۲ء کو مستغیث نے دو مقدمے جہلم میں زیر دفعہ ۵۰۰، ۵۰۱ تعزیرات ہند ملزم اور دیگران پر دائر کئے۔ ۱۹ ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو یعقوب علی ایڈیٹر الحکم نے ایک مقدمہ مستغیث اور فقیر محمد ایڈیٹر سراج الاخبار پر دائر کیا۔ فریقین کے درمیان مقدمہ بازی کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی۔ جبکہ مواہب الرحمٰن تالیف کی گئی اور دنیا کے سامنے پیش کی گئی۔

۱۷ ر جنوری ۱۹۰۳ء کو مستغیث کے مقدمات کی پیشی مقرر ہو گئی اور ملزم کو بذریعہ وارنٹ حاضر ہونے کا حکم ہوا اور مستغیث کی ان حرکات پر نہایت مایوس اور آزردہ ہوئے جس کو انہوں نے پہلی غلطی سے بڑا مفید اور معاون دوست خیال کیا تھا۔ لیکن آخر کار اس کو خوفناک دشمن جیسی

بدلے ہوئے پایا۔ یہ سب باتیں مصنف کے دل میں کھٹک رہی تھیں۔ جب کہ اس نے یہ مزیل حیثیت مضمون لکھا اور چھاپا وہ جلدی جو مصنف نے تالیف کی تکمیل میں ۱۴رجنوری ۱۹۰۳ء کو دکھائی۔ اس غرض کے واسطے کہ وہ ۱۷رجنوری کو جہلم میں لوگوں کے ان گروہوں کے درمیان تقسیم کرے جو ان مقدمات کو دیکھنے آئے ہوئے تھے۔ اس سے اس اصلی منشار کا پتہ ملتا ہے۔ جس نے اس کو اس کام پر آمادہ کیا تھا۔ مذکورۂ بالا مقدمات کے بعد اور مقدمہ بازی بڑھی۔

۲۶رجنوری ۱۹۰۳ء کو مستغیث نے یہ مقدمہ دائر کیا اور جون ۱۹۰۳ء کو ملزم نمبر۲ نے ایک استغاثہ زیر دفعہ ۲۱۱ تعزیرات ہند مستغیث کے برخلاف دائر کیا۔ ملزم کے دل کی حالت اس امر سے معلوم کی جاسکتی ہے کہ اس نے مستغیث کے وکلاء کو ٹٹوؤں سے اور ان کے مختتانہ کو گھاس سے (مواہب الرحمٰن ص۱۲۰، خزائن ج۱۹ص۳۵۰) میں نسبت دی ہے۔

ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کا گلا گھونٹنے کو دوڑ رہے تھے۔ نیک نیتی کہاں تھی؟ باقی تمام مقدمے ڈسمس ہو چکے ہیں۔ یہ ملزم کا کام تھا کہ نیک نیتی ثابت کرتا۔ قانون میں نیک نیتی کے معنی مناسب احتیاط وتوجہ لکھے ہیں۔ لیکن نیک نیتی کی بابت کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ سوائے سراج الاخبار کے حوالہ کے جو کہ یہی رنج دینے کی وجہ تھی۔ فریقین کے باہمی تعلقات کی کشیدگی کے لحاظ سے اس امر کی توقع کرنا غیر ممکن اور دور از قیاس تھا۔ تحت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ ملزم نمبر۱ سراج الاخبار کے مضمونوں کو سچا سمجھتا تھا۔ کیونکہ دیر تک مستغیث نے اس کی تردید نہیں کی اور یہ کہ اس یقین پر مستغیث کے بارے میں اس نے مزیل حیثیت الفاظ کو استعمال کیا۔ یہ حجت بالکل غلط ہے۔ ملزم نمبر۱ کے اپنے بیان سے جو اس نے ۱۹راگست ۱۹۰۳ء کو جو مقدمہ ۴۲۰ تعزیرات ہند کی مسل میں ہے۔ اس کی تردید ہوتی ہے۔ اس بیان میں اس نے تسلیم کرلیا ہے کہ سراج الاخبار ۶، ۱۳راکتوبر ۱۹۰۲ء کے مضامین شائع ہونے کے بعد اس کو معلوم ہوا کہ میرا وہ اعتبار اور یقین غلط تھا۔ پھر کس طرح ہوسکتا ہے کہ ایک سمجھ دار آدمی مزیل حیثیت عبارت اس اعتبار پر لکھے جو کہ چار ماہ پہلے ہی غلط ثابت ہو چکا ہے۔ پھر وہ آدمی کس طرح نیک نیتی کا دعویٰ کرسکتا ہے۔ جس نے انہیں الفاظ پر جو زیر استغاثہ ہیں۔ اکتفا کر کے اپنی دشمنی کو صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے اور تین جگہوں میں کہتا ہے کہ وہ میرا سخت دشمن ہے اور اس کے علاوہ (مواہب الرحمٰن ص۱۳۰، خزائن ج۱۹ص۳۵۱) میں اور الفاظ بھی جو مزیل حیثیت ہیں استعمال کرتا ہے۔ مثلاً شریر۔ جاہل۔ غبی۔ شقی۔ ملزم نمبر۱۔

اسی صفحہ کی آخیر سطر میں تسلیم کرتا ہے کہ مستغیث نے مجھے غصہ دلایا۔ علاوہ ازیں ملزم

نمبرا نے شہادت کے اثناء میں مقدمہ زیر دفعہ ۴۲۰ تعزیرات ہند میں بیان کیا کہ میں مستغیث کو صرف اس وقت سے جانتا ہوں کہ جب اس کو کمرہ عدالت میں دیکھا۔ یہ موقعہ پہلی دفعہ ۱۷ر جنوری ۱۹۰۳ء کو بمقام جہلم ہوا۔ اس بیان سے پایا جاتا ہے کہ ملزم مستغیث سے اس تاریخ سے پہلے کوئی ذاتی واقفیت نہیں رکھتا تھا۔

۱۴ر جنوری ۱۹۰۳ کو جو اس کتاب کی تصنیف کی تاریخ ہے۔ اس کو کیوں کر معلوم ہوا کہ مستغیث لئیم بہتان عظیم الکذاب المہین تھا۔ البتہ نبوت اور وحی کی طاقت سے وہ اس بات کی واقفیت کا دعویٰ کر سکتا تھا۔ لیکن ایسا بیاں تک نہیں کیا گیا۔ ثابت کرنا تو کجا رہا۔ جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے اس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ باہم دشمنی ہے اور ملزم کو دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند کی مستثنیات کے مفاد سے محروم ہوتا ہے۔ صفائی کا تیسرا عذر بھی پہلے عذر کے ساتھ خاک میں مل جاتا ہے۔ حسب تجویز بالا علاوہ ازیں یہ کہنا درست نہیں ہے کہ الفاظ زیر استغاثہ سراج الاخبار کے جواب میں لکھے گئے ہیں۔

کیونکہ یہ الفاظ وہاں واقع ہی نہیں ہیں۔ یہ ثابت ہو گیا ہے کہ مستغیث اپنے علاقہ میں ایک معزز آدمی ہے اور یہ کہ مولوی ہے۔ عربی علم ادب اور علوم دینیہ کا فاضل ہے اور جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا مالک ہے اور حکام اس کی عزت کرتے ہیں۔ ایک مذہبی کتاب میں جو مسلمانوں کے استعمال کے واسطے چھاپی گئی ہے۔ اس کو ایک ایسے آدمی کے طور پر ظاہر کرنا جو پیدائشی کمینہ ہو۔ بڑا ہی عادی جھوٹا ہو، بڑا ہی بہتان لگانے والا۔ یہ ایک سخت قسم کا الزام ہے۔ جس سے اس پر ہمیشہ کے لئے دھبہ لگتا ہے کہ وہ کمینہ، بدچلن آدمی ہے۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جہاں الفاظ مزیل حیثیت استعمال کئے گئے ہیں اور جن سے ظاہراً جرم قائم ہو سکتا ہو تو ان کا چھاپنا ہی ظاہر کرتا ہے کہ باہم دشمنی تھی جو اصول استثناء نمبر ۴ میں قائم کیا گیا ہے۔ وہ مقدمہ ہذا کے متعلق نہیں۔ بلکہ ایسے موقع پر عائد ہو سکتا ہے جہاں کے الفاظ کے معنوں میں شک ہو۔

(الہ آباد ج ۹ص ۴۲۰، تعزیرات ہند نیلسن ص ۵۸۸)

لیکن اس مقدمہ میں الفاظ استغاثہ کردہ کے معنوں کی بابت کوئی شبہ نہیں ہے۔ دفعہ ۴۹۹ کے بموجب صریح مزیل حیثیت ہیں اور یہ کہ جلدی یہ غصہ میں لکھے گئے ہیں۔ ملزمان اس کے بالکل جواب دہ ہیں پھر ضابطہ فوجداری کے (ص ۶۷۲،۶۷۲،۶۷۳) میں لکھا ہے کہ جب کوئی آدمی کوئی تحریر چھاپے جو کہ درست نہ ہو جیسا کہ اس مقدمہ میں ہے تو قانون یہ خیال کرے گا کہ اس نے دشمنی سے ایسا کیا ہے اور یہ جرم ہوگا۔ یہ غیر ضروری ہے کہ اس بارے میں زیادہ ثبوت نیت کا دیا جائے۔

تعزیرات ہند کے بموجب یہ خیال کیا جائے گا کہ اس نے نقصان پہنچانے کے ارادہ سے یا جان بوجھ کر یا اس بات کا یقین کر کے کہ یہ مستغیث کی عزت کو ضرور نقصان پہنچائے گا ایسا کیا۔ میں صاحب اپنی تعزیرات ہند کے ص ۸۷۶ پر بیان کرتا ہے کہ ہر ایک آدمی قیاس کیا گیا ہے کہ اپنے قدرتی اور معمولی کاموں کے نتیجہ کا ذمہ دار ہوتا ہے اگر تشہیر کا میلان مستغیث کو نقصان دہ ہوا تو قانون خیال کرے گا کہ ملزم نے اس کے چھاپنے سے ارادہ کیا ہے کہ اس سے مستغیث کو نقصان پہنچے۔

پھر یہی مصنف ص ۹۰۱ پر لکھتا ہے کہ: ''کسی کی ذاتیات اور پرائیویٹ رائے رفاع عام میں داخل نہیں۔ پبلک میں ثابت شدہ افعال پر رائے زنی کرنا یا سرکاری ملازم کی کارروائی پر سختی سے نکتہ چینی کرنا ایک اور بات ہے اور بدچلنی کے افعال کا اسے مجرم بیان کرنا ایک دوسری شے ہے۔'' پھر رتن لال رام چند داس اپنے قانون میں جو اس نے ٹائمیں پر لکھا ہے۔ اس کے ص ۲۰۴ میں ذیل کے فقروں میں یہی لکھتا ہے کہ: ''کوئی اشارہ کمینگی یا شریر منشاء کا یا نامعقول بدچلن کا بغیر کسی بنیاد کے نہیں ہونا چاہئے۔ یہ کوئی صفائی نہیں ہے کہ ملزم ایمانداری سے سچے طور پر یقین کرتا تھا کہ الزام سچا ہے۔''

ایک نکتہ چلین کو ہر وقت اختیار ہے کہ وہ مصنف کی رائے یا خیالات پر نکتہ چینی کرے۔ لیکن اس کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی آدمی کے چال چلن پر ہتک آمیز ریمارک کرے۔ لعل چند اپنی تعزیرات ہند میں اس طور پر ذیل کی سطور میں لکھا ہے۔ ''کسی آدمی کے افعال اچھے ہوں یا برے اپنی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب تک کہ وہ اس پر وارد رہوں کسی کا حق نہیں ہے کہ ان کو لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ ہر ایک آدمی قانونی حق رکھتا ہے کہ جو کچھ اس کے متعلق ہے۔ خواہ وہ روپے ہوں یا خیالات ہوں خواہ اخلاقی افعال ہوں۔'' آجر اپنے لائبل اور سلینڈر میں ص ۵۶ پر لکھتا ہے: ''اگر کوئی آدمی مستغیث کی ذاتیات پر بلاضرورت حملہ کرے تو وہ جواب نہیں ہوسکتا۔ کونٹر چارج ہو جاتا ہے اور اگر مزیل حیثیت ہو تو لائبل ہو جاتا ہے۔'' ایک اخبار میں تشہیر کرنے کی طرز سے نیک نیتی کا سوال پیدا ہوسکتا ہے اور ملزم کو ان مستثنیات کی حفاظت کے مفاد سے محروم کرسکتا ہے۔ ذیل کے اقتباس میں بیاں کیا گیا ہے۔ نیلس اپنی تعزیرات ہند کے ص ۵۹۱ میں لکھتا ہے کہ: ''ایک سچا الزام یا جھوٹا لگایا جاوے یا چھاپ دیا جاوے۔ جو پبلک کے فائدہ کے واسطے ہو تو وہ بھی بوجہ طرز تشہیر و اخبارات لکھنے والے کو مفاد مستثنیات سے محروم کرسکتا ہے۔ اس صورت میں بھی کہ جب کہ یہ تشہیر مفاد عام کے لئے ہو۔ یعنی یہ کہ عوام الناس کے ایک طبقہ کے مفاد کے لئے تو

بھی مستثنیات اول کی رعایت کالعدم ہوجاتی ہے۔ اگر واقعات مذکورہ کو متعلقین کی نسبت زیادہ وسیع دائرہ ناظرین تک وہ واقعات پہنچائے جائیں۔ ایسے رویہ سے یہ تجویز قرار پاسکتی ہے کہ بیان مذکور عوام الناس کے فائدے کے لئے نہ تھا۔ جن کے روبرو بیان مذکور پیش کرنا مطلوب تھا۔"

لال چند اپنی تعزیرات ہند کے ص ۶۳۶ میں اس رائے کی تائید کرتا ہے۔ جو حسب ذیل الفاظ میں ظاہر کی گئی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے کوئی بیان مزیل حیثیت عرفی کسی اخبار میں چھپوائے جیسا کہ مقدمات مدراس میں ہوا ہے۔ تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بیان مذکور اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے نیک نیتی سے مشتہر کیا گیا تھا۔ جس سے کہ مستغیث کی حیثیت کو نقصان پہنچانا بے احتیاطی یا لاپرواہی سے نہ ازروئے کینہ کے لکھا گیا تھا۔ مقدمات مدراس میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ جو طرز تشہیر کی اختیار کی گئی ہے وہ غیر ضروری ہے اور اپنی رعایت قانونی سے بڑھ کر قدم مارا گیا ہے۔ اس لئے ملزم محفوظ نہیں دیکھو مدراس ج ۵ ص ۲۱۴، ج ۶ ص ۳۸۱ اس رائے کی تائید ج ۱۹ بمبئی ص ۷۰۳ سے ہوتی ہے۔ جہاں یہ قرار دیا گیا ہے کہ تشہیر سے مفاد عامہ منظور نہ تھا۔

کیونکہ اخبار میں تشہیر کی گئی تھی۔ مقدمہ ہذاء میں یہ جملہ ضروری اجزاء جرم ازالہ حیثیت عرفی موجود ہیں۔ اتہامات سخت قسم کے لگا کر مستغیث کی چال وچلن پر مشتہر بایں ارادہ کئے گئے ہیں کہ اس کی حیثیت عرفی کو نقصان پہنچے کھلے کھلے طور پر وہ بیانات مزیل حیثیت عرفی ہیں اور ہموطنوں کی نگاہ میں مستغیث کی قدر ومنزلت کو ان سے نقصان پہنچتا ہے۔ یہ الزامات بے بنیاد ہیں اور ازراہ کینہ لگائے گئے ہیں اور ایک مذہبی کتاب جو عام مسلمانوں کے استعمال کے لئے ہے مشتہر کئے گئے ہیں۔ نیک نیتی ان میں بالکل نام کو نہیں۔

القصہ ۱۴ر جنوری ۱۹۰۳ء کو ملزم نمبر ا نے ایک کتاب مواہب الرحمٰن تصنیف کی ادعا سے مشتہر کیا۔ ملزم نمبر ۲ نے اسے چھاپ کر فروخت کیا۔ ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو کتاب مذکور بمقام جہلم تقسیم کی گئی۔ جہاں کہ مستغیث نے ملزمان کے برخلاف مقدمات کئے ہوئے تھے اور ان کی سماعت ہورہی تھی۔ ملزمان بذریعہ وارنٹ وہاں حاضر ہوئے تھے۔ اس کتاب میں ایسے الفاظ موجود ہیں جن کو سادہ سادہ معنوں میں اگر لیا جائے تو بھی مزیل حیثیت عرفی ہیں کیونکہ سخت قسم کے اتہام چال چلن مستغیث پر ان میں لگائے گئے ہیں۔ بروئے رعایات تشریح ومستثنیات دفعہ ۴۹۹ تعزیرات ہند جو صفائی پیش کی گئی ہے۔ وہ بالکل ناکام رہتی ہے۔ بموجب سند کتاب آجر دربارہ لائبل ص ۱۵ ایسے الفاظ قابل مواخذہ ہوا کرتے ہیں۔ اگر وہ الفاظ جھوٹے اور مزیل حیثیت

ہوں خواہ سہواً یا اتفاقیہ طور پر ان کی تشہیر ہو جائے یا خواہ نیک نیتی کے ساتھ ان کو سچا سمجھ کر ان کی تشہیر کی جاوے۔ ص۱۸۴ کتاب مذکور میں مندرج ہے کہ اگر کسی شخص کو ایک خط بدیں اختیار ملے کہ اس کی تشہیر کی جائے تو تشہیر کنندہ بری از ذمہ نہ ہوگا۔ اگر اسے کسی اخبار میں مشتہر کرے۔ جبکہ الفاظ لائبل والے اس میں ہوں۔

پس ثابت ہوا کہ ملزم نمبرا مجرم زیر دفعہ ۵۰۰ اور ملزم ۲ زیر دفعہ ۵۰۱ تعزیرات ہند ہے اور ان کو ان جرائم کا مجرم تحریر ہذا کی رو سے قرار دیا جاتا ہے۔ اب فیصلہ کرنا نسبت سزاء کے رہا۔ مدعا سزا سے صرف یہی نہیں ہوتا کہ مجرم کو بدلہ اس کے فعل کا دیا جائے۔ بلکہ اس کو آئندہ کے لئے ایسے جرم سے روکنے کا منشاء ہوتا ہے۔ صورت ہذا میں ایک خفیف جرمانہ سے یہ مطلب حاصل نہیں ہوسکتا۔ خفیف رقم جرمانہ کی موثر اور رکاوٹ پیدا کرنے والی نہ ہوگی اور غالباً ملزم اسے محسوس نہ کرے گا۔ ہر روز اسے بے شمار چندہ پیرووں سے آتا ہے۔ جو ملزم نمبرا کے لئے ہر قسم کے ایثار کرنے کو تیار ہیں۔ ان حالات میں تھوڑا سا جرمانہ کرنے سے ایک خاص گروہ کو جو بے گناہوں کا ہے سزا ہوگی۔ دراصل اصلی مجرمان پر اس کا کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ ملزم نمبرا اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے۔

اگر اس کے اس میلان طبع کو برمحل نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔ ۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلس صاحب نے ملزم کو ہیچو قسم تحریرات سے باز رہنے کے لئے فہمائش کی تھی پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوی صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ ہیچو قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا۔ نظر بر حالت بالا ایک معقول تعداد جرمانہ کی ملزم نمبرا پر ہونی چاہئے اور ملزم نمبر۲ پر اس سے کچھ کم لہٰذا حکم ہوا کہ ملزم نمبرا...... ۵۰۰ صما جرمانہ دے اور ملزم نمبر۲...... ۲۷۰ ورنہ اول الذکر چھ ماہ اور آخر الذکر ۵ ماہ قید محض میں رہیں گے۔ حکم سنایا گیا۔

۸؍اکتوبر ۱۹۰۴ء دستخط حاکم!

مرزا قادیانی کی اپیل

اگرچہ مرزا قادیانی کی شان مسیحائی تو اس امر کی متقاضی تھی کہ وہ اپنی ان تکالیف مالی وبدنی کا جو ان کو اس مقدمہ کی طفیل نصیب ہوئیں۔ بدلہ عالم عقبیٰ پر چھوڑ دیتے اور اپنے مصائب کا شکوہ بارگاہ احکم الحاکمین میں پیش کرتے۔ کیونکہ یہ سب حادثات قدرت کی طرف سے ان کو حاصل ہوئے تھے۔ لیکن آپ وہ مسیح نہیں جن کا بھروسہ محض آسمانی عدالت پر ہو، اور نہ آپ ان پاک نفوس سے ہیں جو ہر حال میں دکھ درد کے وقت یہ کہہ کر ’’انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ‘‘ معاملہ

کوحوالے باخدا کرتے ہیں۔ بلکہ آپ تو مجازی حکام کی عدالتوں کو ذریعہ حق الیقین سمجھتے ہیں اور اپنے تنازعات کو "فردوہ الی اللہ ورسولہ" کے مصداق بنانے کے بجائے عدالت حکام مجاز کو ہی مرجع ومآب قرار دیتے ہیں۔

آخر کار آپ نے بعدالت مسٹر ہری صاحب سیشن جج بہادر قسمت امرتسر ۵ر نومبر ۱۹۰۴ء کو اپیل داخل کیا اور اپیل میں علاوہ دیگر عذرات کے بڑی عاجزی سے اپنی کبرسنی اور واجب الرحم حالت جتا کران مصائب کا جو دوران مقدمہ میں آپ کو نصیب ہوئے۔ شکوہ کیا اور اس بات کا بہت کچھ رونا روئے کہ صاحب مجسٹریٹ نے دوران مقدمہ میں ان کے بڑھاپے پر کوئی رحم نہیں کیا اور طرح طرح صعوبات میں مبتلا رکھ کر آخر کار ایک سنگین سزا بھی دے دی۔ اپیل کی آخری پیشی ۷ر جنوری ۱۹۰۵ء کو قرار پائی۔ سیشن جج نے مستغیث کو بھی نوٹس دیدیا تھا۔ چنانچہ مستغیث اصالتاً اور ملزمان کی طرف سے مسٹر بیچی صاحب ایڈووکیٹ وخواجہ کمال الدین قادیانی وکیل پیش ہوئے۔ جانبین کی بحث سننے کے بعد صاحب سیشن جج نے اپیل ملزمان منظور کی اور واپسی جرمانہ کا حکم دیا۔

لیکن جو ذلتیں قدرت کی طرف سے مقدر تھیں۔ وہ دوران مقدمہ میں حاصل ہو چکی تھیں اور وہ کبھی واپس نہیں ہو سکتی تھیں۔ نیز جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے۔ مرزا قادیانی بموجب اپنی اصطلاح کے جو تریاق القلوب میں کئی سال پہلے اپنے قلم سے لکھ چکے تھے سزا کی منسوخی اور جرمانہ کی واپسی سے لفظ بری کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ گو سیشن جج اپنی اصطلاح میں ان کو بری ہی کیوں نہ لکھے۔ مرزا قادیانی لکھ چکے ہیں کہ بری وہ ہے جس کے ذمہ فرد جرم عائد نہ ہوا اور پہلے ہی مخلصی حاصل کر لے۔ جس پر فرد جرم لگ گئی وہ ہرگز بری نہیں کہلا سکتا۔ زیادہ سے زیادہ اس کو مبرا کہہ سکتے ہیں۔ مقدمہ ہذا میں فرد جرم لگنے کے علاوہ سزا بھی ہو چکی تھی۔ پھر مرزا قادیانی کے مرید برخلاف تحریر مرشد کے (جو تریاق القلوب میں لکھی جا چکی ہے) کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی بری ہو گئے اور یہ ان کا ایک معجزہ ظاہر ہوا۔ چونکہ فیصلہ اپیل کو قبل ازیں مرزائیوں نے کثرت سے چھاپ کر ملک میں شائع کر دیا ہوا ہے اس لئے اب یہاں درج کرنا تحصیل حاصل ہے۔

پھر جن لوگوں نے فیصلہ مقدمہ ہذا کے روز مرزا کی حالت بچشم خود مشاہدہ کی۔ ان پر تو بالکل روشن ہو گیا کہ مرزا قادیانی ایک معمولی انسان جیسا بھی دل وگردہ نہیں رکھتے۔ ان کی سخت مضطربانہ حالت اور بدحواسی اس بات کا یقین دلاتی تھی کہ بزدلی میں مسیح الزماں کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ ہونٹ خشک ہوتے جاتے تھے۔ چہرہ زرد تھا۔ بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی تھی۔ چونکہ صاحب مجسٹریٹ نے اس روز انتظام یہ کیا تھا کہ ایک سالم گارڈ پولیس مع ایک سارجنٹ وڈپٹی

انسپکٹر کے بلوا لئے تھے جو کالی مہیب وردی پہنے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لئے کمرہ عدالت میں ۹ بجے صبح سے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے۔ مرزا قادیانی کیا ان کی ساری جماعت کو یقین ہو گیا تھا کہ حالت نازک ہے۔ بلکہ جہاں تک ہم نے سنا ہے۔ داروغہ جیل کو بھی بعض مرزائی مل آئے تھے کہ مسیح الزماں کی رونق افروزی پر ان کی رعایت کرنا۔ کیا اس روز تک یہ خبر دی نے بندر کھی تھی کہ گھبراؤ نہیں۔ جرمانہ ہوگا اور روپے تمہارے پاس کافی ہیں اور پھر اس وقت کی حالت بالخصوص مشاہدہ کے قابل تھی۔ جب اردلی نے مرزا قادیانی کو زور سے پکارا کہ مرجا گلام احمد حاجر ہو۔ مرزا قادیانی عدالت کی طرف جو چلے۔

ایک مجذوب فقیر

جن دنوں چیف کورٹ (لاہور) میں درخواست ہائے انتقال مقدمات جانبین سے گزری ہوئی تھیں۔ مرزائیوں کی طرف سے درخواست تھی کہ مقدمات گورداسپور میں ہوں اور ہماری درخواست تھی کہ جہلم میں ہوں۔ اتفاقاً انارکلی میں مجھے ایک مجذوب فقیر مل گئے جن کے بدن کے کپڑے میلے کچیلے، پھٹے پرانے اور سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ مجھ سے السلام علیک کہہ کر پوچھنے لگے کہ جوان تم کون ہو۔ کہاں کے رہنے والے ہو۔ یہاں کیا کام ہے۔ چونکہ میں متفکر تھا۔ دوسرے روز چیف کورٹ میں پیشی تھی کچھ سادہ جواب دے کر ٹالنا چاہا کہ فقیر میں جہلم کا رہنے والا ہوں۔ یہاں کچھ کام ہے۔ فرمانے لگے کام ہے۔ ہم سے چھپاتے ہو۔ تمہارا قادیانی سے مقدمہ ہے۔ چیف کورٹ میں تمہاری درخواستیں ہیں۔ تم چاہتے ہو کہ مقدمہ جہلم میں ہو۔ وہ چاہتے ہیں گورداسپور میں ہو۔ تمہاری درخواست نامنظور ہوگی اور مقدمات گورداسپور میں ہوں گے۔ خدا کو منظور ہے کہ مفتری علی اللہ کو اس کے گھر میں ذلیل کیا جائے۔

یاد رکھو آخر کار تم فتح یاب ہوگے اس کو ذلت بعد ذلت ہوگی۔ اس وقت تمام اہل اللہ تمہارے لئے دست بدعا ہیں۔ یہ تمہارا اور مرزا کا مقابلہ نہیں۔ بلکہ اسلام و کفر کا مقابلہ ہے۔ دیکھو مرزا نہ نبی ہے، نہ مہدی، نہ مجدد، نہ ولی۔ نبی کی تو شان تھی کہ وہ ایک چٹائی پر سوتا تھا اور اس کی بیوی دوسری چٹائی پر۔ مرزا کی بیوی سیکنڈ اور فرسٹ کلاس ریلوے میں سفر کرتی ہے۔ سونے کی خلخال پہنتی ہے۔ یہ دنیا طلبوں کا کام ہے۔ نبی اللہ کو یہ طاقت بخشی جاتی ہے کہ زمین و آسمان اس کا کہنا مانتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریا کو کہا پھٹ جا۔ پھٹ گیا۔ پھر جب اس میں فرعون داخل ہوا تو کہا مل جا۔ ایسا ہی ہوا۔ دشمن تباہ اور نبی اللہ معہ اپنے رفقاء کے صحیح وسلامت پار ہو گیا۔ مرزا کو طاقت ہو تو تمہارے دل پر قابو حاصل کرے۔ اس وقت وہ سخت تکلیف میں ہے۔

یہ بھی خیال مت کرو کہ وہ مہدی ہے۔ مہدی علیہ السلام جب آئیں گے تو پہلے ان کی آمد کی اطلاع اہل اللہ کو دی جائے گی۔ وہ سب ان کے ساتھ ہولیں گے۔ حفاظ وعلماء ان کے حلقہ میں ہوں گے۔ تم دیکھتے ہو سوائے نورالدین کے اس کے ساتھ کون ہے؟ مرزا بھی دنیا کا کیڑا اور نورالدین بھی۔ تمام اہل باطن اور علماء اسلام مرزا کے دعاوی کے مخالف ہیں۔ خبردار گھبرانا مت۔ تائید الٰہی تمہارے شامل حال رہے گی۔ تم کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ مخالف طرح طرح کے مصائب میں مبتلا ہوگا۔ ایسا ہی ہوا۔ اسی اثناء میں مجھے کبھی سر درد تک کا عارضہ لاحق نہ ہوا۔

مرزا قادیانی غش کھا کر کچہری میں گرے۔ فضل دین چارپائی پر اٹھا کر کچہری میں لایا:

”فاعتبروا یا اولی الابصار“

مذکورہ بالا واقعات تو جناب میرزائے قادیان کے دورحیات کے ہیں۔ ناانصافی ہوگی اگر ہم اپنے دوست کے حالات وفات سے ناظرین کو محروم رکھیں۔ اس لئے آپ کی وفات کے متعلق بھی کسی قدر خامہ فرسائی کی جاتی ہے۔

وفات مرزا

ہرچند مرزا قادیانی دوسروں کی وفات کی خبریں سن کر خوش ہوتے اور اپنے کسی مخالف شخص کی مرگ سے اپنے نشانات اور پیشینگوئیوں کے نمبرات میں اضافہ فرمایا کرتے تھے۔ مگر آخر کار بحکم ”کل نفس ذائقة الموت“ ایک دن وہ بھی آپہنچا کہ بڑے بڑے دعاوی کے مدعی (مرزا قادیانی) عین ایام غربت میں دارالامان قادیان سے دور فاصلہ (شہر لاہور) میں ایک مہلک بیماری کالرہ میں مبتلا ہو کر بہت ہی جلدی شکار نہنگ اجل ہوگئے۔

کسی شخص کی نیکی یا بدی یا اس کی بزرگی وغیرہ کا ثبوت اس کی وفات کے بعد بھلی یا بری شہرت سے ملتا ہے۔ جو نیک ہوتے ہیں زبان خلق پر ان کی نیک شہادت ہوتی ہے۔ مقدس نفوس کی وفات کے بعد ان کی میت کی خاص عزت اور احترام ہوتی ہے۔ جس طرح زندگی میں ان سے فیض حاصل کرنے کے لئے مخلوق خدا حاضر ہو کر ان کے قدموں پر گرتی ہے۔ ان کی وفات پر ان کی میت کی زیارت کے لئے خلق خدا اطراف واکناف سے ٹوٹ پڑتی ہے۔ ان کے جنازہ میں شمولیت باعث سعادت سمجھی جاتی ہے اور ہر ایک زبان پر ان کا ذکر خیر جاری ہوتا ہے اور ہر ایک آنکھ ان کے غم میں خون کے آنسو بہاتی ہے۔

فہرست عقائد مرزا قادیانی

مشمولہ مسل فوجداری بعدالت رائے چندولال صاحب مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور

مولوی محمد کرم الدین ساکن بھیں مستغیث
بنام مرزا غلام احمد قادیانی وحکیم فضل الدین ساکن قادیان
جھوٹ نمبر ۸۸ تا نمبر ۱۰۴ (۵۰۰، ۵۰۱ تعزیرات ہند)

عقائد مرزا غلام احمد قادیانی	مستغیث کا جواب
۱.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔	حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں
۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے تھے اور غشی کی حالت میں زندہ ہی اتارے گئے تھے۔	نہیں۔
۳......حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر مع جسم عنصری نہیں گئے۔	گئے۔
۴......حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نہیں اتریں گے اور نہ قوم سے وہ لڑائی کریں گے۔	آسمان سے اتریں گے جہاد کریں گے۔ دجال اور کفار سے کامیاب ہونگے۔
۵......ایسا مہدی کوئی نہیں ہوگا جو دنیا میں آکر عیسائیوں اور دوسرے مذہب والوں سے جنگ کرے گا اور غیر اسلامی اقوام کو قتل کر کے اسلام کو غلبہ دے گا۔	مہدی علیہ الرضوان آئیں گے اور ایسے زمانہ میں آئینگے جب بدامنی اور فساد دنیا میں پھیلا ہوا ہوگا۔ فسادیوں کو مٹا کر امن قائم کریں گے۔
۶...... اس زمانہ میں جہاد کرنا یعنی اسلام پھیلانے کے لئے لڑائی کرنا بالکل حرام ہے۔	جہاد اسلامی فریضہ ہے۔
۷...... یہ بالکل غلط ہے کہ مسیح موعود آکر صلیبوں کو توڑتا اور سوروں کو مارتا پھرے گا۔	یہ مسئلہ بحث طلب ہے۔
۸......میں مرزا غلام احمد مسیح موعود ومہدی موعود اور امام الزماں اور مجدد وقت اور ظلی طور پر نبی ورسول ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔	میں نہیں مانتا۔
۹...... مسیح موعود اس امت کے تمام گذشتہ اولیاء سے افضل ہے۔	مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں اور نہ وہ کسی سے افضل ہے۔

۱۰...... مسیح موعود میں خدا نے تمام انبیاء کے اوصاف اور فضائل جمع کر دیئے ہیں۔	مرزا قادیانی نہ مسیح موعود ہیں اور نہ ان میں اوصاف نبوت میں سے کوئی ہیں۔
۱۱......کافر ہمیشہ دوزخ میں نہیں رہیں گے۔	بحث طلب ہے۔
۱۲...... مہدی موعود قریش کے خاندان سے نہیں ہونا چاہئے۔	مہدی موعود قریش کے خاندان سے ہوگا۔
۱۳...... امت محمدیہ کا مسیح اور اسرائیلی مسیح دو الگ الگ شخص ہیں اور مسیح محمدی اسرائیلی مسیح سے افضل ہے۔	مسیح ایک ہے اور وہ اسرائیلی ہے۔
۱۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کوئی حقیقی مردہ زندہ نہیں کیا۔	حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردے زندہ کئے ہیں۔
۱۵...... آنحضرت ﷺ کا معراج جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا۔	آنحضرت کا معراج جسم عنصری کے ساتھ ہوا۔
۱۶...... خدا کی وحی حضرت ﷺ کے ساتھ منقطع نہیں ہوئی۔	منقطع ہوئی۔

مرزا قادیانی کی وہ چٹھی جو انہوں نے اخبار عام میں شائع کرائی تھی نقل کی جاتی ہے۔ کیونکہ بیان میں اس چٹھی کا حوالہ ہے۔ یہ چٹھی پڑھنے کے قابل ہے۔ اس کے پڑھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ مرزا جی محض ایک نفسانی شخص ہوا وہوس کے بندے ہیں اور یہی چاہتے ہیں کہ ہر وقت ان ہی کی تعریفیں ہوتی رہیں۔ اس چٹھی میں مرزا قادیانی نے بہت سے ایسے جھوٹ لکھے ہیں جن کی تکذیب ان کے مریدان باصفا کی تحریرات بلکہ ان کے بیان مصدقہ عدالت سے بھی ہوتی ہے۔ اس چٹھی کے لکھنے کی ضرورت آپ کو اس لئے عائد ہوتی ہے۔ کہ سراج الاخبار جہلم مطبوعہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۳ء کے بہرہ لوکل میں ایک مختصر مضمون حسب ذیل شائع ہوا تھا۔

''۱۷رجنوری کو جہلم میں اس معرکہ کے مقدمہ کی پیشی تھی جس میں مولوی محمد کرم الدین صاحب مستغیث اور مرزا غلام احمد قادیانی وغیرہ مستغاث علیہ تھے۔ مرزا قادیانی کی جماعت ۱۶رجنوری کو ۲ بجے کی گاڑی سے پہنچ گئے ہوئے تھے۔ اس مقدمہ کو سننے کے لئے بے حد خلق خدا جہلم میں جمع ہوگئی تھی۔ بازاروں اور سڑکوں پر آدمی ہی آدمی نظر آتا تھا۔ مولوی محمد کرم الدین

صاحب مع اپنے معزز گواہوں کے ۱۰ بجے بگھی کی سواری میں بہمراہی چودھری غلام قادر خان سب رجسٹرار جہلم وراجہ محمد خاں صاحب رئیس سنگھوئی کچہری کی طرف روانہ ہوئے۔ خلق خدا شہر سے شروع ہو کر کچہری تک دورویہ صف بستہ مولوی صاحب موصوف کے دیدار کے لئے کھڑی ہوئی تھی۔ سب لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔"

اس مضمون کی نقل اخبار عام مطبوعہ ۲۷ر جنوری میں شائع ہوئی اور مرزا قادیانی اس میں اپنے فریق مقابل مولوی محمد کرم الدین صاحب کا ذکر پڑھ کر نارحسد سے ایسے جل بھن گئے کہ ایڈیٹر اخبار عام کے نام اپنے دستخطی ایک چٹھی لکھی کہ آپ نے یہ بے نظیر جھوٹ شائع کیا ہے کہ جہلم میں لوگ مقدمہ سننے کے لئے جمع ہوئے تھے اور کرم الدین کے دیدار کو بھی لوگ آتے تھے۔ بلکہ یہ سب لوگ تو میرے دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

اب ناظرین خیال فرمادیں کہ جو لوگ اہل اللہ ہوں۔ وہ ایسے خواہشات نفسانیہ کے کب مغلوب ہوتے ہیں۔ وہ تو محض بے نفس ہوتے ہیں اور دنیوی اعزاز کو وہ بمقابلہ اس سچی عزت کے جو بارگاہ الٰہی میں ان کو حاصل ہوتی ہے۔ بالکل ہیچ سمجھتے ہیں۔ خودستائی اور تعلّی ان سے کبھی سرزد نہیں ہوتی۔ لیکن مرزا قادیانی ہی وہ شخص ہیں جو چاہتے ہیں کہ دینی اور دنیوی عزتیں ان ہی کو حاصل ہوں اور ان کے سامنے کسی دوسرے شخص کا نام تک نہ لیا جائے۔ امید ہے کہ ناظرین اس چٹھی کو غور سے پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ مرزا قادیانی کو روحانیت سے مس تک نہیں اور وہ نفسانیت کے زنجیر میں ازسرتاپا جکڑے ہوئے ہیں۔

مرزا قادیانی کی چٹھی اخبار عام

مقدمہ جہلم کی غلط فہمی۔ ایڈیٹر صاحب بعد ماوجب آج آپ کے پرچہ اخبار عام مورخہ ۲۷ر جنوری میں وہ خبر پڑھ کر جو جہلم کے اخبار سے آپ نے لکھی ہے۔ سخت افسوس ہوا ہے۔ ہم نے آپ کے اخبار کا خریدنا اس خیال سے منظور کیا تھا کہ اس میں سچائی[!] کی پابندی ہوگی۔ مگر آج کے اخبار میں جس قدر صریح (جھوٹ نمبر۱۰۴) کو آپ نے شائع کیا ہے۔ شاید دنیا میں اس کی کوئی نظیر ہو[!] یا نہ ہو۔ اخبار نویس کا فرض ہے کہ گو بعد منقولات کچھ درج کرے۔ تاہم جہاں تک ممکن ہو اس کی تحقیق کرلے۔ کیونکہ ہر ایک روایت قابل اعتبار[!] نہیں۔ خاص کر اس زمانہ میں جبکہ اکثر لوگ دہریہ طبع ہوگئے ہیں۔ ہر ایک راست پسند کا فرض ہے کہ بے تحقیق خلاف واقعہ لکھ کر اپنے اخبار کی عزت پر بدنہ لگادے۔ اب میں آپ پر ظاہر کرتا ہوں کہ حال واقعی یہ ہے کہ کرم الدین جس کو جہلم کے خودغرض اخبار نے اس قدر اوپر چڑھایا ہے کہ ایک معمولی آدمی[!]

جھوٹ نمبر ۱۰۵...... نہ گورنمنٹ[11] میں اس کو کرسی ملتی ہے اور نہ قوم نے اس کو اپنا امام[15]
جھوٹ نمبر ۱۰۶...... یا سردار مانا ہوا ہے۔ محض عام لوگوں میں سے ایک شخص ہے۔ ہاں اپنے گاؤں میں مولوی کر کے مشہور ہے۔ جس طرح امرتسر[16] لاہور وغیرہ میں بھی بہت سے لوگ مولوی کر کے پکارے جاتے ہیں۔ ہر ایک مسجد کے ملا یا واعظ کو لوگ مولوی کہہ دیا کرتے ہیں۔ یا واعظ کو لوگ مولوی کہہ دیا کرتے ہیں۔

مگر بقول جہلم کے اخبار کے گویا ہزار ہا مخلوق کرم دین کے دیدار اور زیارت کے لئے اور مقدمہ کے تماشہ کے لئے اکٹھے ہوئے تھے۔ یہ ایک بے نظیر جھوٹ[17] ہے۔ (جھوٹ نمبر ۱۰۷) اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ تمام لوگ جو تخمیناً تیس ہزار یا چونتیس[18] ہزار کے قریب ہوں گے۔ (جھوٹ نمبر ۱۰۸) یہ سب محض[19] میرے دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ (جھوٹ نمبر ۱۰۹) جب[20] لاہور سے آگے میرا گزر ہوا تو صدہا لوگ میں نے ہر اسٹیشن پر جمع پائے۔ (جھوٹ نمبر ۱۱۰) اندازہ کیا گیا ہے کہ جہلم کے اسٹیشن پر پہنچنے سے پہلے[21] چالیس ہزار کے قریب لوگ میرے راہ گزر اسٹیشنوں پر جمع ہوئے ہوں گے اور پھر جہلم میں سردار ہری سنگھ صاحب کی کوٹھی میں اترا اور سات سو کے قریب میرے ساتھ میرے مخلص دوست تھے تب جہلم اور گجرات اور دوسرے اضلاع سے اس قدر مخلوق میرے دیکھنے کے لئے جمع ہوئی۔ کہ جن لوگوں نے بہت غور کر کے اندازہ لگایا۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ چونتیس[22] ہزار یا تیس ہزار کے قریب لوگ ہوں گے۔ جب میں کچہری جاتا تھا اور جب کوٹھی آتا تھا تو وہ لوگ ساتھ ہوتے تھے۔ چنانچہ حکام نے اس کثرت کو دیکھ کر دس ۱۰ یا پندرہ کانسٹیبل اس خدمت پر مقرر کر دیئے تھے کہ کوئی امر مکروہ واقع نہ ہو اور خاص جہلم کا تحصیل دار حیدر خاں اس خدمت میں سرگرم ہے اور دیوی سنگھ صاحب ڈپٹی انسپکٹر بھی اس خدمت پر لگے ہوئے تھے۔

ان لوگوں میں سے قریب[23] (جھوٹ نمبر ۱۱۱) باراں سو آدمی یہیں بیعت میں داخل ہوئے یعنی میرے مرید ہوئے اور باقی کل[24] مریدان کی طرح تھے اور نذریں دیتے تھے اور نماز پیچھے پڑھتے تھے۔ (جھوٹ نمبر ۱۱۲) آخر جب مقدمہ پیش ہوا تو میں اپنے وکیلوں کے ساتھ گیا اس وقت میں نے ایک شخص[25] سیاہ لنگی سر پر حاکم عدالت کے سامنے کھڑا ہوا دیکھا معلوم ہوا کہ وہی کرم دین ہے مگر تعجب ہے کہ حاکم نے مجھے دیکھتے ہی کرسی[26] دی۔ (جھوٹ نمبر ۱۱۳) لیکن وہ شخص جو بقول اخبار جہلم اس قدر معزز تھا کہ ہزاروں آدمی اس کو سجدہ کرتے تھے۔ اس کو قریباً چار گھنٹہ[27] تک حاکم نے اپنے سامنے کھڑا رکھا اور آخر دونوں مقدمے اس کے خارج کئے۔ (جھوٹ نمبر ۱۱۴)

اور پھر غلام[۲۸] حیدر خان نے حاکم عدالت کو وہ ہزار ہا آدمی دکھلائے جو میرے دیکھنے کے لئے موجود تھے۔ (جھوٹ نمبر ۱۱۵) جب میں واپس کوٹھی میں آیا وہ سب میرے ساتھ تھے۔ گویا میری کوٹھی کے اردگرد ایک لشکر اترا ہوا تھا اور سردار[۲۹] ہری سنگھ صاحب نے سات سو آدمی کی دعوت سے جو نہایت مکلف دعوت تھی ثواب کا بڑا حصہ لیا۔ (جھوٹ نمبر ۱۱۶) یہ واقعات ہیں جن کو عمداً چھپایا گیا ہے۔ آپ پر اعتراض صرف اس قدر ہے کہ آپ نے فراست سے کام نہ لیا کہ کرم دین اس قدر شہرت کا آدمی تھا تو آپ کو ایک مدت سے اس کا حال معلوم ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس کو ہزار ہا انسان سجدہ کرتے ہیں وہ چھپ نہیں سکتا۔

جھوٹ نمبر ۱۱۷...... اخبار جہلم نے بڑا گند[۳۰] آ جھوٹ بولا ہے اور واقعات[۳۱] کو عمداً چھپایا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اس جھوٹی نقل کا کچھ تدارک کریں۔ میرے نزدیک اس طرح پورے یقین تک پہنچ سکتے ہیں کہ آپ بلا توقف[۳۲] جہلم چلے جائیں اور غلام حیدر خان ڈپٹی انسپکٹر دیوی سنگھ صاحب اور منشی سنسار چند صاحب ایم اے مجسٹریٹ جن کے پاس مقدمہ تھا اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع اور تمام پولیس کے سپاہیوں اور شہر کے معزز رئیسوں اور بازار کے معزز مہاجنوں سے دریافت فرماویں کہ اس قدر مخلوقات کس کے لئے جمع ہوئی تھی۔ تب آپ پر اصل حقیقت کھل جائے گی اور میں[۳۳] آپ کو اگر آپ جہلم جائیں آمدورفت کا کرایہ اپنی گرہ سے دے دوں گا۔

انٹر میڈیٹ کے حساب سے جو کرایہ ہوگا آپ کو بھیج دوں گا اور اگر آپ پوری تحقیقات کے بعد اس خبر کو رد نہیں کریں گے تو پھر آپ کے اخبار سے ہمیں دست[۳۴] کش ہونا پڑے گا۔ آپ پر واضح ہو کہ ایڈیٹر اخبار جہلم اس گروہ میں سے ہے جو مجھ سے سخت دشمنی رکھتا ہے۔ دوسرے حال میں میری جماعت نے اس پر ایک نالش فوجداری کر رکھی ہے اس لئے قابل شرم[۳۵] جھوٹ اس نے شائع کیا ہے۔ تعجب ہے کہ جس روز کرم دین نے جہلم میں نالش کی اس دن اس کی زیارت کے لئے کوئی نہ آیا اور پھر جس دن بذریعہ[۳۶] وارنٹ وہ جہلم ہی میں پکڑا گیا۔ اس دن بھی ایک آدمی نے بھی اس کو سجدہ نہ کیا اور کئی بار وہ جہلم میں آیا مگر کسی نے نہ پوچھا۔ لیکن جس دن میں جہلم میں پہنچا تب ہزار ہا آدمی اس کو سجدہ کرنے کے لئے موجود ہو گئے۔ حالانکہ وہ جہلم کے ضلع کا باشندہ ہے اور اکثر ضلع میں رہتا ہے۔ اب میں ختم کرتا ہوں اور منتظر[۳۷] رہوں گا کہ آپ اس جھوٹ کا دفعیہ کس پختہ طریق سے کرتے ہیں۔ آپ کا ہمدرد و خیر خواہ مرزا غلام احمد ۲۸ / جنوری ۱۹۰۳ء

نقل بیان مرزا غلام احمد قادیانی

مقدمہ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و مالک اخبار الحکم بنام ابوالفضل مولوی کرم دین دبیر،

ومولوی فقیر محمد مالک سراج الاخبار۔

مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ مغل عمر ۶۵[۳۸] (جھوٹ نمبر ۱۱۹) سال پیشہ زمینداری سکنہ قادیان۔ بجواب کرم دین۔ میں مستغیث کو دس یا گیارہ سال سے جانتا ہوں وہ میرا مرید ہے۔ الحکم اخبار مستغیث کی ہے اس کے اپنے پریس سے نکلتا ہے۔ (جھوٹ نمبر ۱۲۰) اس پریس کا نام معلوم[۳۹] نہیں ہے۔ (الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۴ء) دکھایا گیا) یہ اخبار مطبع[۴۰] انوار احمدیہ سے نکلتا ہے یہ مطبع میرے نام پر منسوب ہے۔ بحیثیت مسیح ومہدی کے میرا لقب حکم بھی ہے نام اخبار میں وہی الفاظ[۴۱] ہیں۔ (روئیداد جلسہ مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۲ء اے نمبر ۱۳ مقدمہ دفعہ ۴۲۰ کا ص ۳ دکھایا گیا)

اس کی سطر ۱۳ سے ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی اخبار جاری کرنے کی تجویز ہوئی تھی۔ نیز مطبع کے ص ۲۰ سے ظاہر ہے کہ مطبع کے لئے چندہ جمع ہوا تھا۔ ص ۱۹ سے ظاہر ہے کہ ایک پرچہ اخبار بھی شائع ہوا کرے گا۔ اس تجویز کے بعد الحکم[۴۲] قادیان سے جاری ہوا، اور بعدہ البدر یاد نہیں کتنا عرصہ بعد الحکم کے البدر جاری ہوا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ البدر کو جاری ہوئے کتنا عرصہ گزرتا[۴۳] ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۲۱...... نوٹ: پہلے گواہ نے کہا تھا کہ شاید آج سے دو سال پیشتر البدر جاری ہوا تھا۔

جھوٹ نمبر ۱۲۲...... معلوم[۴۴] نہیں الحکم کا مطبع کبھی میرے مکان میں رہا ہو۔

جھوٹ نمبر ۱۲۳...... کسی[۴۵] پریس واقع قادیان سے میرا ذاتی تعلق نہیں ہے۔ الحکم سے میرا کسی طرح کا تعلق نہیں ہے۔ میں الحکم[۴۶] میں الہامات شائع نہیں کرتا۔ عام طور پر لوگ شائع کر دیتے ہیں۔ شاذ ونادر کوئی مضمون میں کبھی کبھی شائع کر دیتا ہوں۔ (مواہب الرحمٰن ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۰ دکھایا گیا) میں درج ذیل ہے کہ میں نے شائع کیا جو مجھ پر خواب آئی اور مجھے الہام ہوا۔ اس کے ظہور سے پہلے اخبار الحکم میں میں اخبار نویسی کو معزز اور راست بازی[۴۷] کا پیشہ سمجھتا ہوں۔ کسی ایڈیٹر کی نسبت جس نے کوئی امر خلاف واقعہ نہیں لکھا یہ کہنا کہ اس نے جھوٹ لکھا ہے اس سے اس کی توہین ہوتی ہے اور اگر خلاف واقعہ لکھا ہے تو یہ کہنا کہ اس نے خلاف واقعہ لکھا ہے اس کی کوئی توہین نہیں ہے جو ایڈیٹر سچے واقعات لکھتا ہے اور دوسرا جھوٹے واقعات لکھتا ہے دونوں کی حیثیت میں فرق ہوگا۔

اول الذکر قابل عزت ہوگا آخر الذکر قابل عزت نہیں ہے۔ جو ایڈیٹر جھوٹے واقعات عموماً لکھنے میں شہرت پا چکا ہے اس کی نسبت یہ کہنا کہ تو نے جھوٹے واقعات لکھے ہیں اس کی توہین نہیں ہوتی۔ یہ مقدمہ[۴۸] غالباً میرے مشورہ سے دائر ہوا ہوگا گو اچھی طرح یاد نہیں ہے۔ دینی امور میں میرے مشورہ سے کام کرتے ہیں۔ خانگی امور میں اپنی مرضی سے کام کرتے ہیں۔

میں نے اس مقدمہ کے لئے کوئی چندہ اپنی طرف سے نہیں دیا۔ لیکن جو چندہ اس سلسلہ میں وصول ہوتا ہے۔ اس میں سے کسی نے دیدیا ہو تو مجھے خبر نہیں ہے۔ اس امید پر کہ مستغیث میرا مرید ہے میں نے لکھا ہے کہ وہ مقدمہ داخل دفتر کرانے کی بابت میرا کہنا مان لے گا۔ اشتہار ۱۴ ارجون ۱۹۰۲ء مدخلہ ملزم میری طرف سے ہے۔ اس نے میرے اوپر جہلم میں مقدمہ کیا تھا۔ اس میں مستغیث حال بھی ملزم تھا۔ میں نے سنا تھا کہ غلام حیدر تحصیل دار واسطے انتظام کے بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر آیا تھا۔ میری دانست میں دس ہزار آدمی جمع ہوئے تھے۔ کئی سو آدمی مرد وعورت جہلم میں میرے مرید ہو گئے تھے۔ غلام حیدر مرید نہیں ہوا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں کہ غلام حیدر نے عدالت کو میرے مرید دکھائے تھے یا نہیں (اخبار عام ۲ ارفروری ۱۹۰۲ء) اس کے (ص ۴،۵) پر مضمون جہلم کی غلط فہمی میرا ہے۔ اس میں یہ فقرہ لکھا ہے کہ پھر تحصیلدار غلام حیدر نے حاکم عدالت کو وہ ہزار ہا آدمی دکھلائے جو میرے دیکھنے کے لئے موجود تھے۔ لوگ کہتے تھے کہ قریباً ۳۰ ہزار کے آدمی ہوں گے۔ اس وقت میرے مرید دو لاکھ سے زائد ہوں گے۔ (تحفہ غزنویہ ص ۱۷، خزائن ج ۱۵ ص ۵۴۷) اس کے ص ۱۷ پر درج ہے کہ ۳۰ ہزار آدمی کی جماعت اب میرے ساتھ ہے۔ یہ کتاب میری تصنیف ہے۔ (تحفہ گولڑویہ مطبوعہ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۵۳، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۰ دکھایا گیا) اس میں لکھا ہے کہ میری امت میں سے تیس ہزار کا نام کافر دجال رکھا ہے اس وقت ۳۰ ہزار آدمی میرے مرید تھے۔ (تحفۃ الندوہ مطبوعہ ۶ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء) کا (ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۹۷) دکھایا گیا۔

اس میں لکھا ہے کہ تعداد مریدان ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ مختلف مقامات میں یہ کتاب بھی میری تصنیف ہے نیز تحفہ گولڑویہ (مواہب الرحمٰن ص ۱۲۰، خزائن ج ۱۹ ص ۳۴۰ دکھایا گیا) اس میں لکھا ہے کہ جماعت ہماری ان تین برسوں میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ ۱۴ ارجنوری ۱۹۰۳ء کی ہے اور میری تصنیف ہے۔ (الحکم ۲۴ ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کا ص دس دکھایا گیا)۔ اس میں بروئے مردم شماری کے کاغذات کے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت تین سو تیرہ یا ایک لاکھ کے قریب ہے میں نے کاغذات نہیں دیکھے میں نے اندازاً کہا ہے۔ (الحکم ۱۷ ارمئی ۱۹۰۳ء ص دکھایا گیا) اس میں لکھا ہے کہ ۱۰ فیصدی بھی الحکم لینے والے ہوں تو دو لاکھ کی جماعت میں الحکم کی اشاعت ۲۰ ہزار ہونی چاہئے۔ (الحکم ۱۰ ارجولائی ۱۹۰۳ء ص ۸ دکھایا گیا) اس میں تعداد ہماری جماعت کی قریباً تین لاکھ لکھی ہے۔ (الحکم مذکورہ دکھایا گیا) اس میں بطور تقریر میری کے لکھی ہے۔

(ایک واقعہ کا اظہار دکھایا گیا) اس میں تعداد مریدان دو لاکھ سے زیادہ لکھی ہے۔ یہ ۱۴ ارجون ۱۹۰۲ء کی تصنیف میری ہے۔ میرے پاس کوئی رجسٹر مریدان نہیں ہے۔ لیکن مولوی

عبدالکریم نے ایک ایسا رجسٹر چند ماہ سے بنوایا تھا شاید ۱۰ ماہ سے بنوایا ہے۔ مریدان آمدہ سے تعداد معلوم ہوتی ہے۔ مسمی شہاب الدین موضع بھیں میں میری مریدی ظاہر کرتا ہے۔ وہ ملزم کا شاگرد ہے۔ میں نے صرف سنا ہے کہ شہاب الدین مریدی کے خط بنام مولوی عبدالکریم بھیجتا ہے۔ شہاب الدین قادیان میں ہرگز نہیں آیا۔ نہ اس[۵۵] نے مجھے مریدی کا خط لکھا ہے۔ (الحکم مورخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۰۱ء) ص ۱۶ دکھایا گیا ہے۔ اس میں شہاب الدین سکنہ بھیں کا نام زیر بیعت درج (الحکم ۱۷ مئی ۱۹۰۳ء ص ۱۶ دکھایا گیا) اس میں چند نام سکنہ بھیں کے درج[۵۶] ہیں جن کو میں نہیں جانتا۔ دستخط حاکم ۶ رجولائی ۱۹۰۴ء

الحکم ۱۷ را کتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱ کالم اول پر جس خط کا ذکر ہے معلوم نہیں کہ خط میرے نام آیا تھا یا مولوی عبدالکریم کے نام۔ (پہلے[۵۷] کہا تھا کہ یہ خط مجھے پہنچا تھا) مجھے یاد[۵۸] نہیں کہ یہ میں نے کہا یا نہیں کہ اس کو کہہ دو کہ تمہاری دھمکی تم پر ہی پڑے گی۔ یا دوسرے مولویوں پر جو دوسرے مولویوں پر پڑا ہے۔ وہی تم پر پڑے گا۔ (الحکم (۳۱ را کتوبر ۱۹۰۲ء) ص ۶ پر جو واقعہ درج ہے۔ مجھے یاد[۵۹] نہیں کہ صحیح ہے یا نہیں۔ میں سراج الاخبار کا خریدار نہیں ہوں۔ ۱، ۳۰ را کتوبر ۱۹۰۲ء کے سراج الاخبار کے پرچے یعقوب علی کے نام پہنچے تھے اور میرے نام لکھا تھا جو ۲۱ رجولائی ۱۹۰۲ء کا تھا کہ پیر مہر علی شاہ نے جو کتاب سیف چشتیائی بنائی ہے۔ وہ مولوی محمد حسن بھیں کے نوٹ چرا کر بنائی گئی ہے۔ اب ۶ را کتوبر ۱۹۰۲ء کا مضمون جو کرم دین نے شائع کیا۔ ایسا ہی ۱۳ را کتوبر ۱۹۰۲ء کا اس میں یہ لکھا گیا تھا کہ وہ خطوط جعلی ہیں۔ میری طرف سے نہیں ہیں۔ ج کرم دین کے نام سے وہ مضمون تھا تو یقین کیوں نہ ہوتا مجھے کوئی نظیر یاد نہیں کہ ایک اخبار کا ایک شخص نامہ نگار بھی ہو اور ہفتہ وار اخبار بھی پہنچتی ہو۔

پھر دوسرا شخص اس کے نام پر مضمون چھپا دے اور وہ اس حال تک خاموش رہے۔ کتاب حقیقت المہدی میری بنائی ہوئی ہے (ص ۵، خزائن ج ۱۴ ص ۴۴۳) اس کا میں نے دیکھ لیا ہے۔ عبارت ذیل اس میں درج ہے اور گندی گالیوں کے مضمون اپنے ہاتھ سے لکھے اور محمد بخش جعفر زٹلی لاہوری اور ابوالحسن تبتی کے نام سے چھپوا دیئے۔ ایسا کرنے والا محمد حسین تھا۔ (نزول المسیح ص ۶۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۴۵) پر عبارت ذیل حاشیہ پر درج ہے میں نے بھی اسی قدر مضمون لکھا تھا کہ مجھے آج ۲۶ رجولائی ۱۹۰۲ء کو موضع بھیں سے میاں شہاب الدین دوست مولوی محمد حسن بھیں کا خط ملا۔ اس خط کا لفافہ مولوی عبدالکریم کے نام تھا۔ مجھے یاد نہیں کہ یہ خط مولوی عبدالکریم نے مجھے دیا یا نہیں پڑھا گیا تھا۔ (نزول المسیح ص ۷۲، خزائن ج ۱۹ ص ۴۵۰) پر درج ہے کہ شہاب الدین کچھ ارادات[۶۰] رکھتا ہے۔

اس لئے پیر مہر علی کے سرقہ برآمد کرانے کے لئے کوشش کی اس خط کے علاوہ میرے نام اور کوئی خط نہیں آیا۔ مجھے یاد نہیں ہے۔ ملزم کرم دین کا خط میرے نام آیا تھا اور اس کا لفافہ میرے نام تھا وہ خط پڑھ کر مولوی کرم دین کو دیدیا۔ سراج الاخبار مورخہ ۶/ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۶ کالم اول میں راقم مضمون لکھتا ہے۔ کہ الحکم کا پرچہ ایڈیٹر نے اس کے پاس نہیں بھیجا۔ اس بات سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جھوٹے اور فرضی خط میرے اور میرے شاگرد میاں شہاب الدین کے نام سے اس اخبار میں درج کئے ہیں۔ اسی اخبار کے ص ۶ سطر ۳ میں لفظ اور کا کلمہ ابتداء کے واسطے ہے۔ عطف[۶۱] کے واسطے نہیں پچھلے فقرے کے ساتھ اور کسی بعد کے فقرے کا تعلق ہے۔ میں[۶۲] نہیں جانتا کہ اور کس قسم کا ہے اور اور کا کلمہ عطف کا ہو تو اس کے مابعد کا جملہ معطوف علیہ ہوگا۔

ہر حال[۶۳] میں معطوف تابع معطوف علیہ کا نہیں ہوتا۔ سطر تین میں اور کے لفظ کے مابعد کا جملہ پہلے جملہ کا تابع نہیں ہے مابعد والے میں زیادہ بیان ہے۔ ماقبل میں کم جھوٹ اور افترا کلام کے مفہوم سے تعلق رکھتا ہے جو انہیں الفاظ سے نکالا جاتا ہے۔ اخبار سراج الاخبار ۱۳/ اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۵ میں شعر کچھ جھوٹے خطوط گھڑ کے خود ہی

یہ بات ہے ملک میں اڑائی پہنچے ہیں خطوط مجھ کو کہیں سے
فیضی کی ہے ہتک جن میں پائی

میں ان خطوط[۶۴] کا ذکر ہے جن سے فیضی کی ہتک پائی گئی۔ ان دو شعروں میں انہیں دو خطوط کا گھڑنا لکھا ہے ص ۵ میں جو اشعار ہیں ان میں صرف انہیں خطوط کا ذکر ہے جن میں فیضی کی ہتک پائی جاتی ہے۔ (سوال) جو خط شہاب الدین کا ۱۳/ اکتوبر ۱۹۰۲ء کے سراج الاخبار ص ۶ میں چھپا ہوا ہے کہ مجھ کو نہایت افسوس ہے۔

کہ کسی فتنہ باز نے محض شرارت سے یہ چالبازی کی تھی۔ خداوند کریم کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں اس قسم کی عادت سے بیزار ہوں۔ میں نے کوئی خط نہیں لکھا۔ جس میں یہ لکھا گیا ہو کہ مولوی صاحب مرحوم کی موت ایسی ہوئی تو اس عبارت میں راقم خط نے اس خط کو چالبازی قرار دیا اور اس کے لکھنے سے انکار کرتا ہے۔ جو الحکم میں فیضی کی ہتک کے متعلق چھپایا نہیں۔ (وکیل استغاثہ کا اس سوال کی نسبت اعتراض کرتا ہے مگر جو حوالہ پیش کیا گیا ہے اس کی تائید میں وہ اس کی قطعی ممانعت نہیں کرتا۔ اس لئے سوال پوچھنے کی اجازت دے دی گئی۔

(حوالہ ج ۶ الہ آباد ص ۲۲)

(جواب) اس خط میں شہاب الدین اس بات سے انکار کرتا ہے کہ کوئی خط میرا بھیجا گیا ہو جو الحکم میں درج کیا گیا۔ جس میں مولوی محمد حسن کی ہتک لکھی گئی ہو یاد نہیں کہ جس وقت مضمون نظم سنایا گیا تھا۔ اس وقت خط بھی سنایا گیا تھا کہ نہیں۔ میں نے شہاب الدین کو ملزم گردانے جانے کا مشورہ نہیں دیا۔ دستخط حاکم۔

نوٹ: اب پانچ بج گئے ہیں۔ اس لئے پرسوں یہ مقدمہ پیش ہو۔

(۱۸ر جولائی ۱۹۰۴ء دستخط حاکم)

ناظرین کرام! مرزا قادیانی کے یہ جھوٹ ۱۲۸ شائع ہو رہے ہیں اس کے علاوہ اور سینکڑوں جھوٹ ہیں۔ کیا ایسا شخص جو کذب بیانی میں اپنا جواب نہ رکھتا ہو۔ کیا اونچی سوسائٹی میں کوئی مقام حاصل کر سکتا ہے۔ چہ جائیکہ مجدد یا ولی یا معاذ اللہ نبی ہو سکتا ہے اس کا فیصلہ انصاف کی رو سے آپ کیجئے اور مرزائیوں سے اجتناب کریں۔

(حضرت پیر مہر علی شاہ صاحبؒ کو دعوت مقابلہ۔ مرزا قادیانی کی طرف سے)

مناظرہ کا چیلنج دے کر خود نہ پہنچنا اور پیر صاحب کو مفرور قرار دینا۔ یہ ڈھٹائی قابل افسوس ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۲۹، ۱۳۰...... اس دعوت کے مطابق پیر گولڑہ صاحبؒ بغرض مقابلہ اگست ۱۹۰۰ء کو بمقام لاہور پہنچ گئے۔ لیکن پیر صاحب نے چالیس علماء کی شرط کو فضول سمجھا اور مقابلہ تفسیر نویسی کے لئے بذات خود پیش ہوئے مگر مرزا قادیانی تشریف نہ لائے بلکہ قادیان سے ایک اشتہار بھیج دیا کہ پیر صاحب گولڑہ مقابلہ سے بھاگ گئے۔

عجیب نظارہ

جس روز پیر صاحب گولڑہ لاہور میں آئے بغرض امداد حق ارد گرد سے علماء اور غیر علماء بھی وارد لاہور ہوئے تھے۔ مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور خاکسار[۶۵] وغیرہ بھی شریک تھے۔ قرار پایا تھا کہ جامع مسجد لاہور میں صبح کے وقت جلسہ ہوگا۔ پیر صاحب مع شائقین مسجد موصوف کو جا رہے تھے۔ راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیواروں پر چسپاں تھے جن کی سرخی یوں تھی۔

پیر مہر علی کا فرار

جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبان حال کہتے: ”اینچہ مے بینیم بہ بیداری ست یارب یا بخواب“

ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی

ڈاکٹر صاحب موصوف عرصہ بیس سال تک مرزا قادیانی کے مرید رہے۔ آخر ان سے علیحدہ ہوئے اور مرزا قادیانی کے برخلاف قدم اٹھایا۔ بلکہ دعویٰ الہام سے بھی مقابلہ کی ٹھہری۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا آخری الہام مرزا قادیانی کی موت کے متعلق شائع کیا۔ جس کا ذکر مرزا قادیانی نے مع جواب خود ان لفظوں میں کیا ہے جو درج ذیل ہیں:

”ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام ونشان نہ رہا۔ ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴راگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذب قرار دیتا ہے پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس سال تک میرے مریدوں میں اور میری جماعت میں داخل رہا۔ پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض للہ اس کو کی تھی مرتد ہو گیا۔ نصیحت یہ تھی کہ اس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت ﷺ کے نجات ہو سکتی ہے گو کوئی شخص آنحضرت ﷺ کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو۔ چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر میں نے اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا۔ تب اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴راگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیش گوئی کے مقابلہ پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا ہو جائے گا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کرے گا۔“

(چشمہ معرفت ص۳۲۱، خزائن ج۲۳ ص۳۳۶)

اس مقابلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی بتائی ہوئی مدت کے اندر اندر ہی (۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء) کو فوت ہو گئے اور ڈاکٹر صاحب ۱۹۲۳ء تک زندہ رہے۔ آئندہ اللہ اعلم!

مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ

مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق بھی کر رکھی تھی کہ: ”ہم اس کے ایمان سے ناامید نہیں ہوئے بلکہ امید بہت ہے اسی طرح خدا کی وحی خبر دے رہی ہے (اے مرزا) تجھ پر اللہ تعالیٰ تیرے دوست محمد حسین کا مقسوم ظاہر کر دے گا۔ سعید

ہے پس روز مقدر اس کو فراموش نہیں کرے گا اور خدا کے ہاتھوں سے زندہ کیا جاوے گا اور خدا قادر ہے اور رشد کا زمانہ آئے گا اور گناہ بخش دیا جائے گا۔ پس پاکیزگی اور طہارت کا پانی اسے پلائیں گے اور نسیم صباء خوشبو لائے گی اور معطر کر دے گی۔ میرا کلام سچا ہے میرے خدا کا قول ہے جو شخص تم میں سے زندہ رہے گا دیکھ لے گا۔ (اعجاز احمدی ص ۵۰،۵۱، خزائن ج ۱۹ص ۱۶۲)

الفاظ مرقومہ بالا سے صاف عیاں ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایک نہ ایک دن ضرور مرزا قادیانی پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ یہ پیش گوئی قطعاً بالکل غلط نکلی۔

عذر۔ مرزائی کہا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اپنی کتاب استفتا کے ص ۲۲، خزائن ج ۱۲ص ۱۳۰ پر لکھا ہے کہ: ''معلوم نہیں کہ وہ ایمان (محمد حسین کا) فرعون کی طرح ہوگا یا پرہیزگار لوگوں کی طرح۔''

جواب...... یہ تحریر ۱۸۹۷ء کی ہے۔ بیشک اس وقت مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو دورنگی میں ڈھالا تھا۔ مگر اس کے بعد جبکہ انہوں نے صاف اور واضح الفاظ میں بوحی اللہ تعین کر دی ہے کہ محمد حسین کا ایمان سعید لوگوں کی طرح ہوگا۔ جیسا کہ اوپر کی عبارت جو ۱۹۰۲ء کی ہے۔ میں موجود ہے تو آپ ایک سابقہ مردودہ تحریر کو پیش کر کے فریب دینا بعید از شرافت ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظوں سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔

اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں

کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچ سکیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ۔ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔

اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھوں بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ”لا تقف ما لیس لك به علم “ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدکار آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعے سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے

اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ ’’ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین آمین ‘‘ بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم: عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ واید!‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۶تا۵۷۹)

اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۵/اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری یوں چھپی: ’’ثناء اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ: ’’اجیب دعوة الداع ‘‘صوفیا کے نزدیک بڑی کرامت، استجابت دعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔ (مرزا) (ملفوظات ج۹ص۲۶۸)

نتیجہ یہ ہوا کہ جناب مرزا قادیانی ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴/ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو انتقال کر گئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب۔ چالیس یا پچاس سال زندہ رہے اور برابر مرزائیت کی تردید کرتے رہے اور لدھیانہ میں مرزائیوں سے مباحثہ کیا اور تین سو روپیہ انعام حاصل کیا۔

اشتہار بغرض استعانت واستظہار از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ وعلیٰ الابرار

اخوان دیندار و مومنین غیرت شعار روحامیان دین اسلام و متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعے کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ نہ بن پڑے اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔ اس کتاب کے اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جائے گا۔ کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے ومع ذالك اس کے مقابلہ میں اسی قدر دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع خمس سے اپنی کتاب کا (جس کو وہ الہامی سمجھتا ہے) حق ہونا یا اپنے دین کا بہتر ہونا ثابت کر دکھائے اور اس کے کلام یا جواب کو میری شرائط مذکورہ کے موافق تین منصف (جن کو مذہب فریقین سے تعلق نہ ہو) مان لیں تو میں اپنی جائیداد تعدادی دس ہزار روپیہ سے (جو میرے قبضہ وتصرف میں ہے) دستبردار ہو جاؤں گا اور سب کچھ اس کے حوالہ کر دوں گا۔ اس باب میں جس طرح کوئی چاہے اپنا اطمینان کر لے۔ مجھ سے تمسک لکھا لے یا رجسٹری کرا لے اور میری جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو آ کر بچشم خود دیکھ لے۔

باعث تصنیف

اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور ان کے اتباع ہیں جو اپنی امت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کررہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ فرقان مجید کو محض افترا سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے۔ ایک صاحب نے ان میں سے اخبار سفیر ہند میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی مرتبہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے۔ اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اور ان کے اشتہاروں کا کام تمام کردیا اور صداقت قرآن ونبوت کو بخوبی ثابت کیا۔ پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نوحصے اور زیادہ کردیئے۔ جن کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہوگئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار نسخہ چھپے، تو چورانوے روپیہ صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نوسو چالیس روپے سے کم میں چھپ نہیں سکتے۔

ازانجا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کرشائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں۔ لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں۔ اغنیاء لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بسہولت چھپ جائے گی۔ ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔ یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ معہ اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں۔ جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔

غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہونچاویں اور نام اس کتاب کا ''البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیقت کتاب اللہ القرآن والنبوت المحمدیہ'' رکھا گیا ہے۔ خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ اس سے اپنے سیدھے راہ پر چلاوے۔ آمین!

المشتہر: خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب

(مجموعہ اشتہارات ج ۱، ص ۱۰ تا ۱۲)

مرزا قادیانی بڑی جدوجہد کے ساتھ اشتہار شائع کرتے ہیں کہ اسلام کی حقانیت پر ایسی کتاب شائع کروں گا اور جنوری فروری ۱۸۸۰ء میں شائع اور تقسیم ہونی شروع ہوجائے گی۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ وعدہ تھا پچاس ۵۰ حصوں کا۔ لیکن پہلا حصہ ۱۸۸۰ء میں شائع کیا۔ دوسرا

۱۸۸۱ء میں اور تیسرا ۱۸۸۲ء میں اور چوتھا ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔

(سیرت مسیح موعود از مرزا بشیر الدین ص ۲۶)

حیرت اور افسوس کی چیز ہے کہ مرزا قادیانی کس وعدہ پر مسلمانوں سے چندہ وصول کرتے ہیں اور کتاب حسب وعدہ شائع نہیں کرتے کیا یہی دیانت وایمان داری ہے۔ غور کیجئے پانچواں حصہ ۱۹۰۵ء میں چھپا اور پھر اعلان کر دیا کہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک ہندسہ کا فرق ہے۔ یہ مسلمانوں کے ساتھ مرزا قادیانی کیا برتاؤ کر رہے ہیں۔ کیا مرزائی صاحبان اس کے لئے تیار ہیں کہ کسی مسلمان کو پچاس ہزار روپیہ قرض دیں اور اس کی وصول یابی مرزا قادیانی کی سنت کے مطابق ہو اور پانچ ہزار دے کر وہ یہ کہہ دے کہ صرف ایک ہندسہ کا فرق ہے۔ مطابق سنت مرزا قادیانی کیا یہ حساب برابر ہو جائے گا۔ جو شخص دیانت وامانت میں پورا نہ اترے وہ کسی بھی اونچی سوسائٹی میں بیٹھنے کا مستحق نہیں ہے۔

''ان صاحبوں کے جو قیمت ادا کر چکے ہیں یا ادا کرنے کا وعدہ ہو چکا ہے قیمت اس کتاب کی بجائے پانچ روپیہ کے دس روپیہ تصور فرما دیں۔ مگر واضح رہے کہ اگر بعد معلوم کرنے قدر ومنزلت کتاب کے کوئی امیر عالی ہمت محض فی سبیل اللہ اس قدر اعانت فرما دیں گے کہ جو کسر کمی قیمت کی ہے اس سے پوری ہو جائے گی۔ تو پھر بہ تجدید اعلان وہی پہلی قیمت کہ جس میں عام مسلمانوں کا فائدہ ہے قرار پا جائے گی اور ثواب اس کا اس محسن کو ملتا رہے گا اور یہ وہ خیال ہے کہ جس سے ابھی میں ناامید نہیں اور اغلب ہے کہ بعد شائع ہونے کتاب اور معلوم ہونے فوائد اس کے کے ایسا ہی ہو اور انشاء اللہ یہ کتاب جنوری ۱۸۸۰ء میں زیر طبع ہو کر اس کی اجراء اسی مہینہ یا فروری میں شائع اور تقسیم ہونا شروع ہو جائے گی۔ مکرر یہ کہ میں اس اعلان میں مندرجہ حاشیہ صاحبان کا بدل مشکور ہوں کہ جنہوں نے سب سے پہلے اس کتاب کی اعانت کے لئے بنیاد ڈالی اور خریداری کتب کا وعدہ فرمایا۔ (مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۷۹ء)

مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور، پنجاب (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۴)

(۱) ایفائے عہد اور حصول زر

قرآن کریم اور احادیث شریف ایفائے عہد کی تاکیدوں سے پر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔'' اوفو بالعهد (بنی اسرائیل:۳۴) (وعدے پورے کیا کرو) اوفو بالعقود (مائدہ:۱) (اقرار پورے کیا کرو) ان العهد كان مسئولا (بنی اسرائیل:۳۴) (عہد واقرار کے (ایفا کی) بابت قیامت کے دن سوال ہوگا) وغیرہ''

احادیث صحیحہ میں بھی قرار وعہد پورا کرنے کی تاکیدیں فرمائی گئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے منافق کی علامات میں ایک علامت یہ ارشاد فرمائی ہے کہ: ”اذا عاهد غدر “(یعنی منافق کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ بدعہدی کرتا ہے) اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایفائے عہد کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

مرزا قادیانی کے ایفائے عہد کی حالت دیکھنے کے لئے ان کی کتاب براہین احمدیہ کا قصہ ہی قابل غور ہے۔ ابتداء مرزا قادیانی ضلع سیالکوٹ کے دفتر میں پندرہ روپیہ ماہوار کے ملازم تھے۔ تنخواہ کم تھی۔ گزارہ نہیں ہوتا تھا تو مختاری کا امتحان دیا۔ مگر فیل ہوگئے۔ اس کے بعد ایک دوست نے ان کو مشورہ دیا کہ آپ کو مذہبی مطالعہ کا شوق رہا ہے بہتر ہے کہ مذہب کی تردید میں کتابیں لکھ کر فروخت کرو۔ چین کرو گے۔ اس رائے سے اتفاق کر کے مرزا قادیانی سیالکوٹ سے لاہور آ کر مسجد چینانوالی میں” مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملے اور ارادہ ظاہر کیا۔ کہ میں ایک ایسی کتاب لکھنا چاہتا ہوں جو کل ادیان کا بطلان کرے اور حقیقت اسلام اس سے ظاہر ہو۔ مولوی صاحب نے بھی ان کی رائے کو پسند کیا۔ بلکہ عملاً مدد کو مستعد ہوگئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے ایک اشتہار جاری کیا کہ صداقت اسلام پر ایک کتاب لکھی جائے گی۔ جس میں تین سو دلائل حقانیت اسلام پر ہوں گے اور قیمت اس کی پانچ روپیہ اور دس روپیہ بدپیشگی ہوگی۔

اسلام کے ہمدردوں اور شیدائیوں نے خدمت اسلام کو اپنا فرض سمجھ کر مدد دینی اور روپیہ بھیجنے شروع کئے۔ چاروں طرف سے روپیہ کی بارش ہونے لگی۔ مرزا قادیانی مالا مال ہوگئے اور قرضہ بھی اتر گیا۔ چنانچہ خود فرماتے ہیں کہ: ”جہاں مجھے دس روپیہ ماہوار کی امید نہ تھی۔ لاکھوں [۶۷] تک نوبت پہنچی۔“

بعض مسلمانوں نے بڑی بڑی رقمیں بھی دیں۔ مثلاً خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب وزیراعظم پٹیالہ پانچ صد روپیہ۔ بابو الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹینٹ دوصد روپیہ وغیرہ۔ کتاب بھی جزوی طریق پر نکلنی شروع ہوگئی۔ مگر اس کتاب کے لکھتے لکھتے مرزا قادیانی کو مجدد۔ مہدی۔ مثیل۔ مسیح اور نبوت ورسالت کے خواب آنے لگے اور انہوں نے اس کی جلد چہارم کے آخیر میں اشتہار دے دیا کہ اب براہین کی تکمیل خدا نے اپنے ذمہ لے لی ہے۔ اس فقرہ کے معنی عملاً یہ ہوئے کہ کتاب کی اشاعت بند کر دی۔ (دیکھئے خزائن ج۱ص۶۷۳)

اس کتاب کی پہلی جلد تو صرف اشتہار ہی ہے۔ دوسری اور تیسری جلد میں مقدمہ اور چوتھی جلد میں مقدمہ اور تمہیدات کے بعد باب اول شروع ہی ہوا تھا کہ اشاعت ملتوی کر دی گئی۔

کل کتاب کے ۵۱۲ صفحے ہوئے اور تیسری جلد کے آخیر پر اشتہار تھا کہ کتاب سو جز تک پہنچ گئی ہے اور اس دوران میں قیمت کتاب بھی دس روپے اور پچیس روپے کر دی۔

جتنی کتاب تیار ہوگئی تھی۔ یہ بھی کئی بار چھپی اور ہزار ہا جلدیں اس کی فروخت ہوئیں۔ پیشگی قیمت دینے والوں نے تقاضا کیا کہ جس کتاب کا وعدہ کیا تھا خریداروں کے پاس پہنچنی چاہئے۔ ان لوگوں کو خاموش کرنے کے لئے ایک عجیب وغریب اشتہار شائع کیا گیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن کریم بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے ۲۳ برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کون سا حرج ہے۔ اگر یہ خیال کیا جائے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا ہے تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی ہے کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم ہوا ہے اور بعض سے پانچ روپیہ اور بعض سے آٹھ آنہ تک قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ جن سے دس روپے لئے گئے ہیں اور پچیس روپیہ لئے گئے ہوں۔ وہ تو صرف چند ہی انسان ہیں اور پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل جو منطبع ہوکر خریداروں کو دیئے گئے کچھ عجب نہیں۔ بلکہ عین موزوں ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے۔ پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق شوروغوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ اشتہار دے دیا۔ کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے پاس روانہ کر دے اور اپنی قیمت واپس لے لے۔ چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے ہیں انہوں نے کتابیں واپس کر دیں اور قیمت لے لی اور بعض کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا۔ مگر ہم نے قیمت دے دی۔ کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برادری نہیں کرنا چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت دینے پر تیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا نے ہم کو فراغت بخشی۔'' (البدر ۹ راگست ۱۹۰۶ء)

ناظرین! کیا آپ مرزا قادیانی کے عقلی معجزہ کی داد نہ دیں گے؟ فرمائیے اس اشتہار کو پڑھ کر کون شریف اور باحیا آدمی احمق، ناواقف، کمینہ، سفیہ، جاہل، کمینہ طبع اور دنی الطبع کہلا کر واپسی قیمت کا مطالبہ کر سکتا تھا۔ مختصراً تو یہی کافی ہے کہ مرزا قادیانی نے جس غرض کے لئے روپیہ لیا تھا وہ پوری نہ کی اور اس روپیہ کو بے جا طور پر اپنے صرف میں لائے۔ یہ حلال تھا یا حرام؟ اس کا فیصلہ ناظرین کر سکتے ہیں۔ لیکن مزید توضیح کے لئے مرزا قادیانی کے اس اعلان پر کچھ اور روشنی ڈالی جاتی ہے۔

۱...... جب براہین احمدیہ کے نام سے قیمت پیشگی لی گئی تھی اور اس کی اشاعت ملتوی ہوگئی تھی۔ تو دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ مرزا قادیانی حصہ رسدی قیمت رکھ کر باقی روپیہ خریداروں کو واپس کر دیتے۔ یا افسوس کے ساتھ اعلان کر دیتے کہ جو صاحب اپنا روپیہ واپس لینا چاہیں واپس لے لیں اور یا اس روپیہ کو بمد امداد و اشاعت اسلام منتقل کر دیں۔ لیکن بجائے اس کے پیش بندی کے طور پر ایسے لوگوں کو احمق، کمینہ، سفیہ، جاہل، دنی الطبع وغیرہ کے نام سے مخاطب کیا گیا۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ بہت کم لوگوں نے ایسے خطاب قبول کئے۔ قیمتی کتابیں عموماً اہل ثروت ہی خریدتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے قیمت واپس لے کر کیوں کمینہ اور احمق اور جاہل وغیرہ بننا تھا۔

۲...... ریاست پٹیالہ کے وزیراعظم خلیفہ محمد حسن خان صاحب مرحوم نے پانچ صد روپیہ خود اور کثیر روپیہ اپنے احباب سے جمع کر کے بعد براہین احمدیہ دیا تھا۔ بعد میں جب مرزا قادیانی نے حضرت امام حسینؓ کی توہین کی تو وہ ان سے بیزار ہو گئے اور اپنا روپیہ کا مطالبہ نہیں کیا۔ کیا مرزا قادیانی نے یہ روپیہ واپس دے دیا تھا؟

۳...... اوّل اقرار کتاب چھپوانے کا مرزا قادیانی نے کیا تھا، نا کہ خدا تعالیٰ نے۔ پھر کتاب کی اشاعت کے التوا کا بار اللہ تعالیٰ کے ذمہ ڈال دینا مرزا قادیانی کو کہاں تک بری الذمہ کرتا ہے۔

۴...... مفت تقسیم اور ۸ آنہ شرح سے قیمت لینے کا ذکر اول تو بے ثبوت ہے۔ کوئی تعداد درج نہیں کی کہ کتنے لوگوں کو کتاب مفت دی گئی اور کتنے خریداروں کو ۸ قیمت پر۔ لیکن اگر ایسا کیا بھی گیا تو پیشگی قیمت دینے والوں کو تو پوری کتاب ملنی ضروری تھی کیا یہ بدعہدی نہیں؟

۵...... کیا تین سو دلائل دینے کا وعدہ کر کے محض تمہید پر خریداروں کو ٹال دینا موزوں ہے اور اس کو ایفائے عہد کہہ سکتے ہیں؟

۶...... قرآن کریم ۲۳ سال میں ضرور نازل ہوا۔ مگر مکمل نازل تو ہو گیا اور نیز قرآن شریف کی کوئی پیشگی یا مابعد قیمت بھی تو نہیں لی گئی تھی۔ نہ اس کے حجم کا کوئی وعدہ تھا کہ اتنا ہوگا۔ لیکن آپ کی براہین کے تین سو بے نظیر دلائل یا تین سو جز قبر میں آپ کے ساتھ ہی چلے گئے۔ پھر اپنی اس دنیوی تجارت کو قرآن شریف کے نزول سے تشبیہ دینا کہاں کی ایمانداری ہے؟

۷...... مرزا قادیانی اپنی دانست میں اس اعلان کے ذریعہ حساب دے کر فارغ ہو بیٹھے مگر دیانت یہ تھی اور الزام سے آپ اسی صورت میں بری ہو سکتے تھے کہ کل شائع شدہ اور فروخت شدہ کتابوں کی تعداد اور کل وصول شدہ رقم کی فہرست شائع کرتے اور اس کے ساتھ تفصیل دیتے کہ کس قدر کتابیں مفت گئیں اور کس قدر آٹھ آنہ پر۔ کتنے لوگوں نے کتابیں واپس کر کے قیمت واپس لی اور

کتنے لوگوں کا کتنا روپیہ امانتاً باقی رہ گیا اور وہ کس مصرف میں آیا۔ کیا کوئی مرزائی ہمت کر کے اپنے مرشد کا ڈیفنس پیش کر سکتا ہے؟

۸...... جب اشتہار یہ تھا کہ تین سو بے نظیر دلائل سے حقانیت اسلام ثابت کی گئی ہے اور اس کا حجم یہی تین سو جز ہو گیا ہے تو اس کے شائع نہ ہونے کی کیا وجوہات تھیں؟ حقانیت اسلام کو شائع ہونے سے روکنا خدا کا کام ہے۔ یا شیطان کا؟ اور کیا اس التوا کو خدا کے ذمہ ڈال دینا ایسا ہی نہیں جیسا کہ کوئی چور یا خونی گرفتار ہونے پر کہہ دے۔ کہ خدا کو ایسا ہی منظور تھا۔ میں نے تو کوئی جرم نہیں کیا۔

۹...... کتاب کی لاگت اس زمانہ کے نرخ کے لحاظ سے آٹھ آنہ فی جلد سے زیادہ نہ تھی۔ پھر اس کی قیمت پانچ روپیہ سے پچیس روپیہ تک وصول کرنا پیغمبری ہے یا دکانداری؟

۱۰...... اس کتاب کے تین سو بے نظیر دلائل کی نسبت اعلان تھا کہ اگر ان دلائل کو رد کیا جاوے تو دس ہزار روپیہ انعام دیا جاوے گا۔ بعد میں اس دیباچہ اور تمہید پر معراج الدین عمر مرزائی نے اشتہار دے دیا کہ ۲۷ سال سے کتاب شائع ہو چکی ہے۔ کسی کو جواب دینے اور انعام حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ کیا یہی تین سو بے نظیر دلائل تھے۔ جن پر انعام مشتہر کیا گیا تھا۔ یا تین سو دلائل کا وعدہ محض جھوٹ اور نمائشی تھا؟

براہین احمدیہ کے علاوہ ایک کتاب سراج منیر مفت شائع کرنے کا اعلان کر کے چودہ سو روپیہ چندہ مانگا اور بہت سارو پیہ وصول بھی ہوا۔ مگر بعد میں جب یہ کتاب چھپی تو قیمتاً دی گئی۔

پھر ایک رسالہ ماہواری ''قرآنی طاقتوں کا جلوہ گاہ'' چھپوانے کا اشتہار دیا گیا کہ وہ ۲۰؍جون ۱۸۸۵ء سے ماہوار نکلے گا۔ پھر (نشان آسمانی ص۴۲،۴۳، خزائن ج۴ ص۴۰۷تا۴۰۵) میں باہمت دوستوں سے مدد چاہی کہ اے مردان بکوشید و برائے حق جوشید اور ہر ایک کتاب کی اشاعت کے لئے امداد کی درخواست کی اور لکھا کہ ذی مقدرت لوگ مد زکوٰۃ سے میری کتابیں خرید کر تقسیم کریں اور میری اور بھی تالیفات ہیں۔ جو نہایت مفید ہیں۔ مثلاً رسالہ احکام القرآن، اربعین فی علامات المقربین، سراج منیر، تفسیر کتاب عزیز، پھر جلسہ دسمبر ۱۸۹۳ء میں پریس کے لئے اڑھائی سو روپیہ ماہوار کی ضرورت پیش کی اور فرمایا کہ ہر ایک دوست اس میں بلاتوقف شریک ہو اور ماہوار چندہ تاریخ مقررہ پر بھیجتا رہے۔ اس سے بقیہ براہین اور اخبار اور آئندہ رسائل کا کام جاری رہ سکتا ہے۔ یہ انتظام سب کچھ ہو گیا۔ مگر تفسیر کتاب عزیز، براہین احمدیہ، اور رسائل ماہوار سب کتم عدم میں ہی رہے اور چندہ جو وصول ہوا سب بلا ڈکار ہضم کیا گیا۔ کیا یہ بد عہدی اور شکم پروری نبوت اور رسالت کی علامتیں ہیں؟ اور کیا اس روپیہ کا جو خدمت اسلام کے

لئے اور مخصوص کتابوں اور رسالوں کے لئے لیا گیا تھا۔ اپنی ذاتی ضروریات میں صرف کرنا اور اس سے اپنی جائیداد بنانا مرزا قادیانی کیلئے جائز اور حلال تھا؟

اس بارہ میں مرزا قادیانی کے خسر میر ناصر نواب دہلوی کے چند اشعار قابل ملاحظہ ہیں۔

منقول از اشاعۃ السنۃ

اور کہیں تصنیف کے ہیں اشتہار — یہ ہی لوگوں نے کیا ہے روزگار
پیشگی قیمت مگر لیتے ہیں وہ — خلق کو اس طرح دم دیتے ہیں وہ
بعض کھا جاتے ہیں قیمت سب کی سب — اس طرح کا پڑ گیا یارو غضب
قیمتیں کھا کر نہیں لیتے ڈکار — جیسے آتا تھا انکا اودھار
جو کوئی مانگے وہ بے ایمان ہے — وہ بڑا ملعون اور شیطان ہے
بدگمانی کا اسے آزار ہے — سارے بد بختوں کا وہ سردار ہے
ایک تو پلہ سے اس نے زر دیا — دوسرے بدنام اپنے کو کیا
کھا گیا جو مال وہ اچھا رہا — کچھ گھٹا ہرگز نہ اس کا اتقاء

مرزا قادیانی کا توکل علی اللہ، تزکیہ باطن اور نفس کشی

کہنے کو مرزا قادیانی فنافی الرسول، فنافی اللہ اور اس سے بھی وراء الورے مدارج کے مدعی تھے اور کل پیغمبروں کے کمالات کا عطر مجموعہ۔ جیسا کہ کہتے ہیں:

آدم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ دا دست ہر نبی راجام — داد آں جام را مرا بتمام

(خزائن ج۱۸ص۴۷۷)

لیکن حالات یہ ہیں جو اوراق گذشتہ میں ذکر ہوئے۔ اس ضمن میں مرزا قادیانی کے الہامات اور توکل علی اللہ اور نفس کشی کا مزید نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ ناظرین نے گذشتہ اوراق میں پڑھ لیا ہے کہ مرزا قادیانی کے نکاح آسمانی کے متعلق کس زور وشور کے الہام ہیں۔ جن میں شک وشبہ کو دخل بھی نہیں ہوسکتا۔ لیکن ان الہامات کے ساتھ خارجی اور دنیاوی تدابیر سے بھی مرزا قادیانی بے فکر نہیں تھے اور زمینی اور آسمانی ہر قسم کی تدبیر وان خطوط اور ان کے انجام سے نتائج ذیل مستنبط ہوتے ہیں۔

۱...... تمام الہامات متعلق نکاح غلط اور بناوٹ تھے۔ اگر ان پر مرزا قادیانی کو ایمان تھا جیسا کہ خود قسم کھا کر کہتے ہیں تو پھر ایسے خطوط لکھ کر الہام کو پورا کرانے کی کوشش کی کیا ضرورت تھی۔ نکاح جو

آسمان پر ہو چکا تھا زمین پر بھی ضرور ہو جاتا۔

۲...... جھوٹی قسمیں کھائیں۔ جو صرف لڑکی کے والدین اور متعلقین کو یقین دلانے کے لئے تھیں۔

۳...... خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ کر عاجزی اور چاپلوسی سے عاجز انسانوں کی ذلیل منتیں اور سماجتیں کیں۔ جو نہ صرف وقار نبوت کے منافی ہیں۔ بلکہ ایک عام شریف آدمی بھی ایسی بےحیائی نہیں کر سکتا۔

۴......خدا پر بہتان اور افتراء باندھا۔ کہ اس نے آسمان پر میرا نکاح محمدی بیگم سے کر دیا۔

۵...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اگر میں خدا کا ہوں تو وہ مجھے بچا لے گا۔ مگر نکاح نہ ہونے سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی منجانب اللہ نہیں تھے۔

۶...... اپنی سمدھن کو بھائی کے ساتھ لڑنے کی ترغیب دی اور جب کہ احمد بیگ محمدی بیگم کا رشتہ کسی دوسری جگہ کر چکا تھا تو اسے اس عہد کے توڑنے کے لئے کہا اور سمدھی اور سمدھن کو لکھا کہ ان سے یہ عہد تڑوا دیں۔ حالانکہ عہد شکنی کی اسلام میں سخت ممانعت ہے۔

۷...... شریعت کی رو سے عاق بیٹا محروم الارث نہیں ہو سکتا۔ مگر مرزا قادیانی کسی ذریعہ سے محمدی بیگم کو حاصل کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ذیل میں ان کا ایک خط ملاحظہ ہو۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی۔ والدہ[۲۸] عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک محمدی مرزا احمد بیگم کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا دو اور یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو اس کو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے اور اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آئے تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ ہم کو بھیج دے اور اگر فضل[۲۹] احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنا اس کو وارث نہ سمجھا جاوے اور ایک پیسہ اس کو وراثت کا نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا جائے گا۔ جس کا مضمون یہ ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ، محمدی بیگم کا غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آوے تو پھر اس روز سے جو محمدی بیگم کا کسی دوسرے سے نکاح ہوگا۔ اس طرف عزیز بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔

تو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے۔ کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ پھر وہ میری وراثت سے ایک

ذرہ نہیں پاسکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی مگر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی بھی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا کچھ باقی نہیں رہے گا۔"

(راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء، منقول از کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۷)

ایک خط محمدی بیگم کے باپ مرزا احمد بیگ کو لکھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے: "آپ کی لڑکی محمدی بیگم سے میرا آسمان پر نکاح ہو چکا ہے اور مجھ کو اس الہام پر ایسا ایمان ہے جیسا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر۔ مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ یہ بات ان ٹل ہے۔ یعنی خدا کا کیا ہوا ضرور ہوگا۔ محمدی بیگم میرے نکاح میں آئے گی۔ اگر آپ کسی اور جگہ نکاح کریں گے تو اسلام کی بڑی ہتک ہوگی۔ کیونکہ میں دس لاکھ آدمیوں میں اس پیشگوئی کو مشتہر کر چکا ہوں۔

(ملخص منقول از کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۳)

اگر آپ ناطہ نہ کریں گے تو میرا الہام جھوٹا ہوگا اور جگ ہنسائی ہوگی جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے۔ زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کو پورا کرنے کے معاون بنیں۔ دوسری جگہ رشتہ نامبارک ہوگا۔ میں نہایت عاجزی اور ادب سے التماس کرتا ہوں کہ اس رشتہ سے انحراف نہ کریں جو آپ کی لڑکی کے لئے گوناگوں برکتوں کا باعث ہوگا۔ وغیرہ وغیرہ!

ایک ایسا ہی خط اپنے سمدھی مرزا علی شیر بیگ (والد عزت بی بی) کے نام بھی لکھا اور اس میں اپنی بے کسی، بے بسی ظاہر کر کے خواہش کی کہ اپنی بیوی (والدہ عزت بی بی) کو سمجھا دیں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ (والد محمدی بیگم) سے لڑ جھگڑ کر اسے اس ارادے سے روک دے۔ ورنہ میں تمہاری لڑکی کو اپنے بیٹے فضل احمد سے طلاق دلوا دوں گا۔ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو اس ارادہ سے منع کر دیں۔ ورنہ مجھے خدا کی قسم کہ یہ سب رشتہ ناطہ توڑ دوں گا اور اگر میں خدا کا ہوں۔ تو وہ مجھے بچائے گا۔ (ملخصاً منقول از کلمہ فضل رحمانی ص ۱۲۳، ۱۲۴)

باوجود ان خطوط کے بھی مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے نہ ہوا اور ادھر فضل احمد نے بھی اپنی بیوی کو طلاق نہ دی اور والد صاحب کا گھر بسانے کی مطلق پرواہ نہ کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اپنی قسموں کے مطابق مرزا قادیانی نے اپنی بیوی زوجہ اول اور دو لڑکوں مرزا سلطان احمد و فضل احمد سے قطع تعلق کر لیا۔ (دیکھو اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۱۹ تا ۲۲۱)

مرزا قادیانی نے بار بار اسے محروم الارث کرنے کی دھمکی دی۔ اس لئے شریعت کو منسوخ کرنے کا ارتکاب جرم کیا۔

۸...... تہذیب، اخلاق اور حیا کو بالائے طاق رکھ دیا۔ کہ اپنی مطلوبہ کی خاطر بیٹے کو مجبور کیا۔ کہ وہ اپنی محبوبہ بیوی کو طلاق دے دے۔ اس بچارے نے اخلاقی جرأت سے کام لیا کہ اپنی بے گناہ اور عفیفہ بیوی کو طلاق نہیں دی۔ تو اس سے قطع تعلق کر لیا۔

۹...... اپنے نفس کی خواہش پوری نہ ہوتے دیکھ کر اللہ کی رضا پر راضی نہ رہے بلکہ اس غصہ میں آ کر معمولی اہل دنیا کی طرح بیوی اور بیٹوں سے قطع تعلق کر لیا اور بندۂ نفس وشہوت ہونے کا پورا ثبوت دیا۔

۱۰...... یہ سارے ڈھکوسلے ہی تھے۔ جنہیں الہام کے رنگ میں پیش کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی منظوری کے پروانے بھی دکھائے گئے۔ لیکن درحقیقت یہ صرف ایک نفسانی خواہش تھی جس کے لئے نہایت موزوں چالیں اور منصوبے اور تدبیریں کیں۔ جو ایک سچے اور حیادار مسلمان کی شان سے بھی بعید ہیں۔[۱]

اخیر میں ایک اور لطیفہ درج کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے سمدھی اور سمدھن کو اس امر کی تحریص دلائی کہ اگر یہ نکاح ہو گیا تو تمہاری لڑکی اور فضل احمد ہی میرے وارث ہوں گے اور اگر فضل احمد نہ مانے گا تو اسے محروم الارث کیا جائے گا۔ ادھر محمدی بیگم کے والد مرزا احمد بیگ کو بھی یہی لکھا کہ یہ نکاح تمہاری لڑکی کے لئے انواع واقسام کی برکات کا موجب ہوگا۔ گویا سمدھی۔ سمدھن بیٹے اور خسر موعود کو مال وجائیداد وراثت کی طمع دلاتے ہیں۔ لیکن احادیث صحیحہ سے واضح ہے کہ نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا۔ بعض احادیث کے الفاظ معہ ترجمہ اس طرح سے ہیں۔

الف...... ''النبی لایورث انما میراثه فی فقراء المسلمین والمساکین'' (امام احمد عن ابی بکر) جناب رسالت مآب ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔ ان کی میراث فقراء ومساکین کیلئے ہے۔

ب...... کل مال النبی صدقة الا ما اطعمه وکساهم انا لا نورث (ابوداؤد عن الزبیر) نبی کا تمام مال فقراء کے لئے صدقہ ہے۔ مگر جس قدر اس کے اہل وعیال کھالیں کیونکہ ہم کسی کو وارث نہیں چھوڑتے۔

ج...... واللہ لا تقسم ورثتی دینارًا ماترکت میں شئی بعد نفقته نسائی

ومعونة عاملی فهو صدقة (بخاری، مسلم، ابوداؤد، امام احمد، عن ابی ہریرہ) خدا کی قسم میرے وارثو ں میں روپیہ کی تقسیم نہ ہوگی۔ جو کچھ میں چھوڑوں وہ میری بیبیوں کے نان نفقہ اور عامل کی مزدوری کے بعد صدقہ ہے۔ (اس جگہ آنحضرت ﷺ نے قسم کھا کر تقسیم ترکہ کی ممانعت فرمائی ہے)

د...... لا نورث ما ترکنا صدقة (امام احمد بخاری مسلم) ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ ہمارا ترکہ تو صدقہ بن جاتا ہے۔

ھ...... نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث۔ ہم جملہ گروہ انبیاء کی سنت یہ ہے کہ نہ کسی مردے کا مال سنبھالتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔

ادھر تو یہ احادیث ہیں۔ جن کا صاف صاف مطلب یہ ہے کہ نبیوں کا مال کسی کی میراث نہیں ہوتا۔ ادھر مرزا قادیانی وراثت پکار رہے ہیں اور پھر دعویٰ کرتے ہیں نبوت ورسالت کا پس ان ہی کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر وثابت ہے کہ وہ نبی نہ تھے اور نہ انہیں اپنی نبوت پر دلی ایمان ویقین تھا۔ ورنہ یہ میراث کا جھگڑا کیوں درمیان میں لاتے؟۔

ایک خط

’’مرزا غلام احمد صاحب زاد عنایتہ، اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

گرامی نامہ پہنچا غریب طبع یا نیک جو کچھ بھی آپ تصور کریں۔ آپ کی مہربانی ہے۔ ہاں مسلمان ضرور ہوں۔ مگر آپ کی خودساختہ نبوت کا قائل نہیں ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے سلف صالحین کے طریقے پر ہی رکھے اور اس پر میرا خاتمہ بالخیر کرے۔ باقی رہا تعلق چھوڑنے کا مسئلہ تو بہترین تعلق خدا کا ہے۔ وہ نہ چھوٹے اور باقی اس عاجز مخلوق کا تعلق ہوا تو پھر کیا۔ نہ ہوا تو پھر کیا اور احمد بیگ کے متعلق میں کر ہی کیا سکتا ہوں۔ وہ ایک سیدھا سادھا مسلمان آدمی ہے۔ جو کچھ ہوا آپ کی طرف سے ہی ہوا۔ یہ ٹھیک ہے کہ خویش ہونے کی حیثیت سے آپ نے رشتہ طلب کیا۔ مگر آپ خیال فرمائیں کہ اگر آپ کی جگہ احمد بیگ ہوتا اور احمد بیگ آپ کی جگہ ہوتا تو خدا لگتی کہنا کہ تم کن کن باتوں کا خیال کر کے رشتہ دو گے۔ اگر احمد بیگ سوال کرتا اور وہ مجمع الرائض ہونے کے علاوہ پچاس سال سے زائد عمر کا ہوتا اور اس پر وہ مسیلمہ کذاب کے کان بھی کتر چکا ہوتا۔ (یعنی مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت کا جھوٹا مدعی ہوتا للمولف برنی) تو آپ رشتہ دیتے؟ (انصاف تو یہ ہے کہ مرزا شیر علی بیگ کی حجت کا جواب مرزا قادیانی صاحب نہ دے سکے۔ للمولف برنی) آپ کو خط لکھتے وقت، یوں آپے سے باہر نہیں ہونا چاہئے۔ لڑکیاں سب ہی کے گھروں میں ہیں

اور نظام عالم ان ہی باتوں سے قائم ہے۔ کچھ حرج نہیں اگر آپ طلاق دلوائیں گے۔ تو یہ بھی ایک پیغمبری کی نئی سنت قائم کر کے بدزبانی کا سیاہ داغ مول لیں گے۔ باقی روٹی تو خدا اس کو بھی کہیں سے دے ہی دے گا۔ تر نہ سہی خشک۔ مگر خشک بہتر ہے۔ جو پسینہ کی کمائی سے پیدا کی جاتی ہے۔ (بڑا لطیف طنز ہے۔ المولف برنی)

میں بھائی احمد بیگ کو خط لکھ رہا ہوں۔ بلکہ آپ کا خط بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔ مگر میں ان کی موجودگی میں کچھ نہیں کر سکتا اور میری بیوی کا کیا ہے۔ کہ وہ اپنی بیٹی کے لئے بھائی کی لڑکی کو ایک دائم المریض آدمی کو جو مراق سے خدائی تک پہنچ چکا ہے دینے کے لئے کس طرح لڑے۔ ہاں اگر وہ خود مان لیں تو میں اور میری بیوی حارج نہ ہوں گے۔ آپ خود ان کو لکھیں مگر درشت اور سخت الفاظ آپ کا قلم گرانے کا عادی ہو چکا ہے۔ اس سے جہاں تک ہو سکے اعراض کریں اور منت سماجت سے کام لیں۔ خاکسار علی شیر بیگ از قادیان ۴ر مئی ۱۸۹۱ء''

(منقول قادیانی مذہب ص۶۶۲،۶۶۳)

جب نکاح والی پیش گوئی کے پورا ہونے سے مرزا قادیانی مایوس ہو گئے اور قلبی صدمہ کے علاوہ مرزا قادیانی کو اعتراضوں کی بوچھاڑ اور خوف کا خیال ہوا تو آپ آخری وقت کی تصنیف (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰) میں لکھتے ہیں کہ: ''نکاح کے لئے ایک شرط تھی۔ جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا۔ تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔''

آگے چل کر کہتے ہیں کہ: ''کیا یونس علیہ السلام کی پیش گوئی نکاح پڑھنے سے کچھ کم تھی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ۴۰ دن تک اس قوم پر عذاب نازل ہوگا مگر عذاب نازل نہ ہوا۔ حالانکہ اس میں کسی شرط کی تصریح نہیں تھی۔ پس وہ خدا جس نے ایسا ناطق فیصلہ منسوخ کر دیا۔ اس پر مشکل تھا کہ اس طرح نکاح کو بھی منسوخ یا کسی وقت پر ٹال دے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

اس قول میں مرزا قادیانی نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے بلکہ ایک نہیں کئی جھوٹ بولے ہیں اس طرح (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں لکھ دیا ہے کہ: ''میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔'' یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ حدیثوں اور آسمانی کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔ اب ذرا اس جھوٹ کی تفصیل ملاحظہ ہو۔

مرزا قادیانی کے نکاح کی پیش گوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی میں زمین

آسمان کا فرق ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر چالیس دنوں تک عذاب نازل ہوگا۔ محض غلط ہے۔ اس فیصلہ کا ذکر نہ قرآن شریف میں ہے نہ کسی صحیح حدیث میں۔ نہ توریت وانجیل میں۔ پھر یہ قطعی فیصلہ مرزا قادیانی کی زبان درازی اور دروغ گوئی نہیں تو اور کیا ہے؟ جب اس فیصلہ کا ذکر کسی آسمانی کتاب میں نہیں اور کسی صحیح حدیث میں نہیں تو اس کے جھوٹ ہونے میں کیا تردد ہو سکتا ہے۔ اگر کسی غیر معتبر روایت میں اس کا ذکر ہو بھی تو اسے فیصلہ آسمانی کہا جا سکتا۔ یہ مرزا قادیانی کا صریح فریب ہے کہ اپنے جھوٹ پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک بے اصل بات کو فیصلہ آسمانی سے موسوم کرتے ہیں اور اپنی تصانیف میں بار بار اس کا ذکر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں نے حدیثوں اور آسمانی کتابوں کو آگے رکھ دیا۔

اسی طرح سے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں کوئی شرط نہ تھی صاف جھوٹ اور کذب ہے اول تو قطعی طور پر اس پیشگوئی کا ثبوت نہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ پھر شرطی اور غیر شرطی کا کیا مذکور اور اگر بعض روایتوں سے پیش گوئی کا حال معلوم ہوتا ہے تو شرطی ہونے کا ثبوت بھی وہیں سے ملتا ہے۔ چنانچہ وہ روایات حسب ذیل ہیں۔

۱...... شیخ زادہ ج۲ص ۳۶۵ میں درج ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی کہ اپنی قوم سے کہیں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے یہ پیغام الٰہی اپنی قوم کو پہنچا دیا اور ان کے انکار کے بعد ان کے پاس سے چلے گئے۔''

۲...... (روح المعانی ج پنجم ص۳۸۴) میں یوں ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر وحی کی کہ اپنی قوم سے کہو کہ اگر تم ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب آئے گا۔ انہوں نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ مگر یہ لوگ ایمان نہ لائے۔ پس حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس سے چلے گئے۔ جب کفار نے ان کو نہ دیکھا تو اپنے انکار پر نادم ہوئے اور حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں نکلے۔ مگر وہ نہ ملے۔''

۳...... ایسا ہی تفسیر کبیر میں ذکر ہے۔

اب ملاحظہ ہو کہ تین کتابوں سے حضرت یونس علیہ السلام کی پیشگوئی میں شرط دکھلا دی گئی۔ تفسیر کبیر مرزا قادیانی کے نزدیک بھی نہایت معتبر ہے اور انجام آتھم وغیرہ میں اس کے حوالے دیئے ہیں۔ پھر کس طرح جھوٹ کہے جاتے ہیں کہ پیش گوئی میں شرط نہیں تھی۔

باقی رہا یہ امر کہ نکاح والی پیش گوئی اور حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی برابر ہیں۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ بوجوہات ذیل

۱...... نکاح والی پیش گوئی قطعی اور یقینی ہے اور اس کی بناء متواتر الہامات پر رکھی گئی تھی اور بعد میں بھی وقتاً فوقتاً الہام اس کی تائید میں ہوتے رہے۔ جیسا کہ فصل گذشتہ میں ذکر ہو چکا ہے۔ برخلاف اس کے حضرت یونس علیہ السلام کی پیش گوئی کا ثبوت نہ کسی الہامی کتاب سے ملتا ہے نہ احادیث صحیح سے۔ اس کا ماخذ بعض ضعیف روایات ہیں۔

۲...... منکوحہ آسمانی کے واپس آنے کا الہام ان الفاظ میں تھا۔ ''فسیکفیکهم الله ویردها الیك انا کنا فاعلین'' (انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ص۶۰)

(اللہ ان مخالفوں کے لئے تیری طرف سے کافی ہوگا اور اس عورت کو تیری طرف واپس لائے گا اور ہم ایسا ہی کریں گے) مگر حضرت یونس علیہ السلام کو اس طرح نہیں کہا گیا۔

۳...... مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا۔ ''الحق من ربك فلا تکن من الممترین''

(ازالہ اوہام ص۳۹۸، خزائن ج۳ص۳۰۶)

(یعنی اس عورت کا واپس ہو کر تیرے نکاح میں آنا حق ہے تو اس میں شک نہ کر) حضرت یونس علیہ السلام سے ایسا ارشاد نہیں ہوا۔

۴...... مرزا قادیانی کے الہام میں ہے۔ ''لا تبدیل لکلمات الله''

(انجام آتھم ص۶۰،۶۱، خزائن ج۱۱ص۶۰،۶۱)

(یعنی خدا کی باتیں بدلا نہیں کرتیں) حضرت یونس علیہ السلام کو اس معاملہ میں اس طرح کہنا کسی ضعیف روایات میں بھی مذکور نہیں۔

۵...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ ''بار بار کی توجہ سے یہ الہام ہوا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک مانع دور کرنے کے بعد اس لڑکی کو انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔''

(ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ص۳۰۵)

مگر حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا نہیں فرمایا کہ پیش گوئی ہر حالت میں ضرور ہی ظہور میں آئے گی۔

۶...... مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے نکاح پر خدا کی قسم کھائی اور کوئی بھلا آدمی اسی بات پر قسم کھا سکتا ہے۔ جس کے وقوع کی اسے پیش گوئی از وقت خبر دی گئی ہو اور اسے آسمان سے یقینی اطلاع مل چکی ہو۔ لیکن حضرت یونس علیہ السلام نے کوئی قسم نہیں کھائی۔ پس اس حلفیہ پیش گوئی کا پورا نہ ہونا مرزا قادیانی کے کذب کی صریح دلیل ہے۔

ان حالات میں ان دونوں پیش گوئیوں کو کسی صورت میں یکساں نہیں کہا جاسکتا اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ یونس علیہ السلام کی پیش گوئی ایک آسمانی فیصلہ تھا اور اس میں شرط نہ تھی اور میں نے آسمانی کتابوں اور حدیثوں کو آگے رکھ دیا۔ یہ تو بالکل جھوٹ اور صریح کذب ہے۔

مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی کی موت کے متعلق ان الفاظ میں پیش گوئی تھی۔

۱...... ''جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز خدا کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔''

(جنگ مقدس ص۲۱۰، خزائن ج۵ ص۲۹۲)

۲...... آتھم کی بابت پیش گوئی کے لفظ یہ تھے کہ وہ پندرہ مہینے میں ہلاک ہو جائے گا۔''

(حقیقت الوحی ص۱۸۶، خزائن ج۲۲ ص۱۹۲)

ان دونوں حوالوں کا مطلب یہ ہے کہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ لیکن اس صاف صاف بیان کے برخلاف (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶) پر تحریر کرتے ہیں: ''کہ پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ جو شخص اپنے عقیدے کی رو سے جھوٹا ہے۔ وہ پہلے مرے گا۔''

اب دیکھ لیجئے۔ کہاں پندرہ ماہ کا تعین اور کہاں جھوٹے کا سچے سے پہلے مرنا۔ یہ پچھلا فقرہ بالکل جھوٹ اس لئے تراشا گیا کہ آتھم میعاد مقررہ میں فوت نہیں ہوا۔

اللہ! اللہ! یا تو ان دو پیش گوئیوں کو عیسائیوں اور مسلمانوں کے لئے عظیم الشان نشان اور اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیتے تھے۔ یا اب متردد ہو کر اور برسوں منتظر رہ کر اس قدر کمزوری دکھاتے ہیں جو صریح دلیل کذب ہے حوالہ مذکور میں آگے چل کر کہتے ہیں کہ:

''اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً کوئی شریر النفس ان تین ہزار معجزات کا کبھی ذکر نہ کرے جو ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے اور حدیبیہ کی پیش گوئی کو بار بار ذکر کرے کہ وہ وقت انداز کردہ پر پوری نہ ہوئی۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳)

عبارت زیر خط حضرت رسالت مآب ﷺ پر ایسا کھلا حملہ اور ناپاک الزام ہے۔ جو قادیانی نبی کاذب کے منہ سے ہی نکل سکتا ہے۔ ورنہ آنحضرت ﷺ نے کوئی پیش گوئی بقید وقت نہیں فرمائی۔ جو اپنے وقت پر پوری نہ ہوئی ہو۔ چونکہ اس الزام دینے میں مرزا قادیانی نے بڑی چالاکی اور بے باکی سے اپنے ایمان کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس لئے اصل قصہ ذرا وضاحت سے درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ ناظرین حضرت نبی ﷺ کا صدق اور مرزا قادیانی کا کذب بخوبی دیکھ لیں۔

ذیقعدہ ۶ھ میں جناب رسالت مآب ﷺ نے عمرہ کا ارادہ فرمایا۔ اس وقت مکہ مکرمہ ابھی کفار کے ہی زیر قبضہ تھا۔ لیکن کفار مکہ اپنے مذہبی خیال سے کسی حج اور عمرہ کرنے والے کو نہیں روکتے تھے اور شوال، ذیقعد، ذی الحج اور رجب کے مہینوں میں لڑائی کو منع جانتے تھے۔ آپ عمرہ کے لئے تشریف لے چلے اور چودہ پندرہ سو صحابہ ساتھ ہوئے۔

حدیبیہ پہنچ کر یا روانگی سے قبل آپ نے خواب دیکھا کہ ہم معہ تمام اصحاب کے بلا خوف و خطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں اور ارکان حج ادا کئے ہیں یہ آپ ﷺ کا خواب کوئی الہامی پیش گوئی نہیں نہ اس میں کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے۔ یہ خواب آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے بیان فرمایا۔ چونکہ حضور ﷺ اس سال عمرہ کا ارادہ فرما رہے تھے اور انبیاء علیہم السلام کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اصحاب کو یقین ہوا کہ ہم اسی سال حج کریں گے۔ یہ خیال نہیں رہا کہ حضرت رسول ﷺ نے سال کا تعین نہیں فرمایا۔ حدیبیہ میں کفار مانع آئے۔ مگر کچھ شرائط کے ساتھ اس پر صلح ہوگئی۔ کہ اس سال نہ جائیں۔ آئندہ سال عمرہ کریں۔ جب حضور ﷺ نے حدیبیہ سے واپسی کا ارادہ فرمایا تھا۔ کہ ہم خانہ کعبہ جائیں گے اور طواف کریں گے۔ اسی پر حضرت رسالت مآب ﷺ نے فرمایا کہ ہاں میں نے کہا تو تھا مگر کیا یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم داخل ہوں گے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔ کہ نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ خانۂ کعبہ میں داخل ہوگے اور طواف کرو گے۔ یعنی ہمارے خواب کا ظہور کسی وقت ہوگا۔ (یہ روایت صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد میں ہے) خداتعالیٰ نے آئندہ سال میں اس خواب کا ظہور دکھا دیا۔ پھر ایک سال بعد فتح مکہ ہوئی اور نہایت کامل طور سے اس کی صداقت کا ظہور ہوا۔ غرض دو سال کے اندر وہ خواب یا پیش گوئی کامل طور سے پوری ہوگئی۔

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ ۶ھ میں حضرت رسالت مآب ﷺ نے عمرہ کا ارادہ اس خواب کی بناء پر کیا تھا یا صرف عمرہ کا شوق اور کفار مکہ کی حالت کا معلوم کرنا اس کا مقصود تھا۔ کامل تحقیق اس امر کی شہادت دیتی ہے۔ کہ عمرہ کرنے کا خیال اس سفر کا باعث ہوا تھا۔ کیونکہ کسی روایت سے ثابت نہیں ہوتا۔ کہ خواب کا دیکھنا موجب سفر ہوا صحیح روایت تو یہی ہے کہ حدیبیہ پہنچ کر حضور انور ﷺ نے وہ خواب دیکھا تھا۔ اس کی صحت بلحاظ راوی کے اور باعتبار ناقلین کے ہر طرح ثابت ہوتی ہے۔ اس کے راوی مجاہدؒ ہیں جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے شاگرد رشید اور نہایت ثقہ ہیں اور اس روایت کو اکثر مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ تفسیر درمنثور میں اس روایت کو پانچ محدثین سے اس طرح نقل کیا گیا ہے کہ:

عن مجاهد قال اری رسول الله ﷺ وھو بالحدیبیة انه یدخل مکة ھوو اصحابه امنین الخ (درمنثور ج٦ ص۸۰) مجاہدؒ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب بے خوف دخطر مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔

علی ھذا تفسیر جامع البیان طبری۔ فتح الباری۔ عمدہ القاری اور ارشاد الساری میں بھی اسی طرح ہے کہ یہ خواب حدیبیہ میں دیکھا گیا۔

جس روایت میں مدینہ شریف میں اس خواب کا دیکھا جانا بیان کیا گیا ہے وہ ضعیف ہے اور اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضور انور ﷺ نے یہ سفر اس خواب کی وجہ سے اختیار فرمایا۔

بہرحال اس بیان سے ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کا حضور رسالت مآب ﷺ پر یہ الزام کہ حدیبیہ والی پیش گوئی وقت اندازہ کردہ پر پوری نہ ہوئی محض غلط اور جھوٹ ہے اور بقول مرزا قادیانی کوئی شریر النفس ہی ایسا کہہ سکتا ہے اور یہ جھوٹ مرزا قادیانی نے محض اپنی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے تراشا ہے۔ آخیر میں قرآن شریف سے بھی اس خواب کی صداقت ظاہر کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”لقد صدق الله رسوله الرؤیا بالحق (الفتح:۲۷)“

اب دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ تو اپنے رسول ﷺ کے خواب کو تاکید کے ساتھ سچا بیان فرماتا ہے اور مرزا قادیانی رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا خاطی اور غلط فہم (نعوذ باللہ منہا) قرار دیتے رہے ہیں۔ اس نص قرآنی کے مقابلہ میں خواب رسالت کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ کہنا۔ کہ حدیبیہ والی پیش گوئی وقت اندازکردہ پر پوری نہیں ہوئی۔ کس قدر جسارت اور بے ایمانی کی بات ہے۔

مرزا قادیانی نے اپنا جھوٹ پھیلانے کے لئے آسمانی کتابوں کو بھی خالی نہیں رکھا۔ چنانچہ اس کتاب میں بائبل اور قرآن کریم کے متعلق مرزا قادیانی کے دو جھوٹ بیان کئے گئے ہیں۔

(رسالہ ضرورۃ الامام ص۱۷، خزائن ج۱۳ ص۴۸۸) پر لکھتے ہیں کہ: ”بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ۴۰۰ نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعہ جو ایک سفید جن کا کرتب تھا۔ ایک بادشاہ کی فتح کی پیش گوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اس لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی۔“

اس واقعہ کو نہ صرف ضرورۃ الامام میں بلکہ (ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹) میں بھی اسی طرح لکھا ہے اور اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی جھوٹے الہام ہو جاتے تھے۔ (معاذ اللہ عنہا) اگر نبیوں کو بھی شیطانی الہام ہوتے اور ان کی پیش گوئیاں اس طرح غلط نکلتیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں عموماً غلط نکلیں تو پھر نبیوں اور رمالوں اور پانڈوں میں کیا فرق رہا۔

لیکن ناظرین! مرزا قادیانی کے اس بیان میں صداقت کا ایک ذرہ بھی نہیں۔ یہ محض دھوکہ ہے اور صرف یہ ایک واقعہ ہی مرزا قادیانی کے کذب کی صریح دلیل ہے اور اگر مرزائی خوف خدا کو مدنظر رکھ کر اس پر غور کریں۔ تو فوراً ان سے الگ ہو جائیں اور ان کی تعلیم کو خیر باد کہہ دیں۔

مرزا قادیانی نے محض بائبل میں لکھا ہے۔ تحریر کر دیا۔ ورنہ کوئی حوالہ نہیں دیا اور جھوٹ لکھنے کے لئے یہی عادت تھی کہ قرآن میں یوں لکھا ہے۔ حدیث میں یوں آیا ہے۔ بائبل سے ایسا ظاہر ہوتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ! لکھ دیا کرتے تھے۔ ورنہ اصل واقعہ دیکھ کر فوراً ان کا جھوٹ ظاہر ہو جاتا۔

اب بائبل میں اس واقعہ کو تلاش کیا جاوے تو کتاب سلاطین اول باب ۱۶ تا ۲۱ میں اس طرح سے لکھا ہے کہ یہ ۴۰۰ سو شخص بعل بت کے پجاری تھے۔ بادشاہ وقت کو جو بعل پرست تھا کسی دشمن سے مقابلہ پیش آیا۔ اس نے ان نبیوں سے دریافت کیا تو انہوں نے پیش گوئی کر دی کہ تو اس دشمن پر فتح یاب ہوگا۔ ان کے مقابلہ میں ایک سچا نبی بھی اس زمانہ میں موجود تھا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اس بادشاہ سے کہا کہ تو شکست کھا کر مارا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جیسا کہ اس حقانی نبی نے کہا تھا اور ان چار سو ۴۰۰ پجاریوں کا قول غلط نکلا۔ جس کو مرزا قادیانی ۴۰۰ نبیوں کا الہام بتاتے ہیں۔ ہاں اگر مرزا قادیانی اپنی نبوت کا سلسلہ بھی ان ۴۰۰ نبیوں کے ساتھ ملاتے ہیں تو ہم بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

الہامات

۱...... ’’انت منی بمنزلۃ توحیدی وتفریدی فحان ان تعان وتعرف بین الناس‘‘ (براہین احمدیہ حصہ سوم ص۴۸۹، خزائن ج۱ ص۵۸۱)

ترجمہ: وہ مجھ سے بمنزلہ میری توحید وتفرید کے ہے۔ سو وہ وقت آ گیا جو تیری مدد کی جائے اور تجھ کو لوگوں میں مشہور کیا جائے گا۔

۲...... ''دس دن بعد میں موج دکھاتا ہوں:''الا ان نصر الله قریب'' فی شایل مقیاس دن ول یو گو ٹو امرت سر۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۶۹ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ص۵۵۹)

۳...... ''آئی ایم کورلر۔''هذا شاهد نزاع''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۷۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ص۵۶۳)

۴...... ''آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آتا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۷۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ص۵۶۵)

۵...... ''اپریل ۱۸۸۳ء صبح کے وقت بیداری ہی میں جہلم سے روانہ ہونے کی اطلاع دی گئی۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۷۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ص۵۶۷)

۱...... ''آئی لو یو (I love you) میں تم سے محبت کرتا ہوں۔''

(براہین احمدیہ ص۴۸۰، حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ص۵۷۱)

۲...... ''آئی ایم ود یو (I am with you) میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

(براہین احمدیہ ص۴۸۰، حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ص۵۷۱)

۳...... ''آئی شیل ہیلپ یو (I shell help you) میں تمہاری مدد کروں گا۔''

(براہین احمدیہ ص۴۸۰، حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ص۵۷۱)

۴...... ''آئی کین وہٹ آئی ول ڈو (I can what I will do) میں کر سکتا ہوں جو چاہوں گا۔''

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ۴۸۰، خزائن ج۱ص۴۷۲)

نوٹ: (ان الہامات ۱۱تا۱۵ کے نزول کے وقت) ''ایک ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے۔ کہ جو سر پر کھڑا ہوا بول رہا ہو اور باوجود پر دہشت ہونے کے پھر بھی اس میں ایک لذت تھی۔ جس سے روح کو معنی کرنے سے پہلے ہی ایک تسلی اور تشفی ملتی تھی۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۸۰ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ص۵۷۲)

۵...... ''وی کین وہٹ وی ول ڈو (We can what we will do) ہم کر سکتے ہیں جو چاہیں گے۔''

۶...... ''دس از مائی اینمی (This is my enemy) یہ میرا دشمن ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۸۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ص۵۷۲)

۷...... ’’آئی ایم بائی عیسیٰ (I am by Isa) میں عیسیٰ کے ساتھ ہوں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۸۲ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۵۷۳)

۸...... ’’یس آئی ایم ہیپی (Yes I am happy) ترجمہ الہامی۔ ہاں میں خوش ہوں۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۴۸۳ خزائن ج۱ ص۵۷۵)

۹...... ’’لائف آف پین (Life of pain) زندگی دکھ کی۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ۴۸۳ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۵۷۵)

۱۰...... ’’گاڈ از کمنگ بائی ہز آرمی ہی از ود یوٹو کل اینمی (God is coming by his Army, he is with you to kill enemy) خدائے تعالیٰ دلائل اور براہین کا لشکر لے کر چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو مغلوب اور ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۸۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۵۷۶)

۱۱...... ’’بورکت یا احمد وکان ما بارك الله فيك حقاء فيك ‘‘(اے احمد تو مبارک کیا گیا ہے اور خدا نے تجھ میں برکت رکھی ہے۔ وہ حقانی طور پر رکھی ہے)

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ۴۸۶، خزائن ج۱ ص۵۷۹)

۱۲...... ’’شانك عجيب واجرك قريب ‘‘(تیری شان عجیب ہے اور تیرا بدلہ نزدیک ہے) (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ۴۸۶، خزائن ج۱ ص۵۷۹)

۱۳...... ’’انی راض منك. انی رافعك الی. الارض والسماء معك كما هو معی ‘‘(میں تجھ سے راضی ہوں۔ میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ زمین اور آسمان تیرے ساتھ ہیں۔ جیسے وہ میرے ساتھ ہیں۔ ھو کا ضمیر واحد بتاویل ما فی السموٰت والارض ہے۔ ان کلمات کا حاصل مطلب تلطفات اور برکات الٰہیہ ہیں جو حضرت خیر الرسل کی متابعت کی برکت سے ہر ایک کامل مومن کے شامل حال ہوجاتی ہے اور حقیقی طور پر مصداق ان سب عنایات کا آنحضرت ﷺ ہیں اور دوسرے سب طفیلی ہیں اور اس بات کو ہر جگہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہر ایک مدح وثناء جو کسی مومن کے الہامات میں کی جائے۔ وہ حقیقی طور پر آنحضرت ﷺ کی مدح ہوتی ہے اور وہ مومن بقدر اپنی متابعت کے اس مدح سے حصہ حاصل کرتا ہے اور وہ بھی محض خدائے تعالیٰ کے لطف واحسان سے نہ کسی اپنی لیاقت اور خوبی سے۔ پھر بعد اس کے فرمایا:

۱۴...... ’’انت وجيه فی حضرتی اخترتك لنفسی ‘‘۔(تو میری درگاہ میں وجیہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے اختیار کیا) (براہین احمدیہ ص۴۸۷ تا ۴۸۹، خزائن ج۱ ص۵۷۹ تا ۵۸۱)

۱۵...... ''انا انزلناه قریباً من القادیان بالحق انزلناه وبالحق نزل صدق اللّٰہ وصدق رسولہ وکان امر اللّٰہ مفعولا '' ہم نے ان نشانوں اور عجائبات کو اور نیز اس الہام پر از معارف وحقائق کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور ضرورت حقہ کے ساتھ اتارا ہے اور بضرورت حقہ اترا ہے۔ خدا اور اس کے رسول نے خبر دی تھی کہ جو اپنے وقت پر پوری ہوئی اور جو کچھ خدا نے چاہا تھا وہ ہونا ہی تھا۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۱۶...... ''ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ '' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (براہین احمدیہ ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

۱۷...... آئی لو یو۔ آئی شیل گو یو لارج پارٹی آف اسلام۔ I love you. I shell give you a large party of Islam. میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میں تم کو ایک بڑی جماعت اسلام کی دوں گا۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

۱۸...... ''یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی وجاعل الذین اتبعو فوق الذین کفرو الیٰ یوم القیمة ثلة من الاولین وثلة من الاخرین ''۔ (اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا اور تیرے تابعین کو منکروں پر قیامت تک غلبہ بخشوں گا۔ پہلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے اور پچھلوں میں سے بھی ایک گروہ ہے) اس جگہ عیسیٰ کے نام سے بھی یہی عاجز مراد ہے۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۶،۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴،۶۶۵)

۱۹...... میں اپنی چمکار دکھاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اٹھاؤں گا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔ ''الفتنة ھھنا فاصبر کما صبر اولو العزم ''۔ (اس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوالعزم نبیوں کی طرح صبر کر) (براہین احمدیہ ص۵۵۶تا۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴تا۶۶۵)

۲۰...... ''فلما تجلیٰ ربہ للجبل جعلہ دکا '' (جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا) (براہین احمدیہ ص۵۵۶تا۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴تا۶۶۵)

۱...... (ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ ص۴۴۳) پر لکھتے ہیں۔ میرے صدق یا کذب آزمانے کے لئے میری پیش گوئیاں ہی کافی ہیں۔

۲...... (اربعین نمبر۴ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۶۱ حاشیہ) پر لکھتے ہیں: ''اگر ثابت ہو کہ میری سو پیش گوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔

حضرات! مرزا قادیانی نے جب خود ہی ہمارے سامنے فیصلہ کی ایک آسان سی صورت اور اپنا قوی پہلو رکھ دیا ہے تو ہم مرزا قادیانی کو انہیں کے پسندیدہ اور انہی کے پیش کردہ ''معیار صداقت'' کے مطابق پرکھ لیتے ہیں۔ تاکہ قادیانی امت پر اتمام حجت ہو سکے۔

۱...... مرزا قادیانی نے امرتسر شہر میں ایک عیسائی پادری عبداللہ آتھم سے مباحثہ کیا جو ۲۲؍مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو۔ ۵؍جون ۱۸۹۳ء تک ہوتا رہا۔ مرزا قادیانی نے اپنا آخری پرچہ ۵؍جون ۱۸۹۳ء کو دس بج کر تیس منٹ پروے کر مباحثہ کو یوں ختم کر دیا کہ: ''آج رات مجھ پر کھلا ہے کہ عبداللہ آتھم آج کی تاریخ سے پندرہ ماہ کے اندر اندر مر جائے گا۔ اگر وہ پندرہ ماہ کے اندر اندر نہ مرے۔'' تو مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''مجھے ذلیل کیا جائے۔''

۲...... ''روسیاہ کیا جائے۔''

۳...... ''میرے گلے میں رسا ڈالا جائے۔''

۴...... ''مجھ کو پھانسی دیا جائے۔''

۵...... ''زمین وآسمان ٹل جائیں پر اس (خدا) کی باتیں نہ ٹلیں گی۔''

(دیکھو جنگ مقدس ص۲۱۰،۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

حضرات! اب مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق پادری عبداللہ آتھم کی موت کا آخری دن ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء تھا۔ مرزا قادیانی خود اور آپ کی اہلیہ صاحبہ اور مریدین کا ایک جم غفیر پندرہ ماہ کے دوران نہایت تضرع اور ابتہال سے دعاؤں میں مصروف رہے کہ آتھم مر جائے۔ لیکن عبداللہ آتھم نے پندرہ ماہ کے دوران نہ مرنا تھا نہ مرا۔ جب آتھم کی میعاد میں ایک دن باقی رہ گیا تو مرزا قادیانی کے دو خاص مرید عبداللہ سنوری اور حامد علی ساری رات چنے کے دانوں پر وظیفہ پڑھتے رہے۔ پھر یہ دونوں صاحبان وہ دانے اٹھا کر قادیان کے شمال کی جانب ایک غیر آباد کنویں میں ڈال آئے۔ (سیرت المہدی ج۱ ص۱۷۸، بروایت نمبر۱۶۰)

جس کا مطلب یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے چنوں پر وظیفہ پڑھنے سے آتھم مر جائے گا۔ ۵؍ستمبر کو جو کہ مرزا قادیانی کی تحریر کے مطابق آتھم کی زندگی کا آخری دن تھا اس دن بھی مرزا قادیانی نے فرمایا کہ آج سورج غروب نہیں ہوگا کہ آتھم مر جائے گا۔ لیکن مرزا قادیانی کی

پیش گوئی۔ دعاؤں اور وظائف سے آتھم نہ مرنا تھا نہ مرا۔ بلکہ مرزا قادیانی کی مقرر کردہ میعاد سے قریباً دو سال بعد ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو اپنی طبعی موت مرا۔ لیکن مرزا قادیانی کی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔

۲...... مرزا قادیانی کو ۱۸۸۱ء میں ایک ''الہام'' ہوا تھا ''بکر وثیبٌ '' اس الہام کی تشریح مرزا قادیانی اپنی کتاب (تریاق القلوب کے ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۱) پر لکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ دو عورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک کنواری ہوگی اور دوسری بیوہ۔ کنواری کے متعلق جو الہام کا حصہ ہے وہ پورا ہوگیا اور بیوہ کے الہام کا انتظار ہے۔ مزید تاکید کے لئے مرزا قادیانی (ضمیمہ انجام آتھم کے ص ۱۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۸) پر لکھتے ہیں کہ مقدر یوں ہے کہ: ''میری پہلے شادی ایک کنواری عورت سے ہوگی پھر ایک بیوہ سے۔''

ہم قادیانی امت سے صرف یہ سوال کرتے ہیں کہ وہ کون سی ایسی عورت بیوہ تھی جس سے مرزا قادیانی کا نکاح ان کے ''الہام'' کے مطابق ہوا اور اس بیوہ عورت کے خاوند کا نام کیا تھا اور وہ کب فوت ہوا اور بیوہ عورت مرزا قادیانی کی زوجیت میں کب آئی؟ قادیانی امت کا جو فرد بھی ایسی نشاندہی کردے اس کو پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ان کی زندگی میں کسی بھی بیوہ عورت سے نکاح ہوا ہی نہیں۔ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

۳...... ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء کو مرزا قادیانی نے ایک پیش گوئی کا اشتہار دیا کہ: ''خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا ہے کہ خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس اشتہار کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ایک دوسرے اشتہار واجب الاظہار میں لکھا ہے کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیش گوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے بیان کی تھی کہ اس نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ بعض بابرکت عورتیں اس اشتہار کے بعد بھی تیرے نکاح میں آئیں گی اور ان سے اولاد پیدا ہوگی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۲۴)

لیکن ۱۸۸۶ء یا اس کے بعد مرزا قادیانی کا بہت سی عورتوں سے نکاح ہونا تو کجا کسی ایک عورت سے بھی نکاح نہ ہوا۔ اگر ہوا ہو تو قادیانی امت کا کوئی فرد اس عورت کا نام بتانے کی جرأت کرے۔ جو اس اشتہار کے بعد ان کی ماں بنی ہو۔ ہم علی الاعلان کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

ثبوت حیات مسیح علیہ السلام از احادیث نبویہ

پہلی حدیث...... ”عن جابر ان رسول الله ﷺ قال عرض علی الانبیاء فاذا موسی ضرب من الرجال کانه من رجال شنوءة ورایت عیسی ابن مریم فاذا اقرب من رأیت به شبها عروة بن مسعود“

(رواہ مسلم منقول از مشکوۃ باب بدأ الخلق الفصل الاول، ص ۵۰۸)

حضرت جابرؓ آنحضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات انبیاء ﷺ سے ملے۔ موسیٰ علیہ السلام تو دبلے پتلے تھے گویہ قبیلۂ شنوہ کے مردوں سے ملتے ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام مشابہ تھے ساتھ عروہ بن مسعودؓ کے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام رسول اللہ جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا ہوا ہے۔ حضرت عروہ بن مسعودؓ سے مشابہ ہیں اسے ملحوظ رکھ کر دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

دوسری حدیث...... اسی مسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ نکلے گا دجال پس رہے گا (زمین پر) چالیس (راوی حدیث کہتا ہے) نہیں جانتا ہوں میں کہ چالیس کے لفظ سے سال مراد ہے یا مہینے یا دن۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے ”فیبعث الله عیسیٰ ابن مریم کانه عروة بن مسعود فیطلبه فیهلکم“۔ پس بھیجے گا اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو گویا وہ عروہ بن مسعود ہے پس وہ ڈھونڈیں گے دجال کو۔ پس ہلاک کریں گے اس کو۔

(مشکوۃ ص ۴۸۱، باب لاتقوم الساعۃ)

پہلی حدیث میں جس مسیح ابن مریم کو آسمان پر دیکھا دوسری میں اسی کا نزول بتایا پس ثابت ہوا کہ وہی حضرت مسیح ابن مریم رسول اللہ تشریف لائیں گے نہ کہ کوئی دیہاتی مولود۔

تیسری حدیث...... ہم ثبوت حیات مسیح از قرآن میں بآیت ثابت کرآئے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کے لئے ازواج واولاد مقدر تھی حالانکہ حضرت مسیح کی نہ بیوی تھی نہ اولاد۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کے بھی اس پر دستخط ہیں پس لازمی ہے کہ مسیح دوبارہ آئیں۔ آکر شادی کریں۔ اس امر کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔

”حضرت ابوایوبؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انبیاء کی چار سنتیں مشترکہ ہیں: ۱...... حیاء۔ ۲...... ختنہ کرنا۔ ۳...... خوشبو لگانی اور مسواک کرنی۔ ۴...... والنکاح۔

(ترمذی، مشکوۃ باب السواک ص ۴۴)

چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق آنحضرت ﷺ نے اس سنت ضروریہ کا یوں اثبات فرمایا کہ:''عن عبدالله ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ ینزل عیسی ابن مریم الی الارض فیتزوج ویولده ویمکث خمسا واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری (مشکوٰۃ ص ٤٨٠)''عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ بن مریم زمین پر اتریں گے اور نکاح کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال دنیا میں رہیں گے اور پھر فوت ہوں گے پس میرے پاس میرے مقبرے میں دفن ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر آنحضرت ﷺ سے ملحق ہوگی اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ وہ میری قبر میں دفن ہوں گے۔اس کی مثال مرزا قادیانی کی تحریر میں بھی ہے۔حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کی قبریں آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہیں ان کے متعلق مرزا قادیانی لکھتے ہیں:''ان کو یہ مرتبہ ملا کہ آنحضرت ﷺ سے ایسے ملحق ہوکر دفن کئے گئے کہ گویا ایک ہی قبر ہے۔''

(نزول المسیح ص۴۷، خزائن ج۱۸ص۴۲۵)

جو مطلب ومراد اس تحریر کی ہے وہی آنحضرت ﷺ کی ہے فقرہ یدفن معی فی قبری کے اصلی معنی یہ ہیں کہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) میرے ساتھ ایک ہی روضہ میں دفن ہوں گے۔جو حضرات عربی ادب سے ذوق رکھتے ہیں ان کو معلوم ہے کہ''فی''سے مراد کبھی قرب بھی ہوتا ہے جیسے بورك من فی النار (نمل:۸) یعنی موسیٰ علیہ السلام پر برکت نازل کی گئی جو آگ کے قریب تھے نہ کہ اندر۔

مرزا قادیانی بھی اس معنی کی تائید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں''اس حدیث کے معنی ظاہر پر ہی عمل کریں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی آجائے جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔ (ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ص۳۵۲)

ایسا ہی (مشکوٰۃ فضائل سید المرسلین فصل ثانی ص۵۱۵) میں حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔تورات میں آنحضرت ﷺ کی صفت میں یہ مرقوم ہے کہ''عیسی ابن مریم یدفن معه قال ابو مودود قد بقی فی البیت موضع قبر''۔عیسیٰ آنحضرت ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔ابومودود راوی حدیث جو صلحاء وفضلائے مدینہ شریف میں سے تھے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے حجرے میں ابھی ایک قبر کی جگہ باقی ہے، یونہی (تفسیر ابن کثیر میں ج۳ص۲۴۵) زیرآیت ان من اهل الکتب بروایت طبرانی، ابن عساکر، تاریخ

بخاری حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضرت مسیح آنحضرت ﷺ کے حجرہ میں دفن ہوں گے اوران کی قبر چوتھی ہوگی۔فیکون قبرہ رابعا

ان احادیث صحیحہ سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں جو زمین پر اتریں گے چالیس سال گزار کر پھر وفات پائیں گے اور حجرہ نبویہ میں مدفون ہوں گے۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی مانا ہے بلکہ نکاح محمدی بیگم کے لئے اور لڑکے بشیر کے حق میں اسے دلیل قرار دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷، حاشیہ کشتی نوح ص ۱۵، خزائن ج ۱۹ ص ۱۶)

امام ابوحنیفہؒ واحمد بن حنبلؒ

مذکورہ بالا ائمہ کرام کے متعلق بھی بلاثبوت افترا کیا ہے کہ یہ سب اس مسئلہ میں خاموش تھے لہٰذا وفات مسیح کے قائل تھے۔

الجواب: ''نزول عیسی علیه السلام من السماء..... حق کائن''

(شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶)

۲...... امام احمد بن حنبل کی مسند میں تو بیسیوں احادیث حیات مسیح کی موجود ہیں۔لہٰذا ان کو قائل وفات گروانا انتہائی ڈھٹائی ہے۔

مرزا قادیانی کے اخلاق

''آپ کا یہ خیال کہ گویا یہ عاجز براہین احمدیہ کی فروخت میں دس ہزار روپیہ لوگوں سے لے کر خرد برد کر گیا ہے۔یہ اس شیطان نے آپ کو سبق دیا ہے جو ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا ہے۔ آپ کو کیوں کر معلوم ہوگیا کہ میری نیت میں براہین کا طبع کرنا نہیں۔اگر براہین طبع ہوکر شائع ہوگئی تو کیا اس دن شرم کا تقاضا نہیں ہوگا۔آپ غرق ہو جائیں۔ہر یک دیر بدظنی پر مبنی نہیں ہوسکتی اور میں نے تو اشتہار بھی دے دیا تھا کہ ہر یک مستعجل اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے اور بہت سا روپیہ واپس بھی کر دیا۔قرآن کریم جس کی خلق اللہ کو بہت ضرورت تھی اور جو لوح محفوظ میں قدیم سے جمع تھا تئیس سال میں نازل ہوا اور آپ جیسے بدظنیوں کے مارے ہوئے اعتراض کرتے رہے کہ لولا نزل علیه القرآن جملة واحدة (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۶، خزائن ج ۵ ص ۳۰۶)

قولہ...... ''جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے اس دن سے آپ کی کوئی تحریر کوئی تقریر کوئی خط کوئی تصنیف جھوٹ سے خالی نہیں۔''

اقول...... اے شیخ نامہ سیاہ۔ اس دروغ بے فروغ کے جواب میں کیا کہوں اور کیا لکھوں۔ خدائے تعالیٰ تجھ کو آپ ہی جواب دیوے کہ اب تو حد سے بڑھ گیا ہے۔ اے بدقسمت انسان تو ان بہتانوں کے ساتھ کب تک جئے گا۔ کب تک تو اس لڑائی میں جو خدائے تعالیٰ سے لڑ رہا ہے موت سے بچتا رہے گا۔ اگر مجھ کو تو نے یا کسی نے اپنی نابینائی سے دروغ گو سمجھا۔ تو یہ کچھ نئی بات نہیں آپ کے ہم خصلت ابوجہل اور ابولہب بھی خدا تعالیٰ کے نبی صادق کو کذاب جانتے تھے۔ انسان جب فرط تعصب سے اندھا ہو جاتا ہے تو صادق کی ہر ایک بات اس کو کذب ہی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن خدائے تعالیٰ صادق کا انجام بخیر کرتا ہے اور کاذب کے نقش ہستی کو مٹا دیتا ہے۔ ''ان اللّٰہ مع الذین اتقو والذین ھم محسنون'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۶، ۳۰۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

قولہ...... (آپ نے) بحث سے گریز کر کے انواع اتہام اور اکاذیب کا اشتہار دیا۔

اقول...... یہ سب آپ کے دروغ بے فروغ ہیں جو بہ باعث تقاضائے فطرت بے اختیار آپ کے منہ سے نکل رہے ہیں۔ ورنہ جو لوگ میری اور آپ کی تحریروں کو غور سے دیکھتے ہیں وہ خود فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا اتہام اور کذب اور گریز اس عاجز کا خاصہ ہے یا خود آپ ہی کا۔ چالاکی کی باتیں اگر آپ نہ کریں تو اور کون کرے۔ ایک تو قانون گو شیخ ہوئے دوسرے چار حرف پڑھنے کا دماغ میں کیڑا ہے۔ مگر خوب یاد رکھو وہ دن آتا ہے کہ خود خداوند تعالیٰ ظاہر کر دے گا کہ ہم دونوں میں سے کون کاذب اور مفتر اور خدا تعالیٰ کی نظر میں ذلیل ورسوا ہے اور کس کی خداند کریم آسمانی تائیدات سے عزت ظاہر کرتا ہے ذرا صبر کرو اور انجام کو دیکھو۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۰۷، خزائن ج۵ ص۳۰۷)

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (احزاب:۴۰) یایھا الناس ان ربکم واحد واباکم واحد ودینکم واحد ونبییکم واحد لا نبی بعدی (کنزالعمال ج۳ ص۹۳، حدیث نمبر ۵۶۵۵)

اے میری امت کے لوگو! یادرکھو تمہارا خدا ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تمہارا دین ایک ہے، تمہارا نبی بھی ایک ہی ہے، اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ جب دوسرا نبی آجائے تو امت بھی اور ہو جاتی ہے۔ پہلے نبی کی امت نہیں رہتی۔ دوسرا نبی ماننا باعث اختلاف ہے۔

نوٹ: نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس کی امت اور کتاب ہو، مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعویٰ میں ضروری ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار

کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور ایک امت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۴، خزائن ج ۵ ص ۳۴۴)

نتیجہ...... جو شخص مرزا کو مانے گا وہ محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہ رکھے گا۔ اگرچہ قرآن پاک میں بیسیوں آیات اور بھی موجود ہیں جو ختم نبوت پر روشنی ڈال رہی ہیں۔ مگر ہم انہی پر اکتفا کر کے چند احادیث نبویہ درج کرتے ہیں۔

پہلی حدیث...... "عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلى ومثل الانبياء كمثل قصرا حسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطان به النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة فكنت انا سددت موضع اللبنه ختم بى البنيان وختم بى الرسل وفى رواية فانا اللبنة وانا خاتم النبيين" (بخاری ج ۱ ص ۵۰۱، مسلم ج ۲ ص ۲۴۸، مشکوٰۃ)

(باب فضائل سید المرسلین) ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول ﷺ نے میری اور انبیاء کی مثال مانند ایک ایسے محل کے ہے کہ اچھی بنائی گئی ہو عمارت اس کی۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو لوگ گھومتے ہیں اس کے گرد اور تعجب کرتے ہیں اس کی حسن عمارت پر۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ سو میں ہوں وہ مبارک اینٹ جس نے اس جگہ کو پر کیا۔ ختم ہو گیا میری ذات کے باعث نبوت کا محل۔ بدیں صورت ختم ہو گیا ہے میری ذات پر رسولوں کا سلسلہ۔

ایک روایت میں ہے کہ نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں اور میں ہی نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں۔

دوسری حدیث...... "وعن ابى هريرة ان رسول اللهﷺ قال فضلت على الانبياء (ب) بست اعطيت جوامع الكلم ونصرت بالرعب واحلت لى الغنائم وجعلت لى الارض مسجد وطهور او ارسلت الى الخلق كافة وختم بى النبيون" (مسلم ج ۱ ص ۱۹۹، مشکوٰۃ)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں چھ باتوں میں جملہ انبیاء پر فضیلت دیا گیا ہوں:

۱...... کلمات جامع مجھے ہی ملے۔
۲...... فتح دیا گیا میں ساتھ رعب کے
۳...... حلال کی گئیں میرے لئے غنیمتیں

۴...... تمام زمین میرے لئے سجدہ گاہ پاک بنائی گئی۔

۵...... رسول ﷺ بنایا گیا ہوں میں تمام کافۂ ناس کے لئے۔

۶...... ختم کئے گئے میرے ساتھ تمام انبیاء۔

تیسری حدیث...... ''عن ثوبانؓ قال قال رسول الله ﷺ ...... وانه سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی الله انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' (ابوداؤد ج۲ ص۱۲۷، ترمذی ج۲ ص۴۵)

ضرور میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک ان میں کا اپنے تئیں نبی ٹھہرائے گا۔ حالانکہ میں نبیوں کو ختم کر چکا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

معلوم ہوا کہ امت محمدیہ میں جو نبی پیدا ہوگا کذاب ہوگا۔

اسی باب میں دوسری روایت بخاری و مسلم میں ان دجالوں کذابوں کا قیامت تک ہونا فرمایا ہے۔

چوتھی حدیث...... ''عن العرباض بن ساریةؓ عن رسول الله ﷺ انه قال انی عند الله مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل بی طینة''

(شرح السنہ ج۷ ص۱۳، حدیث نمبر ۳۵۲۰، احمد در مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص۵۱۳)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام جس زمانہ میں گوندھی ہوئی مٹی کی ہیئت میں تھے میں اس وقت بھی خدا کے نزدیک نبیوں کو بند کرنے والا لکھا تھا۔

پانچویں حدیث...... ''وعن جابر ان النبی ﷺ قال انا قائد المرسلین ولا فخر وانا خاتم النبیین ولا فخر'' (رواہ الدارمی، مشکوٰۃ ص۵۱۴، باب فضائل سید المرسلین)

فرمایا میں قائد انبیاء ہوں۔ میں خاتم الانبیاء ہوں یہ فخر سے نہیں کہتا ہوں۔

چھٹی حدیث...... ''ان لی اسماء انا محمد وانا احمد الی قوله وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعده نبی''۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ باب اسماء النبی ﷺ ص۵۱۵) فرمایا میرے کئی نام ہیں میں محمد ﷺ ہوں۔ احمد ﷺ ہوں۔ عاقب ہوں اور عاقب سے مراد یہ ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

ساتویں حدیث...... ''قال النبی ﷺ لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب'' (ترمذی ج۲ ص۲۰۹، مشکوٰۃ باب مناقب عمرؓ ص۵۵۸) اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔

آٹھویں حدیث...... ’’قال رسول اللہ ﷺ لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی‘‘ (بخاری ج۲ ص۶۳۳، مسلم ج۲ ص۲۷۸، مشکوٰۃ باب مناقب علیؓ) اے علیؓ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا ہارون علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام سے۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

نویں حدیث...... ’’کانت بنواسرائیل تسوسهم الانبیاء کلماهلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفا فیکثرون‘‘ (بخاری ص۴۱۱ ج۱، مسلم کتاب الایمان ج۲ ص۱۲۶، مسند احمد ج۱ ص۲۹۷، ابن ماجہ وغیرہ) بنی اسرائیل کی عنان سیاست انبیاء کے ہاتھوں میں رہی۔ جب ایک نبی فوت ہوتا۔ اس کا جانشین نبی ہی ہوتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ عنقریب خلفاء کا سلسلہ شروع ہوگا پس بکثرت ہوں گے۔

اس حدیث کی تشریح قول مرزا سے یوں ہوتی ہے: ’’وحی ورسالت ختم ہوگئی مگر ولایت وامامت وخلافت کبھی ختم نہ ہوگی...... الخ۔‘‘

(مکتوب مرزا اور تشحیذ الاذہان ج۱ نمبر۱ ص۱)

دسویں حدیث...... ’’ان الرسالته والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی‘‘ (ترمذی ج۲ ص۵۱)

رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد کوئی رسول اور کوئی نبی نہیں ہوگا۔

سو اس کی بابت مرزا قادیانی فرماتے ہیں: ’’ابھی ثابت ہوچکا ہے کہ اب وحی ورسالت تا بقیامت منقطع ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲، آئینہ کمالات ص۳۷۷، خزائن ج۵ ص۳۷۷) پر لکھتے ہیں: ’’وما کان اللہ ان یرسل نبینا بعد نبینا خاتم النبیین وما کا یحدث سلسلة النبوة ثانیاً بعد انقطاعها‘‘

یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبیین کے بعد کسی کو بھی نبی کر کے بھیجے اور نہ یہ ہوگا کہ سلسلہ نبوت اس کے منقطع ہوجانے کے بعد پھر جاری کرے۔‘‘

(حمامۃ البشریٰ ص۳۴، خزائن ج۷ ص۲۰۰) پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’قد انقطع الوحی بعده وفاته ختم اللہ به النبیین‘‘

بے شک آپ ﷺ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر نبیوں کا خاتمہ کردیا ہے۔‘‘

"وان رسولنا خاتم النبيين وعليه انقطعت سلسلة المرسلين"

(حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۹)

تحقیق ہمارے رسول ﷺ ختم النبیین ہیں اور ان پر رسولوں کا سلسلہ قطع ہو گیا۔

تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ مرزا غلام احمد اور ان کے متبعین ایک طرف مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور احادیث صحیحہ کی تاویل اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں۔ مسلمان کا تو یہ ایمانی فرض ہے کہ قرآن وحدیث کے آگے سرخم کر دے اور بلاچون وچرا اس کو تسلیم کرے۔ تب تو وہ مسلمان ہے ورنہ اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ اب مرزا قادیانی کا احادیث اور اسلام کے متعلق عقیدہ ونظریہ ملاحظہ فرمائیے۔

"جو حدیث میرے الہام کیخلاف ہو ہم اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص ۳۰، ۳۱ ملخص، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰ وازالہ اوہام وغیرہ)

آپ کے الہاموں کی جو حالت ہے۔ روشن ہے۔ جن کا سراسر غلط ہونا اس مختصر رسالہ میں بھی ثابت کیا جا چکا ہے اور فصل آئندہ خصوصیت سے قابل ملاحظہ ہے۔ بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی حسب طریق سلف صالحین اپنے الہاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کرتے۔ الٹا حدیثوں کو اپنے الہاموں پر پیش کرتے ہیں اور تقویٰ اور خوف خدا کو چھوڑ کر عجب وتکبر سے آنحضرت ﷺ پر فضیلت حاصل کرنا چاہتے ہیں اور زبانی دعویٰ یہ ہے کہ میں فنافی الرسول ہوں اور بوجہ کامل اتباع عین محمد ﷺ بن گیا ہوں۔ میرے وجود میں محمد کے سوائے کچھ نہیں ہے۔

(دیکھو اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

خدا کی توہین

"ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ وحی رسالت تابقیامت منقطع ہے۔"

(ازالہ اوہام ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

مرزا قادیانی اس اعتقاد پر اعتراض کرتے ہیں: "کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں پھر بعد اس کے سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا؟ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی؟" (ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۱۴۴، خزائن ج ۲۱ ص ۳۱۲)

"میں اپنے نفس پر اتنا قابو رکھتا ہوں اور خدا نے میرے نفس کو ایسا بنایا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک سال بھر میرے سامنے میرے نفس کو گندی گالیاں دیتا رہے آخر وہی شرمندہ ہوگا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ میرے پاؤں جگہ سے اکھاڑ نہ سکا۔" (منظور الٰہی ص ۱۹۸)

قادیانی بھائیو! اس تحریر کو پڑھ کر ذرا اس تحریر پر نظر ڈالنا جس میں ایک آریہ نے صرف اتنا اعتراض کیا تھا: ”کہ آپ کوڑی کوڑی کو لاچار ہیں“ اور مرزا قادیانی نے اسے لڑکی دینے کا قصہ سنایا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

۱...... ”بعض نادان صحابی۔“ (ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۰، خزائن ۲۱ ص ۲۷۵)

۲...... ”ابوہریرہؓ غبی تھا درائت اچھی نہیں رکھتا تھا۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۸ خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

۳...... ”بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ جن کی درایت عمدہ نہ تھی۔“ (اعجاز احمدی، ایضاً)

۴...... ”ابوہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص ہے اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابوہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔“

(ضمیمہ نصرۃ الحق ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۱ ص ۴۱۰)

مولوی عبدالحق غزنوی مرحوم

”بھائی مرا اس کی بیوہ کو اپنی طرف گھسیٹ لیا واہ رے شیخ چلی کے بھائی۔“

(انوار الاسلام ص ۳۸، خزائن ج ۹ ص ۴۰)

”عبدالحق نے اشتہار دیا تھا کہ اس کے گھر لڑکا پیدا ہوگا (یہ بالکل جھوٹ ہے ناقل) وہ لڑکا کہاں گیا کیا اندر ہی اندر تحلیل پا گیا۔ پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا؟“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۱، تحفہ غزنویہ ص ۲۵، خزائن ج ۱۵ ص ۵۵۵)

”اگر عبدالحق ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے۔“

(انوار الاسلام ص ۳۰، خزائن ج ۹ ص ۱۳)

ناظرین کرام! یہ مختصر سا خاکہ ہے ان گالیوں کا جو مرزا نے نام لے کر علماء کرام کو دیں حالانکہ خود انہی مرزا قادیانی کا قول ہے: ”کسی شخص کو جاہل، نادان، دنیا پرست، مکار، فریبی، گنوار، متکبر وغیرہ الفاظ کہنے والا شریفوں اور منصفوں کے اور نیک سرشت لوگوں کے نزدیک گندہ طبع اور بدزبان ہوتا ہے۔“

(مفہوم اشتہار ۹ ستمبر ۱۸۹۵ء مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۴ ص ۱۴، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۴۶)

اسی طرح محمود حسن امروہی مرزا قادیانی کے مقرب حواری لکھتے ہیں کہ: ”کسی خاص شخص کو بے حیا وغیرہ کہنا خلاف تہذیب ہے۔“ (اعلام الناس ص ۹۰ حصہ دوم)

عام علماء کرام کو گالیاں

''بد بخت مفتریو! نہ معلوم یہ وحشی فرقہ شرم و حیا سے کیوں کام نہیں لیتا۔ مخالف مولویوں کا منہ کالا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

اے مردار خور! مولویو (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵) نالائق مولوی، نفاق زدہ یہودی سیرت۔ (حاشیہ انجام آتھم ص ۲۴، خزائن ج ۱۱ ص ۲۴)

''بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں اے مردار خور۔''

''مولویو اور گندی روحو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۵)

''یک چشم مولوی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۲، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۸)

''بعض مولوی دنیا کے کتے۔'' (استفتاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۲ ص ۱۲۸)

''پلید طبع۔'' (ایام الصلح ص ۱۶۵، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳)

''یہودی صفت۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۷)

''یہودی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۷)

''نادان۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

''شریر کتوں کی طرح۔'' (تریاق القلوب ص ۱۴۸، ۳۵۳، خزائن ج ۱۵ ص ۴۶۳)

''دنیا پرست۔'' (ضیاء الحق ص ۲۷، خزائن ج ۹ ص ۲۸۵)

''فطری بدذات، سیاہ دل۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

''اے شریر مولویو اور ان کے چیلو اور غزنی کے ناپاک سکھو۔''

(ضیاء الحق ص ۳۲، خزائن ج ۹ ص ۲۹۱)

''بخیل طبع۔'' (ضیاء الحق ص ۳۸، خزائن ج ۹ ص ۳۰۰)

''بدذات مولوی۔'' (ضمیمہ انجام ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

''بے ایمانو، نیم عیسائیو، دجال کے ہمراہیو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹ حاشیہ)

عام قوم اہل اسلام و دیگر مخالفین

''کوئی نرا بے حیا ہو تو اس کے لئے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اسی طرح مان لے جیسا اس نے آنحضرت ﷺ کی نبوت کو مان لیا ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۸، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰)

''نادان، بدبخت، شقی۔'' (اعجاز احمدی ص ۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۲)

''ظالم طبع مخالفوں نے جھوٹ کی نجاست کھائی۔''

(نزول المسیح ص ۸، خزائن ج ۱۸ص ۳۸۶)

''بعض ڈوموں کی طرح۔'' (تبلیغ رسالت ج ۱ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۱ص ۲۸)

''بعض کتوں کی طرح، بعض بھیڑیوں کی طرح، بعض سوروں کی طرح، بعض سانپوں کی طرح ڈنک مارتے ہیں۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۲۳۸، خزائن ج ۱۶ص ۲۳۸)

''اے بے حیا قوم۔'' (سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ص ۸)

''خبیث طبع لوگ۔'' (سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ص ۸)

''اے نادانو! عقل کے اندھو۔'' (حقیقت الوحی ص ۴۶، خزائن ج ۲۲ص ۴۸)

حضرات غور فرمایئے مرزا غلام احمد قادیانی اس قسم کی بداخلاقی کر کے کیا کسی اچھے عہدے پر پہنچ سکتے ہیں۔ اگر مخالفین نے آپ کے خلاف سختی کی تو آپ کا یہ فرض تھا کہ آپ اخلاق اور محبت سے اپنے خیالات کا اظہار کرتے۔ افسوس آپ اخلاق میں بھی پورے نہیں اترے۔

قرآن واحادیث پر مرزا قادیانی کا ایمان

مرزا قادیانی (ازالہ اوہام ص ۷۰۸، خزائن ج ۳ص ۴۸۲) میں لکھتے ہیں کہ: ''میں قرآن شریف کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں۔'' پھر آگے چل کر اسی (ازالہ اوہام ص ۷۲۱ تا ص ۷۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۸۸) میں لکھتے ہیں کہ: ''قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا۔ میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔''

قرآن شریف کا زمین سے اٹھ جانا اور اس میں غلطیوں کا ہونا نص قرآنی ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون '' ترجمہ: ''یہ قرآن ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔'' کے قطعی برخلاف ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف دنیا پر نازل فرما کر اس کی حفاظت کا خود وعدہ فرمایا اور قرآن شریف میں کہیں نہیں فرمایا کہ کبھی یہ قرآن آسمان پر چلا جائے گا اور پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ زمین پر واپس بھیجا جائے گا۔ تو مرزا قادیانی کا یہ ادعا محض باطل ہے۔ باقی رہا آپ کا قرآن شریف کی غلطیاں نکالنا اور اس کے اسرار ورموز بیان کرنا جس کی بابت بہت لمبے چوڑے دعوے کئے جاتے ہیں۔

اس کا نمونہ اس کتاب کے گذشتہ اوراق میں دیا گیا ہے کہ خلاف تعلیم قرآن آپ نے کیسے کیسے باطل عقائد مسلمانوں میں پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ قرآن شریف کی تحریف معنوی میں آپ نے خوب زور خرچ کیا ہے۔ قرآن شریف کی آیات کے معنی اور مطلب کچھ ہیں اور آپ کچھ اور معنی کرتے ہیں۔ جنہیں علماء نے رد کیا ہے۔ اگر اسی کا نام آسمان سے قرآن کا دوبارہ لانا

ہے۔ تو ہم اسے دور سے سلام کرتے ہیں۔

کشف کی حالت میں آپ کو ”انا انزلناه قریبا من القادیان“ بھی قرآن میں لکھا ہوا نظر آیا۔ (ازالہ اوہام ص ۷۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۸) مگر قرآن اس تحریف سے اب بھی پاک ہے۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی اپنی (تفسیر ص ۳۰۱) پر تحریر فرماتے ہیں کہ: ”لا تلبسو الحق بالباطل وتکتمون الحق“ کے معنی یہی ہیں کہ قرآن مجید کے معنی حسب خواہش نفس کے لئے جاویں اور سیاق وسباق کا لحاظ نہ رکھا جاوے اور ضمائر کو خلاف قرینہ راجع کیا جاوے جیسا کہ اکثر گمراہ فرقے اسلام میں سے کیا کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی بھی قرآن شریف کے معنی کرنے میں ایسا ہی کرتے رہے۔ جیسا مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام میں انہوں نے ضمائر کے ایرپھیر سے کام لیا ہے اور آیات قرآنی کے معنی اپنے مفید مطلب نکالنے کی کوشش کی ہے۔ جھوٹ نمبر ۸۵

”واذا العشار عطلت“ یعنی ایک ایسی نئی سواری نکلے گی جس کی وجہ سے اونٹنیاں بے کار ہو جائیں گی اور ایسا ہی حدیث میں بھی فرمایا گیا تھا ”لیترکن القلاص فلا یسعی علیھا“ اب دیکھ لو کہ ریل کے اجراء سے یہ پیش گوئی کیسی صاف صاف پوری ہوگئی اور عنقریب جب مکہ تک ریل آئے گی۔“ (ملخص، چشمہ معرفت ص ۴۷، خزائن ج ۲۳ ص ۸۱، ۸۲)

”اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔“ (ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۶)

”نبی میں اجتماع توجہ بالا ارادہ ہوتا ہے جذبات پر قابو ہوتا ہے۔“

(رسالہ ریویو ص ۳۰، بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء از ڈاکٹر شاہ نواز احمدی)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر ایم اے کتاب (سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۱۶، ۱۷، بروایت نمبر ۱۹) پر لکھتا ہے: ”بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اٹھو آیا پھر اس کے کچھ عرصہ بعد طبیعت خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اس کے کچھ عرصہ بعد طبیعت خراب ہوگئی (فرمایا) میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے لگے۔“

چونکہ مرزا قادیانی سچے انسان نہیں تھے اور خداوند تعالیٰ کو ان کا کذاب ہونا روز روشن کی طرح عیاں کرنا تھا کہ آج تک مکہ معظمہ تک ریل نہیں پہنچی اور مدینہ منورہ سے آگے نہیں بڑھی۔

''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنی یہ کرتے ہیں کہ وہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنی بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنی بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنی یہی ہیں۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۱ نمبر ۲ ص ۵، ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵)

مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کا عقیدہ پر لکھتے ہیں:

۱...... ''یہ بات تو بالکل جھوٹا منصوبہ ہے اور یا کسی مراقی عورت کا وہم'' (حاشیہ کتاب البریہ ص ۲۵۶، خزائن ج ۱۳ ص ۲۷۴) صاف عیاں ہے کہ مراقی شخص کی کسی بات کا اعتبار نہیں اس کی باتیں وہم ہی وہم ہوتی ہیں نہ حقیقت۔

۲...... ڈاکٹر شاہ نواز مرزائی رسالہ ریویو اگست ۱۹۰۶ء پر راقم ہیں: ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۴۶...... اور میری تصدیق کے لئے خدا نے دس ہزار سے بھی زیادہ نشان دکھلائے۔ (تحفۃ الندوہ ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۴۷...... ''رسول اللہ ﷺ نے میری گواہی دی ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۴۹...... ''پہلے نبیوں نے میرے آنے کا زمانہ متعین کر دیا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۵۰...... ''اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے کہ جو یہی زمانہ ہے۔''

(تحفۃ الندوہ ص ۴، خزائن ج ۱۹ ص ۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۵۱...... ’’اور میرے لئے آسمان نے بھی گواہی دی اور (نمبر ۱۵۲) زمین نے بھی (نمبر ۱۵۳) اور کوئی نبی نہیں جو میرے لئے گواہی نہیں دے چکا اور یہ جو میں نے کہا کہ (نمبر ۱۵۴) میرے دس ہزار نشان ہیں یہ بطور (نمبر ۱۵۵) کفایت لکھا گیا۔ ورنہ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر ایک سفید کتاب ہزار جز کی بھی کتاب ہو اور اس میں میں اپنے دلائل صدق لکھنا چاہوں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ کتاب ختم ہو جائے گی اور وہ دلائل ختم نہیں ہوں گے۔ (تحفۃ الندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۵۶...... ’’اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۷)

جھوٹ نمبر ۱۵۷...... ’’اگر حدیث معراج نے ابن مریم کو مردہ روحوں میں نہیں بٹھا دیا تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۷)

جھوٹ نمبر ۱۵۸...... ’’اگر قرآن نے سورۃ نور میں نہیں کہا کہ اس امت کے خلیفے اسی امت میں سے ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۷)

جھوٹ نمبر ۱۵۹...... ’’اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

جھوٹ نمبر ۱۶۰...... ’’مگر اس وقت اگر میری جماعت کے لوگ ایک جگہ آباد کئے جاویں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ شہر امرت سر سے بھی کچھ زیادہ ہوگا۔‘‘ (تحفۃ الندوہ ص۶، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

(مرزا قادیانی کے یہ بلند بانگ دعوے بے سند اور جھوٹ پر مبنی ہیں ناظرین خود فیصلہ کریں۔ اسی کتاب کے آخر پر دستخط کر رہے ہیں مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کی اپنی حیثیت یہ تھی لیکن دعویٰ کے بعد آپ نے لاکھوں روپے کمائے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک طرف تو کامل اتباع رسولؐ کے بعد آپ کو یہ درجات نصیب ہوئے اور نبی کا نام پانے کے لئے آپ ہی کو مخصوص کیا گیا۔ کامل اتباع تو یہ تھی کہ حضور سرکار دو عالمﷺ اتنی دولت یا جائیداد چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ ہر مسلمان اس امر سے بخوبی واقف ہے کہ مہینوں در دولت پر چولہا نہیں جلتا تھا۔ مفصل دیکھئے شمائل ترمذی۔ اتباع تو یہ تھی۔ مگر آپ کی اتباع نہ معلوم کس قسم کی ہے۔ کہ نہ آپ کی دیانت میں، نہ معاملات میں، نہ اخلاق میں۔ کسی میں بھی آپ پورے نہیں اترتے۔ حضرت انس بن مالکؓ دس سال تک حضورﷺ کی خدمت مبارک میں رہے اور آپ کا بیان ہے کہ حضورﷺ نے ان دس سال میں کبھی یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ

یہ کام کیوں کیا اور یہ کام کیوں نہیں کیا۔ ایک آپ ہیں کہ اپنے مخالفین کے ساتھ کس قدر سخت اور بد اخلاقی کے ساتھ آپ پیش آتے ہیں۔ مخالفین تو غلط اور صحیح بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن جو شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اس کا اخلاق تو ایسا ہونا چاہئے کہ دنیا والے اس کی تعریف کریں اور کہیں کہ دنیا والوں نے سختی کی لیکن اس نے کتنے اخلاق اور شرافت کا ثبوت دیا۔ مثلاً دو آدمی شارع عام پر لڑ رہے ہوں۔ ایک آدمی سراسر زیادتی کرے یا گالی گلوچ کرے تو ہر شخص یہ کہے گا کہ بھئی اس شخص کی زیادتی ہے اور اگر دونوں شخص گالی گلوچ کریں تو ہر شخص یہ کہے گا کہ بھئی اس نے بھی گالی دی اور اس نے بھی گالی دی۔ دونوں برابر ہو گئے اور تعریف اس شخص کی کی جائے گی جو بد اخلاقی اور گالی کا جواب خندہ پیشانی سے دے۔ مرزا قادیانی اس معیار پر پورے نہیں اترے۔

سخت دورہ

''بیان کیا کہ مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت (مرزا) صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا اور کبھی ادھر کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۲۸، بروایت نمبر ۳۶)

زنانی نماز

حضور مرزا قادیانی کسی تکلیف کی وجہ سے جب مسجد نہ جا سکتے تھے۔ تو اندر عورتوں میں نماز باجماعت پڑھاتے تھے اور حضرت بیوی صاحبہ (مرزا قادیانی کی اہلیہ) صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں بلکہ حضرت مرزا قادیانی کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔

(تقریر مفتی محمد صادق صاحب قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۷۷ ص ۸، مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۲۵ء)

''حضور (مرزا قادیانی) اپنی عمر کے آخری سالوں میں جب دوران سر وغیرہ تکلیف کے سبب مغرب، عشاء اور فجر گھر پر ہی پڑھنے لگے تو حضور گھر میں عورتوں کو جماعت سے نماز پڑھایا کرتے تھے۔ کبھی کھڑے ہو کر اور کبھی بیٹھ کر اور حضور کے پیچھے اکثر گھر کی مستورات ہوا کرتی تھیں ایسے موقعوں پر میں نے بھی بڑی کثرت سے بالخصوص ۱۹۰۵ء میں کئی ماہ تک باغ میں زلزلہ کے

پیچھے نمازیں پڑھی ہیں جن میں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں حضور (مرزا قادیانی) کے دائیں طرف کھڑا ہوتا تھا اور مستورات پیچھے ہوتی تھیں۔"

(میر محمد اسحاق صاحب قادیانی کی روایت مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۴ نمبر ۱۰۸ مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۳۶ء)

اسٹیشن کی سیر

"بیان کیا حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ اسٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی۔ آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں...... حضرت نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردہ کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب جواب لے آئے۔"

(سیرت المہدی حصہ اول ص ۶۳ روایت نمبر ۷۷)

مرض الموت

"خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ر مئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔ رات کے پچھلے پہر کے قریب مجھے جگایا گیا۔ یا شاید لوگوں کے چلنے پھرنے سے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) اسہال کی بیماری میں مبتلا ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی اور میرے دل میں یہی خیال آیا کہ یہ مرض الموت ہے۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اول ص ۹ روایت نمبر ۱۲)

وقت آخر

خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے۔ جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس تصدیق کرنے کیلئے بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ

صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا کہ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرا گیا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے تو آپ نے کہا کہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آپ سمجھ گئی تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشا ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۱، ۱۲، روایت نمبر ۱۲)

"حضرت مرزا قادیانی جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو بہت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا تھا۔ جب میں حضرت (مرزا قادیانی) کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے وبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے آپ کا انتقال ہو گیا۔" (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے خسر میر ناصر صاحب قادیانی کے خود نوشتہ حالات۔ مندرجہ حیات ناصر ص ۱۴ مرتبہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی)

"تاریخ داں لوگ جانتے ہیں کہ آپ کے یعنی (آنحضرت ﷺ کے) گھر میں ۱۱ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۸۶، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹)

حالانکہ آنحضرت ﷺ کی اولاد بھی گیارہ نہ تھی۔ مرزا قادیانی کی تاریخ سب سے جدا معلوم ہوتی ہے۔

سچا جھوٹ

"مولوی محمد علی مونگیری اور ان کے اعوان و انصار جن کی غرض اس صوبہ بہار میں

بالخصوص یہ ہے کہ جس طرح ہو احمدیوں کے خلاف عوام کو بہکایا جائے اپنے صحیفوں، ٹریکٹوں اور نیز اپنے بیانات میں ہمیشہ عوام کو یہ دکھلاتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اخبار بدر میں معاذ اللہ یہ جھوٹ لکھا ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کے گیارہ بیٹے فوت ہوئے۔ ہر چند ان کو اچھی طرح سمجھایا گیا کہ یہ جھوٹ نہیں ہو سکتا اور کسی طرح اس پر جھوٹ کی تعریف صادق نہیں آتی اور نیز کہنے والے کی غرض ہرگز جھوٹ بیان کرنے کی نہیں ہے۔ مگر عناد و تعصب نے انہیں سمجھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔" (اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ رمئی ۱۹۲۲ء ج ۹ ص ۹۳،۹۴)

جھوٹا سچ

"میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں گا اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آئے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس مجھ سے دشمنی کیوں ہے وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتے۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا ہے۔ جو مسیح موعود اور مہدی اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا۔ تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا۔ تو سب لوگ گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ والسلام۔ بقلم خود مرزا غلام احمد" (اخبار الفضل بدر مورخہ ۱۹ رجولائی ۱۹۰۲ء منقول از مہدی نمبر ۱ ص ۴۳)

مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے سلسلہ میں بے حد کذب بیانی کی ہے کہیں لاکھ کہیں تین لاکھ کہیں اس سے بھی زیادہ۔ لیکن مردم شماری ۱۹۳۰ء کی رو سے صحیح تعداد ۵۵ ہزار درج ہے۔ لیکن خلیفہ محمود احمد قادیانی کے خطبہ کے مطابق ۱۹۳۰ء میں ۵۔۷،۶۔۷ ہزار بنتی ہے۔ "ہم تو صرف یہیں دیکھیں گے کہ میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ وہ چار پانچ لاکھ کی جماعت کے امام ہیں یا کہ ۹۵ فیصد جماعت میں سے ان کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں یا ان کا یہ بیان کہ اس حصہ جماعت کی تعداد جنہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی کل دو فی صد کہاں تک صحیح ہے یا کون سی بات ان میں سے سچی اور کون سی جھوٹی ہے۔ کیونکہ میاں صاحب اور ان کے مریدین آئے دن یہ اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور) جماعت احمدیہ کے کسی بھی حصہ کی قائم مقام نہیں۔" (قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ج ۵ نمبر ۵۹، مورخہ ۶ رفروری ۱۹۱۸ء)

مقدمہ اخبار مباہلہ میں قادیانی گواہوں نے قادیانیوں کی تعداد دس لاکھ بیان کی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں کوکب دری کے قادیانی مؤلف کے قول کے مطابق بیس لاکھ قادیانی دنیا میں موجود

تھے۔ ستمبر ۱۹۳۲ء میں بھیرہ (پنجاب) کے مناظرہ میں مبارک احمد قادیانی پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان نے قادیانیوں کی تعداد پچاس لاکھ بیان کی، حال ہی میں عبدالرحیم درد قادیانی مبلغ نے انگلستان میں مسٹر فلبی کے سامنے بیان کیا تھا کہ پنجاب کے مسلمانوں میں غالب اکثریت قادیانیوں کی ہے۔ پنجاب میں قریباً ڈیڑھ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ اس حساب سے بقول عبدالرحیم گویا ۷۵ لاکھ سے بھی زیادہ قادیانی پنجاب میں موجود ہیں۔

(رسالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ج۵ نمبر ۱۰)

لیکن سرکاری مردم شماری کا خدا بھلا کرے کہ سارا بھانڈا پھوٹ گیا اور بالآخر لاچار ہوکر میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی کو اصلی تعداد تسلیم کرنی پڑی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”جس وقت ہماری تعداد آج کی تعداد سے بہت کم یعنی سرکاری مردم شماری کی رو سے اٹھارہ سو تھی۔ اس وقت اخبار بدر کے خریداروں کی تعداد ۱۴۰۰ تھی اس وقت سرکاری مردم شماری ۵۶ ہزار ہے اور اگر پہلی نسبت کا لحاظ رکھا جائے۔ تو ہمارے اخبار کے صرف پنجاب میں ۴۰۰۰ سے زائد خریدار ہونے چاہئیں۔“

(خطبہ میاں محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۲ نمبر ۱۶، ۱۵ راگست ۱۹۴۳ء

”ہماری جماعت مردم شماری کی رو سے پنجاب میں ۵۶ ہزار ہے گو یہ بالکل غلط ہے۔ بے شک غلط ہے۔ سرکاری رپورٹ ۱۹۳۱ میں مجموعی تعداد ۵۵ ہزار درج ہے جس میں لاہوری جماعت کے کئی ہزار لوگ بھی شامل ہیں۔ (اس طرح میاں محمود احمد کی جماعت کی تعداد پچاس ہزار بھی نہیں رہتی للمؤلف) مگر فرض کرلو یہ تعداد درست ہے اور فرض کرلو کہ باقی تمام ہندوستان میں ہماری جماعت کے بیس ہزار فرد رہتے ہیں۔ تب بھی یہ چھتر چھتر ہزار آدمی بن جاتے ہیں۔“

(خطبہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۱ نمبر ۵۲، مورخہ ۲۱ رجون ۱۹۳۴ء)

گویا پچاس سال کی سعی اور تبلیغ کے بعد تمام ہندوستان میں خود خلیفہ قادیان کے حساب سے قادیانیوں کی فرضی تعداد زیادہ سے زیادہ چھتر ہزار قرار پاتی ہے کیا مضائقہ ہے چھتر لاکھ اور چھتر ہزار میں صرف دو لفظوں کا فرق ہے۔ کچھ زیادہ فرق نہیں ہے۔ خود مرزا قادیانی بھی ایسے فرق کو فرق نہیں سمجھتے تھے۔ چنانچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ: ”پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وعدہ پورا ہوگیا۔“ (حساب کا کیسا سچا اصول ہے۔ للمؤلف)

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۷، خزائن ج۲۱ ص۹)

مرزا قادیانی کا قرآنی آیات سے تحریف

آیت قرآن حکیم: ”کل من علیها فان۔ ویبقی وجه ربك ذوالجلل والاکرام (الرحمن:۲۶،۲۷)“

مرزا قادیانی کی تحریف کردہ آیت: ”کل شئی فان ویبقے وجه ربك ذوالجلال والاکرام“ (ازالہ اوہام ص۱۳۶، خزائن ج۳ ص۱۶۹)

من علیها غائب، شئی زائد اور دو آیتوں کو ایک آیت تحریر کیا گیا۔

اصلی آیت قرآن مجید: ”ولقد اٰتینك سبعا من المثانی والقرآن العظیم (الحجر:۸۷)“

تحریف شدہ آیت: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ ”انا اتیناك سبعاً من المثانی والقرآن العظیم“ (براہین احمدیہ حاشیہ ص۴۸۷)

ولقد غائب، انا زائد، قرآن میں ن پر زبر ہے اور کتاب میں زیر العظیم کے م پر زبر ہے اور مرزا کی کتاب میں زیر ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ اشاریہ براہین احمدیہ ص۳۷ میں اس آیت کو صحیح لکھا گیا اور اندر ص۴۸۷ متن میں پھر تحریف کے ساتھ لکھا گیا ہے (کیا کوئی شخص قرآن مجید میں تحریف کر کے مسلمان رہ سکتا ہے۔ مسلمانوں غور کرو۔ علماء کرام کا فیصلہ ان کے متعلق بالکل صحیح ہے کہ یہ فرقہ اسلام سے خارج ہے۔

کیونکہ الہامی غلطیوں کی درستی مرزائیوں کے بس کا روگ نہ ہوگا۔ نبی کی غلطیاں امتی کیونکر درست کر سکتے ہیں۔ بلکہ شاید وہ مرزا قادیانی کی کسی غلطی کو غلطی نہ مانتے ہوں اور انہیں معصوم قرار دیتے ہوں۔

اصل آیت قرآن شریف: ”الم یعلموا انه من یحادد اللہ ورسوله فان له نار جهنم خالد فیها، ذالك الخزی العظیم (سورۃ توبہ:۶۳)“

قادیانی تحریف: قوله تعالیٰ۔ الم یعلموا انه من یحادد اللہ ورسوله یدخله ناراً خالداً فیها ذالك الخزی العظیم (حقیقت الوحی ص۱۳۰، طبع ۱۵ رمئی ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی نے یدخله اپنی طرف سے داخل کیا اور فان له نار جهنم کو خارج کر دیا۔

قادیانی ذہنیت

”مولوی صاحب (یعنی حکیم نورالدین خلیفہ اول قادیان) فرمایا کرتے تھے کہ یہ تو

صرف نبوت کی بات ہے۔ میرا تو ایمان ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود (غلام احمد قادیانی صاحب) صاحب شریعت نبی ہونے کا دعویٰ کریں اور قرآنی شریعت کو منسوخ قرار دیں تو بھی مجھے انکار نہ ہوگا۔ کیونکہ جب ہم نے آپ کو واقعی صادق اور منجانب اللہ پایا ہے تو اب جو بھی آپ فرمائیں گے وہی حق ہوگا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ واقعی جب ایک شخص کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا یقینی دلائل کے ساتھ ثابت ہو جائے تو پھر اس کے کسی دعوے میں چون و چرا کرنا باری تعالیٰ کا مقابلہ کرنا ٹھہرتا ہے"۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۹۹، روایت نمبر ۱۰۹)

رقصت کرقص بغية فی المجالس تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔

(حجتہ اللہ ص ۹۷، خزائن ج ۲ ص ۲۳۵)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:

۱۔ ويتزوجون البغايا۔ دور نکاح خود می آرند زنان بازاری

(لجۃ النور ص ۸۶، خزائن ج ۱۶ ص ۴۲۸)

۲۔ کل مسلم يقبلنی ويصدق دعوتی الا ذريته البغايا۔ کل مسلمانوں نے مجھے مان لیا ہے اور تصدیق کی ہے مگر کنجریوں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ۵۴۸)

۳۔ ان البغايا حزب نجس فی الحقيقة زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند

(لجۃ النور ص ۸۹، خزائن ج ۱۶ ص ۴۳۱)

۴۔ ان نساء داران کن بغايا فيكون رجالها ديوثين دجالين پس مردان آں خانہ دیوث و دجال می باشند

(لجۃ النور ص ۹۰، خزائن ج ۱۶ ص ۴۳۲)

اذيتنی خبثا فلست بصادق ان لم تمت بالخزی يا بن بغاء

مر بخباثت خود ایذا اداری پس من صادق نیم اگر تو اے نسل بدکاران بذلت نمیری

(انجام آتھم ص ۲۸۲، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۲)

"واعلم ان كل من هو من ولد الحلال وليس من ذرية لبغايا ونسل الدجال امراً من امرين"

"اور جاننا چاہیئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے۔ وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔"

(نور الحق حصہ اول ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ دعوے

مرزا قادیانی کے سینکڑوں دعویٰ میں سے' جو اخلاقی نقطۂ نگاہ سے یا مردود ہیں یا وقت نے انہیں غلط ثابت کر دکھایا ہے۔ ذیل میں نمونے کے طور پر تھوڑے سے دعویٰ نقل کئے جاتے ہیں تا کہ ناظرین خود اندازہ لگا سکیں کہ مرزا قادیانی نے جو اپنے آپ کو نبی اور ملہم من اللہ کہتے تھے' دراصل کیا کہا۔ مرزا قادیانی کے ہر منقولہ قول کے ساتھ ان کی تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو ہماری نقل کی ہوئی عبارت پر شک ہو تو وہ اصل سے رجوع کر کے اپنا شک رفع کرے۔

سب سے پہلے اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کے متعلق مرزا قادیانی کے حوالے نقل کرتے ہیں۔

۱...... میں خدا ہوں

''ورایتنی فی المنام عین الله ویتقنت اننی هو ''جس کا ترجمہ یہ ہے: ''میں نے اپنے آپ کو خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ بے شک میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۲...... صفات الٰہی میں صفات انسانی کا انمل جوڑ

الہام میں خدا نے کہا: ''انی مع الرسول اجیب۔ اخطی واصیب...... افطر واصوم ''ترجمہ: ''میں اپنے رسول کے ساتھ ہو کر جواب دوں گا۔'' میں خطا کروں گا اور صواب بھی۔ میں افطار کروں گا اور روزہ بھی رکھوں گا۔'' (حقیقت الوحی ۱۰۳، ۱۰۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۶، ۱۰۷)

۳...... مرزا قادیانی خدا کا بیٹا

''انت منی بمنزلة ولدی ''ترجمہ: ''تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۴...... مرزا اللہ کی توحید

''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی ''ترجمہ: ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۵...... مرزا قادیانی کا ظہور خدا کا ظہور

''انت منی وانا منك ''ترجمہ: ''تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔''

(حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

۶......خدا مرزا قادیانی کا ثناخواں ہے

''یحمدك الله من عرشه ویحمدك الله ویمشی الیك'''' خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے''

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص ۵۵)

۷......خدا کی رجولیت اور مرزا قادیانی کی نسائیت

''حضرت مسیح موعود نے ایک بار اپنی یہ حالت ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا''

(ٹریکٹ نمبر۳۴ اسلامی قربانی ص۱۲، از قاضی یار محمد)

۸......تو جو چاہے وہ ہو جائے

''انما امرك اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون ''ترجمہ:''اے مرزا! تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ص۱۰۸)

۹......مارنے اور زندہ کرنے کی قدرت کا دعویٰ

''اعطیت صفة الافناء والاحیاء من رب الفعال ''ترجمہ:''دیا گیا میں صفت مارنے اور زندہ کرنے کی رب فعال سے۔'' (خطبہ الہامیہ ص۲۳، خزائن ج۱۶ص۵۵،۵۶)

۱۰علم غیب پانے میں بے نظیر

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا ہے اگر دنیا میں اس کثرت تعداد اور انکشافات تام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے۔ تو میں جھوٹا ہوں۔'' (تریاق القلوب ص۴۷، خزائن ج۱۵ص۲۹۷)

رحمۃ اللعالمین بننے کا دعویٰ

''وما ارسلنك الا رحمةً للعالمین ''''(اے مرزا) ہم نے تجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ص۸۵)

یہ صاحب یٰسین بنتے ہیں

''یسین۔ انك لمن المرسلین ''''اے سردار تو بے شک (مرزا قادیانی) رسولوں میں سے ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ص۱۰۰)

مرزا قادیانی کے لئے خدا کا حمد و درود

"نحمدك ونصلي صلوٰة العرش الى الفرش" ترجمہ: "(اے مرزا) ہم (یعنی خداوند) تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے اوپر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے۔"
(حقیقت الوحی ص۹۴، خزائن ج۲۲ ص۹۷)

اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ: "خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔"
(چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

مجھ میں اور مصطفیٰ میں کوئی فرق نہیں

"ومن فرق بيني وبين المصطفىٰ فما عرفني ومارائى" ترجمہ: "اور جو میرے اور مصطفیٰ میں فرق کرے۔ نہ اس نے مجھے پہچانا اور نہ دیکھا۔"

(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۹)

مسیح موعود محمد وعین محمد است　　　غلام احمد مرزا عین محمد علیہ وسلم ہے
(الفضل قادیان مورخہ ۷راگست ۱۹۱۵ء ج۲ نمبر۲۴)

مرزا قادیانی سب کچھ ہیں

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا　　　منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد
(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

مرزائی جماعت کے شرکاء صحابہ کرام کے برابر ہیں

"ومن دخل في جماعتي دخل في صحابة سيدي خير المرسلين"
ترجمہ: "جو میری جماعت (قادیانی بنا) میں داخل ہوا گویا کہ اس نے سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے صحابہؓ کا درجہ پایا۔"
(خطبہ الہامیہ ص۱۷۱، خزائن ج۱۶ ص۲۵۸، ۲۵۹)

مرزا قادیانی جامع الانبیاء

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے　　　من بعرفان نہ کمترم نہ کسے
آنچہ داداست ہر نبی راجام　　　داد آں جام را مرا بتمام
(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

ترجمہ: ''اگرچہ اس دنیا میں بہت سے نبی ہوئے ہیں۔ لیکن میں ان میں سے کسی سے بھی عرفان میں کم نہیں ہوں۔ جس نے ہر نبی کو جام دیا اس نے مجھے بھی بھر کر جام دیا۔''

محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے جانے کا امکان

''یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔ حتیٰ کہ محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ سکتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۲۲ء، ج ۱۰ نمبر ۵ ص ۵)

حقیقت کھلی بعثِ ثانی کی ہم پر — کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کر آیا

(الفضل قادیان ۸ر مئی ۱۹۲۸ء)

''اور ہمارے نزدیک کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی، نہ پرانا۔ بلکہ خود محمد رسول ﷺ کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔'' (ملفوظات ج ۲ ص ۴۰۴)

''قادیان میں پھر اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو اتارا ہے تا کہ وہ اپنے وعدے پورے کرے۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

نبیوں کا عطر

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔'' ''میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ۲۲ ص ۵۲۱)

کرشن ہونے کا دعویٰ

''خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانے پر ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

آخری نبی میں ہوں

''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ پیدا کرتا ہے۔'' (یعنی مرزا قادیانی کے لئے نبوت کا دروازہ کھلا اور پھر بند ہو گیا۔ اگر حضرت محمد کو خاتم النبیین کہو تو قادیانی بوکھلا اٹھتے ہیں)

(تشحیذ الاذہان قادیان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۱۱، ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

''لا نبی بعدی'' (مرزا قادیانی کے لئے)

اس امت میں صرف نبی ایک ہی آسکتا ہے جو مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی ہے اور کوئی قطعاً نہیں آسکتا۔ (تشحیذ الاذہان قادیان ج۹ نمبر۳ ص۳۰، ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

مجازی حقیقی نبی

''پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے مرزا قادیانی ہرگز مجازی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴)

صاحب شریعت نبی

''جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔''

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

آنحضرت پر فوقیت

''له خسف القمر المنير وان لی...... غسا القمران المشركان اتنكر''

ترجمہ: ''اس کے لئے (یعنی رسول عربی ﷺ کے لئے) چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج کا گرہن۔ اب تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳)

حضرت علیؓ کی توہین

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو۔ اب نئی خلافت لو۔ ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو تم چھوڑتے ہو اور مردہ علیؓ کی تلاش کرتے ہو۔ (یعنی علی شیر خدا کی) (ملفوظات ج۲ ص۱۴۲)

حضرت امام حسینؓ کی توہین

''میں (مرزا قادیانی) خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

کربلائست سیر ہر آنم صد حسینؓ است در گریبانم

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

ترجمہ: میری سیر کا ہر لحہ ایک کربلا ہے۔ سینکڑوں حسینؓ میرے گریباں میں ہیں۔

حضرت فاطمہؓ کی توہین

''حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ۱۸ ص۲۱۳)

حضرت صدیقؓ وفاروقؓ کی توہین

''ابوبکرؓ وعمرؓ کیا تھے وہ تو حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق بھی نہ تھے۔'' (قادیانی ماہنامہ المہدی ص ۵۷، جنوری، فروری ۱۹۱۵ء)

غیر قادیانی کافر ہے

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

پکا کافر

''پس ان معنوں میں مسیح موعود کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔'' (الفضل ۱۵/۶/۲۹)

حضرت محمد ﷺ کو ماننے کے باوجود کافر

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

مرزا قادیانی کا منکر محمد رسول اللہ ﷺ کا منکر

''پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود رسول اللہ ﷺ ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے دنیا میں تشریف لائے ہیں۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۰۸)

''اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم ﷺ کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶)

مسلمانوں کا جنازہ پڑھنے کی ممانعت

''غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منکر ہوئے اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے۔'' (یاد آجائے گا کہ چودھری ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا)

(انوار خلافت ص ۹۳)

مسلمانوں سے نکاح کا تعلق ختم

''اسی طرح جو لوگ غیر احمدیوں کو لڑکی دے دیں اور وہ اپنے اس فعل سے توبہ کئے بغیر فوت ہو جائیں تو ان کا جنازہ جائز نہیں۔''

(مرزا بشیر الدین کا مکتوب مندرجہ الفضل قادیان ج ۱۳ نمبر ۱۰۲، ص ۱۲، ۱۳، ماہ اپریل ۱۹۲۶ء)

مسلمان یہود و نصاریٰ کے برابر ہیں

''حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ وہی سلوک جائز رکھا ہے۔ جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دے دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روک دیا گیا۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے اور غیر احمدیوں کو سلام کیا جاتا ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو بھی سلام کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۶۹)

مسلمانوں کا اسلام الگ اور ہمارا الگ

''حضرت مسیح موعود (قادیانی) نے فرمایا: ''ان کا (مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور ہے، اور ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے۔'' (الفضل قادیان ج ۵ نمبر ۱۵ ص ۸، مورخہ ۲۱ راگست ۱۹۱۷ء)

قادیانیوں کا مسلمانوں سے ہر چیز میں اختلاف ہے

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے (مسلمانوں سے) ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(الفضل قادیان ج ۱۹ نمبر ۱۳، مورخہ ۳۰ رجولائی ۱۹۳۱ء)

(البتہ ان کا سرکاری نوکریوں میں جو مسلمانوں کے لئے مخصوص ہوں آپ کا حصہ ضرور ہے)(المولف)

مرزائیت اور عیسائیت!

ناظرین! مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ مسیح جس کی نسبت احادیث میں خبر دی گئی ہے۔ وہ میں ہوں۔ ہم نے دیکھنا ہے کہ مرزا قادیانی میں مسیح موعود کے نشانات پائے جاتے ہیں یا نہیں۔

۱...... ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول خداﷺ نے فرمایا: ''کہ مسیح موعود کے زمانے میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ اس حدیث کو مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔''

۱...... ''تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی قائم ہو جائے گی۔''

(چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱ مفہوم)

۲...... غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔''

(الحکم، ۱۷ر جولائی ۱۹۰۵ء)

۳...... مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا: ''مسیح موعود آ کر عیسائیت کے زور کو توڑے گا۔''

مرزا قادیانی اس حدیث کو بھی اپنے حق میں لیتے ہیں اور فرماتے ہیں: ''میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔''

(اخبار بدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج۶ حصہ اوّل ص۱۶۲)

مرزائیوں کا اپنا اخبار پیغام صلح مرزا قادیانی غلام احمد آنجہانی کے کذب پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے اور نہایت حسرت کے ساتھ لکھتا ہے: ''عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔''

(پیغام صلح ۶ر مارچ ۱۹۲۸ء)

دور کیوں جائیں۔ مردم شماری کی رپورٹ ہی دیکھ لیں۔ قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کی عیسائی آبادی کا نقشہ یہ ہے:

سال	عیسائیوں کی آبادی
۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۴۳۲۴۳

جب سے مرزائیت نے جنم لیا ہے۔ عیسائیت روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان کے اپنے ضلع گورداسپور کے عیسائی اٹھارہ گنا بڑھ گئے ہیں۔ اب ناظرین مرزا غلام

احمد قادیانی کے الفاظ غور سے سن لیں اور خود فیصلہ کریں: ”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا۔ تو پھر میں سچا ہوں اور اگر نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“ (بدر ج ۲ نمبر ۹ ص ۵، مورخہ ۱۹ رجولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ حصہ اوّل ص ۱۶۲)

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا نامرادی میں ہوا ترا آنا جانا

مبارک ہیں وہ لوگ جو مرزا قادیانی کی ناکامی پر گواہی دیتے ہیں اور انہیں جھوٹا سمجھتے ہیں کہ عاقبت انہی کی ہے۔ (مرزا قادیانی اپنے نبی نہ ماننے والوں کو اسلام سے خارج کرتے ہیں۔ اسی کروڑ مسلمان معاذ اللہ اسلام سے خارج ہو گئے۔ کیا یہی اسلامی خدمت ہے جو مرزا قادیانی نے انجام دی۔ افسوس صد ہا افسوس! فقط محمد مسلم!

ایک ہی عبارت میں مرزا قادیانی کے چار جھوٹ نمبر ۱۳۹ تا نمبر ۱۴۲!

”اور یاد رہے کہ قرآن شریف میں۔ بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں اور حاشیہ پر لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی ذیل کتابوں میں موجود ہے۔ زکریا باب ۱۴ آیت ۱۲، انجیل متی باب ۲۴ آیت ۸، مکاشفات باب ۲۲ آیت ۸۔“ (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)

نوٹ: اس جگہ اکٹھے چار جھوٹ بولے ہیں۔ جھوٹ نمبر ۱۳۹ قرآن پاک میں کسی ایک آیت مبارک میں یہ موجود نہیں کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے سے بھی نہیں شرماتا تو اس کی دوسری باتوں کا کیا اعتبار ہوگا اور ہم اس کو ایک اچھا آدمی کیسے تصور کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بآیتہ انہ لا یفلح الظالمون“ ترجمہ: اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افترا باندھتا ہے یا اس کی آیتوں کو جھٹلاتا ہے بے شک وہ ظالم کامیاب نہیں ہوں گے۔

اور دوسری جگہ تو اس سے بھی زیادہ تفصیل سے فرمایا ہے جس کا مرزا غلام احمد قادیانی خوب مصداق بن سکتا ہے: ”ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوح الیہ شئی“ ترجمہ: ”اس سے زیادہ کون ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا افترا باندھتا ہے اور کہتا ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے اور حالانکہ اس کی طرف کچھ بھی وحی نہیں ہوتی ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”لعنۃ اللہ علی الکاذبین“۔ ترجمہ: ”جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے“۔

اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”آیۃ المنافق ثلث اذا حدث کذب واذا وعد

خلف اذا اتمن خان بخاری شریف باب علامتة المنافق"

نیز یہ حدیث شریف صحاح ستہ کی تمام کتب میں اور مشکوٰۃ شریف میں بھی موجود ہے۔

ترجمہ منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب گفتگو کرے گا جھوٹ بولے گا اور جب وعدہ کرے گا تو خلاف ورزی کرے گا اور جب امانت رکھی جائے گی تو خیانت کرے گا اور جس کو قرآن پاک کا ترجمہ آتا ہے اس پر واضح بات ہے کہ یہ قرآن پر افترا ہے اور اگر کوئی مرزائی یہ قرآن پاک سے ثابت کردے تو فقیر پانچ سو روپیہ انعام دے گا۔

جھوٹ نمبر۱۴۰...... زکریا باب ۱۴ آیت نمبر۱۲ میں بھی یہ عبارت نہیں پائی جاتی لہٰذا یہ جھوٹ ہوا۔

جھوٹ نمبر۱۴۱...... تیسرا حوالہ جو انجیل متی باب ۲۴ آیت نمبر ۸ کا لکھا ہے یہ حوالہ بھی سراسر غلط ہے بلکہ وہاں تو عجیب لکھا ہوا ہے۔ ہم اس کو نقل کرتے ہیں تا کہ مرزائی اس عبارت کو پڑھ کر عبرت حاصل کریں۔ ملاحظہ ہو۔ عبارت انجیل "بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے کیونکہ جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرلیں۔"

مرزا غلام احمد پر یہ انجیل کی مبارک آیت خوب صادق آتی ہے۔ فاعتبروا یااولی الابصار۔

جھوٹ نمبر۱۴۲...... مکاشفات باب ۲۲ آیت نمبر ۸ میں بھی یہ عبارت نہیں پائی جاتی۔ تو یہ پورے چار جھوٹ ایک ہی حوالے میں ثابت ہوگئے۔ پہلے مرزا کے جھوٹ کی بابت فتوؤں کو دوبارہ ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے چار جھوٹ ایک ہی عبارت میں ثابت ہوگئے ہیں۔ اب مرزا اپنے فتوؤں کی رو سے کیا ہوئے اور کیا بنے اور کیا ٹھہرے اور مرزا قادیانی نے کیا کمایا۔

۱...... "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ بر حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۵۶)

۲...... "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں کوئی اور کام نہیں۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۳...... "تکلف سے جھوٹ بولنا گوں کھانا ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳)

۴...... "وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔"

(شحنۂ حق ص ۶۰، خزائن ج ۲ ص ۳۸۲)

۵...... "جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہوجائے تو پھر اس کی دوسری باتوں میں اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص ۲۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کے اعمال و کردار

تصویر کا پہلا رخ......عورتوں کو چھونا جائز نہیں

مرزا غلام احمد قادیانی کا لڑکا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے کہ: ''ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی کام کرتی ہے۔ وہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے۔ اس کا کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ تو جائز نہیں۔ آپ کو عذر کر دینا چاہئے تھا کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔'' (سیرت المہدی ج ۳ ص ۷۶، روایت نمبر ۷۸۱)

تصویر کا دوسرا رخ......دوشیزہ لڑکی سے پاؤں دبوانا

''حضور (مرزا غلام احمد) کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی۔ مرحومہ کا نام عائشہ تھا جو کہ کنواری اور دوشیزہ تھی چودہ سال کی عمر میں مرزا قادیانی کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔'' (الفضل قادیان مورخہ ۲۰ / مارچ ۱۹۲۸ء)

''ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے کوئی حج نہیں کیا اور اعتکاف نہیں کیا۔ تسبیح نہیں رکھی وظائف نہیں پڑھتے تھے۔''

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۹، روایت نمبر ۶۷۲)

مرزا غلام احمد کی عادت تھی کہ جب کسی عورت کو حاملہ دیکھ لیتے تو فوراً الہام جڑ دیتے۔ اس طرح ایک دفعہ اپنے ایک مرید میاں منظور محمد کی اہلیہ کو حاملہ دیکھا تو بکمال غیب دانی پیشین گوئی دیدی ملاحظہ ہو: ''دیکھا کہ منظور محمد صاحب کے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے دریافت کرتے ہیں کہ اس لڑکے کا کیا نام رکھا جائے تب خواب سے حالت الہام کی طرف چلی گئی اور معلوم ہوا کہ بشیر الدولہ فرمایا کئی آدمیوں کے واسطے دعا کی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ منظور محمد کے لفظ سے کس کی طرف اشارہ ہے۔'' (تذکرہ ص ۵۹۸، طبع سوم)

جھوٹ نمبر ۱۴۳، ۱۴۴......نیز مرزا قادیانی نے اس گول مول الہام میں عجیب فریب سے کام لیا ہے مطلب یہ کہ آئندہ اگر منظور محمد کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو چاندی کھری ہے کہہ دیں گے کہ یہی مراد تھا ورنہ کسی اور پر چسپاں کر دیں گے۔

لیکن خدا تعالیٰ کو مرزا قادیانی کی رسوائی منظور تھی اس لئے اس الہام کے قریباً ساڑھے ۴ ماہ بعد مرزا قادیانی کے قلم سے یہ تحریر کرا دیا۔ ملاحظہ ہو عبارت مرزا قادیانی ''بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوا

کہ میاں منظور محمد صاحب کے گھر یعنی محمدی بیگم (یعنی زوجہ منظور محمد) کا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے دو نام ہونگے۔ بشیر الدولہ۔ عالم کباب۔ یہ دونوں نام بذریعہ الہام الٰہی معلوم ہوئے بشیر الدولہ سے مراد ہماری دولت اور اقبال کے لئے بشارت دینے والا۔ عالم کباب سے مراد یہ ہے کہ اس کے پیدا ہونے سے چند ماہ تک یا جب تک کہ وہ اپنی برائی بھلائی کی شناخت کرے دنیا پر ایک سخت تباہی آئے گی۔ گویا دنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ خدا کے الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے سرکش لوگوں کے لئے کچھ اور مہلت منظور ہے تب بالفعل لڑکا نہیں لڑکی پیدا ہوگی اور وہ لڑکا بعد میں پیدا ہوگا مگر ضرور ہوگا۔ کیونکہ وہ خدا کا نشان ہے۔" (ملخص ریویو ماہ جون ۱۹۰۶ء سرورق آخری، تذکرہ ص ۶۲۲)

اگرچہ یہ عبارت بھی فریب کا موقع ہے تاہم اتنا معاملہ بالکل عیاں ہو گیا ہے کہ میاں منظور محمد کے گھر عالم کباب ضرور پیدا ہوگا جو خدا کا نشان ہے اور مرزا قادیانی کے اقبال کا شاہد ہوگا لیکن اس الہام بازی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے ایک ماہ دس دن بعد میاں منظور محمد کے گھر مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۰۷ء کو لڑکی پیدا ہوئی اس کے بعد کوئی لڑکا نہیں ہوا حتیٰ کہ زوجہ منظور محمد کا انتقال ہو گیا اور مرزا قادیانی کے بنا سپتی الہامات کا بھانڈا پھوٹ گیا۔

جھوٹ نمبر ۱۴۵...... ماہ جنوری ۱۹۰۳ء میں جبکہ مرزا قادیانی کی بیوی حاملہ تھیں مرزا غلام احمد اپنی کتاب مواہب الرحمٰن کے ص ۱۳۹ پر یہ پیشگوئی کی جو سراسر جھوٹی نکلی۔ ملاحظہ ہو عبارت۔"

الحمد الله الذی وهب لی علی الکبر اربعة من البنین وبشّرنی بخامس "

ترجمہ: سب تعریف خدا کو ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار لڑکے دیئے اور پانچویں کی بشارت دی۔ (مواہب الرحمٰن ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰)

نوٹ: اس حمل سے مرزا قادیانی کے گھر ۲۸؍ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک لڑکی پیدا ہوئی جو صرف چند ماہ عمر پا کر فوت ہو گئی۔ (اخبار الحکم ۳؍ ستمبر ۱۹۰۳ء)

رمضان کے دورے

بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے۔ مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر آپ کو دورہ ہوا اس لئے باقی تمام چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے۔ کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا۔ تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور

آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضاء کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں۔ صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور بردِ اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے۔ تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔ (سیرت المہدی حصہ اول ص ۶۵، ۶۶، روایت نمبر ۸۱)

رب جی یا رب قادیان

ایک برہمن نوجوان مسمی برہمچاری اور چند ہندو دوست میرے مکان پر آیا کرتے تھے۔ چند روز بعد میں اپنے مکان پر موجود تھا۔ مجھے ایک دوست نے اطلاع کی کہ تھانہ میں رب جی نے آپ کو بلایا ہے۔ میں تھانے پہنچا دیکھا کہ باہر کچھ لوگ موجود ہیں۔ رب جی کی برابر والی کرسی پر ناظر امور عامہ اور چند مرزائی بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ حضرات برہمچاری سے الجھے تو معاملہ تھانہ تک جا پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی برہمچاری نے کہا دیکھئے ماسٹر صاحب مجھے تبلیغ سے روکا جا رہا ہے میں خاموشی سے فریقین کی باتیں سنتا رہا۔ مرزائیوں نے تھانہ دار سے کہا ہماری رپورٹ لکھئے۔ یہ برہمچاری خود کو رب قادیان کہہ کر ہماری دل آزاری بھی کرتا ہے اور نقص امن کا اندیشہ بھی پیدا کر رہا ہے۔ اس کی ضمانت لیجئے میں نے مرزائی نمائندہ کی تائید کی۔ برہمچاری نے حیرانی سے میرا منہ تکنا شروع کیا تھانہ دار صاحب بھی حیران تھے۔ کہ میں مرزائیوں کی تائید کیوں کر رہا ہوں۔ میں نے اپنی تائید کی وجہ بتائی۔ پھر تو رپورٹ کا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔ میرے ہمراہ میرے مخلص کارکن حافظ محمد خاں تھانہ میں موجود تھے۔

میں نے تھانہ دار صاحب سے کہا ہمارے حافظ صاحب یہ رپورٹ لکھوانے آئے ہیں کہ غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام اور پیغمبر اسلام کی توہین کی ہے۔ یہ مرزائی کھلے بندوں اس نبوت کاذبہ کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ان سب کی ضمانتیں ہونا چاہیں۔ تھانہ دار صاحب نے قلم سنبھالا اور فریقین سے کہا کہ دونوں رپورٹوں کی نوعیت ایک سی ہے۔ آپس میں بات کر لیجئے پھر رپورٹ لکھوائیے۔ مرزائیوں نے مجھ سے بات کی۔ سمجھوتے کے بعد فریقین رپورٹ لکھوائے بغیر تھانہ سے باہر چلے گئے۔ بہر حال باہر سے آئے ہوئے مرزائیوں میں سے بعض بھولے بھالے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ رب جی بعض باتیں تو بڑے مزے کی کر رہا تھا جو

مذبذب تھے یا ان مسلمانوں کو باہر سے ہموار کر کے لایا گیا تھا۔ انہیں قادیان کا سارا کھیل ہی فراڈ معلوم ہوا۔ رب جی قادیان سے باہر جلسے کرنے لگا۔ اب اس کے جلسوں میں اچھی خاصی حاضری ہونے لگی۔" (لولاک ۵رمئی ۱۹۷۵ء)

حضرت امامنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ: "جو مسلمان کسی مدعی نبوت سے معجزہ طلب کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ اس کے مطالبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسے آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں شک ہے۔"

(دیکھو خیرات الحسان مطبوعہ مدینہ منورہ ص ۱۱۹، اردو ترجمہ موسوم بہ جوہر البیان ص ۱۰۳)

مرزا قادیانی کے ہاں بھی امام بزرگ حضرت فخر الآئمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی شان بلند مسلم ہے۔ چنانچہ ان کی کئی ایک تحریروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی حضرت امام صاحب کو مانتے ہیں۔ لہٰذا ہم مرزائی حضرات سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ حضرت امام صاحب کے اس حکم پر عمل درآمد کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مرزا قادیانی اوران کے بزرگوں کا طرز عمل

"۱۸۵۷ء میں جو کچھ فساد ہوا اور اس میں بجز جہلاء اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان جو باعلم اور باتمیز تھا ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا۔ بلکہ پنجاب میں بھی غریب غریب مسلمانوں نے سرکار انگریزی کو اپنی طاقت سے زیادہ مدد دی چنانچہ ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعتی کے اپنے اخلاص اور جوش خیر خواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور مدد کے نذر کی۔"

(براہین احمدیہ ص ۶۹، ۶۸، خزائن ج ۱ ص ۱۳۹، ۱۳۸)

۱۸۵۷ء کا جہاد آزادی درحقیقت کسی باضابطہ اسکیم یا لائحہ عمل کے تحت پیش نہیں آیا تھا۔ بلکہ واقعہ یہ تھا کہ ۱۸۵۷ء میں پلاسی کی جنگ کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان پر باضابطہ حکومت کا فیصلہ کر لیا تو اس کے بعد ۱۰۰ سال تک ہندوستانی باشندوں میں اس حکومت کیخلاف نفرت اور بیزاری کے غیر معمولی جذبات پروان چڑھتے رہے۔ ادھر انگریزوں نے ہندوستانی باشندوں کی شجاعت کے پیش نظر انہیں اپنی فوج میں اکثریت دیدی۔ نفرت و بیزاری کی انتہا ان فوجیوں کی بغاوت پر ہوئی' جب فوج باغی ہو گئی تو ملک کے عام باشندے جو ۱۰۰ سال سے انگریزی حکومت سے تنگ آئے ہوئے تھے' ان کے سامنے بھی ایک نجات کی صورت آگئی۔ چنانچہ ملک کے مختلف جتھے اور جماعتیں بنیں' اور ہر علاقے میں اس جہاد کا ایک امیر منتخب ہوا۔ تواریخ سے یہ

معلوم نہیں ہوتا کہ ان امراء کا آپس میں کوئی رابطہ تھا یا نہیں؟

چنانچہ تھانہ بھون اور کیرانہ کا ایک محاذ قائم کیا گیا۔ مجاہدین کی جماعت مدافعت اور مقابلہ کرتی رہی تھانہ بھون میں حضرت حاجی امداداللہ صاحب مہاجر مکیؒ امیر، حضرت حافظ ضامن شہیدؒ امیر جہاد، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ سپہ سالار اور حضرت مولانا محمد منیر صاحبؒ، مولانا نانا توئیؒ کے یاور حربی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ وزیر لام بندی قرار پائے۔ انہی حضرات نے شاملی میں انگریزی فوج کی ایک گڑھی پر حملہ کر کے تحصیل شاملی کو فتح کر لیا۔

دوسری طرف کیرانہ اور اس کے گردونواح میں حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ امیر' اور چودھری عظیم الدین صاحب مرحوم سپہ سالار تھے' اس زمانے میں عصر کی نماز کے بعد مجاہدین کی تنظیم و تربیت کے لئے کیرانہ کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر نقارہ بجایا جاتا' اور اعلان ہوتا کہ: ''ملک خدا کا اور حکم مولوی رحمت اللہ کا۔'' (اظہار الحق ص ۱۹۷، ۱۹۶)

وزیر اعظم انگلستان ڈزرالی نے ۲۷ر جولائی ۱۸۵۷ء کو (جبکہ جنگ ابھی جاری تھی) اپنی تقریر میں کہا: ''مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ یہ بغاوت محض قومی پریشانی کی بناء پر نہیں ہوئی بلکہ یہ لوگ در پردہ ملک کی عام سیاسی بے چینی کی حمایت میں اٹھے تھے۔''

انگلستان کا ایک مورخ اسپنسر والپوال لکھتا ہے: ''وحشی نادر شاہ نے بھی وہ لوٹ نہیں مچائی تھی جو فتح دلی کے بعد انگریزی فوج نے وہاں جائز رکھی شارع عام پر پھانسی گھر بنائے گئے اور پانچ پانچ، چھ چھ آدمیوں کو روزانہ سزائے موت دی جاتی تھی۔ شاہی خاندان کے ۲۹ افراد کو اسی طرح پھانسی دی گئی۔''

قیصر التواریخ میں ایک جگہ لکھا ہے: ''اس جنگ میں ۲۷ ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ سات دن تک برابر قتل عام جاری رہا۔ غریب بادشاہ زینت محل کی حویلی میں قید تھا۔ خوراک کے لئے اسے پانچ روپیہ یومیہ ملتے تھے۔''

افسوس صد افسوس مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی امت پر۔ ایک اسلامی حکومت کے خلاف یہ جذبات ان کے ہیں۔ مسلمانو غور کرو کہ یہ فرقہ اسلامی حکومتوں کیخلاف کیسے جذبات رکھتا ہے اور ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف کفار کا ساتھ دیا اور دیتا رہے گا۔

''مکرمی! اخویم مولوی عبدالکریم صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس وقت قریباً دو بجے کے وقت وہ خط پہنچا۔ جو اخویم سید حامد شاہ صاحب نے آپ کے حالات علالت کے بارے میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا خاص رحم فرمائے۔ خط کے پڑھتے ہی

کوفت غم سے وہ حالت ہوئی جو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ میں خاص توجہ سے دعا کروں گا۔ اصل بات یہ ہے کہ میری تمام جماعت میں آپ دو ہی آدمی ہیں جنہوں نے میرے لئے اپنی زندگی دین کی راہ میں وقف کر دی ہے۔ ایک آپ ہیں اور ایک مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ ابھی تک تیسرا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ اس لئے جس قدر قلق ہے اور جس قدر بے آرامی ہے۔ بجز خدا تعالیٰ کے اور کون جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے اور رحم فرمائے اور آپ کی عمر دراز کرے۔ آمین ثم آمین۔ جلد کامل صحت سے مجھے اطلاع بخشیں۔" خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۲۴ر اکتوبر ۱۸۹۹ء

"اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر جرنیل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا۔ کہ جب افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر ۴۶ نیٹو انفنٹری کے باغیوں کو جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی۔ جس میں یہ لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں یہ خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا۔ غلام مرتضیٰ جو ایک لائق حکیم تھا ۱۸۷۶ء میں فوت ہوا اور اس کا بیٹا غلام قادر اس کا جانشین ہوا۔ غلام قادر حکام مقامی کی امداد کے لئے ہمیشہ تیار رہتا تھا اور اس کے پاس ان افسران کے جن کا انتظامی امور سے تعلق تھا۔ بہت سے سرٹیفکیٹ تھے۔ یہ کچھ عرصہ تک گورداسپور دفتر ضلع کا سپرنٹنڈنٹ رہا۔ اس کا اکلوتا بیٹا کمسنی میں فوت ہو گیا اور اس نے اپنے بھتیجے سلطان احمد کو متبنیٰ کر لیا جو غلام قادر کی وفات یعنی ۱۸۸۳ء سے خاندان کا بزرگ خیال کیا جاتا ہے۔ مرزا سلطان احمد نے نائب تحصیلداری سے گورنمنٹ کی ملازمت شروع کی اور اب اکسٹرا اسسٹنٹ ہے۔ یہ قادیان کا نمبردار بھی ہے۔

نظام الدین کا بھائی امام الدین جو ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا۔ دہلی کے محاصرے کے وقت (ہاڈسن ہورس (رسالہ) میں رسالدار تھا۔ اس کا باپ غلام محی الدین تحصیلدار تھا۔"

(بحوالہ سر لیپل گریفن کی کتاب "پنجاب چیفس")

"ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمایئے: پندرہ بیس منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی۔ کہ ایک شخص نے آپ کے آگے چائے کی پیالی پیش کی۔ کیونکہ آپ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو۔ لیکن اس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپ نے بھی اس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص

مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیمار اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ بلکہ جب شفاء ہو یا سفر سے واپس آئے تب روزہ رکھے اور میں تو بیمار ہوں اور مسافر بھی۔ لیکن جوش بھرے ہوئے لوگ کب رکتے ہیں۔ شور بڑھتا گیا اور باوجود پولیس کی کوشش کے فرو نہ ہوسکا۔ آخر مصلحتاً آپ بیٹھ گئے۔"

(بحوالہ کتاب سیرت مسیح موعود)

قادیانی امت کا درود

"اللھم صل علی محمد واحمد وعلی آل محمد واحمد کما صلیت علی ابراھیم وعلی ال ابراھیم انك حمید مجید" (رسالہ درود شریف ص ۳۴)

مسلمانوں غور کرو مرزائیوں کا درود الگ، کلمہ الگ، حج الگ، ہر چیز الگ، پھر یہ کیسے مسلمان ہیں؟

"اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد وعلی عبدك المسیح الموعود وبارك وسلم ویایھا الذین امنو صلو علیه وسلموا تسلیما"

(روزنامہ الفضل قادیان ص ۳۶۵، ماہ جولائی ۱۹۳۷ء)

افسروں کی اطاعت

۱...... خلیفہ المسیح الثانی نے بیان فرمایا کہ: "ایک مخلص مہمان باہر سے یہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ اب بھی یہاں ہی ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ لنگر کے ایک ملازم کے ساتھ سختی کی تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "وہ ہمارا نمائندہ ہے اس کے ساتھ سختی گویا ہمارے ساتھ سختی ہے" (الفضل ج ۲۳ نمبر ۱۶۸)

۲...... مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے نے بیان کیا ہے کہ: "۱۹۰۷ء میں کالج کے طلباء نے انگریزی پروفیسران کیخلاف ایک اسٹرائیک کی۔ جس میں میں بھی شامل ہوگیا۔ مگر دوسرے احمدی طلباء مولوی محمد دین صاحب' صوفی غلام محمد صاحب اس میں شامل نہ ہوئے۔ اس بناء پر حضرت اقدس نے مجھے جماعت سے خارج کر دیا۔ میں تو خاموش رہا۔ مگر حضرت والد صاحب نے خود مجھے ایک معافی نامہ تحریر کر کے بھیجا اور لکھا کہ میں اس کی نقل کر کے اور اوپر دستخط کر کے فوراً بلاتاخیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ارسال کردوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ جس پر میری معافی کا اعلان ہوگیا۔" (الفضل ج ۳۰)

۳...... حضرت مسیح موعود ۷رمئی ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار میں تحریر فرماتے ہیں: "میں انصاف اور ایمان کی رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکرگزاری کروں اور اپنی دینی جماعت

کے لئے نصیحت کرتا ہوں۔ سو یاد رکھو! کہ ایسا شخص ہماری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ میں کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے ہم بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے۔ اس کے احسان کے ہم شکر گزار نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ''ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ''یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے اور حدیث شریف میں بھی ہے۔ کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔''

(تبلیغ رسالت حصہ دہم ۱۲۳،۱۲۴، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۳)

ایک اور طرز سے

چونکہ مراق ایک ایسا مرض ہے جو بعض دفعہ کئی پشتوں تک اپنا اثر پہنچاتا ہے۔ اس لئے اس جگہ بھی خدا تعالیٰ نے مرزا قادیانی کا مراقی ہونا ہر طور سے ثابت کرنے کے لئے ان کی ہم جلیس بیوی صاحبہ اور اولاد کو بھی اس میں مبتلا کر دیا تھا تا کہ اور نہیں تو اس دلیل سے مرزا قادیانی کا مراقی ہونا پایہ تکمیل تک پہنچ جائے۔

''ایں خانہ تمام آفتاب است''

مرزا قادیانی تو مراقی تھے ہی، مگر آپ کی بیوی بچہ مراقی ہے اس لئے اگر ہم مرزا قادیانی کے خاندان کو مراقی کنبہ کے نام سے یاد کریں تو غلط نہیں۔

مرزا قادیانی کی بیوی کو بھی مراق تھا

مرزا قادیانی کا اپنے جدی بھائیوں کے ساتھ مقدمہ تھا انہوں نے بطور گواہ مرزا قادیانی کا بیان عدالت میں دلوایا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا: ''میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔''

(منظور الٰہی ص ۲۴۴، بحوالہ الحکم ج ۵ ص ۲۹)

الہامات مرزا کی حیثیت قرآن جیسی ہے اور وہ خود صاحب کتاب ہیں

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا قرآن شریف پر اور خدا تعالیٰ کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں''

(حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

وحی مرزا پر ایمان و عمل فرض ہے

”حضرت مرزا قادیانی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو وحی سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی پر ایمان لانا اور عمل کرنا فرض ہے۔“ (رسالہ احمدی ص۵،۶،۷، ۱۹۱۹ء)

مرزا قادیانی کا منکر کافر

”خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور مجھے قبول نہیں کیا کافر ہے۔“ (تذکرہ ص۶۰۷)

غیر قادیانی جہنمی ہیں

”مجھے الہام ہوا ہے کہ جو شخص تیری بیعت نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہوگا۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

مرزا قادیانی کے بغیر اسلام مردہ ہے

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب کی تجویز پر ۱۹۰۵ء میں ایڈیٹر صاحب اخبار وطن نے ایک فنڈ اس غرض سے شروع کیا تھا کہ اس سے رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان کی کاپیاں بیرونی ممالک میں بھیجی جائیں بشرطیکہ اس میں حضرت مسیح موعود کا نام نہ ہو۔ مگر حضرت اقدس (مرزا غلام قادیانی) نے اس تجویز کو اس بناء پر رد کر دیا کہ مجھ کو چھوڑ کر مردہ اسلام پیش کرو گے۔ اس چندہ کو بند کر دیا گیا۔“ (عقائد احمدیہ ص۱۰۸)

حاشیہ جات

۱؎ بلکہ اس سے بھی زیادہ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر میں دعائیں مانگ رہا تھا اور (وہ بزرگ) ہر ایک دعا پر آمین کہے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بڑھوا لوں۔ تب میں نے دعا کی کہ میری عمر پندرہ سال (اسی ۸۰ برس سے) اور بڑھ جائے۔ اس پر بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب اس صاحب قبر سے بہت کشتم کشتا ہوا۔ تب اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو۔ میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے اس کو چھوڑ دیا اور دعا مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے۔ تب اس بزرگ نے آمین کہی۔ اب میری عمر پچانوے سال ہے۔ (تذکرہ ص۷۹۴) مولوی مردان علی حیدر آباد نے مرزا قادیانی کو خط لکھا کہ ۵ سال میں اپنی عمر میں کاٹ کر آپ کو دیتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے قبول کیا۔ (ازالہ اوہام ص۹۴۵، خزائن ج۳

ص ۶۲۴) اس لئے مرزا قادیانی کی عمر پوری ۱۰۰ سال ہونا چاہئے تھی۔

۲۔ مفتی محمد صادق اور خلیفہ صاحب اول لکھتے ہیں۔ سب سے زیادہ صحیح قول مرزا سلطان احمد صاحب (پسر کلاں) مرزا قادیانی کا معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے نماز جنازہ کے شامل ہونے کے واسطے تشریف لانے پر فرمایا تھا کہ میرے پاس جو یادداشت ہے۔ اس کے مطابق یہ آپ کی پیدائش ۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ (میگزین ص ۳۷۱) مرزا قادیانی تو لکھتے ہیں کہ: ہمارے پاس کوئی یادداشت نہیں۔ کیونکہ اس زمانہ میں بچوں کی عمر لکھنے کا کوئی طریق نہ تھا۔ مگر ان کے بیٹے کے پاس یادداشت نکل آئی اور وہی سب سے صحیح بھی بتائی جاتی ہے۔

۳۔ حساب جمل اور ابجد کے مرزا قادیانی بڑے شائق تھے چنانچہ اپنی عمر کے متعلق ایک لطیفہ لکھتے ہیں کہ چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المأتین ہے۔ ایک یہ بھی منشاء ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ عاجز بھی داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے۔ غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰) غلام احمد قادیانی سے ۱۳۰۰ کا عدد نکال کر اور اپنا ۴۰ سال کی عمر میں مبعوث ہونا ظاہر کر کے مرزا قادیانی نے اپنی عمر ۶۵ سال ۲ ماہ کا مزید ثبوت دے دیا جو ان کے الہامات عمر ۸۰ سال کو باطل کرتا ہے۔ لیکن اس کشف یا الہام میں جو آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ: ”اس وقت تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں۔“ (بالکل جھوٹ) یہ بھی محض باطل اور ڈھکوسلہ ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی کو کنوئیں کے مینڈک کی طرح اپنے قادیان کے سوا دنیا میں اور کوئی قادیان نظر نہ آیا۔ حالانکہ ان کے قادیان کے علاوہ خاص ضلع گورداسپور میں ہی دو گاؤں قادیان نام کے موجود ہیں جن میں سے ایک میں غلام احمد قریشی مرزا قادیانی کا ہم عمر ایک اس وقت موجود تھا۔ اس کے علاوہ ایک قادیان لدھیانہ میں ہے۔ وہاں بھی غلام احمد کا نام ایک شخص اس وقت موجود تھا جو نمبردار بھی تھا۔ پس جس وقت مرزا قادیانی کو یہ کشف یا الہام ہوا۔ عین اس وقت کم از کم مذکورہ بالا دو اشخاص غلام احمد قادیانی دنیا پر (بلکہ پنجاب میں ہی) موجود تھے۔ (دیکھو کلمہ فضل رحمانی اور مضمون۔ کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟ از قاضی فضل احمد صاحب

لودھیانوی) اگر ابجد کے حساب سے سنہ لیجانی درست ہے تو غلام قادیانی دجال ہے اور آیت۔ تنزل علی کل افاك اثیم کے بھی ۱۳۰۰ اعداد ہی ہوتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کے استدلال کے بموجب ہم نہیں کہہ سکتے کہ مرزا قادیانی کے دعوے کا کذب مذکورہ بالا فقرہ اور آیت قرآنی میں پوشیدہ رکھا گیا تھا۔

۴ مسلمانوں نے تو کان کھول کر سن لیا اور اس معیار کی رو سے بھی مرزا قادیانی کو دروغ گو سمجھ لیا۔ مگر افسوس کہ ان کے مرید صمٌ بکمٌ عمیٌ کے مصداق ہو رہے ہیں۔

۵ ضیاء الملتہ والدین امیر صاحب کابل نے مرزا قادیانی کے ایک مرید عبداللطیف کو اس کیخلاف شریعت حقہ عقائد کی وجہ سے سنگسار کرا دیا تھا۔ اس لئے مریدوں کے خوش کرنے کو یہ الہام دے مارا جو محض جھوٹ نکلا۔

۶ چنانچہ قادیان کی طاعون کے متعلق مرزا قادیانی (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷) میں لکھتے ہیں: ''پھر طاعون کے دنوں میں جب طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف بیمار ہو گیا۔'' اور مریدوں میں جب طاعون کا زور ہوا تو کہتے ہیں کہ اس وقت تمام جماعت کو نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنی جماعت کے اندر طاعون کے بیماروں اور شہیدوں کے ساتھ پوری ہمدردی اور اخوت کا سلوک کرنا چاہئے .... الخ۔ (بدر۴ رمئی ۱۹۰۵ء، ملفوظات ج۹ ص۲۵۳) مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کے لئے عام حکم دیا کہ میرا مرید جو طاعون سے فوت ہو جائے۔ اس کو اسی کے کپڑوں میں دفن کر دو اور ایسی میت سے سو گز کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھو۔

اصل پیش گوئیاں اور یہ نتائج پڑھ کر بے اختیار منہ سے نکلتا ہے:

تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے ۔۔۔ جب بحر کو دیکھو کہ کیسا سر اٹھاتا ہے

۷ اور آپ کی طرح ذلیل ہوں۔

۸ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) دعا کی مقبولیت کا ایک ایسا قطعی ثبوت پیش کرتے ہیں جو کہ آج دنیا بھر میں کسی مذہب کا کوئی ماننے والا پیش نہیں کر سکتا اور وہ ثبوت یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا کرتے ہیں اور اس دعا کا جواب پاتے ہیں اور جو کچھ جواب میں ان کو بتایا جاتا ہے۔ اس کو قبل از وقت شائع کر دیتے ہیں۔ پھر ان شائع شدہ امور کے بعد کے واقعات تائید کرتے ہیں اور یہ تائید ایسی ہوتی ہے کہ جس پر کوئی انسانی کوشش اور منصوبہ نہیں پہنچ سکتا اور ایسے ہی اعجازی اور فوق الطاقت طور پر وہ امر ظہور پذیر ہوتا ہے۔ وہ مدت سے اس بات کو شائع کر رہے ہیں کہ ان کے منجانب اللہ ہونے کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ان کی دعائیں قبول

ہو جاتی ہیں۔" استجابت دعا کے معجزہ پر کیسا پختہ ایمان اور دعویٰ ہے۔ مگر فصل ہذا میں اس سے بڑے ثبوت کی اچھی طرح قلعی کھولی گئی ہے۔ بشارات صحت اور قبولیت دعاء کے الہام کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ لیکن اس کے مقابل مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ دیکھئے۔ (حقیقت الوحی ص۳۲۶، خزائن ج۲۲ص۳۳۹) میں کہتے ہیں کہ: "مولوی عبدالکریم کے لئے" میں نے بہت دعا کی تھی۔ مگر ایک الہام بھی اس کے لئے تسلی بخش نہ تھا۔" کیا صفائی ہے۔ طلع البدر علینا...... الخ! اور اللہ نے رد بلا کر دیا اور بشارت نازل کی۔ سب غت ربود۔

۹ ایک مرزائی کو اختیار ہے اور وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ دعا منظور و مقبول ہوئی۔ کیونکہ دعا میں یہ الفاظ بھی تھے کہ: "اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پاک مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔" لیکن اس صورت میں اسے مرزا قادیانی کو کذاب۔ مفتری اور مفسد ماننا پڑے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ دعا کو نامقبول اور مردود مانا جائے۔ اس حالت میں مرزا قادیانی پر ان کا اپنا مجوزہ کفر عائد ہوگا اور مستجاب الدعوات ہونا بھی باطل ٹھہرے گا۔

۱۰ آپ یوں کیوں نہیں کہتے کہ آپ کے اخبار کے خریدار ہم اس لئے بنے تھے کہ آپ ہماری نبوت و مسیحیت کی تشہیر میں مدد دیں اور آپ کے اخبار کے ہر ایک کالم میں ہمارا ہی ذکر خیر ہوا کرے گا۔ لیکن آپ کے اخبار میں تو ہمارے مخالفین کا بھی ذکر ہونے لگا ہے۔ رہی سچائی کی پابندی سو اس سے جب مسیح الزماں کو ہی کچھ غرض نہ ہو تو اخبار نویس پر کیا الزام۔ آپ کی سچائی کی قلعی اس چٹھی سے کھلتی ہے۔ جیسا کہ آگے آتا ہے۔

۱۱ جس مضمون میں آپ کے مخالفین کا تذکرہ ہو وہ تو ایسا جھوٹ ہو جاتا ہے کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ لیکن جس مضمون میں آپ کی مسیحیت، نبوت کی بانگ دی جائے۔ اس میں تمام جہان کی صداقتیں بھر جاتی ہیں۔

۱۲ بس وہی روایت قابل اعتبار ہے جس کے راوی خود بدولت مرزا قادیانی بہادر ہوں۔ یا ان کی امت سے کوئی ہو۔ خواہ مرشد و مریدین اس روایت میں خود ہی ایک دوسرے کی تکذیب کر رہے ہوں۔

۱۳ آج کوئی جا کر حضرت جی (مرزا قادیانی) سے پوچھے کہ کرم الدین کیسا ایک معمولی آدمی ہے جس نے حضورانور (مرزا قادیانی) کو دو سال تک آرام نہ لینے دیا اور جس کی لیاقت وقابلیت کے آپ اور آپ کے وکلاء بھی معترف ہو گئے۔

۱۴ فرمائیے حضرت (مرزا قادیانی) کیا آپ کو بھی گورنمنٹ سے کرسی ملتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر آپ نے اس وقت حاکم سے کیوں استدعانہ کی جب گورداسپور میں لالہ آتمارام صاحب کے اجلاس میں دن بھر کھڑے رہنے سے آپ کی ٹانگیں خشک ہو جاتی تھیں۔

۱۵ بیشک مولوی صاحب کو قوم اپنا پیشوا سمجھتی ہے۔ جیسا کہ آپ کے معزز گواہان استغاثہ اس مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں اور نیز ان کاغذات سے ظاہر ہوتا ہے جو اسلامی انجمنوں کے اشتہارات شامل مثل ہوئے ہیں۔ ہاں ایسے امام اور سردار قوم آپ ہی ہیں جن پر عرب وعجم کے مسلمانوں نے فتویٰ تکفیر لگا کر دائرہ اسلام سے بھی خارج کیا ہوا ہے۔ ایسی امارت وسرداری آپکو مبارک ہو۔

۱۶ امرتسر ولاہور وغیرہ میں جو لوگ مولوی کر کے پکارے جاتے ہیں (جن سے آپ کی مراد آپ کے مخالف مولوی ہیں) دنیا ان کی عزت وتعظیم کرتی ہے ہاں وہ عزت جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ ان کو حاصل نہیں۔ اس عزت کا تمغہ مسیح الزماں کو ہی سجتا ہے اور رہے گا۔

۱۷ جو کچھ اخبار جہلم نے لکھا تھا کہ وہ بالکل صحیح تھا اگر مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے سوائے کوئی ایک شخص بھی جہلم کا باشندہ اسکی تکذیب کرے تو ہم جواب دہ ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس روز ہزار ہا لوگ مولوی صاحب کی زیارت کے لئے آئے تھے اور دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ کون بہادر شخص ہے جس نے ایک ایسے بڑے دعویٰ نبوت کے مدعی کو گرفتار کرا کر جہلم میں منگایا ہے۔ اس بات کو جھوٹ کہنا ایسا بے نظیر جھوٹ ہے جس کی تصدیق سوائے مرزا قادیانی کے کوئی دوسرا نہیں کرتا۔

۱۸ یہ ایک سفید جھوٹ ہے جو امام الزماں (مرزا قادیانی) کے قلم سے نکلا ہے جس کو عقل بھی باور نہیں کر سکتی بھلا جہلم کے محدود احاطہ کچہری میں ۳۰ یا ۴۰ ہزار آدمی کس طرح سما سکتے ہیں اور پھر طرفہ یہ کہ مرزا قادیانی اپنے بیان میں جو آگے آئے گا اپنے منہ سے اس کی تردید کرتے ہیں۔ چنانچہ وہاں لکھاتے ہیں کہ میری دانست میں دس ۱۰ ہزار آدمی جمع ہوئے تھے۔ اگر مرزا قادیانی کا حلفی بیان سچا ہے تو آپ کے قلم نے ۳۴ ہزار کا جھوٹ لکھا ہے۔ کیا اتنے بڑے جھوٹ لکھنے والا بھی امام، مجدد، مہدی، مسیح کہلانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ یہ مسیح الزماں کا جھوٹ نمبرا۔

۱۹ یہ آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ یہ سب محض آپ کے دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ کیا آپ نے یک بیک کو بلا کر پوچھ لیا تھا اور انہوں نے آپ کے پاس یہ بیان لکھا دیا تھا کہ وہ صرف آپ کی زیارت کے لئے آئے تھے۔ ان کے دل کا حال خدا کو معلوم ہے۔ جو علیم بذات الصدور ہے۔ پھر بلا کسی ثبوت کے آپ کا یہ لکھنا کہ یہ سب محض میرے دیکھنے کے لئے آئے تھے جھوٹ صریح ہے جھوٹ نمبر۲۔

۲۰ کیوں حضرت کیا وجہ کہ لاہور سے گزر کر صدہا لوگ ہر ایک اسٹیشن پر آپ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے اور لاہور سے ورے کوئی بھی سلامی نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ لاہور ورے کے لوگ تو سمجھتے ہیں کہ آپ ایک معمولی شخص ہیں اور پیٹ کی خاطر کچھ کی کچھ باتیں بناتے رہتے ہیں۔ ہاں لاہور سے آگے بھولے بھالے لوگ آپ کو ایک غیر معمولی شخص سمجھ کر دیکھنے چلے آئے تو اس سے کیا حاصل۔ عزت تو وہ ہوتی ہے جو گھر میں اور پڑوس میں ہو۔

۲۱ یہ بھی اس پہلے جھوٹ کا ہم پلہ جھوٹ مسیح الزماں کے قلم سے نکلا ہے بھلا چالیس ۴۰ ہزار کی تعداد لاہور سے جہلم تک کے اسٹیشنوں پر سمانے کی بھی گنجائش رکھتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ جھوٹ نمبر۳۔

۲۲ یہ وہی پہلا جھوٹ آپ کے قلم سے نکلا ہے اس لئے اس کا نمبر بھی مکرر شمار میں آنا چاہئے۔ جھوٹ نمبر۴

۲۳ جہلم میں بارہ سو مردان کا داخل بیعت ہونا بھی ڈبل جھوٹ ہے جس کی تردید مرزا قادیانی کے اپنے مخلص مرید کرتے ہیں اور اخبار الحکم مطبوعہ ۲۱ جنوری میں لکھا ہے کہ تمام سفر جہلم میں جس قدر زن و مرد نے مرزا قادیانی کے ہاتھ پر بیعت کی ان کی تعداد آٹھ سو کے قریب ہے اور رسالہ ریویو آف ریلیجز۔ مطبوعہ ۲۰ فروری کے ص ۸۰ پر بیعت کنندگان جہلم کی تعداد بارہ سو لکھنا ایک سفید جھوٹ ہے۔ (جھوٹ نمبر۵)

۲۴ یہ بھی صریح جھوٹ ہے جو لوگ اس روز دور دراز سے یہاں مقدمہ کا تماشہ دیکھنے آئے تھے ان میں سے بجز معدودے چند اشخاص کے جو مرزا قادیانی کے مرید ہوں۔ باقی کل اپنے عقیدہ کے مخالف لوگ تھے۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ باقی کل مریدان کی طرح تھے اور نذریں دیتے تھے اور نماز پیچھے پڑھتے تھے کیسا صریح جھوٹ ہے اور باقی بعض یا اکثر کی قید ہوتی تو بھی کچھ صداقت کا احتمال ہوتا باقی کل کی قید تو ضرور ہی اس جملہ کو جھوٹا بنا دیتی ہے۔ حضرت جی یہ تو بتائیں کہ وہ ۳۰،۴۰ ہزار خلقت کس میدان میں جمع ہو کر آپ کے پیچھے نماز پڑھ سکتی تھی۔ اس میدان کا

بھی پتہ بتایا ہوتا۔ چونکہ حضور والا نے یہ چٹھی ایسے وقت میں لکھی جب غصہ کے غلبہ نے عقل وہوش ٹھکانے نہ رہنے دیئے تھے۔ اس لئے ایسی دور از قیاس باتیں لکھ کر آپ نے ناحق راستی کا خون کیا۔ (جھوٹ نمبر ۶)

۲۵ جناب والا اس روز آپ کے مخالف مولوی نے نہ سیاہ بلکہ سفید لنگی سر پر باندھی ہوئی تھی۔ لیکن صرف حضرت اقدس کی آنکھوں میں فوجداری مقدمہ کی ہیبت سے سارا جہان سیاہ نظر آتا تھا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب (مواہب الرحمٰن ص۱۳۰، خزائن ج۱۹ ص۲۵۰) میں اعتراف کیا ہے: ”واراد ان یجعل نھارنا اعنمی من لیلة داجیة الظلم “ (مولوی کرم دین نے چاہا کہ ہمارے روز روشن کو شب دیجور سے تاریک تر کردے) اس لئے آپ نے سفید لنگی کو بھی سیاہ ہی سمجھا۔ اس لئے آپ کو اس بارے میں معذور سمجھ کر اس غلط بیانی کا مزید نمبر نہیں دیا جاتا۔

۲۶ ہائے کرسی ہائے کرسی افسوس آپ کا یہ غرور بھی آخر خدا نے توڑ دیا۔ مرزا قادیانی سچ بتایئے گا لالہ آتمارام صاحب مجسٹریٹ گورداسپور کی عدالت میں کتنے کتنے گھنٹہ آپ کو کھڑا رہنا پڑا۔ منشی سنسار چند صاحب نے نہ تو صرف آپ کو بلکہ تمام حاضرین کمرہ کیلئے کرسیاں اور بنچیں بچھوا دی تھیں جن پر ہر کہ ومہ بیٹھے ہوئے تھے۔

۲۷ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ مولوی صاحب بھی کرسی پر ہی بیٹھے رہے تھے۔ صرف بیان لکھانے کے وقت کھڑے ہوئے تھے۔ جس پر چار منٹ بھی نہ خرچ ہوئے تھے۔ چار گھنٹہ کھڑا رہنا ایسا جھوٹ ہے جس کی تصدیق کوئی شخص بھی نہ کرے گا۔ جھوٹ نمبر ۷۔

۲۸ اس کی تردید منشی غلام حیدر صاحب اپنے حلفی بیان میں جو انہوں نے بمقدمہ ایڈیٹر الحکم لکھایا صاف طور پر کر دی ہے۔ اس لئے ہم ایک معزز گواہ (جس کو مرزائیوں نے پیش کیا ہے) کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کی اس تحریر کو سچا نہیں سمجھ سکتے اور نیز اس لئے بھی کہ مرزا قادیانی نے خود اپنے حلفی بیان میں لکھایا ہے کہ مجھ کو اچھی طرح یاد نہیں ہے کہ غلام حیدر نے عدالت کو میرے مرید دکھائے تھے۔ جھوٹ نمبر ۸۔

۲۹ یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ سردار ہری سنگھ صاحب اس روز جہلم میں ہی نہ تھے۔ جیسا کہ منشی غلام حیدر خان صاحب نے اپنے بیان میں لکھایا ہے۔ کوئی دعوت سردار صاحب نے نہیں کی بلکہ تین دن مرزا قادیانی جہلم میں ٹھہرے تھے تینوں دن ان کے مریدوں نے ہی دعوت کی چنانچہ ایڈیٹر الحکم نے اپنے اشتہار میں صاف کہا ہے: ”مختصراً ہم اپنی جہلم کی جماعت کی مہمان نوازی کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے تین دن تک ڈیڑھ ہزار آدمیوں کی دعوت کا روزانہ فیاضی سے

انتظام کیا۔" سو یہ بڑی بے انصافی ہے کہ جن غریبوں نے زر کثیر خرچ کر کے مرزا قادیانی کو پلاؤ زردے کھلائے انکا نام ہی ندارد مفت کا ثواب ملتا ہے تو سردار صاحب کو۔(جھوٹ نمبر۹)

۳۰۔ اخبار جہلم کو جھوٹ لکھنے والے صرف مرزا قادیانی ہیں جس پر اور کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے جھوٹ جس قدر اس چٹھی میں ہیں اس کا جھوٹ ہونا ان کے اپنے بیان یا مخلص حواریوں کی تحریرات وغیرہ سے ظاہر ہے۔ پھر آپ خود انصاف کریں کہ گندہ جھوٹ بولنے والا اخبار جہلم ہے یا حضرت مسیح الزماں والاشان دام اقبالہ!

۳۱۔ بے شک جن فرضی واقعات کے لکھنے کی آپ نے جرات کی اخبار جہلم ان کی گھڑت سے معذور تھا۔

۳۲۔ افسوس کہ ایڈیٹر اخبار عام نے امام الزماں کے حکم کی تعمیل نہ فرمائی ورنہ جہلم میں آکر دریافت کرنے سے ان کو معلوم ہو جاتا کہ بے نظیر جھوٹ وہ ہے جو اخبار عام نے سراج الاخبار سے نقل کیا ہے یا وہ چٹھی جو حضور انور نے اخبار عام میں شائع کرائی ہے۔

۳۳۔ لیجئے جناب اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ مرزا قادیانی تو یہاں تک فیاضی دکھاتے ہیں کہ ایڈیٹر اخبار عام کو آمد ورفت کا کرایہ بھی عنایت کئے دیتے ہیں اور وہ بھی انٹرمیڈیٹ کے حساب سے۔ فراخ دلی اسی کا نام ہے۔

۳۴۔ اوہو آپ تو جھوٹے ہتھیاروں پر اتر آئے۔ اگر حسب منشائے مرزا قادیانی اس مضمون کی تردید نہ ہوئی تو پھر ایں جانب اخبار بند کر دیں گے۔ بس آپ کے اخبار بند کرنے کی دیر ہے کہ مالک اخبار کا رزق بند ہو جائے گا۔ اس سے عالی جناب کی وسیع النظر فی کا پتہ چلتا ہے ایسی دھمکیاں تو معمولی حوصلہ کے دنیادار بھی نہیں دیا کرتے۔

۳۵۔ اپنے جھوٹوں پر نظر فرما کر بتایئے گا کہ قابل شرم جھوٹ شائع کرنے والا کون ہے؟۔

۳۶۔ شکر ہے کہ حضور والا (مرزا قادیانی) کے نام بھی آخر وارنٹ ہی جاری ہو گئے اور ضمانت داخل کرنی پڑی اور اب آپ کو دوسروں کی نسبت طنز کرنے سے شرم آئے گی۔

۳۷۔ آپ کے اس انتظار کو ایڈیٹر اخبار نے رفع نہ کیا۔ بجز اس کے کہ آپ کی اصل چٹھی ہی چھاپ دی جس نے حضور اقدس کی (مرزا قادیانی) قلعی کھول دی۔

۳۸۔ آپ اپنی کتاب (اعجاز احمدیہ ص۳، خزائن ج۱۹ص۱۰۹) میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۸۹۳ء میں عبداللہ آتھم سے مباحثہ ہونے کے وقت آپ کی عمر اس کی عمر کے برابر تھی اور اس کی عمر ۶۴ سال اس وقت تھی تو پھر نہایت تعجب ہے اس وقت تقریباً بارہ سال بعد بھی آپ کی عمر ۶۵ سال

ہے۔ گویا ۱۲سال میں آپکی عمر میں صرف ایک سال کا اضافہ ہوا۔ ''وھذا شئی عجیب ۔'' بہر حال یا اعجاز احمدی کی تحریر جھوٹی یا یہ بیان جھوٹ ہے۔ جھوٹ نمبر۱۰۔

۳۹۔ ناظرین غور فرمائیں کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ پریس کا نام معلوم نہیں۔ یہ کہاں تک سچ ہوسکتا ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ انوار احمدیہ پریس جس میں الحکم چھپتا ہے اس سے مرزا قادیانی لاعلم ہوں۔ کیونکہ اس میں آپ کی متعدد تصانیف شائع ہوئیں اور اخبار الحکم جس میں آپ کے دربار صبح وشام کی کیفیت روز چھپتی ہے اس پریس سے ہفتہ وار نکلتا ہے یہ لاعلمی صرف اس لئے ظاہر کی تھی کہ آپ اخبار اور پریس سے بالکل بے تعلق ثابت ہوں۔

۴۰۔ پہلے ہی کیوں نہ بتایا دیا جب آپ جانتے تھے کہ زبردست کو سچز (جرح کنندہ) نے زبردستی سے بھی کہلا لینا ہے۔

۴۱۔ ذرا غور فرمایئے گا امام الزماں ہیر پھیر کے ساتھ سوال کا جواب دیتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ صاف طور پر کہہ دیتے کہ اخبار میرے ہی لقب حکم پر نامزد ہوا ہے۔ آپ جواب لکھاتے ہیں تو کسی طرز سے کہ نام اخبار میں وہی الفاظ ہیں۔ اس جواب سے حضرت جی کی علمی لیاقت کی بھی قلعی کھلتی ہے۔ حکم ایک لفظ ہے نہ بہت الفاظ پھر آپکا فرمانا کہ نام اخبار میں وہی الفاظ ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو مفرد اور جمع کی تمیز بھی نہیں بھلا اس سے بڑھ کر علمی پردہ دری اور ذلت کیا ہوگی۔ بوڑھے میاں بایں ریش وفش جرح کے چکر میں آکر ہوش وحواس ایسے کھو بیٹھے کہ حکم ایک لفظ کو الفاظ سے تعبیر کرنے لگے اگر وہی حروف کہتے تو کوئی وجہ ہوتی وہی الفاظ کہنا تو ایک شرم ناک غلطی ہے۔ (مرزائیو! کوئی جواب دے سکتے ہو)

۴۲۔ اس سے تو صاف ثابت ہے کہ چندہ کر کے آپ نے ہی یہ اخبار جاری کیا۔ حالانکہ آپ فرماتے ہیں کہ الحکم اخبار مستغیث کا ہے اور اس کے اپنے پریس سے نکلتا ہے۔

۴۳۔ عدالت کا یہ نوٹ مرزا قادیانی کی صداقت کے لئے ایک ایسا تمغہ ہے جو قیامت تک آپ کی سچائی کو ظاہر کرتا رہے گا۔ آپ خود فرما چکے ہیں کہ حق الیقین عدالت کے ذریعہ ہوتا ہے۔ (دیکھو بیان مرزا قادیانی بمقدمہ فضل دین) اب عدالت نے آپ کی نسبت صاف نوٹ کیا ہے کہ آپ ایسے راستباز ہیں کہ عدالت کے سامنے سر اجلاس پہلے یہ کہہ کر شاید آج سے دو سال پیشتر البدر جاری ہوا تھا۔ پھر اس سے صاف مکر گئے اور کہا کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ البدر کو جاری ہوئے کتنا عرصہ گزرا ہے۔ کیوں حضرت راستبازی اسی کا نام ہے اور پھر آپ کو صداقت، صداقت کہتے شرم نہیں آئے گی۔ جھوٹ نمبر۱۲۔

۴۴۔ یہ معلوم نہیں یہی راستی کا خون کرنے کی غرض سے کہا گیا ہے۔ بھلا یہ بھی ممکن ہے کہ ایک شخص کے مکان میں کوئی کارخانہ جاری رہا ہو اور اس کو علم تک نہ ہو کہ اس کے مکان میں کارخانہ رہا یا نہیں۔ الحکم کا مطبع پہلے مرزا قادیانی کے مکان میں ہی جاری ہوا اور ایک عرصہ رہا اور اس لئے جرح کنندہ نے یہ ثابت کرنے کے لئے یہ کارخانہ درحقیقت آپ ہی کا ہے یہ سوال اٹھایا تھا جس کا جواب بالکل غلط دیا گیا۔ جھوٹ نمبر ۱۳

۴۵۔ حالانکہ کہ آپ کے اس بیان کی رو سے جو آپ نے بمقدمہ انکم ٹیکس شیخ تاج الدین صاحب تحصیلدار کے سامنے لکھایا تھا صاف ثابت ہے کہ مطبع ضیاء الاسلام واقع قادیان آپ ہی کا مطبع ہے چنانچہ آپ نے اس کی آمد وخرچ کی وہاں تفصیل بھی بتادی پھر اگر آپ کا وہ بیان درست ہے تو آپ کا یہ فرمانا کہ کسی پریس واقع قادیان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ صاف جھوٹ ہے جھوٹ نمبر ۱۰۔

۴۶۔ یہاں تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ الحکم سے مجھے اس قدر بے تعلقی ہے کہ میں اس میں کوئی الہام بھی خود شائع نہیں کرتا لوگ ہی شائع کرادیتے ہیں۔ لیکن جب مولوی صاحب نے جرح کنندہ کے ہاتھ میں کتاب مواہب الرحمٰن دیکھی تو آپ کو وہ فقرہ یاد آ گیا۔ فاشعت کلما رایت والهمت قبل ظهوره فی جریدة یسمی الحکم الخ! (مواہب الرحمٰن ص ۱۲۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۵۰) تو پھر یہ کہہ دیا کہ شاذ ونادر کوئی مضمون کبھی کبھی شائع کردیتا ہوں۔ کہیئے راستبازوں کا بھی وطیرہ ہوتا ہے۔ افسوس!

۴۷۔ لیکن آپ اپنی کتاب الہدیٰ میں اس کے برخلاف تحریر فرماچکے ہیں۔

۴۸۔ مقدمہ کا مشورہ دینے کی نسبت غالباً کی قید لگانا اور کہنا کہ اچھی طرح یاد نہیں ہے، بھی بالکل غلط ہے۔ ساری خلقت جانتی ہے کہ مقدمہ آپ نے دائر کرایا اور وکیل وکلاء سب آپ کے حکم سے پیروی کے لئے گئے۔ پھر آپ کیوں صاف نہیں فرماتے؟۔ یقیناً میرے مشورہ سے مقدمہ دائر ہوا۔ جھوٹ نمبر ۱۲۸۔

۴۹۔ شاید آپ کا یہ کہنا کہ میں نے اس مقدمہ کے لئے کوئی چندہ اپنی طرف سے نہیں دیا تو شاید مان لیا جائے۔ کیونکہ آپ اپنی جیب خاص سے ایک پائی بھی خرچ کرنے والے نہیں لیکن آپ کا یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے کہ جو چندہ سلسلہ میں وصول ہوتا ہے اس میں سے کسی نے دیدیا ہو تو مجھے خبر نہیں۔ کیونکہ یہ امر محال ہے کہ جو چندہ سلسلہ میں وصول ہو۔ وہ آپ کی بے اجازت دیا جائے اور آپ کو اس کی خبر نہ ہو۔

۵۰ یہ سنا تھا۔ کہنا اس غرض سے ہے کہ غلام حیدر سے بے لگاؤ ہونا ثابت ہو حالانکہ چٹھی مطبوعہ اخبار عام میں صاف طور پر لکھا چکے ہیں کہ پھر تحصیل دار غلام حیدر نے حاکم عدالت کو دو ہزار ہا آدمی دکھائے جو میرے دیکھنے کے لئے آئے تھے۔ ناظرین انصاف کریں کہ کیا واقعی یہی آیت" ولا تکتموا الشهادة " کی تعمیل ہے؟۔

۵۱ حالانکہ چٹھی میں آپ ۳۰،۳۵ ہزار آدمی شائع کر چکے ہیں۔ شرم شرم۔

۵۲ اب جب چٹھی دکھائی گئی اور آپ کی آنکھ کھلی تو آپ گویا تطبیق اس طرح دینا چاہتے ہیں لوگ کہتے تھے کہ قریباً ۳۰ ہزار آدمی ہونگے حالانکہ وہاں بڑے وثوق سے کہا گیا کہ جن لوگوں نے بہت غور کر کے اندازہ لگایا وہ کہتے تھے کہ تیس پینتیس ہزار ہوں گے۔ جب آپ اپنے بیان میں ۱۰ ہزار کی تعداد بتلاتے ہیں تو پھر لوگوں کے غلط اندازہ ۳۰،۳۵ ہزار غلط اخبار عام میں آپ نے کیوں شائع کرایا اور صحیح اندازے سے اس کو کیوں تعبیر نہ کیا حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ: "کفی بالمرء کذباً ان یحدث بکل ما سمع "

۵۳ تعداد مریداں کی نسبت مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کے بیان میں عجیب گڑبڑ ہے اور اس قدر مبالغہ اور جھوٹ سے کام لیا گیا ہے جس کی کوئی نظیر بمشکل مل سکے۔ ۱۹۰۰ء میں جب منشی تاج الدین صاحب تحصیلدار انکم ٹیکس کے مقدمہ کی تحقیقات کیلئے قادیان میں گئے۔ ان ان کے سامنے تعداد مریدان ۳۱۸ بتائی۔ چنانچہ انہوں نے اپنی رپورٹ میں تعداد مریدان مرزا قادیانی ۳۰ ہزار لکھی جیسا کہ اپنے اس بیان میں تصدیق کرتے ہیں لیکن کتاب تحفۃ الندوہ میں تعداد مریدان مرزا قادیانی ۳۰ ہزار لکھی جیسا کہ اپنے اس بیان میں تصدیق کرتے ہیں لیکن کتاب (تحفۃ الندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۷) وہ مطبوعہ ۶/۱ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں تعداد مریدان ایک لاکھ سے زیادہ بتائی گئی ہے۔ اب اگر تحفہ غزنویہ کی تحریر سچ ہے تو تحفۃ الندوہ کی تحریر صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ دونوں کتابیں ایک ہی سنہ اور ایک ہی ماہ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں طبع ہوئی ہیں۔ پھر مواہب الرحمٰن میں جو ۱۴؍ جنوری ۱۹۰۳ء میں دو لاکھ کی تعداد بتائی گئی۔ گویا تین ماہ میں ایک لاکھ کی تعداد بڑھ گئی۔ لیکن یہ عجیب تماشہ ہے کہ الحکم ۱۰؍ جولائی کے ۱۹۰۳ء میں جو مرزا قادیانی کی تقریر چھپی ہے اس میں تعداد مریدان تین لاکھ بتائی گئی ہے۔ مگر ۶؍ جولائی ۱۹۰۴ء جس روز مرزا قادیانی کا یہ بیان حلفی ہوا۔ آپ تعداد مرید دو لاکھ بتاتے ہیں اب اگر یہ بیان درست ہے تو اس سے ایک سال پہلے کا الحکم ۱۰؍ جولائی ۱۹۰۳ء میں تین لاکھ بتانا ایک بے نظیر جھوٹ ہے اور جب آپ سے ایک سوال کیا

گیا کہ تعداد کس بناء پر آپ بتاتے ہیں کیا آپ کے پاس کوئی رجسٹر ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کوئی رجسٹر مریدان نہیں۔ اب اس موقع پر اکاذیب کے نمبر بے تعداد۔ لیکن ہم رعایتاً ایک نمبر اس جھوٹ کا لگاتے ہیں۔ جو تحفۂ غزنویہ اور تحفہ ندوہ کے تعارض سے پیدا ہوا۔ دوسرا وہ جو مرزا قادیانی کے بیان حال اور الحکم ۱۰ر جولائی والی تحریر کے سخت تعارض ظاہر ہوتا ہے اور تیسرا نمبر وہ شمار کرتے ہیں جو آپ کے اس بیان سے کہ میرے پاس کوئی رجسٹر نہیں ہے مریدان کا اور پھر باوجود عدم ثبوت کے تعداد بیان کرنے سے ثابت ہوتا ہے اس لحاظ سے آپ کے جھوٹوں کی تعداد کا آخری نمبر ۲۰ ہو گیا۔

۵۴ لیکن آپ کا خاص الخاص حواری مولوی عبدالکریم اپنے اس بیان میں جو اس نے بمقدمہ کا جوالہ نمبر ا: فضل الدین ۱۶ر جنوری ۱۹۰۲ء کو لکھایا۔ آپ کے اس بیان کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے صراحت سے لکھادیا کہ مرزا قادیانی کے مریدوں کا ایک رجسٹر ہے جو اور صاحب کے سپرد ہے۔ ملاحظہ ہو کیفیت مقدمہ اولیٰ۔ تو اب اگر عبدالکریم سچا ہے تو مرزا قادیانی نے اس بیان میں ۳ جھوٹ بولے ہیں۔ پہلا یہ کہتے ہیں کہ میرے پاس کوئی رجسٹر مریدان نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہتے ہیں کہ مولوی عبدالکریم نے رجسٹر بنایا ہے تیسرا یہ کہ ۱۰ ماہ سے رجسٹر بنا ہے۔ حالانکہ مولوی عبدالکریم کا بیان آپ کے اس بیان سے پہلے ایک سال لکھا گیا اور اس وقت اور اس وقت وہ رجسٹر کا موجود ہونا اور دوسرے کے سپرد ہونا بیان کر چکا ہے۔ اب آپ کے جھوٹوں کا نمبر ۲۳ تک پہنچ گیا ہے۔

۵۵ جب اس نے آپ کے نام مریدی کا کوئی خط نہیں لکھا تو پھر آپ کا الحکم ۳۱ر جولائی ۱۹۰۲ء میں اس کا نام بیعت کنندگان میں شائع کرانا ایک بہت بڑا جھوٹ ہے اور چونکہ ایڈیٹر الحکم کی یہ جرأت نہیں کہ بغیر اجازت آپ کے وہ کسی کا نام مریدوں میں شائع کرے۔ اس لئے یہ جھوٹ بھی آپ کی طرف ہی منسوب ہوگا۔ جھوٹ نمبر ۲۴۔

۵۶ جن آدمیوں کے نام الحکم ۷ار مئی ۱۹۰۳ء لکھے گئے اور ان کی سکونت بھین لکھی گئی۔ ان ناموں کے کوئی آدمی موضع بھین میں ہرگز نہیں ہیں۔ اگر مرزا قادیانی یا اس کا کوئی مرید ثابت کر دیوے کہ بھین میں ان ناموں کے کوئی آدمی ہیں تو ہم ان کو پانچ سو روپیہ انعام دینے کا موکدہ وعدہ کرتے ہیں یہ جھوٹ صریح جو الحکم میں شائع ہوا یہ بھی آپکی طرف منسوب ہوگا۔ جھوٹ نمبر ۲۵۔

۵۷ عدالت کا یہ نوٹ آپ کے لئے دوسرا تمغہ صداقت ہے کہ آپ ایسے راست باز ہیں کہ عدالت میں پہلے کچھ کہتے ہیں اور پھر برخلاف اس کے کچھ اور کہہ کر اپنی راست بیانی کا ثبوت دیتے ہیں۔ لیجئے حضرت مبارک بعد مبارک۔ جھوٹ نمبر ۲۶۔

۵۸ دیکھنا حضرات مسیح الزمان کا یہ یاد نہیں کہ درد کہاں تک ٹھیک ہے۔ جہاں آپ دیکھتے ہیں کہ کوئی بات برخلاف پڑتی ہے۔ وہاں یاد نہیں کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ بہت اچھا ہم یہ بات آپ کے ایمان پر چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ آپ کے اخبار الحکم میں آپ کی طرف سے ایسا کہنا چھپا ہوا موجود ہے۔

۵۹ اس یاد نہیں کی نسبت پھر وہی عرض ہے جو پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اتنا بڑا واقعہ ہو اور دوسرے مرید اپنی شہادت میں اس کی تصدیق بھی کریں۔ لیکن آپ یاد نہیں کہہ کر اظہار حق سے کنارہ کش ہوں افسوس ہے۔ ایں کار از تو آید مردان چنیں کنند۔

۶۰ حالانکہ آپ اپنے بیان حلفی میں برخلاف اس کے کہہ چکے ہیں کہ وہ آپ کا مرید نہیں۔ نزول المسیح والی تحریر کو جھوٹ کہیں یا بیان کو دونوں تو سچے نہیں ہو سکتے۔ جھوٹ نمبر ۲۷

۶۱ ساری دنیا جانتی ہے کہ اور کا کلمہ عطف کے واسطے ہوتا ہے۔ لیکن امام الزماں اس سے انکار کرتے ہیں۔ کیوں اس لئے کہ اگر حرف عطف مانیں تو مستغیث کے استغاثہ میں سقم آتا ہے۔ واہ قادیانی واہ چہ خوش۔

۶۲ کس قدر شرم کی بات ہے کہ باوجود ادعا ہمہ دانی کے آپ کی لیاقت وقابلیت کا یہ حال ہے کہ آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ اور کلمہ میں کس قسم کا ہے۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا　　　جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

۶۳ یہ مسئلہ مسلمہ ہے کہ معطوف معطوف علیہ کا تابع ہوتا ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کی علمیت پر ہزار افسوس کہ آپ یہ بھی نہیں جانتے کہ معطوف تابع معطوف علیہ کا ہوتا ہے۔

چو بانگ دہل ہولم از دور بود　　　بغیبت درم عیب مستور بود

مرزائیو! کیا اپنے مرشد کی یہ علمی پردہ دری دیکھ کر پھر بھی آپکے اعتقاد میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

۶۴ اگرچہ آپ کا یہ کہنا مستغیث کے مفید مطلب نہ تھا اور آپ ایسا کبھی بھی کہنے والے نہ تھے لیکن مولوی صاحب نے دیکھا کہ آپ کسی طرح راستی کی طرف جھکنے والے نہیں ہیں تو

انہوں نے یہ سوال کیا کہ ان اشعار کی آپ ترکیب بتائیں تب مرزا قادیانی نے سمجھا کہ ترکیب تو ہو سکے گی نہیں اور مفت کی پردہ دری ہوگی۔ چلو اس کے مفید مطلب بات کہہ کر جان چھڑالو۔ تب آپ یہ بیان کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

۶۵ مولوی ثناء اللہ صاحب مرحوم ومغفور۔

۶۶ حالانکہ یہی مذہب خان صاحب میاں محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ داماد مرزا قادیانی کا ہے پھر نہیں معلوم ڈاکٹر صاحب تو خارج اور مرتد ہوں اور خان صاحب داماد۔ ''وتلك اذا قسمة ضيزیٰ''

۶۷ ایک بیوی کے زیور کی ہی تفصیل (کلمہ فضل رحمانی ص۱۳۲،۱۳۳) میں بحوالہ رہن نامہ رجسٹری شدہ منجانب مرزا قادیانی قابل دید ہے۔ جس کی مجموعی میزان تین ہزار تین سو پینتیس روپیہ ہوتی ہے۔ باوجود اس کے آپ زکوٰۃ بھی لیتے رہے۔ گو اشاعت اسلام کے بہانہ سے۔

۶۸ یہ مرزا قادیانی کی سمدھن ہیں۔ محمدی بیگم کی پھوپھی اور عزت بی بی کی والدہ اور عزت بی بی مرزا قادیانی کے لڑکے فضل احمد کی بیوی ہے۔

۶۹ نکاح نہ کرے محمدی بیگم کا والد اور طلاق پائے مرزا قادیانی کے بیٹے کی بیوی۔ قربان اس انصاف کے۔ کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا۔

۷۰ محمدی بیگم کا رتبہ ''لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے برابر آپ نے بنا دیا۔ نکاح کا الہام تو جھوٹ ثابت ہوا۔ معلوم ہوا کہ ''لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' پر بھی آپ کا ایمان نہ تھا۔

۷۱ کہاں متواتر الہامات! اور کہاں یہ عاجزی اور تملق کا اظہار! الہام پر ایمان ہوتا تو ایسی ذلیل درخواست کیوں کرتے؟

۷۲ مذکورہ بالا بیان کا مقابلہ مرزا اور مرزائیوں کے اس ادعا کے ساتھ کرو جو وہ آیت ''قد لبثت فیکم عمر الخ'' سے استدلال کر کے مرزا قادیانی کی گذشتہ زندگی کو مقدس اور مطہر ثابت کیا کرتے ہیں۔ کیا انبیائے کرام اور بزرگان دین اسلام میں کوئی ایسی مثال موجود ہے؟ کہ کسی نے ایک عورت کے نکاح کے لئے ایسے پاپڑ بیلے ہوں؟ مرزائی صاحبان ذرا منہاج نبوت کی کسوٹی پر اسے رکھ کر دیکھیں۔

۷۳ برہمچاری صاحب میرے مکان کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے رب جی رب جی کا ورد کیا کرتے تھے۔ ان کے دوستوں نے ورد سے متاثر ہو کر انہیں رب جی کہنا شروع کر دیا تھا۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

حقیقت مرزا

جناب حاجی محمد مسلم صاحبؒ دیوبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی کی زندگی دو حصوں میں منقسم ہے۔ایک قبل دعویٰ مسیحیت دوسرا بعد دعویٰ مسیحیت۔ان دونوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔

پہلے حصے میں مرزا قادیانی صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں۔دوسرے حصے میں اس کمال کو کمال تک پہنچا کر مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن گوپال، نبی اور رسول ہونے کا بھی ادعا کرتے ہیں۔پہلے حصے میں جمہور علماء اسلام ان کی تائید پر ہیں۔دوسرے حصے میں جمہور بلکہ کل علمائے اسلام ان کے مخالف نظر آتے ہیں۔چنانچہ یہ سب کچھ واقعات سے ثابت ہوگا۔

مرزا قادیانی کے مریدوں نے بھی ان کی سوانح لکھی ہیں۔مگر وہ محض اعتقادی اصول پر ہیں۔ہماری یہ کتاب واقعات صحیحہ سے لبریز ہے۔چنانچہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے۔امرتسر سے شمال مشرق کو ریلوے لائن پر ایک پرانا قصبہ بٹالہ ہے۔جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے۔بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے ولادت ہے۔مرزا قادیانی کی تاریخ ولادت صاف تو ملتی نہیں البتہ ان کی اپنی کتاب ”تریاق القلوب“ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے تھے۔آپ کے والد کا نام حکیم مرزا غلام مرتضٰی تھا۔قوم زمیندار، پیشہ طبابت کرتے تھے۔ابتداء میں مشرقی علوم مولوی گل شاہ (شیعہ) سے بٹالہ میں پڑھے۔اردو، فارسی، عربی کے سوا انگریزی سے واقف نہ تھے۔ثابت نہیں کہ کسی مشہور درسگاہ میں آپ نے تحصیل علم کی ہو۔جوان ہو کر تلاش معاش میں نکلے۔سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار کے محرر ہوئے۔وہاں سے بغرض ترقی آپ نے قانونی مختار کاری کا امتحان دیا۔فیل ہوگئے۔ازاں بعد تصنیف کی طرف طبیعت کا رخ ہوا۔طبیعت میں ایجاد تھی اس لئے بڑی کتاب شائع کرنے سے پہلے اشتہاری طریق کار اختیار کیا۔کبھی آریوں سے مخاطب ہوئے، کبھی عیسائیوں سے کبھی برہموں سے۔

اس کتاب میں ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو افعال واعمال سے کوئی مرزائی ہمت کر کے مرزا قادیانی کو شریف انسان، سچا انسان، دیانت دار انسان، معقول انسان ثابت نہیں کرسکتا ہے۔برخلاف اس کے ہم تحریری ثبوت اس امر کا دیں گے کہ مرزا قادیانی

کسی بھی حیثیت سے معاملہ دار، دیانت دار، شریف اور خلیق انسان نہیں۔ ہم امید کرتے ہیں کہ مرزائی صاحبان ہمت کر کے مرزا قادیانی پر جو الزامات بد اخلاقی، بد دیانتی اور غیر شریفانہ حرکات وسکنات کے پہلے جوابات دیں اس کے بعد دیگر مسائل پر بات چیت ہوسکتی ہے۔ لیکن مرزائی صاحبان کی یہ چال عجیب وغریب ہے کہ اصل مسائل سے ہٹا کر دوسرے مسائل میں الجھا کر اصل حقیقت پر پردہ ڈال کر اصل مسائل سے توجہ ہٹا دیتے ہیں۔ وفات مسیحؑ حیات مسیحؑ اور خاتم النبیین وغیرہ جو مسائل ہیں وہ ان مسائل کے بعد زیر بحث لائے جاسکتے ہیں۔

مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ سب سے پہلے مرزا قادیانی کی شخصیت پر بحث کیجئے۔ اس کے بعد دیگر مسائل پر انشاء اللہ یہ چیز انتہائی مفید ثابت ہوگی۔

”ان نشانوں کو ذرا سوچو کہ کس کے کام ہیں
کیا ضرورت ہے کہ دکھلاؤ غضب دیوانہ وار

اب تک کئی ہزار خدا تعالیٰ کے نشان میرے ہاتھ پر ظاہر ہو چکے ہیں۔ زمین نے بھی میرے لئے نشان دکھائے اور آسمان نے بھی اور دوستوں میں بھی ظاہر ہوئے اور دشمنوں میں بھی جن کے کئی لاکھ انسان گواہ ہیں اور ان نشانوں کو اگر تفصیلاً جدا جدا شمار کیا جائے تو تقریباً وہ سارے نشان دس لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ (درثمین ص ۸۷، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۸، خزائن ج ۲۱ ص ۱۴۸)

نوٹ: یہ مرزا قادیانی کا ایک شعر اس کا حاشیہ ہے جس میں دس لاکھ نشانات نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ (ناقل) نیز یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کئی ہزار سے بڑھ کر چند سطروں کے بعد دس لاکھ کس مشین سے بن گئے۔ کیا مرزائی اس کا جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

اشتہار بغرض استعانت واستظہار

از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ الابرار

اخوان دیندار ومومنین غیرت شعار وحامیان دین اسلام متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے معائنہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام کچھ بن نہ پڑے اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہوسکے۔ اس کتاب کے ساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جاوے گا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے مع ذلک اس کے مقابلہ میں اسی قدر دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس سے اپنی کتاب کا (جس کو وہ الہامی سمجھتا ہو) حق ہونا یا اپنے

دین کا بہترین ہونا ثابت کر دکھائے اور اس کے کلام یا جواب کو میری شرائط مذکور کے موافق تین منصف (جن کو مذہب فریقین سے تعلق نہ ہو) مان لیں تو میں اپنی جائیداد تعدادی دس ہزار روپیہ سے (جو میرے قبض و تصرف میں ہے) دستبردار ہو جاؤں گا اور سب کچھ اس کے حوالے کر دونگا۔ اس باب میں جس طرح کوئی چاہے اپنا اطمینان کر لے مجھ سے تمسک لکھالے یا رجسٹری کرالے اور میری جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ کو آ کر بچشم خود دیکھ لے۔

باعث تصنیف

اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور ان کے اتباع ہیں جو اپنی امت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت، انجیل، زبور، قرآن مجید کو محض افتراء سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ ہم سن نہیں سکتے۔ ایک صاحب نے ان میں سے اخبار سفیر ہند میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اور ان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن و نبوت کو بخوبی ثابت کیا۔ پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا۔ بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے۔ جس کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہو گئی۔ ہر ایک حصہ اس کا ایک ایک ہزار صفحہ چھپے تو چورانوے روپیہ صرف ہوتے ہیں۔ پس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپے سے کم میں نہیں چھپ سکتے۔ از انجا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپ کر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جس قدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں۔ لہٰذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں۔ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمائیں گے تو یہ کتاب بہ سہولت چھپ جائے گی۔ ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا۔ یا یوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتب پانچ پانچ روپیہ مع اپنی درخواستوں کے راقم کے پاس بھیج دیں۔ جیسے جیسے کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔ غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہنچاویں اور نام اس کتاب کا ”براہین احمدیہ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا گیا ہے۔ خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے اپنے سیدھے راہ پر چلاوے۔ آمین۔ اپریل ۱۸۷۹ء!

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ص ۱۰-۱۲)

(کتنے زور وشور سے اعلان کیا اور رقم بھی جمع کرلی مگر آج تک اعلان کے مطابق کتاب کے مکمل حصص شائع نہیں کیئے۔اتنی رقم کہاں گئی؟) ناقل

مرزا قادیانی کی تحریریں شاہد ہیں کہ وہ مراق کے مریض تھے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مراق، کثرت بول

الف...... ''دیکھو! میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔سو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔'' (ملفوظات ج۸ص۴۴۵)

ب...... ''میرا تو حال یہ ہے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ مبتلا رہتا ہوں تاہم مصروفیت کا یہ حال ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں۔حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔تاہم اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیئے جاتا ہوں۔'' (مرزا صاحب کا ارشاد مندرجہ کتاب ''منظور الٰہی'' ص۳۴۸،ملفوظات ج۲ص۳۷۶)

ج...... ''حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) سے فرمایا کہ حضور! غلام نبی کو مراق ہے' تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے''۔ (سیرت المہدی ص۳۰۴ ج۳ بروایت نمبر۹۶۹)

اس اقرار واعتراف سے قطع نظر مرزا قادیانی میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں۔مرزا بشیر احمد ایم اے سیرت المہدی میں اپنے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل کی ''ماہرانہ شہادت'' نقل کرتے ہیں کہ:

د...... ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی ہیں۔(جو ہسٹریا اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا، یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے، یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا۔وغیرہ ذالک!

(سیرت المہدی ج۲ص۵۵، بروایت نمبر۳۶۹)

مرزا قادیانی کو مراق کا عارضہ غالباً موروثی تھا' ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی لکھتے ہیں۔

''جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تھی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔''

(ریویو آف ریلیجنز بابت اگست ۱۹۲۶ء ص ۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا قادیانی کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی لکھتے ہیں: ''واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔''

(ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۷ء ص ۲۶)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامات یہ بیان کی گئی ہیں کہ: ''مالیخولیا کا کوئی مریض یہ خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ خدا ہوں' کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں'' (بیاض نور الدین ص ۲۱۲ ج ۱۰)

یہ تمام علامات مرزا قادیانی میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔ انہوں نے ''آریوں کا بادشاہ'' ہونے کا دعویٰ کیا۔ نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑے شدومد سے کئے۔ انبیاء کرام سے برتری کا دم بھرا۔ دس لاکھ معجزات کا ادعا کیا۔ مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی، اور نہ ماننے والوں کو منکر، کافر اور جہنمی قرار دیا۔ انبیاء علیہم السلام کی تنقیص کی، صحابہ کرام کو نادان اور احمق کہا۔ اولیاء امت پر سب وشتم کیا۔ مفسرین کو جاہل کہا۔ محدثین پر طعن کیا۔ علمائے امت کو یہودی کہا اور پوری امت کو گمراہ کہا۔ فحش کلمات سے ان کی تواضع کی۔ یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہوسکتا بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جاسکتا ہے۔

اگر قیامت کے دن مرزا غلام احمد قادیانی سے سوال ہوا کہ تو نے حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے لوگوں کو کیوں گمراہ کیا اور اس کے جواب میں مرزا قادیانی عرض کرے کہ یا اللہ۔ یہ سب کچھ میں نے مراق کی وجہ سے کیا تھا اور اپنے مراقی ہونے کا اظہار بھی خود اپنی زبان وقلم سے کر دیا تھا اب ان عقلمندوں سے پوچھئے کہ انہوں نے مراق کے مریض کو مسیح موعود کیوں مان لیا تھا؟ تو آپ کے پاس دلیل کا کیا جواب ہوگا۔ مرزا قادیانی کے ماننے والے ٹھنڈے دل سے غور کریں۔

تصنیف اور نماز

''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ سیرۃ المہدی کی روایت ۴۶۷ میں سنین کے لحاظ سے جو واقعات درج ہیں ان میں سے بعض میں مجھے اختلاف ہے جو مندرجہ ذیل ہیں۔

آپ نے ۱۹۰۱ء میں دو ماہ تک مسلسل نمازیں جمع کرنے کا ذکر نہیں کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ بھی درست ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک نمازیں جمع ہوئی تھیں کیونکہ مرزا صاحب ان دنوں ایک کتاب کی تصنیف میں مشغول تھے۔ اس لئے ظہر عصر اکٹھی پڑھ لیتے تھے۔ (تاکہ وقت ضائع نہ ہو۔ ناقل) (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۰۲ بروایت نمبر ۷۶۹)

عبادت الٰہی

''مولوی رحیم بخش صاحب ساکن تلونڈی ضلع گورداسپور نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) امرتسر میں براہین احمدیہ کی طباعت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے تو کتاب کی طباعت دیکھنے کے بعد مجھے فرمایا: ''میاں رحیم بخش چلو سیر کر آئیں جب آپ باغ کی سیر کر رہے تھے تو خاکسار نے عرض کیا کہ حضرت آپ سیر کرتے ہیں۔ ولی لوگ تو سنا ہے شب و روز عبادت الٰہی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ولی اللہ دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک مجاہد کش، جیسے حضرت باوا فرید گنج شکرؒ اور دوسرے محدث جیسے ابوالحسن خرقانی، محمد اکرم ملتانی، مجدد الف ثانی وغیرہ۔ یہ دوسرے قسم کے ولی بڑے مرتبہ کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے بہ کثرت کلام کرتا ہے۔ میں بھی ان میں سے ہوں (گویا عبادت کے بجائے صرف مہیب دعوے کافی ہیں۔ ناقل) اور آپ کا اس وقت محدثیت کا دعویٰ تھا (جو بعد میں ترقی کر کے مسیحیت' نبوت اور خدا بروز تک جا پہنچا۔ ناقل) (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۴ بروایت نمبر ۷۸۹)

مسنون وضع

''نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے، بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ہو اللہ بمشکل پڑھ سکوں کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۵ حصہ دوم ص ۸۸)

مشہور فقہی مسئلہ

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ''ام المومنین کو اپنی دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہئے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھے سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آ جایا کرتا ہے اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔''

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۳۱، بروایت نمبر ۶۹۶)

منہ میں پان

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا اس وقت آپ نے اس حالت میں پان رکھے نماز پڑھی۔ تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۰۳، بروایت نمبر ۶۳۸)

(منہ میں پان رکھ کر نبی جی نماز پڑھیں گے تو دوسری دنیا کھانا کھائیگی یہ کہاں کا مسئلہ ہے؟۔ ناقل)

امامت کا شرف

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم مرحوم نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نور الدین صاحب) بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل دین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں۔ حضور نے فرمایا: ''حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: ہاں حضور! فرمایا تو پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۱ بروایت نمبر ۶۵۴)

رکوع کے بعد

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی جس کا یہ مصرعہ ہے، "اے خدا اے چارہ آزار ما۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم اعلیٰ درجے کی مناجات ہے جو روحانیت سے پر ہے۔ مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں پڑھنی چاہئیں۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۳۸، بروایت نمبر ۷۰۷)

مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب نماز پڑھا رہے تھے وہ جب دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لئے قعدہ سے اٹھے تو حضرت صاحب کو پتہ نہ لگا۔ حضور التحیات ہی میں بیٹھے رہے۔ (شاید قبر مسیح کی تلاش میں کشمیر پہنچے ہوئے ہوں گے۔ ناقل) جب مولوی صاحب نے رکوع کے لئے تکبیر کہی تو حضور کو پتہ لگا اور حضور اٹھ کر رکوع میں شریک ہوئے۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضور نے مولوی نور الدین صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب کو بلوایا اور مسئلہ کی صورت پیش کی اور فرمایا کہ میں بغیر فاتحہ پڑھے رکوع میں شامل ہوا ہوں۔ اس کے متعلق شریعت کا کیا حکم ہے؟ مولوی محمد احسن صاحب نے مختلف شقیں بیان کیں کہ یوں بھی آیا ہے اور یوں بھی ہو سکتا ہے کوئی فیصلہ کن بات نہ بتائی۔ (بتاتے بھی کیسے؟ معاملہ خود حضور کا تھا۔ ناقل) مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے آخری ایام بالکل عاشقانہ رنگ پکڑ گئے تھے۔ وہ فرمانے لگے مسئلہ وغیرہ کچھ نہیں جو حضور نے کیا۔ بس وہی درست ہے۔"

(تقریر: مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۱۲ نمبر ۷۷، مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۲۵)

طہارت

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی)

پیشاب کر کے ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کبھی ڈھیلہ کرتے نہیں دیکھا۔“

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۲۳، بروایت نمبر ۸۴۴)

ڈھیلے جیب میں

”آپ کو (یعنی مرزا قادیانی) کو شیرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب ہی میں رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔

(مرزا صاحب کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی تتمہ براہین احمدیہ ج ا ص ۶۷)

تیز گرم پانی

”میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ حضرت مسیح موعود فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا۔ (جس کو آپ نے خود حکم فرمایا تھا۔ ناقل) تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تا کہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال نہیں ہو سکتا۔“

(سیرت المہدی ج ۳، ص ۲۲۳ بروایت نمبر ۸۴۷)

حفظ قرآن

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو قرآن مجید کے بڑے بڑے مسلسل حصے یا بڑی بڑی سورتیں یاد نہ تھیں۔ بے شک آپ قرآن کے جملہ مطالب پر حاوی تھے۔ مگر حفظ کے رنگ میں قرآن کا اکثر حصہ یاد نہ تھا۔ ہاں کثرت مطالعہ اور کثرت تدبر سے یہ حالت ہو گئی تھی کہ جب کوئی مضمون نکالنا ہوتا تو خود بتا کر حفاظ سے پوچھا کرتے تھے کہ اس معنی کی کون سی آیت ہے یا آیت میں یہ لفظ آتا ہے۔ وہ آیت کونسی ہے۔ (باوجود اس کے قرآن کی آیتیں اکثر غلط نقل کرتے تھے۔ ناقل)“

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴ بروایت نمبر ۵۵۱)

رمضان کے روزے

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنا شروع کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا۔ اس لئے چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورے کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے۔ مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا کرتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانے میں روزے چھوڑے تو کیا بعد میں ان کو قضا کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں۔ صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی۔'' (خصوصاً رمضان میں۔ ناقل)

(سیرت المہدی ج ۱ ص ۶۵،۶۶ بروایت نمبر ۸۱)

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے اس وقت غروب آفتاب کا وقت بالکل قریب تھا مگر آپ نے روزہ فوراً توڑ دیا۔ (اور توڑے ہوئے روزے کی قضا کا معمول تو تھا ہی نہیں۔ ناقل)

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۳۱ بروایت نمبر ۶۹۷)

اعتکاف

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے حج نہیں کیا' اعتکاف نہیں کیا' زکوٰۃ نہیں دی' تسبیح نہیں رکھی' میرے سامنے ضب یعنی گوہ کھانے سے انکار نہیں کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ...... اعتکاف ماموریت کے زمانے سے قبل غالباً بیٹھے ہوں گے۔ مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیات کے نہیں بیٹھ سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔'' (مگر آنحضرت ﷺ نے تو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ ناقل)

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۹۹ بروایت نمبر ۶۷۲)

زکوٰۃ

''اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔'' (گویا ساری عمر فقیر رہے، مگر لقب تھا رئیس قادیان، اور ٹھاٹھ شاہانہ۔ ناقل)''

(سیرت المہدی ج ۳ص ۱۱۹ بروایت نمبر ۶۷۲)

حج

''مولوی محمد حسین بٹالوی کا خط حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت میں سنایا گیا جس میں اس نے اعتراض کیا تھا کہ آپ حج کیوں نہیں کرتے؟ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل ہے اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو میں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سخت جاں ابھی باقی ہیں ان سے فرصت اور فراغت ہو لے (افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو مدۃ العمر خنزیروں کے شکار سے فرصت نہ مل سکی۔ نہ ان کے خنزیر مرے نہ انہیں حج کی توفیق ہوئی۔ ناقل)'' (ملفوظات احمدیہ ج ۵ص ۲۶۴)

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں تو آپ کے لئے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا کیونکہ ساری جائیداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہوگئے کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے۔ (غالباً جہاد منسوخ کرنے کے کام میں۔ ناقل) دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی کہ حج کریں۔'' (تیسرے حکمت الٰہیہ کہ آپ کو حج کی توفیق سے محروم رکھنا چاہتی تھی۔ تاکہ مسیح کی ایک علامت بھی آپ پر صادق نہ آئے اور ہر عام وخاص کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ مسیحیت غلط ہے)

(سیرت المہدی ج ۳ص ۱۱۹، بروایت نمبر ۶۷۲)

''مرزا صاحب پر حج فرض نہ تھا کیونکہ آپ کی صحت درست نہ تھی۔ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ (اور یہ قدرت کی جانب سے آپ کو حج سے روکنے کی پہلی تدبیر تھی۔ ناقل) حجاز کا حاکم آپ کا مخالف تھا۔ کیونکہ ہندوستان کے مولویوں نے مکہ معظمہ سے حضرت صاحب کے واجب القتل ہونے کے فتاویٰ منگائے تھے۔ اس لئے حکومت حجاز آپ کی مخالف ہو چکی تھی۔ (اور یہ قدرت کی جانب سے دوسری تدبیر تھی۔ ناقل) وہاں جانے پر آپ کو جان کا خطرہ تھا۔ (دجال بھی اس

خطرے سے مکہ معظمہ نہیں جاسکا تھا۔ ناقل) لہٰذا آپ نے قرآن شریف کے اس حکم پر عمل کیا کہ اپنی جان کو جان بوجھ کر ہلاکت میں مت پھنساؤ۔ مختصر یہ کہ حج کی مقررہ شرائط آپ میں نہیں پائی گئیں۔ اس لئے آپ پر حج فرض نہیں ہوا۔" (خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج کی توفیق ہی نہ دی۔ ناقل) (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۷ نمبر ۲۱ مورخہ ۱۰ ار ستمبر ۱۹۲۹ء)

چھٹا سوال و جواب

"سوال ششم...... (از محمد حسین صاحب قادیانی) حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں دبواتے ہیں؟

جواب...... (از حکیم فضل دین قادیانی) وہ نبی معصوم ہیں ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔" (اخبار الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۳، مورخہ ۱۷ ار اپریل ۱۹۰۷ء)

جمالیاتی حس

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گورداسپور میں کرائی تھی جب رشتہ ہونے لگا تو لڑکی دیکھنے کے لئے حضور نے ایک عورت گورداسپور بھیجا تا کہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ یہ کاغذ میں لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المومنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے؟ قد کتنا ہے؟ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل وصورت کے متعلق لکھوادی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے اور دیکھ کر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہوگیا۔ اس طرح خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفۃ المسیح ثانی) کے لئے پیش کی تو ان دنوں خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر، جہاں وہ متعین تھے، بطور تبدیلی آب وہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۹۶، بروایت نمبر ۹۵۴)

عائشہ

"میری بیوی...... پندرہ برس کی عمر میں دارالامان میں حضرت مسیح موعود

(مرزا قادیانی) کے پاس آئیں...... حضور کو مرحومہ کی خدمت حضور کے پاؤں دبانے کی بہت پسند تھی"۔ (عائشہ کے شوہر غلام محمد قادیانی کا مضمون مندرجہ الفضل قادیان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء ص ۷۷۶)

بھانو

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (نصرت جہاں بیگم زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسمات بھانو تھی وہ ایک رات جب کہ خوب سردی پڑ رہی تھی حضور کو دبانے بیٹھی' چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لئے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا: "بھانو آج بڑی سردی ہے، بھانو کہنے لگی۔" ہاں جی' تدے تے تہاڈیاں لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں این"۔ یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۰ بروایت نمبر ۷۸۵)

"خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت ﷺ عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔"

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۵، بروایت نمبر ۴۷۷)

زینت بیگم

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا احمد قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔

بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثناء میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو

دفعہ ایسا موقع پیش آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی نہ تھکان معلوم ہوتی تھی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۷۳، بروایت نمبر ۹۱۰)

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام (مرزا قادیانی) سیالکوٹ تشریف لے گئے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا' میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تا کہ میرے لئے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ "زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۷۵، بروایت نمبر ۹۱۷)

"ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میری بڑی لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام قادیانی) قہوہ پی رہے تھے کہ حضور نے مجھ کو اپنا بچا ہوا قہوہ دیا اور فرمایا: "زینب یہ پی لو' میں نے عرض کی: حضور یہ گرم ہے اور مجھ کو ہمیشہ اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ ہمارا بچا ہوا قہوہ ہے۔ تم پی لو کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ میں نے پی لیا۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۶۶، بروایت نمبر ۹۶۰)

مائی تابی

"میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں' اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا۔ جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کیں اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود کے پاس جا کر شکایت کر دی۔ اس پر مرزا قادیانی نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی؟ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا۔ جس پر آپ مائی تابی سے ناراض ہو گئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب ایک بوڑھی عورت تھی۔ جو حضرت مسیح موعود کے گھر میں رہتی تھی۔ اچھا اخلاص رکھتی تھی۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۴ بروایت نمبر ۸۲۸)

مائی کاکو

"مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب

پٹواری سکھوں کی بیوی حضرت مسیح موعود کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا کہ حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہے۔ حضرت صاحب نے کہا۔ پھر کیا ہے ہم جو سبزی کھاتے ہیں وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے اور اسی طرح بعض مثالیں دیکر اسے سمجھایا۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۴۴ بروایت نمبر ۸۵۰)

نیم دیوانی کی حرکت

"حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت لکھنے پڑھنے کا کام کرتے وہاں ایک کونے میں کھرا رکھا ہوا تھا۔ جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر ننگی بیٹھ کر نہانے لگی۔ حضرت صاحب اپنے کام میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔" (ذکر حبیب مولفہ مفتی محمد صادق ص ۳۸)

رات کا پہرہ

"مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سوتے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا، ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا، اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضاعی ماں ہیں (اور مرزا قادیانی کی؟ ناقل) اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود کے پرانے خادم تھے مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان کے داماد ہیں۔" (سیرت المہدی ج ۳ ص ۲۱۳، بروایت نمبر ۷۸۶)

جوان عورت بغلگیر الحمدللہ

"۲۵ رجولائی ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰ رذی الحجہ ۱۳۰۹ھ بروز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اٹھا

لایا ہوں اور وہ پانی لا کر ایک اپنے گھڑے میں ڈال دیا۔ میں پانی ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے اشتہار دیئے تھے۔ (یعنی محمدی بیگم۔ ناقل) لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا' یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آ جاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد للّٰه علی ذالك!

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی اندر آ جا۔"

(تذکرہ ص ۱۹۷)

ناکامی کی تلخی

فرمایا چند روز ہوئے کہ کشفی نظر میں ایک عورت مجھے دکھائی گئی اور الہام ہوا...... اس عورت اور اس کے خاوند کے لئے ہلاکت ہے۔ (یعنی انگور کھٹے ہیں۔ ناقل) (تذکرہ ص ۶۱۰)

خواب: دماغی بناوٹ

"۱۴ راگست ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰ محرم ۱۳۰۹ھ۔ آج میں (مرزا قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ محمدی بیگم جس کی نسبت پیش گوئی ہے، باہر تکیہ میں معہ چند کس کے بیٹھی ہوئی ہے اور بدن سے ننگی ہے اور نہایت مکروہ شکل ہے۔ میں نے اس کو تین بار کہا کہ تیرے سر منڈی ہوئے کے یہ تعبیر ہے کہ تیرا خاوند مر جائے گا اور میں نے دونوں ہاتھ اس کے سر پر اتارے ہیں...... اور اسی رات والدہ محمود نے خواب دیکھا کہ محمدی بیگم سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور ایک کاغذ ان کے ہاتھ میں ہے جس پر ہزار روپیہ مہر لکھا ہے اور شیرینی منگوائی گئی ہے اور میرے پاس وہ خواب میں کھڑی ہے" (تذکرہ ص ۱۹۸ ص ۱۹۹)

امیر کابل کے نام چٹھی

(روایت نمبر ۶۱۷) ڈاکٹر غلام احمد صاحب آئی ایم ایس نے مجھ سے بیان کیا کہ میرے دادا میاں محمد بخش صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس بٹالہ کے کاغذات میں سے مجھے ایک مسودہ ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ایک چٹھی امیر کابل کے نام ہے۔ جو

غالباً فارسی زبان میں تھی جس کا ترجمہ اردو میں میرے دادا صاحب نے کیا یا کرایا تھا اور یہ ترجمہ شاید گورنمنٹ ریکارڈ کے لئے تھا۔ حضرت مسیح موعود کا خط یہ ہے۔

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم! ترجمہ: (اپنا تعارف اور مدعا بیان کرتے ہوئے سلطنت انگلشیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ مرتب) اسی طرح مجھے دولت برطانیہ اور اس کی حکومت کے ساتھ جس کے سایہ میں میں امن سے زندگی بسر کر رہا ہوں کوئی تعرض نہیں۔ بلکہ خدا کا شکر کرتا ہوں اور اس کی نعمت کا شکر بجالاتا ہوں۔ کہ ایسی پر امن حکومت میں مجھ کو دین کی خدمت پر مامور کیا اور میں کیونکر اس نعمت کا شکر ادا نہ کروں۔ کہ باوجود اس غربت و بیکسی اور قوم کے نالائقوں کی شورش کے میں اطمینان کے ساتھ اپنے کام کو سلطنت انگلشیہ کے زیر سایہ کر رہا ہوں اور میں ایسا آرام پاتا ہوں کہ اگر اسی سلطنت کا میں شکریہ ادا نہ کروں تو میں خدا کا شکر گزار نہیں ہوسکتا۔ اگر ہم اس بات کو پوشیدہ رکھیں۔ تو ظالم ٹھہرتے ہیں۔ (آخر انگریزوں کے پروردہ جو ہوئے کیوں نہ ان کے شکر گزار ہوں سچ ہے۔ جس کا کھاؤ اسی کا گن گاؤ۔ از مرتب)

(سیرت المہدی حصہ ۳ ص ۸۳ بروایت نمبر ۶۱۷)

مینار پر نام درج کئے جائیں

(روایت نمبر ۶۸۵) میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جس وقت حضرت اقدس نے مینار کی بنیاد رکھوائی۔ تو اس کے بعد کچھ عمارت بن کر کچھ عرصہ تک مینار بننا بند ہو گیا تھا۔ اس پر حضور نے ایک اشتہار دیا کہ اگر سو آدمی ایک ایک سو روپیہ دے دیویں تو دس ہزار روپیہ جمع ہو جائے گا اور مینار تیار ہو جائے گا اور ان دوستوں کے نام مینار پر درج کئے جائیں گے۔ ہم تینوں بھائیوں نے حضور کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہم مع والد یک صد روپیہ مل کر ادا کر سکتے ہیں۔ اگر حضور منظور فرماویں۔ تو حضور نے بڑی خوشی سے منظور فرمایا اور ہم نے سو روپیہ ادا کر دیا۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۲۵)

از مرتب (واہ سبحان اللہ نبی خود ریاکاری کی تعلیم دیتا ہے کہ سو روپیہ چندہ دو تمہارا نام مینار پر لکھا جائے گا۔ واضح رہے کہ احقر نے خود قادیان کی اس مسجد کے مینار پر نام لکھے دیکھے ہیں۔

اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے

(روایت نمبر ۶۹۵) خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی کرم دین جہلمی کے مقدمے کے دوران میں لالہ آتما رام مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت میں بعض سوالات کے جواب میں

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور کرم دین نے اپنے اپنے عقائد بیان کئے تھے۔ اس بیان کی مصدقہ نقل میرے پاس موجود ہے۔ جس میں ایک نقشہ کی صورت میں جوابات درج ہیں۔ یہ جوابات جو بعض اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ بصورت ذیل ہیں۔ (سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۲۹)

عقائد مرزا غلام احمد قادیانی

نمبر ۸ میں مرزا غلام احمد مسیح موعود مہدی معہود اور امام زمان اور مجدد وقت اور ظلی طور پر رسول اور نبی اللہ ہوں اور مجھ پر خدا کی وحی نازل ہوتی ہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۱۳۰، بروایت نمبر ۶۹۵)

نوٹ: اب ان حضرات کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں جو اپنے آپ کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ جو نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اے اللہ! بھولے ہوؤں کو ہدایت عطاء فرما آمین۔ از مرتب)

افریقی بندروں کے قصے

(روایت نمبر ۹۰۷) میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لغو قصے سنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ ہی ان کو ان لغو قصوں کے بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کی دلجوئی کے لئے اخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۱۵)

(از مرتب۔ جب کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان تو یہ ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ کہ وہ 'لغو' کام چھوڑ دے۔ ادھر یہ نبی صاحب بندروں کے لغو قصے سن سن ہنسی سے لوٹ پوٹ جا رہے ہیں اور لغو قصہ گو کی دل جوئی بھی کر رہے ہیں۔

قبروں کے کپڑے اور اشاعت اسلام

(روایت نمبر ۸۸۹) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی دھت ہوگئی تھی یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب یہ سنا تو اس کام کو ناجائز

فرمایا۔ تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دے دیا۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۶۴)

(از مرتب کیا خوب نبی جی چوری کا روپیہ اور وہ بھی قبروں کے کپڑے بیچ کر اشاعت اسلام میں وصول کر رہے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

ایک بزرگ کو کتے نے کاٹا' اس کی چھوٹی لڑکی بولی آپ نے کیوں نہ کاٹ لیا؟ اس نے جواب دیا۔ بیٹی انسان سے "کتا پن" نہیں ہوتا۔ اس طرح جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی "کتا پن" کی مثال لازم آئے گی"۔

(تقریر مرزا جلسہ قادیان ۱۸۹۷ء رپورٹ ص ۹۹)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ "ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات ومجادلات یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں۔ یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں۔" (شحنہ حق)

کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ (کشتی نوح ص ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ایضاً)

بعض صحابہ کرام کی اہانت

۱...... "حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۹۶، خزائن ج ۳ ص ۴۲۲)

۲...... "بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جن کی درائت عمدہ نہیں تھی۔"

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۶)

۳...... "بعض نادان صحابی جن کو درائت سے کچھ حصہ نہ تھا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۲۰، خزائن ج ۲۱ ص ۲۸۵)

۴...... ابو ہریرہ جو غبی تھا اور درائت اچھی نہیں رکھتا تھا۔"

(اعجاز احمدی ص ۱۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۷)

علمائے کرام ومسلمانوں کو گالیاں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود اس امر کے مرزا جی کے کسی چلتے ہوئے دعویٰ میں نہ مانع ہوئے اور نہ مرزا جی کو کچھ برا بھلا کہا مگر چونکہ آپ ان کے جلیل القدر عہدے مسیحیت کے مدعی بن

کرآئے تھے اس لئے آپ نے ان کو اپنا رقیب سمجھا اور پھر تو اس بری طرح ان کو گالیاں دی ہیں کہ بھٹیاریوں کو بھی مات کر دیا ہے۔" جیسا کہ گذشتہ صفحات میں بادل ناخواستہ ملاحظہ کر چکے ہیں اب ان مسلمانوں و مقدس علمائے اسلام کی باری آتی ہے۔ جنہوں نے مرزا جی کے دعاوی سے نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اس کا پردہ چاک کر کے ان کے فریب کاریوں' حیلہ سازیوں' چالاکیوں سے لوگوں کو آگاہ کر دیا اور بتایا کہ مرزا قادیانی کے اعتقادات اور تعلیمات خلاف شرع و باطل ہیں۔ پس جب علمائے اسلام کی مساعی کی بدولت مرزا جی کی "دکان" ویران ہوگئی اور سوائے چند "گانٹھ کے پوروں اور آنکھ کے اندھوں" کے کوئی بھی گاہک نہ رہا اور ایمان فروشی میں بہت کچھ کمی ہوگئی تو مرزا قادیانی نے اس سے اپنی "روٹی کی کمی" کا زبردست خطرہ محسوس کیا اور فرط غضب سے "چہرہ تمتما اٹھا" آنکھیں نیلی پیلی ہوگئیں"۔ خون کھولنے لگا اور منہ سے "تکفیر و لعنت" "لعن طعن" "سب و شتم" کا جھاگ اس زور سے بہنے لگا کہ سارا کپڑا تر ہوگیا۔ لیکن پھر بھی بعض عقل کے پورے اس سے برکت ڈھونڈنے کے خواہش مند ہیں اور علمائے کرام اور عام مسلمانوں کو اسی حالت میں ایسی ٹکسالی ہفت رنگی گالیاں دی ہیں کہ تہذیب و شرافت بھی اپنا سر پیٹ لیتی ہے۔ سچ ہے "جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روک سکتا ہے۔

(اعجاز احمدی ص۳، خزائن ج۱۹ ص۱۰۹)

(بنگاہ عبرت دیکھئے اور قادیانی پیغمبر کے پیغمبرانہ اخلاق کی داد دیجئے)

۱...... "اسلام میں بھی یہودی صفت لوگوں نے یہی طریق اختیار کیا۔"

(مفہوم ایام الصلح ص۸۶، خزائن ج۱۴ ص۳۲۲)

۲...... "یہ عذر کس کو ہمارے کوتاہ اندیش علماء بار بار پیش کیا کرتے ہیں۔"

(ایام الصلح ص۸۰، خزائن ج۱۴ ص۳۱۶)

۳...... "اے زود رنج اور بداخلاقی اور بدظنی میں غرق ہونے والو۔"

(ایام الصلح ص۸۴، خزائن ج۱۴ ص۳۲۰)

۴...... "یہ ان حاسد مولویوں کے وہ افتراء ہیں کہ جب تک ان کے دل میں ایک ذرہ بھی تقویٰ ہو ایسے افتراء نہیں کر سکتا۔" (ایام الصلح ص۸۶، خزائن ج۱۴ ص۳۲۲)

۵...... "اگر کوئی شخص صریح بے ایمانی پر ضد نہ کرے۔"

(ایام الصلح ص۸۹، خزائن ج۱۴ ص۳۲۶)

۶...... ''اے بدقسمت! بدگمانو۔'' (ایام الصلح ص۱۰۳) ''جاہل مولویو۔'' (ایام الصلح ص۱۱۶، خزائن ج۱۴ ص۳۵۴) ''نادان علماء۔'' (ایام الصلح ص۱۱۷، خزائن ج۱۴ ص۳۵۵) ''ذلیل ملاؤ۔ پلید ملاؤ، ناپاک طبع مولویو۔ پلید طبع مولوی۔ خدا کا ان مولویوں پر غضب ہوگا۔'' (ایام الصلح ص۱۶۵، خزائن ج۱۴ ص۴۱۳) ''مولوی انسانوں سے بدتر اور پلیدتر۔ پلید جاہلوں۔'' (ایام الصلح ص۱۶۶، خزائن ج۱۴ ص۴۱۴) ''نذیر حسین دہلوی جو ظالم طبع اور تکفیر کا بانی ہے۔''

(دافع البلاء ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۳۸)

۷...... چنانچہ پلید دل مولوی اور بعض اخبار والے انہیں شیطانوں میں سے تھے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸)

۸...... وہ گندے اخبار نویس جو آتھم کے مؤید تھے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۹...... وہ مولوی لوگ جہالت اور حماقت سے اس کا انکار کردیں گے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

۱۰...... اور یہ کہنا کہ اس حدیث (دارقطنی) میں بعض راویوں پر محدثین نے جرح کیا ہے یہ قول سراسر حماقت ہے' ایسے لوگ چارپائے ہیں نہ آدمی۔ پس یہ نہایت بے ایمانی اور بددیانتی ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۰، خزائن ج۱۱ ص۲۹۴)

۱۱...... ''ایسا ہی ان بدبخت مولویوں نے علم تو پڑھا مگر عقل اب تک نزدیک نہیں آئی۔ علماء اور فقراء کے دل تاریک ہوگئے۔ مگر ہمارے وہ علماء اور فقراء جو شمس العلماء اور بدر العرفاء کہلاتے ہیں وہ آج تک اپنے کسوف خسوف میں گرفتار ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۱، خزائن ج۱۱ ص۲۹۴)

۱۲...... ''افسوس ہمارے نادان علماء اور مغرور فقراء نہیں سوچتے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۱، خزائن ج۱۱ ص۲۹۴)

۱۳...... ''پس یہ بے ایمانی کیسی ہے جو صریح نشانوں سے انکار کرتے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۷، خزائن ج۱۱ ص۳۰۱)

۱۴...... بعض جاہل سجادہ نشین اور فقیری اور مولویت کے شتر مرغ الہام کے معارف کو سنتے ہی جلد بول اٹھتے ہیں کہ کچھ حقیقت نہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸، خزائن ج۱۱ ص۳۰۲)

لیکن یہ جاننا چاہئے کہ یہ سب شیاطین الانس ہیں۔ یہ جہلاء کی غلطیاں ہیں کہ جو قلت تدبر سے ان کے نفس امارہ پر محیط ہو رہی ہیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۱۸، خزائن ج۱۱ ص۳۰۲)

۱۵...... اور میں اعلان سے کہتا ہوں کہ جس قدر فقراء میں اس عاجز کے مکفر یا مکذب ہیں وہ تمام اس کامل نعمت مکالمہ الٰہیہ سے بے نصیب ہیں اور محض بادہ گو اور ژاژ خاہ ہیں۔ مکذبین کے دلوں پر خدا کی لعنت ہے۔'' (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹، خزائن ج۱۱ ص۳۰۳)

۱۶...... نااہل مولویوں کا ظلم انتہاء سے گزر گیا۔ بعض خبیث طبع مولوی جو یہودیت کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ مگر یہ دل کے مجذوب اور اسلام کے دشمن یہ نہیں سمجھتے دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے' مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں۔ اے مردار خور مولویو اور گندی روحو تم پر افسوس۔ اے اندھیرے کے کیڑو۔''

(ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

۱۷...... ان مولویوں کو کن سے تشبیہ دوں۔ وہ اس بیوقوف اندھے سے مشابہت رکھتے ہیں۔ مگر اب تک بعض بے ایمان اور اندھے مولوی اور خبیث طبع عیسائی اس آفتاب ظہور حق سے منکر ہیں۔ افسوس یہ لوگ مولوی کہلانے کا تو بہت شوق رکھتے ہیں مگر تقویٰ اور دیانت سے ایسے دور ہیں کہ جیسے مشرق سے مغرب اور ان کے (پادریوں) ہم سرشت مولوی اور پلید طبع بعض اخبار والے گالیاں دیتے تھے'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ۲۲،۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۶،۳۰۷)

۱۸...... ''کیونکہ یہ (مولانا احمد اللہ امرتسری و مولانا ثناء اللہ امرتسری و مولانا محمد حسین بٹالوی) جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں اور تمام مخالفوں کا منہ کالا ہو اور مخالفوں اور مکذبوں پر وہ لعنت پڑی جواب دم نہیں مار سکتے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم کا حاشیہ ۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹)

۱۹...... ''یہ سب مولوی جاہل ہیں اور محمد حسین اور دوسرے مخالفین کی جہالت کو ظاہر کیا۔ اے اندھو اب سوچو۔'' (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص۲۶، خزائن ج۱۱ ص۳۱۰)

۲۰...... ''میں نے یہ علم پا کر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بٹالوی کا گروہ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا۔ میرے مقابلے میں ان میں سے کوئی بھی نہ آیا اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے مہر لگا دی۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہئے کہ اس کا وہ مباہلہ

کی برکت کا لڑکا کہا گیا کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۱ حاشیہ)

۲۱...... "اس کے (مرزا) مقابل پر صرف عبدالحق کیا بلکہ کل مخالفوں کی ذلت ہوئی ہر ایک خاص وعام کو یقین ہو گیا کہ یہ لوگ صرف نام کے مولوی ہیں ہیں۔ گویا یہ لوگ مر گئے عبدالحق کے مباہل کی نحوست نے اس کے اور رفیقوں کو بھی ڈبو دیا۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲ حاشیہ)

۲۲...... مگر اس کی (مولانا عبدالحق صاحب) بدبختی سے سے وہ دعویٰ بھی باطل نکلا اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ میں نے اس روز بددعا نہیں کی کیونکہ وہ (مولانا عبدالحق صاحب غزنوی) وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ عبدالحق غزنوی نے ۳ رشعبان ۱۳۱۴ھ اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کے لئے جو اس کے منہ پر جم گئی ہے ایک اشتہار دیا۔ (حوالہ مذکور ص ۳۴)

۲۳...... "عبدالحق اور عبدالجبار غزنویان وغیرہ مخالف مولویوں نے بھی وہ نجاست کھائی۔ سو ان لوگوں نے اسلام کی کچھ پرواہ نہ کی اور کچھ بھی حیا اور شرم اور تقویٰ سے کام نہ لیا اسی لئے تو آنحضرت ﷺ نے ان لوگوں کا نام یہودی رکھا۔ عبدالحق غزنوی بار بار لکھتا ہے کہ پادریوں کی فتح ہوئی ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں اور کیا لکھیں کہ اے بدذات یہودی صفت پادریوں کا اس میں منہ کالا ہوا اور ساتھ ہی تیرا بھی اور پادریوں پر ایک آسمانی لعنت پڑی اور ساتھ ہی وہ لعنت تجھ کو بھی کھا گئی۔ اگر تو سچا ہے تو اب ہمیں دکھلا کہ آتھم کہاں ہے۔ اے خبیث کب تک تو جئے گا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۹)

۲۴...... "مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں' خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ اپنے ناپاک اشتہار میں نہایت اصرار سے کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اے پلید دجال پیش گوئی تو پوری ہو گئی۔ لیکن تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کر دیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۰)

۲۵...... "ان احمقوں نے یہ معنی کس لفظ سے سمجھ لئے۔ اے نادانوں، آنکھوں کے اندھو۔ مولویت کو بدنام کرنے والو ذرا سوچو۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۵)

۲۶...... ”یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کے لئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں۔ مگر یہ خالی گدھے ہیں۔ جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے نہ انسان۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ص۳۳۱)

۲۷...... ”اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں۔ اے اسلام کے عار مولویو ذرا آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ کس قدر تم نے غلطی کی ہے۔ جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ۴۸، خزائن ج۱۱ص۳۳۲)

۲۸...... ”مگر خدا تعالیٰ نے ان مولویوں کا منہ کالا کرنے کے لئے اس خسوف وکسوف میں بھی ایک امر خارق عادت رکھا ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۸، خزائن ج۱۱ص۳۳۲)

۲۹...... پھر ایک اور اعتراض سادہ لوح عبدالحق کا یہ ہے کہ ”محدثین نے دارقطنی کی اس حدیث کے بعض راویوں پر جرح کیا ہے اس لئے یہ حدیث صحیح نہیں۔“ لیکن اس احمق کو سمجھانا چاہئے کہ حدیث نے اپنی سچائی کو آپ ظاہر کر دیا ہے۔ پس اس صورت میں جرح سے حدیث کا کچھ نقصان نہیں ہوا بلکہ جنہوں نے جرح کیا ہے ان کی حماقت ظاہر ہوئی۔ اے کسی جنگل کے وحشی خبر معائنہ کے برابر نہیں ہو سکتی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۳۳۳)

۳۰...... ”مگر تم نے (اے عبدالحق غزنوی) حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گوہ کھایا۔ پس اے بدذات، خبیث دشمن اللہ رسول کے تو نے یہ یہودیانہ تحریف اس لئے کی کہ تا یہ عظیم الشان معجزہ پیغمبر خدا ﷺ کا دنیا پر مخفی رہے۔ جابر اور عمرو بن شمر کا جھوٹ تو ہرگز ثابت نہیں ہوا بلکہ سچ ثابت ہوا۔ مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔ اب جو شخص ان بزرگوں کو (جابر جعفی وعمرو بن شمر کو) جھوٹا کہے وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ص۳۳۴)

نوٹ: مرزا قادیانی کی یہ بدزبانی معاذ اللہ حضرات محدثین کو جھوٹا اور بے ایمان ثابت کر رہی ہے کیونکہ دراصل ان حضرات نے جعفر جعفی وغیرہ (جو مرزا جی کے بزرگوں میں سے ہیں) کی تکذیب وتضعیف کی ہے اور مولانا عبدالحق غزنوی تو صرف ناقل ہیں۔

۳۱...... ”پھر یہ ایک وسوسہ عبدالحق غزنوی نے پیش کیا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ یہ بھی اس نابکار کی تزویر اور تلبیس ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ص۳۳۴)

۳۲...... ”سو چاہئے تھا کہ ہمارے نادان مخالف انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی

بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ ان بے وقوفوں کو کوئی بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

۳۳...... "یہ اعتراض کیسی بے ایمانی ہے جو تعصب کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

۳۴...... "اس جگہ (الہام مرزا) میں فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی ہے اور ہامان سے مراد نومسلم سعد اللہ ہے۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۰)

۳۵...... "اب دیکھو یہ شریر مولوی کب تک اور کہاں تک انکار کریں گے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۱)

۳۶...... "فمت یا عبدالشیطان الموسوم بعبدالحق۔ کمال افسوس ہے جو میں نے (مرزا) سنا ہے کہ اسلام کے بدنام کرنے والے غزنوی گروہ امرتسر میں رہتے ہیں۔ یہ سیاہ دل فرقہ غزنویوں کا کس قدر شیطانی افتراؤں سے کام لے رہا ہے۔ اے بدبخت مفتریو۔ نہ معلوم کہ یہ جاہل اور وحشی فرقہ اب تک کیوں شرم وحیا سے کام نہیں لیتا اور پھر خدا نے پیشگوئی کے موافق آتھم کو فی النار کر کے پادریوں اور مخالف مولویوں کا منہ کالا کیا۔ کیا اب تک عبدالحق کا منہ کالا نہیں ہوا‘ کیا اب تک غزنویوں کی جماعت پر لعنت نہیں پڑی۔ بے شک خدا نے ان لوگوں کو ذلت کی روسیاہی کے اندر غرق کر دیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۲)

۳۷...... "اور غزنوی افغانوں کی جماعت جو ناپاک خیالات اور تکذیب کی بلا میں گرفتار ہیں۔ کہ عبدالحق غزنوی اور عبدالجبار جو اپنی شرارت اور خباست سے۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۳)

۳۸...... "آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں۔"

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۵)

۳۹...... اور میرے مخالف مولویو۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۶۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۴۷)

۴۰...... نادان بٹالوی محمد حسین اپنے پرچہ اشاعت السنہ میں ہم پر یہ اعتراض کرتا ہے۔

(حاشیہ ص ۲۰، انجام آتھم خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۴۱...... اے بدذات فرقہ مولویاں تم کب تک حق کو چھپاؤ گے کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔اے ظالم مولویو تم پر افسوس؟ کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔" (انجام آتھم حاشیہ ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۲...... اور نالائق مولویوں کو سخت ذلت پر ذلت نصیب ہوئی اور نفاق زدہ یہودی سیرت مولوی سخت ذلیل ہو گئے۔ (حاشیہ انجام آتھم ص۲۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۳...... "ان نالائق نذیر حسین اور اس کے ناسعادت مند شاگرد محمد حسین کا یہ سراسر افتراء۔" (انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۴...... "افسوس کہ کیوں یہ منافق مولوی خدا تعالیٰ کے احکام اور مواعید کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔" (انجام آتھم ص۵۰)

۴۵...... "باطل پرست بٹالوی جو محمد حسین کہلاتا ہے شریک غالب اور اعداء الاعداء ہے لیکن اس ہندوزادہ (منشی سعادت اللہ صاحب) کی خباثت فطری سب سے بڑھ کر ہے۔" (حاشیہ انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۶...... "اے مخالف مولویو اور سجادہ نشینو!" (انجام آتھم ص۶۴، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۷...... "مولویان خشک بہت سے حجابوں میں ہیں۔" (انجام آتھم ص۶۹، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۸...... "دھریکے ازیشاں مثل محمد حسین بٹالوی یا شیخ نجدی از دیانت ودین دو ربود" (انجام آتھم ص۱۹۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴۹...... "ایها المکذبون الغالون" (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۵۰...... "سگان قبیله برماغوغو کردند" (انجام آتھم ص۲۲۹، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۵۱...... "غوی فی البطالته لانچاف۔" (انجام آتھم ص۲۳۰، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۵۲...... "ومن المعترضین المذکورین شیخ ضال بطالوی و جار غوی یقال له محمد حسین وقد سبق الکل فی الکذب والمین حتیٰ قیل انه امام المتکبرین ورئیس المعتدین وراس القادین" (انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۵۳...... "اے شیخ احمقان ودشمن عقل ودانش" (انجام آتھم ص۲۴۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۵۴...... ''اعلم ایها الشیخ الضال والدجال البطال۔ فمنهم شیخک الضال الکاذب نذیر المبشرین ثم الدهلوی...... عبدالحق رئیس المتصلفین ثم سلطان المتکبرین وآخرهم الشیطان الاعمی والغول الاغوی یقال له رشید الجنجوهی وهوشقی کالا مروهی ومن الملعونین''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۵۵...... ''فیاحسرة علی وهن اراء علماء ثنا الجهلاء ان هم الاکا لعجماء والعلماء السفهاء'' (انجام ص۲۵۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً حاشیہ)

۵۶...... ''واماالآخرون الذین سمعو انفسهم مولویین معه کونهم من الغاوین الجاهلین وانهم من الجاهلین المعلمین''

(انجام آتھم ص۲۵۴، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۵۷...... ''بل هو کالانعام واحد من العوام والجاهلین''

(انجام آتھم ص۲۶۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۵۸...... ''یہودی صفت مولوی اوران کے چیلے ان کے ساتھ ہو گئے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳، خزائن ج۱۱ص۲۸۷)

۶۰...... ''یہ علماء، عیسائیوں کے مشرکانہ خیالات کو تسلیم کر کے اور بھی ان کے دعویٰ کو فروغ دے رہے ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۴۴، خزائن ج۵ص ایضاً)

۶۱...... ''شیخ بٹالوی محمد حسین اور شیخ دہلوی نذیر حسین اس اعتقاد کے مخالف ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۹۰، خزائن ج۵ص ایضاً)

۶۲...... ''یہ لوگ (مسلمان) چھپے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے دشمن ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۱۱۱، خزائن ج۵ص ایضاً)

۶۳...... ''اس زمانہ کے بدذات مولوی شرارتوں سے باز نہیں آتے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۱۶، خزائن ج۵ص ایضاً)

۶۴...... اور شغال کی طرح دم دبا کر بھاگ گیا تو وہ مندرجہ ذیل انعام کا مستحق ہوگا۔ ۱...... لعنت۔ ۲...... لعنت۔ ۳...... لعنت۔ ۴...... لعنت۔ ۵...... لعنت۔ ۶...... لعنت۔ ۷...... لعنت۔

۸.....لعنت۔ ۹.....لعنت۔ ۱۰.....لعنت۔ (حوالہ مذکور ص ۲۰۴، خزائن ج ۳ ص ایضاً)

۶۵..... ''آپ کی ان بیہودہ اور حاسدانہ باتوں سے مجھ کو کیا نقصان۔ ایک شیطنت کی بدبو سے بھرا ہوا ہے۔ اے کج طبع شیخ خدا جانے تیری کس حالت میں موت ہوگی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۱، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۶۶..... ''آپ اپنے سفلہ پنے سے باز نہیں آتے۔ خدا جانے آپ کس خمیر کے ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۶۷..... ''اے شیخ سیاہ نامہ۔ اے بدقسمت انسان۔ (آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۶۸..... آپ صرف استخواں فروش ہیں اور علم اور درائت اور تفقہ سے سخت بے بہرہ اور ایک غبی اور پلید آدمی ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۰۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۶۹..... ''نذیر حسین تو ارذل عمر میں مبتلا اور بچوں کی طرح ہوش وحواس سے فارغ تھا یہ آپ ہی نے اس کے اخیر وقت اور لب بام ہونے کی حالت میں ایسی مکروہ سیاہی اس کے منہ پر مل دی کہ اب غالباً وہ گور میں ہیں اس سیاہی کو لے جائے گا۔'' (کتاب مذکور ص ۳۰۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۷۰..... ''انتم رجال ام مخنثون ایہا الجاہلون''

(کتاب مذکور ۳۰۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۷۱..... ہر مسلمان میری کتابوں کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے۔ لیکن رنڈیوں اور زنا کاروں کی اولاد جن کی دلوں پر خدا نے مہر لگا دی وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، ۵۴۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۷۲..... ''مگر آپ پر تکبر اور غرور اور خود پسندی کا اعتراض ہے جو اسی معلم الملکوت کا خاصہ ہے جو آپ کا قرین دائمی ہے۔'' (حوالہ مذکور ص ۵۹۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۷۳..... ''بٹالوی صاحب کا رئیس المتکبرین ہونا صرف میرا ہی خیال نہیں بلکہ ایک کثیر گروہ مسلمانوں کا اس پر شہادت دے رہا ہے۔'' (حوالہ مذکور ص ۵۹۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۷۴..... ''ایک دور کے ساتھ دروغ گوئی کی نجاست ان کے منہ سے بہہ رہی ہے۔

(حوالہ مذکور ص ۵۹۹، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۷۵..... ''یہ بیچارہ نیم ملا گرفتار عجب وپندار بٹالوی۔ یہ حاطب اللیل باوجود اپنے بے جا تکبر اور

کذب صریح اور خبث نفس سے علماء وفضلاء کا حقارت سے نام لیتا ہے۔"

(حوالہ مذکور ص۶۰۰، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۷۶...... "اور حضرت بٹالوی صاحب اول درجہ کے کاذب اور دجال اور رئیس المتکبرین ہیں۔"

(حوالہ مذکورہ ص۶۰۱، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۷۷...... "اے اس زمانہ کے ننگ اسلام مولویو۔ اے کوتاہ نظر مولوی ذرا نظر کر قیامت کی نشانی۔" (حوالہ مذکور ص د، خزائن ج۵ ص۶۵۸)

۷۸...... "اب نادان اور اندھے اور دشمن دین مولوی۔" (حوالہ مذکورہ، خزائن ج۵ ص۵۰۹)

۷۹...... "نذیر حسین خشک معلم کے پاس دہلی جائیں۔" (حوالہ مذکور ص ا، خزائن ج۵ ص۶۱۱)

۸۰...... "ہمارے ظالم طبع مخالفوں نے اس قدر جھوٹ کی نجاست کھائی ہے کہ کوئی نجاست خور جانور اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ ان میں سے جھوٹ بولنے کا سرغنہ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر ہے۔"

(نزول المسیح ص۸، خزائن ج۱۸ ص۳۸۶)

۸۱...... "بدقسمت ایڈیٹر نے اس گندے جھوٹ سے خود اپنے تئیں پبلک کے سامنے اور نیز گورنمنٹ کے سامنے ایک دروغ گو اور مفتری ثابت کر دیا۔"

(نزول المسیح ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۳۹۰)

۸۲...... "دروغ گو بے حیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہو جاتا۔"

(نزول المسیح ص۶۲، خزائن ج۱۸ ص۴۴۰)

۸۳...... "اس سے زیادہ کوئی اور دیوانہ اور پاگل نہیں ہوتا۔"

(نزول المسیح ص۶۴، خزائن ج۱۸ ص۴۴۲)

۸۴...... "پیر مہر علی شاہ صاحب محض جھوٹ کے سہارے سے اپنی کوڑ مغزی پر پردہ ڈال رہے ہیں اور وہ نہ صرف دروغ گو ہیں بلکہ سخت دروغگو ہیں۔" (نزول المسیح ص۶۶، خزائن ج۱۸ ص۴۴۴)

۸۵...... "اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر ہی وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھ دی۔

۸۶...... "مر گیا بدبخت اپنے وار سے۔ کٹ گیا سر اپنی ہی تلوار سے۔ کھل گئی ساری حقیقت سیف کی۔ کم کرو اب ناز اس مردار سے۔" (نزول المسیح ۲۲۴، خزائن ج۱۸ ص۶۰۲)

۸۷...... "ایها الجهلاء والسفهاء" (نور الحق ص۵۶ مترجم، خزائن ج۸ ص۲۵۳)

۸۸...... ''اے نفسانی مولویو اور خشک زاہدو۔'' (ازالہ ص ۵، خزائن ج ۳ ص ۱۰۵)

۸۹...... ''اے خشک مولویو اور پر بدعت زاہدو۔'' (ازالہ اوہام ص ۱۱۶ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۵۷)

۹۰...... ''کیسی بدذاتی اور بدمعاشی اور بے ایمانی ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۱۲، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۲)

۹۱...... ''اس الہام میں خدا تعالیٰ نے دو مولویوں کو جو تکفیر کے بانی تھے فرعون اور ہامان قرار دیا۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۵۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۶۹)

۹۲...... ''اس جگہ قاموس وغیرہ کا ابتر کے معنی کے بارے میں حوالہ دینا صرف بیہودہ گوئی اور حماقت ہے۔'' (تتمہ حاشیہ حقیقت الوحی ص ۶، خزائن ج ۲۲ ص ۴۳۷)

۹۳...... ''لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے' سفیہوں کا نطفہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد جھوٹ کو ملمع کرنے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔ تیرا نفس ایک خبیث گھوڑا ہے۔ اے حرامی لڑکے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴، ۱۵)

۹۴...... ''ایسا شخص بڑا خبیث اور پلید اور بدذات ہوگا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۰۷، خزائن ج ۲۲، ص ۴۴۵، ۴۴۶)

۹۵...... ''اسی پر (الٰہی بخش پر) اس کی لعنت کی پڑی مار۔ عجب نادان ہے۔ وہ مغرور و گمراہ۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۱۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۵۱)

۹۶...... ''بعض شریر کذاب کہتے ہیں۔'' (حاشیہ تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۶۵)

۹۷...... ''دشمنوں کے منہ پر طمانچے مارے ہیں مگر عجیب بے حیا منہ ہیں کہ اس قدر طمانچہ کھا کر پھر سامنے آتے ہیں۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

(اتنا بداخلاق شخص کسی عہدہ جلیلہ کا مستحق ہوسکتا ہے؟ ناقل)

۹۸...... ''اے بدقسمت مولوی۔'' (حوالہ مذکور ص ۱۵۹ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۵۹۸)

۹۹...... ''قاضی ظفر الدین جو نہایت درجہ اپنی طینت میں خمیر انکار اور تعصب اور خود بینی رکھتا تھا۔'' (حوالہ مذکور ص ۱۶۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۰۴)

افیون تریاق الٰہی

ایک مرکب حضرت صاحب نے خود تیار کیا تھا ''تریاق الٰہی'' رکھا کرتے تھے اور

فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں۔اس لئے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے۔
(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۲۸۴، بروایت نمبر ۹۳۳)

(نوٹ: سچے نبی ﷺ نے تو مسواک کے فوائد ارشاد فرمائے تھے۔ یہ مراقی صاحب افیون کے فائدے..... فیصلہ آپ خود فرمائیں۔ناقل)

بمقام جالندھر خاص۔محکمہ پولیس

بخدمت مشفقی مکرمی منشی رستم علی صاحب محرر پیشی محکمہ پولیس کے پہنچے۔

اس وقت آپ کا عہدہ سارجنٹ تھا۔آئندہ جب تک چودھری صاحب کا ایڈریس تبدیل نہ ہوگا یا لفافہ کی نوعیت میں کوئی تبدیلی ہوگی۔ایڈریس درج نہ ہوگا۔ہر مکتوب کے ساتھ خط یا پوسٹ کارڈ کی تصریح کی جاوے گی۔عرفانی۔

۲...... پوسٹ کارڈ

مشفقی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بعد سلام مسنون۔آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔انشاء اللہ آپ کے حسن خاتمہ اور صلاحیت دین کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا اور سب طرح سے خیریت ہے۔حصہ پنجم بعد فراہمی سرمایہ چھپنا شروع ہوگا۔والسلام۔ (خاکسار غلام احمد۔قادیان ۱۸رجون ۱۸۸۴ء)

۹...... پوسٹ کارڈ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔

بخدمت اخویم رستم علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے یہ عاجز دعا کرے گا اور حصہ پنجم کتاب انشاء اللہ اب عنقریب چھپنا شروع ہوگا۔زیادہ خیریت۔والسلام۔

بخدمت منشی عطاء اللہ خاں صاحب السلام علیکم

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ، ۵رجون ۱۸۸۵ء، مکتوبات ج ۴ نمبر ۳ ص ۵)

مرزا قادیانی براہین احمدیہ حصہ پنجم کا وعدہ بیس برس میں لکھنے کا پورا کیا۔حالانکہ دیانت داری یہ تھی کہ وعدہ خلافی نہ کرتے اور جتنا سرمایہ پہنچ چکا تھا اس کے مطابق پورا کرتے۔لیکن مرزا غلام احمد قادیانی دیانتداری وایمانداری میں کبھی بھی پورے نہیں اترے۔کیا ایسا شخص کسی عہدہ

جلیلہ کا مستحق ہوسکتا ہے۔ مرزائیو۔ انصاف کرو۔ خدا کا خوف کرو۔ ایک ایسے شخص کو تم نے کہاں سے کہاں پہنچادیا۔ خدا تعالیٰ ہدایت دے۔ ناقل!

۱۳...... پوسٹ کارڈ

مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! مبلغ پچاس روپے مرسلہ آپ کے بدست میاں امام الدین صاحب پہنچ گئے۔ جس قدر آپ نے اور چودھری محمد بخش صاحب نے کوشش کی ہے۔ خداوند کریم جل شانہ آپ کو اجر عظیم بخشے اور دنیا و آخرت میں کامیاب کرے۔ اس جگہ تادم تحریر ہر طرح سے خیریت ہے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲؍اگست ۱۸۸۵ء)...... (مکتوبات ج۵ نمبر۳، ص۷)

۲۶...... پوسٹ کارڈ

مکرمی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! میں نے پہلے بھی لکھا تھا کہ کچھ چیزیں منشی الٰہی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ لاہور آپ کے نام اور چودھری محمد بخش صاحب کے نام بلٹی کرا کر جالندھر میں بھیجیں گے۔ آپ براہ مہربانی وہ چیزیں کسی یکہ بان کے ہاتھ یا جیسی صورت ہو ہوشیار پور میں اس عاجز کے نام بھیج دیں اور اگر آپ دورے میں ہوں تو چودھری محمد بخش صاحب کو اطلاع دیدیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ) (۳۱؍فروری ۱۸۸۶ء، مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص۱۳)

یہ عجیب وغریب ومصنوعی نبی ہے کہ یہ مریدوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے۔ کیا ایسا شخص عوام کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔

۴۳...... ملفوف

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ پہنچا یہ عاجز ۲۵؍نومبر ۱۸۸۶ء سے قادیان پہنچ گیا ہے۔ آپ برائے مہربانی اس روپیہ میں سے ماف ۱۵۰روپیہ بابو الٰہی بخش صاحب کے نام لاہور پہنچادیں کہ وہ رسالہ کے لئے بابو صاحب کے پاس جمع ہوگا اور باقی روپیہ اس جگہ ارسال فرما دیں اور ہمیشہ خیر وعافیت سے مطلع فرماتے رہیں۔ چودھری محمد بخش کو سلام مسنون پہنچے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور یکم دسمبر ۱۸۸۶ء)...... (مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص۲۴)

۴۴......ملفوف

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہٗ تعالیٰ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ پہنچا۔شیخ مہر علی صاحب کی نسبت میں نے بہت دعائیں کی ہیں اور شیخ مہر علی کے متعلق کچھ اور انجام بخیر کی پیشگوئی۔ بہر حال کلی طور پر امید رحمت الٰہی ہے اور بہت چاہا کہ صفائی سے ان کی نسبت منکشف ہو مگر کچھ مکروہات اور کچھ آثار خیر نظر آئے۔اگر اس کی تعبیر اسی قدر ہو کہ مکروہات اور شائد جس قدر بھگت چکے ہوں۔ان کی طرف اشارہ ہو۔انجام بخیر کی بہت کچھ امید ہے اور دعائیں بھی از حد ہو چکی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے حال پر رحم کرے۔آمین۔ثم آمین اور جو آپ نے نیت کی ہے کہ اگر ضرورت ہو تو چار ماہ کے لئے بطور قرضہ سو یا دو سو روپے دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیت کا اجر بخشے۔اگر کسی وقت ایسی ضرورت پیش آئے گی تو آپ کو اطلاع دوں گا اور خود اس عاجز کا ارادہ ہے کہ جو امور ہندوؤں کے وید سے بطور مقابلہ طلب کئے گئے ہیں وہ بطور حق براہین ہیں۔ابلاغ پائیں اور اللہ جل شانہ توفیق عمر بخشے کہ تا ہم ان سب امور کو انجام دے سکیں۔بخدمت چودھری محمد بخش صاحب وجمیع احباب کو سلام مسنون پہنچے اور جس وقت آپ قادیان میں تشریف لاویں ایک شیشی چٹنی سرکہ کی ضرور ساتھ لاویں۔

نوٹ: یہ مکتوب حضرت کے اپنے قلم سے لکھا ہوا ہے مگر آپ حسب معمول اس پر اپنا نام نہیں لکھ سکے۔تاریخ بھی درج نہیں۔سلسلہ خطوط سے دسمبر ۱۸۸۶ء کا پایا جاتا ہے۔

(عرفانی مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۲۴،۲۵)

۴۶......پوسٹ کارڈ

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہٗ تعالیٰ، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آزار بند اور قند جو پہلے آں مکرم نے بھیجے تھے، سب پہنچ گئے۔امید ہے کہ آج یا کل شیر مال بھی پہنچ جاوے گی۔جزاکم اللہ احسن الجزاء۔رسالہ سراج منیر کا مضمون تو اب تیار ہے۔مگر اس کی طبع کے لئے تجویز کر رہا ہوں۔کیونکہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ اس کا چودہ سو روپیہ لاگت ہے۔اگر کوئی مطبع کسی قدر پیچھے یعنی تین ماہ بعد لینا منظور کرے تو بآسانی کام چل جائے اور اشتہار میرے پاس پہنچ گیا ہے۔فتح محمد خاں صاحب کی غلطی سے کچھ کا کچھ لکھ دیا۔اب آپ بھی وصولی روپیہ قیمت سرمہ چشم

آر یہ کا بہت جلد بندوبست کریں اور پندرہ روپیہ کی مجھے اور ضرورت ہے وہ میرے پاس بھیج دیں۔ باقی روپیہ منشی الٰہی بخش صاحب کے نام تجویز کیا ہے وہ بھی ان کے پاس محفوظ رکھیں کہ اب روپیہ کی ضرورت بہت پڑے گی۔ قیمت رسالہ میں آج تک آپ سے پچھتر روپیہ پہنچ گئے ہیں اور پندرہ روپیہ آنے سے پورے نوے روپے ہو جائیں گے۔ شیخ مہر علی صاحب کے لئے بہت دعا کی گئی ہے۔

واللہ غفور الرحیم! سندرداس کے لئے تو ہم نے آپ کے کہنے سے ہم نے بہت دعا کی تھی مگر چونکہ ہندو آخر ہندو ہے اس لئے وفاداری سے شکر گزار ہونا مشکل ہے۔ آج کل ہندوؤں کے جو مادے ظاہر ہو رہے ہیں اس سے عقل حیران ہے۔ ہندوؤں میں وہ لوگ کم ہیں جو نیک اصل ہوں۔ ایک خطاء۔ سوم مادر بخطا۔ بخدمت چودھری محمد بخش صاحب۔ السلام علیکم (خاکسار غلام احمد عفی عنہ)......(مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص۲۵، ۲۶)

۴۷......ملفوف

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

شیخ میر محمد صاحب کے واسطے دعا کروں گا۔ آپ بالفعل پچیس روپیہ بذریعہ منی آرڈر اس جگہ کی ضرورتوں کے لئے ارسال فرمادیں اور باقی روپیہ کی وصولی کا جہاں تک ممکن ہو جلد بندوبست کریں۔ تا وہ روپیہ سراج منیر کے کسی کام آوے اور قند جیسا کہ آپ نے ہوشیار پور بھیجا تھا۔ دو روپیہ کے شیر مال تازہ تیار کروا کے ٹوکری میں بند کر کے بذریعہ ریل بھیج دیں اور اول اس کی بلٹی بھیج دیں اور شیخ مہر علی صاحب کی صورت مقدمہ سے اطلاع بخشیں، سندرداس کی کامیابی سے خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سچی ہدایت بھی بخشے کہ بجز قوم میں سے باہر آنے کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔

واللہ یھدی الیہ من یشاء! بخدمت چودھری محمد بخش صاحب سلام مسنون۔ دوسو روپیہ جو قرضہ لیا جائے گا۔ آپ اپنے طور پر تیار رکھیں کہ جب نزدیک یا دیر سے اس کی ضرورت ہوئی تو بھیجنے میں توقف نہ ہووے۔ (مکتوبات ج۵ ص۲۶، ۲۷، نمبر۳)

۴۸......ملفوف

شیخ مہر علی صاحب کے لئے دعا:

مخدومی مکرمی! اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

شیخ مہر علی صاحب کے لئے میں نے اس قدر دعا کی ہے کہ جس کا شمار اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ اللہ جل شانہ اس کی جان بخشی کرے۔ کہ وہ کریم ورحیم ہے۔ رونے والوں کو ایک دم ہنسا سکتا ہے۔ سندر داس کے لئے بھی دعا کی ہے۔ مگر اسے کیوں ایسا مضطر ہونا چاہئے۔ وہ تو ابھی لڑکا ہے اور ابھی بہت سا وسیع میدان درپیش ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کس قدر روپیہ لاہور میں بھیجا ہے۔ اگر کچھ بقیہ آپ کے پاس ہو تو مجھے بعض ضروریات کے لئے منگوانا ضروری ہے۔ اس سے جلد تر اطلاع بخشیں اور نیز معلوم ہوتا ہے کہ قرضہ کی بھی ضرورت پڑے گی۔ سو اگر آپ دو سو روپیہ تک قرضہ کا انتظام کر دیں تو اس قسم کا ثواب بھی آپ کو حاصل ہوگا۔ باقی خیریت ہے۔ مقدمہ شیخ مہر علی صاحب سے اطلاع بخشیں۔ والسلام!   (مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص ۶۷، ۶۸)

۴۹...... پوسٹ کارڈ

مشفقی مکرمی محبی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! عنایت نامہ معہ قصیدہ متبرکہ موصول ہو کر بہت خوشی ہوئی۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ اگر چند بوتل سوڈا واٹر مل سکیں تو وہ بھی بھیج دینا۔ یہ قصیدہ انشاء اللہ درج کتاب کرادوں گا۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ از لودھیانہ)...... (مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص ۲۸)

(ہر چیز اپنے مریدوں سے طلب کرتے ہیں کیا اسوہ رسول ﷺ یہی ہے۔ ناقل)

۵۶...... پوسٹ کارڈ

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ تعالیٰ،   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

پانچ سو روپیہ کے شیر مال پہنچ گئے ہیں۔ جزاکم اللہ خیرا! اور سب طرح سے خریت ہے۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد عفی عنہ از قادیان)

نوٹ: اس پر تاریخ نہیں۔ مگر مہر ۴؍مئی ۱۸۸۷ء کی ہے۔

۶۱...... پوسٹ کارڈ

مکرمی اخویم،   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ عاجز امرتسر پہنچ گیا ہے۔ شاید پیر منگل تک اس جگہ رہوں۔ مگر بروز اتوار صرف ایک دن کے لئے لاہور جانے کا ارادہ ہے۔ اگر آپ تشریف لادیں تو میں کٹرہ مہاں سنگھ میں برمکان منشی

محمد عمر صاحب داروغہ سابق اترا ہوں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد از امرت سر کڑہ مہاں سنگھ ۳۰؍ مارچ ۱۸۸۷ء) (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۳۳)

۶۴...... پوسٹ کارڈ

مکرمی اخویم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چونکہ میں نے رسالہ شحنۂ حق کی اجرت وغیرہ ادا کرنا ہے اور اس جگہ روپیہ وغیرہ نہیں ہے۔ اس لئے مکلف ہوں کہ آپ مجھے کو بیس روپے بھیج دیں اور حساب یادداشت میں لکھتے رہیں۔ یعنی جس قدر آپ نے متفرق بھیجا ہے۔ اس کو اپنی یادداشت میں تحریر فرماتے جاویں اور اب وصولی روپیہ اور تصفیہ بقایا کی طرف توجہ فرمادیں۔ کہ اب روپیہ کی بہت ضرورت پڑے گی۔ بڑا بھاری کام سر پر آ گیا ہے۔ آپ کی ملاقات کبھی ہو تو بہتر ہے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد قادیان)...... (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۳۴)

نوٹ: تاریخ درج نہیں ڈاک خانہ کی مہر قادیان ۱۱؍ اپریل ۱۸۸۷ء

۶۵...... ملفوف

مخدومی مکرمی اخویم، منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ دعا کی گئی۔ مجھ کو بباعث علالت طبیعت خود کم فرصتی بھی ہے۔ اب میں آپ سے ایک ضروری امر میں مشورہ لینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ بوجہ چند در چند وجہوں کے دوسری جگہ کتابوں کے طبع کرانے سے میری طبیعت دق آ گئی ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ اپنا مطبع تیار کر کے کام سراج منیر و دیگر رسائل کا شروع کرادوں۔ اگر مطبع میں کچھ خسارہ بھی ہوگا۔ تو ان خساروں کی نسبت کم ہوگا۔ جو مجھے دوسرے لوگوں کے مطابع سے اٹھانے پڑتے ہیں۔ لیکن تخمینہ کیا گیا ہے کہ اس کام کے شروع کرانے میں تیرہ چودہ سو روپیہ خرچ آئے گا۔ جس میں خرید پریس وغیرہ بھی داخل ہے اور آپ نے اقرار کیا تھا کہ ہم تین ماہ کے عرصہ کے لئے دو سو روپیہ بطور قرضہ دے سکتے ہیں۔ سو اگر آپ سے یہ ہو سکے اور آپ کسی طور سے یہ بندوبست کرسکیں کہ چار سو روپیہ بطور قرضہ چھ ماہ کے لئے تجویز کر کے مجھ کو اطلاع دیں تو میں جانتا ہوں کہ اس میں آپ کو بہت ثواب ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو چھ ماہ کے اندر ہی یہ قرضہ ادا کرادے۔ لیکن چھ ماہ کہ بعد بہر حال بلا توقف آپ کو دیا جائے گا اور باقی آٹھ نو سو روپیہ کسی جگہ سے قرضہ لیا جائے گا۔ اس کا

جواب آپ بہت جلد بھیج دیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ آپ کے ہاتھ پر خداتعالیٰ نے یہ خیر مقدر کی ہو۔ اگر میں سمجھتا کہ آپ ادھر ادھر سے لے کر کچھ اور زیادہ بندوبست کر سکتے ہیں تو میں آٹھ سو روپیہ کے لئے آپ کو لکھتا مگر مجھے خیال ہے کہ گو آپ اپنے نفس سے اللہ رسول کی راہ میں فدا ہیں۔ مگر آج دوسرے مسلمان ایسے ضعیف ہو رہے ہیں کہ اگر ان کے پاس قرضہ کا بھی نام لیا جاوے۔ تو ساتھ ہی ان کی طبع میں قبض شروع ہو جاتا ہے۔ جواب سے جلدتر اطلاع بخشیں۔ شیخ مہر علی صاحب کے مقدمہ کی نسبت اگر کچھ پتہ ہو تو ضرور بخشیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد قادیان ۱۱رمئی ۱۸۸۷ء)...... (مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص ۳۵،۳۶)

۷۵...... پوسٹ کارڈ

مکرمی اخویم، بعد السلام علیکم! آم پہنچ گئے تھے۔ اگر دوسری دفعہ ارادہ ارسال ہو تو دو امر کا لحاظ رکھیں۔ ایک تو آم کسی قدر کچے ہوں دوسرے ایسے ہوں جن میں صوف نہ ہو اور جن کا شیرہ پتلا ہو۔ میں نے سندر داس کی شفا اور نیز ہدایت کے لئے دعا کی ہے۔ اطلاعاً لکھا گیا۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد قادیان ۱۶رجولائی ۱۸۸۷ء)...... (مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص ۴۱)

۷۶...... پوسٹ کارڈ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ بعد السلام وعلیکم!

دو شطرنجی کلاں اگر دو روز کے لئے بطور مستعار مل سکیں تو ضرور بندوبست کر کے ساتھ لا دیں اور پھر ساتھ ہی لے جاویں اور جمعہ تکوع یعنی جمعہ کی شام تک ضرور تشریف لے آدیں۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد عفی عنہ، ۱۰راگست ۱۸۸۷ء)...... (مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص ۴۴)

۷۸...... ملفوف

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ آپ کا عنایت نامہ پہنچا مگر پان نہیں پہنچے۔ حتی المقدور آپ ایسا بندوبست کریں کہ پان دوسرے چوتھے روز باسانی پہنچ جایا کریں اور اب جہاں تک ممکن ہو۔ پان جلدی پہنچاویں اور دوبارہ آپ کو تاکیداً لکھتا ہوں۔ کہ آپ بڑی جدوجہد سے ڈیڑھ من خام روغن زرد عمدہ جمعہ تک پہنچاویں اور تیس روپیہ نقد ارسال فرماویں اور شاید قریباً یہ پنتالیس یا چھیالیس روپیہ ہوں گے۔ آپ اس میں جہاں تک ہو سکے بڑی کوشش کریں اور عقیقہ کی ضیافت کے لئے تین بوتل عمدہ چٹنی اور بیس سیر آلو پختہ اور چار

شار اربی پختہ اور کسی قدر میٹھی و پالک وغیرہ ترکاری اگر مل سکے ضرور ارسال فرمادیں۔ یہ بڑا بھارا انتظام عقیقہ کا میں نے آپ کے ذمہ ڈال دیا ہے۔ بہتر ہے آپ تین روز کی رخصت لے کر معہ ان سب چیزوں کے جمعہ کی شام تک قادیان میں پہنچ جائیں۔ کیونکہ ہفتہ کے دن عقیقہ ہے۔

اگر چودھری محمد بخش صاحب کو بھی ساتھ لا دیں تو بڑی خوشی کی بات ہے۔ مگر آپ تو بہر صورت آدیں اور اول تو چار روز کی ورنہ تین دن کی ضرور رخصت لے آویں۔ میں نے سندر داس کے لئے بہت دعا کی ہے اور نیز جہاں تک مجھے وقت ملا مولوی مراد علی صاحب کے لئے بھی۔ اگر مولوی مراد علی صاحب بھی اس تقریب میں شریک ہوں تو عین خوشی ہوگی۔ والسلام خاکسار غلام احمد عفی اللہ۔ نوٹ اس خط پر تاریخ درج نہیں مگر سلسلہ بتاتا ہے کہ اگست ۱۸۸۷ء (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۴۵) کا خط ہے۔ مولوی مراد علی صاحب جالندھری مشہور آدمی تھے۔ عرفانی!

۷۹...... پوسٹ کارڈ

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں ایک آپ کو نہایت ضروری تکلیف دیتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کی جدوجہد سے یہ کام بھی انجام پذیر ہو جاوے اور وہ یہ ہے کہ دو روز کے لئے ایک سائبان درکار ہے۔ جو بڑا سائبان ہو خیمہ کی طرح جس کے اندر آرام پا سکیں۔ اگر سائبان نہ ہو تو خیمہ ہی ہو۔ ضرور کسی رئیس سے لے کر ساتھ لاویں۔ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ مکان کی تنگی ہے۔ بہت توجہ کر کے کوشش کریں۔ (خاکسار غلام احمد ۱۰ اگست ۱۸۸۷ء)...... (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۴۶)

۷۹...... ملفوف

مخدومی مکرم اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ بعد سلام مسنون۔ اس وقت ایک نہایت ضرورت خیمہ سائبان کی پیش آئی ہے۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ مہمان عقیقہ کے روز اس قدر آئیں گے۔ کہ مکان میں گنجائش نہیں ہوگی۔ یہ آپ کے لئے ثواب حاصل کرنے کا نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ اس لئے مکلف ہوں کہ ایک سائبان مع قناعت کسی رئیس سے بطور مستعار دو روز کے لئے لے کر جیسے سردار سوچیت سنگھ ہیں ضرور ساتھ لاویں۔ بہر طرح جدوجہد کر کے ساتھ لاویں نہایت تاکید ہے۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان۔ ۱۰ اگست ۱۸۸۷ء)

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۴۶)

مکرر یہ کے ایک سائبان فراخ معہ قناعت کے جو اردگرد اس کے لگائی جاوے۔ تلاش کر کے ہمراہ لاویں۔

۸۰......ملفوف

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

اس سے پہلے روغن زرد کے لئے آپ کی خدمت میں لکھا گیا تھا۔ اسی وجہ سے یہاں کچھ بندوبست نہیں کیا گیا۔ لیکن دل میں اندیشہ ہے کہ شاید وہ خط نہ پہنچا ہو۔ کیونکہ آپ کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ کہ خریدا گیا یا نہیں اور وقت ضرورت روغن کا بہت ہی قریب آ گیا ہے اور روغن کم سے کم ڈیڑھ من خام چاہئے اور اگر دو من خام ہو تو بہتر ہے۔ کیونکہ خرچ بہت ہوگا۔ چونکہ یہ کام تمام آپ کے ذمہ ڈال دیا گیا ہے۔ اس لئے آپ ہی کو اس کا فکر واجب ہے۔ اگر خدانخواستہ وہ خط نہ پہنچا ہو تو اس جگہ ایسی جلدی سے بندوبست ہونا محال وغیر ممکن ہے۔ اس صورت میں لازم ہے کہ آپ دو۲ من خام روغن امرتسر سے خرید کر کے ساتھ لاویں۔ خواہ کیسا ہی آپ کا حرج ہو۔ اس میں تساہل نہ فرماویں اور مناسب ہے کہ چودھری محمد بخش صاحب بھی ساتھ آویں اور دوسرے جس قدر بھی آپ کے احباب ہوں۔ یا ایسے صاحب۔ جو بخوشی خاطر اس موقع پر آ سکتے ہوں۔ ان کو بھی ساتھ لے آویں اور سب باتیں آپ کو معلوم ہیں۔ اعادہ کی حاجت نہیں۔

والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور)......(مکتوبات ج۵ نمبر۳ ص۴۷)

۸۱......ملفوف

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام وعلیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

کل میاں نور احمد نے صاف جواب بھیجا ہے کہ مجھے قادیان میں مطبع لے کر آنا منظور نہیں اور نہ میں دہلی جاتا ہوں اور نہ شرح مجوزہ سابقہ پر مجھے کتاب چھاپنا منظور ہے۔ اس لئے بالفعل تجویز پاس کی غیر ضروری ہے۔ لوگ ہر ایک بات میں اپنی دنیا کا پورا پورا فائدہ دیکھ لیتے ہیں۔ بلکہ جائز فائدہ سے علاوہ چاہتے ہیں۔ دیانت دار انسان کا ذکر کیا۔ ایسا بددیانت بھی کم ملتا ہے جو کسی قدر بددیانتی ڈر کر کرتا ہے۔ اب جب تک کسی مطبع والے سے تجویز پختہ نہ ہو جائے۔

خود بخود کاغذ خرید نا عبث ہے۔ میاں عبداللہ سنوری تو بیمار ہو کر چلا گیا۔ میاں فتح خاں کا بھائی بھی بیمار ہے اور اس جگہ بیماری بھی بکثرت ہو رہی ہے۔ ہفتہ عشرہ میں جب موسم کچھ صحت پر آتا ہے تو لاہور یا امرتسر جا کر کسی مطبع والے سے بندوست کیا جائے گا۔ پھر آپ کو اطلاع دی جائے گی۔

ایک ضروری بات کے لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ میرے پاس ایک آدمی حافظ عبدالرحمٰن نام موجود ہے۔ وہ نوجوان اور قد کا پورا اور قابل ملازمت پولیس ہے۔ بلکہ ایک دفعہ پولیس میں نوکری بھی کر چکا ہے اور اس کا باپ بھی سارجنٹ درجہ اول تھا۔ پنشن یاب ہو گیا ہے۔ اس کا منشاء ہے جو پولیس میں کسی جگہ نوکر ہو جاؤں اگر بالفعل آپ کی کوشش سے کانسٹیبل بھی ہو جائے تو از بس غنیمت ہے۔ ایک سند ترک ملازمت بھی بطور صفائی اس کے پاس ہے۔ عمر تخمیناً بائیس سال کی ہے۔ اگر آپ کی کوشش سے وہ نوکر ہو سکتا ہے تو مجھے اطلاع بخشیں کہ اس کو آپ کی خدمت میں روانہ کروں اور جلد اطلاع دیں۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد قادیان ۹ راگست ۱۸۸۷ء)...... (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۴۸)

۸۶...... پوسٹ کارڈ

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

پہلے اس سے روغن زرد کے لئے لکھا گیا تھا کہ ایک من خام ارسال فرمادیں۔ سو اس کی انتظار ہے۔ کیونکہ اس کی بہت ضرورت ہے۔ دوسری یہ تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خادم کی ضرورت ہے۔ قادیان کے لوگوں کا حال دگرگوں ہے۔ ہمارا یہ منشاء ہے کہ کوئی باہر سے خادم آوے۔ جو طفل نوزاد کی خدمت میں مشغول رہے۔ آپ اس میں نہایت درجہ سعی فرمادیں۔ کہ کوئی نیک طبیعت اور دیندار خادم کہ جو کسی قدر جوان ہو مل جائے اور جواب سے مطلع فرمائیں۔

(خاکسار غلام احمد ۲۱ اگست ۱۸۸۷ء)...... (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۴۹)

۸۷...... پوسٹ کارڈ

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، بعد السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

کل آپ کا خط پہنچا۔ آپ کے لئے بہت دعا کی گئی ہے۔ جس بات میں فی الحقیقت

بہتری ہوگی۔ وہی بات اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اختیار کرے گا۔ انسان ہی سمجھ سکتا ہے کہ میری بہتری کس بات میں ہے۔ یہ اسرار فقط خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔ سو قوی یقین سے اس پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ روغن زرد اب تک نہیں پہنچا۔ اس جگہ بالکل نہیں ملتا۔ اگر آپ ایک من روغن خام تلاش کر کے بھیج دیں تو اس وقت نہایت ضرورت ہے اور نیز جیسا میں پہلے لکھ چکا ہوں کوئی خادم ضرور تلاش کریں اور پھر تحریر فرمانے پر روانہ کر دیں۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد ۲۲ / اگست ۱۸۸۷ء)......(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۴۹)

پوسٹ کارڈ نمبر ۹۸

مکرمی، السلام علیکم! ابھی ایک خط روانہ خدمت ہو چکا ہے۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ میری لڑکی بباعث بیماری نہایت کمزور ونقیہ اور ضعیف ہو رہی ہے کچھ کھاتی نہیں۔ انگریزی بسکٹ جو کہ نرم اور ایک بکس میں بند ہوتے ہیں۔ جن کی قیمت فی بکس ۲عہ ہوتی ہے۔ وہ اس کو موافق ہیں۔ اب براہ مہربانی ایسے بسکٹ شہر میں ۲عہ کو خرید کر ایک بکس ہمراہ خادمہ یا جس طرح پہنچ سکے ارسال فرمادیں۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد ۲۶ / دسمبر ۱۸۸۷ء)......(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۵۷)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۳

مخدومی مکرمی، السلام علیکم! روغن زرد جو کہ ۸ ثار خام تھا وہ اب تک نہیں پہنچا اور دوسری مرتبہ کا شاید ۳۰ ثار تھا۔ وہ پہنچ گیا ہے۔ اگر آپ کوشش کریں تو پہنچ جائے۔ بے فائدہ نہ جائے۔ اگر ممکن ہو تو ۲ آنہ کے پان بھی بھیج دیں۔ اب امید رکھتا ہوں کہ کام جلدی شروع ہوگا۔ مفصل کیفیت پیچھے سے لکھوں گا۔ عبدالرحمٰن کو میں نے کہہ دیا ہے شاید ہفتہ عشرہ تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ والسلام!
(خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۶ / اکتوبر ۱۸۸۷ء)

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۶۰)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۰۵

مخدومی مکرمی اخویم سلمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

پہلا گھی صرف ۲۱ سیر پہنچا تھا۔ جیسا کہ آپ نے لکھا ہے میں نے غلطی سے ۳۰ کا روزن لکھ دیا تھا۔ اطلاعاً لکھا گیا اور سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد عفی عنہ ۳۰ر اکتوبر ۱۸۸۷ء)......(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۶۵)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۰

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ پہنچا۔ سندر داس کی علالت طبع کی طرف مجھے بہت خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو تندرستی بخشے۔ اگر قضا مبرم نہیں ہے تو مخلصانہ دعا کا اثر ظہور پذیر ہوگا۔ آپ کی ملاقات کو بھی بہت دیر ہوگئی ہے۔ کسی فرصت کے وقت آپ کی ملاقات بھی ہو تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھیں اور اسی کو ہر ایک بات میں مقدم سمجھیں۔ والسلام۔ (توکل علی اللہ کی تعلیم)

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۴ر دسمبر ۱۸۸۷ء)......(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۶۸)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۱۱

مخدومی مکرمی، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! میرا لڑکا بشیر احمد سخت بیمار ہے۔ کھانسی وتپ وغیرہ خطرناک عوارض ہیں۔ آپ جس طرح ہوسکے ۲ر کے پان بہت جلد بھیج دیں کہ کھانسی کے لئے ایک دوا اس میں دی جاتی ہے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۱۶ر دسمبر ۱۸۸۷ء)......(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۶۸)

ملفوف نمبر ۱۱۵

مخدومی مکرمی منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم!

عنایت نامہ پہنچا اور خیر وعافیت سے خوشی وتسلی ہوئی۔ اب سردی نکلنے والی ہے اور اب آپ کے لئے موسم بہت اچھا نکل آئے گا۔ سندر داس کی طبیعت کا حال پھر آپ نے کچھ نہیں لکھا۔ صرف اتنا معلوم ہوا تھا کہ اب بہ نسبت سابق کچھ آرام ہے۔ اس کی طبیعت کے حال سے مفصل اطلاع بخشیں۔ اس وقت کاغذی اخروٹ یعنی جوز کے ایک دوا بنانے کے لئے ضرورت ہے اور بقدر باراں اثار خام اخروٹ چاہئے۔ مگر کاغذی چاہئے اس لئے تکلیف دیتا ہوں۔ کہ اگر کاغذی

اخروٹ اس جگہ سے مل سکیں اور یہ بندوبست بھی ہو سکے کہ پٹھان کوٹ سے بلٹی کرا کر اسٹیشن بٹالہ پر پہنچ سکیں۔ تو ضرور ارسال فرما دیں' یہ سب کچھ بے تکلف آپ کی طرف جو لکھا جاتا ہے۔ محض آپ کے اخلاص و محبت کے لحاظ سے ہے۔ جو آپ محض للہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے محض للہ اخلاص کو غایت درجہ پر بڑھا دیا ہے۔ خدمت للہ میں کوئی وقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر بخشے اور دین میں استقامت و تقویٰ و دنیا میں عزت و حرمت عطا کرے۔ آمین۔ مکرر یاد رہے کہ یوں ہی بلا محصول ہرگز بھیجنا نہیں چاہئے۔ بلکہ بلٹی بیرنگ کرا کر ملف خط علیحدہ میرے پاس بھیج دیں اور بٹالہ کے اسٹیشن کے نام بلٹی ہو۔ تا اس جگہ سے لیا جاوے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۵/ جنوری ۱۸۸۸ء)

نوٹ: مکتوب نمبر ۱۱۲ میں چودھری رستم علی صاحب کی ترقی کا ذکر آیا ہے۔ ان کی ترقی کا سوال درپیش تھا۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ سارجنٹی سے ڈپٹی انسپکٹری پر ترقی پا کر دھرم سالہ ضلع کانگڑہ میں تعینات ہوئے تھے۔ اس وقت ہیڈ کانسٹیبل سارجنٹ اور سب انسپکٹری کہلاتی تھی۔ بہر حال چودھری صاحب ڈپٹی انسپکٹر یا سب انسپکٹر ہو کر دھرم سالہ چلے گئے۔ اس وقت حضرت اقدس لفافہ انہیں اس طرح پر لکھتے ہیں۔

ضلع کانگڑہ۔ بمقام دھرم سال۔ خدمت میں مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر (جو رشتہ دار پیشی ہیں یا لین پولیس میں) پہنچے۔ (عرفانی) (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۱۷)

ملفوف نمبر ۱۱۸

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کے ساتھ ربط ملاقات پیدا کرنے سے فائدہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کو بدلا دیا جائے۔ تا عاقبت درست ہو (حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھنے کی غرض) سندر داس کی وفات کے زیادہ غم سے آپ کو پرہیز کرنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کا ہر ایک کام انسان کی بھلائی کے لئے ہے۔ گو انسان اس کو سمجھے یا نہ سمجھے۔ جب ہمارے نبی کریم ﷺ نے اپنی بعثت کے بعد بیعت ایمان لینا شروع کیا۔ تو اس بیعت میں یہ داخل تھا کہ اپنا حقیقی دوست خدا تعالیٰ کو ٹھہرایا جائے اور اس کے ضمن میں اس کے نبی اور درجہ بدرجہ تمام صلحاء کو بغیر حلت دینی کسی کو دوست نہ سمجھا جائے۔ یہی اسلام ہے۔ جس سے آج کل لوگ بے خبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین امنو اشد

حبا للّٰـہ ۔یعنی ایمانداروں کا کامل دوست خدا ہی ہوتا ہے۔ بس جس حالت میں انسان پر خدا تعالیٰ کے سوا اور کسی کا حق نہیں۔ تو اس لئے خالص دوستی محض خدا تعالیٰ کا حق ہے۔ صوفیاء کو اس میں اختلاف ہے۔ کہ جو مثلاً غیر سے اپنی محبت کو عشق تک پہنچاتا ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے۔ اکثر یہی کہتے ہیں کہ اس کی حالت حکم کفر کا رکھتی ہے۔ (کفر کی ایک حقیقت) گو احکام کفر کے اس پر صادر نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ بباعث بے اختیاری مرفوع القلم ہے۔ تاہم اس کی حالت کافر کی صورت میں ہے۔ کیونکہ عشق اور محبت کا حق اللہ جل شانہ کا ہے اور وہ بددیانتی کی راہ سے خدا تعالیٰ کا حق دوسرے کو دیتا ہے اور یہ ایک ایسی صورت ہے جس میں دین و دنیا دونوں کے وبال کا خطرہ ہے۔ راست بازوں نے اپنے پیارے بیٹوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا۔ اپنی جانیں خدا تعالیٰ کی راہ میں دیں۔ تا توحید کی حقیقت انہیں حاصل ہو۔ سو میں آپ کو خالصاً للّٰہ نصیحت دیتا ہوں۔ کہ آپ اس حزن و غم سے دست کش ہو جائیں اور اپنے محبوب حقیقی کی طرف رجوع کریں۔ تا وہ آپ کو برکت بخشے اور آفات سے محفوظ رکھے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان یکم مارچ ۱۸۸۸ء)...... (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۷۵،۷۶)

ملفوف نمبر ۱۱۹

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ پہنچا۔ موجب خوشی ہوا۔ اللہ جل شانہ آپ کو اس اخلاص اور محبت کا اجر بخشے اور آپ سے راضی ہو اور راضی کرے۔ آمین ثم آمین۔ حال یہ ہے کہ یہ عاجز خود آرزو خواں ہے کہ ماہ رمضان آپ کے پاس بسر کرے۔ لیکن نہایت دقت درپیش ہے کہ آج کل میرے دونوں بچے ایسے ضعیف و کمزور ہو رہے ہیں کہ ہفتہ میں ایک دو دفعہ بیمار ہو جاتے ہیں اور میرے گھر کے لوگ اس جگہ کچھ قرابت نہیں رکھتے اور ہمارے کنبہ والوں سے کوئی ان کا غمخوار اور انیس نہیں ہے۔ اس لئے اکیلا سفر کرنا نہایت دشوار ہے۔ میں نے تجویز کی تھی کہ ان کو انبالہ چھاؤنی میں ان کے والدین کے پاس چھوڑ آؤں۔ مگر ان کے والدین نے اس بات کو چند وجوہ کے سبب سے تاخیر میں ڈال دیا۔ اب مجھے ایک طرف یہ شوق بھی نہایت درجہ ہے کہ ایک دو ماہ تک ایام گرمی میں آپ کے پاس رہوں اور اسی جگہ رمضان کے دن بسر کروں اور ایک طرف یہ موانع درپیش ہیں اور معہ عیال پہاڑ کا سفر کرنا مشکل اور صرف کثیر پر موقوف ہے۔ مستورات کا پہاڑ پر بغیر ڈولی کے جانا مشکل اور

ان کے ہمراہی کی ضرورت جسے اپنے لئے ایک ڈولی چاہئے اور چھ سات خادم اور خادمہ کے ساتھ ساتھ پہنچ جانے کے لئے بھی کچھ بندوبست چاہئے۔ سو اس سفر کے آمدورفت میں صرف کرایہ کا خرچہ شاید کم سے کم سو روپیہ ہوگا اور اس موقع ضرورت روپیہ میں اس قدر خرچہ کر دینا قابل تامل ہے۔ البتہ کوشش اور خیال میں ہوں کہ اگر موانع رفع ہو جائیں تو بلا توقف آپ کے پاس پہنچ جاؤں اور میں نے ان موانع کے رفع کرنے کے لئے حال میں بہت کوشش کی۔ مگر ابھی تک کچھ کارگر نہیں ہوئی۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان)...... (مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۷۶، ۷۷)

نوٹ: اس خط پر تاریخ درج نہیں۔ (عرفانی)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۱

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ پہنچا اور اس کے ساتھ ایک اور خط پہنچا جو ۲۷ر جنوری ۱۸۸۸ء کا لکھا ہوا تھا۔ تعجب کہ دو ماہ تک یہ خط کہاں رہا۔ مکلّف ہوں کہ بیس روپیہ جو آپ بھیجنے کو کہتے ہیں۔ وہ آپ جلد بھیج دیں۔ کہ یہاں ضرورت ہے۔ ہر چند دل میں خواہش ہے۔ مگر ابھی تک اس طرف ان کے آثار ظاہر نہیں ہوئے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ تک پہنچانا ہے تو آثار ظاہر ہو جائیں گے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان ۲ر اپریل ۱۸۸۸ء)

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۷۹)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۴

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کی ڈاک میں عنایت نامہ پہنچا۔ مفصل خط علیحدہ لکھا گیا ہے۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ بہت دعا کرتا رہوں گا اور یقین رکھتا ہوں کہ اثر ہو۔ اگر براہین احمدیہ کا کوئی شائق خریدار ہے تو آپ کو اختیار ہے کہ قیمت لے کر دیدیں۔ مگر ارسال قیمت کا محصول ان کے ذمہ رہے۔ اخروٹ اب تک نہیں پہنچے۔ شاید دو چار دن تک پہنچ جائیں اور اگر کوئی سبیل پہنچانے کا ہوا ہو۔ تو کسی قدر چاء بے شک بھیج دیں۔ کہ مہمانوں کی خدمت میں کام آجائے گا۔ بشیر احمد اچھا ہے۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان ۲/ مارچ ۱۸۸۸ء)

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۸۰)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۲۹

مخدومی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ عاجز اخیر رمضان تک اس جگہ بٹالہ میں ہے۔ غالباً عید پڑھنے کے بعد قادیان میں جاؤں گا۔ چاول مرسلہ آپ کے نہیں پہنچے۔ معلوم نہیں آپ نے کس کے ہاتھ بھیجے تھے اور چونکہ اس جگہ خرچ کی ضرورت ہے۔ اگر خریدار براہین احمدیہ سے دس روپیہ وصول ہو گئے ہوں۔ تو وہ اسی جگہ ارسال فرماویں۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد ۵ جون ۱۸۸۸ء)

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۸۲، ۸۳)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۷

مشفقی مکرمی اخویم منشی مرستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چونکہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں علماء مکذبین کے فیصلے کے لئے ایک جلسہ ہوگا۔ انشاء اللہ القدیر کثیر احباب اس جلسہ میں حاضر ہوں گے۔ لہٰذا مکلف ہوں کہ آپ بھی براہ عنایت ضرور تشریف لاویں۔ آتے ہوئے چار آنے کے پان ضرور لیتے آویں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان)

نوٹ: اس خط پر بندہ محمد اسماعیل السلام علیکم بھی درج ہے۔ یہ مرزا محمد اسماعیل کی طرف سے ہے۔ اس پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ مہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲۲ دسمبر ۱۸۹۱ء کو ڈاک میں ڈالا گیا ہے اور لاہور کی مہر ۳۰ دسمبر ۱۸۹۱ء کی ہے۔ یہ سب سے پہلے جلسہ کی اطلاع ہے اور اب جیسا کہ حضرت اقدس نے اس جلسہ کے اعلان میں ظاہر فرمایا تھا۔ وہی جلسہ برابر انہیں تاریخوں پر ہوتا چلا آرہا ہے۔ گویا اب تک ۴۷ سالانہ جلسے ہو چکے ہیں۔ سلسلہ کی ابتدائی تاریخ اور حضرت اقدس کی اس وقت کی مصروفیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ آپ ہی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔ (عرفانی) (مکتوبات نمبر ۳ ج ۵ ص ۱۱۲، ۱۱۳)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۸۸

مکرمی اخویم منشی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ!

ضرور دو شطرنجی اور ایک قالین ساتھ لاویں۔ ۲۵ دسمبر ۱۸۹۱ء

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۱۱۳)

پوسٹ کارڈ نمبر ۱۹۷

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے برادر زادہ کی خبر وفات سن کر بہت رنج واندوہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام

عزیزوں کو صبر عطا فرماوے اور اس مرحوم کو غریق رحمت کرے۔اب تاریخ جلسہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء بہت نزدیک آ گئی ہے۔آپ کا شامل ہونا بہت ضروری ہے۔ماسواء اس کے انتظار دو تین شطرنجی اور قالین کا اگر ہو سکے۔تو ضرور کرلیں۔یہ تو پہلے آجانی چاہئیں۔اگر آپ دو روز پہلے ہی تشریف لاویں تو مناسب ہے۔والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب، ۱۶ر دسمبر ۱۸۹۲ء) (مکتوبات نمبر ۳ ج ۵ ص ۱۱۸)

پوسٹ کارڈ نمبر ۲۱۱

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ نے جو کوٹ کپڑا بنوانے کے لئے لکھا تھا۔میرے خیال میں سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ ایک لحاف مہمانوں کی نیت سے بنوادیں کہ مہمانوں کے لئے اکثر لحافوں کی ضرورت ہوتی ہے۔زیادہ خیریت ہے۔والسلام! (خاکسار غلام احمد از قادیان)

(مکتوبات ج ۵ نمبر ۳ ص ۱۲۵)

ملفوف نمبر ۲۱۲

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

محبت نامہ پہنچا۔امید کہ انشاء اللہ القدیر آپ کی معافی سواری کے لئے دعا کرونگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس تکلیف سے بھی نجات بخشے۔مگر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو مبلغ ۲۰ روپیہ آپ نے بھیجے ہیں۔کیا عرب صاحب کے چندہ میں ہیں۔یا میرے کاروبار کے لئے۔کیونکہ میں نے سنا ہے تھا کہ آپ نے ۲۰ روپیہ چندہ کے لئے تجویز کئے ہیں۔اس سے اطلاع بخشیں۔والسلام! (خاکسار غلام احمد قادیان، ۱۰ر مارچ ۱۸۹۴ء)

ملفوف نمبر ۲۱۷

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ مع کارڈ پہنچا۔اب تو چند روز پیشگوئی میں رہ گئے ہیں۔دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچاوے۔شخص معلوم فیروز پور میں ہے اور تندرست اور فربہ ہے۔خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلا سے بچاوے۔آمین ثم آمین۔باقی خیریت ہے۔مولوی صاحب کو بھی لکھیں کہ اس دعا میں شریک رہیں۔والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان۔۲۲ر اگست ۱۸۹۴ء)

نوٹ: یہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس کا ایمان خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور استغناء ذاتی پر قابل رشک ہے۔ آپ کو تلوق کے ابتلا کا خیال ہے۔ (عرفانی)

ملفوظ نمبر ۲۲۷

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

عنایت نامہ پہنچا۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب معہ چند دیگر مہمانان تشریف لے آئے ہیں۔ امید کہ آپ بھی ضرور جلد تشریف لے آویں اور آتے وقت کسی سے بطور رعایت دو قالین اور دو شطرنجی لے آویں۔ کہ نہایت ضرورت ہے اور ۴؍ر کے پان لے آویں۔ قالین اور شطرنجی والے سے کہہ دیں کہ صرف تین چار روز تک ان چیزوں کی ضرورت ہوگی اور پھر ساتھ واپس لے آویں گے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام!

(خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۹؍دسمبر ۱۸۹۴ء)...... (مکتوبات نمبر ۳ ج ۵ ص ۱۳۳)

(روایت نمبر ۶۵۵) ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔

(سیرت المہدی ج ۳ ص ۱۱۱)

(از مرتب۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی ایک سنیاسی دوا ساز اور نیم حکیم تھے جو لوگوں کو بھنگ، افیون، دھتورہ جیسی زہریلی اور شرعاً حرام چیزیں استعمال کراتے تھے۔ کیا نبیوں کا یہ کام ہوتا ہے؟)

موم کی بتوں کی نمائش

(روایت نمبر ۵۳۹) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ سفر ملتان کے دوران میں حضرت صاحب (مرزا قادیانی) ایک رات لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ایک کمپنی آئی ہوئی تھی۔ اس میں قد آدم موم کے بنے ہوئے مجسمے تھے۔ جن میں بعض پرانے زمانہ کے تاریخی بت تھے اور بعض میں انسانی جسم کے اندرونی اعضاء طبی رنگ میں دکھائے گئے۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کو

اور چند احباب کو وہاں لے گئے اور حضور نے وہاں پھر کر تمام نمائش دیکھی۔

(سیرت المہدی حصہ سوم ص ۳۸)

از مرتب۔ بتوں کے اندرونی اعضاء (پوشیدہ حصوں) کی زیارت فرمائی جارہی ہے۔ واہ نبی جی! بہ یک وقت سنیاسی نیم حکیم' دوا ساز' اور ڈاکٹری سرجری کا کورس کرنے کے لئے موم کے مجسموں کے پوشیدہ حصے بھی دیکھنے سے گریز نہیں کیا۔

گورہ پولیس کے جلوئہ میں

(روایت نمبر ۹۴۱) میاں معراج الدین صاحب عمر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک مقدمہ فوجداری کی جوابدہی کے لئے جہلم کو جارہے تھے۔ یہ مقدمہ کرم دین نے حضور اور حکیم فضل الدین صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کے خلاف توہین کے متعلق کیا ہوا تھا۔ اس سفر کی مکمل کیفیت تو بہت طول چاہتی ہے۔ میں صرف ایک چھوٹی سی لطیف بات عرض کرتا ہوں۔ جس کو بہت کم دوستوں نے دیکھا ہوگا۔

جب حضور لاہور ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں پہنچے تو آپ کی زیارت کے لئے اس کثرت سے لوگ جمع تھے۔ جس کا اندازہ محال ہے کیونکہ نہ صرف پلیٹ فارم بلکہ باہر کا میدان بھی بھرا پڑا تھا اور لوگ نہایت منتوں سے دوسروں کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ ہمیں ذرا چہرہ کی زیارت اور درشن تو کر لینے دو۔ اس اثناء میں ایک شخص جن کا نام منشی احمد الدین صاحب ہے۔ (جو گورنمنٹ کے پینشنر ہیں اور اب تک بفضلہ زندہ موجود ہیں اور ان کی عمر اس وقت دو تین سال کم ایک سو برس کی ہے لیکن قوی اب تک اچھے ہیں اور احمدی ہیں) آگے آئے جس کھڑکی میں حضور بیٹھے ہوئے تھے وہاں گورہ پولیس کا پہرہ تھا اور ایک سپرنٹنڈنٹ کی حیثیت کا ایک افسر اس کھڑکی کے عین سامنے کھڑا نگرانی کر رہا تھا۔ کہ اتنے میں جرأت سے بڑھ کر منشی احمد الدین صاحب نے حضور سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ یہ دیکھ کر فوراً اس پولیس افسر نے اپنی تلوار کو الٹے رخ پر اس کی کلائی پر رکھ کر کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ اس نے کہا میں ان کا مرید ہوں اور مصافحہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس افسر نے جواب دیا کہ اس وقت ہم ان کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں ہم اس لئے ساتھ ہیں کہ بٹالہ سے جہلم اور جہلم سے بٹالہ تک بحفاظت تمام ان کو واپس پہونچا دیں۔ ہمیں کیا معلوم ہے کہ تم دوست ہو یا دشمن۔ ممکن ہے کہ تم اس بھیس میں کوئی حملہ کر دو اور نقصان پہنچاؤ۔ پس یہاں سے فوراً چلے جاؤ۔ یہ واقعہ حضرت صاحب کی نظر سے ذرا ہٹ کر ہوا تھا کیونکہ آپ اور طرف معروف تھے ... کے بعد راستہ میں آپ کی خدمت میں یہ واقعہ بیان کیا گیا۔ میں بھی اس سفر میں آنحضور کے

قدموں میں تھا حضور ہنس کر فرمانے لگے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کا اپنا انتظام ہے۔ جو اپنے وعدوں کو پورا کر رہا ہے۔ (سیرت المھدی ج ۳ ص ۲۸۹)

از مرتب۔ گورہ پولیس کا پہرہ کیوں نہ ہوں جبکہ انگریزوں کا خود کاشتہ نبی تھا جس کی کوئی قیمتی چیز ہوتی ہے وہی اس کی حفاظت کرتا ہو۔ اے ہمارے سیدھے سادھے مرزائیو! سوچو اور پھر سوچو کیا اللہ کے سچے نبیوں کی گورا پولیس حفاظت کیا کرتی ہے؟

مغرب وعشا اکٹھی

(روایت نمبر ۸۵۱) مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیر دین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرو کہ ہم کیا کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے فرمایا۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا اور فرمایا کہ صبح وشام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہئے۔ ہاں کبھی مجبور ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ مائی کاکو نے بیان کیا کہ اس وقت سے ہمارے گھر میں کسی نے مغرب کی نماز قضا نہیں کی اور ہمارے گھروں میں یہ طریق عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ شام کا کھانا مغرب سے پہلے ہی کھا لیتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز صحیح وقت پر ادا کر سکیں۔ (سیرت المھدی حصہ سوم ص ۲۲۵)

(از مرتب۔ کسی مجبوری کی وجہ سے بھی مغرت اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھنے کا کوئی مسئلہ نہیں، بہر حال نماز کا وقت گزرنے کے بعد جو نماز پڑھی جائیگی وہ قضاء ہی ہوگی۔)

دو فرشتے اور دو شیریں روٹیاں

(روایت نمبر ۸۸۵) ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے ایک دن حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) سے دریافت کیا کہ کبھی حضور نے فرشتے بھی دیکھے ہیں۔ اس وقت حضور بعد نماز مغرب مسجد مبارک کی چھت پر شہ نشیں کی بائیں جانب کے مینار کے قریب بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ اس مینار کے سامنے دو فرشتے میرے سامنے آئے۔ جن کے پاس دو شیریں روٹیاں تھیں اور وہ روٹیاں انہوں نے مجھے دیں اور کہا کہ ایک تمہارے لئے ہے اور دوسری تمہارے مریدوں کے لئے ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) کا یہ رؤیا چھپ چکا ہے۔ مگر الفاظ کا کچھ اختلاف ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب اس وقت جو جنوری ۱۹۳۹ء میں وفات پاچکے ہیں اور جن ڈاکٹر عبداللہ صاحب کا اس روایت میں ذکر ہے اس سے شیخ محمد عبداللہ نومسلم مراد ہیں۔ جو افسوس ہے کہ کچھ عرصہ سے بیعت خلافت سے منحرف ہیں۔ (سیرت المہدی حصہ سوم ص۲۶۳)

(از مرتب۔ بالکل درست، بناسپتی نبی کو دو میٹھی روٹیاں ہی نظر آنی چاہئیں۔ اندھے کو کیا چاہئے؟ دو آنکھیں جب یہ سب حیلے بہانے نبی، رسول، مہدی مسعود، مسیح موعود، اور جانے خدا کیا کیا کچھ بنا تو فرشتے بھی روٹیاں بردار خانساماں جیسے ہی حصہ میں آئیں گے۔ نیز جب ہی تو روایت کرنے والے شیخ محمد عبداللہ صاحب نے یہ من گھڑت فرشتوں اور روٹیوں والا قصہ سن کر فوراً توبہ کر لی اور جھوٹے نبی کی نبوت سے برأت کا اظہار کر دیا۔

حاشیہ جات

۱ دعویٰ تو کل نبیوں کے سردار ہونے کا اور ادھر کام کے کثرت کی وجہ سے ظہر وعصر کی نمازیں اکٹھی پڑھی جارہی ہیں۔ ناقل!

۲ کیا اللہ تعالیٰ کے نبیوں کا وقت سیر و تفریح میں گزرتا ہے یا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں اور لوگوں کی اصلاح و درستگی میں۔ ناقل!

۳ مگر آپ ﷺ نے تو کبھی نہیں توڑا۔

۴ میاں امام دین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بقول ہمارے مخالفین کے جب مسیح آئیگا اور لوگ اس کو ملنے کے لئے اس کے گھر پر جائیں گے تو گھر والے کہیں گے کہ مسیح صاحب باہر جنگل میں سور مارنے کے لئے گئے ہیں۔ پھر وہ لوگ حیران ہو کر کہیں گے کہ یہ کیسا مسیح ہے کہ لوگوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور باہر سوروں کا شکار کھیلتا پھر رہا ہے۔ (لو آج اپنے دام میں صیاد آ گیا۔ ناقل)

(سیرت المہدی ج۳ ص۲۹۲ بروایت نمبر ۹۴۶)

۵ کاروبار کیا تھا؟ الغرض حلال وحرام جیسے ہو سکے روپے وصول ہونے چاہئیں۔ ۱۲ ناقل!